

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# تاریخ انگلستان

از ایلانی بکے (سفر فشر) کی کتاب "ہسٹری آف انگلنڈ فار انگریز"

کا اردو ترجمہ

میٹری کیو لیشن کے لئے  
مستترچہ

مولوی ظفر علی خاں صاحب بی۔ اے و مولوی سید علی رضا صاحب بی۔ اے پیر سڑک لا  
ارکان سرگشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ  
بہار تریسم و نظرائی

۱۳۴۱ھ ۱۳۳۲ھ ۱۹۲۳ء

کتابخانه جامعہ عثمانیہ لاہور

(۱۰۰۰)



## دیساپہ

تاریخ انگلستان مولفہ جے کا ترجمہ مولوی ظفر علی خاں صاحب دی۔ اے۔ کے تفویض تھا اور صاحب موصوف نے تجزیوں باب کے نصف تک اس کا ترجمہ کیا اور وہ طبع بھی ہو گیا تھا بعد ازاں اس کی تکمیل بنجاب محکمہ راقم کے سپرد فرمائی گئی۔

اس بنا پر میں ولیم چارم کی عہد فرماں روانی سے خاتمہ کتاب تک ترجمہ کیا ہے۔ علاوہ ان نہایت مضامین صحت نامہ و نہایت اصطلاحات متخذہ تلفظ الفاظ جزافہ و اسمائے معروفہ اور تجربہ سلاطین جو کتاب کے شروع میں لکھا گیا ہے میرے لکھے ہوئے ہیں نیز برطانیہ عظمیٰ و ایران کے جو نامے کے متعلق جو (۸) عدد نیکے کتاب میں شامل کیے گئے ہیں ان کے نے ان کو پھر میری ہی تصحیح میں تیار کر لیا ہے۔

کتاب کے ابتدائی یک ٹمٹ حصے تک اصطلاحات متخذہ نہایت کی پابندی نہیں کی گئی ہے اور چونکہ اصطلاحات کوئی اصطلاحات کی تفسیر ہیں اور ان کے کی جانب سے تاریخ دستور انگلستان اور دوسری انگریزی کتابوں میں جو مصاب تعلیم جامعہ ثنائیہ کے لیے ترجمہ ہو کر شائع ہوئی ہیں ان ہی اصطلاحات کا استعمال ہوا ہے۔ لہذا طلباء کے لیے کیونکر لیٹن بامداد اساتذہ اصطلاحات متخذہ نہایت کی پابندی کریں تو نہ صرف سلسلہ مصاب مذکور میں مطابقت ہوگی بلکہ طالب علموں کو انڈیٹ اور بی۔ اے کی کتب تاریخ پر جو اس کتاب کے لیے تیار کی گئی ہیں باوجود جو سیکھا۔

معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ میں تیسرے باب کا آخری پرکراف نظر انداز ہو گیا تھا صحت نامے کی تیار ہی کے وقت میری نظر اس پر پڑی اور تکمیل باب کی ضرورت سے میں نے اس کا ترجمہ علیحدہ ورق پر کر دیا ہے۔ بوقت مطالعہ صفحہ (۵۷) کے ختم پر سلسلہ مضمون کا خاتمہ کرنے کی غرض سے ورق مذکور چھپا کر لیا جائے تو مناسب ہے۔

حاکسار

سید علی رضا

# ویباچہ

## طبع ثانی

طبع اول میں تیسرے باب کا آخری فقرہ نظر انداز ہو گیا تھا۔ نظر ثانی کیونکہ  
یہ فقرہ رفع کر دیا گیا ہے۔ عبارت جہاں پیچیدہ اور مشکل تھی اس میں بھی بہولت  
پیدا کی گئی ہے تاکہ مضمون آسانی سے سمجھ میں آئے۔ ہر کیف نظر ثانی میں  
سیدہ ام شعیبہ صاحب رکن سرشت تالیف و ترجمہ نے تمام کمال ادا کیا ہے  
کلام لیا ہے۔

بسم اللہ

ناظر رول ترجمہ



## فہرست مضامین

تاریخی سلسلہ اور نین کیساتھ مرتب ہوئی ہے

(طلبہ کی یاد تازہ کرنے کی غرض سے ذیل کے خلاصہ کے ہر صفحہ پر واقعات کے لحاظ سے سنیں درج کیئے گئے ہیں لہذا اس جدول کے حوالہ سے جب کسی مضمون کو متن کتاب میں مطالعہ کرنے کی ضرورت ہو تو سنیں ہندو سے مدد لیا جاسکتی ہے)

## حصہ اول

برطانیہ اور انگلستان کا عہد قدیم

### پہلا باب

برطانیہ کا عہد قدیم

تقریب انگلستان۔ برطانیہ کی حالت انگلستان سے پہلے زمانہ ہجری قدیم کے انسان زمانہ ہجری جدید کے انسان۔ تقریب سے قوم سلٹ فائن کے تجارتی تعلقات قبل مسیح۔ جولیس سیزر کی آمد۔ قبل مسیح یکہ ٹیکس۔ بوڈیسیا۔ یوں کی صد سالہ حکومت رومی تخت ہوئی۔ سنگھ پٹ اور اسکاٹ۔ رومی برطانیہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ (صفحہ ۱۱)

### دوسرا باب

انگریز انگلستان میں کس طرح آئے

چوتھ صدی کے سیکسن بحری فزاقوں کی حالت۔ قوم جوت کا برطانیہ میں



ایڈمنڈ الملکب بہ فولادخ صرف سات مہینے حکومت کرنے پایا ۱۰۱۶ء۔ نوٹ،  
۱۰۱۳ء۔ ۱۰۱۹ء۔ امن و امان کے اٹھارہ سال .... از صفحہ ۲۶ تا صفحہ ۴۲

## چوتھا باب

انگلستان میں نارمن قوم کے اثر کا اٹھان

نارمن قوم فرانس میں ۹۰۰ء ریاست نمضٹی، ۹۱۳ء۔ نارمن فرانسیسی  
ہو گئے۔ ایڈورڈ آدھام نارمن تھا۔ ایڈورڈ الملکب بہ امین معاصی، ۱۰۴۲ء۔ ۱۰۶۶ء۔  
گاڈون باغی قرار دیا گیا ۱۰۵۱ء۔ ولیم ایڈورڈ سے ہٹے آتے ۱۰۵۱ء۔  
گاڈون کی واپسی، ۱۰۵۲ء۔ ہیرلڈ کی حکومت ویز کی تسخیر، مارٹھ لینڈ کی بناوت  
اور ٹاسک کا باغی قرار دیا جانا۔ تاج انگلستان کے دیوار۔ ہیرلڈ کی قسم۔ ایڈورڈ کی  
وفات۔ ہیرلڈ ثانی، ۱۰۵۵ء۔ جنوری لغایت ۱۰۶۶ء۔ اسٹیفن توج کی لڑائی، ہیرلڈ کی  
لڑائی، ۱۰۶۶ء۔ ہیرلڈ کی موت۔ ولیم کی تاج پوشی۔ انگریز اور نارمن۔  
..... از صفحہ ۴۲ تا صفحہ ۵۳

## حصہ دوم

نارمن فتح سے لیکر صد و تیس سال، اعلیٰ ترین حالات

## پانچواں باب

انگلستان میں نارمن حکومت

ولیم اول ۱۰۸۶ء۔ ۱۰۶۶ء۔ تاج پوشی کی تقریب پر آتش زنی۔ اراضی کی ضبطی۔  
اراضی شاطعات خالصہ ہو گئی۔ نظام جاگیر۔ نارمن انگریزوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے  
ہیں۔ قلعوں کی تعمیر۔ انگریز کی حیات و امن کے ساتھ معرکہ آرائیاں ۱۱۷۱ء لغایت ۱۱۷۶ء۔  
شمالی علاقہ کی بربادی و محب وطن سرداروں کا خاتمہ ۱۱۷۶ء۔ امن و امان کے سولہ سال۔

حلف اطاعت - صدر اسقف لیٹف انک سن ۱۸۰۶ء - نیچرل - کتاب الخراج سن ۱۸۰۶ء -  
 ولیم کی شکست اور وفات ۹ ستمبر سن ۱۸۰۸ء - ولیم روس المعروف بہ شاہ سرخ رنگ  
 سن ۱۸۰۶ء - شکل و شہامت اور سیرت - اُمر کی بغاوت سن ۱۸۰۸ء - انگریزی قوم  
 بادشاہ کا ساتھ دیتی ہے - مارن محکمہ اور انگریزی روپیہ - رالف فلاسٹرڈ میر عدل -  
 مردم آزاری - شیخ ویزیکہ لینڈ کا الحاق انگلستان کے ساتھ - اسلم اسقف اعظم  
 رابرٹ پہلی صلیبی ہتھیار چاتا ہے سن ۱۸۰۸ء - ولیم سرخ رنگ کی وفات سن ۱۸۰۸ء - ہنری اول  
 الحاقی طب بہ "بہ کھارک" (باد کا ادیب) سن ۱۸۰۸ء لغات سن ۱۸۰۸ء - ہنری اول کی  
 سیرت - اسکا قتلہ - ایک انگریزی شاہزادی کے ساتھ اسکی شادی - پیچی سیرانی کی  
 لڑائی سن ۱۸۰۸ء - رابرٹ قید کر دیا گیا - نئے اُمرانے انگریزی قومیت اختیار کر لی - انگریزی  
 زبان میں فرانسیسی الفاظ - اسقف راجر میر عدل مقرر ہوا - محکمہ خزانہ - شہر ودیہ - فلیننگ  
 پارچہ بان اور سٹیشن راجہ - اسقف کا امتحان اویا پائے روا کا سفیر - ہنری کا  
 اکلوتا بیٹا ڈوب گیا سن ۱۸۰۸ء - ہنری اُمر کو مجبور کرتا ہے کہ میٹلڈا اور اسکے بیٹے کو  
 اپنا فرمانروائیکم کریں ..... از صفحہ ۵۴ تا صفحہ ۷۵

## چھٹا باب

اسٹیفن کا عہد حکومت

فساد اور شورش سے بھرا ہوا انیس سال کا زمانہ

سن ۱۱۳۵ء لغات سن ۱۱۵۴ء

اسٹیفن کے دعوای جھنڈے کی لڑائی سن ۱۱۳۸ء - میر عدل اور وزیر خزانہ کی  
 گرفتاری - میٹلڈا کی انگلستان میں سنگر اندازی سن ۱۱۳۹ء  
 میٹلڈا انگلستان سے رخصت ہوتی ہے سن ۱۱۴۲ء رعایا کے  
 مصائب - مذہبی احیا - عہد نامہ ویلنگفروڈ سن ۱۱۵۳ء  
 ..... از صفحہ ۷۶ تا صفحہ ۸۰

## ساتواں باب

### ہنری لینسٹینٹ اور اس کے بیٹے

- ۱۱۵۴۔ ہنری ثانی ۱۱۵۴ء لغایت ۱۱۸۹ء۔ ہنری کے مقبوضات اور اُس کا عقد۔  
 ۱۱۶۳۔ لشکر و شاہت اور سیرت و شائل۔ ٹامس بیکنٹ وزیر خزانہ مقرر ہوا۔ معمول جنگ۔  
 ۱۱۶۶۔ عدالتی حلقے اور جو ریاں (پنجائیں) کلیرنڈن کی عدالت سمیشن ۱۱۶۶ء درالعلوم  
 ۱۱۶۷۔ آکسفورڈ کے اولین طالب علم بیکنٹ کا تقرر صدر استغنی کی خدمت پر۔ پادریوں کے  
 ۱۱۶۸۔ مقدمات کی سماعت۔ شہزادہ ہنری کی تاج پوشی۔ بیکنٹ کا قتل ۱۱۶۹ء۔ دسمبر ۱۱۶۸ء۔  
 ۱۱۸۱۔ لینسٹر کی تسخیر۔ ہنری ثانی فرانس روانے آئر لینڈ ۱۱۸۱ء۔ ہنری کے بیٹوں کی  
 ۱۱۸۱۔ بنادت ہنری کا کفارہ اور اپنے حریفوں پر غلبہ۔ فوج روئف کا قیام ۱۱۸۱ء۔  
 ۱۱۸۹۔ ہنری کی وفات ۱۱۸۹ء۔

- ۱۱۸۹۔ چرڈ الماٹب بشیر دل ۱۱۸۹ء لغایت ۱۱۹۶ء۔ چرڈ حقیقی معنوں میں  
 انگلستان کا بادشاہ نہ تھا۔ چرڈ عہدے اور منصب فروخت کرتا ہے۔ لانگ ثانی کا عزل  
 ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۱ء۔ لندن کا پہلا ٹیس ۱۱۹۱ء۔ چرڈ کا فدیہ ۱۱۹۱ء۔ چرڈ کی دوسری آمد باج ٹامس ۱۱۹۱ء۔  
 ۱۱۹۳۔ غیر ملکی لڑائیوں کے لیے روپیہ دینے سے اسقف کا انکار۔ چرڈ کی وفات ۱۱۹۳ء۔  
 ۱۱۹۳۔ جان الماٹب پنچوس ۱۱۹۳ء لغایت ۱۲۱۶ء۔ جان کی سیرت۔ آر تھر اور  
 ۱۱۹۳۔ شاہ فرانس کے ساتھ جنگ۔ آر تھر کا قتل ۱۲۰۳ء۔ نارمنڈی اور انجو کے علاقے  
 ۱۱۹۳۔ جان کے قہقہے سے نکل گئے۔ سیٹیفن لینکلن کا انتخاب۔ انگلستان کے لیے  
 ۱۲۰۶۔ زمینی بندش ۱۲۰۶ء حلقہ کلیسا سے جان کا اخراج ۱۲۰۶ء جان پاپائی کی لامعت  
 ۱۲۰۶۔ قبول کرتا ہے۔ قوم کی بڑھتی طاقت۔ اُمرا کی طرف سے قبائلی آزادی کا مطالبہ۔  
 ۱۲۱۲۔ جان منشور عظمیٰ پر دستخط کرتا ہے ۱۲۱۵ء منشور عظمیٰ کے  
 ۱۲۱۵۔ فوائد۔ جان اور اس کے اُمرا کی جنگ۔ لوئی فوج لیکر آتا ہے۔  
 ۱۲۱۶۔ جان کی وفات ..... از صفحہ ۸۱ تا صفحہ ۱۰۱

## حصہ سوم

انگریزی پارلیمنٹ کی اٹھان

آٹھواں باب

امرا کی جنگ

ہنری سوم ۱۲۱۶ء لغایت ۱۲۷۲ء

۱۲۱۶ء نو عمر ہنری کی تخت نشینی ۲۸۔ اکتوبر ۱۲۱۶ء شہزادہ لوئی کی فرانسس کو  
 ۱۲۱۵ء مراجعت ۱۲۱۶ء۔ بادشاہ کا عہد طفولیت ۱۲۱۶ء لغایت ۱۲۲۵ء رعایا کی حالت۔  
 ۱۲۲۵ء پہلے۔ پاپا انگلستان سے روپیہ وصول کرتا ہے۔ طبقہ برادران کلیسا۔ ہنری ملحق العنان  
 ہو کر حکومت کرتا ہے ۱۲۳۲ء لغایت ۱۲۵۸ء۔ بیسوں کا اٹھاٹھ۔ پارلیمنٹ کا آغاز۔  
 ۱۲۳۲ء سالن ڈی رائٹ فرٹ۔ بدنگی کے بیس سال۔ پاپا کثیف عقلیہ کا تاج ایڈمنڈ کے  
 ۱۲۵۸ء سربر کھنا پاتا ہے۔ جنہوں پارلیمنٹ ۱۲۵۸ء۔ جنواب آکسفورڈ۔ محاکمہ عامیاں  
 ۱۲۶۴ء۔ ۱۲۶۴ء۔ امرا کی جنگ ۱۲۶۴ء۔ جنگ لیویز ۱۲۶۴ء۔ بادشاہ اور ولی عہد  
 ۱۲۶۵ء۔ ۱۲۶۵ء۔ ۱۲۶۵ء۔ خاص اور عوام کی شرکت پارلیمنٹ ۲۰۔ جنوری ۱۲۶۵ء۔  
 ۱۲۶۵ء شہزادہ ایڈورڈ کا فرار ۲۸۔ مئی ۱۲۶۵ء۔ جنگ ایوشام ۴۔ اگست ۱۲۶۵ء۔  
 صلحنامہ کینو رتھ ۱۲۶۶ء۔ ..... از صفحہ ۱۰۲ تا صفحہ ۱۱۱

## نواں باب

ویلز اور اسکاٹ لینڈ کے ساتھ کشمکش

۱۲۹۲ء ایڈورڈ اول (منسوب بہ ویسٹ منسٹر) ۱۲۹۲ء لغایت ۱۳۰۷ء  
 ۱۲۹۳ء ایڈورڈ دوم زب کیر ناروان ۱۳۰۷ء لغایت ۱۳۱۳ء۔ شاہی کونسل کی نیابت  
 ۱۳۱۳ء لغایت ۱۳۱۳ء۔ ایڈورڈ اول کی شہل و شائل سلطنامہ وزیر مال ۱۳۱۳ء۔



۱۳۵۵ ہللا معرکہ ۱۳۳۸-۱۳۴۶ء۔ محاصرہ کے لئے طبقہ گارڈر ۱۳۳۸ء دو سرا معرکہ ۱۳۵۵-۱۳۶۰ء۔ تیسرا معرکہ ۱۳۶۶-۱۳۶۷ء۔ نشوونما کے قوم ۱۳۲۶-۱۳۴۹ء۔  
 اراٹمیات کے لئے اور کاشتکار علاقوں کو آزادی۔ جرفٹ اور تجارت کی ترقی۔ اُمر  
 اور عوام وزیر خزانہ کی حمایت کرتے ہیں۔ طاغون۔ سرمایہ اور محنت کی آویزش۔  
 قانونی امور۔ مزدور۔ چار اور لینکلینڈ کی تصانیف۔ جان وکلف۔ اصلاحات پارلیمنٹ۔  
 قانون امتناع مداخلت پایا۔ آئین گلکلی ۱۳۶۶ء۔ نیک پارلیمنٹ ۱۳۶۶ء۔ شہزادہ سیاہ پوش  
 کی وفات ۱۳۶۶ء۔ ہللا فیکسانہ ۱۳۶۶ء۔  
 چرڈ دوم ۱۳۶۶ء لغایت ۱۳۹۹ء۔ فیکسانہ سے نفرت۔ کانوں کا مفسدہ ۱۳۸۱ء۔  
 چرڈ اپنی رعایا سے دوچار ہوتا ہے۔ غلامی بیدار۔ جاتی ہے۔ پارلیمنٹ کا اقتدار۔  
 گیارہ اراکین کی مجلس ۱۳۸۶ء۔ برجم پارلیمنٹ ۱۳۸۸ء۔ چرڈ عثمان حکومت خود اپنے  
 ہاتھ میں لیتا ہے ۱۳۸۹ء۔ دوسرا قانون امتناع مداخلت ۱۳۸۹ء۔ چرڈ کا انتظام  
 ۱۳۹۰ء۔ چرڈ کی خود مختاری۔ ہنری امیر میر فرڈ کی جلاوطنی ۱۳۹۸ء۔ چرڈ کا زوال  
 ۱۳۹۹ء۔ چرڈ کی معفو و التجوی۔ ۱۳۹۹ء سے لیکر ۱۳۹۹ء تک کے واقعات کا  
 خلاصہ ..... از صفحہ ۱۳۲ تا صفحہ ۱۵۳

## حصہ چہارم جنگ گلاب گیارھواں باب خاندان لینکسٹر

۱۳۹۹ ہنری چہارم ۱۳۹۹ء لغایت ۱۴۱۳ء۔ ہشتاد سالہ نرانی دور۔ ہنری کے  
 خلاف بغاوتیں ۱۳۹۹-۱۴۰۹ء۔ جنگ ہالڈن ہل ۱۴۰۹ء۔ امرائے خاندان پر سب  
 اور گلیڈ ڈوور کی بغاوت ۱۴۰۹ء۔ مورے اور اسکروپ کی بغاوت ۱۴۰۹ء۔  
 امن کا زمانہ ۱۴۰۹-۱۴۱۳ء۔ دارالعوام کو روپیہ کی منظوری دینے کا حق حاصل ہونا ۱۴۱۳ء۔



- قانون السداد الحاد ۱۳۱۱ء۔ ٹامس بوڈن فریزر ۱۳۱۱ء۔ ۱۳۱۱
- ہنری پنجم ۱۳۱۱ء۔ لغایت ۱۳۲۲ء۔ مسودات قانون کی بائزیم ٹیوری ۱۳۱۱ء۔ ۱۳۱۱
- باش ہنگان تاناک غیر کی موقوفہ اناک پر بادشاہ کا قبضہ ۱۳۱۱ء۔ ہنری پنجم کی طاقت ۱۳۱۱
- اور سر ویفری۔ قوم کی حالت دارالعوام میں فرقہ لوارڈ کی بناء ۱۳۱۱ء۔ ۱۳۱۱
- جنگ فرانس کی تجدید کے اسباب۔ محاصرہ ہارلیوگسٹ ۱۳۱۱ء۔ جنگ آئرن کور ۱۳۱۱
- اکتوبر ۱۳۱۱ء۔ محاصرہ رواں ۱۳۱۱ء۔ ہنری تائب سلطنت فرانس ۱۳۱۱ء۔ ۱۳۱۱
- شاہان انگلستان و فرانس کی وفات ۱۳۱۱ء۔ ۱۳۱۱
- ہنری پنجم ۱۳۱۱ء۔ لغایت ۱۳۲۲ء۔ شہزادہ کے عہد طفولیت میں حکومت کا ۱۳۱۱
- انتظام محاصرہ اربینٹس ۱۳۲۸-۱۳۲۹ء۔ جین ڈارک کی داستان ۱۳۲۸-۱۳۲۹ء۔ ۱۳۲۸
- کی موت ۱۳۲۸ء۔ جنگ صد سالہ کا قافلہ ۱۳۲۸ء۔ گلاسٹن اور بوڈن کے ۱۳۲۸
- جھگڑے۔ پارلیمنٹ کا انتظام۔ لٹھیت پارلیمنٹ۔ ہنری پنجم کی سیرت۔ گلاسٹن اور سنک ۱۳۲۸
- کا قتل ۱۳۲۸ء۔ ایک کی انوارت۔ رچرڈ امیر یارک کی فاطمہ سلطنت فرانس ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۸
- جنگ سینٹ الینز ۲۲ مئی ۱۳۲۸ء۔ جنگ گلاسٹن ۱۳۲۸ء۔ لغایت ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۸
- مسودہ قانون خلاف ورزی بائزیم کار۔ جنگ ہارلیوگسٹ جو ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۸
- جنگ ویکسٹن ۲۴۔ دسمبر ۱۳۲۸ء۔ جنگ ایزمرس کراس ۱۳۲۸ء۔ ایڈورڈ کی ۱۳۲۸
- بادشاہی کا اعلان ۱۳۲۸ء۔ جنگ برون ۲۹۔ مارچ ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۸
- ۱۲۶۱

## بارہواں باب

### خاندان یارک

- ایڈورڈ چارم ۱۳۲۸ء۔ لغایت ۱۳۲۸ء۔ نہ ہنری پنجم کی فاطمہ بندی ۱۳۲۸
- قلعہ لندن میں۔ شاہی نقد۔ جنگ ایلکوٹ ۱۳۲۸ء۔ وارک مارگرٹ ۱۳۲۸
- سے جاتا ہے۔ ایڈورڈ کا فرار۔ ہنری پنجم چھ جہینے پھر بادشاہی کرتا ہے ایڈورڈ ۱۳۲۸
- واپس ہوتا ہے ۱۳۲۸ء۔ جنگ ٹوبکسری ۲۴۔ مئی ۱۳۲۸ء۔ ہنری پنجم کی خوشحالی ۱۳۲۸
- ہدایا۔ امیر کلارنس کا قتل ۱۳۲۸ء۔ ٹیکسٹن اور اس کا طبع ۱۳۲۸ء۔ ۱۳۲۸

ایڈورڈ پنجم اپریل لغایت جون ۱۶۸۳ء۔ ریویس اور گری کی گرفتاری۔ ۱۵۷۵  
 چرڈ کا تقریر بحیثیت نائب السلطنت ۴۔ مئی ۱۶۸۳ء چرڈ کی سیرت۔ لارڈ ویسٹمنسٹر کا ۱۵۷۶  
 قتل ۱۶ جون ۱۶۸۳ء۔ شہزادے غیر صحیح انداز پر اقرار دینے سے۔ ۱۵۷۷  
 چرڈ سوم ۱۶۸۳ء لغایت ۱۶۸۵ء۔ شہزادوں کے قتل کیے چرچے رچرڈ کے ۱۵۷۸  
 عہد کے اصلاحات۔ ہنری ٹیوٹر کو انگلستان آنے کی دعوت۔ ہنری امیر پرتگال کی ۱۵۷۹  
 انگریز انڈیا، اگست ۱۶۸۵ء۔ میدان پاسور تھ کی لڑائی ۲۲۔ اگست ۱۶۸۵ء۔ ۱۵۸۵  
 جنگ گلاب کا خاتمہ۔ قرون وسطیٰ میں انگلستان اور برصغیر ہند کے گہرے تعلقات۔  
 قدیم طبقہ امر کی بربادی۔ سربراہی کا دستور۔ قرون وسطیٰ کی تحویل از منہ جدیدہ میں  
 ..... از صفحہ ۱ تا صفحہ ۱۹۱

## حصہ ہفتم

بادشاہان ٹیوٹر

## تیرھواں باب

دور اصلاح مذہب

ہنری ہفتم ۱۶۸۵ء لغایت ۱۶۸۹ء۔ ہنری ہفتم کی موت اور سیرت فریق واک ۱۵۸۵  
 کی بنا قریب لیبرٹ سنل ۱۶۸۹ء۔ آئر لینڈ کی حالت۔ پاپسنگز کا قانون۔ ہٹا چیمبر کی ۱۵۸۶  
 عدالت۔ پرکن داربیک ۱۶۹۲-۱۶۹۴ء۔ پرکن کا قلعہ لندن میں قید ہونا ۱۶۹۳ء۔ ۱۵۹۳  
 ہنری کا استحضال بالجبر اور خوفناک حکومت۔ گیتسڈن میں ہنری امیر آنگلن کے ساتھ ۱۵۹۴  
 آرٹھر کا عقد۔ مارگرٹ اور جیمز چارم شاہ اسکاٹ لینڈ کا عقد۔ ہنری کا شہزادہ ہینز کا ۱۵۹۵  
 نکاح اپنی بیوہ بھانج کے ساتھ۔ کولبس کے انکشافات ۱۶۹۲ء واسکو ڈی گاما ۱۵۹۸  
 اوکیٹ۔ علوم جدیدہ ۱۶۹۶ء۔ ۱۵۹۹  
 ہنری ہشتم ۱۶۸۹ء لغایت ۱۶۸۹ء۔ ہنری ہشتم کی سیرت۔ موجودہ برطانوی ٹیکہ ۱۵۹۹

- ۱۵۱۳ بائی ہنری ہشتم تھا۔ جنگ مہمیز ۱۶۔ اگست ۱۵۱۳ء۔ فرانسیس اول شاہ فرانس  
 ۱۵۱۵ء۔ جنگ فلاڈن ۱۶۔ ستمبر ۱۵۱۳ء۔ جنگ سالوسے اس ۱۵۳۲ء۔  
 ۱۵۲۱ ولز کی وزارت ۱۵۱۵ء۔ بغایت ۱۵۲۹ء۔ سیاسیات یورپ میدان فرس  
 ۱۵۲۹ زرتار ۱۵۲۱ء۔ فرانس کے ساتھ اتحاد ہنری کیتھارن کو طلاق دینا چاہتا ہے۔  
 ۱۵۳۰ ولز کی کاغزل ۱۵۲۹ء۔ ہفت سالہ پارلیمنٹ ۱۵۲۹ء۔ بغایت ۱۵۳۶ء۔  
 ۱۵۳۳ ٹامس کریمویل کی وزارت ۱۵۳۳ء۔ بغایت ۱۵۳۳ء۔ ہنری کلیسا کا پیشوائے اعلیٰ  
 ۱۵۳۳ کر لیا جاتا ہے ۱۵۳۵ء۔ کیتھارن کو طلاق اور این بولین سے عقد ۱۵۳۳ء۔  
 ۱۵۳۵ ولز میں قانون انگلستان کا نفاذ ۱۵۳۵ء۔ قانون بغاوت۔ سر ٹامس مور۔  
 ۱۵۳۵ رعایا کی حالت لوٹھر اور زونگلی۔ انگلستان میں مذہبی تبدیلیاں۔ خاقا ہوں کی  
 ۱۵۳۶ تباہی ۱۵۳۶-۱۵۳۹ء۔ این بولین کا قتل اور جین سی مور کے ساتھ عقد ۱۵۳۶ء۔  
 ۱۵۳۷ ملک کے شمال و مغرب میں مذہبی فتنے۔ شہزادہ ایڈورڈ کی ولادت  
 ۱۵۳۷ ۱۲۔ اکتوبر ۱۵۳۷ء۔ این شہزادہ کی کلیشور کے ساتھ عقد ۱۵۳۷ء۔  
 ۱۵۳۷ ۱۵۳۷ء۔ کرا مول کا قتل ۲۸۔ جولائی ۱۵۳۷ء۔ کیتھارن باورڈ کے ساتھ  
 ۱۵۳۷ عقد ۱۵۳۷ء۔ کیتھارن باورڈ کا قتل ۱۵۳۷ء۔ بغاوت کے انگریزی دستور العمل  
 کارولج۔ قانون جانشینی ..... از صفحہ ۱۹ تا صفحہ ۲۱۵

## چودھواں باب

### مسیحیت کی دونوں شاخوں کی آویزش

- ۱۵۳۷ ایڈورڈ ہشتم ۱۵۳۷ء۔ بغایت ۱۵۵۳ء۔ ایڈورڈ ہشتم ایک پکا پروٹیسٹنٹ  
 تھا۔ امیر کیم سامریتھ کا تقرر حافظ سلطنت کے منصب پر۔ اسکا لینڈ پر بے سود  
 ۱۵۳۷ ۱۵۳۷ء۔ پروٹیسٹنٹ اصلاحات۔ مغربی اضلاع کی بغاوت۔ نارنک میں بغاوت  
 ۱۵۳۹ ۱۵۳۹ء۔ تیسرا راج الوقت میں کھوٹ کی ملاوٹ سامریتھ کا قتل ۱۵۵۲ء۔  
 ۱۵۵۲ امیر دارک حافظ سلطنت مقرر ہوتا ہے۔ دوسرا قانون وحدت عمل ۱۵۵۲ء۔  
 ایڈورڈ ہشتم کے ابتدائی مدارس۔ جانشینی کے لیے ایڈیٹین گریس کی نامزدگی۔

- ۱۵۵۳ میری ۱۵۵۳ء تا ۱۵۵۴ء۔ ایڈی سین گرے کی فرانرویائی کا اعلان  
 لندن میں ۱۰ جولائی ۱۵۵۳ء۔ میری کی فرانس روائی اعلان لندن میں ۱۹ جولائی ۱۵۵۳ء  
 کیتھولک مذہب کی تجدید۔ میری کی سیرت۔ ملک کے عقید کی تجویز۔ واپس کی بغاوت  
 ۱۵۵۴ ماہ فروری ۱۵۵۴ء۔ ایڈی سین گرے اور دیگر اشخاص کا قتل۔ ملک کا تختہ مارا جولائی ۱۵۵۴ء  
 ۱۵۵۶ پاپا کے وکیل مطلق کیا آمد۔ اس کی طرف سے کیا گیا کی بنیاد اور کی بجائی کا تختہ۔ فروری ۱۵۵۶ء  
 پر سختیاں ۱۵۵۵ء تا ۱۵۵۶ء لیوٹر۔ رٹلی اور کرانر کا زندہ جلایا جانا۔ سیکس کا  
 ۱۵۵۸ انگریزی قبضہ سے نکل جانا ۱۵۵۸ء۔ ۱۵۵۸ء تا ۱۵۵۹ء

## پندرھواں باب

### دور فرمی و فرامی

- ۱۵۵۸ الیزبتہ ۱۵۵۸ء تا ۱۵۵۹ء۔ الیزبتہ کی سیرت۔ انگلستان کی بغاوت  
 ۱۵۵۹ براغلم یورپ میں مذہبی کشمکش۔ اسکاٹ لینڈ  
 ۱۵۶۰ کی حالت۔ اسکاٹ لینڈ کے امرا نے جلاوطن کیا ۱۵۶۰ء۔ الیزبتہ کی بغاوت  
 میری ملک اسکاٹ لینڈ کی معاہدہ ۱۵۶۰ء۔ انگلستان کی خوشامی شاہ کیا  
 ۱۵۶۲-۱۵۶۱۔ ترقی زراعت۔ تجارت اور صنعت و حرفت۔ جولائی تا اکتوبر ۱۵۶۲ء  
 ۱۵۶۳ تا ۱۵۶۲۔ توفیر اسکاٹ لینڈ اطاعت ۱۵۶۲ء۔ الیزبتہ کی اسکاٹ لینڈ سے  
 نکار۔ میری ملک اسکاٹ لینڈ کا عقد لارڈ دارن لی سکے ساتھ ۱۵۶۵ء  
 ۱۵۶۶ ریٹ سہی اب کا قتل ۹۔ اپریل ۱۵۶۶ء۔ ڈارن لی کا قتل ۹۔ فروری ۱۵۶۶ء  
 ۱۵۶۸ میری فرار ہو کر انگلستان پہنچ جاتی ہے مئی ۱۵۶۸ء۔ انگریزی پارلیمنٹ کی  
 روز افزوں طاقت۔ شان اوہل کی بغاوت ۱۵۶۵ء تا ۱۵۶۶ء  
 ۱۵۶۸ میری کا انگلستان میں مقید ہونا ۱۵۶۸ء تا ۱۵۶۹ء۔ میری اور الیزبتہ  
 اہل نیدرلینڈ کی بغاوت ۱۵۶۸ء۔ شمال انگلستان میں بغاوت۔ نومبر ۱۵۶۹ء  
 ۱۵۷۱ دائرہ کلیسا سے الیزبتہ کا اخراج اور ری ڈائی کی سانش ۱۵۷۱ء تا ۱۵۷۱ء  
 واقعہ سین بارتھالوميو۔ ۲۴۔ اگست ۱۵۷۲ء۔ نیدرلینڈ والوں کو انگریزی ملک۔



۱۶۲۱ آغاز ۱۶۱۹ء۔ ناچار طلب منفعت۔ تیسری پارلیمنٹ ۱۶۲۱-۱۶۲۲ء۔ جیکب کا اعلان  
 ۱۶۲۲ء۔ تیسری پارلیمنٹ کی برطرفی ۱۶۲۲ء۔ پہلا ہفتہ وار اخبار ۱۶۲۲ء۔ چوتھی پارلیمنٹ  
 ۱۶۲۳ء۔ بالینڈ کی تباہ کن مہم ۱۶۲۳ء۔ جینز کی وفات ۲۶ مارچ ۱۶۲۳ء۔  
 ..... از صفحہ ۲۵۱ تا صفحہ ۲۶۳

## شعر حوالا باب

شاہ و رعایا

۱۶۲۵ چارلس اول ۱۶۲۵ء لغایت ۱۶۲۹ء۔ چارلس اول کے عادات اور  
 حضائل۔ چارلس کی پہلی پارلیمنٹ کا اجلاس ۸ جون ۱۶۲۵ء۔ ریمانڈ اور ریمانڈ۔  
 پارلیمنٹ کی برطرفی ۱۶۲۵ء۔ ہم کیتھ کی ناکامی اکتوبر ۱۶۲۵ء۔ دوسری پارلیمنٹ  
 ۱۶۲۶ بکنگھم سے مواخذہ ۱۶۲۶ء۔ پارلیمنٹ کی برطرفی بادشاہ لوگوں سے بے پروا  
 ۱۶۲۶ قرض لیتا ہے ۱۶۲۶ء۔ رعایا کی سخت بددلی۔ لاروش کو ملک بنیاد میں  
 ۱۶۲۶ بکنگھم کی ناکامی ۱۶۲۶ء۔ قید ہونے پر پانچ شہر ناکامی ۱۶۲۶ء۔ محض حقوق رول  
 ۱۶۲۸ جنوری ۱۶۲۸ء۔ بکنگھم کا قتل ۲۳ اگست ۱۶۲۸ء۔ لاروش کی موت ۱۶۲۸ء۔  
 ۱۶۲۹ ہوتا ہے ۱۶۲۹ء۔ پارلیمنٹ کا اظہار تمرد ۱۶۲۹ء۔ افراتفری اور بے رحمی  
 ۱۶۳۰ سر جان ایلیٹ کی وفات ۱۶۳۰ء۔ وینٹورٹہ اور لاروش اندرونی ڈاک ۱۶۳۰ء۔  
 ۱۶۳۰ ہاروی، جارج ہربٹ اور ٹن۔ پورٹن لوگوں کا امریکہ کو نقل وطن۔ آرٹ لینڈ  
 ۱۶۳۰ میں وینٹورٹہ کی حکومت ۱۶۳۰ء لغایت ۱۶۳۹ء۔ متشقیں کے ساتھ لاٹ کی  
 ۱۶۳۳ نزاع پرین، ہیٹ وک اور برٹن کی نزاع ۱۶۳۶ء۔ بادشاہ زرنسینہ وصول کرتا  
 ۱۶۳۳ ہے ۱۶۳۳ء لغایت ۱۶۳۸ء۔ ہیٹن کامرافہ۔ چارلس اہل شکاٹ لینڈ کو  
 ۱۶۳۳ کتاب عبادت کے استعمال پر مجبور کرنا چاہتا ہے۔ متعبدین ۱۶۳۸ء۔ لاروش اسٹراٹ  
 ۱۶۳۰ کی واپسی انگلستان چند روزہ پارلیمنٹ ۱۶۳۰ء۔ طویل پارلیمنٹ ۱۶۳۰ء لغایت ۱۶۳۳ء۔  
 ۱۶۳۱ داز ۱۶۳۱ء لغایت ۱۶۳۱ء۔ اسٹراٹ کا ماخوذ اور قتل ہونا ۱۶۳۱ء۔ نفاذ  
 ۱۶۳۱ قانون سہ سالہ اور دوسری اصلاحات ۱۶۳۱ء۔ آرٹ لینڈ کے پریسٹونوں کا قتل عام

۱۶۴۱ء احتجاج عظیم۔ پانچ مبعوثین کی گرفتاری کا اقدام۔ اہل لندن بادشاہ آئکھم دکھاتے  
 ۱۶۴۲ء ہیں۔ خانہ جنگی کا آغاز ۲۲۔ اگست ۱۶۴۲ء۔ شہسوار سرگھٹے۔ پاؤک برج اور  
 ایچ ایل کے معرکے ۱۶۴۲ء۔ شاہ پسندوں کی کامیابیاں ۱۶۴۳ء۔ پارلیمنٹ کی  
 کامیابیاں، فاکلینڈ کی موت ۲۰۔ ستمبر ۱۶۴۳ء۔ اہل اسکاٹ لینڈ کے ساتھ  
 ۱۶۴۳ء جلیقانہ مخالفت، ۲۵۔ ستمبر ۱۶۴۳ء۔ آلیور کرامویل۔ کرامویل۔ کبہ فولاد رخ  
 ۱۶۴۴ء جنگ مارسٹن مورم جولائی ۱۶۴۴ء۔ قانون اشیا ۱۶۴۴ء۔ جنگ نیسی  
 ۱۶۴۵ء جون ۱۶۴۵ء۔ بادشاہ قید میں ۱۶۴۵ء۔ بادشاہ کو فوج گرفتار کرتی ہے۔  
 ۱۶۴۶ء چارلس اسکاٹ لینڈ اور آئر لینڈ والوں کے ساتھ ساز و باز کرتا ہے۔  
 دوسری خانہ جنگی ۱۶۴۸ء۔ خروج پر ائید ۵۔ دسمبر ۱۶۴۸ء۔ بادشاہ بعد تحقیقات  
 ۱۶۴۹ء قتل کیا جاتا ہے۔ ۳۰۔ جنوری ۱۶۴۹ء۔ ..... از صفحہ ۲۶۵ تا صفحہ ۲۹۰

## اتحاد وال باب

انگلستان میں جمہوری نظام حکومت کے قیام کی کوشش

### حکومت جمہوری

۱۶۴۹ء حکومت جمہوری کا آغاز ۱۶۴۹ء۔ حکومت جمہوری کی مشکلات  
 شہیدین۔ جمعی۔ اسکاٹ لینڈ کی وفاداری۔ شہزادہ روبرٹ انانے انگلستان  
 ۱۶۵۰ء میں۔ کرامویل۔ آئر لینڈ میں ۱۶۴۹ء۔ ڈرگینڈ اور ویک فرڈ کے محاصرے ۱۶۴۹ء۔  
 حکومت انگلستان۔ چارلس ثانی کا ورود اسکاٹ لینڈ میں ۲۴۔ جون ۱۶۵۰ء  
 کرامویل اسکاٹ لینڈ میں ۱۶۵۱ء۔ جنگ ڈنبار ۲۶۔ ستمبر ۱۶۵۰ء۔ جنگ ورسٹر  
 ۱۶۵۱ء۔ ۲۶۔ ستمبر ۱۶۵۱ء۔ پارلس ثانی کا فرار ۱۶۵۱ء۔ قانون جہاز رانی اور جنگ ہالینڈ  
 ۱۶۵۱ء۔ ۱۶۵۱ء۔ وینڈریوں کو شکست فاش فروری ۱۶۵۳ء۔ حکومت کے مقاصد  
 ۱۶۵۳ء اراکین کا ایک نئی پارلیمنٹ کے انتخاب کی اجازت دینے سے انکار۔ کرامویل اراکین کو  
 ایوان پارلیمنٹ سے باہر نکال دیتا ہے ۳۰۔ اپریل ۱۶۵۳ء۔ فوج کی حکومت۔





- ۱۶۶۲ء۔ قومی دیوالہ ۱۶۶۲ء۔ فرمان مسحت ۱۶۶۲ء۔ پارلیمنٹ کے ساتھ دوسری جنگ  
 ۱۶۶۳ء۔ قانون آزادیش ۱۶۶۳ء۔ وزارت کیسل کا خاتمہ۔ وزارت اور فن کی خلاف  
 ۱۶۶۴ء۔ قومی کی وزارت ۱۶۶۴ء۔ خلیفہ ۱۶۶۴ء۔ ولیم اور میری کا عقد ۱۶۶۴ء۔ چارلس لوئی  
 ۱۶۶۵ء۔ خلیفہ لیتا ہے۔ پایائی سازش ۱۶۶۵ء۔ عہد نامہ نیگوس ۱۶۶۵ء۔ قومی کا عزل  
 ۱۶۶۶ء۔ مسودہ قانون تحریروں کی منظوری کے لیے جدوجہد ۱۶۶۶ء۔ لغات ۱۶۶۶ء۔  
 ۱۶۶۷ء۔ قانون شہادت۔ وجودی ۱۶۶۷ء۔ امیر ہانتمہ۔ پارلیمنٹ کی برطرفی جنوری ۱۶۶۸ء۔  
 ۱۶۶۸ء۔ وگ اور ٹوری۔ اسکورٹل پارلیمنٹ ۱۶۶۸ء۔ شیفسبری کا زوال ۱۶۶۸ء۔ سازش  
 ۱۶۶۹ء۔ رائی ہوس جون ۱۶۶۹ء۔ رسل اور سڈنی کا قتل۔ مسئلہ اطاعت انفعالی پارلس دوم  
 ۱۶۷۰ء۔ وفات ۶۔ فروری ۱۶۷۰ء۔ . . . . . از صفحہ ۸۔ تا صفحہ ۳۴

## میسوال باب

### دور انقلاب

- ۱۶۸۵ء۔ جیمز ثانی لغات ۱۶۸۵ء۔ جیمز ثانی کی سیرت اور اس کے اغراض  
 ۱۶۸۵ء۔ دو مقامات۔ جیمز ثانی کی خود مختار رائے کارروائیاں۔ ہانتمہ کی بغاوت ۱۱۔ جون ۱۶۸۵ء۔  
 ۱۶۸۵ء۔ آرٹیکل کی ناکامی اور بد انجامی ۱۶۸۵ء۔ ہانتمہ کی بادشاہی کا اعلان ۲۰۔ جون  
 ۱۶۸۵ء۔ جنگ سچ مور ۵۔ جولائی ۱۶۸۵ء۔ کرک کی بھڑیں۔ خوبی عدالت ستمبر ۱۶۸۵ء۔  
 ۱۶۸۵ء۔ کیٹھک افسروں کا تقرر۔ تبلیغ عہد نامہ ٹائٹل اکتوبر ۱۶۸۵ء۔ قانون آزادیش کی  
 ۱۶۸۵ء۔ خلاف ورزی پر پارلیمنٹ کا استعفیٰ ۱۶۸۵ء۔ لندن کے قبوہ خانے اختیار  
 ۱۶۸۶ء۔ استثنائے کاری خدمتوں کی کٹھک لوگوں کا تقرر۔ عدالت الاعلیٰ قیسیہ ۱۶۸۶ء۔  
 ۱۶۸۶ء۔ ہوسلو کی چھاوٹی۔ فرمان مراعات ۲۰۔ اپریل ۱۶۸۶ء۔ جیمز کی مہرب در گوشتی۔  
 ۱۶۸۶ء۔ فرکار ماؤ لین کا لچ کا اخراج ۱۶۸۶ء۔ ولیم امیر آریج سے نامہ پیام مئی ۱۶۸۸ء۔  
 ۱۶۸۸ء۔ جیمز کے بیٹے کا تولد۔ ۱۔ جون ۱۶۸۸ء۔ سات استغفار کا خضر۔ سات اساتذہ کے  
 ۱۶۸۸ء۔ تقدیر کی سماعت ۲۶۔ جون ۱۶۸۸ء۔ امیر آریج کو بلاوا ۳۰۔ جون ۱۶۸۸ء۔  
 ۱۶۸۸ء۔ ولیم کی لنگر اندازی ۵۔ نومبر ۱۶۸۸ء۔ جیمز کا فرار ۲۳۔ دسمبر ۱۶۸۸ء۔ قاضی جعفر کا

انجام غلوئے تخت سلطنت ۲۳۔ دسمبر ۱۶۶۱ء لغایت ۱۳۔ فروری ۱۶۸۹ء۔ مسودہ قانون حقوق رعایا ۱۶۸۹ء۔	۱۶۸۸
ولیم ثالث ۱۶۸۹ء لغایت ۱۶۸۲ء۔ جیمز کاخیزہ قدم کر لینڈیں اہل انحراف ۱۶۸۵ء۔	۱۶۸۹
جیمز ٹیٹیکلساٹے انگلستان کے پادریوں کے ساتھ متعادلین کی بیلوکی۔ جنگ کلیراکی ۲۷۔ جولائی ۱۶۸۹ء۔ کلنگو کا قتل عام ۱۶۹۳ء۔ انگریزوں میں ۱۶۸۹ء۔	۱۶۸۹
محاصرہ لنڈنڈری ۲۰۔ اپریل ۱۶۸۹ء۔ لنڈنڈری کے محاصرہ کا خاتمہ ۱۶۸۹ء۔	۱۶۸۹
ڈبلن میں جیمز بادشاہی۔ قانون رواداری ۱۶۸۹ء۔ خراج کی سالانہ منظوری۔ مسودہ قانون غدر ۱۶۸۹ء۔	۱۶۹۲
دیباٹے ہائیں کی جنگ یکم جولائی ۱۶۹۱ء۔ عہد نامہ لبرک ۱۶۹۱ء۔ کلنگو کا قتل عام ۱۶۹۳ء۔ اتحاد عظیم ۱۶۹۰ء۔ جی بیڈ کی لڑائی ۱۶۹۰ء۔	۱۶۹۲
ولیم کی غیر ہر دلیغری جیمز یوں کی سانشیں۔ جنگ لاہوگ ۱۶۹۲ء۔ خستہ خانہ۔	۱۶۹۲
گریج۔ تجویٰ قرنہ ۱۶۹۳ء۔ بینک انگلستان ۱۶۹۳ء۔ جماعتی طرز کی حکومت کا اٹھان ۱۶۹۳ء۔ قانون انتخاب سے سالہ ۱۶۹۳ء۔ قانون بغاوت ۱۶۹۳ء۔ آزادی کا کام عدالت۔	۱۶۹۳
کلڈار کے۔ رسوم غرض ۱۶۹۶ء لغایت ۱۶۸۵ء۔ ملکہ میری کی وفات ۱۶۹۶ء۔	۱۶۹۳
آزادی مطاب ۱۶۹۵ء۔ نیا سکے ۱۶۹۶ء۔ ولیم کے قتل کی سازش ۱۶۹۶ء۔ عہد نامہ رورک ۱۶۹۶ء۔	۱۶۹۳
۱۱۔ ستمبر ۱۶۹۶ء۔ فوج کی تحیف ہسپانی وراثت کا مسئلہ تقسیم سلطنت کے بارے میں دو عہد نامے۔ امیر انجو کا جلوس تخت ہسپانیہ پر قانون تخت و تاج ۱۶۹۶ء۔	۱۶۹۴
بالینڈ کے بعض قلعوں پر لوئی کا قبضہ۔ اتحاد ٹرانس۔ ولیم کی وفات ۱۶۹۶ء۔	۱۶۹۴
..... از صفحہ ۳۲۸ تا صفحہ ۳۶۶	۱۶۹۴

## ایک سوال باب

آخری تاجدار سلسلہ اسٹوارٹ

ملکہ این ۱۶۰۲ء لغایت ۱۶۰۲ء۔ این کی تخت نشینی۔ ملکہ این کی سیرت۔	۱۶۰۲
مارلبر واورگاڈلفن کی وزارت۔ اعضاء اتحاد کبیر اور فرانسیس کی جنگ	۱۶۰۲
مارلبر وکی سیرت۔ قانون موافقت و قوت ۱۶۰۲ء۔ ۱۶۰۱ء۔ ملکہ این کا عہد ۱۶۰۲ء۔	۱۶۰۲

- ۱۷۹۶ جنگِ بلخندیم ۱۳۔ اگست ۱۷۹۶ء۔ تسخیر قلعہ جہرا لہ ۱۳۔ اگست ۱۷۹۶ء جنگِ ریسی لیز  
مئی ۱۷۹۶ء۔ لوئی کامنڈا لمانہ اقدام ۱۷۹۶ء قومی قرضہ کا فائدہ۔ مدعی کا ہا جانہ اقدام  
۱۷۹۸ء۔ ساکھ کی استواری۔ شہروں اور قریوں کی حالت۔ سفید پوشوں کا انحطاط۔  
۱۷۹۶ قانون اتحاد اسکاتلینڈ بجاہ بنوری ۱۷۹۶ء اور انگلستان میں بجاہ مایچ ۱۷۹۶ء  
۱۷۹۸ نافذ ہوا سلطنتِ برطانیہ عظمیٰ۔ آئر لینڈ تغیری قوانین جنگ اوڈینارڈ ۱۷۹۸ء  
۱۷۹۸ جنگِ ایل ۱۷۹۸ء۔ اور جنگِ میلپلیکو ۱۷۹۸ء ڈاکٹر بیشول کا چالان ۱۷۹۸ء  
۱۷۹۸ ماربرو اور فریقہ وگ کا غزل ۱۷۹۸ء آکسفورڈ اور بالنگ بروک کی وزارت  
۱۷۹۸-۱۷۹۸ عہد نامہ یوٹریکٹ ۱۷۹۸ء۔ ملکہ این کی وفات ۱۷۹۸ء  
۱۷۹۸ جارج اول کی بادشاہی کا اعلان۔ دستوری حکومت کا آغاز۔ تیرھویں صدی کا ادب  
..... از صفحہ ۳۷۷ تا صفحہ ۳۸۱

## حصہ ہفتم

### برطانیہ عظمیٰ کی فراخی

### بائیسواں باب

اندرونی امن اور بیرونی فتوحات سے برطانیہ عظمیٰ کا پنپنا

- ۱۷۹۳ جارج اول ۱۷۹۳ء لغایت ۱۷۹۳ء۔ فاڈان مینور۔ جارج اول کی سیرت۔  
۱۷۹۵ آکسفورڈ۔ بالنگ۔ بروک اور آرمند پر مقدمات۔ قانون ہنگامہ ۱۷۹۵ء  
۱۷۹۴ جیمزوں کی بغاوت ۱۷۹۴ء۔ ہفت سالہ پارلیمنٹس ۱۷۹۴ء۔ اتحاد ٹائٹ ۱۷۹۴ء  
۱۷۹۳ جنگِ ارس پاسرو ۱۷۹۳ء۔ برطانوی تجارت کی توسیع۔ شرکتِ بحرِ جنوبی ۱۷۹۳-۱۷۹۳ء  
۱۷۹۳ رابرٹ والپول کا احتجاج ۱۷۹۳ء۔ شرکتِ بحرِ جنوبی کے ڈھول کا پون ۱۷۹۳ء۔ والپول  
۱۷۹۳ کی وزارت ۱۷۹۳ء لغایت ۱۷۹۳ء۔ دور امن و سکون۔ جارج اول کی وفات  
۱۰۔ جون ۱۷۹۳ء۔

۱۷۴۷ء جارج ثانی نے غایت ۱۷۶۱ء جارج ثانی کی سیرت۔ والبول کا مالی انتظام۔  
 ۱۷۴۸ء مسودہ قانون جنگی کا استدراود ۱۷۶۳ء۔ یگانوں کی بیکانی۔ جماعت عثمانیوں ۱۷۶۳ء۔  
 ۱۷۴۹ء خاندانی قرارداد ۱۷۶۳ء جنگ گوش برید کی جنگ ۱۷۶۳ء۔ والبول کے اقتدار کا  
 ۱۷۵۰ء خاتمہ ۱۷۶۳ء جنگ جانیفنی اسٹریٹ ۱۷۶۳ء غایت ۱۷۶۴ء جنگ ڈیٹن جن ۱۷۶۳ء۔  
 ۱۷۵۱ء جنگ ٹانڈن ۱۷۶۴ء۔ سیملا شہزادہ شارلی ۱۷۶۵ء جنگ فالکرک اور جنگ  
 ۱۷۵۲ء کلڈن ۱۷۶۶ء۔ کوہستانیوں سے ہتھیاروں کا چھین لیا جانا ۱۷۶۷ء۔  
 ۱۷۵۳ء وایٹ فیلڈ اور ویسلی کی منادی ۱۷۶۹ء صلحنامہ اسے لاشاپل ۱۷۶۹ء۔ اصلاح تقویم  
 ۱۷۵۴ء ہارڈوک کا قانون نکاح ۱۷۶۳ء۔ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی۔ فرانسیسی ایسٹ انڈیا  
 ۱۷۵۵ء کمپنی۔ جنوبی ہندوستان میں دوپے کا اقتدار ۱۷۶۹ء۔ کلائیو کی بروقت امداد ۱۷۵۵ء۔  
 ۱۷۵۶ء ہندوستان کا امن و سکون ۱۷۶۵ء۔ فرانسیسی اور انگریز امرکہ میں ۱۷۵۴ء۔  
 ۱۷۵۷ء قلعہ ڈو کوئین ۱۷۶۵ء۔ انگریزوں کو شکست ۱۷۵۵ء۔ جنگ ہفت سالہ ۱۷۵۶ء۔  
 ۱۷۵۸ء انگلستان پر پے درپے تباہیاں ۱۷۵۶ء۔ منارکار فرانسیسوں کا قبضہ ۱۷۵۶ء۔  
 ۱۷۵۹ء امیر البحر جنگ کا منتقل ۱۷۵۹ء۔ کال کوٹھری کا واقعہ کلکتہ میں جون ۱۷۵۹ء۔ انگریزوں کو  
 ۱۷۶۰ء یورپ میں شکست ۱۷۵۹ء۔ ولیم پیٹ۔ پٹ کا انتظام حکومت ۱۷۵۹ء غایت ۱۷۶۱ء۔  
 ۱۷۶۱ء اسپیک اور پوتھن کی لڑائیاں ۱۷۵۹ء۔ کنیڈا میں جنگ ۱۷۵۹ء۔ قلعہ ڈو کوئین  
 ۱۷۶۲ء کی تسخیر ۱۷۵۹ء۔ تسخیر کوئٹہ ۱۷۵۹ء۔ ولف اور مانت کام کی موت۔ مائیل کی  
 ۱۷۶۳ء حوالگی ۱۷۶۱ء یورپ میں برطانوی فتوحات ۱۷۵۹ء۔ تسخیر کلکتہ ۱۷۵۹ء جنگ پلاسی  
 ۱۷۶۴ء جون ۱۷۵۹ء۔ ہندوستان میں برطانوی فتوحات کا غلبہ پٹ کی وزارت سے صلح کی  
 ۱۷۶۵ء ۱۷۶۲ء ہسپانیہ کے ساتھ جنگ ۱۷۶۲ء صلحنامہ میڈیٹرک ۱۷۶۲ء عہد نامہ پیرس  
 ۱۷۶۶ء فروری ۱۷۶۳ء۔ .... از صفحہ ۳۸۲ تا صفحہ ۴۱۱

## تیسواں باب

نوآبادی ہائے امریکہ کی آزادی

جارج ثالث ۱۷۶۰ء غایت ۱۸۲۰ء۔ دولت برطانیہ کی عظمت۔ سکھیں اور



دولت اقوام۔۔۔ قرضہ قومی میں پٹ تخفیف کرتا ہے آئرلینڈ کو آزاد تجارت  
 بخشا ہے ۱۷۹۰ء۔ پٹ کے مسودہ قانون اصلاح کی منظوری دے گا۔ بادشاہ کو  
 جنون کا دورہ دوسری مرتبہ اٹھا ۱۷۹۱ء۔ دوسرا مسودہ قانون نیابت سلطنت  
 ۱۷۹۱ء۔ بادشاہ کو صحت ہوتی ہے ۱۷۹۱ء۔ انقلاب فرانس کا آغاز  
 ۵۔ مئی ۱۷۹۱ء۔ فرانس میں ادائی و قاضی پر ظلم۔ انعقاد مجلس نالیہ ۵۔ مئی ۱۷۹۱ء۔  
 صدر مجلس «بیسٹیل» کو بلوائیوں کا حکومت سے جین لینا ۱۴۔ جولائی۔  
 لوئی شانزدہم کی امیری و قتل ۱۷۹۳ء لغایت ۱۷۹۳ء۔ برگ کا اثر۔ فرانس پر  
 کو لارڈ ہو کے انقوض شکست کیم چون ۱۷۹۳ء۔ الماسٹر ڈوم اور ولندیزی برطانیہ پر  
 فرانسیسیوں کا قبضہ ۱۷۹۵ء۔ اس لہذا اور ملاکا اویسلون برانگزیزوں کا قبضہ ۱۷۹۵ء۔ برطانیہ جنگ کا  
 انڈیا کی مطلق العنانی۔ آئرلینڈ میں فساد۔ آئرلینڈ پر فرانس کی فوج کشی کی ناکامی ۱۷۹۶ء۔ جنگ کی  
 بے سود و خستہ ۱۷۹۶ء۔ جنگ سیٹ ڈینٹ ۱۴۔ فروری ۱۷۹۶ء۔ مصفدہ نوری ۱۷۹۶ء۔  
 جنگ کیمرون ۱۱۔ اکتوبر ۱۷۹۶ء۔ نیولین کے منصوبہ جنگ نیل کیم اگست ۱۷۹۸ء۔  
 ایجادات آئرلینڈ ۱۷۹۸ء۔ اتحاد آئرلینڈ و انگلستان ۱۷۹۸ء۔ پٹ کا وزارت سے  
 استعفا جنوری ۱۸۰۱ء۔ جنگ اسکندریہ اور جنگ کوپن ہیگن ۱۸۰۲ء۔ عہد نامہ ایمان  
 مارچ ۱۸۰۲ء۔ برطانیہ کے ساتھ شہنشاہ اٹلیت سے نیولین کی جنگ  
 ۱۸۰۲ء لغایت ۱۸۱۵ء۔ انگلستان پر نیولین کے حملہ آور ہونے کی تیاریاں  
 ۱۸۰۳ء۔ جنگ ٹریفالگر اکتوبر ۱۸۰۵ء۔ جنگ آسٹر لٹز اور پٹ کی وفات۔  
 وزارت جامع کمالات ۱۸۰۶ء۔ اصلاح مجالس۔ برادرہ فروری کی معقونی ۱۸۰۶ء۔  
 فاکس کا انتقال ۱۸۰۶ء۔ فرمان برلن ۲۱۔ نومبر ۱۸۰۶ء۔ ہسپانیہ کے تاج تخت پر  
 نیولین کا قبضہ اور برنگال بریڑ صاعی ۱۸۰۷ء۔ آغاز جنگ جزیرہ نما ۱۸۰۸ء۔  
 انگریزی فوج کی ہسپانی اور جنگ کارونا ۱۸۰۸ء۔ ولنگٹن اور نیولین ہسپانیہ میں۔  
 ولنگٹن کی فتوحات ۱۸۰۹ء لغایت ۱۸۱۳ء۔ ماسکو کی آتشزدگی اور فرانسیسیوں کی  
 ہسپانی ۱۸۱۲ء۔ نیولین کی تخت سے علیحدگی۔ نیولین کی واپسی۔ مارچ ۱۸۱۹ء۔  
 جنگ واٹرلو ۱۸۔ جون ۱۸۱۵ء۔ نیولین کی وفات ۱۸۲۱ء۔ جلیانہ سر ۱۸۱۵ء۔  
 شہزادہ ویلر بحیثیت نائب السلطنہ ۱۸۱۱ء لغایت ۱۸۲۳ء۔ قانون ملکی سختیاں ۱۸۱۸ء۔

۱۷۹۰

۱۷۹۱

۱۷۹۹

۱۷۹۵

۱۷۹۶

۱۷۹۵

۱۷۹۶

۱۷۹۸

۱۸۰۰

۱۸۰۱

۱۸۰۲

۱۸۰۳

۱۸۰۴

۱۸۰۵

۱۸۰۶

۱۸۰۷

۱۸۰۸

۱۸۰۹

۱۸۱۰

۱۸۱۱

۱۸۱۲



افلاس و پریشانی کا پھیلنا۔ کینیڈا کی شورش ۱۸۳۷ء (دیکھو صفحہ ۴۸۶)  
 وولیم چارلمز کی وفات ۲۰ جون ۱۸۳۷ء ..... از صفحہ ۴۶۴ تا صفحہ ۴۸۴

## چھٹی سول باب

### برطانیہ عظمیٰ اور برطانوی نوآبادیاں

۱۸۳۷ء۔ کٹوریہ دفتر ڈیوک آف کینٹ کا فرانزوائے برطانیہ قرار پایا، ۱۰ جون ۱۸۳۷ء۔  
 ۱۸۳۷ء۔ تاج پوشی ۲۸ جون ۱۸۳۷ء۔ شہزادہ البرٹ سے عقد نکاح ۱۰ فروری ۱۸۴۰ء۔  
 علاقہ ہائیز کا ڈیوک آف مکہ لینڈ کو ملنا۔ ماربرتی کی ایجاد۔ لارڈ ڈریم کا بحیثیت گورنر جنرل  
 کینیڈا کو بھیجا جانا ۱۸۳۸ء۔ چارلسٹ (طالبان نشور) کا خروج۔ اتحاد تلف قانون غلہ  
 ۱۸۳۸ء۔ ایک نئی معمول خط ۱۸۳۹ء۔ افیون کے متعلق چین سے لڑائی ۱۸۳۹ء۔  
 کینیڈا کو دستور کا نظام دینا ۱۸۴۰ء۔ درہ کابل اور افغانستان میں قتل عام ۱۸۴۱ء۔  
 سیریل معمول آمدنی مقرر کرنا ۱۸۴۲ء۔ اسکاٹ لینڈ میں فری چارج کا قیام ہونا ۱۸۴۳ء۔  
 آئر لینڈ میں بیماری سے فصل آلو کا تلف ہونا ۱۸۴۵ء۔ سیریل آزادی تجارت  
 کی حمایت کرنا ۱۸۴۵ء۔ قوانین غلہ کی منسوخی ۱۸۴۶ء۔ حمایت پسند فرقہ پیل کو  
 وزارت سے علیحدہ کر دینا ۱۸۴۶ء۔ ۱۸۴۸ء کا انقلاب فرانس طالبان نشور کی  
 سرگرمی کو بڑھانا ہے۔ طالبان نشور کے جمع کثیر کی ناکامی ۱۰ اپریل ۱۸۴۸ء۔  
 الحاق پنجاب ۱۸۴۹ء۔ کتب خانہ رات باغیں ۱۸۵۰ء۔

نوآبادی راس کو دستور دیا جاتا ہے ۱۸۵۰ء۔ آسٹریلیا کی نوآبادیوں کا  
 مسودہ قانون ۱۸۵۰ء۔ نیوزیلینڈ کا عروج ۱۸۳۹ء۔ غنایت ۱۸۵۰ء۔  
 کیلیڈونیا اور آسٹریلیا میں سونے کا اکتشاف ۱۸۴۹ء۔ غنایت ۱۸۵۱ء۔  
 عطا کیے دستور۔ نیوزیلینڈ ۱۸۵۰ء۔ سے دو ریوں کی لڑائیاں ۱۸۶۱ء۔ غنایت ۱۸۶۸ء۔  
 ہائڈ پارک میں نمائش عظیم ۱۸۵۱ء۔ کوئی نیلین کا قاتل ناجعہ ۲ دسمبر ۱۸۵۱ء۔  
 انگریزوں کا پہلے ہین فوجی رنکا کار بننا ۱۸۵۲ء۔ مسئلہ شرق تکلیف و مصیبت کا  
 سبب ہوتا ہے ۱۸۵۲ء۔ کریمیا کی لڑائیاں ۱۸۵۳ء۔ آلمانی جنگ ۲۰ ستمبر

۱۸۳۷ء  
 ۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء  
 ۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء

۱۸۳۷ء



- جنگ - بلگ لاوا ۲۵ - اکتوبر، جنگ انکران ۵ - نومبر ۱۸۵۵ء - پریشانی و بدانتظامی -  
 فاریس ٹائٹ اینگل صاحب کی اداسیبا سپٹول کی فتح ۸ - ستمبر ۱۸۵۵ء -  
 ملٹن مہریرس جنگ کو ختم کرنا ہے ۳۰ - مارچ ۱۸۵۶ء -  
 ہندی سیاحیوں کی شکایتیں - ہند کا عذر ۱۸۵۶ء - کانپور کا قتل عام  
 ۱۵ - جولائی، کیننگ کا انصاف اور اس کی گورنر جرنیل - لکھنؤ سے محاصرہ کا سٹٹا  
 ۲۳ - ستمبر، سر ہورور کا میدان کارزار ۱۸۵۶ء - ایسٹ انڈیا کمپنی کی موقوفی ۱۸۵۷ء -  
 ملکہ کے فرماں روا سے ہند بھٹنے کی نسبت اعلان کیا جاتا ہے - یکم نومبر -  
 اسکا قیصر ہند کا خطاب قبول کرنا ۱۸۵۷ء -  
 آرمینی کی فرانس سے جوڑ پ - رندا کاروں کی تنظیم ہو کر انکا برطانوی فوج کا  
 ایک جزو قرار پانا ۱۸۵۷ء - ریاست ہائے متحدہ کی خانہ جنگی کا آغاز ۱۸۶۱ء -  
 اس کے سبب سے انکا شائر میں روٹی کا قحط ۱۸۶۱ء - جہاز الاباما کے متعلق دعوای -  
 شہزادہ عقد النج کی موت ۱۴ - دسمبر ۱۸۶۱ء - ویسٹمنسٹر کی شاہی ۱۸۶۳ء -  
 قانون صحت عامہ ۱۸۶۱ء - افغانستان اور افریقہ میں لڑائیاں ۱۸۶۶ء - ۱۸۶۶ء -  
 قوانین اصلاح ۱۸۶۶ء - ۱۸۸۵ء - فنی این لوگوں اور مزدوروں کی اتحادی انجمنوں کی  
 شورشیں ۱۸۶۶ء - آئر لینڈ کے سرکاری مذہب کی موقوفی ۱۸۶۹ء - جنگ فرانس  
 و برطانیہ ۱۸۷۰ء - قانون اراضی آئرستان ۱۸۷۰ء - قانون تعلیم ۱۸۷۰ء - برطانوی  
 تعلیم گاہوں سے آزمائشات نہمی کی منسوخی ۱۸۷۰ء - ہندو ہائے فوجی کے  
 فروخت کی موقوفی ۱۸۷۰ء - وزیر کی کو لارڈ کیکنہ فیڈ خطاب ملتا ہے ۱۸۷۰ء -  
 آئرستان یوں کی مخالفت کا آغاز ۱۸۷۰ء - آئرستانی کیوں تلاش اور برک کو قتل  
 کرتے ہیں ۱۸۸۲ء - قانون اصلاح کے سبب سے ملک میں ۶۶۶ ۲۴۸۵ جدید  
 رائے دینے والوں کا اضافہ ہوتا ہے - (دیکھو صفحہ ۸۳) گلڈسٹن اور یارنل  
 کے پیش کردہ ہوم رول کی شکست ۱۸۸۶ء - انیسویں صدی کا علم و ادب اور ملک کی  
 عام ترقی - پہلا جشن جوبلی ۱۸۸۷ء - مجالس اصلاح ۱۸۸۷ء - یارنل کا زوال ۱۸۹۰ء -  
 اسکی موت ۱۸۹۰ء - درالعیام میں گلڈسٹن ہوم رول کو منظور کرالیتا ہے  
 لیکن ابراہام اسکو متبر دکر تے ہیں ۱۸۹۰ء - گلڈسٹن صاحب قومی زندگی سے

لارڈ مالمرشٹن  
 فروری ۱۸۵۵ء

۱۸۵۶ء

۱۸۵۷ء

لارڈ مالمرشٹن  
 فروری ۱۸۵۵ء

لارڈ مالمرشٹن  
 جون ۱۸۵۷ء

لارڈ مالمرشٹن  
 نومبر ۱۸۵۷ء

لارڈ مالمرشٹن  
 جولائی ۱۸۵۷ء

لارڈ مالمرشٹن  
 فروری ۱۸۵۷ء

گلڈسٹن  
 دسمبر ۱۸۷۰ء

گلڈسٹن  
 فروری ۱۸۷۰ء

گلڈسٹن  
 اپریل ۱۸۷۰ء

لارڈ مالمرشٹن  
 جون ۱۸۵۷ء

گلڈسٹن  
 فروری ۱۸۷۰ء

گلڈسٹن  
 اپریل ۱۸۷۰ء

گلڈسٹن  
 فروری ۱۸۷۰ء

کنارہ کش ہوتے ہیں ۱۸۹۳ء۔ وفات کلیڈ اسٹون ۱۸۹۳ء۔ انتخاب عام اور اتحادیوں کے  
نمائندوں کی کثرت پارلیمنٹ میں ۱۸۹۳ء۔ بڑی بڑی ہڑتالیں ۱۸۹۳ء تکایت ۱۸۹۳ء۔  
ڈیوک آف کلیئرش کی وفات ۱۴ جنوری ۱۸۹۳ء۔ لبریر کینچی کی فریب دہی اور پابلازی  
۱۸۹۳ء۔ ڈیوک آف ہارک کی شادی جوہانی ۱۸۹۳ء۔ دوسرا جشن جوہانی ۱۸۹۳ء۔  
تمام قلم و برطانیہ میں خط کا حصول ایک مینی مقرر ہونا ۲۵ دسمبر ۱۸۹۳ء۔ نوآبادی ٹرانسوال کا  
نشو و نما ۱۸۹۳-۱۸۹۴ء۔ آخری کی سند یافتہ کینڈیاں ۱۸۹۳ء جمین کی یورش ۱۸۹۳ء۔  
ٹیسٹ لینڈر لوگوں کا ملک کی خدمت میں استقامت ۱۸۹۳ء۔ کروکر کا جواب آخری  
۹۔ اکتوبر ۱۸۹۳ء۔ کلیئرش کی لڑائی ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۹۳ء۔ کی لڑائی ۲۳۔ نومبر ۱۸۹۳ء۔  
۲۴۔ نومبر۔ دریائے اور کا مجاہد ۲۸۔ نومبر۔ اسٹارم برگ ۹۔ دسمبر ۱۸۹۳ء۔  
۱۱۔ دسمبر۔ کالٹرو ۱۵۔ دسمبر۔ نوآبادیاں فوجیں روانہ کرتی ہیں تارٹا لبرٹس فوج کی  
سہ سالاری اختیار کرنا ہے ۱۔ جنوری ۱۸۹۴ء۔ اپنی ان کاپ کا ۲۳۔ جنوری اور  
کیمی کا ۱۵۔ فروری کو محاصرہ اٹلتا ہے۔ کراچی پتھیا رڈ اٹلتا ہے ۲۴۔ فروری۔  
لیڈی اسمتھ کی تسخیر ۲۸۔ فروری۔ بلوم فائین پرا ٹگریزوں کا قبضہ ۱۳۔ مارچ ۱۸۹۴ء۔  
محاصرہ ہٹا دیا جاتا ہے ۱۴۔ مئی۔ جوہانسبرگ پر قبضہ ۳۰۔ مئی۔ ریٹویا کی فتح ۵۔ جون  
الحاق نوآبادی آئین ۱۴۔ مئی۔ الحاق ٹرانسوال یکم ستمبر۔ کروکر کی اذیت سے روانگی  
اکتوبر ۱۸۹۴ء۔ چین میں خون ریزیاں جون ۱۸۹۴ء۔ یکن کی تسخیر ۱۵۔ اگست۔ اسٹانچی کی  
جنگ اپریل تکایت جولائی۔ آسٹریلیا کی جہوری حکومت کا قیام یکم جنوری ۱۸۹۴ء۔ ملکہ وکٹوریہ  
کی وفات ۲۲۔ جنوری ۱۸۹۴ء۔ ..... ۱۸۹۴ء تا صفحہ ۵۳۵

سالاری  
چون ۱۸۹۳ء  
تکایت آخر  
حکومت ملکہ  
وکرز

## ستائیسواں باب

### جمہوریت کی ترقی

ایڈورڈ ہفتم کی تاج پوشی ۹۔ اگست ۱۹۰۲ء۔ ملٹنار دے بری نچ انگ  
۳۱۔ مئی ۱۹۰۲ء۔ جاپان سے صلح ۳۰۔ جنوری ۱۹۰۲ء۔ نوآبادیوں کے وزرا کی  
مجلس لندن میں ۱۹۰۲ء۔ قانون تعلیم ۱۹۰۲ء۔ ایڈورڈ ہفتم کا سفر پیرس ۱۹۰۲ء۔

بلفور  
۳۰۔ جنوری ۱۹۰۲ء

اتحاد شملہ پیمین صاحب اصلاح طائفہ کی تحریک کے نتیجے میں سن ۱۸۰۱ء اتحاد پندوں کے رہنماؤں میں بیسویں سن ۱۸۰۱ء۔ نسبت کی مہم سن ۱۸۰۱ء نسبت سن ۱۸۰۱ء وندیم کا قانون اراضی آئین سن ۱۸۰۱ء۔ مساوات فوج و بحریہ سن ۱۸۰۵ء جنگ روس و جاپان سن ۱۸۰۵ء برقیہ سن ۱۸۰۵ء بیلجیئم متعلقہ ونا سبہ نومبر سن ۱۸۰۵ء۔ پارلیمنٹ کا انتخاب عام جنوری سن ۱۸۰۵ء۔ اتحاد پندوں کی نسبت بیلجیئم لندن کی جانب سے نمائندہ مقرر ہو کر پارلیمنٹ میں واپس آنا سب سے خوب اور طریقہ کا اتحاد سن ۱۸۰۵ء قانون اجانب سن ۱۸۰۵ء۔ قانون مزاحمت مقدادہ و باری سن ۱۸۰۵ء۔ قانون این سرکاری سن ۱۸۰۵ء۔ انگلستان کی خفیہ مالگری اور ان نوالی راہنہ کی قانون سن ۱۸۰۵ء۔ قانون مساوتہ مزدوران سن ۱۸۰۵ء۔ انوائس سوڈا کے قانون سن ۱۸۰۵ء۔ قانون رائے دی امارت سن ۱۸۰۵ء۔ لارڈ ہالڈین مسودہ قانون فوج سن ۱۸۰۵ء۔ قلم و نواریہ حکم مئی سن ۱۸۰۵ء۔ قانون وظائف پیرانہ سالی سن ۱۸۰۵ء۔ کان کنوں کا آٹھ مہینے کا قانون سن ۱۸۰۵ء۔ بائے اسکوٹ سن ۱۸۰۵ء۔ رولی کے کلوں کو جلانے والوں کی ہڑتال سن ۱۸۰۵ء۔ جنگو عباداں حق رائے سن ۱۸۰۵ء۔ دارالامراء میں مسودہ قانون اجازت نامہ کی نامہ فوری سن ۱۸۰۵ء۔ سنڈی کیلزم (مہمزدانہ طرآن) مطالبات مزدوران۔ نوآبادیوں کے بڑے سن ۱۸۰۵ء۔ مزاحمت سخت سن ۱۸۰۵ء۔ لائین فاج کا سوارنہ اپریل سن ۱۸۰۵ء۔ جس کو دارالامراء نے نومبر سن ۱۸۰۵ء میں نامہ فوری کیا۔ ہند میرفتہ و فساد سن ۱۸۰۵ء۔ ہندی ارکان کا منتخب ہوا سن ۱۸۰۵ء اتحاد جنوبی افریقہ کی پارلیمنٹ ہم۔ نومبر سن ۱۸۰۵ء۔ بوتھ کی وزارت غلطی۔ انتخاب عام جنوری سن ۱۸۰۵ء۔ تحریکات متعلق اختیار نامہ فوری ۲۸ فروری سن ۱۸۰۵ء۔ امرا انڈیا کی تنظیم ثانی کے متعلق تجویز کرنے ہیں۔ ایڈورڈ ہفتم کی وفات ۶ مئی سن ۱۸۰۵ء۔ انتخاب عام دسمبر سن ۱۸۰۵ء۔ چند اہم ہڑتالیں سن ۱۸۰۵ء۔ ہمہ کے قوانین سن ۱۸۰۵ء۔ پارلیمنٹ کے آرکین کے لئے معاوضہ کی تجویز سن ۱۸۰۵ء۔ مسٹر ہونز باغیت بہر فرقہ مقابل مسٹر بلیفر کا جائزین بنایا جاتا ہے ۱۸ نومبر سن ۱۸۰۵ء۔ جارج پیجم کا تاج پوشی ۲۲ جون سن ۱۸۰۵ء۔ شہنشاہانہ دربار اور دلی کا پایتخت ہند قرار دیا سن ۱۸۰۵ء۔ دارالامراء کا مسودہ قانون تعلیم پارلیمنٹ کو منظور کرنا ۱۰ اگست سن ۱۸۰۵ء۔

پیمین  
میں  
۱۸۰۵ء

اسکوٹ  
سن



## قدیم برطانیہ

اقوام زمانہ حجر قدیم  
ان کے بعد

اقوام زمانہ حجر جدید  
(نسل بانٹ یا آئی برین)  
قوم برطانوی  
(نسل انسل کے دور)

۵۵۴ء  
جولس سیزر کی آمد برطانیہ میں

۵۴۳ء

رومیوں کا برطانیہ سے رخصت ہو جانا

۵۴۳ء

رومیوں کی فتح برطانیہ

اُس کے بعد

انگلوسیکسن (اقوام)  
(یا توتانی نسل کے انگریزوں کا دور)

۵۴۷ء

انگل قوم کا برطانیہ میں بس جانا

۵۴۷ء

جوت قوم کا سال گزشت { سیکسنوں کا راسا کے تحت }  
پراترنا { برطانیہ پہنچنا }

۵۴۷ء

(بعد کے حالات کے لئے دیکھو نقشہ صفحہ ۲۵)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تاریخ انگلستان

مبتدیوں کے لیے

پہلا باب

برطانیہ کا عہد قدیم

انگلستان کی وجہ تسمیہ۔ انگلستان کی تاریخ کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے یہ بات تحقیق کر لینی ضروری ہے کہ لفظ انگلستان کے معنی کیا ہیں؛ اکثر لوگ اس سوال کو چند اہل شکل نہیں خیال کرتے۔ لیکن حقیقت میں اس کا جواب دینا کچھ آسان نہیں ہے۔ جزائر برطانیہ کے غوامانہ رواج شاہ جاج پنجم کو سلطانہ متحدہ برطانیہ عظمیٰ و آئرلینڈ کا زبان بول کر آجاتا ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آئرلینڈ برطانیہ عظمیٰ سے گویا ایک علیحدہ ملک ہے۔ اور یہ غلطی کی کچھ محض اس لیے نہیں ہے کہ آئرلینڈ ایک جزیرہ ہے۔ بلکہ اس غلطی کا باعث یہ ہے کہ آئرلینڈ میں ایک ایسی قوم مقیم ہے جو اسل میں انگریزوں سے مختلف ہے اور جس کی بولی چلی بھی انگریزوں سے جدا ہے۔ چنانچہ اہل آئرلینڈ کی قومی زبان کا نام "گلیک" ہے اور جب وہ اس میں بات چیت کرتے ہیں تو یہی بولی بولتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پھر

برطانیہ عظمیٰ سے انگلستان ہی انگلستان مراد ہے ۹ اس سوال کا جواب بھی یقیناً  
نفی میں ہے۔ اس لیے کہ برطانیہ عظمیٰ کا آدھا شمالی حصہ اسکاٹ لینڈ ہے۔ جس میں  
کوئی تین سو سال قبل تک ایک علیحدہ سلطنت قائم تھی۔ اور اگرچہ اسکاٹ لینڈ کی  
میدانی آبادی کی نسل وہی ہے جو انگریزوں کی ہے۔ لیکن کہ ہستانی آبادی جو شمالی  
علاقے میں بود و باش رکھتی ہے۔ گیلیک زبان بولتی ہے۔ اس کی اور آئر لینڈ  
والوں کی نسل ایک ہے۔ اب صرف برطانیہ عظمیٰ کا جنوبی حصہ رہ گیا جو نارٹھ لینڈ  
دینڈ

۱۰ کہ کم از کم اس علاقے پر تو ”انگلستان“ کی تعریف صادق آتی چاہیے۔  
ہاں! لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں ویلز کے جداگانہ علاقے کو بھی شریک کریں کیونکہ  
اس وسیع خطہ زمین میں بھی ایسے لوگ آباد ہیں۔ جو اپنی علیحدہ زبان بولتے ہیں۔ اس  
زبان کا نام ”برٹش“ ہے۔ اور آئر لینڈ اور کوہستان اسکاٹ لینڈ کی زبان سے یہ  
کچھ ایسی ملتی جلتی واقع ہوئی ہے۔ کہ یہ ویلز۔ آئر لینڈ اور کوہستان اسکاٹ لینڈ کے  
باشندوں کو ایک ہی نسل کی مختلف شاخیں کہہ سکتے ہیں۔ اور انہیں آج کے دن بھی  
بڑی حد تک انگریزوں سے الگ ہے۔

۱۱ انگلستان کا رقبہ۔  
پس اصل میں انگلستان جزیرہ برطانیہ عظمیٰ کا صرف جنوبی حصہ  
ہے۔ اور اس کا رقبہ پچاس ہزار نو ہزار بائیس مربع میل ہے جو  
انتظامی اغراض کے لیے باون اضلاع میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ اس میں صوبہ ویلز کے  
بارہ اضلاع بھی شریک ہیں۔ جن کا مجموعی رقبہ سات ہزار تیس سو اسی آٹھ مربع میل  
ہے اور یہ صوبہ انگلستان کا مغربی گوشہ ہے۔ اس جانب سے جنوبی کنارے سے  
اگر ہیل میں سوار ہو کر پچیس گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد برطانیہ کی شمالی  
سرحد پر پہنچ جائیں گے۔ جو دریائے ٹویڈ پر واقع ہے۔ اور وہاں سے ہیل میں  
ایڈنبرا کے پاس گئی۔ جو اسکاٹ لینڈ کے میدانی علاقے کا صدر مقام ہے۔ شرقاً  
وغرباً ہم انگلستان کے سب سے زیادہ چوڑے حصے کو گھنٹے کے سفر میں  
طے کر سکتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ رقبہ میں یہ ملک کچھ بہت بڑا  
نہیں۔ لیکن یہی مختصر سا ملک ان کروڑوں انگریزوں کا وطن ہے۔ جو آج روئے زمین



پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اور انگلستان کی تاریخ ان تمام اولوالعزم انگریزوں کی تاریخ ہے۔ جس سے معلوم ہو سکے گا کہ اس قوم نے ترقی کی کتنی منزل میں کسی کیسی کرپان جمیل کیا کیا غلطیاں کیں۔ جہالت اور رکاوٹوں کے باعث کیسی کیسی نصیحتیں اٹھائیں۔ اور شجاعت اور اسد قلال اور زحمت کشی کی بدولت اپنی محنت کے کیسے کیسے اجر پائے۔

برطانیہ کی حالت انگلستان

سے پہلے۔

اگر انگریز اس ممالک میں ابتدا ہی سے آباد ہوتے ہوئے تو ممکن تھا کہ ہم کسی تمہید کے بغیر ان کی تاریخ لکھنا شروع کر دیتے۔ لیکن یونانیوں اور دور سے موزوں کی جتنی بہت تحریرات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان مشہور کتبچوں آج ہم اہل ایل آئر لینڈ اور ایل کورنوال کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں ان جزائر میں بسنے ہوئے کلم سے کم دو ہزار سال کا زمانہ گزر چکا ہے۔ اور ان میں سے بعض نسلیں تو اس زمانے سے بھی بہت پہلے جبکہ ان کے تاریخی حالات سپرد قلم ہوئے شروع ہوئے۔ یہاں یو دو بارش رکھتی تھیں۔ یہ خلاف اس کے ڈیڑھ ہزار سال کا بھی زمانہ نہیں گزر سکتا تھا۔ ”ایکل“ یا ”ایکل“ سمندر کو عبور کر کے اول اول علاقہ ”انگلن“ سے یہاں آئی۔ جو یہاں ”انگلکاس“ کے ساحل پر واقع تھا۔ اور قوم ”جوٹ“ اور قوم ”سیکس“ کے ساتھ مل کر جو خود بھی اس ترک وطن میں اس کی شریک تھیں، برطانیہ کے آدھے جنوبی حصے پر قابض ہو گئی۔ اور اس زمین کو اپنے نام سے موسوم کیا۔ ایسی حالت میں انگلستان کے ممالک سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم انگریزوں کی آمد سے قبل برطانیہ کے مذکورہ تاریخی حالات کا ایک خاکہ پیش کریں۔

زمانہ حجرہ قدیم کے انسان بہت زمانہ گزرا، اور اس کی درازی کا حال کوئی نہیں بتا سکتا کہ یہ نہ زمین میں ہم اب آباد ہیں ایک سنگی زمانہ ہی۔ اسکے بجائیں بجائیں کر۔ تے ہوئے جنگلوں اور میدانوں میں شیر۔ چیتے۔ بچھڑے۔ لکڑے۔ ہاتھی۔ دریائی کھوڑے۔ بارہ بیگے۔ اور سانجھ پھوڑے تھے۔ اور خدا کی بن جیتی زمین کے قبضے کے لیے وحشی انسانوں سے ان کا مقابلہ ہوا کرتا تھا۔ ہر دور سے چمڑوں کے ادھ گھڑنوں کیلے اوزاروں سے جس طرح بن پڑتا ان کا ٹھکانا بن کر رہتے تھے۔ ان

مملکت کا حکم دیا کہ جو اسے تو اس بنا پر کہ انگلستان کے مختلف حصوں میں یہ  
 اوزار ہیں قدیم غاروں اور دیواروں کی ننگری تہوں میں ان جنگی جاتروں کی ہڈیوں کے  
 ساتھ دے دیے ہوئے۔ طے میں جن کا کھار کیا گیا تھا۔ اسی طرح غاروں کے دہانے پر  
 لکڑی کے کویلے کا موجود ہونا بتا رہا ہے۔ کہ یہاں الائنہ جلائے جایا کرتے تھے  
 ان وحشیوں کو ہم زمانہ حجریہ قدیم کے انسان کہتے ہیں اور ان یادگاروں کے مہمان کا  
 اور کچھ حال ہم نہیں جانتے۔

زمانہ حجریہ جدید کے انسان ان کے بعد ان انسانوں کا زمانہ آیا جو عمدہ تراوڑ استعمال کرتے تھے  
 یہ اوزار تھیں تو اب بھی پتھر کے لیکن ان کی تراش اور صفائی پہلے سے  
 بہت بہتر تھی۔ یہ انسان "زمانہ حجریہ جدید" کے انسان کہلاتے ہیں۔ ان کی ہڈیاں  
 اور ڈھانچے ان انگلستان ویلز اور آئرلینڈ کے اکثر مقامات میں ملے۔ لیجے حجروں یا گڑھوں  
 کے اندر دبے ہوئے ملتے ہیں۔ اور جہاں یہ استخوانی آثار دہن ہیں۔ ان کے ساتھ  
 ہی ترشے اور بلاویں ہوئے پتھر کے تیروں کے سرے۔ کلہاڑے اور کلہاڑیاں  
 اور ہڈی کی سوئیاں اور کیلیں بھی پڑی پائی جاتی ہیں۔ ان کو خنزیروں، بھینسوں اور بکریوں  
 کی ہڈیوں سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ زمانہ حجریہ جدید یعنی سنہ پتھر کے دور کے  
 یہ انسان اپنی دپائوں جانور بھی پالتے تھے۔ اور کھورے مٹی کے برتنوں کے ٹکڑوں  
 اور مٹی ہوئی سن اور پیالے سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ وہ کوڑہری اور پار پیہ بانی کا ہنر  
 بھی سیکھ چکے تھے۔

ان انسانوں کی کھوپریاں لمبی اور چھوٹی ہوتی تھیں۔ اس لحاظ سے انہیں اس  
 چھوٹے قد انسانوں کے رنگ اور گھونگر یا بے بالوں والی قوم کے مشابہ قرار دیا جاسکتا ہے  
 جس کا نام "اسک" یا "بیرین" ہے۔ اور جواب بھی اسپین کے بعض ویران کوہستانی  
 علاقوں میں آباد ہے۔ اور "حجر قوم" "فن" کے جو یورپ کے بعد ترین شمالی حصے میں  
 بسے ہیں۔ اس کی زبان دنیا کی تمام دوسری اقوام کی زبانوں سے الگ ہے۔ اس  
 سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ زمانہ حجریہ جدید کے انسان ایک دور دور تک پھیلی  
 ہوئی انسانی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ اور "بیرین قوم" کا کھاس بھی اسی نسل سے ہوا۔  
 اس نتیجے پر پہنچنے کے لیے ہمارے پاس خصوصیت سے یہ دلیل بھی موجود ہے کہ

ایکسپریم قوم کے باب داووس کی ہڈیاں صاف رشتے ہوئے پتھر کے اوزاروں کے ساتھ آپریں ہیں۔ لیبلے لیبلے گڑھوں کے اندر اسی طرح گڑھی ہوئی لاتی میں جس طرح برطانیہ میں دیکھی گئی ہیں۔ اور تو اور اہل ایرانیہ اور اہل یونان کی لاتی لٹنے کی آبادی میں آج کے دن بھی ایک جماعت ایسے لوگوں کی موجود ہے جن کا قد چھوٹا ہے۔ اور رنگ سانولا ہے۔ ہونہ ہو یہ لوگ بھی زمانہ ہجریہ جدید کی اسی پرانی نسل کی یادگار ہیں۔

مقبورے۔ اپنے تصور کے پردے پر جب ہم زمانہ ہجریہ جدید کے ان انسانوں کی زندگی کی تصویر کھینچتے ہیں تو ہمیں نظر آسکتا ہے کہ وہ مراشی بالیتے تھے۔ پتھر کے اوزار بناتے تھے اپنی ضرورت کے لائق مٹی کے بے ڈھنگے باس طیار کرتے تھے۔ اپنی بی بی بچوں سمیت کھوہوں میں رہتے تھے۔ اور اپنے مردوں کو بلبلے بلبلے جھروں میں دفن کرتے تھے۔ جن کے بنانے کی ترکیب یہ تھی کہ بڑے بڑے ان گھڑ پتھروں کو جوڑ کر اوپر سے مٹی دے دی جاتی تھی۔ جب اس مٹی کو کھود کر ہٹایا جاتا ہے تو پتھر باقی رہ جاتے ہیں۔ جن کی مجموعی میٹیت پر کسی آثارِ جدیدہ میز کا گمان ہوتا ہے۔ اس گول پتھریلے ڈھچ کو "کراٹک" کہا جاتا ہے۔

ان کے چیلز کی زبان میں "کرام" سے مراد گول ہے۔ اور "کک" سے پتھر۔ مدتوں ان مشہور پتھری سے قربان گاہوں کا شبہ ہوتا رہا۔ یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ ضلع ولٹ شائر میں مقام اسٹون ہنج واقع میدان سالبری اور نیز بعض دوسرے مقامات میں پتھر کی بڑی بڑی چٹانوں کے جوائے کیے کنڈل موجود ہیں۔ وہ زمانہ ہجریہ جدید کے انہیں انسانوں نے بنائے ہوں۔ یہی یہ بات کہ کس طرح بنائے اور کیوں بنائے سو یہ ایک راز ہے جو کھل نہیں سکا۔

نسلِ قوم۔ زمانے نے ایک اور پٹلا کھایا۔ اور بنی نوع انسان کی ایک دوسری نسل جس کی کھوپریوں میں کسی قدر زیادہ گولائی تھی۔ اس کھوپریوں والی نسل کے ساتھ ملنی شروع ہوئی۔ اس دوسری نسل کے انسانوں کے ڈھانچے ہم کو گول گڑھوں کے اندر جو بالکل مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ دے دیے ہوئے ملتے ہیں۔ اور ساتھ ہی کانسی اور پتھر کے اوزار بھی ان گڑھوں سے نکلتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ دھات کو کام میں لانا سیکھ چکے تھے۔ بعد کے

رمانے کے بعض گوشوں سے لوہے کے آلات بھی برآمد ہوتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ  
 ہائیس کی بر نسبت ہوسہ کا ڈھالنا بہت مشکل ہے۔ یہ واقعہ اس بات کو ثابت  
 کرتا ہے کہ اب ایک اور قوم برطانیہ میں آکر آباد ہو گئی تھی۔ جو اپنے ساتھ ایک اعلیٰ  
 تہذیب لائی تھی۔ یہ امر بظاہر عجیب تو معلوم ہو گا۔ لیکن اس قوم کا سراغ دگانے  
 کے لیے جو ”قلعہ“ کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ یہیں مشرقی کاخ کرنا چاہیے  
 جہاں غالباً سہ زمین ایران کے اس پاس کسی خطے میں ہیں ان کا کھوج ملے گا۔ اور ہم  
 کو معلوم ہو گا کہ اس قوم کا ایک حصہ مدتوں خانہ بدوش رہ کر ترک وطن کرتا ہوا مغرب  
 کی طرف بڑھا۔ اور ہمارے جزیرے میں آکر آباد ہو گیا۔ اہل علم ہمیں بتاتے ہیں  
 کہ آریہ نسل کی ایک قوم زمانہ تاریخ سے بہت پہلے مشرق میں نمودار ہوئی۔ اور  
 اس نے دو گروہوں میں منقسم ہو کر دو سمتوں میں بڑھنا شروع کیا۔ ایک گروہ ایران  
 اور ہندوستان پر چھا گیا۔ اور دوسرا یورپ میں پھیل گیا۔ آریہ، مجنی، رشتہ  
 نہایت ہی پرانا لفظ ہے۔ اور زمانہ قدیم میں ایران کا ایک حصہ اسی نام سے  
 موسوم تھا۔ اور یہی لفظ قوم آریہ کی بھی وجہ تسمیہ ہے۔ آریوں نے اول اول اپنی آبادیاں  
 کسی قدر بجانب مغرب بسائیں رفتہ رفتہ جب ان کی تعداد بہت بڑھ گئی تو سلسلہ  
 نقل مکان اور زیادہ وسیع ہوتا چلا۔ اور ان کی کچھ جماعتیں مغرب کے بعد تر مقامات  
 میں جا جا کر آباد ہوتی گئیں۔ یہاں تک کہ ایک جماعت سمندر کو عبور کر کے برطانیہ  
 میں جا پہنچی جس کے باشندوں کو بڑوئیر فریخ کر کے وہ یہاں مستقل طور پر آباد ہو گئی۔  
 برطانیہ کے یہ نئے قباخ قوی، میکل اور بھور سے ہانوں والے تھے۔ اور جس  
 نسل کو انھوں نے اپنا مطیع بنایا تھا وہ پست قامت اور ان کی بر نسبت  
 ذرا سانسولی تھی۔

جناب مسیح کی ولادت سے کوئی چھ سو سال قبل یعنی چار راں  
 ابنائے جبل الطارق کو جوان دنوں ”ہرقلس“ کے مینارے  
 کہلاتی تھی۔ عبور کرنے ہوئے قلعہ کی تجارت کے لیے  
 جزائر سیلی تک آیا کرتے تھے۔ یہ جزیرے کو رندال کے قریب واقع ہیں۔ اور  
 یونانی مصنفین نے انھیں اپنی کتابوں میں ”کریسٹنڈیز“ یعنی ”قلعہ“ کے

جزیرے کا لکھا ہے۔ تاریخ کی روایتی قبطی قوم پر اول اول اسی زمانے میں پڑتی ہے۔ اس کے قریباً سو سال بعد یونانی براہِ خشکی مسیڈیا سے آئے جو مارسیلز کا دوسرا نام ہے۔ اور اسی وقت سے ہمارے جزیرے کا نام ”البیان“ پڑ گیا۔

ایپولینڈ ”آیرن“ کہلانے لگا۔ اور پورا مجمع الجزائر برطانیہ کے نام سے موسوم ہو گیا۔

برطانیہ کی حیثیت اب مستقل طور پر قائم ہو گئی۔ اور رفتہ رفتہ دوسری قوموں کو اس کے حالات معلوم ہوتے گئے۔ جب کم و بیش ساڑھے تین سو سال کا زمانہ اور گزریا تو مشہور رومی سپہ سالار جولیس سیزر نے مشہد اور شکست قبل مسیح میں برطانیہ پر چڑھا کر کہا۔ ”برطانویوں کے سردار کینو لائنس نے مقابلے کے بعد شکست کھائی اور روم کو تاج ادا کرتے رہنے کا اقرار کیا۔ اسی سال جولیس سیزر واپس چلا گیا اور کوئی سو سال بعد برطانیہ ہی اس ملک پر قابض رہے۔ لیکن اس کے بعد برطانیہ کی اس قدیم قوم کی حکومت کا دوبارہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا۔

برطانیہ کے جنوبی علاقے کے باشندے اب اچھ ناک برطانویوں کا دشمن۔

شائستہ ہو گئے تھے۔ وہ رتھوں پر سوار ہو کر اڑتے۔ اور برچہوں نیزوں اور گنڈاسوں سے دشمن کا مقابلہ کرتے۔ جس کا وار پھرے اور بے بی ہوئی پتلی پتلی ٹہنیوں کی ڈھال پر روکا جاتا تھا۔ وہ کپڑے کے لبادے اور قبائیں پہنتے۔ سونے چاندی کے گنگن استعمال کرتے۔ اور نگرسی اور رگنڈوں کے جمو پڑوں میں رہتے تھے۔ یہ جمو پڑے ایک دوسرے سے الگ تھلک واقع ہوتے تھے۔ اور ان کی بنیادیں پتھر کی ہوتی تھیں۔ ہر قبیلہ ایک ”ڈون“ یعنی گڑھی بناتا تھا۔ جس کے گرد اگر ایک دیوار یا اونچا پاشہ کھنچا ہوا ہوتا تھا۔ تاکہ جنگ کے وقت وہ اس کے اندر پناہ لے سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بڑے شہر لندن کی ابتدا بھی انہیں قدیم لڑھیوں میں سے ایک سے ہوئی جس کا نام کتابت میں ”لن ڈون“ اور تلفظ میں ”لن ڈون“ تھا۔ ”لن“ جیل کو کہتے ہیں۔ اور ”ڈون“ اسے مراد جیسا کہ ہم ابھی بیان کیے ہیں۔ گزری یا قلعہ ہے۔

ان دونوں کے ملانے سے لندن ہو گیا۔ یہ لوگ اناج بھی بوتے تھے۔ اور چٹانوں کی کھوپوں میں اناج کے ذخیرے جمع کر کے رکھتے۔ تھے۔ کشتیاں بنانے کا فن بھی انھیں آتا تھا۔ ان کی کشتیاں یا تو مٹی ہوئی تیلی پتی ٹہنیوں سے طیار کی جاتی تھیں یا درختوں کے تنوں کو کھوکھلا کر کے بنائی جاتی تھیں۔

انہوں ملک کے باشندے اس قدر شایستہ نہ تھے۔ وہ جنگلی جانوروں کی کھالیں پہنتے دودھ اور گوشت پر اوقات بسر کرتے اور بالکل بے باک بے رحم اور کینہ ور وحشی تھے۔

مذہب - برطانویوں کے مذہب پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب اگرچہ شاندار تھا لیکن ساتھ ہی ڈراؤنا بھی تھا۔ ان کے کاہن جن کا لقب ”ڈروئیڈ“ تھا۔ بعض پوشیدہ عقاید رکھتے تھے جن کی حقیقت بجز ان کے اور کوئی نہ جانتا تھا۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ وہ مردوں اور عورتوں کی بھیت بھی دیا کرتے تھے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر اہل برطانیہ فطرت کی پرستش کرتے تھے اورندیوں جنگلوں اور پہاڑوں کی روحوں کو پوجتے تھے۔ شاہ بلوط کا درخت ”مسلٹو“ کی اُس بیل کے ساتھ جو اس درخت پر چڑھی ہوئی نظر آتی ہے ان کے نزدیک خدا کی علامت تھا۔ عبادت کرنے کے لیے وہ غاروں کے اندر اور گھنے جنگلوں کے بیچوں بیچ جمع ہوا کرتے تھے۔

اہل روم کا برطانیہ پر تسلط - برطانوی قوم اس حالت میں زندگی بسر کر رہی تھی کہ رومیوں نے دوسری مرتبہ ۳۳۷ء میں اپنے بادشاہ کلو دیوس کے زیر کمان جزیرہ برطانیہ پر حملہ کر کے اس کے جنوبی حصے پر قبضہ کر لیا۔

برطانویوں نے کئی سال تک حملہ آوروں کا حم کر مقابلہ کیا اور رومیوں کو جنگلوں اور وادیوں میں رگیدنے پھرے سات سال تک اس کشمکش کا سلسلہ یوں ہی جاری رہا۔ اور فتح کا پلہ کسی فرق کی طرف جھکتا نظر نہ آیا۔ آخر مشہور برطانوی سردار کے رک ٹے کس نے شکست کھائی۔ اور قیدی بنا کر روم بھیج دیا گیا۔

کے لئے تیار کیا۔ جب رومیوں کے قدم ایک مرتبہ جم چکے تو وہ برابر آگے بڑھتے ہوئے چلے گئے۔ یہاں تک کہ چند سال میں ان کی فاتحانہ پیش قدمی جمیرہ اینگلکس تک پہنچ گئی جو اس زمانے میں وہ مونا کے نام سے موسوم تھا۔ یہاں ڈروئیڈوں کی بہت بڑی قوت تھی۔ جسے رومیوں نے تباہ کر دیا۔ اور ڈروئیڈوں کا قتل عام وقوع میں آیا۔ لیکن اس معرکہ میں قریب تھا کہ سارا ملک ہی رومیوں کے ہاتھ سے نکل جائے۔ اس لئے کہ ایک برطانوی سردار کی بیوی بوڈیسیا نے انگلستان کے مشرقی علاقے کی آبادی میں رومیوں کے خلاف ایک آگ سی انگادی اور ان کا نہایت سختی سے مقابلہ کیا گیا۔ لندن جو اس وقت ایک کھوکھلا ہوا بے پناہ شہر تھا، بھلا کر رکھو کا ڈھیر کر دیا گیا رومیوں کے دانت کھٹے ہو ہو گئے۔ اور بڑی لشکروں میں پالا انکھ ہاتھ رہا۔ ملکہ بوڈیسیا نے اسیری کی ذلت پر موت کو ترجیح دی۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس ذلت سے بچنے کے لئے وہ نہر کھا کر مر گئی۔

رومیوں کی سصد سالہ حکومت اس کے بعد رومیوں نے برطانویوں پر کوئی تین صدی تک حکومت کی۔ اور ان کا انداز حکمرانی دیسا ہی تھا جیسا ہندوستان میں آج کل انگریزوں کا ہے۔ انہوں نے عمدہ قوانین بنائے اور سچے سچے طریقے طیار کیں جو آج کے دن تک موجود ہیں۔ ان میں سے ایک شہرک جو ڈائننگ اسٹریٹ کہلاتی تھی۔ دیکھو نقشہ نمبر ۲ لندن میں سے گزرتی ہوئی ڈوور کو چسٹر سے ملاتی تھی۔ رومیوں نے اپنے عہد میں مکانات، کوٹھیاں، حمام اور تختیڑ بھی بنوائے اور ملک کے مختلف حصوں میں بڑے بڑے شہر مثلاً یارک، لندن اور چسٹر تعمیر کیے۔

آج کے دن بھی ان شہروں سے کسی شہر ایسے موجود ہیں جن کے نام کا آخری حصہ ان کی اصلیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ مثلاً ڈائن کیسٹر۔ لیسٹر جس کا لفظ لیسٹر ہے اور مانچسٹر ہی کو دیکھو۔ ان کے آخر میں جو لفظ کیسٹر یا سسٹر آتا ہے یہ دراصل لاطینی لفظ کیسٹر ہے جس کے معنی بڑا و یا مستحکم مقام کے ہیں۔ رومیوں نے جنگل کٹوا کر صاف کرائے اور لوگوں کو باج کی کاشت کی ترغیب دلائی۔ اور اس طور پر برطانیہ

لئے زراعت میں اس قدر ترقی کی کہ اس کا نام ”وشمال کا خرس“ پڑ گیا۔ انھوں نے بہت سے نئے میوؤں کے درخت بھی یہاں وہ سری سر زمینوں سے لا کر لگائے۔ کانوں میں سے دھاتیں نکالنے کا فن رائج کیا اور برطانویوں کو تہذیب و تمدن کی بہت سی باتیں سکھائیں۔ یہی زمانہ ہے جب کہ دیرینہ سیٹی کے داعی پہلی مرتبہ اس خیر سے میں پہنچے اور رومیوں اور برطانویوں نے دس عیسوی قبول کیا۔

رومی خدمت ہونے لگے۔ رومیوں کی سطرکیں رومی کوچیوں کے نچتہ فرش اور رومی دیواریں اگرچہ آج کے دن تک باقی ہیں۔ لیکن برطانویوں پر

رومیوں کا اثر کچھ زیادہ دیر پا ثابت نہ ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ برطانیہ کی حیثیت روما کے مفتوح صوبے سے زیادہ نہ تھی۔ باشندگان برطانیہ اگرچہ اپنے فاختوں کے زیر سایہ آرام سے زندگی گزارتے تھے۔ عادات و اطوار میں ان کی تقلید کرتے تھے لاطینی زبان جو حکومت کی زبان تھی بولتے تھے۔ اور پیرونی دشمنوں کے مقابلے میں رومیوں کی جماعت پر بہرہ ور کرتے تھے۔ لیکن یہ سب دکھاوے کی باتیں نہیں والیں اگر انھیں محنت تھی تو اپنے قومی قوانین سے اور اگر حقیقت میں انھیں لگاؤ تھا۔ تو خود اپنے ہی ملکی سرداروں سے۔ اسی لیے جب ان کے میں خود سلطنت روما دشمنوں سے گم گئی۔ اور رومیوں نے اپنی خانگی پریشانیوں سے مجبور ہو کر برٹانیہ کے جنوبی علاقے سے نو جس رفتہ رفتہ ہٹانی شروع کیں تو برطانویوں کو حتی تھا کہ رومیوں کی اس جدائی پر خوش ہوں۔ لیکن مشکل یہ ان پڑی تھی کہ رومیوں کی مدد کے بغیر وہ اپنے وحشی قلعہ نشین کے ہمسایوں سے جو برطانیہ کے شمال میں بسیتے تھے۔ اپنی حفاظت کرنے کے قابل نہ تھے۔

کیلٹ اور اسکاٹ یہ ہمسائے ”کیلٹ“ اور ”اسکاٹ“ تھے۔ کیلٹ درہل

کیلٹ دنیا کے رہنے والے تھے۔ اور اسکاٹ اول اول ایرلینڈ سے آئے تھے۔ اور اسکاٹ لینڈ آگے چل کر انہیں کے نام سے موسوم ہو گیا۔ دونوں قومیں وحشی اور جنگجو تھیں۔ خود رومی بھی محض اپنی مضبوط اور نیکیں دیواروں کی بدولت ان کے حملوں اور غارت گری سے بچ سکے۔ اس قسم کی سب سے زیادہ مشہور دیوار شاہ ہادریاں کی فیصل ہے۔ جو سائوسے کی کھاڑی سے دریائے ٹین



کے نہانے تک چلی گئی ہے۔ اور آج بھی اس کے بعض حصے جوں کے توں کھڑے ہیں۔ رومی برطانیہ سے رخصت ہوئے ہی تھے۔ کہ کپٹ اور اسکاٹ ویلہ اریوں کے اندر گھس آئے۔ اور جنوبی علاقے کے برطانویوں پر ٹوٹ پڑے جنہیں اپنی جان بچانی مشکل ہو گئی۔ اس لیے کہ کوئی برطانوی فوجی جمیٹ ایسی موجود نہ تھی جو شمالی حملہ آوریوں کا مقابلہ کر سکے۔ جو جمیٹ تھی بھی اسے رومیوں نے معمول کے موافق رومی سپاہ میں شریک کر کے بیرونی دشمنوں کے مقابلہ کے لیے ملک سے باہر بھیج رکھا تھا۔ اس مصیبت کیوقت رومی برطانیہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔

میں برطانویوں نے روم سے امداد طلب کی۔ اور ایک رومی فوج نے آکر کپٹ اور اسکاٹ حملہ آوروں کو مار بھگایا۔ لیکن اس کے بعد شکستہ میں رومی برطانیہ سے بالکل ہی چلے گئے اور برطانویوں کو ان کے حال پر چھوڑتے گئے۔

یہاں سے انگلستان کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ برطانویوں نے ہر طرف سے مایوس ہو کر اپنی مدد کے لیے ایک ایسی قوم کو بلا دیا بھیجا جو ان کے ساحلوں کے گرد منڈلاتی پھرتی تھی۔ لیکن یہ قوم ان کے حق میں اور بھی زیادہ خوفناک دشمن ثابت ہوئی۔ یہی قوم موجودہ انگریزوں کی مورث اعلیٰ ہے۔ جس نے انگریزی قوم کی بنیاد رکھی۔ اور اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ اس قوم کے لوگ کہاں سے آئے اور کس طرح آئے۔

## دوسرا باب

## انگریز انگلستان میں کس طرح آئے

سیکس بجری تراز چٹھویں برطانیہ میں رومی حکومت کا آخری سوسوا۔ سال کا زمانہ بحری قزاقوں کی آئے دن کی دستبرد کے باعث شاہی بڑی پریشانی سے لاشمند کے یہ ڈاکو جو دریا۔ کے الب کے ساحلی علاقہ میں بود و باش رکھتے تھے۔ بڑی بڑی چوڑے پندے والی کشتیوں میں سوار ہو کر سمندر میں سے ہوتے ہوئے آتے تھے۔ اور فرانس کے شمالی اور اطالیہ کے جنوبی و مشرقی ساحلوں پر چھاپے مار کر مردوں۔ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرنے کے علاوہ اور جو کچھ لوٹ کا مال ملتا تھا ہتھیالے جاتے تھے۔ سیکس نسل کے یہ من۔ چلے لیٹرے ایسے تندخو اور ظالم تھے کہ ان کی مار دھماڑ سے بچنے کے لیے رومیوں کو دریا۔ کے ہمبر سے لے کر ککٹش یعنی جزیرہ واسٹ تک ساحل کے گرد اگر دو مضبوط قلعے تعمیر کرنے پڑے۔ اور ایک افسر جس کا لقب سیکس ساحل کا سردار تھا خاص طور پر ساحل کی حفاظت کی نگرانی کے لیے مقرر کیا گیا۔

ٹیوٹن نسل کی اصل۔ | ان حملہ آوروں کا تعلق ٹیوٹن یا تیوٹانی نسل سے تھا جو قلعی نسل سے بالکل مختلف تھی۔ گو کہ دونوں نسلیں ابتداً مشرق ہی کی طرف سے آئی تھیں۔ اور ان دونوں کی اصل ایک تھی۔ اول اول جب تانچ میں ہم ان کا نام سنتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح صد ہا سال پہلے قلعی مشرق سے مغرب کی طرف آئے تھے اسی طرح یہ بھی بتدییچ مغربی سمت میں بڑھتے ہوئے یورپ میں پھیل گئے۔ اور جس طرح قلعیوں نے یورپ میں پنخ کر اس نسل کو جو بیشتر سے یہاں آباد تھی اس کے جنم بھوم سے نکال باہر کیا تھا۔ اسی طرح ان تیوٹنوں نے اب قلعیوں کو جرمنی کے میدانوں سے جنوبی سمت میں اس حد تک دھکیل دیا۔ جس سے آگے رومن مدانیت مزید پیش قدمی کے مانع تھی۔





اس کے بعد انھوں نے شمال کی طرف اس تلاش میں بڑھنا شروع کیا۔ جو دریائے ہار  
اور دریائے الپ کے درمیان واقع ہے یہاں تک کہ جلیںڈ۔ سوڈان اور نائیل  
میں ان کا عمل دخل ہو گیا۔ اب ان کی ایک طرف تو بحیرہ بالٹک تھا۔ اور دوسری  
طرف بحر شمالی۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے بالک بحری تفریق ہو گئے۔ ہٹلینڈ  
اور جرمنی کے ساحلوں سے اپنے چوڑے پیدرے والے جہازوں میں سوار  
ہو کر جن کے کچینے میں کم از کم پچاس سو کام میں لائے جاتے تھے۔ وہ فرانس کے  
بارون ساحلوں اور نیز برطانیہ کے ساحلوں پر جو کچھ کم شاداب نہ تھے نوٹ مار  
چھاپا کرتے تھے۔

قوم جوٹ کی انڈر انڈین

جب تک روسی حکومت جزیرہ برطانیہ میں قائم رہی۔ اس کے  
لیے جزیرہ میں قدم جانا مشکل تھا۔ اور روسی افواج کے  
رخصت ہو جانے کے بعد بھی اہل برطانیہ کم و بیش چالیس سال تک ان کا مقابلہ  
کامیابی کے ساتھ کرتے رہے۔ لیکن یہ روگ برطانویوں کے بس کا نہ تھا۔ جنگی  
کی طرف سے پکٹ اور اسکاٹ ان پروردہ کر حملہ آور ہوتے تھے۔ اور تری کی  
جانب سے ان سیکس لٹیروں نے ان کا ناکہ میں دم کر رکھا تھا۔ ایسی حالت میں  
برطانویوں نے اپنی غیریت اسی میں دیکھی کہ ایک دشمن کو دوسرے سے لڑا دیا  
جائے۔ چنانچہ پہلے میں ایک برطانوی سردار وائسیرن نامی نے بحری لٹیروں  
کے دوسرے سرداروں کو جن کا نام ہنجٹ اور ہارسا تھا۔ بلاوا بھیجا کہ اگر کینٹ کی شمالی  
بائیں جزیرہ تھینٹ میں آباد ہو جائیں۔ اور اس کی طرف سے پکٹ غارت گروں  
کا مقابلہ کریں۔ جوٹ قوم کے ان سرداروں نے یہ دعوت قبول کی۔ لیکن برطانویوں  
کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان کے یہ حلیف انہیں کے حریف بن جائیں گے۔ پکٹوں کو  
نیچا دکھانے کی دیر تھی کہ جوٹوں نے خود برطانویوں پر دھاوا بول دیا۔ پہلی لڑائی  
میں ہارسا تو مارا گیا۔ لیکن ہنجٹ کی سرکوبی میں جوٹ برابر مقابلہ کرتے رہے۔  
اور تیس سال تک سلسلہ جنگ قائم رکھنے کے بعد اس کے بیٹے ایک کے  
شرقی کینٹ اور مغربی کینٹ کے نام سے دو چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کیں  
دیکھو نقشہ نمبر ۱۔ ان حکومتوں میں سب سے بڑا شہر کینٹ دارمگ یا کینٹ تھا۔

تھا۔ یہ وہی شہر ہے جسے ہم آج کنٹربری کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے گویا جوٹ  
انگریزوں کے پہلے آباد و اجداد تھے۔ جو اس ملک میں آکر آباد ہوئے۔ اس  
سیکسنوں کی آمد سے  
اشعار میں دوسرے بحری ڈاکوؤں کے جہاز جو انہیں  
انگلستان میں چکر لگا یا کرتے تھے۔ ہر سال واپسی پر اپنے

اہل وطن کو یہ خبریں جہاں جا کر سناتے رہتے۔ کہ ایک بڑا اچھا ملک موجود ہے جو نہ تو شہر  
فتح کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ انگریزوں میں سیکسن کو وہ بھی قابل واسطہ ساتھی ملتا ہے  
وریائے الب اور دریائے ویمر کے درمیان آباد تھے۔ اپنے دوسروں اہل  
اور ستریا کی سرکردگی میں ایک بحری جہم لے ہوئے برطانیہ پر چڑھ دوڑے اور  
برطانیہ کے جنوبی ساحل پر رومن شہر ریکنم کے قریب انڈرڈاز ہوئے۔ یہ شہر ستریا  
کے نام سے منسوب ہو کر سن ستر کہا گیا۔ اور بعد میں چھپڑ کے نام سے مشہور  
ہوا۔ بدیسی مددگاروں کو بلانے کا تلخ تجربہ برطانویوں کو بہت پہلے سے ہو چکا تھا۔  
برطانویوں کے ساتھ بوجھ اور وہ سخت پہچانتے تھے کہ کیوں انھوں نے اس غیر ملکی  
بلا کو خود بلا کر گلے لگایا۔ مگر اب پہچانتے سے کیا ہوتا تھا۔ ان نئے

حملہ آوروں کے سامنے جو آتا تھا اسے یا تو وہ خاک و خون میں ملا دیتے تھے۔ یا  
مار بھگاتے تھے۔ چنانچہ جب ستریا نے شہر انڈرڈاز پر قبضہ کیا۔ جو اُس مقام پر واقع  
تھا۔ جہاں آج کل پیونس کی لہتی ہے تو اُس نے ایک برطانوی کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔  
سیکسن نہایت اہمہ آہستہ پیش قدمی کرتے تھے۔ اس لیے کہ اول تو عام علاقے میں گھنے جنگل بھائے  
ہوئے تھے۔ اور باسجا دلہیں تھیں۔ دوسرے برطانوی جان توڑ کر انکا مقابلہ کرتے تھے  
مگر میں برطانوی بادشاہ آرچر نے جسکی نسبت گول ہیز کے سوراخوں کے افسانے مشہور ہیں۔  
مغربی سیکسنوں کو ایسی فاش شکست دی کہ کئی سال کیلئے انکی پیش قدمی رک گئی۔

سیکسن نوآبادیان -  
لیکن برطانویوں کی اگر اسی صحت چندوں کی جہان تھی اُن میں  
باسی اتفاق نہ تھا۔ وہ آپس ہی میں کٹے مارتے تھے

ایسی حالت میں کس طرح ممکن تھا کہ وہ اُن تازہ دم دستوں سے بازی لے جاسکیں جو ہر  
سال حملہ آوروں کو ملک پہنچانے کے لیے سمندروں کی طرف سے اپنے بال بچوں اور  
مونیوں سمیت آتے تھے۔ اور جہاں کہیں زمین کا کوئی نیا ٹکڑا پاتے تھے۔ اس میں

نئی بستیاں بنا کر مضبوطی سے پاؤں جا لیتے تھے۔ یہ سچ ہے کہ برطانیہ کے جنوبی حصہ پر قبضہ کرنے میں انھیں ساٹھ سال کی طویل مدت صرف کرنی پڑی۔ لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ اس مدت کے ختم ہونے پر انھوں نے ساوٹھ سیکسنس، سیکسنوں کی جنوبی ریاست، باسکس - دیلیٹ سیکسنس سیکسنوں کی مغربی ریاست، یاویکس ایٹ سکنس سکسنوں کی مشرقی ریاست، یاایکس اور ٹل سیکسنس سیکسنوں کی وسطی ریاست، یا ٹل سیکس کی چار حکومتیں قائم کر لیں۔ اور برطانوی اس سرزمین سے بجانب مغرب اس علاقے کی طرف دھکیل دیئے گئے۔ جواب سامرسٹ - ڈیوں اور کورنوال کے نام سے مشہور ہے۔

توہم اینگل کی نوآبادیاں - اسی کے ساتھ ساتھ ایک اور قوم جو اینگل، کہلاتی تھی کثیر تعداد میں آکر برطانیہ کے شمال و مشرق میں آباد ہوتی چلی گئی۔

یہ لوگ علاقہ اینگلن کے رہنے والے تھے۔ جو دریائے ایڈر کے شمال کی طرف ملک سلیسوک (جرمنی) میں واقع تھا۔ ان کے حالات ہمارے لیے خاص طور پر دل چسپ ہیں۔ اول تو اس لیے کہ یہ ساری قوم اپنا پورا بدعتاً اٹھا کر اپنے ملک سے رخصت ہو گئی۔ اور برطانیہ میں آ بسی۔ دوسرے اس لیے کہ اسی قوم نے انگریزوں کو اینگل یا اینگل کا نام دیا۔ اور یہ ملک انگلینڈ کہلایا۔

نارنجہ ریاست - ہمیں صحیح طور پر اس بات کا تو علم نہیں کہ یہ لوگ اول اول کب آکر برطانیہ کے ساحلوں پر اترے لیکن آنا ہم جانتے ہیں کہ ان کی ایک جماعت اپنی کشتیوں میں سوار دریائے ہمبر کی موجوں کو قطع کرتی ہوئی اندرون ملک میں چلی آئی۔ اور اس نے ایک حکومت کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نام ڈیرا تھا۔ پھر کچھ عرصہ میں ایک اور جماعت پچاس کشتیوں میں سوار ہو کر اپنے ایک سردار کے ماتحت جس کا نام آیدا اور لقب ”شعلہ بردار“ تھا۔ اینگلن سے روانہ ہوئی اور شمال کی طرف اور آگے بڑھ کر اس نے بریتش کی حکومت قائم کی۔ پچاس سال یا اس سے زائد مدت کی کشمکش کے بعد بریتشیا اور ڈیرا کی حکومتیں متحد ہو گئیں اور نئی متحدہ حکومت نارنجہ ہمبر لینڈ کے نام سے موسوم ہوئی۔ یہ حکومت دریائے ہمبر سے لے کر فرچہ آف نورٹھ (نورٹھ) کی کھاٹی (ٹکس) پھیلی ہوئی تھی۔ اس واقعے سے

اس بات کا پتہ چل سکتا ہے کہ کیوں اسکا لینڈ کے میدانی علاقے کے باشندے یوں ہیں۔ اور کوہستانی علاقے کے لینے والے تعلق نسلی سے تعلق رکھتے ہیں ایسگوں نے تعلقوں کو کوہستانی علاقے میں مار بٹکایا۔ اور میدانی علاقے پر خود قابض ہو گئے۔ شہر ایڈنبرا کا نام بھی جو اس زمانے میں ایڈنبر تھا۔ بعد کے ایک اینگل بادشاہ ایڈوارڈ یا ایڈمن کا رکھا ہوا ہے۔

ایسٹ اینگلیا اور مشرقی اس اثنا میں اینگل قوم کی کچھ اور جماعتیں دریائے ہمبر کے جنوب میں اپنی نوآبادیاں قائم کر رہی تھیں۔ چنانچہ نارتھ فوک، اول شمال، اور ساوتھ فوک، اول جنوب، ان اضلاع میں آباد ہو گئے جو اب بھی تک ان کے نام سے موسوم ہیں۔ انھوں نے ایسٹ اینگلیا کی حکومت قائم کر لی۔ دو کمپنیشنہ نمبر، کچھ اینگل انگلستان کے وسطی علاقے میں بڑھتے ہوئے ان اضلاع کا سپہنچ گئے جنہیں آج کل ولینڈ کاؤنٹیر، (وسطی متوسط) کہا جاتا ہے بیچ والے علاقے کے یہ اینگل راج میں بعض سرحدی قبائل کہلاتے تھے۔ اس لیے کہ وہ اُس علاقے کی سرحد پر آباد تھے جو اب تک، برطانویوں کے قبضے میں تھا۔ اسی مناسبت سے انکا علاقہ پرنس لینڈ (سرحدی علاقہ) یا ٹرشیا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

ولیش اور انگلش۔ غرض چھٹی صدی کے خاتمے پر رومیوں کے چلے جانے کے دو سو سال بعد صورت حالات یہ تھی کہ برطانویوں کو تازہ وارد

اقوام کی درست برد نے انگلستان کے مغرب کی طرف مار بٹایا تھا۔ اور اب وہ جنوب کی طرف ڈیون شائر۔ اور کورنوال دیا مغربی ویلز میں۔ مغرب کی طرف شمالی ویلز کے پہاڑوں میں اور شمال کی طرف کبر لینڈ۔ ویسٹ مور لینڈ۔ اور لنکا شائر میں جو ان دنوں اس طرح کے کاؤنٹے، کہلاتا تھا سرچھپانے پر مجبور تھے۔ اسی زمانے میں وہ "وولیش" کے نام سے بھی پکارے جانے لگے۔ کیونکہ اینگل اس نام سے ان اجنبیوں اور پردیسیوں کو پکارتے تھے۔ جی بولی ان کی سمجھ میں نہ آتی تھی۔ ملک کے باقی تمام حصے پر جوٹ اینگل اور سیکسن قابض تھے۔ جنہیں وولیش ٹیکسن ہی کے عام نام سے پکارتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ ایک متحد قوم ہو جانے کے بعد وہ بعض دفعہ تو انگلو سیکسن کہلاتے تھے۔ اور عام طور پر اپنے آپ کو



آپس میں "انگلش" کہتے تھے۔ آبنائے انگلستان سے لیکر خلیج فورٹھ تک بڑیرے کے ریاست ہائے ہفت گانہ اس ترکیبے مفہوم کی غلطی۔ تمام مشرقی حصے میں ان کا عمل دخل تھا۔ جو ذیل کی سات بڑی حکومتوں میں منقسم تھا۔ کینٹ پر جرٹ قابض تھے سیکس ویکس اور الیکس کے مالک سیکس تھے۔ نارٹھمبریا۔ اینگلیا اور مرشیا پرائنگل حکمران تھے۔ یہ سات حکومتیں بعض دفعہ ٹیڈار کی کار ریاست ہائے ہفت گانہ کے نام سے موسوم کی جاتی ہیں۔ لیکن ہمیں یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ حکومتوں کے موجودہ مفہوم کے لحاظ سے یہ علاقے کسی مقررہ ضابطے کے پابند تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ انگلو سیکس قوم ایک آزاد قوم تھی۔ جو علاحدہ علیحدہ دستوں پر اپنی پسند کے سرداروں کے ہمراہ آئی تھی۔ اور ہر گروہ کی اپنی خواہش تھی کہ جو علاقہ جس کے ہاتھ آجائے اس پر قبضہ جاسیٹھے۔ جب تک برطانویوں سے مقابلہ رہا ان کے جتھوں میں ایکار ہا۔ لیکن جب اوجھر سے یکسوئی ہوتی تو یہ جماعتیں آپس میں لڑنے لگتی تھیں۔ اور ہر ایک فریق کی اپنی غرض و غایت ہوتی تھی کہ وہی سب پر بھاری رہے۔ چنانچہ انگریزوں کے ایک قوم ہونے سے پہلے یہ مختلف حکومتیں بار بار بگڑتی اور نئے سرے سے بنتی رہیں۔

قدیم زمانے کے انگریزی کاؤنٹ اس زمانے کے تاریخی حالات سمجھنے کے لیے ہمیں اپنے پردہ نگاہ پر ایک احاطہ ملک کا نقشہ کھینچنا چاہئے۔ جس میں گھنے جنگل کھڑے ہوں۔ بڑی بڑی دلدلیں پھیلی ہوئی ہوں۔ اور میدانوں میں زمین ویران وغیرہ آباد پڑی ہو۔ زیادہ تر آباد حصوں میں رومیوں کے عہد کی سڑکیں ابھی تک موجود تھیں۔ لیکن مغربی علاقے میں سڑکوں کے قائم مقام صرف وہ تنگ اور دشوار گزار درے تھے۔ جو پہاڑوں میں سے گزرتے تھے کہ برطانویوں نے بھاگ کر یہیں پناہ لی تھی۔ ملک کے مشرقی حصے میں سپاٹ میدانوں پر یا نشیب و فراز والی زمین پر کہیں کہیں کسی انگریزی قبیلے کے گاؤں بے ہوئے نظر آجاتے تھے۔ جن کے گرد و کچھ کھیتی باڑی ہوتی تھی۔ شہروں میں جنہیں رومیوں نے آباد کیا تھا بہت کم لوگ بود و باش رکھتے تھے۔ اور وہ اُجڑتے جاتے تھے۔

رئیس اور رعیت - لگاؤں کے باشندے اکثر اور قوی ہیکل آزاد لوگ تھے۔ جنہوں نے سمندر کی زندگی چھوڑ کر دیہاتی زندگی نئی نئی اختیار کی تھی۔ سب سے بڑا مکان "ہائٹلنگ" یا "وآرل" (رئیس) کا ہوتا تھا جو کسی شریف تر گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ اور دوسروں کی بہ نسبت زیادہ آناٹہ والا ہوتا تھا۔ لیکن کال "یا زمیندار بھی ایک خاص حیثیت رکھتے تھے۔ یہ طبقہ کمتر درجے کے آزاد اشخاص کا تھا۔ جن میں سے ہر ایک صاحبِ جاداد ہوتا تھا۔ یعنی اپنے مکان کا مالک آپ ہوتا تھا۔ جسے وہ اپنی ملکوکہ زمین پر جو کاشت کے لیے اسے بھرتہ رسدی دی جاتی تھی۔ تہیہ کرتا تھا۔ ایک طبقہ ایسے لوگوں کا بھی تھا جو مالکان اراضی تو نہ تھے۔ لیکن باقی ہر حیثیت سے آزاد تھے۔ "پلیٹ" خوش باش اور غلام۔ (خوش باش) کہلاتے تھے۔ ان کے علاوہ ایک بہت بڑا گروہ غلاموں کا بھی تھا۔ یہ غلام یا تو مفتوح برطانوی تھے یا وہ اشخاص تھے جو اپنی آزادی بیچ یا کھو بیٹھے تھے۔ ان غلاموں کے آقاؤں کو حق تھا کہ انہیں یا تو خود ملک کے اندر یا غیر ملک میں کسی کے ہاتھ فروخت کر ڈالیں۔ لیکن بحالتِ مجموعی آبادی کا بیشتر حصہ آزاد اشخاص سے مرکب تھا۔ جو اپنے مکانات اور زمینوں کے مالک تھے۔ اور گاؤں کی "موٹ" یعنی گاؤں کی پجاریت | پجاریت میں بائے دینے کا حق رکھتے تھے۔ پجاریت کا اجلاس ایک مقدس درخت کے نیچے منعقد ہوتا تھا۔ اور اسکے سائے میں لوگوں کے جھگڑے چکائے جاتے تھے۔ اور زمین تقسیم کی جاتی تھی۔ جس شخص سے کوئی جرم سرزد ہوتا تھا اس کے مقدمے کی سماعت اس کے برابر والے کرتے تھے۔ اور اگر چھ حلفی ضمانت دینے پر آمادہ نہ ہوتا تھا۔

مقبہ لوگ قسم کھاتے تھے کہ وہ بے خطا ہے تو وہ بری کر دیا جاتا تھا۔ یہ طریقہ حلفی ضمانت کہلاتا تھا۔ اگر اس طور سے اس کی برائت ممکن نہ ہوتی تو اس کے لیے غیبی آزمائش کا چارہ کار موجود تھا۔ جس کی شکل یہ تھی کہ وہ انگلیوں پر پٹی باندھ کر جلتے ہوئے سرخ ہو۔ پھر ننگے پاؤں چلتا تھا۔ یا کھولتے ہوئے پانی میں ہاتھ ڈبو دیتا تھا۔ اگر اسے کوئی گزند نہ پہنچتا تو اعلان کر دیا جاتا تھا کہ وہ بے گناہ ہے۔

سیکڑے ہر گاؤں یا سنی کے گرد اگر ایک بے ڈھنگی سی بارہ ہوتی تھی جسے "ٹرن" کہتے تھے۔ اور اس کے اور دوسری بارہ کے درمیان غیر آباد زمین کا ایک سرحدی ٹکڑا حاصل ہوتا تھا۔ جس پر کسی کو ملکیت کا حق حاصل نہ تھا۔ اگر کوئی اجنبی اس سرحد سے گذرتا تھا تو ایک سنگہ بجا دیتا تھا۔ ورنہ تیرنس بجاڑ تھا کہ اسے جان سے مار ڈالے۔ سوسو سٹیوں کو ملا کر متعدد حلقے قائم کیے گئے تھے۔ اور یہ حلقے "سکیرلے" کہلاتے تھے۔ لوگوں کو سب جنگ کے لیے یا کسی اہم مسئلے کے تعین کی غرض سے جمع ہونے کی ضرورت پیش آتی تھی تو ہر گاؤں کے کچھ آزاد استخاص مل گزنوک موت یا قبیلے کی بڑی مجلس منعقد کرتے تھے۔ مجلس قبائل اور مجلس دانش مندان جس میں قوم کا سرخیج منتخب ہوتا تھا۔ سرخیج کا انتخاب رؤسائیں سے ہوتا تھا۔ اور اس کا کام یہ تھا کہ اپنی قوم کو جنگ کے لئے تیار کر کے دشمن کے مقابلہ میں لیجائے۔

یاد "ٹرن جاسٹ" دانش مندوں کی مجلس میں اس کی نمائندگی کرتے۔ جہاں قانون بنائے جاتے تھے۔ اور صلح یا جنگ کے فیصلے کیے جاتے تھے۔ برطانیہ میں انگریزوں کے آنے سے پہلے ہر گروہ اپنے اپنے قبیلے کے سرخیج کا محکوم ہوتا تھا۔ لیکن اب انھیں ایک غیر قوم کے مقابلے میں باہمی اتحاد پر مجبور ہونا پڑا۔ اس لیے انھیں ایک بڑے سردار کے انتخاب کی ضرورت پیش آئی جو ہنڈلہ بادشاہ کے تھا۔ اور تمام دوسرے گروہوں کے سرداروں سے۔ اس میں بڑا تھا۔ لیکن اگرچہ بادشاہ کے پاس جدیدہ جنگ آرمہادروں کا ایک دستہ موجود تھا جسے "تھین" (جمعیت رکاب) کہتے تھے۔ پھر بھی مجلس دانشندان کی منظوری اور تمام قوم کی رضامندی کے بغیر وہ کچھ نہ کر سکتا تھا یہاں تک کہ اسے اپنے ولی عہد کے نامزد کرنے کا بھی اختیار حاصل نہ تھا۔ ہر بادشاہ بذریعہ انتخاب مقرر ہوتا تھا۔ اگرچہ عام دستہ رہی تھا کہ بادشاہ ایک ہی خاندان سے منتخب کیے جاتے۔ اس لیے کہ۔ لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ خاص خاص خاندان ان کے لڑائی کے دوتا دو دن کی نسل سے ہیں۔

بت پرستی حقیقت یہ ہے کہ اینگل قوم جس کا ہم ذکر کرتے چلے آ رہے ہیں

ابھی تک بت پرست تھی۔ اور اگرچہ برطانوی جنھیں اس نے بڑی خوشنمیر مطلع کر لیا تھا۔ مسیحی مذہب رکھتے تھے۔ پھر بھی اُن سے اس نے کچھ نہ سیکھا۔ ہمارے دنوں کے نام ابھی تک ہمارے دنوں میں ہمارے آبا و اجداد کے دیوتاؤں کی یاد تازہ کرتے ہیں "ڈیڈلٹس" (چہار شنبہ) اصل میں "ڈوڈنس ڈے" (دو ڈن کا دن) ہے۔ "تھر سڈے" (پنچشنبہ) تھا رکا دن ہے۔ جو گرج کا دیوتا تھا۔ "فرائڈے" (جمعہ) فریڈا کا دن ہے۔ جو امن و صلح اور پھلنے پھوٹنے کی دیوی ہے۔ ایسا طر موسم بہار کی دیوی ہے۔ اور ہمارا جشن ایسا طر اسی کے نام سے موسوم ہے۔ ان خاص خاص دیوتاؤں اور دیوتاؤں کے علاوہ یہ لوگ پانی کی سم پرستیوں۔ جنگل کے بھوتوں۔ زمین اور سوا میں بسنے والی روحوں۔ دیوتاؤں کے درجے تک پہنچے ہوئے قومی بہادروں اور جادوگر نیوں کو بھی مانتے تھے۔ لیکن قدیم زمانہ کے ان انگریزوں کا اصلی و حقیقی مذہب ان ادہام کی پرستش نہ تھا۔ بلکہ حق انصاف اور آزادی کے جذبات اور موت و زندگی کے اسرار ان کے عقیدے کی جان تھے۔ اور اُن کے فطوری ہی کا نتیجہ تھا کہ جب مسیحی مذہب کی ان میں اشاعت ہوئی تو اس نے ان کے دنوں میں گھر کر لیا۔

مسیحی مذہب کی اشاعت انگلستان میں بہت ہی آہستہ آہستہ  
 مسیحیت اور بڑی جدوجہد کے بعد ہوئی۔ پاپائے گریگوری نے جو تاریخ میں اعظم کے لقب سے مشہور ہے اپنی جوانی کے ایام میں ایک مرتبہ چند نوخیز سنہرے بالوں والے لڑکوں کو دیکھا تھا۔ جو روما کے بازار میں غلام بنا کر بیچے جا رہے تھے۔ اُن کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر اس نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے ہیں اور جب اسے بتایا گیا کہ یہ انگل ہیں تو اس کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ انگل نہیں یہ تو در اخل "دفرشتے ہیں کہ ان کی شکل و صورت فرشتوں کی سی ہے۔ آگے چل کر جب گریگوری پاپائے روما ہوا تو ان حین و جمیل بت پرست لڑکوں کی یاد اُس کے دل میں تازہ ہو گئی۔ اور اُس نے ۵۹۷ء میں ایک رومی پادری گلسٹائن نامی کو چالیس مسیحی راہبوں کے ساتھ انگریزوں میں دین مسیحی کی منادی کے لیے روانہ کیا۔ گلسٹائن کیسٹ میں لنگر انداز ہوا۔ جہاں ایک

بادشاہ ایٹھلبرٹ حکمران تھا۔ اور اس کی شادی ایک فرنگی بادشاہ کی بیٹی پر تھی۔  
 ہوئی تھی جو دین عیسوی کی پیرو تھی۔ ایٹھلبرٹ انگلستان سے جزیرہ ٹھینٹ میں  
 ملا۔ لیکن اس ڈر سے کہ کہیں یہ پادری اس پر جاو نہ کر دے۔ اُس نے ملاقات  
 کے لیے کھلا میدان تجویز کیا۔ انگلستان کی باتوں کو وہ صبر و تحمل سے ٹھنڈے دل  
 کینٹ میں دین عیسوی کے ساتھ سنتا رہا۔ اور آخر دوسری جون ۵۹۷ء کو اپنی قوم

کی اشاعت ۵۹۷ء کے ایک بڑے حصہ سمیت کنٹربری کے بڑے پھانگ کے باہر  
 جہاں اب سینٹ مارٹن کا چھوٹا سا گرجا موجود ہے۔ ہیڈتھ لے کر عیسائی ہو گیا۔  
 اس وقت سے کینٹ کی حکومت مسیحی ہو گئی۔ اور انگلستان کنٹربری کا پہلا لاٹ  
 پادری مقرر ہوا۔

تاریخ پائیں دین عیسوی کینٹ سے یہ نیا مذہب پھیلتا ہوا مار تھیمیا میں پہنچا۔  
 جہاں کے بادشاہ ایڈون نے ایٹھلبرٹ کی بیٹی سے  
 عقد کر لیا۔ اور وہ ایک مسیحی راہب پالاسٹس کو اپنے  
 ساتھ اس شمالی سرزمین میں لیتی گئی۔ ایڈون نے اپنی مجلس دانش مندان کا ایک  
 بڑا اجلاس منعقد کیا۔ اور بھری مجلس میں سب نے اس نئے دین کی حقیقت  
 سنی۔ جس نے انھیں بتایا کہ موت کے بعد ایک نئی زندگی بھی آنے والی ہے۔  
 چنانچہ انھوں نے دین عیسوی قبول کر لیا۔ ایڈون ایک بڑا طاقتور بادشاہ تھا۔ کینٹ کے  
 بادشاہ کے علاوہ باقی تمام بادشاہ اُسے اپنا سرتاج تسلیم کرتے تھے۔ اور اسی لحاظ سے  
 وہ ”برٹو الڈا“ یعنی سرداروں کا سردار کہلاتا تھا۔ اُس کی حکومت کا انتظام ایسا  
 اچھا تھا کہ اُس کے زمانے میں ایک معمولی عورت اپنے بچے کو گود میں لیے  
 ہوئے سمندر کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک بے کھٹکے  
 پوری سلامتی کے ساتھ سفر کر سکتی تھی۔ اور ایسی فسادوں بھری سرزمین میں یہ ایک  
 بڑی بات تھی۔

ایڈون کی عذاری میں ایک بادشاہ البجہ ایسا تھا جو شورش پسند  
 واقع ہوا تھا۔ یہ بادشاہ مرشیا کا حکمران پنڈا تھا۔ پنڈا کی رعایا  
 ابھی تک بت پرست تھی۔ اور اپنے قدیم دیوتاؤں کو پوجتی تھی۔

چنانچہ مسیحیت کے خلاف اپنی تمام قوم کو بھڑکا کر اور ایک ولیش بادشاہ گڈ والرن کو اپنے ساتھ ملا کر پنڈا لے آئے۔ ایدون پر چڑھائی کی۔ پیٹھفیلڈ کے مقام پر جو شمالی علاقے میں واقع ہے فریقین کے درمیان کشیدگی میں لڑائی ہوئی۔ اور ایدون مارا گیا۔ اس کے بعد نارٹھمبریا اور مرشیا کی حکومتوں کے درمیان ایک طویل سلسلہ جنگ شروع ہوا اور جب تک پنڈا زندہ رہا یہ کشمکش جاری رہی۔ آئے دن کی لڑائیوں اور جھڑپوں نے اہل ملک کو پریشان کیے رکھا یہاں تک کہ پنڈا ۶۵۵ء میں مارا گیا اور اہل مرشیا رفتہ رفتہ مسیحی ہو گئے۔ بالائینس اور اس کے ساتھی ایدون کے مارے جانے پر نارٹھمبریا سے بھاگ گئے تھے۔ لیکن نئے مذہب کو قائم اور برقرار رکھنے کے لئے کچھ اور پادری اُن کی جگہ آ گئے تھے۔ اہل آئرلینڈ سو سال پیشہ سینٹ پٹرک کی کوششوں سے مسیحیت کے حلقہ بگوش ہو چکے تھے۔ آئرلینڈ ہی کے ایک راہب نے جس کا نام کولمبا تھا ایک چھوٹے سے پہاڑی جزیرے پر جو اسکاٹ لینڈ کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ اور ایونا کے نام سے مشہور ہے تبلیغ دین عیسوی کا ایک مرکز قائم کیا۔ اور یہاں سے اس دین کی منادی کر کے والے انگلستان کے تمام شمالی علاقے میں جانے لگے۔ مائٹرڈز کے راہب کتھبرٹ نے جو نارٹھمبریا وادوں میں تبلیغ کرنے کے لئے پایادہ بچھا کر رکھا تھا۔ اور دینی کے چوہان کٹینا لے جو انگریزی نسل کا پہلا شاعر ہے۔ آئرلینڈ کے انھیں نیکو کاری بھی راہبوں کے اوبستان میں تربیت پائی تھی۔ لیکن ۶۶۴ء میں کلیسائے مسیحی کے بعض مسائل کے متعلق ان راہبوں اور رومی پادریوں کے درمیان کچھ نزاع پیدا ہو گئی۔ جبکہ اس نے طویل کھینچا۔ اور معاملہ نارٹھمبریا کے بادشاہ آسوی تک پہنچا۔ جس نے رومی پادریوں کے حق میں فیصلہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آئرلینڈ کے اکثر راہب اپنے وطن کو لوٹ گئے۔ اور دین عیسوی کی اشاعت اور تلقین کا کام روم کے پادریوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ باپائے روم نے طرسوس کے پادری تیوڈور کو کنستنبول کا لاٹ پادری بنا کر بھیجا۔ اور اُس نے بقیوں (اسقفوں) کی انتظامی حدود معین کیائے انگلستان کی تائیس کے ہر گاؤں یا مجموعہ دیہات کے لئے "پریسٹ" (پیس) کے

مقرر کیے غالباً اسی زمانے میں اول اول دیہات کے اس دینی بھوسے کو وہ پیش کیساٹی طلقہ کا نام دیا گیا۔ بعد میں شمالی انگلستان کے لیے یارک کا ایک آرچ بشپ "اسقف اعظم یالات پادری" مقرر کیا گیا۔ اور اسقف اعظم۔ اسقف اور قیس پانچائیوں میں شریک ہو کر حکومت میں حصہ لینے لگے۔

شہروں کی ابتداء

اب مسیحی خانقاہیں جلد جلد باجنامہ دار ہونے لگیں۔ اور

راہبوں نے ملک کی اکثر آزاد آبادی کے درمیان سکونت

اختیار کر کے انھیں امن اور خاموشی کے ساتھ محنت کرنے اور علم کی عزت

کرنے کے آداب سکھانے شروع کیے بڑھئی اور دوسرے پٹیہ واد رابل حرفہ

خافتا ہوں اور صومعوں کے نواح میں آباد ہو گئے۔ صومعوں کے بھائیوں

کے سامنے بازار لگنے شروع ہوئے اور اس طور پر چھوٹے چھوٹے شہروں

کا اٹھان ہوئے لگاتار کی خانقاہ میں جو ڈہم کے ساحل پر واقع ہے۔ بیت نے

جو تاریخ انگلستان کا سب سے پہلا راقم ہے۔ اپنی ساری عمر لبر کی اور پریسیوں

کو تعلیم دینے کے علاوہ خاص طور پر اس نے چھ سو ساگر دوں کو عالم بنایا۔ اس

بیت ۶۷۳ء

نے پیتالیس کتابیں لکھی ہیں۔ جو سب کی سب لاطینی زبان

میں ہیں۔ کچھ کتابیں تو اس نے اپنے شاگردوں کو پڑھانے

کے لیے تصنیف کیں۔ کچھ رسائل انجیل پر تحریر کیے اور ایک مشہور و معروف

تاریخ قلمبند کی جو "انگریزی قوم کی کلیسا کی تاریخ" کے نام سے موسوم ہے۔ اس

کے مطابق سے وہ تمام واقعات معلوم ہوتے ہیں۔ جو کینٹ میں انگلستان

کی لنگر اندازی کے ڈیڑھ سو سال بعد تک پیش آتے رہتے۔ بیت بڑا

نیک طینت اور بردبار واقع ہوا تھا۔ اور اس زمانے میں جبکہ مختلف چھوٹے

چھوٹے حکمران ایک دوسرے پر غلبہ پانے کے لیے آپس میں ٹکڑے

تھے۔ اور قوم ویلش کے علاقے پر علانے فح کرتے چلے جاتے تھے۔

انگریزوں کو بتدریج مذہب اور شاپتہ بنانا بیت ہی جیسے نیک نفسوں کا کام تھا۔

تمام انگریزوں پر اکثر جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں اول اول نارنجبرہ یا کی حکومت سب

کی حکومت ۸۷۹ء

سے زیادہ زبردست تھی۔ اس کے بعد شاہ آفا کے

عہد فرمانروائی میں جسے اس کی عظمت و شوکت کے لحاظ سے تاریخ نے "قہرمان" کا لقب دیا ہے۔ اور جس نے ۱۷۰۲ء سے لے کر ۱۷۵۲ء تک کا زمانہ پایا ہے۔ مرثیا کا اقتدار غالب ہو گیا۔ آفا نے قوم ویلش کے حلوں کی روک تھام کے لیے چھٹرے لے کر چھپوٹھک ایک عظیم الشان خندق تعمیر کی تھی۔ اور انگریزوں کی امداد کے لیے روپیہ بھیجا تھا۔ بالآخر ۱۷۵۲ء میں اگرٹ شاہ ویسکس (جو اس مشہور سردار سر ڈک کی نسل سے تھا۔ جس کی سرکردگی میں مغربی سیکسن ۱۷۵۵ء میں وارو برطانیہ ہوئے) مرثیا اور نارٹھمبریا کو فتح کر کے دریائے ٹیمز کے جنوب میں تمام انگریزوں کا بادشاہ اور فرخند آف فورٹھ تک روپیہ ڈالڈا اور داروں کا سردار) ہو گیا۔ کینٹ سمکس اور الیکس کی ہستی جدا گانہ حکومتوں کی حیثیت سے بالکل مٹ چکی تھی۔ اس طور پر تاریخ میں پہلی مرتبہ تمام انگریزی قوم برائیک بادشاہ کی حکومت قائم ہو گئی۔ آگے چل کر ہمیں معلوم ہو گا کہ آئندہ دو سال تک انگریزی قوم پر سب سے زیادہ اقتدار ویسکس کے بادشاہوں ہی کو حاصل رہا۔







## تیسرا باب

### قوم ڈین کے ساتھ انگریزوں کی جدوجہد



انگریز اپنے اندرونی جھگڑوں سے فارغ ہو کر بحالی امن و امان کی زندگی شروع کرنے پائے تھے کہ انھیں ایک نئے خطرے نے اٹھرایا جس سے ان کی ترقی ایک طویل عرصے کے لئے رک گئی گوکہ آخر کار اسی نئے خطرے نے ان کو متحد کر دیا۔ اور ان کی مختلف حکومتیں مل کر ایک ہو گئیں۔ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ جب ٹیوٹن قوم یورپ میں پھیل گئی (دیکھو صفحہ ۱۶) تو اس قوم کے کچھ لوگ شمال کی طرف بڑھتے ہوئے ان ملکوں میں چلے گئے جو آج ڈنمارک سویڈن اور ناروے کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ لوگ بدستور وحشی اور بت پرست چلے آتے تھے۔ دو ڈن دیوتا کی پرستش کرتے تھے۔ اور شمالی ملکوں کی بر فانی اور بنجر سر زمینوں میں قوم یا اہل شمال کی ابتدا میں بود و باش رکھنے کے باعث انھیں گذراوقات کے لئے بڑی سخت جدوجہد کرنی پڑتی تھی۔ جس طرح ان سے پہلے ان کے ہم وطن یکسوں نے بحری قزاقی کا پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ اسی طرح انھوں نے بھی کھلے سمندروں میں لوٹ مار چھانی شروع کر دی۔ عرف عام میں وہ اہل شمال یا ”ڈین“ یا ”وائکنگ“ کے نام سے مشہور تھے۔ اور اس آخری لفظ سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھارڈوں میں رہتے ہوں۔ جزائر آئرلینڈ اور جزیرہ یمن میں وہ پہلے ہی سے آباد ہو چکے تھے اور ایک طویل کشمکش کے بعد انھوں نے آئرلینڈ کے ساحل پر قدم جمائے تھے جہاں ڈبلن لمبرک اور ڈارٹر فوڈ ان کے صدر مقام تھے۔ اب انھوں نے انگریزوں اہل شمال کے چلے کو تنگ کرنا شروع کیا کبھی تو مغرب کی طرف وہ قوم و بیلش کے ساتھ مل جاتے تھے۔ کبھی مشرقی ساحل پر آچھاپے مارتے تھے۔ اور کشتیوں پر سوار ہو کر دریاؤں کی راہ سے ملک کے اندر

چلے آتے تھے جہاں اپنا ایک صمدہ تمام قرار دے کر وہ اس کے گرد اگر دھڑکی کے  
 بڑے بڑے دندے بنا لیتے تھے۔ ان دندوں میں سے اکل کروہ چاروں طرف  
 قتل غارت کا بازار گرم کر دیتے تھے۔ شہروں اور خانقاہوں کو آگ لگا دیتے تھے  
 مردوں اور بچوں کو مار ڈالتے تھے۔ اور عورتوں کو لوٹ لیاں بنا کر کپڑا لہجالتے تھے ۱۸۹۷ء  
 میں اُن کی غارت گرانہ دست برد کی یہ کیفیت تھی کہ جیرو کی خانقاہ پر چھاپہ مار کر اس کا  
 سب مال و متاع لوٹ لے گئے۔ اور اگبرٹ اگر ناتھمبہ یا کو زیر کر سکا تو اس کی وجہ  
 ایک حد تک یہ بھی تھی کہ یہ حکومت اُن کے پے در پے حملوں سے کمزور ہو چکی تھی۔  
 اول اول اُن کی چڑھائیاں صرف گرمی کے موسم میں ہوتی تھیں۔ کہ آئے اور لوٹ کا  
 مال لے کر رخصت ہو گئے۔ لیکن اگبرٹ کی وفات کے بعد جولائی میں واقع ہونے  
 وہ اور زیادہ دراز دست ہو گئے۔ چنانچہ ۱۸۵۷ء میں جیب اگبرٹ کا بیٹا ایٹھولف  
 بر سر حکومت تھا۔ وہ جاڑوں بھر جزیرہ کشی میں جو دریائے ٹیمز کے دہانے پر واقع ہے  
 مقیم رہے۔ ۱۸۵۷ء میں ایک بہت بڑی ڈین فوج نے مشرقی اینگلیا پر حملہ کیا۔ اور  
 ایٹھولف شاہ دلیکس ۱۸۵۸ء-۱۸۵۹ء دریا کے ہمبہر کے پار اتر کر یا رک پر قبضہ کرنے کے بعد ناتھمبہ یا  
 کا تمام جنوبی علاقہ تاراج کر ڈالا۔ یہاں۔۔۔ سے جنوب کی طرف بڑھ  
 کر حملہ آور فوج مرشیا میں ناشٹنگم تک ہستی ہوئی چلی گئی۔ اور تمام علاقہ  
 پر پوری طرح سے قابض ہو جانے کے بعد تھٹرفوڈ واقع نارفاک میں اس نے موسم  
 سرما بسر کیا۔ اور مشرقی اینگلیا کے بادشاہ ایڈمنڈ کو اس خطا پر ایک درخت سے  
 باندھ کر تیرہوں سے چھلنی کر دیا کہ اس نے مسیحی مذہب چھوڑنے سے انکار  
 کر دیا تھا۔

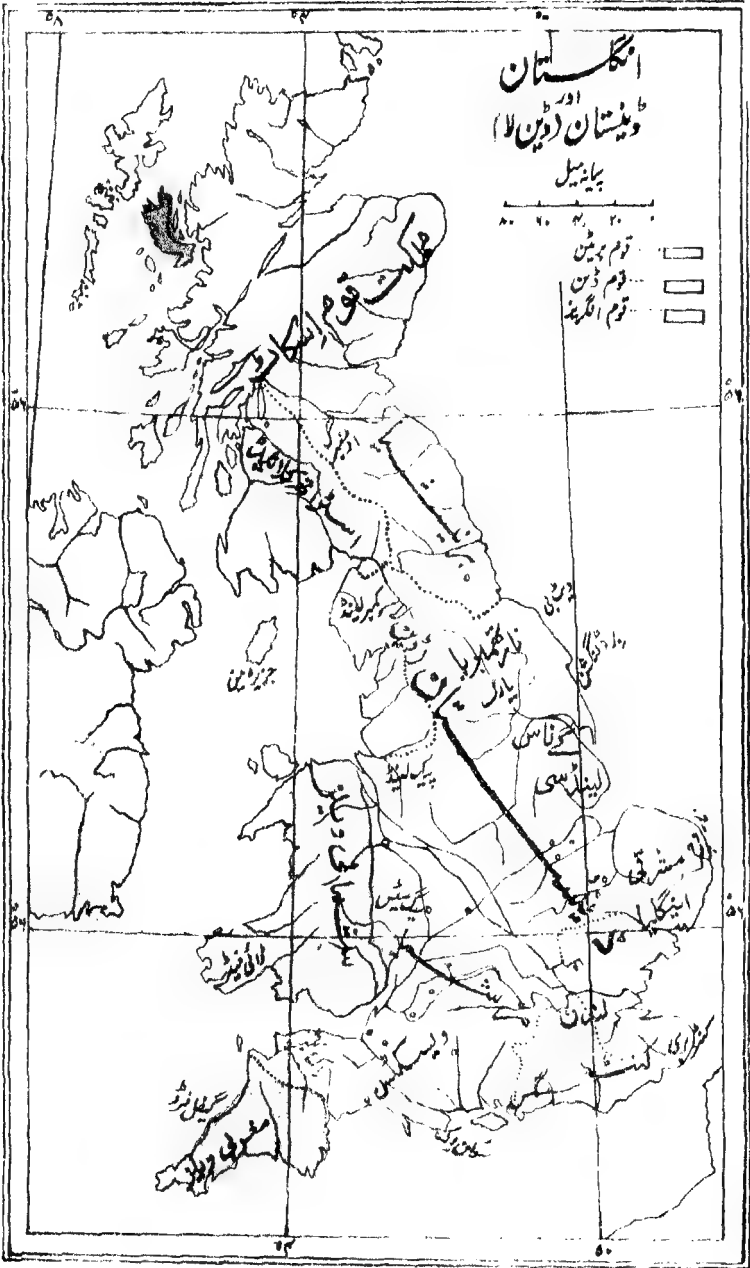
ایٹھولف۔ ایٹھولف اور  
 ایٹھولف اور  
 دلیکس ۱۸۵۸ء-۱۸۵۹ء  
 ناتھمبہ یا۔ مرشیا اور مشرقی اینگلیا کے ایک بڑے حصے کو  
 فتح کرنے اور ہر جگہ تباہی اور مصیبت پھیلانے کے بعد انہوں  
 نے ۱۸۵۷ء میں دلیکس پر چڑھائی کی۔ لیکن دلیکس کچھ منہ کا  
 نوالہ نہیں تھا۔ یہاں اُن کا مقابلہ براہر کی لڑائی ہوا۔ گزشتہ  
 تیرہ سال کی مدت میں ایٹھولف کے چار بیٹے یکے بعد دیگرے یہاں حکمران ہوئے  
 تھے۔ منجھل بھائی ایٹھولف اور اول نے اپنے چھوٹے بھائی الفریڈ کی مدد سے دشمن کا

مقابلہ بڑی جواں مردی۔ کے ساتھ کیا۔ ساتھ ہی اُس نے کورنوال اور ویلز میں اپنے  
 ویش حریفوں کو نبھا دیا۔ اور جزیرہ مونٹگ۔ فائنڈیش قدی کی۔ جس کا نام ڈون  
 شاہ آرمیڈا نے انگلی رکھا تھا۔ انگلی اینگل اور ای سے کہتے ہیں۔ اسی جزیرہ کو کہتے  
 ہیں۔ اس لحاظ سے انگلی کے منی اینگلوں کا جزیرہ ہوئے۔ لیکن ایتھارڈ کی ان تمام  
 کوششوں کے باوجود ڈین حملہ آور کا پلہ بھاری ہی ہوتا گیا۔ اور جب کشتی میں کسی  
 وفات پر حکومت کے لیے الفریڈ کا انتخاب عمل میں آیا تو حالت بہت ہی نازک ہو چکی  
 تھی۔

الفریڈ غلط شاہ دیکھنے لگا۔ الفریڈ کی زندگی کے حالات پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔  
 کہ ایک نیک دل اور دانشمند شخص مشکلات پر کس طرح غالب  
 آیا کرتا ہے۔ الفریڈ مقام وینچ واقع برکشائر میں پیدا ہوا۔ پچیس ہی میں اُس نے بہت  
 سی پرانی سیکسن قلعہ جفزا کی تھیں۔ جو وہ اپنی ماں آسبرگ کو سنایا کرتا تھا۔ ایک دن ماں  
 نے اپنے بچوں کو ایک کتاب دکھا کر کہا کہ اس کتاب کو جو چہ سب سے پہلا ذکر کر کے  
 فرزندوں کے گا اسی کو یہ کتاب بطور انعام کے دی جائے گی روایت کہتی ہے کہ کم سن الفریڈ  
 کتاب لیکر سیدھا اپنے اُستاد کے پاس چلا گیا۔ اور شروع سے لے کر آخر تک کتاب کو حفظ  
 الفریڈ کا بچپن۔ کر ڈالا۔ اور پھر ماں کو سنا کر انعام حاصل کیا۔ اگر یہ

روایت صحیح ہے تو ضرور ہے کہ اس وقت الفریڈ کی عمر چار سال سے بھی کم ہو۔ اس لیے  
 کہ چار سال کی عمر میں باپ نے اُسے روم بھیج دیا تھا۔ اور اس کے بعد پھر اسے اپنی  
 ماں کی صورت دیکھنی نصیب نہ ہوئی۔ الفریڈ کو روم جانے کا دوسری مرتبہ بھی اتفاق  
 ہوا اور اس وضع اس کا باپ اُس کے ساتھ تھا۔ غالباً زمانہ قیام روم ہی میں اُسے  
 بہت سی وہ مفید معلومات حاصل ہوئیں جو آگے چل کر اُس کے بڑے کام آئیں۔ بیس  
 سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے اُس کی شادی ہو گئی۔ اور بی بی ایسی ملی جس نے اُسے ہمیشہ  
 خوش رکھا۔ لیکن صحت کی خرابی اور مرگی کے دوروں نے اُس کا عیش تلخ کر دیا۔  
 جب اس ملک کی حکومت کی باگ اُس کے ہاتھ میں آئی بچہ ڈین حملہ آوروں کی  
 بورخوں نے ویران کر رکھا تھا تو اُس کی عمر صرف اکیس سال تھی۔

الفریڈ کی فائز بد شہسوار۔ بھائی کو مٹی دیئے ہوئے پورا ایک جہینہ بھی نہ گزرنے پایا تھا





اگر اسے ان حملہ آوروں سے جنگ کرنی پڑی جس میں اُس نے شکست کھائی۔ اس کے  
 بعد اُس نے سبھی طرح کے جتن کئے کہ کسی طرح ڈینیوں کو نبھا دکھا دے۔ لیکن کوئی تدبیر  
 کارگر نہ ہوئی۔ کبھی وہ روپیہ دے کر اُن کو ٹالنے کی کوشش کرتا تھا۔ کبھی اُن سے  
 لڑتا تھا۔ لیکن اُن کے حملے کسی طرح موقوف نہ ہوتے تھے۔ وہ روپیہ لے کر بھی  
 ان گنت تعداد میں سمندروں سے آکر اس کے ملک کو ناخست و تاراج کرتے رہتے تھے۔  
 ملک کی مصیبتیں اور پریشانیوں ان غارت گروں کے ہاتھوں روز بروز بڑھ رہی تھیں۔  
 رابرٹ اور فیس بے خانماں ہو کر جنگلوں میں مارے مارے پھر رہے تھے۔  
 اپنا مال و اسباب لے کر بڑا عظیم یورپ کے ملکوں کی طرف ہجرت کر جاتے تھے۔  
 رعایا خستہ حال تھی اور ملک بے ٹکڑے تک کو محتاج ہو گئی تھی۔ ملک ایک سرے سے  
 دوسرے سرے تک ویران اور برباد ہو گیا تھا۔ اور ویش قوم کے لوگ جنہی  
 ابھی تک ایک اچھی خاصی تعداد ویکس میں آباد تھی۔ ڈینیوں سے مل جانے اور  
 اُن کا ساتھ دینے پر تلے ہوئے نظر آتے تھے۔ آخر ۸۷۷ء میں سات سال کی  
 لگاتار لڑائیوں کے بعد چنپہم کے مقام پر جو لوٹ شام میں واقع ہے۔ الفریڈ کو  
 ایسی کامل شکست ہوئی کہ اُسے کبھی بدل کر سامرٹ شائر کے جنگلوں اور دلدلوں  
 میں بھاگ جانے پر مجبور ہونا پڑا۔ لیکن اُس کی مردانہ غیرت نے گوارا نہ لیا کہ وہ شہر  
 کے بادشاہ کی طرح اپنا ملک چھوڑ کر نکل جائے۔ اور روماء میں غریب الوطنی کے  
 دن کاٹ کر اس دنیا سے رخصت ہو جائے۔ اُس کی قوم اس وقت بتلائے مصیبت  
 تھی۔ اُس کا فرض بھی تھا کہ اس اُڑے وقت میں قوم کے کام آئے۔  
 عہد نامہ ویڈ مور ۸۷۷ء بیان کیا جاتا ہے کہ اسی بیابان فوری کے دوران میں الفریڈ  
 نے ایک سو چارے والے کی جھونپڑی میں پناہ لی تھی۔ اور ایک دن جب وہ  
 چرواہے کی بی بی کے لیے چوٹھے کے سامنے بیٹھا ہوا روٹیاں پکارتا تھا۔ تو اس  
 نکمیں کہ اس کا ملک دشمن سے کس طرح نجات پا سکتا ہے۔ ایسا مستغرق ہوا کہ  
 روٹیاں جل کر کوئلہ ہو گئیں۔ روٹیاں تو اکارت گئیں۔ اور گھر والی نے اس پر اُسے  
 اوائٹ ڈپٹ بھی بہت کی لیکن اُس کی سوچ بچار بیکار نہ گئی چنانچہ اسی طرح میں جو سامرٹ شائر  
 کی دلدلوں کا ایک جزیرہ ہے۔ اُس نے رفتہ رفتہ چند عمارتیں بنوائیں اور ایک

جمعیت فراہم کر لی۔ اور دوسم بہاریں اپنے ملک کو نئے سرے سے فتح کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ رستے میں لوگ ادھر ادھر سے جوق جوق آکر اس کے جھنڈے تلے جمع ہوئے۔ گئے۔ اور ایک زبردست فوج طیار ہو گئی۔ ادھر سے ڈین اپنا لشکر لے کر بڑھے۔ اور ایڈمکٹن کے مقام پر جو چھینم کے قریب واقع ہے۔ انگلستان کا رن پڑا۔ ڈین بری طرح سے ہارے۔ اور الفریڈ نے فاتحانہ حیثیت سے ڈین سردار کتھم کو عہد نامہ ویڈ مور پر باقرار صالح دستخط کرنے کے لیے مجبور کیا۔ اس عہد نامہ کی رو سے ڈین پابند ہوئے کہ وہ دریائے ٹیمز سے لے کر یڈ فوڈ اور یڈ فوڈ سے چل کر دریائے آؤز کے کنارے کنارے قدیم رومن ٹرک وائلنگ اسٹریٹ اور وائلنگ اسٹریٹ سے بڑھکر چرٹر ٹک کے درمیانی خطوط کو ہرگز عبور نہ کریں گے۔ لیکن اتنا بہت سا علاقہ نکل جانے پر بھی سارے کا سارا ناں تبھریا تمام مشرقی اینگلیا اور مریشیا کا ایک حصہ جو ڈینوں کے پانچ اضلاع کے نام سے مشہور تھا۔ ڈینوں کے پاس رہ گیا۔ اور اس تمام علاقے کو ڈین لاک نام دیا گیا (دیکھو نقشہ نمبر ۲)۔ الفریڈ کے قبضے میں صرف دیسکس اور مریشیا کا ایک حصہ آیا۔ لیکن اس کی جانبازانہ کوششوں سے یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ فساد اور غارت گری کی جگہ امن و امان قائم ہو گیا۔ اور چونکہ کتھم نے اصطبلغ نے کر دین عیسوی اختیار کر لیا تھا۔ اور اس کے بہت سے سردار بھی اس کے ساتھ بت پرستی چھوڑ کر عیسوی ہو گئے تھے۔ اس لیے ڈین اور انگریز ملک میں پہلے کی بہ نسبت زیادہ صلح و آشتی کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔

الفریڈ کا نظام حکومت | اب الفریڈ کو موقع ملا کہ دیسکس کا انتظام دانائی اور سلیقہ سے کرے۔ اور اپنی حکومت کو مضبوط اور طاقتور بنائے۔

اس نے انگریزوں کے پر اس نے قوانین جمع کیے اور ان میں دس احکام ربانی اور شریعت موسوی کے بعض ضوابط شامل کر کے مجلس دانش منداں کو آمادہ کیا کہ یہی مجموعہ قوانین ملک کا قانون قرار دیا جائے۔ اس کو اس بات کا بڑا خیال رہتا تھا کہ اعلیٰ و ادنیٰ امیر و غریب سب کے ساتھ یکساں انصاف کا سلوک کیا جائے۔ جو عیسوی خالق ہیں اور مدد سے بند پڑے تھے۔ اس کے حکم سے از سرے نو



اکھولے گئے۔ اور متعدد نئے مدارس اور خانقاہیں تعمیر ہوئیں۔ جن میں طالبان علم کو تعلیم دینے کے لیے اُس نے اطراف و اکناف ملک کے اہل علم کو دعوت دی۔ ویلش نسل کا مشہور عالم ایسا اسی گروہ خاص میں شریک ہے۔ جسے الفرڈ کی قدر دانی کھینچ لائی تھی۔ ایک مدرسہ محل شاہی میں قائم کیا گیا تھا۔ جس میں افراد کے بچے پڑھتے تھے۔ اس مدرسے کی نگرانی الفرڈ خود کرتا تھا۔ اور ہر آواز و حرکت کو جسے تحصیل علم کی توفیق تھی اُس کی طرف سے تاکید ہوتی تھی کہ جب تک انگریزی زبان اچھی طرح سیکھ نہ لے کتاب کا مطالعہ برابر جاری رکھے۔ الفرڈ نے بیڈ کی تاریخ اور بعض دوسری تصانیف کا ترجمہ خود انگریزی زبان میں کیا۔ اور طلبہ کے لیے نصاب تعلیم کا انتخاب بھی خود ہی ترقیب دیا۔ اس کے علاوہ اُس کی نگرانی میں سیکسن قوم کی تاریخ مرتب ہوتی شروع ہوئی۔ اور یہ کام سرگرمی سے انجام دیا جانے لگا۔ اس لحاظ سے الفرڈ انگریزی فن ادب کا بانی ہے۔ اس لئے کہ اُس کے وقت تک بجز قدیم سیکسن نظموں اور کیڈ مان کے ایک گیت کے باقی تمام کتابیں لاطینی زبان میں تھیں۔

خارج پطرس

الفرڈ کی سرگرمیاں تعلیمی امور تک ہی محدود نہ تھیں بلکہ انکا دائرہ بہت زیادہ وسیع تھا۔ ملکی اغراض کے لیے اُس نے

اپنی رعایا کو دو گروہوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ جو باری باری سے جنگی خدمات انجام دیتے تھے۔ اور گھریار کی حفاظت کرتے تھے۔ ایک فوج قلعوں کی حفاظت کے لیے ہر وقت ہتھیار باندھے طیارہ رہتی تھی۔ الفرڈ نے متعدد جہاز بھی بنوائے تھے۔ جن سے اس نے ڈینیوں کے ایک زبردست بحری حملے کو پسپا کیا اور انھیں جہازوں سے ہمارے انگریزی بیڑے کی ابتدا ہوئی۔ لنڈن کو جو کچھ تو آگ سے جل گیا تھا۔ اور رہا سہا لوٹ مار سے ابرطجکا تھا۔ اُس نے از سر نو بنوایا۔ سیاح اور مسافر اُس کی حوصلہ افزائی سے ناروے یوروشلیم بلکہ ہندوستان تک کا سفر کرتے تھے پطرس پنس“دخارج پطرس، کی ابتدا اول اول آفا کے زمانے میں ہوئی تھی اور یکھو صفحہ ۳۲ جبکہ اُس نے زائرین رومہ کے لیے کچھ رقم امداد بھیجی تھی۔ الفرڈ کے عہد حکومت میں یہ رقم لوگوں سے سالانہ وصول کر کے پاپائے رومہ کو بطور خراج بھیجی جانے لگی

چند ہی سال ہوتے ہیں یعنی ۱۶۶۳ء تک سیکس قوم کے تقریبی سکوں کا ایک دینہ روم میں برآمد ہوا تھا۔ جن پر الفریڈ کے پوتوں ایتھلسٹن اور ایڈمنڈ کا نشان منقوش تھا۔ اپنی رعایا کے لئے الفریڈ نے اپنی ذات سے جاں فشانی۔ اپنا نفس۔ صبر و تحمل اور رحمت کشتی کی مثال قائم کر کے ان کے دلوں میں ایسا گہر کر لیا تھا کہ اس سے پہلے کسی بادشاہ کو یہ بات نصیب نہ ہوئی تھی۔ اپنے دن رات کے اوقات کو اس نے فرائض کی بجائے آوری کے لئے تقسیم کر رکھا تھا۔ موتی میں جو دو گھنٹے میں جل کر ختم ہو جاتی تھیں۔ وقت کا اندازہ بتاتی تھیں کہ فلاں وقت عبادت کرنی چاہیے۔ فلاں وقت علمی مشاغل میں گزارنا چاہئے۔ فلاں وقت دوسرے کام کاج میں بسر کرنا چاہیے۔ الفریڈ کی طبیعت پر مذہب کا رنگ غالب تھا۔ اور اس نے اپنی اولاد کی تربیت اس طرح کی تھی۔ کہ ان میں فرائض شناسی کا گہرا احساس پیدا ہو گیا تھا۔ خدا نے اسے اولاد کثرت سے دی تھی۔ ان میں سے تاریخ میں دو کا نام مشہور ہے۔ ایک تو اس کی بیٹی ایتھلفلڈ جس کی شادی ایک امیر کیر سے ہوئی اور بیوہ ہو کر وہ مرشیا پر حکومت کرتی رہی۔ اور ایک اس کا بیٹا ایڈورڈ جو ۹۴۷ء میں باپ کے مرنے پر وارث تخت و تاج ہوا۔

الفریڈ کے خاندان کے زیر سایہ اب ایک نیا دور شروع ہوا۔ اسی سال تک انگریزی قوم اہل شمال کے حلوں سے گویا بالکل ہی محفوظ رہی۔ لیکن پھر انگلستان کا نشو و نما۔

سبھی ملک میں بہت سی مختلف حکومتیں موجود تھیں جنہیں ایک دوسرے کا اقتدار ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ اس کے علاوہ قوم ویلس جسے انگریز نچا دکھا چکے تھے مغرب میں ان کے لئے خار پہلو بنی ہوئی تھی۔ اور مشرق میں قوم ڈین کا دور دورہ تھا۔ جس کے آگے خود ان کی حیثیت نیم مفتوحانہ تھی۔ ایسی حالت میں کس طرح ممکن تھا کہ ملک میں امن و امان قائم رہے۔ چنانچہ مرشیا کی رئیسہ ایتھلفلڈ نے اپنے باپ کی وفات کے بعد ہی مردانہ وار تلوار نیام سے نکالی اور ڈینوں کے پانچوں اضلاع داربی لنکن۔ لیٹر۔ اسٹیمینڈ اور ہٹنگھم یکے بعد دیگرے فتح کر لئے۔ اس کے انتقال پر ایڈورڈ نے "ڈین لا" کا باقی تمام علاقہ تسخیر کیا۔ اور ہارٹمبریو کی کل آبادی نے جس میں ڈین اور انگریز دونوں شریک تھے۔ اور

ایڈورڈ اول (۱۲۷۲-۱۲۷۲)

ویلز۔ اس طرح کلاڈ اور اسکاٹ لینڈ کے حکمرانوں نے اسے اپنا متحدہ آقا اور فرمانروا تسلیم کر لیا۔

ایڈورڈ اول (۱۲۷۲-۱۲۷۲)

اس سے معلوم ہو گا کہ حقیقت میں سارے ملک کی باگ ایڈورڈ کے ہاتھ میں تھی۔ اُس کا بیٹا ایڈمونسٹرل جو اس کے بعد تخت پر بیٹھا۔ اکثر اپنے آپ کو شہنشاہ برطانیہ کہا کرتا تھا۔ پھر بھی ایڈمونسٹرل کو قوم اسکاٹ اور واسٹریٹھ کلاڈ کے ویلش باشندوں کے مقابلے میں جوڈینوں کے ساتھ مل کر اُس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ سخت وقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن دریائے ہمبر کے شمال کی جانب بروین ہرا کی مشہور لڑائی میں اُس کے ان حریفوں کو شکست ہوئی۔ ایڈمونسٹرل اور ایڈوی کی عمر بھی جو ایڈمونسٹرل کے بعد مسند حکومت پر بیٹھے۔ اور رشتے میں ایڈورڈ کے بیٹے اور پوتے ہوتے تھے اپنے مختصر عہد میں چاروں طرف سے شورشوں اور بغاوتوں کا مقابلہ کرتے گزرے۔ آخر کار جب ۱۲۷۲ء میں ایڈوی کا بھائی اور الفرڈ کا پر پوتا ایڈگر تخت نشین ہوا۔ تو ملک کو بیس سال کے لیے امن نصیب ہوا۔ قوم کی حالت۔

اس امن و امان کی بڑی وجہ ایک نہایت ہی بیدار و شہنشاہ کی قابلیت تھی۔ جس کا نام ڈنلسن تھا۔ ڈنلسن ۱۲۷۲ء میں بمقام گلیمسٹن بری پیدا ہوا تھا۔ اور ایڈگر کی سلطنت کے انتظام میں اسی کے دانشمندانہ مشورے و خیل تھے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ایڈگر جس قوم پر حکمراں تھا اُس کی نوعیت اور حیثیت کیا تھی۔ اس لیے کہ اس مدت میں نہ صرف نظام مملکت کے اندر بہت سی تبدیلیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ بادشاہ کی قوت زمانہ سابق کے بہ نسبت بہت کچھ بڑھ گئی تھی۔ گاؤں کے سینکڑے اب طبقے بن گئے تھے۔ ہر حلقہ ”شائر“ کہلاتا تھا۔ جو بادشاہ کے ایک خاص آخر کے سپرد ہوتا تھا۔ جسے ”شائر ریو“ کہتے تھے۔ موجودہ انگریزی لفظ ”شیرف“ شاہی عامل۔ جس کے معنی عامل کے ہیں۔ اسی سے نکلا ہے۔ اس عامل کا کام یہ ہوتا تھا کہ شاہی محصولات وصول کرے اور

سوتیج اور اسقف کے ساتھ کہ اس کا تقرر بھی ہمیشہ بادشاہ کی طرف سے عمل میں

آتا تھا۔ حلقہ کی پناہ میں شریک ہو۔ رکاب کی فوجی جمعیت کی تعداد میں بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ اور چونکہ بادشاہ انھیں علاقہ صرف خاص سے جاگیر میں دیتا تھا۔ اس لیے جنگی خدمت کے لیے وہ انھیں ہر وقت طلب کر سکتا تھا۔ رکاب کے انھی سرداروں سے امر اکا ایک نیا طبقہ پیدا ہو گیا جنھیں درجہ امارت قدیم روسا کی طرح کچھ اس وجہ سے حاصل نہ تھا کہ وہ قدیم خاندانی روسا کی نسل سے تھے۔ بلکہ اس لیے کہ بادشاہ نے انھیں امیر بنادیا تھا۔ زمینداروں کی حیثیت میں بھی ایک نیا تہذیبی واقع ہو گیا تھا جن دنوں ملک میں شورش برپا تھی۔ زمینداروں کو اپنے گھر بار کی حفاظت میں بڑی مشکل پیش آیا کرتی تھی۔ اس لیے انھوں نے اپنی بھلائی اسی میں سمجھی کہ کسی ایسے شخص کی حمایت میں آجائیں جو ان سے زیادہ دولت مند اور طاقتور ہو۔ شہروں میں اس قرارداد کی چنداں ضرورت انھیں ہائے امن

پیش نہ آنے پائی۔ اس لیے کہ شہروں نے قیام امن کے لیے انھیں قائم کر لی تھیں۔ اور خطرے کے وقت ان انجمنوں کے اراکین دشمن کا مقابلہ دوش بدوش ہو کر کرتے تھے۔ لیکن دیہات میں اکثر درجے کے آزاد اشخاص ایک نہ ایک امیر کی پناہ میں آکر اس کی رعایا بننے لگے۔ امیریں پناہ وہی کا معاوضہ ان سے خاص خاص خدمات کی شکل میں لیتا تھا۔ اور انھیں "ولین" کہا جاتا تھا۔ "ولین" لاطینی لفظ "ولینس" سے مشتق ہے۔ جس کے معنی کاشتکار کے ہیں۔ ان کا آقا "ہلا فورڈ" یا لارڈ کہلاتا تھا جس سے مراد ان دانا ہے۔ لیکن بحیثیت مجموعی ان کی حالت کچھ ایسی بری نہ تھی زمیندار حیثیت میں کم از کم وہ اپنے مکاناتوں کے آپ مالک تھے۔ ان کے دسترخوان پر رکھانے کو جو کی روٹی۔ شہد۔ مچھلی ترکاری اور میوہ اور پینے کو چھاپا ہوتی تھی۔ ان کی حیثیت میں فرق صرف اس قدر

آتا تھا کہ سابق میں انھیں گاؤں کی پناہ کی طرف سے زمین استحقاق ملتی تھی۔ مگر شخص پناہ میں پوری آزادی کے ساتھ رائے دے سکتا تھا۔ اور کسی شے آگے سر نہ جھکا تھا۔ برخلاف اس کے اب انھیں زمین اپنے "ان دانا" کے

اکی طرف سے ملتی تھی۔ اپنی زمین چھوڑ کر وہ کسی دوسری جگہ سکونت اختیار نہ کر سکتے تھے۔ اور ملک کی حکومت میں اس کی وساطت کے بغیر انھیں بہت ہی کم دخل تھا۔ بلکہ بالکل نہ تھا۔

پھر بھی ابھی تک بہت سے ایسے زمیندار باقی تھے جو اپنی اپنی زمینداروں کے اندر آزادانہ حیثیت سے رہتے تھے۔ اُن کے مرد سو فی مئیس نیلا کار جو بی کوٹ اور چمڑے کے چوتے پہنے ہاتھوں پر سو فی مئیس باندھے گھومتوں میں اپنے مزدوروں اور غلاموں سے کام لیتے اور گھر کی مالکہ بوطیدار گون میں لمبوس باریک پارچہ کا نقاب منہ پر ڈالے اپنی اخیلوں سے کام لیتی تھی۔ جو یا تو زمانے میں میٹھی ہوئی چرخہ کا تار کرتی تھیں یا اورچی خانے کے کام کاج کے علاوہ خانہ داری کے دوسرے فرائض سجالاتی تھیں۔ متوسط طبقے کے یہ زمیندار اب بھی ویسے ہی آزاد تھے جیسے قدیم زمانے میں۔ اور آگے چل کر جفاکش مختاری زمینداروں کا جو طبقہ تیو میں (سفید پوش) کے نام سے مشہور ہوا۔ وہ انھیں کی نسل سے تھا۔ اُن کے گھروں میں ہا اوقات وہی ٹھٹھا نظر آتا جو خود امرا کے گھروں میں پایا جاتا تھا۔ آقا اور نوکر دیوان خانہ کی لمبی میز پر ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور اس میں گاسے اور دسنبے کا گوشت اور جو کی میٹھی اور کرلوی شراپیں ہوتی تھیں کسی شخص کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ اُن سے کوئی خدمت لے یا اُن کی آزادی کو محدود کرے۔ یہ آزاد سفید پوش زمیندار زیادہ تر انگلستان کے شمالی علاقے میں بودوباش رکھتے تھے۔ اور اپنے ہم پیشواؤں کی سرکردگی میں اکثر ان کی جھڑپ جنوبی علاقے کے بڑے بڑے امرا سے ہوا کرتی تھی۔ جو کاشتکاروں کی ایک بڑی تعداد کے مالک ہو جاسکے۔ رفتہ رفتہ بہت زبردست ہو چلے تھے۔

امرا اور اساقفت۔ امرا کا وقت اپنی اپنی جاگیروں میں بے کاری اور بے اوقات آوارگی میں گزرتا تھا۔ اُن کی کاشتکار رعایا اُن کے کبھی بھی طرح کے کام آتی تھی۔ وہ زمین جوتی تھی۔ بڑھتی اور لوہار اور موچی کا کام کرتی تھی۔ یا غلاموں کی حیثیت سے پرورش پاکر بیچ ڈالی جاتی تھی۔ اُن کے دربار خزان پر

پلے ہوئے جانوروں اور شکار کا گوشت باغیچہ موجود ہوتا تھا۔ مینے کو عددہ قسم کی تراب  
 بکثرت ہوتی تھی امن کے زمانے میں کتے کا شکار۔ باز کا شکار۔ گشتی اور گھوڑ دوڑ  
 اُن کے خاص خاص دل بہلاؤ کے سامان تھے۔ امیرزادیاں چرخہ کاتنی یا کشیدہ  
 کاڑھی تھیں۔ اور امرائے آبائی دیوان خانوں میں مطرب گانا سنا کر یا خانہ بدوش  
 بداری اور نٹ اپنے کرتب دکھا کر اہل محفل کا دل بہلاتے تھے۔ جنگ کے  
 ایام میں امرابادشاہ کا حکم پا کر جمع ہو جاتے تھے۔ اور اس وقت مجلس دانشمندان  
 میں ان کی اور اساتذہ کی آواز سب پر غالب ہوتی تھی انھیں اختیار حاصل تھا کہ  
 بادشاہ کو منتخب کریں۔ یا تخت سے اتار دیں۔ وادری کریں۔ عہد ناموں  
 کی تکمیل۔ اراضی کی تقسیم اور سلطنت کا انتظام کریں۔ اس طور پر رعایا اور بادشاہ  
 کے درمیان حاجب ہونے کی حیثیت سے امرابادشاہ کا رسوخ بہت  
 بڑھ گیا۔ اور صرف لندن اور نیسٹر کے بڑے شہر جہاں دانش مندوں کی مجلسیں  
 منعقد ہوتی تھیں اور لوگوں کو شرکت کا موقع ملتا تھا۔ ایسے رہ گئے جن میں  
 عام آزادانہ انتخاب کی آواز ابھی تک سنی جاتی تھی۔ تمام مشرقی ساحل کے کنارے کثیر  
 انگریزوں اور ڈینیوں کی چٹانیں ڈینیوں اور انگریزوں کی آبادی کے مخلوط ہو جانے کے باعث  
 الفریڈ کے زمانے کے بعد ملک کی حالت میں ایک اور بہت

آبادی۔

بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔ ڈین فاتحانہ حیثیت سے اگر آباد  
 ہوئے تھے۔ اس لیے وہ ہرگز اس بات کے روادار نہ ہو سکتے تھے کہ ان کے  
 حقوق میں کسی قسم کی دست اندازی کی جائے۔ چنانچہ بجز بادشاہ کے وہ اور کسی کو  
 خاطر میں نہ لاتے تھے۔ اور جب کوئی بات اُن کی مرضی کے خلاف ہوتی تھی تو  
 خود بادشاہ کے خلاف بغاوت کرنے سے بھی نہ کہتے تھے اس طور پر شمال کی آزاد  
 آبادی کی طرح ان کا طبقہ بھی اکھڑا اور آزاد واقع ہوا تھا۔

ڈنسن کی حکومت ملک کی حالت کا یہ عام نقشہ تھا کہ ڈنسن جس کی ابھی ہیں  
 ہی بیگنے پائی تھیں۔ ایچلسٹن کے دربار میں آیا۔ لیکن  
 شیخ چشم امراء و دربار نے جو اُس کے علم اور قابلیت کے باعث اُس کے حاسد ہو گئے  
 تھے۔ اُسے وہاں ٹکنے نہ دیا۔ ایک شدید مرض میں مبتلا ہونے کے بعد ڈنسن

نے دنیا چھوڑ دی۔ اور رہبانیت اختیار کر لی۔ ایڈمنڈ نے اسے کلیسٹن بری کی خانقاہ کا راہب اعظم مقرر کیا۔ اور جب وہ آگے چل کر بادشاہ کا وزیر ہو گیا۔ تو ملک کے انتظام میں اسے اپنی ریاست کے جوہر دکھائے پہلے اس نے قوم اسکاٹ کے بادشاہ میکلیم کو کمبریڈج کا علاقہ دے کر اپنا دوست بنالیا۔ اور اس دوستی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ڈینیول کو میکلیم کی طرف سے کوئی گناہ نہ ملنے پائی۔

ایڈمنڈ ۹۶۴ء

ایڈرڈ ۹۶۷ء

ایڈوی ۹۷۵ء

اس کے بعد اس نے ڈینیول کو بھی اس بات کی اجازت دے کر خوش کر دیا کہ وہ اپنے تومی رسم و رواج اور قوانین اختیار کر سکتے ہیں۔ امیروں اور غریبوں کے ساتھ وہ بلا رو در عایت ایک ساسلوک کرتا تھا۔ اور اس کے اس ناظر فدا رانہ نظر

سے پریشاں حال ملک میں تھوڑا بہت انصاف قائم ہو گیا تھا۔ ایڈمنڈ کو ۹۷۷ء میں ایک باغی نے جس کا نام لیاف تھا قتل کر دیا۔ اور اس کے بعد ایڈرڈ تخت پر بیٹھا۔ ڈنسلن اس کے عہد میں بھی برابر منصب وزارت پر فائز رہا اور اگرچہ ایڈرڈ کے جانشین ایڈوی نے اس بات پر ناراض ہو کر کہ ڈنسلن نے بادشاہ کو رشتہ کی ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے روکا تھا جلاوطن کر دیا۔ لیکن جب ۹۷۹ء میں ایڈرڈ کی عمر اس وقت صرف چودہ سال تھی۔ تخت پر بیٹھا تو دیوکس کی مجلس دانش مندان کے فیصلے سے قلمدان وزارت پھر ڈنسلن کے سپرد ہوا۔

ایڈرڈ لقب بہ جمع دولت کنٹر بری کے استغف اعظم ہونے کی حیثیت سے ڈنسلن کا زمانہ حکومت وہ زمانہ ہے جس میں اہل ملک رفتہ رفتہ ترقی کر کے ایک قوم بن گئے۔ ایڈرڈ "ضلع دوست" کے لقب سے ملقب ہوا۔ اور جہاں ایڈرڈ کے قوانین کی دانش مندانہ اور منصفانہ یاد دہانی فسلوں تک قائم رہی۔ وہاں اس کے عہد فرمانروائی میں ملک سب سے پہلی مرتبہ انگلینڈ کے نام سے موسوم ہوا یعنی وہ سر زمین جس میں انگل یا انگریز بستے ہیں۔ نارجمبریا کا شمالی حصہ جو نو چھین کہلاتا ہے۔ کینتھ شاہ اسکاٹ لینڈ کو دے دیا گیا جو اس پر ایڈرڈ کی طرف سے حکمران ہوا اور اس طود پر شمال کی

۹۷۵-۹۷۹ء

مشورہ پشت آبادی رام کرلی گئی۔ اسکا ٹلینڈ کے بادشاہ بھی اب زیادہ ترمیدانی  
 یوتھین کا علاقہ اسکا ٹلینڈ علاقوں میں رہنے لگے اور ایڈنبرا اسکا ٹلینڈ کا پائے تخت  
 ہو گیا۔ ویلز کے سرکش بادشاہ اڈوال کو سرطاعت خم کرنا  
 پڑا۔ اور اُس کی طرف سے تین سو بھیڑیوں کے سر ہر سال بطور

خراج کے وصول ہونے لگے دو سرری قوموں کے ساتھ تجارت کا سلسلہ اب  
 ترقی کر چلا رہزنوں اور غارت گروں کی دست برد سے مال تجارت کو بچانے کیے قوانین نہایت سخت  
 ترقی تجارت۔ تھے۔ اور ایڈنبرا نے جہازوں کے تین بیڑے خاص

اس کام پر لگا رکھے تھے کہ ساحل کو شب و روز ٹین قوم کے بحری خزانوں کی  
 دست درازی سے بچاتے رہیں تاکہ فرانس اور جرمنی کے سوداگر اپنا مال لے کر  
 صحیح و سلامت لندن پہنچ سکیں۔ لندن میں اہل حرفہ نے اپنی مخصوص انجمنیں قائم  
 کئی شروع کیں۔ کلیسا کی حلقہ متحد ہو کر ”وارڈ“ (صدر حلقہ) بن گئے۔  
 یہ صدر حلقہ کا انتظام ایک سرپنچ سے متعلق ہو گیا۔ اور ”ہربرا“ یعنی قصبہ  
 کے مکانات داروں کی طرف سے یہ مطالبہ ہونے لگا کہ انھیں اپنے اوپر آپ  
 حکومت کرنے کا حق حاصل ہے۔

ایڈورڈ الملقب بہ شہید ڈنٹن نے تعلیم میں نئے سرے سے جان ڈالی۔ اور  
 کوشش کی کہ خاتقا ہوں اور مدرسوں میں راہب زیادہ تر  
 پاکیزانہ زندگی بسر کریں۔ اور شاگردوں کو زیادہ محنت اور

شوق سے درس دیں۔ لیکن کلیسا کی حمایت میں اس کی یہ سرگرمی انجام کار حکومت  
 سے اس کی برطرفی کا باعث ہوئی۔ اگرچہ متاہل پادریوں کو اُس نے اپنے اپنے  
 منصبوں پر برقرار رہنے دیا تھا۔ پھر بھی اُس کی کوشش ہی تھی کہ قانون تہجد کو اُن میں  
 از سر نو رواج دیا جائے چنانچہ ویلن شدہ خانقاہوں کو جو رہبانیت کی کہیں کا نہیں  
 نئے سرے سے بنوا کر اُس نے راہبوں کے ساتھ خاص رعایت کی کہیں اور  
 ایڈگر کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جو زمینیں ان سے لے لی گئی تھیں۔ بحال کر دی جائیں۔  
 اس سے عام طور پر بڑی بددی بھیل گئی۔ اور جب ایڈگر کی وفات پر اُن کا کم سن بیٹا  
 ایڈورڈ چار سال کے قلیل عہد حکومت کے بعد اپنی سوتیلی ماں ایلفر تھ کے حکم سے



مارڈالا گیا تو فوج رکاب کے سرداروں نے ایلفرڈ کے خرد سال بیٹے ایتملڈ کو تخت پر بٹھایا۔ اور سلطنت کی باگ ایلفرڈ اور اس کے منہ لگے سردار ایتملڈوں کے ہاتھ آگئی۔ ڈنسلن کٹر بری میں جا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ اور نو سال بعد وہیں اس نے وفات پائی۔

ایتملڈ الملقب بمجمل | بد نصیب انگلستان پر پھر مصیبتوں اور پریشانیوں کا دل بادل چھا گیا۔ ایتملڈ کو تاریخ نے ”مجمل“ کا خطاب دیا ہے۔ اور خود رائے ”بھی کہا ہے۔ کیونکہ وہ دوسروں کے مشورے

پر کبھی عمل نہ کرتا تھا۔ اور اپنی ہی رائے پر چلتا تھا۔ جب وہ بڑا ہو کر فرمانروائی کے قابل ہوا تو اپنے کلیسیائی مشیروں سے جھگڑا کر اس نے من مانی حکومت کا ڈول ڈالا اور اس فکر میں ہوا کہ فوج رکاب کے سرداروں کی طاقت کو کچل ڈالے۔ لیکن ان کی طاقت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں پھر متحد و چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم ہو گئیں۔ جو بڑی آسانی سے ڈین حملہ آوروں کا نقصہ بن سکتی تھیں۔ چنانچہ ڈنکارک اور ناروے کے بادشاہ سوین (دیا سوین) اور آلف ایک ٹڈی دل لئے ہوئے آئے اور ملک ان غارت گروں کے حملوں کا پھر تختہ مشق بن گیا۔ اس میں شک نہیں کہ اگر انگریزوں پر اس وقت کوئی اچھا بادشاہ حکمران ہوتا تو وہ دشمن کی مدافعت ضرور ڈین قوم کا دوسرا حلقہ

الملقب ب ”پیر مرد“ کی جانبازی کا افسانہ نہیں سمجھو لے جس نے ڈینیوں کا مقابلہ کیا اور لوفٹہ میں مالڈن کی مشہور جنگ میں لڑتے لڑتے مار لیا۔ لیکن ایتملڈ نے کیا تو یہ کیا کہ ”ڈین گلڈ“ (ڈینیوں کا خراج) کے نام سے زمین پر ایک محصول لگا دیا

اور پہلے تو سولہ ہزار پونڈ کے برابر رقم دے کر انھیں ٹالا۔ پھر چند سال بعد چوبیس ہزار پونڈ کا مزید نذرانہ پیش کر کے کچھ عرصے کے لیے ان کی پیشقدمی کو روکا۔ اس کے بعد اس نے نارمنڈی کے ڈیوک (امیر الامرا) رچرڈ کی بیٹی ایما سے اس امید پر شادی کی کہ قوم نارمن اس کی دستگیری کرے گی۔ جب یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی تو اس نے بدرجہ اخیر یہ حیلہ سوچا کہ مجلس دانش مندان کو ڈینیوں کے قتل عام پر آمادہ کرے مجلس پہلے ہی ان سے فارغ کھائے بیٹھی تھی۔ ایتملڈ کا اشارہ جلتی آگ پڑیل ہو گیا

اور مجلس کے خفیہ احکام کی بنا پر سنڈ برائس والے دن ۱۳ نومبر ۱۷۰۲ء کو کثیر التعداد  
ڈین تلوار کے گھاٹ آ مارے گئے۔

سلطنت کے لئے بد بدھد جو لوگ قتل ہوئے تھے ان میں سویں کی بہن گن ہلڈ اور گن ہلڈ  
کا خاوند اور بیٹا بھی شامل تھا۔ سویں کو جب اس واقعے کی خبر ملی

تو اس نے قسم کھائی کہ ان کا انتقام لے کر رہوں گا۔ چنانچہ ایک بہت بڑی فوج لیکر  
وہ انگلستان پر حملہ آور ہوا۔ اور اس کے پیچھے ہی پیچھے اراں تھر کل ڈینوں کا ایک

زیر دست جتھما لئے ہوئے آہنچا۔ دونوں نے ملکر ملک بھر میں لوٹ مار چھادی  
اور کنٹربری کا اسقف اعظم الفیج بڑی سیدھی سے ڈینوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔ ایٹلڈ

نے دو مرتبہ اور اپنے دشمنوں کو روپیہ دے دلا کر ٹالا۔ لیکن انگریز اس کے ظلم و ستم  
سے تنگ آ گئے تھے۔ نار تمبیر یا اور مرشیا کی حکومتیں سویں کے ساتھ مل گئیں اور

ویکس کے فوجی سردار بھی اس کے مطیع ہو گئے۔ ایٹلڈ اب اپنے اہل و عیال سمیت  
بھاگ کر نار منڈی چلا گیا۔ اور سویں ملک کا بادشاہ ہو گیا۔ یہ سچ ہے کہ ایک جینے

بعد جب سویں نے وفات پائی تو ایٹلڈ پھر واپس آ گیا لیکن اب سویں کا بیٹا نوٹ اس کے  
مقابلے کے لئے موجود تھا۔ دو سال دونوں میں کشمکش ہوتی رہی۔ آخر میں ایٹلڈ

کا انتقال ہو گیا۔ لندن کے باشندوں نے ایٹلڈ کی وفات پر اس کے بیٹے ایڈمنڈ کو جب کا  
ایڈمنڈ الملک بنو لا دیلو

باقی تمام آبادی کی طرف سے نوٹ بادشاہی کے لئے تجویز ہوا۔  
ایڈمنڈ بڑی بہادری سے لڑا اور چھ فیصلہ کن لڑائیوں کے بعد

سلطنت اس کے اور نوٹ کے درمیان تقسیم ہو گئی لیکن  
سات جینے کی حکومت کے بعد اس کا رشتہ گھات منقطع ہو گیا۔ اور ڈینوں اور

انگریزوں نے بالآ اتفاق نوٹ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔  
نوٹ ۱۷۰۲ء - ۱۷۰۷ء

چھتیس سال کی پریشاں کن بد و جہد کے بعد رعایا کو اب پھر ایک  
زیر دست حکمران نصیب ہوا۔ اور اٹھارہ سال تک ملک میں

امن و امان کا دور دورہ رہا۔ نوٹ نے ہی میں ٹھکان لی تھی کہ ملک پر اس انداز سے حکومت  
کرے گا جس سے لوگوں کو معلوم ہو کہ ان کا بادشاہ گویا ایک انگریز ہے۔ اگرچہ اپنے عہد

فرہاں روانی کے شروع میں جبکہ اس کا تخت محفوظ رہا تھا۔ وہ بہت سختی اور بے رحمی کرتا رہا۔ لیکن آگے بڑھ کر اس نے اپنے انصاف اور دانش مندی سے نہ لوگوں کے دل میں گھر کر لیا۔ جس طرح تمام انگریزی نسل کے بادشاہوں کا قاعدہ تھا کہ تخت و تاج انھیں اپنی قوم کی مجلس دانش مندان کی طرف سے ملا کر آتا تھا۔ اسی طرح اس نے بھی یہ امانت مجلس ہی سے حاصل کی۔ ملک میں اس نے ایسا کر ہی کے قوانین قائم رکھے اور دستخط ڈال دیے۔ ایسا کرنے سے تخت و تاج کے رکھے رکھایا گیا اور زیادہ بڑا کر دیا۔ اور وہ دین بھی خوش تھے کہ ان کا بادشاہ انھیں کی نسل سے ہے۔ نوٹ۔ لے انگلستان کو چار صوبہ والی میں تقسیم کر دیا۔ جن کے حاکم اسلایا بھاری رکھلائے تھے۔ دین زبان میں یہ منصب اس زمانے کے اٹھارہ سال انگریزی منصب ایڈمرلٹن (سینج یا سردار) کا ہم معنی ہے۔

مرشیا مار تھم لینڈ ویکس اور مشرقی انگلیا کے ان چاروں علاقوں پر انگریز حاکم مامور ہوئے۔ تبہ جن میں سب سے زیادہ طاقتور و امیر تھے۔ ایک تو ہنشا کا امیر لیاوک اور ایک ویکس کا امیر کاؤن۔ جو نوٹ کا وزیر تھا اور بادشاہ کی بھی ہم بیابا بھی کیا تھا نوٹ نے اپنی دین فوج برطرف کر دی اور جنگی ضروریات کے لئے صرف صرف خاص کی ایک جمعیت رہنے دی۔ اٹلیوں کی وفاداری پر اسے اس وجہ سے جڑا تھا کہ جب اس نے دھماکے پر چڑھا لی تو انگریزی سپاہ اسے ہمراہ لیتا گیا۔ ملک میں اب اس قائم تھا۔ لوگ فراغت و اطمینان سے وہ لوگوں کی صفائی اور جنگوں کی کاٹ چھانٹ میں مصروف ہو گئے۔ زمینوں میں کاشت کرنے لگے۔ اور تجارت اور صنعت و حرفت کو ترقی دینے لگے۔ ویش اور انگریز غلاموں کی خرید و فروخت کا جو شرمناک سلسلہ جاری تھا۔ اس کی روک تھام کے لئے بھی ایک طرح نوٹ نے بہت کوششیں کیں۔ لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ باوجودیکہ بروہ فریڈی کی تلافی ممانعت تھی۔ اور پادری بھی لوگوں کو وعظ و نصیحت کے ذریعے سے سمجھاتے تھے کہ انسان کا نوٹ ہی غلام بن کر نہ چاہنا بڑی بات ہے۔ لیکن پھر بھی نوے مردوں اور عورتوں کے کھپ کے کھپ برٹل سے جہانوں میں بھر کر دیا۔ کیونکہ انہیں نے اور آئرلینڈ میں دینوں کے ہاتھ فروخت کر دیے جاتے تھے۔

اگر نوٹ کے وہ دوں فرزند ہیں اور ہارٹانوٹ داخل و دانا ہوئے تو ان کا کچ

سریسلطنت میں غلامی کے قوانین بادشاہوں سے خالی نہ ہو جاتا لیکن ان دونوں نے اپنے  
 انگریزوں کی حکومت میں رہا یا پردہ تمام ڈھکائے کہ چند ہی روز میں ملک میں خاک اڑنے لگی  
 اور اہل برطانیہ کو جو ڈین بادشاہوں سے نفرت تھی اس کی نوبت  
 یہاں تک پہنچی کہ جب ہارٹ فورڈ کے ایک قریب ولیم  
 کے موقع پر دفعہ گزرت ہوا تو اس کے دوستوں نے بھائی کی طرف  
 کی بادشاہی سے انگریز بہت خوش ہوئے کیونکہ وہ ایٹھ لاکھ اور ایٹھ لاکھ اور ان کے  
 قیدیوں کے ساتھ اس زمانے سے تھا۔ اس زمانے سے جس قدر ڈین انگلستان میں بس گئے  
 تھے ان سب نے انگریزوں سے شیر و شکر ہونا شروع کر دیا اور ان دونوں قوموں میں  
 اتنی جلد میں چل ہو کہ لوگوں کو چند ہی قروں کے بعد انگریزوں اور فرینچوں میں فرقی کرنا مشکل  
 ہو گیا۔ بریں ہم اس زمانے میں بھی فرینچوں کا پتہ لگانا مشکل نہیں ہے، یارک اور لنکن  
 کے اضلاع میں جو مشنڈے اور زیادہ بھورے بانوں والے کسان زمیندار  
 دکھائی دیتے ہیں وہ ان ہی فرینچوں کی یادگار ہیں۔ اُس قوم نے جن شہروں کو آباد  
 کیا تھا وہ ابھی تک باقی رہ گئے ہیں اور ان کے نام لفظ "بی" (By) پر ختم ہوتے ہیں  
 اور اسی علامت سے ان کی شناخت کی جاتی ہے۔ "بی" کے وہی معنی ہیں جو  
 انگلو سیکسن ٹون (Tun) اور ہیم (Ham) کے ہیں اور جن کا مفہوم شہر و قریہ اور  
 مینڈ و موضع جاگیر وغیرہ کا ہے چنانچہ ڈاربی۔ ویٹ بی اور ریک بی ایسے شہر ہیں جن کو  
 فرینچوں نے بسایا تھا مگر اس کے برخلاف نائٹنگھم ڈھم اور بریڈنگٹن کے ناموں  
 سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو نوادہ انگریزوں نے آباد کیا تھا۔



## چونخاب

انگلستان میں نائین قوم کے اثر کا آئینہ

لوگ اگرچہ خوش متع کہ الفریڈ کی اولاد پھر وارث تاج و تخت ہوئی ہے۔ اور انھیں پھر ایک ایسا بادشاہ نصیب ہوا ہے جو انھیں میں سے ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایڈورڈ نوٹ۔ ستہ ہی زیادہ بدسی ہو گیا تھا۔ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے ہمیں ڈیڑھ سو سال پہلے کے واقعات پر نظر ڈال کر دیکھنا چاہیے کہ فرانس کے شمالی ساحل پر کیا واقعات پیش آ رہے تھے۔ جس زمانہ میں قوم ڈین نے نائین قوم فرانس میں الفریڈ اعظم کا انگلستان میں قافیہ تنگ کر رکھا تھا تو انھیں بحری قزاقوں کے غول کے غول کشیوں پر سوار فرانس کے

اس علاقے میں لوٹ مار چار رہے تھے جو دیارے سین کے فوج میں واقع ہے۔ اور جس طرح ان کے بھائی بند انگلستان میں قتل و غارت کا بازار گرم کر رہے تھے۔ اسی طرح انھوں نے فرانس میں تاخت و تاراج کا ہنگامہ بیکار رکھا تھا۔ ان لٹیروں کی ایک جماعت نے رالف یارڈلو نام ایک مشہور سردار کی سرکردگی میں دیارے سین کے اندر اپنا بیڑا لاکر شہر روٹن پر قبضہ کر لیا۔ رالف کی غارتگرانہ دست برد سے چاروں طرف بے تابیاں پھیل گئیں ان کے حالات متعدد روایات کے ذریعہ سے ہم تک پہنچے ہیں مگر یقینی طور پر صرف اس قدر معلوم ہے کہ سال ۱۰۹۱ء میں ان کے وقت جبکہ ایچانڈ اور ایڈورڈ انگلستان میں علاقہ ڈین یعنی قوم ڈین کی حکومتوں کو فتح کر رہے تھے۔

ریاست نارمنڈی (دیکھو صفحہ ۴۵) چارلس النقب "اسمیل" (سادہ لوح) شاہ فرانس نے رالف کے ساتھ ایک معاہدہ کیا۔ جس کی

رو سے دیارے سین کے دونوں کناروں کا علاقہ رالف کو مل گیا۔ اور شہر رنکھام علاقے کا دار الحکومت قرار پایا۔ اس کے بعد رالف نے بادشاہ فرانس کی بیٹی سے شادی کر کے سیمی مذہب اختیار کر لیا۔ جس علاقے پر وہ ڈیوک (امیر الامرا) کی حیثیت سے

حکمران تھا۔ سنڈی یعنی اہل شمال کی سرزمین کے نام سے موسوم ہوا۔ اور اس کے بعد  
 اسکی اولاد اس پر حکومت کرتی رہی تو  
 مائرس فرانسس ہوئے۔ غرض فرانس کے تاجداروں کے ڈین ایک ہی نسل سے  
 رہے۔ البتہ فرانسس قوم جس کے ملک میں مائرس آکر آباد ہوئے  
 تھے۔ اور جس کے ساتھ انھوں نے شادی کیا۔ ان کے تعلقات بھی قائم کر لیے تھے۔ انگریزوں  
 سے بالکل مختلف تھی۔ دفاعی اور اقتصادی میں اگرچہ فرانسس انگریزوں کی جگہ کے نزدیک  
 لیکن تہذیب و شائستگی میں ان سے کہیں بڑے ہوئے تھے۔ اس لیے کہ دنیا کا  
 تہذیب و فراز انھوں نے بہت زیادہ دیکھا تھا۔ اور وہاں کی تہذیب آبادی سے انھیں  
 بہت زیادہ ساقط پڑا تھا۔ وہ بہت بڑے و شہر سے بہت بڑے تھے۔ ان تہذیب انھیں خاص  
 تجارت تھی۔ سنی و چالانی زبانست و دیباغی اور خوش طبعی و شگفتہ مزاجی ان کے نمایاں اوصاف  
 تھے۔ کس طرح انھوں نے تہذیب و اوصاف اپنا اثر نہ دکھاتے۔ زیادہ عرصہ گزرنے پر انھیں ایک  
 چھوٹے سے علاقے کے جو بیٹے کے خارج میں واقع ہے باقی تمام علاقے کے مائرس فرانسس  
 رنگ میں رنگے گئے۔ زبان بھی فرانسس اختیار کر لی۔ عادات و اطوار میں بھی فرانسس  
 ہو گئے۔ اور انکی سپاہیانہ اور جنگی تہذیبیں فرانسسوں کی زیادہ لطیف طبیعتوں کے  
 ساتھ گھل مل کر یک ذات ہو گئیں۔ اس سے کہیں مظلوم ہو گیا ہو گا کہ سو سال کی  
 عرصہ روا دھان مائرس تھا۔ مدت گز جانے کے بعد جب ایٹھلڈ الملقب بچپول کی شادی  
 مارنڈی کے امیر چرڈکی مٹی یعنی بحری خزانوں کے سردار رالف  
 کی پرورتن سے ہوئی۔ تو مائرس قوم اہل فرانس کی خوب اختیار کر کے فرانسس بن چکی  
 تھی اور اس سماج سے ایٹھلڈ کا بیٹا ایڈورڈ چوایما کے بطن سے تھا انگلستان  
 میں پیدا ہوئے۔ کے باوجود آرمینی تھا۔ اس کے علاوہ اسکی عمر بھی نوی سال  
 کی تھی کہ وہ اپنے بھائی الفرڈ سمیت اپنے والدین کے ساتھ انگلستان سے  
 فرار ہو کر مارنڈی چلا گیا تھا۔ اس کی ماں ایما تو کچھ مدت بعد انگلستان واپس آئی  
 جہاں ایٹھلڈ کی وفات کے بعد اس نے نوٹ سے نکاح کیا۔ اور اس سماجی  
 الفرڈ بھی میرلڈ کے زمانہ حکومت میں انگلستان چلا آیا۔ مگر میرلڈ کے آدمیوں نے  
 غلام و فریب سے اس سچا رسے کی آنکھیں کھل لیں۔ اور اسکا انتقال بہ مقام پولی

ہو گیا۔ لیکن خود ایڈورڈ نے یہ تمام زمانہ نارمن دربار ہی میں گزارا۔ وہ نارمنڈی ہی میں تھا کہ اس کے چچا ہارڈیا ویلم جیکی عمر صرف سات سال تھی۔ نارمنڈی کا رئیس ہو گیا۔ اور دونوں پیر سے بعد انوں کے تعلقات نہایت ہی دوستانہ ہو گئے۔

ایڈورڈ الملک چاہیہ

چھ سال بعد ایڈورڈ کو اس کے سوتیلے بھائی ہارٹھا فرسٹ نے انگلستان بلا بھیجا۔ جہاں وہ بہت جلد بادشاہ متنب ہو کر

تخت پر بٹھا گیا۔ اس کے ہمراہ بہت سے نارمن امرا اور

یوٹا مان دین بھی آئے تھے۔ جنھیں بڑے بڑے منصب اور فرائض دیے گئے

اور ایسا ہونا ایک بالکل تقدی بات تھی۔ ایڈورڈ طبیعت کا نرم بہت مسکین اور

مہربان بادشاہ تھا۔ تخت پر بیٹھے ہوئے اس سے زیادہ عرصہ نہ گزرے پایا تھا کہ

ایک نارمن راہب رابرٹ ساگن جیسے کو اس نے لندن کا اسقف اور ایک نارمن

راہب آلف کو راجسٹر کا اسقف مقرر کیا۔ پوری رابرٹ بادشاہ کے مزاج میں ہر ایک

درخیز ہو گیا تھا کہ چند سال بعد بادشاہ نے اسے وزیر بری کے صدر اسقف کی خدمت

سونپ دی۔ لیکن اس شخص کا اثر ملک کے حق میں بہت مضرت ثابت ہوا۔

میں صرف ایک ہی شخص ایسا موجود تھا جو بادشاہ کے ان سب بگے خوشی کی حد سے

بڑھی ہوئی بے عنوانیوں کی روک تھام کرتا رہتا تھا۔ یہ جلیل القدر شخص ولکسٹر کا

ایر کا ڈن تھا۔ جسکی بیٹی ایڈم سے ایڈورڈ نے عقد کیا تھا۔ ملک کے انتظام کی ہر

نئی تحقیقت کا ڈن ہی کے ہاتھ میں تھی۔ اور اسکا طریقہ حکومت خوب تھا۔ لیکن

شومی قسمت سے اس کا سب سے بڑا بیٹا سوٹن ایک اہمواروے ہمارا شخص

واقع ہوا تھا۔ جسکی غلط کاریوں نے کیا بادشاہ اور کیا رعایا دونوں کو ناراض کر دیا۔

تکا ڈن کے دشمن تو تاک میں لگے ہی بیٹھے تھے۔ اس سے بہتر موقع اس سے

پیدا نہ ہونے کا انھیں اور کیا ہاتھ آ سکتا تھا۔ سوٹن کی خطائیں کا ڈن کو نچا دکھانے

کا بہانہ بن گئیں۔

کا ڈن باغی قرار دیا گیا

اسی زمانہ میں ایڈورڈ کے بہنوئی یوسٹس امروولون کی ڈور

والوں کے ساتھ جھڑپ ہو گئی اور کشت و خون تک نہایت پہنچی۔

جنہیں بہت سے آدمی مارے گئے۔ یوسٹس کو اصرار تھا کہ اہل ڈور کو روک ان کے

تبرہ کی پاداش میں سزا دی جائے۔ اور کھانا ڈون کہتا تھا کہ کامل یقیقتہ کے  
 بغیر ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے گی۔ اور اگرچہ اس طرز عمل کے  
 مخالف سے وہ حق بجانب تھا لیکن نارمن امر اور خود انگریزی امر ابھی جن کے نام میں  
 اس کا بڑھا ہوا رسوخ کا نشان بن کر کھٹک رہا تھا اس کی مخالفت میں بادشاہ کے  
 طرفدار ہو گئے۔ چنانچہ گاڈون اپنے بیٹوں سمیت باقی قرار دیا گیا۔ وہ اگرچہ تباہ  
 حکومت کا مقابلہ کرتا۔ اور ملک میں فائدہ پہنچایا ہو جاتی لیکن اس کے ثبوت وطن نے  
 یہ بات گوارا نہ کی۔ اور اسی لئے وہ وطن چھوڑ کر فلینڈرس چلا گیا جہاں وہ کوئی سال بھر  
 انگلستان کی تاریخ میں یہ سال یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اس لئے کہ گاڈون کی نسبت  
 میں جب کہ نارمن فوجی سردار اور پادری حکومت کے سیاہ بھید کے مالک  
 ولیم اول سے لیتے آئے ہیں۔ نارمنڈی کا فرار و اولیم جوابہ ایک پسندیدہ  
 اور جلیل و شکیل نوجوان تھا۔ ایڈورڈ کے لئے انگلستان آیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اسی ملاقات کے دوران میں ایڈورڈ نے  
 جولاءِ ولد تھا۔ ولیم سے وعدہ کیا کہ اپنے بعد انگلستان کے تخت و تاج کا وارث میں نہیں  
 قرار دیتا ہوں۔ اپنے چچا زاد بھائی سے ایڈورڈ کو محبت تھی وہ ویسے ہی منہ سے کی مقتضی  
 تھی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تاج انگلستان کچھ اکی ملکیت نہ تھو جسے وہ اپنی سرنی سے  
 کسی دوسرے کے حوالے کر سکتا۔ یہ اختیار صرف مجلس دانشمندان کو حاصل تھا۔  
 اور چونکہ ولیم کی رگوں میں انگریزی خون کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ اس لئے تاج انگلستان پر  
 اسے سطلوں کوئی حق نہ تھا۔

گاڈون کی واپسی ملک کی حالت کا ڈون کے بغیر بد سے بدتر ہوئی گئی اور جب  
 وہ دوسرے سال اپنے چھوٹے بیٹوں کے ہمراہ انگلستان  
 واپس آیا تو اس کی پیشوائی کے لئے لوگوں کا ایک انہو کثیر  
 جمع ہو گیا۔ جو اسکے ایک اشارے پر لانے مرنے کے لئے آمادہ تھے۔ وہ اس بات کا  
 رد و دار تو نہ ہوا کہ لوگ بادشاہ کی فوج سے مقابلہ کریں۔ البتہ اس حق کا اس نے  
 ضرور مطالبہ کیا کہ اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔ اور اگرچہ بادشاہ  
 اسکی بلدیابی پر کسی طرح رضا مند نہ ہوتا تھا۔ لیکن مجلس دانشمندان نے نہایت خوشی سے



اسکی جاگہ اور اقتدار کو بحال کر دیا۔ جب ان مائیں امر کو جو بادشاہ کی نگاہ کے بال سے  
 معلوم ہوا کہ گاڈون کا سوخ شایہی دربار میں پھر قائم ہو گیا ہے۔ تو وہ جاکر فرانس پہنچے  
 گئے۔ البتہ ایک بڑی تعداد ان امر کی جو زیادہ سہرا آورہ نہ تھے انگلستان ہی میں مقیم ہی۔  
 ہیرلڈ کی حکومت | اب ۱۲۵۲ء سے لیکر ۱۲۵۸ء تک چودہ سال کا وہ دور

شروع ہوا جس میں انگلستان کی حکومت کی باگ خود فرزند ان  
 انگلستان ہی کے ہاتھ میں رہی۔ اور جس طرح شمع کا شعلہ بجھنے سے پہلے دفعۃً بھڑک  
 اٹھا کرتا ہے۔ یا بار بار سے پہلے سنبھالا لیتا ہے اسی طرح یہ زمانہ بھی قوم کے لیے  
 فرخی و فرائی کا آخری دور تھا۔ دوسرے سال گاڈون کا ضیافت کے ایک جشن میں  
 ایک بیک انتقال ہو گیا۔ اور اسکا دو صاحبیکہ ہیرلڈ جو ایک من چلا سہا ہی ہونے کے  
 ساتھ ایک بیدار مغز اور حوصلہ مند بزرگ بھی تھا۔ اسکا قائم مقام ہوا۔ ایڈورڈ اپنا تمام وقت  
 یا تو سیر و شکار میں گزارتا تھا۔ یا سینٹ پیٹر کے اُس بڑے گر جا کی عمارت کو جتنے دیکھتا رہتا تھا  
 جو ویسٹ منسٹر میں اسی مقام پر تعمیر کی جا رہی تھی۔ جہاں اب ویسٹ منسٹر ایبے (خاندان)  
 کی عمارت کھڑی ہے۔ عنان انتظام ہیرلڈ کے ہاتھ میں تھی۔ جو مرشیا کے امیر لیا فرک  
 اور بارک کے صدر اسقف ایڈورڈ کی مدد سے انگلستان پر حکومت کر رہا تھا۔ لیا فرک  
 کا گھر انا گاڈون کے خاندان کا قریب تھا۔ اور اسکے بیٹے آئے دن ہیرلڈ کو پریشان  
 کرتے رہتے تھے۔ لیکن ان کا دیرینہ سال باپ، یعنی لیا فرک اپنے ملک کا سچا خیر خواہ  
 تھا اور اُس لیے ہیرلڈ جیسے لائق بادشاہ کی ہمیشہ حمایت کرتا رہا۔

ویلز کی تسخیر | مجموعی حیثیت سے رعایا ایسی خوش حال تھی کہ بجز چند شورشوں کے  
 جو ویلز اور نارٹھمبر لینڈ میں وقوع پذیر ہوئیں۔ اس زمانہ کا اور کوئی  
 واقعہ قابل ذکر نہیں۔ گاڈون کی جلا وطنی کے زمانہ سے ویلز کا بادشاہ گرفتار  
 انگلستان کے مغربی علاقہ کو ناخت و تاراج کر رہا تھا لیکن ہیرلڈ نے برسر اقتدار  
 ہوتے ہی اپنے بھائی ٹاسک کی مدد سے اسکو بز و شمشیر مطیع کر لیا اور ایڈورڈ کی  
 شہنشاہی اُس سے منوا کر چھوڑی۔ لیکن نارٹھمبر لینڈ کی حالت ایسی قابل اطمینان تھی۔  
 اس علاقہ کا شہور امیر سیورڈ جس نے اسکا لینڈ کے نو عمر بادشاہ میلکم کو میکسٹہ کی  
 غاصبانہ دست برد سے نجات دلانے اور اس کے زیر کرنے میں مدد دی تھی۔ ۱۲۵۵ء

میں وفات پا گیا۔ اور ٹاسک اس کی جگہ مارٹھ لینڈ کا امیر مقرر ہوا۔ ٹاسک  
ایڈورڈ کا بہت سہمہ لگا تھا۔ اور اپنے علاقے کے انتظام پر توجہ کرنے کے بجائے ہر وقت  
مارٹھ لینڈ کی بغاوت اور بادشاہ کی دربار داری کیا کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مارٹھ لینڈ میں  
ٹاسک کا باغی قرار دیا جانے لگا۔ بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ لوگوں نے جمع ہو کر یا فرک  
کے ہوتے مارکیر کو اپنا امیر منتخب کیا۔ اور ایک جم غفیر نے جنوب  
کی طرف بڑھ کر سٹار کیا کہ ٹاسک کو جلا وطن کر دیا جائے۔ ہیرلڈ نے اتنی قوت  
اپنے آپ میں نہ پائی کہ بھائی کی حمایت میں سینہ سپر ہو سکے۔ چنانچہ ٹاسک باغی قرار  
دیا گیا۔ اور اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیکر غلہ پھرس چلا گیا۔ اسی وقت سے وہ اپنے  
بھائی کا دشمن ہو گیا۔ اور یہی دشمنی آگے چل کر ہیرلڈ کے نوال کا ایک بڑا باعث بن گئی۔  
آج انگلستان کے عویدار ہیرلڈ اس وقت انگلستان کا حقیقی حاکم اٹھایا تھا۔ لوگ اسکی  
زبردست حکومت کے سائیں میں خوش و خرم تھے۔ اور چونکہ

ایڈورڈ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لیے وہ ہیرلڈ ہی کو اپنا آئندہ بادشاہ سمجھنے  
لگے تھے۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ ایڈورڈ نے فی الحقیقت ولیم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ  
میرے بعد وارث تخت و تاج تم ہو گے لیکن اگر ایسا کوئی وعدہ ہوا بھی تھا تو ایڈورڈ  
نے دیکھ لیا کہ بحالت موجودہ اس کا ایسا حال ہے چنانچہ اس نے ایڈمنڈ فلوڈ  
کے بیٹے ایڈورڈ کو ہنگری سے اپنی جانشینی کے لیے بلا بھیجا۔ لیکن انگلستان پہنچنے  
کے کچھ ہی دن بعد بادشاہ سے بے بغیر اسکا انتقال ہو گیا۔ اس کی یادگار  
صرف ایک کم سن لڑکا ایڈگر باقی رہ گیا۔ جس کے حالات پھر ہمارے سامنے  
آئیں گے۔

ہیرلڈ کی قسم | اور ولیم فرار نہ ہوئے تار منڈی کو ابھی تک یہ امید بندھی  
ہوئی تھی کہ ایڈورڈ کا وعدہ پورا ہو گا۔ ایک مرتبہ جب ہیرلڈ کا  
جہاز طوفان میں گھر کر تار منڈی کے ساحل پر غرق ہو گیا۔ اور پانچیسویں کے حکم نے  
اسے گرفتار کر کے روٹن سمیڈیا۔ تو بیان کیا جاتا ہے کہ ولیم نے اس سے  
قسم لی کہ ولیم کے غصہ کی تاب نہ لے کرے۔ اور اس عہد کو زیادہ دوش بنائے گی  
فرس سے اس قربانگاہ کے نیچے جس پر حلف اٹھایا گیا تھا ہیرلڈ کے علم کے بغیر

مسیحی اولیا کے کچھ تبرکات بھی چھپا دیئے۔ ان واقعات کی اصلیت خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ ایڈورڈ یا ہیرلڈ کسی کو بھی تاج انگلستان کے وعدے کا اختیار نہ تھا۔

ایڈورڈ کی وفات ۵ جنوری ۱۶۶۰ء کو ایڈورڈ نے وفات پائی کلیسا نے ویسٹ منسٹر کے افتتاح کی رسم کو صرف ایک ہی ہفتہ گزرا

تھا۔ ایڈورڈ کو کیا معلوم تھا کہ اسی عمارت میں جو اسے اس درجہ عزیز تھی۔ اس کا جسم غرقِ حوالہ خاک ہونے والا ہے۔ ایڈورڈ اگر چہ طبیعت کا کم زور تھا۔ لیکن اس کے اتفاقاً اور پرہیزگاری میں کلام نہیں۔ چنانچہ اس کی وفات کے کوئی سو سال بعد ۱۷۶۳ء میں پاپائے انگریز ثالث نے مسیحی اولیا کی فہرست میں اس کا نام شامل کرتے وقت اسے امینِ معاصی کے لقب سے ملقب کیا۔ مرنے سے پہلے ایڈورڈ نے ہیرلڈ کو اپنی جائینی کے لئے نامزد کیا۔ اور مجلسِ دانشمنداں نے جس کے اراکین اس وقت لندن میں جمع تھے۔ اسی دن جلسہ کر کے اس نامزدگی کی اپنے انتخاب سے تصدیق کر دی۔ اور ہیرلڈ کی تاج پوشی کی رسم صدرِ استقف ایڈلرڈ کے ہاتھوں بہ مقامِ ویسٹ منسٹر عمل میں آئی۔

ہیرلڈ ثانی ۵ جنوری ۱۶۶۰ء کو تخت پر بیٹھا۔ حالانکہ شاہی خون اس کی رگوں میں صرف اس قدر تھا کہ اس کی ماں ایک ڈین شہزادی تھی۔ لیکن یہ نئی عزت بہت تھوڑے دن کے لئے نصیب ہوئی تھی کیونکہ نارمنڈی کے امیر ولیم کو جب ان تمام واقعات کا علم ہوا تو اس نے قسم کھا کر کہا کہ ہیرلڈ کو میں ایسے عہد پر مجبور کروں گا اور تخت انگلستان اس سے لیکر رہوں گا۔ چنانچہ اس نے بلا درنگ جہازوں کا ایک بیڑا بنوانا اور فرانس کے اطراف و جوانب سے ایک لشکرِ جارج جمع کرنا شروع کر دیا۔ اسی کے ساتھ اس نے پاپائے انگریز کو عریضہ لکھ بھیجا۔ کہ جس شخص نے اولیا کے تبرکات کی موجودگی میں اپنا عہد توڑا ہے اس پر فوج کشی کرنے کی مجھے اجازت دی جائے۔ اور میری کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔

شومی ہیرلڈ کی مشکلات بڑھانے کے لئے خود اس کے بھائی کو لیتی آئی۔ اس لشکر

نے جو ماروے چلا گیا تھا۔ اپنی کھوئی ہوئی امارت حاصل کرنے کے لیے یہ موقع غنیمت سمجھا۔ اور پہلے تو جنوبی ساحل کو لوٹا پھر شمال کی طرف بڑھا اور ناروے کے بادشاہ ہیرلڈ ہارڈراڈ کو ساتھ لیے ہوئے دریائے ہمبر میں داخل ہو کر یارک شائر میں لنگر انداز ہوا۔

آئسٹرفورج کی لڑائی | ہیرلڈ کو اب ہر طرف خطرے کا سامنا تھا۔ پہلے تو چند مہینے تک وہ جنوبی ساحل پر دشمن کے نو دھارہ ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ لیکن جب ولیم نہ آیا تو ان چھوٹوں کو جنہیں بھرتی کر کے اس نے اپنا جگہ پیر اتار کیا تھا مجبوراً منتشر ہونے کی اجازت دے کر وہ ٹاسٹک کے مقابلے کے لیے شمال کی طرف بڑھا۔ آئسٹرفورج پر یو یارک شائر میں واقع ہے ناروے کی فوج کو شکست ہوئی۔ اور ٹاسٹک اور شاہ ہارڈراڈ دونوں مارے گئے۔ لیکن جشن فتح کے شادیاں نہ بھی بچ ہی رہے تھے کہ ایک قاصد نے آکر سیونسی واقع سسکس میں نارمن حملہ آوروں کی لنگر اندازی کی خبر سنائی۔

ہیسٹنگز کی لڑائی | بادشاہ یہ خبر سنتے ہی پھر جنوب کی طرف پلٹا۔ اور لندن پہنچ کر تمام قوم کو حفاظت ملک کی خاطر جان لڑا دینے کے لیے طلب کیا۔ لیکن صرف جنوبی علاقہ کی آبادی نے اس آواز پر کان دھرا۔ ہیرلڈ انہیں کو لے کر کوچ کرنا ہوا۔ ہیسٹنگز پہنچا۔ جہاں نارمن فوج ڈیرے ڈالے پڑی تھی۔ ان کے بھائی گرتھ نے اسے بہت سمجھایا۔ کہ اتنی مختصر سی فوج کے ساتھ غنیمت چھوڑ کر نادمہندی کا فعل نہیں۔ مناسب یہ ہو گا کہ چاروں طرف کا علاقہ دیران کر دیا جائے۔ تاکہ ولیم رسد کے نہ ملنے سے خود ہی مجبوراً ہتھیار ڈال دے۔ لیکن ہیرلڈ کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ اپنے وطن کو خود ہی برباد کرے۔ اور اپنے ہاتھ سے اپنے گھر کو آگ لگائے۔ چنانچہ تاریخ ۱۴ اکتوبر ایک بھاری چرکان نام سناک ہے۔ اور جو شہر سے ٹھنڈا سا تیل ہو گی ہیسٹنگز کی شہور لڑائی وقوع میں آئی۔ یہ جنگ نہایت ہی خونریز تھی۔ انگریزی فوج کے سپاہی جو پیادہ تھے زہ بکتر پہنے نیزوں اور دو دستی تیشوں سے مسلح تھے۔ اور بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ باقاعدہ فوج کے علاوہ انگریزوں کی طرف سے لڑائی میں دیہاتی آبادی بھی شریک تھی۔ جو بھالے اور چھوٹے لیے ہوئے جس طرح بھی پڑتا تھا

دشمن کا مقابلہ کر رہی تھی۔ دوسری طرف نارمن فوج بھی پوری دوشجاعت دے رہی تھی۔ نارمن قادر انداز تیروں کی بوچھاڑ کر رہے تھے۔ اور زرہ پوش سوار خود پہنے نارمن بھٹا ٹیلوفر کی سرگردگی میں پہاڑی پر دھاوا کر رہے تھے کہ کسی طرح انگریزی صفوں کو الٹ ڈالیں۔ اس دھاوے میں سب سے پہلا جو شخص کام آیا۔ وہ یہی بھٹا ٹیلوفر تھا۔ انگریز شجاعت اور پامردی کی دیوار بنے ہوئے کھڑے تھے۔ اور ان کے حملوں نے چاروں طرف تڑپتی ہوئی لاشوں کے ڈھیر لگا رکھے تھے۔ ایک مرتبہ جب انگریزی حملے کے دباؤ سے نارمن بھینے جھپٹنے لگیں تو ایک آواز بلند ہوئی کہ نارمنڈی کا امیر رارگیا۔ اس پر ولیم نے اپنا خود اتار بیٹھا اور چلا کر کہا کہ میں جیتا جاگتا موجود ہوں۔ اور خدا کی تائید سے اب بھی یہ میدان مار کر رہوں گا۔ یہ کہہ کر اُس نے جیلے کی راہ سے اپنی فوج کو پسپا ہونے کا حکم دیا۔ انگریز اس جھانسنے میں آگئے۔ اور یہ سمجھ کر کہ دشمن فرار ہو رہا ہے۔ بے ترتیبی کے ساتھ پہاڑی سے نیچے اتر آئے۔ نارمن اسی موقع کے منتظر تھے۔ انھوں نے دھمکتے پلٹ کر انگریزوں کو تلواریں بازہ کے آگے رکھ لیا۔ ساری فوج کٹ گئی۔ اور صرف انگریزی اہل ادا شہر فاکا ایک مختصر سا گروہ باقی رہ گیا۔ جو لڑتے بھڑتے پہاڑی کی چوٹی پر جا پہنچے۔ اور بادشاہ اور اُس کے جھنڈے کے گرد جمع ہو گئے۔ یہ وہی مقام تھا جہاں آگے چل کر ”بیشل ای“ (خاندانہ جنگ) کی عمارت تعمیر ہوئی۔ ولیم نے اب اپنے تیر اندازوں کو آگے لاکر حکم دیا کہ تیر اوپر کی طرف چلائیں تاکہ وہ انگریزوں پر اوپر سے اگر کریں۔ غرض تیروں کی بارش ہونے لگی۔ ایک تیر ہیرلڈ کی دھننی آنکھ میں لگا۔ اور وہ ہیرلڈ کی موت | تیور اکر نیچے گرا۔ اس پر ولیم نے دھاوا بول دیا اور اُس کی فوج پہاڑی پر چڑھ آئی۔ انگریز اپنے بادشاہ پر آخر وقت تک اپنی جانیں نہایت بہادری سے قربان کرتے رہے۔ لیکن اُنکی دولت کے خاتمے کا وقت آچکا تھا۔ سیکن نسل کے آخری تاجدار کو چار نارمن سرداروں کی جان رستاں ضربوں نے خاک و خون میں ملا دیا۔ اور فتح کا سہرا ولیم کے سر پہ بگادوں کی دیرینہ سال بوہ گاتھا نے فاتح سے اپنے بیٹے کی لاش کی التجا کی جو قبول کر لی گئی۔ اور ولیم کی اجازت سے وہ ایک انخوانی خدمت میں کفن کر شاہی اعزاز کی آخری علامت کے ساتھ سکس کی پہاڑیوں میں پتھروں کے ایک ڈھیر کے نیچے دفن کر دیا گیا۔

ولیم کی تاج پوشی

ولیم فوج کو لیئے ہوئے سیدھا لندن پہنچا۔ میدان اب بالکل صاف تھا۔ کوئی ایسی طاقت باقی نہ تھی جو اُس کی سنگ راہ ہو سکے۔

اس لیئے کہ انگریزی قوم کے حید و حیدہ لوگ سب کے سب سنلاک کی بہاڑی پر کام آچکے تھے۔ یہ سمجھے کہ اہل لندن نے کم سن ایڈگر ایتھلنگ کو اپنا بادشاہ منتخب کر لیا تھا۔ لیکن جب ولیم، ساوتھ ورک کو جلا کر خاک سیاہ کرتا ہوا اپنے لشکر جبار کے ساتھ سر پر اپنچا۔ تو اُن کا جی میٹھ گیا۔ اور بجز سرطاعت خم کرنے کے انھوں نے اور کوئی چارہ نہ دیکھا چنانچہ مجلس دانشمنداں کی طرف سے کمرس والے دن ولیم کا انتخاب عمل میں آیا۔ اور ویسٹ منسٹر میں اُسی صدر استقف ایڈلڈرڈ نے اُس کے سر پر تاج رکھا جس نے ہیرلڈ کی رسم تاج پوشی ادا کی تھی۔ انگلستان کی آزادی کا خاتمہ ہو گیا۔ انگریز اور نارمن

ساحلوں پر واقع تھا بہت بڑی جمیعت کے ساتھ آکر برطانویوں کو بیوی کے قریب بہ مقام ایڈریڈ اپنچا دکھایا تھا۔ اب زمانے نے بدلنا دکھایا۔ اور خود انگریزوں کو اغیار کا مطیع بنکر اپنی گردن اُن کے سامنے جھکانی پڑی۔ لیکن اس فتح کی نوعیت جداگانہ تھی۔ نارمن حملہ آور بیشک بہت بڑی تعداد میں آئے تھے۔ پھر بھی انکی ساری قوم اس چڑھاٹی میں شریک نہ تھی اور انگریزوں کو جوئی الحقیقت اُن کے ہم نسل تھے انھوں نے ملک سے نکال بھی نہ تھا اس کے علاوہ ولیم فاتح ایک دانشمند اور عالی حوصلہ فرمانروا تھا۔ اور جیسا کہ ہمیں آگے چل کر معلوم ہوگا۔ انگریز اُس کے ظل حمایت میں آگئے تھے۔ اس حمایت کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ انگریزوں کا وجود اُس کے لیئے مفید ثابت ہوا تھا۔ اور ایک باعث یہ تھا کہ وہ حقیقت میں ان کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرنا چاہتا تھا۔ آخر میں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ انگریزوں کی قوم اب ایک زبردست قوم بن چکی تھی۔ اور یہ لوگ کراٹل اور جیوٹ ہونے کے ساتھ ایسے رخن کے پکے۔ اور آراوہ رودات ہوئے تھے کہ ایسی مطلق العنان بادشاہی بھی جیسی کہ اُن کے ملک میں قائم ہوئی، ان کی ہمت کو بالکل پست اور شکست نہ کر سکتی تھی۔ اور ایک ہی صدمہ کے اندر خود نارمن انگریزی قومیت میں جذب ہو کر انگریز بن گئے۔ اور انگلستان کو فخریہ اپنا وطن کہنے لگے۔

## حصہ دوم

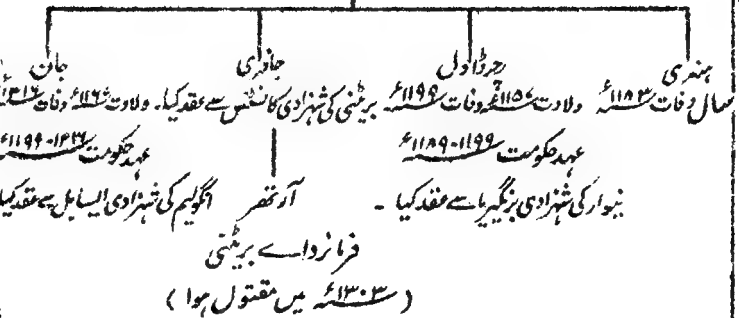
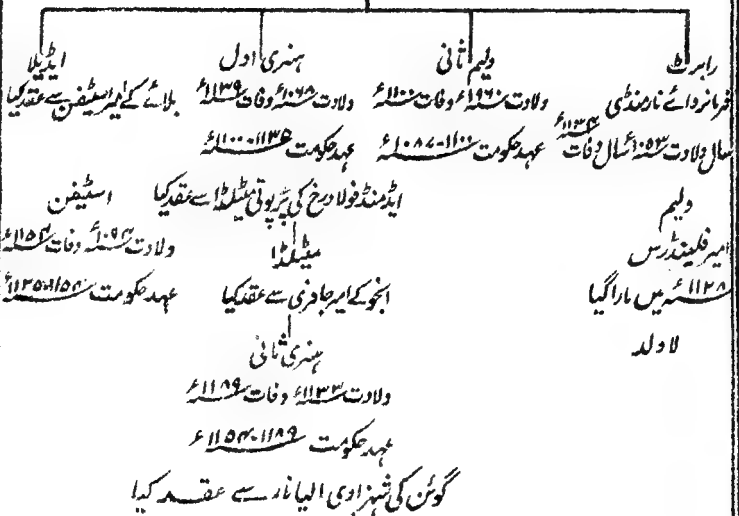
اس حصے میں وہ واقعات درج ہیں جو نارسن فتح سے لے کر تیارا کاظم کے صدورتک وقوع میں آئے۔

(۵)

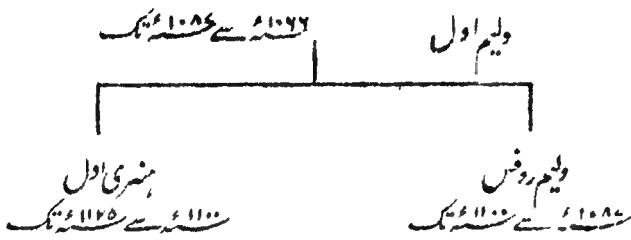
## ولیم اول

سال ولادت ۱۸۲۷ء سال وفات ۱۸۸۷ء

فلینڈرس کی شہزادی میٹلڈا سے عقد کیا۔



## پانچواں باب انگلستان میں نازین حکومت



(۴)

ولیم اول ۱۰۸۶-۱۰۶۶ء اب ہمارے ملک کی حالت بہت کچھ بدل گئی اور ساتھ ہی لوگ معیشتوں اور سختیوں میں مبتلا ہو گئے۔ مغربی سیکسن نسل کے انگریزی بادشاہوں کا سلسلہ قطع ہو گیا۔ اور اُس وقت سے لیکر آج کے دن تک خاص انگلو سیکسن نسل کا کوئی تاجدار انگلستان کے تخت پر نہیں بیٹھا۔ انکی جانشینی نارمنڈی کے فرزند ولیم کو میسر ہوئی جو کسی اعتبار سے بھی انگریز نہ تھا۔ اس لئے کہ اسکا باپ رابرٹ الملقب بہ بلا بلیس، نارمنڈی کا امیر تھا۔ اور اُس کی ماں آرنوٹا ایک نازین چرم سازی بیٹی تھی۔ باپ کی وفات پر جب ولیم نارمنڈی کی مسند حکومت پر بیٹھا تو اسکی سیس بھی اچھی طرح بیٹھنے نہ پائی تھیں۔ لیکن منزل شباب میں قدم رکھتے ہی اُس نے خوب ہاتھ پاؤں بٹھائے اور تمام شورہ پشت نازین سرداروں پر اپنے اقتدار کا سکہ بٹھا کر مین کا علاقہ فتح کر لیا۔ ۱۰۵۳ء میں اُس نے امیر فائنڈرس کی بیٹی میلڈا سے عقد کیا۔ اور اپنی بی بی بچوں سے اس کا سلوک ہمیشہ اچھا رہا۔

جب وہ انگلستان کا بادشاہ ہوا تو اُس کا سن چالیس سال کے ملک بھگ تھا۔ قلباً تھا۔ چہرے سے شان شانہ نمایاں تھی۔ طبیعت و درشت اور سخت گیر واقع ہوئی تھی۔ اور اپنا کام بھلنے کے لئے وہ بار بار بے رحمانہ کارروائیاں بھی کر بیٹھتا تھا۔



لیکن لمبکی سیرت پر جب ہم عام نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ بحیثیت مجموعی وہ ایک عادل فرمانروا ایک جلیل القدر سپہ سالار اور ایک دانشمند مدبر تھا۔ اپنی طرف سے وہ یہی کوشش کرتا تھا کہ انگلستان کے لوگ اسکی حکومت سے خوش رہیں۔ اور جہاں تک اس سے بن پڑا ملک کے قوانین اور رسم و رواج میں اس نے کوئی تبدیلی نہ کی لیکن اس کا کیا علاج کہ وہ بدیسوں کے ایک لشکر کے ساتھ ملک پر قبضہ کرنے کے لئے آیا تھا اور اس قبضہ کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ انگریزوں کی آزادی یا مال اور انھیں طرح طرح کی تکلیفیں ہوں ؟

تاجپوشی کی تقریب پر آئیں | اور تو اور ویسٹ منسٹر میں ولیم کی تاجپوشی ہی کی تقریب پر جب لوگوں نے اپنی قومی عادت کے مطابق نصرے بلند کیے تو کچھ فہم نازمن سپاہی جو باہر کھڑے تھے اُن نعروں کا اٹنا مطلب سمجھ کر ایسے بدحواس ہوئے کہ آس پاس کے مکانوں کو آگ لگا دی۔ اور لوگوں کو گویا یہ بتا دیا کہ اُن کے لئے خوف و ہیبت کا عمل شروع ہو گیا ہے۔ یہی سپاہی اور ان کے افسر ولیم کے دست راست تھے۔ اور جو جگہ کامیابیاں اُسے اُن کی بدولت ہوئی تھیں ان کا وہی صلہ پانے کے متوقع تھے ؟

اراضی کی خطبہ | یہ صلہ انھیں جلد مل گیا۔ تاج پوشی کے جشن کے بعد ولیم نے شامانہ خدمت و چشم کے ساتھ انگلستان کے جنوبی اور مشرقی علاقے کا دورہ کیا۔

یہی علامتہ اُس نے حقیقی معنوں میں بزورِ شمشیر فتح کیا تھا پھر ساری زمین اپنے امیروں اور سرداروں اور سپاہیوں میں بانٹ دی۔ اپنے اس طرزِ عمل کو ولیم نے یہ کہہ کر حق بجانب ثابت کرنا چاہا کہ ایڈورڈ کی وفات کے بعد سے استحقاقاً اس ملک کا بادشاہ میں ہوں۔ قوم نے اگر میرے بجائے ہیرلڈ کی اطاعت کی تو گویا مجھ سے باغی ہو گئی۔ اس بناوٹ کی یہی سزا ہو سکتی تھی کہ کلیسا کے اوقاف کو چھوڑ کر باقی سب زمین بحق بادشاہ ضبط کر لی جائے تھا ہر مہمے کے یہ دعوے بالکل مہمل تھا لیکن ولیم کی کارروائی پر انصاف کا نمائشی پردہ ڈالنے کے لئے اچھا بہانہ تھا۔ افریڈ کے زمانے سے شاملات میں یعنی اس زمین اراضی شاملات خالصہ ہو گئی | میں جو رعایا کی مشترکہ ملکیت سمجھی جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ بادشاہ کا عمل دخل بڑھ رہا تھا۔ لیکن اب تو اس کی نوعیت بالکل ہی

شاہی مالک کی ہو گئی۔ رہیں ان لوگوں کی خانگی جائیدادیں جو میدان جنگ میں کام آچکے تھے۔ یا وطن چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے۔ سودہ نارسن امر میں تقسیم کر دی گئیں۔ اس طور پر کینٹ کا سب اور سری اور سکس کا قریب قریب سارا علاقہ اور دوسرے اضلاع کا بھی بہت بڑا رقبہ نارسن بالکوں کے قبضے میں چلا گیا۔ البتہ بعض ہواؤں اور یتیموں اور چھوٹے چھوٹے زمینداروں کو ولیم نے کچھ معافیاں معاش کے طور پر دیدیں۔ لیکن ان چند مثالوں سے قطع نظر کر کے باقی کسی انگریز کو مالکا حیثیت سے زمین رکھنے کا حق نہ تھا۔ کسی انگریز کے پاس زمین کا کوئی ٹکڑا ہوتا بھی تو وہ یا تو کسی کا عطیہ ہوتا تھا یا کسی سے خریدا ہوا۔ اور دونوں صورتوں میں اس کے قبضے کی حیثیت ملوکانہ ہوتی تھی۔ اس حالت کا مقابلہ انگریز کے زمانے کی حالت سے کیا جائے تو زمین آسان کا فرق نظر آتا ہے۔ اُس وقت انگریز بالکل آزاد تھے۔ لوگ استحقاق زمین کے مالک ہوتے تھے۔ اور اپنی ملکیت کی حفاظت فوجی خدمت سے کرتے تھے۔ اور ایسا سبب بھی وہ خود ہی منتخب کرتے تھے۔ اور بادشاہ کے انتخاب میں سر بیچ حصہ لیتا تھا۔ لیکن اب معاملہ بالکل دگرگوں ہو گیا۔ پرانا انگریزی نظام نیچے سے چلتا تھا۔ اور اوپر کی طرف آتا تھا۔ یعنی رعایا کے ایک آزاد فرد سے اس سلسلے کی ابتدا ہوتی تھی جو بادشاہ پر جا کر منتہی ہوتا تھا۔ بخلاف اس کے نارسن طرز حکومت بلندی سے شروع ہو کر پستی کی طرف آتا تھا۔ زمین بادشاہ کی ملک ہوتی تھی۔ بادشاہ اسے امیرالامراؤں امیروں اور سرداروں کو (جو انگریزی فوجی سرداروں کے گویا قائم مقام تھے) دیتا تھا۔ اور وہ نظام جاگیر داری | اس پر ماتمنا حیثیت سے متصرف ہوتے تھے۔ پھر اسی طرح وہ اپنی طرف سے کمزور درجے کے زمینداروں کو زمینیں دیتے تھے۔ ملوک نہتا اور ننگے سر اپنے آقا کے سامنے گھٹنے ٹیکتا تھا۔ اور اُس کے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بندگی کا حلف اٹھاتا تھا۔ اور اقرار کرتا تھا کہ مرتے دم تک وفاداری کے ساتھ اُس کی اطاعت کا دم بھرتا رہے گا۔ اس پر آقا ملوک کو بوسہ دیکر جاگیر بخش دیتا تھا۔ کہ ملوک اور اس کے جانشین سلا بعد سلا اور بلٹا بعد بلٹین ہمیشہ کے لیے اس پر قابض و متصرف رہیں گے۔ لیکن اس کے معاوضے میں ایک مقررہ فوجی جمعیت آقا کی جنگی خدمات بجالانے کے لیے ہم ہنچا کر یں گے۔

ناصر انگریزوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور حکومت کی طرف سے کوئی جبر یا تشدد بھی ان نئے استقامت مندوں میں روا نہیں رکھا گیا۔ لیکن پھر بھی ہم ان لوگوں کے دل کی کیفیت کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں جو دیکھ رہے تھے کہ اجنبیوں نے ان کے ملک میں آکر ان کے کیا کیا حقوق ان سے لے لیے ہیں۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ کاشتکاروں اور غلاموں تک کی قیمت کا فیصلہ بھی اب یہی اجنبی کرنے لگے تھے۔ اس لیے کہ زمین کے ساتھ اس کے جملہ حقوق تعلقہ برنیا مالک متصرف ہو جاتا تھا۔ نارمن امر خود اپنے ملک میں بھی ہمیشہ سے اپنی بے ہماری کے لیے مشہور تھے۔ اور کسی سے نہ دیتے تھے۔ اور چونکہ وہ خوش وضع مکانوں میں رہتے۔ اور نفیس غذائیں کھاتے آئے تھے۔ اور درباری آداب سے آشنا تھے۔ اس لیے انگریزوں کے جنگم مکانوں گنوارو کھانوں اور بدتمیز شراب خواری کو سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور بااوقات اپنے باورچی اور درزی اور معمار اور خانہ سال بھی اپنے ساتھ ہی لاتے تھے۔

اب ملک میں جا بجا بڑے بڑے مضبوط قلعے بھی تعمیر کیے جانے لگے۔ اپنے خشن تاج پوشی کے تین مہینے بعد جب ولیم نے نارمنڈی کو مراجعت کی تو انتظام سلطنت اپنے بحالی اسقف اور ڈوایر کیتھ اور اپنے دوست فیلڈ اسبرٹ امیر ہیرفرڈ کے سپرد کرنا لگا۔ اور ان سے کہتا گیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو ہر جگہ قلعے بنواتے جائیں۔ غرض لندن میں دریائے ٹیمز کے کنارے دو ہاٹ ٹاؤن (مضبوط) تعمیر ہوا۔ اور یسٹنگٹن۔ نیچ۔ کینٹبری۔ پرنسٹن۔ بریمبر۔ لیونز۔ کیر۔ سبروک۔ ونڈسور۔ اور دوسرے مقامات میں بڑے بڑے عظیم برقی نوادار ہو گئے۔ اور معتبر نامن افسروں کی سرکردگی میں یہاں دوں اور سواریوں کی نہر دست جماعتیں ان میں متعین کی گئیں تاکہ اس خوبی قوت سے ملک پر نارمن قبضہ بحال رہے۔ انگریزوں نے جو آزادی کے ولدا دے تھے۔ اور پتھر کی دیواروں سے ہمیشہ کی ضد رکھتے تھے۔ جب ان دیو پیکر قلعوں کو اپنے ملک میں جلتے دکھا تو ان کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔ اور ولیم کی غیبت میں نارمن امر ان کے انگریزوں کو ستا کر شروع کیا۔ ان کی جائیدادیں ہتھیانے لگے۔ ان کی بیویوں اور بیٹیوں کی بے حرمتی کرنے لگے۔ انگریزوں کے دل پہلے ہی زخمی ہو رہے تھے۔ ان سختیوں نے

انہوں پر اور نمک چھڑکا۔ کینیٹ اور ہیرڈ میں جا بجا بناوٹیں برپا ہوئیں۔ ساتھ ہی مغرب کی طرف ہیرڈ کے بیٹوں اور شمال میں انگریزی اہلکاروں نے ملک کو از سر نو فتح کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ آخر جب ولیم نے سمجھا کہ سوین شاہ ڈنمارک انگریزوں کی امداد کے لئے آ رہا ہے تو وہ فوراً انگلستان لوٹ آیا۔

انگریزی بحران وطن کے چار سال تک ولیم فاتح اور انگلستان کے بحران ڈنک کے درمیان ساتھ ساتھ جاری رہا۔ مسلسل جدوجہد ہوتی رہی۔ بادشاہ نے اول دفعہ ملاقات کی شورش کو فرو کیا۔ اور حکم دیا کہ کسی طرح ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا جائے۔ اس کے بعد شیردل سیورڈ کا بیٹا وائٹیا ف اور

لیا فرک کے پوتے ایڈون اور مارکریٹ ٹالٹ فرمازدائے اسکاتلینڈ کی شہ پاکر شمال میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور بالآخر ۱۰۶۶ء میں ناقصہ پاکے باشندوں نے ایڈگر ایتھلنگ کو اپنا بادشاہ منتخب کیا۔ اور ڈینوں کی مدد سے یارک سر کر لیا۔ اس معرکے میں تین ہزار نائن کام آئے۔

شمالی علاقہ کی بربادی ولیم کا انتقام بڑا سخت تھا۔ جب اس واقعے کی خبر اسے پہنچی تو وہ ڈنک کے جنگل میں شکار کھیل رہا تھا۔ اسی وقت لشکر سے کر

فیم پر چڑھ دوڑا اور پہلا ہی کام یہ کیا کہ ڈنک بیڑے کے ایمر البحر کی ٹھہری گرم کر کے اسے اپنا بنا لیا۔ پھر یارک پر حملہ کر کے نئے سرے سے اسے فتح کیا۔ اور فوج لے ہوئے تمام اس علاقے میں جو یارک اور ڈربم کے درمیان واقع ہے دورہ کیا۔

اور جو کچھ سامنے آیا اسے تباہ کرتا گیا۔ شہر گاؤں۔ مویشی فصلیں کوئی چیز ایسی نہ تھی جو حوالہ تیغ و آتش ہونے سے بچی ہو۔ بد نصیب رعایا تو تلوار کے گھاٹ اتاری گئی اور

بہر خدا اسکاتلینڈ کے اس پار بھاگادی گئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک لاکھ سے اوپر بے گناہ بندگان خدا ایک فقط قحط ہی سے ضائع ہوئے ہوں گے۔ زمین ایسی

ویران ہو گئی تھی کہ نو سال تک کسی کو اس میں اہل جوئے کا حوصلہ نہ ہوا۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن ولیم کی بات پوری ہو گئی تھی شمالی انگلستان مسخر ہو کر رہا۔ اب صرف ایک شہر ہیڑیسا

باقی رہ گیا تھا جو اس کی شمالی فتوحات کے رستے میں حاصل تھا۔ اس کھیت کے کٹنے کے بعد ہی کھال دینے کا فیصلہ کر کے عین کرکڑا تے جاروں میں برف کے ٹکڑوں کو چیرا چڑھایا ہوئی

ندیوں کے پراترنا اور دلدلی میدانوں کو قطع کرنا ہوا وہ اپنے رحمت کش سپاہیوں کو لئے ہوئے چمپر کے سامنے جا پہنچا۔ اور اسے بھی فتح بھی کر لیا۔ واضح رہے کہ ان تمام مقامات میں جس شخص نے ذرا بھی سرائٹھیا یا اس کی زمین ضبط کر لی تھی۔ اور اس طور پر نارمن زمینداروں کی تعداد میں اور بھی اضافہ ہو گیا۔

جب وطن سرداروں کا لیکن ابھی تک انگریزی مہمان وطن کے دم خم میں فرق نہ آیا تھا۔ اگرچہ اب ان کا ایک مختصر سا گروہ باقی رہ گیا تھا جن کو حکومت باغی قرار دے چکی تھی۔ لیکن انھوں نے اپنے صدیابم وطن کو جزیرہ ایلی

میں اپنے گرد جمع کر لیا۔ یہ جزیرہ چاروں طرف ندیوں اور دلدلوں سے گھرا ہوا تھا۔ اور یہاں یہ خدا کا داران وطن اپنے شہور باغی سردار ہیر دارڈ (الملقب بریدارٹشم) اور ایک اور سردار ریکی سرکردگی میں کوئی ایک سال تک ولیم کا مقابلہ کرتے رہے۔ آخر ولیم نے دلدل پر دو میل لمبا پل تیار کر لیا۔ اور کھسار کی لڑائی کے بعد اسٹائٹ میں یہ آخری کیمپ گاہ بھی سر ہو گئی۔ جب وطن سردار تتر تتر ہو گئے۔ ایڈون پہلے ہی کام آچکا تھا۔ غریب و ناتوان ایٹھ لاکھ ایکڑ کچھ بہت باہر گزرا کہ انگلستان چلا آیا۔ اور اس کی گزران کے لئے حکومت نے وظیفہ مقرر کر دیا۔ رہا بہادر ہیر دارڈ سو بیان کیا جاتا ہے کہ ولیم کا اس کے ساتھ دو ستانہ سمجھوتا ہو گیا۔ ایک فقط و اتھیا ف ایسا تھا جسکی پانچ سال بعد اس جرم میں گردن ہاری گئی کہ اسے بادشاہ کے خلاف نارمن امر کی ایک سازش کا علم ہوا اور پھر بھی اس نے بادشاہ کو اطلاع نہیں دی۔ ولیم کے عہد میں اگر قتل کا کوئی بیدار ذات تھا ہے تو وہ یہی ہے۔ اور ولیم کو اس فعل پر جس مصلحت نے برائے نکتہ کیا وہ غالباً یہ تھی کہ لوگ و اتھیا ف کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اور ولیم کو ڈر تھا کہ مبادا یہ ہر دل عزیز ہی اس کے حق میں کوئی خطرناک نتیجہ پیدا کرے۔

امن و امان کے سولہ سال غرض ان مہمان وطن کی آخری یادگار کو ملت پرستی کی خاطر شہادت کا درجہ نصیب ہوا۔ اور جزیرہ ایلی کی تسخیر کے بعد ولیم کے عہد حکومت

کا باقی زمانہ عام طور پر اس سے گزرا۔ ولیم کی حکومت بڑے ٹھانڈے اور بد سبے لگی تھی۔ سر ضلع میں اس نے بارہ اکابر کی ایک جماعت انگریزوں کے قومی قوانین کا اعلان کرنے کے لئے مقرر کر رکھی تھی۔ اور ان قوانین کو اختیار کر لیا تھا۔ اصلاح کے انتظامی کام پر شاہی

عادل، مورتنے۔ اور سب کی ترتیب کی خدمت شاہی کلیسا کے محرموں سے متعلق تھی۔  
صدر کا رتبہ "چانسلر" کے نام سے موسوم تھا۔ اس لئے کہ اُس کی نشست  
ایک طرف کے پیچھے ہوتی تھی۔ جسے لاطینی زبان میں "کنسیل" کہتے ہیں۔ اپنے  
اُمراء کی بے عزتوں کا سد باب ولیم نے اس طرح کر رکھا تھا کہ مستغیثوں کو بادشاہ کی  
عدالت میں استغاثہ دائر کرنے کا حق حاصل تھا۔ جہاں مامروں اور انگریزوں کے ساتھ  
ایسا انصاف ہوتا تھا۔

طرف اطاعت

سلطنت میں ولیم نے اپنے دار الحکومت سالسبری میں ایک  
دربار منعقد کیا۔ اور تمام انگریزی نسل کے مالکان اراضی سے  
اطاعت کا لطف اٹھوایا کہ اُس کو اپنا سب سے بڑا آقا سمجھیں گے اور اس کی اطاعت کو  
اپنا اولین فرض خیال کریں گے۔ جیسا کہ ہم کو آگے چل کر معلوم ہوگا۔ ولیم کی اسی حکمت عملی کا  
نتیجہ تھا کہ دوسرے ممالک کی طرح انگلستان میں رعایا جاگیرداروں اور امیروں کے پیچھے  
استبداد میں اسیر نہ ہونے پائی۔

صدر اسقف لینفرانک

۱۱۰۰ء

ولیم نے اس بات کا بھی خاص خیال رکھا کہ کلیسا پر اس کا اقتدار  
قائم رہے۔ انگلستان کے کسی بادشاہ نے آج تک پایائے  
روا کی حلقہ گمشادی اختیار نہ کی تھی۔ اسی طرح اس نے بھی اپنی  
آزادانہ حیثیت برقرار رکھی۔ اور کبھی اس بات کا روا دار نہ ہوا کہ اُس کی اجازت کے  
بغیر اس کا کوئی ملوک دائرہ کلیسا سے خارج یا برکات کلیسا سے محروم کر دیا جائے۔  
سلطنت میں اُس نے لینفرانک کو جولاہی دی کا ایک دانشمند عالم تھا۔ کنٹر بری کا  
صدر اسقف مقرر کیا۔ اور رفتہ رفتہ اساتذہ کی تمام خدمتیں بدیسوں کو دے دیں۔ اور  
جاگیرداروں کی طرح زمین دے کر ان کو بھی اپنا ناز مند بنالیا۔ پارلیمنٹ کے لئے  
اس نے جداگانہ میسی پگھیاں مقرر کیں۔ اور اب انھوں نے پنچوں اور عاملوں کے  
عدالتی اجلاس میں شریک ہونا چھوڑ دیا۔ لینفرانک نے اپنے کلیسائی علاقے کا انتظام  
نہایت اچھا کیا اُس کے زمانے میں پارلیمنٹ اور خانقاہوں کی حالت رو بہ اصلاح ہو گئی۔  
اجراگیر دار امراء کی بے عزتوں کا بھی ایک حد تک سد باب ہوتا رہا۔ اگرچہ لینفرانک  
پس تک کی صحبت اور غلامیت سے بارہا اس درجہ متاثر ہوتا تھا کہ ملک کو چھوڑ کر

چلے جانے کی آرزو ظاہر کیا کرتا تھا۔  
آج جو شاندار ناموس و نفع کے گرجا ہم انگلستان میں دیکھتے ہیں۔ اُن میں سے اکثر اسی زمانے کے بنے ہوئے ہیں۔ اور جو بات اس عہد کی سب سے زیادہ قابل ستائش ہے۔ وہ یہ ہے کہ برٹش میں غلاموں کی تجارت کا جو شرمناک سلسلہ جاری تھا اس کے موقوف کرنے میں لیفٹننٹ اور بادشاہ دونوں نے مل کر کوئی دقیقہ کوشش کا اٹھانہ رکھا۔

نیم جنگل

اس تمام تفصیل سے واضح ہوا ہو گا کہ ولیم اگرچہ سخت گیر تھا لیکن مجموعی حیثیت سے اُس کی حکومت منصفانہ تھی۔ اپنے ذاتی خاندان کی خاطر صرف دو باتوں میں وہ بے انصافی کا مرتکب ہوا۔ ایک تو اُس نے ہمسایہ میں نوے ہزار ایکڑ سے بھی اوپر رقبہ زمین اپنی شکار گاہ کے لیے ایک نیم جنگل قائم کرنے کی غرض سے اجڑوا ڈالا۔ اور حکم دیا کہ جو شخص کسی بہن کا شکار کرے اُس کی آنکھیں نکلوا دی جائیں۔ دوسرا غلام اُس کا یہ تھا کہ وینچسٹر میں دولت کا جو خزانہ اُس نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا۔ اس کا انبار بڑھانے کے لیے اس نے رعایا پر جابرانہ ٹیکس لگائے۔ اور ایڈورڈ اولف کے بے "امین معاصی" نے جو زمین مجتہد کیا، جو معمول معاہدہ

کر دیا تھا وہ از سر نو وصول کرنا شروع کیا۔

ولیم کے حکم سے انگلستان کی عام پائش کی گئی تاکہ اراضی کی تقسیم اور کاشت کی کیفیت معلوم کی جاسکے اور اندازہ لگایا جاسکے کہ ہر شخص کو کس قدر مالیہ ادا کرنا چاہیے۔ لوگ اس پر بہت جگڑے لیکن اس کارروائی کے وجہی ہونے میں کام نہیں۔ پائش کے نتائج ایک کتاب میں درج کیے جاتے تھے جس کا نام "ڈومنز کے بک" (کتاب الخراج) تھا اور اسی کے مطالعے سے ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر زمین نازنوں کے قبضے میں چلی گئی۔ اس کتاب میں جو اعداد و شمار ملک کی آبادی کے متعلق درج ہیں۔ اُن سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس زمانے میں انگلستان کی آبادی بیس لاکھ سے زائد نہ تھی۔ یعنی لندن کی موجودہ مردم شماری کے نصف سے بھی کم تھی۔ کئی نسلیں تک یہ آبادی بڑھنے نہ پائی بلکہ ایک ہی حال پر قائم رہی۔ حالانکہ ولیم کے بعد کے دو فرمانرواؤں کے زمانے میں فلینڈرس کے کثیر التعداد

باشندے اور روین اور کین کے بہت سے تاجر نقل وطن کر کے انگلستان چلے آئے تھے اور یہودیوں نے بھی غیر مالک سے آکر انگلستان میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ اور شہروں میں اپنے خاص محلوں کا مذہب شاہ کے نقل حیات میں رہتے تھے۔ باوجود اس اضافے کے آبادی کا ساکن رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ کثیر انتقاد نفوس جنگ اور قحط کی اُن بلاؤں کی بھینٹ چڑھے ہوں گے جو نارمن فتح کے بعد ملک پر آئے دن نازل ہوتی رہیں پڑے

ولیم کی شکست اور وفات  
۱۰۶۶ء  
۱۰۶۷ء  
ولیم کو اپنے عہد حکومت کے آخری حصے میں انواع و اقسام کی مصیبتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۰۶۶ء میں اُس کے سب سے بڑے بیٹے رابرٹ نے اُس کے خلاف نارمنڈی

میں علم بغاوت بلند کیا۔ باپ بیٹوں میں جنگ ہوئی اور ولیم دھوکے میں خود اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوتے ہوئے بچا۔ اس ناشدنی واقعے کی یاد ابھی تازہ ہی تھی کہ اُس کے سوتیلے بھائی اسقف اوڈو نے امرا کے ساتھ مل کر اُس کے خلاف سازش کی جسکی پاداش میں اوڈو کو قید ہونا پڑا۔ بالآخر ۱۰۶۷ء میں ملپ شاہ فرانس نے نارمنڈی پر چڑھائی کی۔ اور ولیم کو اپنا علاقہ اُس کی دستبرد میں پانا پڑا اس معرکے کے دوران میں جب شہر ماننے کو آگ لگا کر دھوڑے پر سوار جلتی بھول پر سے گزر رہا تھا تو گھوڑے نے ناخن لیا اور زین کے ساتھ ٹکرانے سے وہ تھوڑا کر نیچے گرا۔ اُس کے جاں نثار اُسے ہاتھوں ہاتھ روین لے گئے۔ بہت کچھ علاج کیا گیا لیکن پایہ نمک بریز ہو چکا تھا۔ ۱۰۶۷ء کو اُس نے وفات پائی اور کین میں دفن کیا گیا پڑے

ولیم کے چار بیٹے تھے۔ رابرٹ۔ چرڈ۔ ولیم ماورنہری۔ ان میں سے چرڈ کا انتقال چھپن ہی میں ہو چکا تھا۔ رابرٹ کو نارمنڈی اور کین کی حکومت ورٹھے میں ملی۔ ہنری کے لئے ولیم نے پانچ ہزار پونڈ کا ترکہ چھوڑا۔ انگلستان کے تخت و تاج کا وارث ولیم قرار پایا۔ چنانچہ ولیم کو اُس نے لینفرائک کے نام ایک چٹھی دے کر فوراً روانہ انگلستان کر دیا۔ اس چٹھی میں لینفرائک سے استعفا کی گئی تھی کہ تاج ولیم کے سر پر رکھا جائے ولیم خوب جانتا تھا کہ رابرٹ جیسے مطلق العنان اور طبیعت کے کمرور شخص سے انگلستان کی حکومت نہ چل سکے گی۔



## ولیم روس

المعروف بہ شاہ سرخ رنگ  
۱۸۷۷ء سے ۱۸۸۱ء تک

فصل و شبہت اور بیرت

ولیم فاتح کا سنبھلا ملا ولیم ثانی جو مسند انگلستان پر بیٹھنے کے یٹھ باب کی اکثریتی نے کرلیفنگٹنک کے پاس پر ایک تنومند اور نرند خو شخص تھا۔ چہرے کی رنگت سرخ تھی۔ بال بھورے تھے انکھیں نیلی اور ننگوں حصے باب کی اطاعت سے اس نے کبھی منہ نہ موڑا تھا۔ اور بہادری میں وہ اپنے باب کی جتنی جاگتی تصویر تھا۔ لیکن بدترانہ دماغ نہ پایا تھا۔ قانون یا مذہب سے اسے بہت کم لگاؤ تھا۔ اور اس کی زندگی بے عنوانیوں اور بدکرداریوں میں بسر ہوئی تھی ؟

امرا کی بنیاد ۱۸۷۷ء لیفنگٹنک نے جو اس کا اتالیق رہ چکا تھا اس ڈر سے کہ سادارابرٹ اینادعوے پیش کر کے کنسٹٹ ڈال دے فوراً ہی ۲۶ ستمبر ۱۸۷۷ء کو ویسٹ منسٹر میں اس کے سربراہ رکھ دیا۔ تاجپوشی کی رسم ادا کرتے وقت لیفنگٹنک نے ولیم سے اقرار لے لیا تھا کہ رعایا پر انصاف سے حکومت کرے گا۔ اور ۱۸۷۹ء تک جو لیفنگٹنک کے انتقال کی تاریخ ہے اس وعدے کا ایفا بھی ہوتا رہا۔ لیکن امرا پھر بھی قانع نہ تھے۔ ان کا رجحان طبیعت کے کمزور گرنیک مزاج ابرٹ کی طرف تھا۔ تین تینے بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ انہوں نے بغاوت کر دی اور فتنہ پر دناز اسقف اوڈو کی سرکردگی میں اپنے قلعوں کو مستحکم کر کے زمینیں اجاڑ ڈالیں۔ اور شاہی محمولات اور رقوم واجب الوصول کو تصرف میں لے آئے۔ ولیم فاتح نے انگریزوں پر حکومت کرنے کے لیے جس دانشندانہ حکمت عملی کی بنیاد ڈالی تھی اس کے انگریزی قوم بادشاہ کا نتائج اب ظاہر ہوئے۔ یعنی امرا کے مقابلے میں بادشاہ کو جو رعایا اپنے حقوق کا محافظ سمجھنے کی خوگر ہو گئی تھی اس کی مصلحت اب کھلی

ساتھ دیتی ہے

جب ولیم نے اس کرپٹے وقت میں ہر اس شخص سے جو اباج نہ ہو یہ کہہ کر دیا کہ اہل ملک کے ساتھ لطف و احسان کا برتاؤ کیا جائے گا۔ اور جنگل کے سخت قوانین منسوخ کر دیئے جائیں گے۔ تو لوگ چاروں طرف سے امن ڈ آئے

اور گروہ درگروہ اس کے جھنڈے تلے اکٹھے ہو گئے۔ اس جم غفیر کے ساتھ ولیم باقیوں کی سرکوبی کو نکلانا نہ صرف امر اہی نے شکست کھائی بلکہ اس نے ان سپاہیوں کو بھی مار بھگا یا جنہیں رابرٹ نے ایک جنگی بیڑے کے ساتھ نارمنڈی سے اپنے بھائی کے مقابلے پر بھیجا تھا۔ اور پونسی میں جہاں اول اول سلاسلہ میں نارمن حملہ آور نکلے انداز ہوئے تھے۔ یہ عجیب و غریب منظر دیکھنے میں آیا کہ انگریزوں نے ایک نارمن بادشاہ کا ساتھ دے کر نارمنوں ہی کے ایک لشکر جرار کو شکست فاش دیدی ڈی

نارمن موکر اور انگریزی لیکن ولیم نے اہل انگلستان سے جو وعدے کیے تھے سب بھلا دیئے۔ لیکن انک کی وفات کے بعد صدر اسقف کا عہدہ روپیہ چار سال تک خالی رہا اور کوئی ایسا صاحب اثر شخص موجود نہ تھا

جو بادشاہ کی بے راہ روی کو روکے۔ سن ۱۱۵۵ء میں ولیم نے اپنے بھائی رابرٹ پر نارمنڈی میں چڑھائی کی۔ اور جب آخر کار دونوں بھائیوں میں اس شرط پر صلح ہو گئی کہ دونوں میں سے جسکی عمر زیادہ ہو وہی نارمنڈی اور انگلستان کا مشترکہ بادشاہ ہو تو دونوں نے مل کر ہنری پر فوج کشی کر دی لیکن ان لڑائیوں میں انگلستان ہی کا روپیہ صرف ہو رہا تھا۔ اور انگلستان ہی کے سیاسی کام آ رہے تھے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ان سپاہیوں کو سرکاری خزانے سے باقاعدہ عطا ملتی تھی۔ بلکہ اس زمانے میں سپاہی زمینداروں کے مالک ہوتے تھے۔ اور میدان جنگ میں بادشاہ کے لیے فاکر لڑنا یہ معنی رکھتا تھا کہ یہ لوگ اپنا مہر کر کے سب کام کاج چھوڑ کر اپنا خون پسینہ ایک کریں۔ ولیم ایک بہادر سپہ سالار تھا۔ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرتا تھا اور بار بار اپنے دشمنوں سے بھی ہمدردی پیش آتا تھا۔ اطراف و اکناف ملک سے امر اس کی خدمت بجالانے کے لیے جوق جوق آتے تھے اور وہ انعام و اکرام سے انہیں نبال کر دیتا تھا۔ اور بڑی دصوم و دعام سے انکی ضیافتیں کرتا تھا۔ لیکن اسے کبھی مجبورے سے بھی پچھان نہ آیا کہ جو روپیہ وہ یوں بے دریغ لٹا رہا ہے وہ قوم کا روپیہ ہے نہ

عالمی کاموں کے لیے منصف مقرر تھے۔ اور ولیم فاتح کے عہد میں صدر منصف کا عہدہ اول اول ”جیشیر“ (میر عدل)

کے نام سے موسوم ہوا۔ میر عدل کے اقتدارات نہایت وسیع ہوتے تھے۔ بادشاہ جب کہیں باہر چلا جاتا تو میر عدل ہی اُس کے بجائے حکومت کرتا تھا۔ اور اسی کے نام سے تمام فرمان جاری ہوتے تھے۔ ولیم ثانی نے اپنا میر عدل رالف فلامبرگ کو مقرر کیا یہ شخص بڑا ہی اکھڑا اور بدتمیز واقع ہوا تھا۔ اور جب روپیہ خزانے میں بکھڑا جاتا تو لوگوں پر اُس کی طرف سے طرح طرح کی سختیاں ہونے لگتی تھیں جب کسی اسقف یا رہبان کا انتقال ہوتا تو متونی کی خدمت کو وہ یا تو بیچ ڈالتا تھا یا خالی رہنے دیتا تھا اور فرحت سے جو روپیہ وصول ہوتا تھا شاہی خزانے میں داخل کر دیتا تھا۔ امراسے وہ بڑی بڑی رتیں آئے دن کسی نہ کسی بہانے سے وصول کرتا رہتا تھا۔ مثلاً کسی جائیداد کا کوئی وارث اگر اپنی آباءی املاک پر تصرف ہوتا تو اُس موقع پر ایک بیش قرار رقم اُسے سرکاری مراد داخل کرنی پڑتی تھی۔ اور تو اود کوئی شخص اگر بادشاہ سے اپنی بیٹی کے نکاح کی اجازت مانگتا تھا تو اس تقریب پر بھی ایک معقول نذرانہ اُسے دینا پڑتا تھا۔ امراد شرفا کے علاوہ عوام سے بھی ناجائز ٹیکس وصول کیے جاتے تھے۔ اور چور اور اٹھائی گیر سے بھی اگر جرم بدھہ دیتے تھے تو سزا پانے سے بچ جاتے تھے۔ رالف لامبرگ کی دیکھا دیکھی بادشاہ کے امر اور بار نے بھی رعایا کے مال و املاک پر دست نقرہ مردم آزاری

باشندوں کی ہر ایک چیز پر بلا تکلف قبضہ کر لیتے تھے۔ انکا کھا پھین کر کھا جاتے تھے ان کے کھوڑوں پر سوار ہوتے تھے۔ ان کی فصلیں ج ڈالتے تھے۔ اور جو چیز پسند آتی تھی ہتیا لیتے تھے۔ تاریخ قوم سیکسن میں مرقوم ہے کہ ہر وہ بات جو خدا کی نگاہ میں منسوب اور انسان کے حق میں سختی کا موجب ہو سکتی تھی۔ ولیم کے عہد میں اس ملک کا دیر نہی ہوئی تھی اور یہی وجہ ہے کہ ولیم کو کسی قریب قریب تمام رعایا نفرت کی نظر سے دیکھتی تھی اور خدا کو بھی اُس سے نفرت تھی۔ بد نصیب انگریزوں کے لیے کوئی بات موجب تسلی تھی تو یہ تھی کہ کم از کم امیروں اور جاگیرداروں کو بادشاہ سزا ٹھانے دیتا تھا۔ اور ملک میں امن و امان قائم تھا۔

تسخیر ویز

دو کام اس بادشاہ نے ایسے کیے جن کا نتیجہ انگلستان کے حق میں اچھا نکلا۔ اول تو سن ۱۱۹۱ء میں اُس نے عام اعلان کر دیا کہ ویز کا جو علاقہ جو شخص فتح کر سکے وہ اسی کی جاگیر ہو جائے گا۔ اور خود بھی دوسرے

ویلز پر فوج کشی کی۔ ان چڑھائیوں میں ویلز کے بہت سے نئے علاقے خصوصاً اضلاع  
پمبروک و کارڈیفن بزرگ شہر سمیٹر کیے گئے۔ اور ان میں قلعے بنائے گئے۔ اس کے  
علاوہ ولیم ثانی نے ۱۲۹۲ء میں کمبرلینڈ پر جو اس وقت تک اسٹریٹھلڈ کے رقبے میں  
کمبرلینڈ کا محاق انگلستان کے ساتھ  
شامل تھا قبضہ کر لیا۔ کارلائل میں اُس نے ایک بہت بڑا  
قلعہ تعمیر کرایا اور جمشائر کے کسانوں کو اس فوج میں آباد  
کر کے محل علاقے کی ایک جداگانہ انگریزی امارت بنادی۔ اسی کے  
ساتھ اُس نے میلکم ثلث شاہ اسکاتلینڈ کو باج گزارانہ اطاعت پر مجبور کیا؛

اسلم اسقف اعظم  
میں صفت کے وقت ہمیشہ ضایا دیا کرتا ہے۔ ولیم بھی اس سے عدل  
سے متنبی نہ تھا۔ ۱۲۹۳ء میں جب وہ سخت بیمار ہوا تو اپنی  
بدکرداریوں اور مردم آزاریوں پر بہت کڑھا اور اپنے پچھلے گناہوں کے کفارے کے  
طور پر ایک نہایت صالح اور فاضل شخص اسلم نامی کو جو بیک کی خانقاہ کا راہب تھا  
کنٹربری کا اسقف اعظم مقرر کیا۔ اسلم کو اس عہدے کے قبول کرنے میں تامل تھا۔ وہ  
خوب جانتا تھا کہ ولیم کے ساتھ مل کر حکومت کرنا اس کے لئے نہایت مشکل ہوگا۔ ایک  
کمزور و ناتوان بیٹھ اور ایک دیوانہ و جوشی سانڈیک رسی میں کیونکر باندھے جاسکتے ہیں۔  
اسلم کو جس قدر انکار تھا اسی قدر دوسرے تمام اساقف کو اصرار تھا اور آخر ان کے  
اصرار پر بدل ناخواستہ اسلم کو کیلس کا عہدے کا موت اپنے ہاتھ میں لینا پڑا۔ لیکن  
جب بادشاہ نے صحت یاب ہونے کے بعد ضمیر کا سبق بھلا دیا اور پھر اسی جو دوستم کا  
بازار گرم کر دیا تو اسلم نے یہ نہیں کیا کہ اُس کی ہاں میں ہاں ملاتا جائے بلکہ قابل اعتراض  
انکار و انافی کی مخالفت کرنے سے اپنی زبردست قوت اخلاقی کا ثبوت دیا۔ ولیم نے  
جب اُس سے اُس کے تقرر کا معاوضہ ایک بیش قرار نہانے کی شکل میں طلب کیا تو  
اُس نے رقم ادا کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور بادشاہ کو اس کے طریقہ متحصران بھر  
پر بڑی جرأت سے ملامت کی۔ لیکن ولیم کی طبیعت میں جو خوبے بد پوریت ہو چکی تھی  
وہ بھلا اس قسم کی زبردستی سے کہیں زائل ہو سکتی تھی۔ چار سال تک اس جنگلی شہادت  
کے برخلاف بے سود جدوجہد کرتے رہنے کے بعد آخر اسلم ۱۲۹۷ء میں اپنے  
عہدے سے سبکدوش ہو کر رو چلا گیا۔ اور ولیم کی بد اعمالیوں کو اسی بے مہاری کی

حالت میں چھوڑنا گیا ۛ

رابرٹ پہلی عیسیٰ چھپرے | اس اثنا میں رابرٹ سے ولیم کی پھر لڑائی چھڑ گئی تھی۔ بارشاہ فرانس  
جائے سے لڑا

رابرٹ کا طرف دار تھا۔ اس سے ٹوٹنے کے لیے ولیم کو ایک  
بہت بڑی رقم خرچ کرنی پڑی۔ آخر رابرٹ نے اس شہر پر  
اس سے صلح کر لی کہ نارمنڈی کا علاقہ چھ ہزار چھ سو چھیا سٹھ پاؤنڈ کے عوض ولیم کے پاس  
مکفول رہے۔ اور رابرٹ یہ رقم لے کر بیت المقدس کی چھپرے چلا جائے۔ یہ وہ زمانہ  
ہے (۱۱۹۱ء) جبکہ یورپ بھر میں ایک مذہبی آگ سی لگی ہوئی تھی اور یورپ والے  
بے تاب تھے کہ جس طرح بن پڑے یورشلم میں جا پہنچیں اور ترکوں کو جو سچی زائرین پر  
سختیاں کرتے تھے اس مقدس شہر سے بیدخل کر کے اُن کے مظالم کی قرار دھکی  
سنادیں۔ جن زائروں کے ساتھ ترکوں نے بدسلوکی کی تھی۔ اُن میں ایک رابن پطرس  
کو پایائے اربن رابع نے یہ پٹی پڑھائی کہ جو لوگ مزار مقدس کو عبادت کی غرض سے  
جاتے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھوں خوفناک مصیبتوں میں مبتلا ہوتے ہیں اُن کے  
مصائب سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے اور اس غرض کے لیے پرجوش و غفلوں  
اور منادیوں کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اور خود پایائے تمام مسیحیوں کو دعوت عام  
دی کہ جو شخص نجات کا طالب ہے وہ ایک رنگین صلیب کا نشان اپنی بائیں آستین پر  
سیکرینگ صلیب کے لیے روانہ ہو جائے اور ارض مقدس کو آزاد کرنے کا بیڑا اٹھائے  
پاپا کا ہی وہ حکم تھا جس کی متابعت میں رابرٹ عازم بیت المقدس ہوا اور اُس کے ساتھ  
بہت سے انگریز اور فرانسیسی بھی گئے۔ اس طور پر ولیم کچھ وقت کے لیے نارمنڈی اور  
فرانس کے بعض بہترین علاقوں کا حاکم ہو گیا ۛ

ولیم سرخ رنگ کی وفات | سچا رہے انگریزوں کو اُن تمام کارروائیوں کا بری طرح سے  
خیمار نہ کھینچا پڑا۔ "تاریخ قوم سیکسن" میں مذکور ہے کہ ۱۱۹۶ء  
گو ناگوں محصولات اور خط سالی کی وجہ سے بڑی مصیبت کا سال

تھا اور اس کے بعد بھی تین سال تک یہی حالت رہی لیکن اس باپ کے کٹنے کا وقت  
قریب آپہنچا تھا۔ ۱۱۹۸ء کے ماہ اگست کی دوسری تاریخ تھی کہ ولیم جسے متنبہ کر دیا گیا  
تھا کہ آج کے دن کی صید انگلی اُس کے لیے خطرناک ہے اس انتباہ کو مطلق خاطر میں

نہ لاکر نئے جنگل میں شکار کھیلنے گیا۔ جنگل میں پہنچ کر وہ قضا کار اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا۔ اور کچھ دیر بعد کسانوں کو ایک مقام پر اُس کی لاش اس میٹھ میں دستیاب ہوئی کہ ایک تیر سینے کے پار تھا۔ بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ ایک فرانسیسی سردار ولیم ٹل کا تیر اتفاقاً یہ طور پر اس کے سینے میں ترازو ہو گیا لیکن ٹل نے حلف اٹھا کر اس سے انکار کیا گمان غالب یہ ہے کہ کسی ستم رسید نے اپنی مظلومیت کا انتقام لینے کے لیے موقع بکرا سے قتل کر دیا۔ ولیم کی لاش ایک دھقان چھکڑے میں ڈال کر دینچسٹر پہنچائی گئی اور اس بنا پر کہ اُس نے مرنے سے پہلے اپنے گناہوں کا اقرار نہ کیا تھا اور کلیسا نے اُس کے معامی کی آلودگی کو پاک نہ کیا تھا کسی نہ مہی رسم کی بجا آوری کے بغیر وہ یوں ہی سپرد خاک کر دیا گیا۔ رابرٹ ابھی تک ارض مقدس ہی میں تھا اور اس قح سے کہ مبادا تحت نشیمنی کے لیے کوئی شخص اُس کا نام تجویز نہ کر دے ولیم کا بھائی ہنری جو شہر ایک شکار تھا گھوڑے پر سوار ہو کر یا گیس اٹھائے چپسٹر کی طرف روانہ ہوا۔ اور جب تک وہاں پہنچ کر تخت پر قابض نہ ہو گیا دم نہ لیا؛

## ہنری اول المخاطب "بوکھارک" (بانکا اویب)

سنہ ۱۲۳۵ھ

ولیم ثانی کے بعد پینتیس سال تک ملک میں عدل و انصاف کا دور دورہ رہا۔ یہ سچ ہے کہ رعایا کو پریشانیوں لاحق رہیں اور بھاری معمولات ادا کرنے پر پڑے لیکن یہ زمانہ کا اقتضا تھا۔ ولیم فاتح کا سب سے چھوٹا بیٹا ہنری ایک متین اور محتاط شخص تھا۔ آنکھوں میں ذکاوت اور فراست کا نور چمکتا نظر آتا تھا۔ ملی مشاغل سے اُسے ہنری اول کی سیرت ایک خاص دل بستگی تھی۔ دماغ بہت روشن پایا تھا گو دل کا اچھا نہ تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی اُس نے اچھی طرح سمجھ لیا تھا کہ ملکی دولت کے برقرار رہنے کی صرف یہی ایک فصل ہے کہ رعایا پر ملکی سے حکومت کرے اور اُن کا دل سٹھی میں لیے رہے۔ ولیم کے قتل ہی کے روز یعنی ۲ اگست کو اُس نے تمام اُس شاہی خزانے پر جو دسویں عشر میں تھا قبضہ کر لیا اور وہاں سے سرعت تمام لندن آیا جہاں تھوڑی بہت بحث کے بعد ۵ اگست سنہ ۱۲۳۵ء کو یکشنبہ کے روز وہ ویسٹ منسٹر میں بادشاہ منتخب ہوا۔ رعایا اُس کی تخت نشینی پر بہت خوش ہوئی اس لیے کہ ولیم فاتح کے بیٹوں میں صرف وہی ایک ایسا تھا جسکی ولادت اور تعلیم انگلستان میں ہوئی تھی۔ اُس کے علاوہ ہلاہی کام جس سے لوگ اُس کے گریوہ ہو گئے اُس نے یہ کیا کہ رالف فلامبرڈ کی گرفتاری کا حکم دیا اور اُس نابکار کو لندن کے قلعے میں قید کر کے نیک تہاد اسقف النسل کو واپس بلا لیا۔

اُس کا قبلا | اُس کے بعد اُس نے ایک تبار نافذ کیا جس میں یہ وعدہ درج تھا کہ زمانہ سابق کے عہد قوانین کو از سر نو رواج دوں گا رعایا اور پادری جن نادوجب تنکایف میں مبتلا ہیں انھیں رفع کر دوں گا یہاں وہ ترکہ پلنے والی لڑکیوں کو اُنکی خواہش کے خلاف شادی کرنے پر مجبور نہ کروں گا اور رعایا کو اس بات کی اجازت دوں گا کہ اپنی جائیداد جس کے نام چاہیں چھوڑ جائیں۔ جاگیر داروں سے بھی اُس نے یہ وعدہ لے لیا کہ جو مراعات حکومت کی طرف سے اُن کے حق میں روا رکھی گئی ہیں وہی وہ اپنی آسامیوں کے ساتھ مرعی رکھیں گے۔ ایڈتھ کے ساتھ

جولین شاہ اسکاٹ لینڈ کے صوبہ اور اس کی ملکہ مارگرٹ (ایڈمنڈ نولڈ ہیلو کی پوتی) کے  
 بطن اور اس پر انگلستان کی شاہی نسل سے تھی عقد کر کے اس نے انگریزوں کے  
 ایک انگریزی شہزادی | دل میں اور زیادہ گھر کر لیا۔ انگلستان کے تمام بادشاہ اور  
 کے ساتھ اسکی شادی | بادشاہزادیاں چاہیں تو آج کے دن تک ملکہ ایڈتھ ہی کی مسات  
 سے اپنا سلسلہ نسب پہلے مغربی یکسں بادشاہ سر ڈک سے  
 ملا سکتی ہیں۔ لیکن نارمنوں کی تالیف قلب کے لیے ایڈتھ لے اپنا نام مصلحتہ تبدیل کر کے  
 ماڈیا میلڈا اختیار کر لیا۔

پہنچی برائی کی اڑائی | رابرٹ جس کے کام ہمیشہ تائید و تساہل سے بگڑتے تھے جب  
 ارض مقدس سے لوٹا تو یہ تمام واقعات رونما ہو چکے تھے۔

تاہم اس کی مزاحمت پر جاگیرداروں نے اس کی حمایت کی  
 اور حکومت وقت کے خلاف حسب معمول غم بغاوت بلند کیا۔ لیکن اس مرتبہ بغاوت  
 بہت جلد فرو کر دی گئی۔ رابرٹ اپنا لشکر لیئے ہوئے پورسٹھ کے ساحل پر اتر اٹھا لیکن  
 اسلم اور رابرٹ متوطن میولان نے دونوں بھائیوں میں صلح کرادی اور رابرٹ  
 ہنری سے پیار ہزار نقد فی مارک کا وظیفہ لے کر رخصت ہو گیا پھر بھی جاگیردار پغلی نہ بیٹھے۔  
 اور پانچ سال تک انگلستان اور نیر نارمنڈی میں لوگوں کو ہنری کے خلاف اگستاتے  
 رہے۔ شہر و سہری اور انڈل کے امیر رابرٹ باشندہ سلیم نے جو ایک سفاک  
 اور دغا باز شخص تھا۔ لوگوں کو بھڑکا کر ایک خطرناک بغاوت کرا دی۔ اس علت میں  
 وہ بلا وطن کر کے نارمنڈی بھیجا گیا جہاں موقع پاتے ہی اس نے ہنری کے  
 مقبوضات پر پھر حملہ کر دیا۔ ادھر امیر رابرٹ کی حکومت کا انتظام ایسا برتا تھا کہ نارمنڈی  
 کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے جاتے تھے۔ آخر ہنری کو غر ج کشی پر مجبور ہونا پڑا۔ ایک انگریزی  
 لشکر کے ساتھ اس نے نارمنڈی پر چڑھائی کی اور ٹنچی برائی کی شہر لڑائی میں اس نے شوریدہ سر  
 امر کو کامل زک دیکر اپنا مطیع و متقاد بنالیا۔ رابرٹ کو وہ اپنے ساتھ انگلستان لیتا آیا جہاں رابرٹ نے باقی عمر  
 رابرٹ قید کر دیا گیا | قید خانے میں گزاری۔ رابرٹ سر بھر اضر و رخصتا اور اسکی طبیعت  
 بھی لا املی تھی۔ لیکن اس کی نیک نفسی اور نیک دلی سے  
 انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کا برت انگیز انجام دیکھ کر قدرت کی نیزگیوں کا سناں آنکھوں میں



پھرتا ہے۔ ٹیچی برائی کی جنگ پر انگریزوں کو بڑا فخر تھا اس لئے کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ نارمنوں کو خود انھیں کے ملک میں شکست دینے سے انھوں نے جنگ ہیشٹنگز کی رسوائی کا داغ مٹا دیا ہے ۛ

نارمنڈی اور انگلستان اب پھر ایک فرمانروا کے زیرِ ملکین آ گئے۔ نارمن جاگیرداروں کے ساتھ انگریزی حکومت کی یہ کشمکش انگلستان کے حق میں نہایت اہم ثابت ہوئی۔ ایک تو اس لئے کہ ہنری نے اپنی انگریزی فوج کو فرانسیسی رسالے سے مقابلہ کرنے اور اس سے عہدہ براہِ جوئے کا گر سکھا دیا۔ اور اس طور پر انگریز سپاہی کے دل سے نارمن سوار کی ہیبت جاتی رہی۔ دوسرا پڑا نتیجہ اس جدوجہد کا یہ ہوا کہ ہنری نے باغی امرا سے اُن کی انگریزی جاگیریں چھین کر ایسے لوگوں میں تقسیم کر دیں جن کی قوت ذرا گھٹتی ہوئی تھی۔ اور جن کی وفاداری پر اُسے بھر و سواتھا۔ اصلاح کی علامت حکومت بسا اوقات ان نئے امرا کے تفویض کی جاتی تھی اگرچہ وہ نسل کے نارمن تھے۔ نئے امرا نے انگریزی

تویم اختیار کر لی کوئی بائلاؤنڈ رکھنے کے باعث وہ انگلستان ہی کو اپنا وطن سمجھتے تھے۔ اور انگریزوں ہی میں شادی بیاہ کرتے تھے۔ اس طرح پر انگریزوں اور نارمنوں کا نسلی امتیاز رفتہ رفتہ مٹا چلا اور اس امتیاز کے مٹانے میں اس واقعے نے خصوصیت کے ساتھ حصہ لیا کہ انگریزی زبان کا رواج دوبار کے سوا باقی ہر جگہ عام ہو گیا۔ آج کے دن تک ہم اس بات کا سراغ لگا سکتے ہیں کہ امرا کی زبان انگلستان میں کچھ عرصے تک فرانسیسی تھی مثلاً شیب (بجیٹر) واکسن، دیل اور "کاف" (بجیٹر) قدیم انگریزی نام ہیں۔ اس لئے کہ کاشتکاران جانوروں کو پالتے تھے۔ لیکن جب انھیں جانوروں کا گوشت نارمن دسترخوان پر آتا تھا تو بجیٹر کا گوشت "مشن" کہلاتا تھا جس کی فرانسیسی شکل "موتان" ہے۔ گائے کے گوشت کو "بف" کہتے تھے جو فرانسیسی میں "بون" ہے۔ اور بکھڑے کے گوشت کو "ڈویل" کا نام دیا جاتا تھا جو فرانسیسی میں "وو" ہے۔ علیٰ ہذا القیاس "سارن" (تاجدار)۔ "سج" (انگریزی زبان میں فرانسیسی (بندگی) "ویلیس" (موس) اور "کیسل" (قلعہ) نارمن الفاظ ہیں اور "ہرنٹ" (چولہا) اور "ہوم" (گھر) قدیم انگریزی الفاظ ہیں

غرض جس طرح انگلستان میں نارمن خون کی آمرزش سے انگریزی قوم کی جدوت و کدوت  
ہمت و استقامت اور شائستگی و فداست بڑھ گئی۔ اسی طرح فرانسیسی انقلاب کی آمد سے انگریزی  
زبان کی بولچالوں اور دل آویزی میں اضافہ ہو گیا۔

اسقف راجہ میریدل مقرر ہوا۔ وہ دونوں قوموں کو ہمتری کے بے لاگ بندہ حکومت کے عدل و انصاف  
نے ایک دوسرے سے اور بھی زیادہ قریب کر دیا۔ سن ۱۱۸۱ء میں

اُس نے سالبری کے اسقف راجہ کو اپنا میریدل مقرر کیا اور اس مشہور و معروف  
شخص نے سلطنت کے قوانین اور مالگزاری کا انتظام نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے کیا۔  
رہایا کو دوبارہ دیہی بنچایتیں بنانے کی اجازت دی۔ اصلاح کے اعمال ہر سال آتے  
اور لگان اور تادان وغیرہ ہر قسم کے محصول بادشاہ کے محکمے میں داخل کر جاتے تھے۔  
زراداشدہ کی رسید کے طور پر انھیں گاڑی کی چھوٹی چھتیاں دے دی جاتی تھیں۔  
تحتیوں کے دونوں کناروں پر آئے سامنے مساوی فاصلے سے کٹاؤ پڑے ہوتے تھے۔

جس سے رقم ایصال شدہ کا تعین مقصود ہوتا تھا۔ ان تختیوں کو بیج میں سے توڑ دیا جاتا تھا۔  
ایک ٹکڑا بادشاہ کے محکمے میں وثیقے کے طور پر رہتا دوسرا محکمہ عامل کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔

جس میں پر روپیہ لگنا جاتا اس پر بساط شرطیج کی وضع کا ایک چارخانہ بچھا رہتا تھا۔ اور جب  
محکمہ خزانہ بعض شاہی حسابات مرتب ہو جاتے تھے تو اس چارخانے پر  
رقوم جوڑ لی جاتی تھیں۔ دفتر شمار رقوم کو جو "کورٹ آف دی اکسچینر"

(شہرخی محکمہ) کہا جاتا ہے تو اس کی وجہ تسمیہ یہی چارخانے کا کپڑا ہے۔ اگر کسی شخص کو اعمال  
کے خلاف کوئی شکایت ہوتی تھی تو وہ شاہی عدالت کے افسروں سے استغاثہ کر سکتا تھا  
جو تعین محمولات اور فصل خصومات کے لئے سال میں ایک مرتبہ سارے ملک  
کا دورہ کیا کرتے تھے۔

شہر دوویہ شہروں نے پہلی اول سے بہت سی جدید مراعات نذرانے  
دے کر خرید لیں۔ چنانچہ لندن نے ایک خاص قبائلی مراعات

حاصل کیا اور اپنے لئے ایک جداگانہ عامل اور میریدل مقرر کیا۔ اس قبائلی کی رو سے  
جائزہ تھا کہ اہل لندن پہ لندن کی شہر پناہ سے باہر کوئی مقدم چلایا جاسکے "ڈین گلڈ" کا  
کاخراج انھیں معاف تھا۔ ان کی تجارت جنگی کے محصول سے مستثنیٰ تھی۔ نارمن امر نے

ملک کے بعض حصوں میں غلبہ آزادی کے طریقے کے بجائے مبارزہ کا جو طریقہ لازم کو بری الذمہ قرار دینے یا جو مردانے کے لئے جاری کر رکھا تھا لندن والے اس کی زد سے بھی باہر تھے دوسرے دیہاتی اور قصبائی لوگوں کی حالت بھی بہ نسبت سابق بہت بہتر تھی۔ اس لئے کہ گوجل اور فکار کے قوانین اب تک نہایت سخت تھے ہم بھی عورتوں اور بڑا کوڑوں کو سولی پر لٹکا با جانا تھا اور با اعلیٰوں کے لئے سخت سزا لحد مقرر تھی۔ تاریخ قوم سیکسن میں لکھا ہے کہ دو ہنری بڑا اچھا بادشاہ تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی اہمیت نہایت وجہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اور اس کے عہد میں کسی شخص کی مجال نہ تھی کہ کسی پر ہاتھ اٹھائے۔

قلمنگ پارچہ بانہ | عہد قوانین کے نفاذ کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان میں امن  
اور سترشیں راہب | فلول کو ترقی ہونے لگی جو امن و امان کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں  
اس عہد میں ویرانی و مہجرت کی نو آبادیاں قائم ہوئیں۔

ہنری نے غلینڈرس کے کچھ طوٹان زدہ باشندوں کو ہمبرک شاہ پر آباد ہونے کی اجازت دی اور ان کی نسل آج تک یہاں موجود ہے۔ اس کے بعد اس نے سترشیں طبقے کے کچھ راہبوں نے اول اول دیوڑی واقع سترش میں اور آگے چل کر شمالی اور مغربی اٹلان میں کیرسب کے سب نہایت ہی ویران علاقے تھے اپنی بستیوں پر آبادی شروع کیں۔ یہ طبقہ ابتدائی طور پر جو روٹن کے قریب بسے قائم کیا گیا تھا۔ اور اس کے راہب اپنے شعار کے پورے پارہ اور بڑے محنتی اور جفاکش تھے انھوں نے تو اپنی نو آبادی میں پھیریں پالیں اور اقتادہ زمین کو غلبہ رانی کے قابض بنایا اور غلینڈرس والوں نے ادنیٰ کپڑا بننے کا فن ملک میں رائج کیا اور اس طور پر یہ دونوں نو آبادیاں انگلستان کے لئے مفید ثابت ہوئیں۔

اساقف کا انتخاب | ہنری کے عہد کے دو اور واقعات کا بیان کرنا اس مقام پر  
پاپے روم کا سفیر | ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ان واقعات کی اہمیت آگے چل کر  
کھلے گی۔ پہلا واقعہ تو یہ ہے کہ صدر اسقف النمل کے ساتھ بہت

کچھ بحث کرنے کے بعد ہنری اس بات پر رضامند ہو گیا کہ گرجاؤں کے باور دی اپنے اساقف کا انتخاب آپ کر لیا کریں تاکہ ولیم سرخ رنگ کی طرح بادشاہ انکی خدمت میں غائی

دیکھ کے۔ لیکن یہ منظوری ہنری نے اس شرط سے دی کہ انتخاب بادشاہ کے دربار میں ہو کرے اور اساتذہ اُن جاگیرت کے لیے جو بادشاہ کی طرف سے انھیں عطا ہوں مراسم اطاعت و بندگی بجالائیں۔ دوسرا واقعہ یہ تھا کہ ہنری نے پایا سے روما کو دربار انگلستان میں اپنا سفیر متعین کرنے کی اجازت دی۔ اگرچہ ایک عرصہ دراز تک پایا کی طرف سے اس حق کا مطالبہ معوض التوا میں پڑا لیکن آگے چل کر اسی کی وجہ سے مشکلات بھی پیدا ہو گئیں۔

ہنری کا اکلوتا بیٹا ڈیوڈ گیا عین اس عالم میں جبکہ اسن واماں کی برکتیں ملک کو نصیب ہو چکی تھیں ہنری کی تقدیر نے پلٹا کھایا اور مصیبت کا ایک

سہ ماہ

بہت بڑا پہاڑ اُس پر ٹوٹ پڑا۔ تین سال سے وہ نارمنڈی میں نارمن امر کا مقابلہ کر رہا تھا جب وہاں سے منظر و منظر ہو کر لوٹا تو اسکا اکلوتا بیٹا ولیم ساتھ تھا۔ لیکن ولیم کی تھک چکی تھی۔ وہاں ٹنٹ شپ، (سفید جہاز) جس پر ولیم سوار تھا ایک چٹان سے ٹکرایا اور اہل کشتی سب کے سب غرق ہو گئے۔ جو ان بیٹے کی موت ہنری کی تمام انگلیں اور خوشیاں اپنے ساتھ لیتی گئی۔ کہتے ہیں کہ اس سانحہ کے بعد ہنری کو کسی نے کبھی مسکراتے نہ دیکھا۔ اب یہ سوال پیدا ہوا کہ ہنری کے بعد تخت پر کون بیٹھے۔ اگر ہنری عقلمند اور ساتھ ہی کشادہ دل بھی ہوتا تو اپنے نو عمر بھتیجے ولیم یعنی اپنے نظر بند بھائی رابرٹ کے بیٹے کو اپنا جانشین قرار دیتا۔ ولیم ایک سعادت مند اور نیک نفس نوجوان تھا اور تاج و تخت کا سب سے زیادہ قریبی وارث بھی وہی تھا۔ لیکن ہنری کو یہ ہوس دامنگیر تھی کہ کسی طرح تاج انگلستان اُس کے گھر ہی میں رہے۔ چنانچہ اُس نے اپنی بیٹی میڈلڈا بیوہ شہنشاہ جرمنی کا عقد جافری امیر انجو سے کر دیا کہ صرف بیٹی کی دشمنی کا اُسے اندیشہ تھا۔ اُس کے بعد اُس کے ہنری امر کو مجبور کرتا ہے کہ میڈلڈا اور اسکے بیٹے کو اپنا وراثت تسلیم کریں۔ اگرچہ اس غرض میں نوجوان ولیم جنگ میں کام آچکا تھا پھر بھی امر اسے ہنری کا حکم باول ناخواستہ تسلیم کیا اس لیے کہ یہ شعور شب زدگر وہ نہ چاہتا تھا کہ عورت وراثت اُس پر رکھ کر اس پر غرض صورت حالات

نہایت ہی پریشان کن تھی اور مقدر نے مطلع کو بھی اور زیادہ مکدر کر رکھا یا سو فروری ۱۸۰۱ء کو باربرٹ نے اپنے زنداں میں انتقال کیا اور یکم دسمبر ۱۸۰۱ء کو نہری سٹے اپنے شکار گاہ واقع نارمنڈی میں بخار سے وفات پائی جو اُسے مورینہ چھلی کھانے سے آگیا تھا۔ اُس کی لاش انگلستان لائی گئی اور ریڈنگ منسٹر میں دفن کر دی گئی۔ لیکن اُس کا جنازہ ابھی سر قبر پہنچے بھی نہ پایا تھا کہ ایک اور بادشاہ تخت انگلستان پر بیٹھا ہوا نظر آیا۔

## چٹا باب

### اسٹیفن کا عہد حکومت

فساد اور شورش کے انیس سال (۱۱۳۵ء تا ۱۱۵۴ء)

انیس سال تک جس مصیبت جس خونریزی اور خونخواری سے انگلستان کو دوچار ہونا پڑا وہ اس سے پہلے کبھی اُس نے نہیں دیکھی تھی اور خدا سے دعا ہے کہ آئندہ یہ افتاد اس کی بھی نہ پڑے۔ بلائے کا امیر اسٹیفن جو اسے بچانے کے مرتے ہی انگلستان چلا آیا ولیم فاتح کی بیٹی ایلی بلا کے بطن سے تھا جس نے اسے ایک امیر سے عقد کیا تھا اسٹیفن کے حامی اور دیکھو شجر نسب صفحہ ۱۰۱) تحت انگلستان کے وراثے کو میں اب یا تو ایک وہ ہاتھ بٹھا یا مٹھانے کا کام ہی گوارا نہیں دیتا تھا۔ میرن تھا کہ لو اس اور نہری کا پڑوتا ہونے کے علاوہ وہ نہایت ہی ہر دور پر تیار اور زری مروت اور جوان تھا اور نہری اول اُسے بہت چاہتا تھا کیوں کہ اس کی طبیعت پریشانی اور بے قرار واقع ہوئی تھی اور اس لئے وہ ہرگز اس قابل نہ تھا کہ حکومت کی باگ میں اس کے ساتھ میں ہی جائے۔ ہاشم کنون لندن نے اس خیال سے کہ انیس تحت انگلستان پر کسی ملک کا بیٹا اور انہماں اس کا جبر مقدم کیا اور راجہ اسقف سالبری اور اس کے حقیقی بھائی ہنری اسقف وینچسٹر نے اس کا ساتھ دیا۔ چنانچہ ۲۴ دسمبر ۱۱۳۵ء کو سخت سرزمین کے سامنے میں وہ بادشاہ تخت پر اور تخت نشینی کے وقت اس نے عہد کیا کہ میں عدل اور انصاف سے حکومت کروں گا اور مراٹے جو ملکہوں اور خوشنوں کو ملنا ملنا غنہ کے لئے لڑائی لیکن اسٹیفن نے وہ عہد نہیں کیا تھا جس کا ایفا اُس کے ارکان سے نہیں ہوا۔ اس پر ہنری کی برداشت نہیں کے اُچھٹے ہی امرائے کھلم کھلا جواب دہ کر دی اور اپنے قلموں کو سخت کر کے کہ تو مٹھانے کے طرف راہ ہو گئے جس کا ساتھ دینے کے واسطے اُن کا حامی بھر چکے تھے اور کچھ اسٹیفن کے حامی و معاون بن گئے جو اس وقت

واقع میں مندرجہ تھا۔ لیکن ان کی حقیقی غرض و غایت صرف یہ تھی کہ ان میں ملک کو اجاڑنے اور تباہ کرنے کی قوت پیدا ہو جائے۔ دیوڈ شاہ اسکاٹ لینڈ کے جو میٹلڈا کا چچا تھا اپنی بھتیجی کی حمایت میں تلوار نیام سے بھائی لیکن جھنڈے کی مشہور لڑائی میں جو کاؤٹن مور کے میدان میں واقع ہوئی اُس نے شکست کھائی۔ کاؤٹن مور تار تحصیل کرنے کے قریب بارک شاہ میں واقع ہے اور اس لڑائی کو جھنڈے کی لڑائی اس لیے کہتے ہیں کہ انگریزوں نے ایک جہاز کے مستول پر ایک جہاز کی لگا دی تھی جس پر صلیب کی منہ بھئی اور اسی کو اپنا جھنڈا قرار دیا تھا۔

میر عدل اور وزیر خزانہ کی ۱۱۳۹ء میں اٹھین سے ایک نہایت احمقانہ حرکت سرزد ہوئی اور

کے شورش جب حد سے زیادہ بڑھنے لگی تو اساتذہ کو اپنے مال و

املاک کی طرف سے خطرہ دانگہ ہوا۔ اور اسی لیے انھوں نے اپنے قلم حکم کرنے شروع کیے۔ اٹھین بدحواس ہو کر سمجھا کہ یہ لوگ اُسے دغا دے کر میٹلڈا کے ساتھ مل کر جانے کی فکر میں ہیں۔ اُس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ کئی اسقفوں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں میر عدل اور بھی تھا۔ جو اس کا بہترین دوست تھا۔ راجہ کاٹیا جو وزیر خزانہ تھا اور راجہ جھٹیا اور خضائی بھی جو خزانہ داری کے منصب پر مامور تھا اسی لپیٹ میں آ گئے۔ اٹھین نے راجہ کے بیڑیاں ڈال کر دھکی دی کہ اگر تم لوگوں کے قلوں کی حوالگی فوراً عمل میں نہ آتی تو تمہارے بیٹے کو سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اسقف راجہ اس سلوک سے شکستہ دل ہو کر گوشہ نشین ہو گیا اور اٹھین اپنے بہترین مددگار کو کھینچا۔ اس واقعے کے بعد ملک میں کوئی قاعہ و قانون نہ رہا اور نظام امن و امان درجہ درجہ برباد ہو گیا۔

میٹلڈا کی انگلستان میں ۱۱۳۹ء میں راجہ کلاشر کا رئیس رابرٹ جو میٹلڈا کا سونپلا بھائی تھا اپنی بہن کی حمایت میں اٹھ کھڑا ہوا اور شمالی اور مغربی علاقوں کے مہاجر داروں

نے بھی اس کی تقلید کی۔ البتہ مشرقی اور جنوبی علاقوں کے امرا اٹھین کے ساتھ رہے۔

میٹلڈا ۱۱۳۹ء میں بھاڑی پورے اٹھ کھڑا ہوا اور خانہ جنگی کا سلسلہ پوری شدت کے

ساتھ چھڑ گیا۔ رن پر رن لگے۔ ایک جنگ کے ختم ہوتے ہی دوسری جنگ شروع ہوتی تھی۔ محال ہے کہ ان تمام معرکوں کا تفصیلی حال سپرد قلم کیا جاسکے اس لیے کہ آٹھ سال کے دوران میں ایک ہفتہ بھی ایسا نہ راہوگا جس میں کوئی لڑائی کسی نہ کسی نہ ہوئی ہوگی۔

میں نہ ہوئی ہو ایک موقع پر اٹھین گرفتار ہو کر قلعہ لنکن میں قید کر دیا گیا اور میٹلڈا فتح و نصرت

کا پھر لڑائی ہوئی لندن میں داخل ہوئی اور اس لئے میں اس کے ملک ہونے کا اعلان ہی کر دیا گیا۔ لیکن وہ کچھ ایسی سخت گیر اور بد دماغ واقع ہوئی تھی کہ اہل لندن اس سے مخزن ہو گئے۔ اور اس کی تلخ پوشی کی رسم کبھی بھی ادا نہ ہوئے پائی۔ اب اٹلیوں کی بہادر ملک میٹلڈارٹسہ بولون کی بہادری کے جوہر کھلے۔ اس نے لندن کے باشندوں کے دلوں میں اٹلیوں کی حمایت کا جوش بھردیا اور انھیں اس بات پر ابھارا کہ ایک ہزار زرہ پوش تلواریں بھیج کر دیچیلہ کا محاصرہ کر لیں۔ چنانچہ اس زبردست جمعیت نے ایک ہی لیٹار میں اس شہر کو سخت و تاراج کر ڈالا اور امیر کلاٹر کو قید کر کے اس کے معاونے میں اٹلیوں کو چھڑا لیا۔ اٹلیوں کے آزاد ہونے ہی لڑائی کا رنگ بدل گیا اب میٹلڈارٹسہ میں آکر اس فوڈ میں قلعہ بند ہو گئی اٹلیوں نے اس لئے میں اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اس کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک غیدہ میٹلڈارٹسہ سے سخت لباوہ اور بھرا توں رات برف سے پٹے ہوئے میدانوں کو قطع کرتی ہوئی فرار ہو گئی۔ آخر کئی معرکوں کے بعد بہت ہار کر اس نے ملک چھوڑ دیا۔

یہ انگلستان کو خیر باد کہا اور اسی زمانے میں اس کے حامی امیر رابرٹ کا بھی انتقال ہو گیا۔ لیکن امن و امان اب بھی کوسوں دور تھا اس لیے کہ امریکی باہمی شکش کی طرح اضم ہونے ہی میں نہ آتی تھی ہر قلعہ بجائے خود ایک آزاد ریاست بن گیا تھا جس کا مالک اپنے نام کا سکہ جاری کرتا اپنا قانون خود بناتا اور گردنوں کے علاقے میں مار دھاڑ کرتا رہتا تھا۔ تاریخ قوم سکین میں اس پر آشوب زمانے کے مصیبت خیز حالات کی تصویر اس طرح کھینچی گئی ہے۔ ”امرا“ بد نصیب کسانوں کے ساتھ نہایت ظالمانہ برتاؤ کرتے تھے انھیں بیکار میں پکڑ کر قلعے کی تعمیر کے کام پر لگاتے اور جب قلعہ بن چلتا تو اسے نہایت شریر لوگوں سے بھر دیتے تھے جس شخص کی نسبت انھیں یہ خیال بھی ہو جاتا کہ اس کے گھر میں کچھ اثاثہ موجود ہے اسے بلا تفریق مرد و زن ملالفاظ و وقت و ساعت، گرفتار کر کے قید میں ڈال دیتے تھے رعایا کے مصائب اور شکلیوں میں کھینچ کھینچ کر اور انواع و اقسام کے عذاب دے دیکر غریب قیدیوں سے ان کا اند و خیرہ رکھوا لیتے تھے۔ ہزاروں بکیوں کو انھوں نے فاقہ دیدیکر جان طلب کر دیا اس ملک کے شوریدہ بخت باشندوں کو ان امریکہ کے ہاتھوں جو جو عقوق تھے اور اذیتیں پہنچیں ان کا بیان کرنا میرے اسکان سے خارج ہے اور اگر بیان کرنا چاہوں بھی نہیں کر سکتا یہ زمانہ انیس سال تک قائم رہا جبکہ اٹلیوں پر بربر حکومت تھا اور حالت بدستہ تر ہوئی



چلی گئی یہ وہ زمانہ ہے جبکہ انجمن کا تھا گوشت پزیر اور کھن گھنگیے داموں بھی نہ ملتے تھے اس لیے کہ یہ تینیں ملک میں باقی ہی نہ رہی تھیں..... کچھ زمانے کے بعد ان امریکی دراز دوستی یہاں تک بڑھ گئی کہ کلیسیا تو ایک طرف رہے قبرستان بھی ان کے تصرف سے نہ بچے۔ ان تبرک مقامات میں بھی وہ جو کچھ پاتے اڑالے جاتے اور غضب یہ کہ لوٹ کا مال ہتھیانے کے بعد گرجاؤں اور خانقاہوں کو آگ لگا کر کھنڈر کر دیتے تھے زمین میں انجمن پیدا نہ ہوتا تھا اس لیے کہ ساری کی ساری زمین اجاڑ پڑی تھی اور لوگ علانیہ کہتے تھے کہ جناب مسیحؑ اور ان کے اولیاء سوتے پڑے ہیں۔

قاعدہ یہ ہے کہ جب انسان کی مصیبت حد سے بڑھ جاتی ہے تو اسے خدا یاد آنے لگتا ہے انگلستان کے باشندوں پر مصیبت اور موت کا دل بادل چھایا ہوا تھا اسی کا لی گھٹا کے چھینٹوں نے لوگوں کو جنھیں بدسی یا درلوں نے اتنی مدت سے تھپک تھپک کر سلا رکھا تھا، بیدار کر دیا اور طاعت و اتقا کی وہ قدیم روح جو قہرناقرن مذہبی احیا سے بے حس و حرکت پڑی تھی آخر جاگ اٹھی۔ شہر والے قریوں میں لوگوں کی جماعتیں عبادت کی غرض سے قائم ہو گئیں اور

نے جنگلوں میں بسیر کیا اور جیسے جیسے شیشین طبقے کے زباں صومہ نشین رشت و بیابان میں پھیلنے لگے اسیر و غریب اعلیٰ و اعلیٰ سب کے سب ان کا خیر مقدم کرنے لگے۔ جانگیر افس کی شہر اتوں اور خباثتوں سے لوگوں کے دلوں میں نیکی اور پرہیزگاری کا دلولہ پیدا کر دیا اور آخر راحت و آسائش کی ساعت آ پہنچی۔

۱۱۵ء میں جب روم میں ایک نئے پایا کا انتخاب ہوا تو اس نے کٹر بری کے صدر اسٹیفن تھو بالڈ کو جو نہایت حق شناس تھا، اپنا سفیر مقرر کیا۔ تھیو بالڈ نے اپنے نئے اختیارات سے فائدہ اٹھا کر اسٹیفن کو ترغیب دی کہ میٹلڈا کے بیٹے ہنری کو جس کی عمر اب بیس سال کی ہو گئی تھی اپنا جانشین مان لے۔ انھیں دنوں اسٹیفن کے بیٹے یوٹیس کا انتقال ہو گیا۔ اور نوجوان ہنری انگلستان کے ساحل پر لنگر انداز ہوا۔ اس کے آتے ہی اس امید میں کہ ان جھگڑوں کا کوئی فیصلہ ہو بہت سے لوگ اسکے عہد نامہ و لیٹرفٹڈ جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ اب اسٹیفن کے لیے بچہ سر تسلیم خم کرنے کے چارہ نہ تھا چنانچہ ۱۱۵۳ء میں عہد نامہ و لیٹرفٹڈ مرتب ہوا۔

جس کی رو سے ہنری وارث تاج و تخت تسلیم کیا گیا۔ اب چر عدل و انصاف کا زمانہ آگیا۔ اس لیے کہ تمام وہ لوگ جو نواہان اسن و امان آتھے باغیوں کی سرکوبی کے لیے متی ہو گئے۔ اس کے علاوہ آئین بھی قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا ۲۵۔ اکتوبر ۱۵۵۱ء کو اس نے وفات پائی اور تاج انگلستان تیسرے میں ہنری کے لیے چھوڑا گیا۔ یہی سال ہے جس میں تاریخ قوم سیاسن کی تحریر ختم ہوئی۔ اور اس تاریخ کے آخری جز خانقاہ پٹیر رو میں حوالہ ظلم ہو گئے۔





# ساتواں باب

## ہنری پنچٹ اور اس کے بیٹے

### (خاندان انجویہ)

ہنری ثانی ۱۱۵۴ء تا ۱۱۸۹ء

ریچرڈ ۱۱۸۹ء تا ۱۱۹۹ء جان ۱۱۹۹ء تا ۱۲۱۵ء

اسٹیفن کے انتقال کے وقت جو ان سال ہنری انگلستان میں موجود نہ تھا لیکن اس کی مداخلت کے وقت تک صدر اسقف تھیو بالڈ نے پورا امن و امان قائم رکھا اور ۱۱۸۹ء میں ۱۱۵۴ء کو ہنری کہیں سال کی عمر میں تخت انگلستان پر بیٹھا اور ایسٹ منسٹر میں اس کی اداس کی ملکہ کی رسم تاج پوشی اور ان کی تخت پر بیٹھے ہی اس نے پہلا کام یہ کیا کہ ایک قبائلی کے اجلاسے رعایا کو آزادی کے نئے حقوق عطا کیے اگرچہ فرانس میں اس کے مقبوضات بلحاظ رقبہ تمام انگلستان سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور پچیس سال کی حکومت میں اس نے اٹھارہ سال سے بھی زائد زمانہ انگلستان سے باہر بسر کیا۔ پھر بھی اس کا شمار انگلستان کے بہترین بادشاہوں میں ہے۔

ہنری ثانی ۱۱۵۴ء تا ۱۱۸۹ء بعض مصنفین سلسلہ پنچٹ (جارجیہ) کہتے ہیں اس لیے کہ ہنری کا باپ جاقوی امیر انجو مہاراجہ کی ایک شاخ کو جس سے جھارڈیہ جاتی ہے نشان کے طور پر طے کی جگہ لگاتا تھا لیکن ایک اور جماعت موزمیں کی انھیں فرمانروان سلسلہ انجویہ کے نام سے یاد کرتی ہے جس سے ان کی مراد یہ ہے کہ یہ فرمانروا شاہان انجو کی اولاد و اتحاد ہیں میرے نزدیک لفظ پنچٹ محض ایک علامت امتیازی ہونے کے اعتبار سے زیادہ موزوں ہے۔ دوسرا نام سن کرا یا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ایک نئی بدیسی

اسل کے فرماؤدہ ابھر سے ہم پر حکومت کرنے آئے تھے بخلاف اس کے ولیم فاتح کے زمانے کے بعد ہنری انگلستان کا پہلا وہ بادشاہ تھا جس کی رگوں میں مغربی سیکسن خون دوڑ رہا تھا وہ والی انجو کا بیٹا ضرور تھا لیکن اس کی ماں نارمن ہونے کے ساتھ سیکسن بھی تھی۔ اس لیے کہ وہ ولیم فاتح کی پوتی اور ایڈمنڈ فولڈ و پلو کے پوتے کی نواسی ہوتی تھی اس کے علاوہ جیسا کہ ہمیں آگے پہل کر معلوم ہوگا کچھ زیادہ عرصہ نہ لگنے پائے یا تھا کہ امارت انجو ہنری کے جانشینوں کے ہاتھ سے بالکل ہی نکل گئی۔ لیکن خود ہنری ایک وسیع قلم و پیکر ان ہنری کے مقبوضات اور اس کا عقد جو فرانسیسی جبلت کا خاصہ ہے۔ انجو اور نورین کے صوبے آئے باپ سے ترکے میں ملے تھے۔ اور نارمنڈی اور انگلستان کی حکومتیں اُسے اپنی ماں اور نانا کی طرف سے بطور میراث ہاتھ آئی تھیں۔ ہنری پر وہ اپنے بیٹے جافری کی وساطت سے حکومت کرتا تھا جو کانسٹنس رئیسہ ہنری کا شوہر تھا۔ اور پائیا مکٹون اور گامنی کے علاقے اسے اپنی بی بی الیانا کے جہیز میں ملے تھے۔ الیانا جس کا سن اُس سے زیادہ تھا۔ لوی ہفتم شاہ فرانس کی ملکہ تھی۔ لوی نے اُسے طلاق دے دی تھی اور طلاق کے چند ہی ہفتے بعد ہنری نے اُس سے عقد کر لیا تھا۔

شکل و شبابت اور سیرت ہنری دوسرے بدن کا فریب اندام شخص تھا بال چھوٹے چھبے لے اور سرخی مائل بھروسے رنگ کے تھے۔ آنکھیں نیلیوں اور خوب نمایاں و شامل تھیں چست و چالاک ایسا تھا کہ کھانے کے اوقات کے علاوہ

شاہ و نادری کرسی پر بیٹھا تھا وہ صبح کہیں ہوتا تھا اور شام کہیں۔ لوگوں کو کبھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ اس وقت وہ کہاں ہے اور اپنی اسی مسلسل نقل و حرکت کی بدولت وہ ہمیشہ منایا کو قابو میں رکھتا تھا علیم اُس نے اچھی پائی تھی۔ اور بیوپاری اور بیچنے سے خوب واقف تھا طبیعت ہوشیاری تھی۔ اور جب حزم پر جوش غالب نہ ہوتا تھا تو اُس کی حکیمانہ تدبیر کے جوہر کھلتے تھے۔ اُس کے بیٹے اگرچہ ناخلف تھے لیکن وہ ان کے ساتھ ہمیشہ شفقت کا سلوک کرتا رہا۔ البتہ بی بی سے اس کی ان بن تھی۔ ملکہ کو اپنے شہر برکی بے اعتنائی اور بیوفائی کا گھارہا تھا اور تعلقات کی اس کشیدگی سے بہت سی مشکلات پیدا ہوئیں۔

انگریزوں کو اپنے طاقتور اور عادل بادشاہ کی نئی شخصیت کے فوائد بہت جلد

نفسوس ہونے لگے تھیو بالڈ کے مشورے پر کاربند ہو کر ہنری نے جاگیر داروں کو ان تمام ملکوں کے انہدام پر مجبور کیا جو شاہی اجازت کے بغیر تعمیر کیے گئے تھے۔ تمام وہ خالصہ اراضیات وہاں سے لیں جن سے شیٹن نے اپنے متوسلین کی شکم پڑی کی تھی اور ان بدسی افواج کو جیسے وہ اپنے ہمراہ انگلستان لایا تھا رخصت کر دیا۔ اُس نے عدالتوں کا از سر نو افتتاح کیا اور ایچر ڈوڈی لوسی جیسے نیک اور متین شخص کو چھپیس سال تک اُس کا خدمت گزار رہا اپنا میر عدل بنایا وزارت خزانہ کی خدمت پر اُس نے لٹری ہری کے نائب صدر اسقف ٹامس بیکٹ کا تقرر کیا ٹامس بیکٹ وزیر خزانہ ٹامس بیکٹ کا باپ ایک دولت مند نارسن تاجر گلبرٹ بیکٹ تھا جو فنا کا شاہ بندر اور بندہ اسقف تھیو بالڈ کا دوست اور شاگرد تھا۔

مقرر ہوا

اب دس سال تک انگلستان میں امن و سکون رہا اور باوجودیکہ ہنری کو بہت سی بیرونی لڑائیوں میں مصروف رہنا پڑا اور ۱۵۵۷ء سے لے کر ۱۵۶۳ء تک وہ ملک سے باہر رہا پھر بھی کسی قسم کی شورش اس زمانے میں نہ ہونے پائی۔ لیکن باہر رہنے کے باوجود بھی ہنری معاملات انگلستان میں بارہنہ مشغول رہا اور اس دس سال کے عرصے میں اُس نے رعایا کے لیے بہت سے عمدہ قوانین وضع کیے اُس کی خواہش تھی کہ کسی طرح جاگیر داروں کی حد سے بڑھتی ہوئی قوت گھٹ جائے اور اسی کے ساتھ اپنی فوج کو جو بیرونی جہات میں شریک تھی تحفہ دینے کے لیے وہ دیہاتی بچے کو فی سبیل تعلیمی چاہتا تھا۔ اس کی شکل اُس نے یہ نکالی کہ معمول جنگ۔

مزارعین کو جو قانوناً جنگی خدمات کی انجام دہی کے لیے اپنے ہاتھوں کے ہمراہ جلسے پر مجبور تھے۔ اجازت دی کہ اگر چاہیں جنگ میں شریک ہونے کے عوض ایک بندھی رقم بطور فدیہ سرکاری خزانے میں داخل کر دیں اس ایک کوشش سے ہنری کے دو کام نکل آئے کسانوں کو جہاں یہ فائدہ ہوا کہ گھر پر رہ کر فسخ کی کاشت کیلئے انھیں جمعیت خاطر نصیب ہوئی۔ وہاں جاگیر داروں کی مسلح تعداد خود بخود کم ہو گئی۔

عدالتی حلقہ اور جوریوں اب عدالتی حکام پہلے کی بہ نسبت زیادہ باقاعدگی کے ساتھ اپنے فرائض منوطہ کی انجام دہی کے لیے دورہ کرنے لگے۔ اس لیے

کہ ہنری نے ملک کو چھ اضلاع یا عدالتی حلقوں میں اس ہدایت کے ساتھ تقسیم کر دیا تھا کہ "ہر سینکڑے" میں بارہ اشخاص اور ہر شہر کے چار اشخاص ان تمام الزامات کی قلمبندی کریں جو ان کے علاقے کے بدعاشوں پر لگائے ہوئے ہیں۔ اور الزامات کے صحیح ثابت ہونے کی

صورت میں ملزمین کو حکام مذکور کے اجلاس میں پیش کریں اور حلف اٹھائیں کہ ملزمین نے واقعی ارتکاب جرم کیا ہے۔ اس طور پر اس بڑی جوری (پنچایت) کی ابتدا ہوئی جو آج کے دن تک کمینڈر ترمیم کے ساتھ ہمارے نظام عدالت کا جزو ہے۔ جوری کے ارکان جو ”نالتھ یا کم کمہلاتے تھے لفظ ”جور“ لاطینی مادہ ”جور“ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ”میں قسم کھاتا ہوں“ جو رکن کے ارکان جو نئے قسم کھا کر بیان کرتے تھے کہ ملزم پر جرم ثابت ہے اس لیے انہیں ”جور“ کہا جاتا تھا یعنی وہ جو قسم کھائے۔ اس ابتدائی کارروائی کے بعد ملزمین کے مقدمے کی سماعت ہوتی تھی اور غیبی آزمائش کے قدیم سیکسن طریقے کے مطابق فیصلے ہوتے تھے لیکن چالیس سال بعد جات کے بعد حکومت میں غیبی آزمائش کا طریقہ منسوخ ہو گیا اور بڑی پنچایت کے اجلاس سے ملزم ایک اور پنچایت کے سپرد ہونے لگا جو چھوٹی جوری کے نام سے موسوم ہوئی یہ پنچایت بھی بارہ ایسے اراکین پر مشتمل ہوتی تھی جن کی نسبت گمان غالب تھا کہ مقدمے کے تمام واقعات کا انھیں علم ہے یہ اراکین اپنے ذاتی علم و یقین کی بنا پر تجویز کرتے تھے کہ بڑی پنچایت کا قائم کیا ہوا الزام صحیح ہے یا نہیں۔ یہ تجویز ”ورڈ کٹ“ کہلاتی تھی جس سے مراد قول صحیح یا مختصر فیصلہ ہے آگے چلا چھوٹی پنچایت کو بھی اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی کہ الزام زیر تجویز کی بابت جو باتیں دوسروں کو معلوم ہیں ان کی چھان بین کی جائے۔ اور اس طور پر گواہوں کی شہادت طلب کرنے کا طریقہ۔

رواج پذیر ۱۷۴۱ء

اب لوگوں کو دوا خواہی کے لیے ہر طرح کی آسانیاں میسر ہو گئیں اور کلیرنڈن کی عدالت سن ۱۷۶۶ء اور نارٹھمپٹن کی عدالت سن ۱۷۶۶ء میں جو فیصلجات صادر کئے ان میں یہ تمام تبدیلیاں

پایہ نوٹین کو پہنچ گئیں اور آج کے دن بھی یہ فیصلجات انگریزوں کی آزادی کے قبائے تصور ہو سکتے ہیں ان عہد قوانین کے نفاذ کی بدولت ملک کو جو امن و امان نصیب ہوا اس سے فائدہ اٹھا کر بہت سے لوگوں کو جو بد امنی کے دور میں علمی مشاغل جاری نہ رکھ سکتے تھے تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا اور اعلیٰ آکسفورڈ کے اولین اور ہم پہلی مرتبہ آکسفورڈ میں طلبہ کو فاضل راہبوں سے کہ جس زمانے میں سب سے اچھے معلم وہی تھے درس لیتے ہوئے سنتے ہیں ابتدا کیا درس دتدریس کی اگرچہ مختصر سے پیمانہ پر ہوئی لیکن آگے چل کر یہی کتب

طالب العلم

ایک بہت بڑا دارالعلم ہو گیا۔



لیکن عدالتوں کے انتظام کی اصلاح کرنے کے تہنری نے ایک بہت بڑی مصیبت مول لی۔ اُس کا وزیر خزانہ ٹامس بیکٹ جیسے وہ جے پرائیج کیا تھا اور اس کا وزیر ترین دوست ہو گیا تھا جبہ تھیو بالٹ نے وفات پائی تو تہنری کو موقع ملا کہ امر کی طرح پادریوں کی حالت بھی لگے ہاتھوں درست کرے اور اس خیال سے کہ اس کام میں بیکٹ اُس کا ہاتھ بٹائے گا اُس نے بیکٹ کا تقرر صدر استغنی اُسے کنٹر بری کا صدر اسقف مقرر کر دیا لیکن تہنری نے بیکٹ کے کی خدمت پر۔ انداز فرانس شناسی کا صحیح اندازہ نہ کیا تھا۔ بیکٹ کو جو کام کرنا ہوتا تھا اُس میں ہمہ تن محو دہنک ہو جاتا تھا اور اس کے انصرام میں اپنی زبان لڑا دیتا تھا۔ جب وہ وزیر خزانہ رہا اپنے آپ کو بادشاہ کا نوکر سمجھتا رہا اور حق یہ ہے کہ نوکری کا اُس نے حق ادا کر دیا۔ لیکن صدر اسقف بنتے ہی اُس نے سمجھ لیا کہ اب میں بادشاہ کا نہیں بلکہ کلیسا کے مسیحی کا نوکر ہوں چنانچہ اُس نے اپنا پر تکلف لباس اتار بھینکا اور مکمل کا لباس سپن کر قیسیٹ کے حقوق کی حمایت کا عزم بالجبرم کر لیا۔

یاد ہو گا کہ ولیم اول نے پادریوں کے مقدمات کی سماعت کے لیے قیسیٹیں مقرر کی تھیں (دیکھو صفحہ ۸۳) اُن عدالتوں میں آئے دن انصاف کا خون ہوا کرتا تھا۔ پادریوں کے مقدمات کی سماعت خد متوں پر سامور ہونے کے باوجود قیسیٹ منصب رکھتے تھے اور یہ لوگ جن جرائم کے مرتکب ہوتے تھے یہاں تک کہ سر قور قتل

جیسے سنگین جرم بھی ان سے سرزد ہوتے تھے تو ان سے کوئی خاص مواخذہ نہ ہوتا تھا اور وہ بہ آسانی چھوٹ جاتے تھے کیونکہ کلیسا کے قانون میں کوئی سنگین نہ موجود تھی اور عدالتوں کو ان پر کچھ اختیار نہ تھا تہنری کو اصرار تھا کہ معمولی نوعیت کے جرائم کے لیے پادریوں پر شاہی عدالت میں مقدمات چلائے جائیں اور جس طرح ایڈورڈو مخاطب بہ نائب کے زمانے میں ان کو عام مجرموں کی طرح نہ آئیں دی جاتی تھیں اسی طرح اب بھی دی جائیں۔ تمام اساتذہ اس امر پر رضامند ہوئے مگر بیکٹ کسی طرح راضی نہ ہوا۔ آخر بعد وقت اُسے اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ آئین کا نینڈن کو جو حکومت کی طرف سے قیسیٹ سماعت میں مستند کرنے کے متعلق ۱۶۴۲ء میں مرتب ہوئے تھے تسلیم کر لے۔ لیکن دوسرے ہی دن اپنے ایک پریشیمان ہو کر اُس نے اپنی رضامندی واپس لے لی اور پاپا سے درخواست کی کہ

اس سے کلیسا کے مقابلے میں سرزد ہوا ہے اس کی اسے معافی دی جائے۔  
 شہزادہ ہنری کی تاج پوشی اپنے دوست کی اس حرکت پر ہنری کو بے انتہا غیظ آئی۔ اور اپنا غصہ  
 اُس نے اس طرح نکالا کہ میکٹ کو طح طح دلیں ورسوا کرنا شروع  
 کیا۔ بیکٹ بادشاہ کے عتاب کی تاب نہ لاسکا اور فرار ہو کر فرانس چلا گیا۔ جہاں اُس نے  
 چھ سال گزارے۔ ہنری کی آتش غضب اُس کی غیبت میں بھی فرو نہ ہوئی اور میکٹ کے  
 تمام دوست اور رشتہ دار چن چن کر جلا وطن کیئے گئے۔ ۱۱۷۱ء میں بادشاہ نے چاہا کہ شہزادہ  
 ہنری کے سر پر تاج رکھا جائے تاکہ اس کے زمانہ غیبت میں عثمان حکومت شہزادے کے  
 ہاتھوں میں رہے۔ بیکٹ چونکہ انگلستان میں موجود تھا اس لئے تاج پوشی کی رسم بارگس  
 کے صدر اسقف راجر کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ کزن بری کے صدر اسقف کی اس سے بڑھ کر  
 توہین اور کیا ہو سکتی تھی۔ پایا کی برافروشتگی کی کوئی حد نہ رہی اور اُس نے ہنری کو ایک  
 تہدید آمیز پیام اس مضمون کا بھیجا کہ اگر شاہ انگلستان بیکٹ کو فرانس سے واپس طلب  
 کرے گا تو حلقہ کلیسا سے خارج کر دیا جائے گا۔

بیکٹ کا قتل  
 ۲۹ دسمبر ۱۱۷۱ء  
 غرض ہنری جو اس وقت فرانس میں تھا معاملت پر مجبور ہوا اور  
 بیکٹ کو انگلستان واپس جانے کی اجازت دے دی۔ اب بیکٹ  
 کے نام پر غضب کے مشتعل ہونے کی باری آئی۔ ساحل انگلستان  
 پر لشکر انداز ہوتے ہی اُس نے شہزادے کو تاج پہنانے کے الزام میں یارک کے صدر اسقف  
 کو معطل کر دیا۔ بیکٹ کے اس خصومت آمیز بازو عمل کے احمقانہ ہونے میں کلام نہیں  
 لیکن ہنری کا جنون انگیز جوش غضب اور بھی زیادہ احمقانہ تھا کہ اس واقعے کی خبر پاتے  
 ہی وہ اپنے سے باہر ہو گیا اور پکارا تھا کہ کوئی ہے جو اس فتنہ پرداز پادری سے میرا پیچھا  
 چھڑائے؟ چار فوجی سردار یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور انگلستان پہنچ کر بیکٹ کو  
 جس کی استقامت اور پامردی میں آخر وقت تک فرق نہ آنے پایا کزن بری میں خود اسی  
 کے گر جا کے فرش پر گڑے ٹھوٹے کر ڈالا۔

غصہ اور انتقام کے جذبات کے نتائج یہی ہوا کرتے ہیں قانون کے بدلے  
 میں ہنری بالکل حق بجانب تھا۔ اور بیکٹ نے جو ہنری کی مخالفت کی محض اپنا فرض  
 سمجھ کر کی۔ لیکن آگے چل کر دونوں سیدھے رستے سے بھٹک گئے۔ بیکٹ نے اُس

ہجر و تشدد کا انتقام لینا چاہا جو اس پر روا رکھا گیا تھا اور یہی مقصد خواہش اسس کی ہے راہبرداری کی طرح بن گئی۔ ہنری ہتھے کے جوش میں بے قابو ہو گیا اور اپنے عزیز دوست کا قاتل ٹھہرا۔

ہنری کو جب بیکٹ کے مارے جانے کی اطلاع ہوئی تو سخت شیمان ہوا اور اسی وقت اپنے خاص خاص دوسروں کے ہاتھ پاؤں کو کھلا بھیجا کہ بیکٹ کے ناشدنی فعل میں اس کے ارادے یا اچھا کو ہرگز دخل نہ تھا۔ اس کے بعد اس وقت تک کے لیے اس کی برادرت کا فرمان صادر ہو گیا کی حد عقاب سے پرے پرے رہنے کا ارادہ کر کے وہ انگلستان چلا آیا اور انگلستان سے آئرلینڈ روانہ ہو گیا۔

آئرلینڈ کی تیغ

آئرلینڈ میں بڑے بڑے انقلاب ہو رہے تھے۔ ۱۵۹۵ء سے جب کہ قوم ڈین نے اس ملک پر حکم کیا اہل ملک بے وقت اور بے

جاسے تھے اور ان کی حالت وحشیوں سے بدتر ہو رہی تھی۔ اسلئے میں آئرلینڈ کے نامور سردار براین بورڈ نے ڈین حملہ آوروں کو ایک نئی ریزموکس شکست دیکر ملک سے باہر نکال دیا تھا اگرچہ وہ خود بھی اس موکس میں کام آیا اس زمانے سے آئرلینڈ میں طوائف الملوکی کا بازار گرم ہو گیا اور چھوٹے چھوٹے بادشاہ اور سردار آپس میں برسر پیکار رہنے لگے۔ ہنری نے اپنے عہد حکومت کے اوائل میں آئرلینڈ کے فتح کرنے کی اجازت پا پائے حاصل کر لی تھی اس اجازت سے فائدہ اٹھانے کی نوبت دیر تک نہ آنے پائی۔ اسلئے میں آئرلینڈ کے ایک فرمانبردار ڈرماٹ والی لینٹر نے اپنے ہم چشموں کے خلاف ہنری سے مدد مانگی۔ اس پر ہنری نے پیروک کے امیر رچرڈ ڈوی کلیر کو جو کبھی کمان کے لقب سے لقب تھا آئرلینڈ پر چڑھائی کا اذن دیا۔ امیر موصوف قسمت آزمائے توریوں کا ایک جھٹالے کر چڑھ دوڑا اور لینٹر کے قریب قریب سارے علاقے کو زور شمشیر مسخر کر لیا۔ ہنری جواب ایک لشکر جہاز کر لیا تھا عازم آئرلینڈ ہوا تو اس کا مقصد یہی تھا کہ اس نے علاقے پر اپنا تسلط جمائے۔ وہ ایک سال تک ڈبلن کے باہر ڈیرے ڈالے پڑا رہا اور اس عرصے میں اپنی قوت کو مضبوط کرتا رہا۔ اپنے ہمراہیوں کو اس نے مفتوحہ علاقے میں جاگیرت عطا کیں۔ متعدد قلعے تعمیر کرائے اور آئرلینڈ کے فرمانروا ہونے کی حیثیت سے ملک کے

ہنری تائی فرماں روا کے تمام سرداروں سے اطاعت کا حلف لیا۔ پانچ سال بعد اُس نے اپنے چھپتے بیٹے جان کو جا کر آئر لینڈ بنا کر بھیجا۔ لیکن جان نے اپنی بے عنوانیوں سے اپنے اتنے دشمن بنا لیے کہ اُسے واپس انگلستان آنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اگرچہ آئر لینڈ کا یہ اولین زمانہ ہے لیکن اس ملک کی حقیقی فتح ہمیں تین سو سال بعد جا کر انگریزوں کے ہاتھ میں آئی اور ہنری اپنی سلطنت کی حد و حدود ہنری کے بیٹوں کی بغاوت سے رہا تھا اور ہنری کے بیٹے اور دوسرے دشمنان دولت اُس تلکے سے فائدہ اٹھا کر جو بیکٹ کے قتل نے ملک بھر میں ڈال دیا تھا اُس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے میں مصروف تھے۔ شہزادہ ہنری آرزو مند تھا کہ باپ کے جیسے جی ہی انگلستان یا نارمنڈی کا مطلق الخان فرمانروا بن جائے۔ جافر ی اور چرچ چاہتے تھے کہ فرانس میں بڑے بڑے علاقوں کے خود مختار حاکم ہو جائیں۔ لکوالیانا مار کے دل میں اپنے خاندان کی طرف سے جو اُس کی جانب ملتفت نہ ہوتا تھا پہلے ہی نفرت بیٹی ہوئی تھی شاہ فرانس ہنری کے بڑے بڑے اقتدار کو ایک آنکھ نہ دیکھ سکتا تھا باغیوں کو امداد دینے کے لیے موقع کا منتظر تھا اسکا ٹیلینڈ کا بادشاہ ولیم مخاطب ”بہ شیر بہر“ الگ اس تاک میں تھا کہ انگلستان کے شمالی اضلاع کو دوبارہ فتح کر کے اپنی عداوت میں شامل کرے۔ اور انگلستان کے جاگیر دار اس افراط فری میں اپنی گھوٹی ہوئی قوت کی بحالی کے منصوبے جدا گانہ رہے تھے۔ لیکن ہنری کا کفارہ اور اپنے ہنری ایک اکیلا ان سب پر بھاری تھلا آئر لینڈ سے وہ پایا کے حربوں پر غلبہ قاصدوں کی پیشوائی کے لیے جو اُس کی معافی کا فرمان لائے تھے سیدھا نارمنڈی گیا۔ ادھر سے مطمئن ہو کر اس نے بیٹوں کی باغی شورش فرو کی اور ملک الیانا کو زندان میں ڈال دیا جہاں وہ اس کی وفات تک قید رہی اس کے بعد اس نے بیکٹ کے خراج پر نفس کشی کرنے سے اپنی رعایا کا دل مٹھی میں لیا اور کٹر بری کی چار دیواری سے چلے بھینچ کر وہ نکلا ہی تھا کہ ولیم دلیٹی اسکا ٹیلینڈ کے قید ہونے کی خبر آئی۔ اس قید سے ولیم کو اس وقت تک رہائی نصیب نہ ہوئی جب تک کہ اس نے انگلستان کی باجگاری کا حلف نہ اٹھالیا۔ کٹر بری سے ہنری فوجیں لیے ہوئے ہنسنگڈن کی طرف اپنے باغی جاگیر داروں کی سرکوبی کے لیے بڑھا۔ اور انھیں شکست دے کر از سر نو اپنا حلقہ بگوش بنایا۔ غرض ایک سال کے اندر اندر اُس نے تمام حربینوں کو زیر کر کے

اپنا پورا اقتدار قائم کر لیا۔

فوج روڈین کا قیام

۱۸۱۱ء

اس تمام جدوجہد نے ہنری کو ایک ایسی انگریزی فوج کی ضرورت محسوس کرائی جس پر وہ اڑے وقت میں پورا بھروسہ کر سکے چنانچہ ۱۸۱۱ء میں اس لئے لازمی فوجی خدمت کے اس قدیم مغربی فوجی

قانون کو از سر نو راج دیا جس کی رو سے تمام آزاد اشخاص کو ہتھیار دے دیئے جاتے تھے اور ان سے عہد لے لیا جاتا تھا کہ خطبہ کے وقت اپنے بادشاہ اور ملک کی حفاظت کریں گے۔

فوجی خدمت کا یہ طریقہ اس جاگیردارانہ طریقے سے بالکل مختلف تھا جس کے بموجب رعایا بوقت ضرورت اپنے آقا کے لئے جنگی خدمت انجام دیتی تھی۔ یہ نیا فوجی قانون ہماری ”کلیشیا“ (فوج

روڈین) کی بنیاد قرار پایا کہ اس فوج سے قومی سپاہیوں کی ایک ایسی سمیت مراد ہے جو بطور فوج باقاعدہ طیار کی جائے لیکن جس سے جنگی خدمت صرف اُسی وقت لی جائے جب ملک

کو غنیم سے بچانے کی ضرورت پیش آئے۔ ہنری کی عمر کا باقی حصہ زیادہ تر انگلستان سے باہر گزرا۔ اگرچہ اس عرصے میں وہ چار مرتبہ خود بھی انگلستان آیا لیکن انتظام حکومت ناپائیدار

سے ریشلف ڈی گلیغول کے تفویض رہا جو دادرسی کے فن کا ماہر اور نہایت قابل مشق تھا۔ اسی زمانے میں لندن کا پرائیمل ٹیمپل ہونا شروع ہوا۔ یہ پہلا اسکین پل تھا جو دریائے ٹیمز پر

باندھا گیا۔ اور چار سال تک قائم رہا۔ نیا پل جو اُس کی جگہ از سر نو بنایا گیا ۱۸۲۳ء میں تعمیر ہوا۔

ہنری کی وفات ۱۸۱۳ء ہنری کے ناخلف بیٹے ابھی تک اپنی سرکشی سے باز نہ آئے تھے اور آئے دن باپ سے اُٹھتے رہتے تھے۔ آخر ٹوٹے بیٹے ہنری کا

۱۸۱۳ء میں اور سنچھلے بیٹے بافری کا ۱۸۱۵ء میں انتقال ہو گیا۔ صرف رچرڈ اور جان باقی رہ گئے اور ان کی سعادت مندی کی کیفیت تھی کہ رچرڈ نے فلپ شاہ فرانس کی مدد سے

اپنے باپ کو جس کی صحت اب بگڑتی جا رہی تھی شکست دے کر نورین کے علاقے سے نکال دیا۔ شکستہ دل اور سقیم احوال ہنری نے جب بخار کی حالت میں باغیوں کی فہرست ملاحظہ

کے لئے طلب کی اور چوٹی پر اپنے جیتے بیٹے جان کا نام درج پایا تو مایوس ہو کر کہنے لگا کہ اب حقیقت میں دنیا میرے لئے تنگ ہو گئی جیوں تو کس کے لئے اور کس امید پر اب کے دوسرے ہی دن اُس کا انتقال ہو گیا۔

انگلستان کے بادشاہوں میں ہنری کا نام ہمیشہ نیکی سے یاد کیا جائے گا۔ انگریزوں کو اُس کے عہد حکومت میں امن و امان اور عدل و انصاف کی برکتیں نصیب ہوئیں اور جو عہدہ تو انہیں اُس نے نافذ کیے وہ آج کے دن تک برقرار ہیں۔

## رچرڈ المناطیب شیردل

### ۸۹۵ء لغایت ۹۵۵ء

ہنری کے بعد رچرڈ وارث تاج و تخت ہوا۔ سپاہیانہ اوصاف سے قطع نظر کر کے باقی ہر ایک بات میں وہ اپنے باپ کی ضد تھا۔ اگرچہ اس کی پیدائش انگلستان کی تھی لیکن چونکہ اُس کا ایک بڑا بھائی بھی موجود تھا جو ولی عہد سلطنت تھا لہذا ایکوٹین کے علاقے کی حکومت اُس کے حصے میں بطور ترکہ آئی تھی اور اُسی حیثیت سے اُس کی تعلیم و تربیت باہری ہوئی تھی۔ رچرڈ حقیقی معنی میں انگلستان، انگریزی زبان کا شاید وہ ایک فقرہ بھی نہ بول سکتا تھا اور اپنے کا بادشاہ نہ تھا۔ دو سالہ عہد حکومت میں اُسے انگلستان آنے کا اتفاق صرف دو مرتبہ ہوا اور دونوں بار اس کا قیام صرف چند مہینے رہا۔ وہ سرلیں اور دینی اہل علم ضرور تھا لیکن شجاعت اور مروت کے اوصاف اُس کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے جس کا دوست بن جاتا تھا اس کا آخر وقت تک ساتھ دیتا تھا اور جس کا دشمن ہو جاتا تھا اُس کی جان ہی لے کر چھوڑتا تھا۔ اپنی رعایا کے سونہ ہونے کی اُسے کچھ پروا نہ تھی البتہ نہ ہرب کے نام پر مٹا ہوا تھا اور حروب صلیبیہ میں اُس کے مراد کارنامے یادگار و دروگاہیں۔ اسی لئے انگریزی قوم کو اُس کی ذات پر فخر تھا لیکن انگلستان کی تاریخ پر اُس کا کوئی احسان نہیں یہ گاڑی اس کے حین حیات میں اُس کے بغیر ہی چلتی رہی۔

رچرڈ عہدے اور منصب پر چڑھنے کی تلخ پوشی کی رسم بتاریخ ۳ دسمبر ۱۱۹۵ء عمل میں آئی تخت فرخت کرتا ہے۔ پرہیٹھے ہی اس نے تمام سرکاری عہدے اور اعزاز اور کلیسائی اوقاف اور خالصہ اراضیات جن پر اس کا قابو چل سکا فروخت

کرنی شروع کر دیں۔ اور تو اور مصیبتیں جنگ کے لیے روپیہ جمع کرنے کی غرض سے اُس نے  
 فرماں روا کے اسکاٹ لینڈ کے حلف اطاعت تک کو بیچ کر دام کھڑے کر لیے اور اس طور پر  
 اُسے انگلستان کی باجگداری سے سبکدوش کر دیا۔ صلیبی ہم کے اخراجات کے لیے رقم فراہم  
 کرنے کی دین میں ایک مرتبہ اُس نے یہاں تک کہہ دیا کہ اگر کوئی خریدار نظر آئے تو مجھے اُس  
 کے ساتھ لندن تک بیچ ڈالنے میں عذر نہیں۔ غرض دسمبر کے مہینے میں خلیفہ شاہ فرانس کے  
 ساتھ جاملے کیلئے کہ وہ بھی ارض مقدس کو بارہا تھارچرڈ انگلستان سے روانہ ہو گیا اور اپنی  
 ماں الیانا اور اپنے میر عدل ولیم لانگ شانی کو اپنی غیبت میں ملک کا انتظام کرنے کے لیے  
 چھوڑ گیا۔

لانگ شانی ایک فرومایہ شخص تھا جس نے ویزٹ خزائن کا عہدہ ایک ہفتی  
 رقم دے کر چھوڑ دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ ایسا ذلیل شخص ملک داری کا کسی طرح اہل  
 نہ ہو سکتا تھا۔ انگلستان کے نصیب اچھے تھے کہ چھوٹا باب اپنی زندگی میں دانشمندانہ  
 قوانین بنا گیا تھا اور انہیں قوانین کی ملک میں اصلی حکومت تھی ورنہ لانگ شانی جیسوں  
 نے تو قلم و کلمہ دے کر دیا ہوتا۔ لانگ شانی صرف دو سال حکومت کرنے پایا ملک کے  
 جتنے امرا اور بجاگیردار تھے سب کو اُس سے بلی نفرت تھی۔ اُس کی قوت اگر قائم تھی تو صرف  
 ملکہ الیانا کے سہارے۔ چنانچہ جب ملکہ ۱۱۹۱ء میں عازم جزیرہ صقلیہ ہوئی تو شہنشاہ  
 لانگ شانی کا عزل

۱۱۹۱ء

اُسے برطرف کر دیا اور وہ فرار ہو کر نارمنڈی چلا گیا۔ لندن کے  
 "لارڈ میئر" (رئیس بلدیہ) کا عہدہ غالباً اُسی واسطے کی بدولت  
 قائم ہوا ہے۔ اس لیے کہ جان نے باشندگان لندن کی خدمات کا اعتراف اس شکل  
 میں کیا کہ اہل توان کی مجلس انتظامی کے حقوق کے برقرار رکھنے کا حلف اٹھایا اور اسی کے  
 ساتھ سب سے پہلی مرتبہ ان کے لیے ایک رئیس بلدیہ مقرر کیا جس کے اختیارات شہر کی  
 لندن کا پہلا رئیس حدود کے اندر قریب قریب شاہانہ اقتدارات کے مساوی تھے۔  
 لندن کا پہلا رئیس بلدیہ ہنری فوٹر آ لون مقرر ہوا اور جب تیس  
 سال بعد اُس نے وفات پائی تو بادشاہ وقت جان نے اپنا  
 رئیس بلدیہ آپ منتخب کرنے کا حق باشندگان لندن کے ہاتھ میں ڈالا۔

۱۱۹۱ء

اس اثناء میں رچرڈ نے یہ سن کر کہ لوگ لانگ شانی سے ناراض ہیں ایک اور شخص کا تقریر میر عدل کے عہدے پر کر دیا۔ مگر الیا نارنجی عقلمند سے واپس آگئی جس کا اثر یہ ہوا کہ جان کو جو سخت و تاج غضب کرنے کے منصوبے کا منہ نہ رہا تھا اپنے غاصبانہ ارادے سے باز آنا پڑا۔ ارض مقدس سے شاہ رچرڈ کے شجاعانہ کارناموں کی خبریں انگریزی قوم کو دینے لگی تھیں رہتی تھیں تا آنکہ ایک دن یہ خبر آئی کہ واپسی پر امیر آشریا نے اُسے گرفتار کر کے رچرڈ کا قیدی رکھا۔<sup>۱۱۹</sup> شہنشاہ جرمنی کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے اور جب تک کہ اُسے قیدی دیکھ چھڑایا نہ جائے اُس کی رہائی کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی فیصلے کی

رقم ایک لاکھ پاؤنڈ تھی اور اس رقم کی فراہمی کے لئے ضرورت تھا کہ انگلستان کا ہر باشندہ اپنی سالانہ آمدنی اور مال و املاک کا چوتھا حصہ دے اور اس کے علاوہ چار جدید محصول ادا کرے جو اسی غرض سے لگائے جانے تجویز ہوئے تھے۔ جان نے ازراہ غداری شہنشاہ جرمنی کو بہت کچھ آمادہ کرنا چاہا کہ کسی طرح رچرڈ کو قیدی رکھے لیکن اس کوشش میں اسے کامیابی نہ ہوئی اور قیدی کے ادا ہونے پر رچرڈ ۲۰ مارچ ۱۱۹۴ء کو بمقام سینٹر وچ لنکرائڈز ہوا۔ اس مرتبہ اپنے چہار ماہہ قیام انگلستان کا زمانہ اس نے بیرونی لڑائیوں کے اخراجات کے لئے روپیہ فراہم

کرنے میں گزارا اور اسیری سے رہا ہونے پر صدر اسقف کی دعائیں لے کر وہ مئی کے مہینے میں روانہ نارمنڈی ہو گیا جس کے بعد اُسے انگلستان واپس آنا پھر کبھی نصیب نہ ہوا۔ جان نے غذائے سفلیں کی راہ سے جو سلوک اُس کے ساتھ کیا تھا اس کی پاداش میں اُس نے جان کی تمام جاگیریں اور قلعے ضبط کر لئے لیکن اس سے زیادہ اور کوئی سزا نہ دی بلکہ فیاضی سے کام لے کر بے مہربانی کو معاف کر دیا۔

غیر ملکی لڑائیوں کے لوازمات آئندہ چار سال تک انگلستان کی عنان حکومت ہیو برٹ والٹر اور کے لئے روپیہ دینے سے جافری فٹز پیٹر کے ہاتھوں میں رہی۔ یہ دونوں میر عدل اپنی خدمات نائب السلطنہ ہونے کی حیثیت سے دفاداری کے ساتھ انجام دیتے

رہے اور رچرڈ کو اپنی معرکہ آرائیوں کے لئے جن بیش قرار قوم کی ضرورت پڑتی رہتی تھی انھیں محصولات کی شکل میں اہل ملک پر جبرہ رسدی عاید کرتے وقت انھوں نے تابعدار امکان عدل و انصاف سے کام لیا۔ ایک فائدہ قوم و ملک کو اس سے



ضرور ہوا۔ تمام قلمرو میں چونکہ اب امن و امان کا دور دورہ تھا اس لیے لوگوں نے سوچنا شروع کیا کہ آیا یہ بات مناسب اور قرین صواب ہے کہ بادشاہ اس بے دریغ طریقے سے رعایا پر ٹیکس لگاتا چلا جائے اور رعایا اس سے کوئی باز پرس نہ کرے۔ شدہ شدہ ان خیالات کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر فراہمی رقم کے موقع پر نائبان سلطنت کو قانونی مجالس منعقد کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ ایک مرتبہ تو لیکن اور سالہری کے استغفوں نے روپیہ دینے سے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم گلیا کے اوقات کا حاصل غیر ملکی رائیوں کے اخراجات کے لیے نہیں دے سکتے۔ اس طور پر اہل ملک کے دل میں یہ خیال مضبوطی سے جھٹا شروع ہو گیا کہ اس بات کے تصفیے میں قوم کی آواز کو بھی دخل ہونا چاہیے کہ حکومت کو رعایا پر کون کون سے ٹیکس لگانے چاہئیں۔

رجر ڈکی وفات ۱۱۹۹ء آخر ایک دن یکایک خبر آئی کہ وہ اپنی اہل خانہ کو لیو ہی کے قریب تلخشا لو کا محاصرہ کرتے ہوئے رچر ڈکیہ ایک بے کاری زخم کھا رہا تھا۔ وہ شجاعت جو رچر ڈکا خاصہ تھی مرتے دم تک قائم رہی۔ چنانچہ جس تیر انداز نے اسے نشانہ اجل بنایا تھا اس کو اس نے کشادہ دلی سے معاف کر دیا۔ لیکن جب رچر ڈکی آنکھیں بند ہوئیں تو یہ معافی نظر انداز کر دی گئی اور وہ شخص بے رحمی سے مار ڈالا گیا۔

## جان المخاطب پنجم

۱۱۹۹ء لغایت ۱۲۱۶ء

اب ہم انگلستان کے ایک ایسے بادشاہ کے حالات پر غلام اٹھاتے ہیں جس کی نسبت ایک کلمہ خیر بھی نہیں کہا جاسکتا۔ یہ سچ ہے کہ اس کا زمانہ انگلستان کے لیے نہایت اہم تھا۔ جان کی سیرت اور اس کے عہد میں اہل انگلستان کو آزادی کے بے بڑے حقوق حاصل ہونے لیکن برائی سے یہ اچھائی محض اس لیے پیدا ہوئی کہ بادشاہ کے ظلم و ستم سے تنگ آکر رعایا اٹھ کھڑی ہوئی اور حق و عدل کے حقوق اس سے جبراً لے کر رہی۔ جان دجیہ و شکیل اور خوش طبع و رنگین مزاج تھا۔ تعلیم بھی اچھی پائی

تھی قابلیت بھی رکھتا تھا لیکن پرلے درجے کا سفاک عیاش طاع بدعہ اور نفیس پرست واقع ہوا تھا۔ باپ کو اُس نے دغا دی۔ بھائی کے ساتھ اس نے غداری کی تخت بادشاہی چڑھا تو بھتیجے کی اس نے بیخ کنی کی رعایا کو اس نے ستایا خرض کسی موقع پر اپنے شاہانہ قول و قرار کا پاس نہ کیا۔ چرچہ کی وفات کے وقت جان پاس ہی موجود تھا حاضر الوقت اُمرا نے آرمے اور شاہ فرانس کے اُسے اپنا بادشاہ تسلیم کر کے اس کی اطاعت کا حلف اُٹھایا اور ساتھ جنگ انگلستان میں بھی وہ باپس و پیش حکم اُن منتخب ہو گیا اس لیے کہ باغی کے بیٹے آرتھر والی برٹنی کی عمر صرف بارہ سال کی تھی اور اسی لیے

اُس کا ساتھ دل سے کسی نے نہ دیا۔ البتہ فرانس کی حالت انگلستان سے جداگانہ تھی۔ بیان نے نارمنڈی۔ پائٹرا اور ایکوئٹین کے صوبوں پر تو کسی قدر جدوجہد کے بعد قبضہ کر لیا لیکن صوبہ انجو کا جینی امیر آرتھر تھا اسی لیے انجو اور برٹنی کے علاقوں کی آبادی اُس کی حمایت پر کمر بستہ ہو گئی۔ دیرینہ سال ملک الیا نار نے جس کی عرب اسٹی برس کی ہو چکی تھی جان کی طرف داری کا اعلان کیا اور فرانس کا بادشاہ فلپ آرتھر کی حمایت میں بیخ کن ہو گیا یہ جنگ کچھ کچھ وقفے کے ساتھ تین سال تک جاری رہی تا آنکہ شہزادہ آرتھر کو جس نے سبیل پاٹو کے قلعہ مراہل میں اپنی دادی الیا نار کو گھیر رکھا تھا جان نے شکست دیکھ کر فنا کر لیا۔

آرتھر کا قتل ۱۲۰۲ء اب ایک ایسا فاضل شنیع وقوع میں آیا جس کی یاد سے آج تک ہمارے روئنے کھڑے ہو جاتے ہیں گرفتاری کے وقت آرتھر کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ جان نے اُسے روکن کے لئے حصار میں قید کر دیا مگر جادو کے لئے صاف کہہ دیا کہ میں تاج انگلستان کے دعوے سے دست بردار نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد ہی وہ انیا کے پردے سے ہمیشہ کے لیے غائب ہو گیا۔ شیکسپیر نے اپنے نامک میں اس شجاع و فوہ شہنشاہ کے شرمناک قتل کی تصویر کھینچ کر ہمارے دلوں میں غصہ و غضب اور رحم و ہمدردی کے جذبات کا تلاطم بپا کر دیا ہے۔ لیکن یہ ایک ڈراما نویس کی جادو نگاری کا کرشمہ ہے۔ اصل حقیقت کا علم ہمیں اس قدر ہے کہ یورپ بھر میں گھر گھر اس بات کے چرچے ہوئے لگے کہ جان نے اپنے بھتیجے کو مرداؤالا ہے اور اس میں ذرا شک نہیں کہ یہ الزام درست تھا۔ جان کا قبضہ اپنی فرانسیسی جاگیرات پر فلپ شاہ فرانس کے محکوم ہو چکی

حیثیت سے تھا چنانچہ قلیب نے اُسے حکم دیا کہ آرتھر کے قتل کا جواز اہم اُس پر لگایا جا رہا  
 مارمنڈی اور انجو کے علاقے | ہے اُس کی صفائی اپنے ہم چشم امراءے دولت کے مواجہہ میں  
 جان کے قبضے سے | آکر پیش کرے۔ جان نے انتقال اُس سے پہلو تہی کی۔ اس پر قلیب  
 نے اُس کی تمام فرانسیسی جاگیرات کی ضابطی کا اعلان کر دیا۔ ملک کے  
 نخل گئے۔

اکثر امرا بھی اُس کے مخالف ہو گئے اور اس کی ماں بھی انتقال  
 کر گئی۔ بالآخر ہجرت ان جزائر کے جو آجائے انگلستان میں واقع ہیں (دیکھو نقشہ نمبر ۳) شمالی  
 فرانس کے تمام مقبوضات جان کے ہاتھ سے نخل گئے۔ متہائے جنوب میں ایک فقط کا سکتی  
 کا علاقہ جو اُس کی ماں کی ملک سے تھا اور صوبہ ایکوٹین کا ایک حصہ قلیل اُس کے قبضے  
 میں رہا مارمنڈی اور انجو کو از سر نو مسخر کرنے کے لیے اس نے بیشک متعدد کوششیں کیں  
 لیکن یہ سب کوششیں راہگاہ گئیں۔ غرض اُس ناپاک قتل کی یاداش میں جس کے ارتکاب  
 سے اُس نے تخت انگلستان پر قبضہ کیا اُس کا تمام آبائی ترکہ ایک ساتھ اس کے ہاتھ سے  
 جاتا رہا۔ جان کے اس نقصان سے انگلستان کو یہ ایک بہت بڑا فائدہ ضرور ہوا کہ آئندہ  
 کے لیے اس ملک کے تاجدار اور امرا اسی کے ہو گئے۔ اب تک وہ انگریزی قوم کا رویہ  
 خبیث کر کے یونٹوں میں جنگ کیا کرتے تھے۔ اب ضرور ہوا کہ وہ انگلستان ہی کو اپنا گھر بنائیں  
 اور اہل انگلستان ہی کے ساتھ قربت اور دوستی کے رشتے قائم کریں۔

اسٹیفن لیگٹن کا انتخاب | لیکن جان کے لیے جلد ہی ایک نئی الجھن پیدا ہو گئی مگر شہ  
 پانچ سال سے صدر اسقف ہیوبرٹ وزرات خزانہ کے منصب پر  
 مامور تھا اور ملک کا انتظام اُس نے نہایت اچھا کیا تھا۔ جب شہنشاہ میں اُس کا انتقال  
 ہوا تو کٹر بری کے پادریوں نے اس خیال سے کہ جان یقیناً اس ذمہ داری کی خدمت پر  
 کسی اپنے ماشیہ نشین ہی کا تقرر کرے گا خفیہ طور پر خود ایک صدر اسقف منتخب کر لیا۔ جان  
 کو جب اس دانے کی اطلاع ہوئی تو اس نے ان میں سے بعض پادریوں کو ایک اور  
 صدر اسقف کے انتخاب پر مجبور کیا۔ دونوں اسقفوں نے پاپائے انوسنٹ ثالث سے  
 فریاد کی لیکن پاپائے دونوں کو الگ کر دیا اور جن چھ پادریوں کا وفد فریاد لے کر آیا تھا  
 اُن سے قرعہ انتخاب ایک نیک نفس اور متدین انگریزی میس اسٹیفن لیگٹن کے نام ڈلوادیا  
 جو اس وقت روم میں قیام پذیر تھا۔ جان نے لیگٹن کا داخلہ انگلستان ہی بند کر دیا اور

اپنے اس فیصلے پر ایسا اڑا کہ آخر پاپائے سولہ میں سارے انگلستان کے حق انگلستان کے لئے نبی میں مذہبی بندش کا حکم جاری کر دیا یعنی تمام پادریوں کو بدعت بندش سولہ۔

کردی کہ نہ تو گرجاؤں میں لوگوں کے کھانچ پڑ جائیں نہ قبرستانوں میں مردوں کو دفن ہونے دیں اور رسم اصطلاح کی انجام دہی یا کسی دم توڑے شخص کے حق میں دعا مانگنے کے علاوہ گرجا میں دعا یا نماز کی قسم سے کوئی مذہبی رسم نہ انجام دیں۔ چار سال تک یہ سخت بندش قائم رہی۔ مگر جہاں تک کھانچ نہ بچی۔ کوئی دعا نہ مانگی گئی۔ کوئی نماز نہ ادا کی گئی۔ مردے اندھ بھی رسوم کے بغیر کھائیوں اور چراگاہوں میں گر گئے کھود کر کاڑ دیئے جاتے رہے۔

حلقہ کلیسا سے جان ملک کے حق میں یہ بہت بڑی سختی تھی اس لئے کہ جھگڑا تو اصل میں حکومت اور کلیسا کے درمیان تھا اور رعایا بچاری مفت میں نصیب کا اخراج سولہ جمیل رہی تھی لیکن جان کو اس کی خس برابر بھی پروا نہ ہوئی۔

وہ اٹلا کر نہ تو زنی پر اترا آیا اور کلیسا سے اس طرح بدلہ لیا کہ اسقفوں اور قیسوں کا تمام مال دامناک ضبط کر کے جو رقم اس طرح وصول ہوئی اس سے آئر لینڈ اسکاٹ لینڈ اور ولز کی لٹائیوں کا خرچ پورا کیا۔ اس پر انونٹ نے سولہ میں جان کو کلیسا کی برادری کے حلقے سے خارج کر کے اس حکم کو عام کر دیا کہ کوئی شخص جان کی اطاعت نہ کرے اب بھی جان کے بھانویں نہ ہوں بلکہ جن جن لوگوں نے پاپائے احکام کی پیروی کی انہیں سزائیں دینی شروع کیں۔ چنانچہ نارنچ کے ٹبرے پادری کو عدول چمکی کی پاداش میں اس نے سیسے کے ایک گرانبار سر پوش کے نیچے کچلا ڈالا۔ امرائے سلطنت جب بار بار سے ایک ایک کر کے فصحت ہو گئے تو جان نے ان کے قتلوں پر قیفہ کر لیا ان کے بچوں کو گرفتار کر لیا اور ان کی بیبیوں اور بیٹیوں کے ساتھ شرمناک سلوک کیا۔ آخر سولہ میں پاپائے روائے جان کی مزدولی کے اعلان کے ساتھ فلیٹ ہ فرانس کو انگلستان پر فوج کشی کا حکم صادر کر دیا۔

جان پاپا کی اطاعت کی ذات کو نقصان پہنچاتا تھا۔ اگر اس کے تعلقات رعایا سے اچھے ہوتے تو اسے پاپا اور فلپ دونوں کی مخالفت

کی پروانہ ہوتی لیکن اس کی بدکرداریوں نے تمام لوگوں کے دلوں میں اس کی طرف سے نفرت ڈال دی تھی اور کوئی شخص اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہ تھا۔ کسی منہم نے پیشین گوئی کی تھی کہ "اسٹین ڈے" (یوم صوم) سے پہلے پہلے کہ یہ دن جان کے جلوں کی سالگرہ کا دن تھا جان کی حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اُس پیشین گوئی سے اس باختم ہو کر اُس نے نہ صرف لینگٹن کا تقرر صدر اسقف کے عہدے پر منظور کر لیا بلکہ ازراہ غایت تذلل تلج انگلستان پاپا کے وکیل مطلق پنڈ لف کے حوالے کر کے پھر وہی تاج پاپا کی باجگذار رعایا ہونے کی حیثیت سے واپس لیا۔ اپنے اس طرز عمل سے جان نے پاپا یان روما اور تاجداران انگلستان کے درمیان ایک طویل و مدید کشمکش کی بنا ڈال دی جس کا سلسلہ تین سو سال سے زیادہ عرصے تک قائم رہا۔

قوم کی بھتی طاقت | جان نے لینگٹن کا تقرر منظور کرنے کو تو کر لیا لیکن یہی تقرر خود اس کے گلے کا مار ہو گیا۔ ہنری ثانی اور چرچ کے خاموش و پراسن دور

حکومت میں قوم کی قوت سا لہا سال سے بڑھ رہی تھی شہروں میں جب صدائے جس پراہل شہر کا جلسہ منعقد ہوتا تھا جلسے کے اراکین امور پر بحث پر آزادی سے گفتگو کرنے کے نوگر ہو چلے تھے۔ تجارت کی مجالس تجارت کے ضابطے معین کرتی تھیں۔ پیشہ وروں کی مجالس اہل حرفہ کو ارباب اقتدار کی سخت گیر یوں سے بچاتی تھیں۔ اور جب کبھی بادشاہ وقت کو روپے کی ضرورت پیش آتی لوگ روپیہ دے کر نئی مراعات حاصل کر لیتے تھے۔ یونیورسٹیوں میں طلبہ کو سادات کا بہنٹے ملنے لگا تھا۔ انگریز۔ نارمن۔ ڈیوک اور ویش نسل کے طالب علم بلا لحاظ درجہ ورتبہ عام اس سے کہ وہ امیر زادے ہوں یا دہقان زادے دوستانہ اور ہمیشہ برابری کی حیثیت سے آپس میں ملتے تھے۔ دستانہ میں بھی آزادی کی یہ روح اپنا کام کر رہی تھی۔ مالک و ملوک کی باہمی ذمہ داریوں کا تعین قانون نے کر دیا تھا۔ دونوں کو ایک دوسرے کے مقابلے میں خاص خاص فرائض حاصل تھے۔ مزاج بسا اوقات آزاد ہوتا تھا اور بجائے محنت کے اپنے آقا کا حق خدمت ایک بندھی رقم کے ذریعے سے ادا کر دیتا تھا۔ غرض قوم کے مختلف طبقوں میں اب اس قدر یک جہتی تھی کہ ایک ظالم بادشاہ کے مقابلے میں عوام الناس اور امرائے متحد ہو جانے کی صورت نکل آتی تھی۔

امرا کی طرف سے تبارک اور ان کا سرگروہ بنے۔ یہ بڑا لینکشن نے اٹھایا اور علم انقلاب کے بلند ہونے کی تیاریاں ہونے لگیں۔ ۴ مارچ ۱۸۴۸ء کو مسقوں امیروں اور شہروں کے شریفوں کا ایک جلسہ اس سلسلے پر غور کرنے کے لیے منعقد ہوا کہ جن اسقوں کا مال و متاع جان نے لوٹ لیا ہے اُن کی کس قدر قسم حکومت کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس پر جافری فٹنر میئر عدل نے امرا سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر آپ لوگ جہان کے مظالم اور سخت گیر لوں کو برداشت کرنے پر رضا مند ہیں تو اس میں کسی کا کیا تصور ہے۔ ساری خطا خود آپ لوگوں کی ہے۔ ورنہ اگر آپ چاہیں تو اتھاقنا بادشاہ کو بہتری اول کے قوانین کے اتباع پر مجبور کر سکتے ہیں۔ اس کے چند ہفتے بعد سینٹ یال کے گرجا میں ایک اور جلسہ ہوا جس میں اسٹیفن لینکشن نے بہتری اول کا ضابطہ قوانین پیش کیا اور جلسے کے متفقہ فیصلے کے موافق فٹنر میئر نے دونوں جلسوں کے مطالبات جہان کے رد پر پیش کر دئے تھائے کارین اسی زمانے میں فٹنر میئر کا انتقال ہو گیا اور جہان نے میئر عدل کے عہدے پر اپنے ایک بدیسی حاشیشین کو مامور کر دیا۔ لیکن حقوق طلبی کی جنگ کا سلسلہ صدر اسقف لینکشن نے برابر جاری رکھا اور شمالی و جنوبی علاقہ جات کے امرائے مقام اڈمنڈ سبری خفیہ طور پر مجدد پیمان کیا کہ یا تو حقوق کے ایک نئے منشور پر جان سے دستخط کر کر رہیں گے یا تلوار سے اُس کا مقابلہ کریں گے۔ چنانچہ ۱۵ مارچ کے ماہ جنوری میں انھوں نے اپنے مطالبات بادشاہ کے سامنے پیش کر دیے۔ امرا کی اس اچانک کارروائی نے جان کے ہوش پرانہ کر دیئے جان منشور اعظم پر دستخط اور تو اس سے اس وقت پر کچھ بن نہ پڑا البتہ تین مہینے کی ہمت کر تا ہے ۱۵ مارچ۔ ان کے مطالبات پر غور کرنے کے لیے طلب کی۔ یہ بھی اس کا ایک داؤں تھا۔ بجائے اُس کے کہ وہ اہل ملک کے حقوق کی نوعیت کی سختیاں کرتا اُس نے جیکے جیکے فوج فراہم کرنی شروع کر دی اور اپنا نام صلیبی جنگ آزماؤں کی فہرست میں داخل کر لیا تا کہ اس کے خلاف جنگ کرنے والا دینی بے حرمتی کا مرتکب سمجھا جائے۔ لیکن امراچی گولیاں نہ کھیلے تھے۔ انھوں نے تلوار میں نیام سے نکال لیں اور سارا ملک ان کے ساتھ ہو گیا۔ جان کی تمام امیدیں اب خاک میں مل گئیں سارا

ملک ایک طرف تھا اور وہ یکہ آتنہا ایک طرف۔ جہت سات فوجی سرداروں نے اُس کا حق رفاقت ادا کیا اور وہ انہیں کوٹے کر اپنے رکنش امرائے رلی میڈ میں جو وڈمر کے قریب دریائے ٹیمز کے کنارے واقع ہے مقابل ہوا ۱۵۱۵ء کو اُس نے اپنی مرضی کے خلاف طوعاً و کرہاً مشوراً عظیم پر دستخط ثبت کئے اور یہی وہ اساسی ضابطہ ہے جس نے اس وقت سے لے کر آج کے دن تک انگریزوں کی آزادیوں کی نگہداشت کی ہے اس قبلاً عظیم کے اکثر قوانین کچھ سے نہیں تھے بلکہ پہلے سے دوسرے شاہی مشوروں کے اندر درج چلے آتے تھے۔ اس کے دو فقرے خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ پہلے فقرے کا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ مجاز نہ ہو گا کہ اپنی مرضی سے اپنی رعایا کو جبراً اور جس طرح چاہے قید کر دے یا سزا دے۔ بلکہ ضرور ہے کہ ہر شخص کے دوسرے اُس کے برابر والے ہوں دوسرے فقرے کی رو سے بادشاہ کو استغناء امیر الامراء اور برسر اور چھوٹے درجے کے جاگیرداروں کی رضامندی کے بغیر ٹیکس لگانے کا اختیار حاصل نہ تھا۔ باقی فقرات کے ذریعے سے زیادہ تر قدیم حقوق کی تجدید کی گئی تھی۔ لیکن بڑی بات اس قبائے میں یہ تھی کہ دوسرے مشوروں میں تو بادشاہ اپنے جلوس کے وقت جس مشوراً عظیم کے فوائد۔ ان قوانین کا اعلان کر دیا کرتا تھا جن سے رعایا پر حکومت کرنی مقصود ہوتی تھی اور یہ مشوراً عظیم ایک مابہ و محتاج پر دستخط کرنے کے لیے رعایا نے ایک ظالم بادشاہ کو مجبور کیا تھا۔ تو کم از کم اس قدر طاقتور ہو گئی تھی کہ قوانین کی بجا آوری اور دوسروں کے حقوق کی تکریم پر کین رعایا اور کیا بادشاہ وہ تو کم کو یکساں مجبور کر سکتی تھی۔ امرائے اپنے اور نیز حوام کے حقوق کے نفاذ کا یہاں تک تہیہ کر لیا تھا کہ اُن میں سے کچھیں امیروں کی ایک مجلس اس غرض سے مقرر کی گئی کہ بادشاہ نے جو وعدے کئے ہیں اُن کے ایفا کی نگرانی کرے اور اس کو یہ اختیار دیا گیا کہ نقص عہد کی صورت میں شاہی قلعوں اور زمینوں پر قبضہ کر لے جان جی میں ٹھان جکا جان اور اس کے امراتھا کہ اپنا عہد کبھی پورا نہ کرے گا۔ امر کو وہ بطاعت اچھٹان کی جنگ۔ رہا اور ساتھ ساتھ ہدیسوں کی فوج فراہم کرتا رہا۔ پاپا سے بھی اُس نے عدد مانگ بھیجی اور بالآخر خانہ جنگی کا بازار گرم ہو گیا جان کو متحد و مرکوں میں فتح حاصل ہوئی اور انگلستان کے شمال میں جو کچھ اُس کے

سناٹے آیا حوالہ دیجو آتش ہوتا گیا۔ آخر کار جان کی غدارانہ بہ عہد یوں نے امر کا پیمانہ پھیر  
لوئی فوج لے کر آتا ہے جھلکا دیا اور انھوں نے شاہ فرانس کے سب سے بڑے بیٹے  
لوئی کو انگلستان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے لیے  
بلایا بھیجا۔ چنانچہ لوئی ایک لشکر ہزار لے کر روانہ ہو گیا لیکن موت نے چند مہینے بعد انگلستان  
کو اس ظالم فرمانروا کی گرفت سید اسے چھڑا لیا۔ لیکن شاہ کی دلدلوں میں وائش  
کی ندی کو عبور کرتے وقت جان کا تمام خیمہ و خرگاہ اور جواہرات اور تاج جو اسے اپنی  
رعایا سے کہیں زیادہ محبوب تھا مروجوں کی نذر ہو گیا۔ دوسرے دن ”سوائمنز ہسٹل“  
(سرخوک) کے مٹھے میں اس کی طبیعت بگڑ گئی مگر وہ بیماری کی حالت ہی میں آگے بڑھا  
جان کی وفات چٹا گیا۔ اور ۱۹ اکتوبر ۱۲۱۷ء کو بمقام نیوارک انتقال کر گیا۔  
جان نے دو کمین (ٹکے) بنری اور رچرڈ یا دیگر چھوٹے اور  
جب اس کی آنکھیں بند ہوئی ہیں تو ملک کی یہ حالت تھی کہ  
چاروں طرف خانہ جنگی کا ہنگامہ برپا تھا اور غیر ملکی افواج کی قطاروں سے میدان بھرے  
پڑے تھے۔





# آٹھواں باب

## امرا کی جنگ

ہنری سوم ۱۲۱۶ء لغایت ۱۲۷۲ء

شاہ جان اس دنیا سے اٹھ چکا تھا اور فرشتہ اجل نے اُس سے عہد کرنے یا عہد کو توڑنے کی قابلیت چھین لی تھی۔ امرائے فرانس کے شہزادہ لوئی کو دعوت دینے میں جو غلطی کی تھی اُس پر پشیمان ہونے کی نوبت اب آچلی تھی کیونکہ انھیں معلوم ہو گیا تھا کہ شہزادہ لوئی اُن کی جاگیریں اپنے فرانسیسی امیروں کو بخش دے گا۔ اسی لیے وہ انگلستان کے کمسن شہزادہ ہنری کو جس کی عمر اس وقت صرف نو سال کی تھی اپنا بادشاہ بنانے کے لیے بلطیط آباد ہتھے۔ غرض وچھترہ کے اسقف نے جان کی وفات کے دس دن بعد گلاسٹر میں نو عمر ہنری کی تخت نشینی شہزادہ کے سر پر تاج رکھا۔ تاج تو دیا میں غرق ہو گیا تھا اسی لیے ۳۰ اکتوبر ۱۲۱۶ء تاج پوشی کی رسم ایک سادہ طلائی حلقے کے ذریعے سے انجام دی گئی اور ہنری نے پاپا کے وکیل مطلق گوالو کے سامنے باجگزارانہ حیثیت سے روم کی اطاعت کا حلف اٹھایا۔ اس موقع پر قبائلی اعظم از سر نو شائع کیا گیا لیکن وہ فرد

مذہب کر دیا گیا جس کا یہ مضمون تھا کہ ٹیکس لگانے کے لیے بادشاہ کو رعایا کی رضامندی حاصل کرنی لازم ہوگی۔ پیر وک کا دیرینہ سال اور دانشمند امیر ولیم ہارشل جو ہنری کے پاپ دادا کی رفاقت میں ثابت قدم رہتا چلا آیا تھا بادشاہ کا اتالیق اور نائب السلطنۃ شہزادہ لوئی کی فرانس کو مقرر ہوا رفتہ رفتہ تمام امرائے جو جادہ اطاعت سے منحرف ہو گئے تھے حکومت کے آگے سرمنابت غم کر دیا شہزادہ لوئی تخت انگلستان پر قبضہ کرنے کے لیے ابھی تک جدوجہد کر رہا تھا لیکن انگریزی قوم کی متفقہ طاقت کے آگے اس کی کچھ پیش نہ گئی۔ ۲۰ مئی ۱۲۱۷ء کو امیر پیر وک نے اُس کی فوج کو مکین کے کوچوں میں شکست دی اور ۲۴ اگست کو ہیو برٹ ڈی برلے کے ہاتھوں اُس کے پیر وک نے آبنائے انگلستان میں نرک اٹھائی ان حالات میں اُس نے اس معاہدہ کو بہت

شہزادہ لوئی کی فرانس کو  
مراجعت ۱۲۱۶ء

غلبت سمجھا جو فریقین کے درمیان بقام لیبنتہ قلعہ ہوا اور جس کی روسے روپے کی کچھ رقم  
 اُس کے ہاتھ آئی۔ چنانچہ وہ یہ رقم لے کر انگلستان سے خست ہو گیا دو سال بعد کہن سال ۱۱۸۸  
 بادشاہ کا عہد طفولیت کا پھر وہاں کا انتقال ہو گیا اور پیٹر ڈی روسے اسقف وینچسٹر نوین  
 ۱۱۸۹ء کی نیت ۱۱۹۰ء فرما کر وہاں کا اتالیق مقرر ہوا۔ حکومت کا انتظام ہیو برٹ ڈی براویل  
 اور نیک نہا وٹلیٹن اینگلس صدر اسقف کے سپرد ہوا۔ ۱۱۹۲ء میں  
 صدر اسقف نے ہنری کی تخت نشینی کی رسم دوبارہ انجام دی اور ۱۱۹۳ء میں یو بسٹ منگی  
 اُس نے نظم و نسق سلطنت کی عنان خود اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اول اول اس تیسرے  
 سلطنت کے انتظام میں کوئی حقیقی فرق نہ آنے پایا اس لئے کہ ہنری کے تیسرے اُس کی خام  
 مجلس شوریٰ کی حیثیت سے برابر کام انجام دیتے رہے۔ اسی مجلس سے اس کو نسل کی  
 ابتدا ہوئی جو چارے زمانے میں "پریوی کونسل" کے نام سے مشہور ہے شہر ویہد دونوں  
 رعایا کی حالت جگہ کی رعایا خوش حال تھی۔ یہ سچ ہے کہ خاندانگی کا طوفان  
 ملک بھر میں اپنے پیچھے فساد و اضطراب کی ایک لہر چھوڑ گیا  
 تھا۔ بزرگوں اور شاہراہوں پر رابن ہڈ۔ لٹل (کوچک) ا جان اور فرابر (برادر) آٹک کی  
 وضع و قماش کے دیدہ دلیر ڈاکو منڈلاتے پھرتے تھے لیکن ان قزاقوں کا قاعدہ تھا کہ  
 زیادہ تر مال دار مسافروں ہی کو لوٹتے تھے لوگوں کے گھروں پر چھاپے نہ مانتے تھے  
 فصلیں عموماً اچھی ہوتی تھیں۔ مزدوری پیشہ لوگوں تک کو جو اور کبھی کبھی گھوڑوں کی روٹی  
 کھانے کو اور جو کی شراب پینے کو بکثرت مل جاتی تھی۔ دسترخوان پر بھلی بھی ہوتی تھی اور پیر  
 بھی۔ لوگ موسم سرما میں اپنے سینے کا کپڑا خود منبتے تھے۔ چمڑے کی دباخت خود کرتے تھے  
 اور کلڑی کے جن اوزاروں کی ضرورت ہوتی تھی خود تیار کرتے تھے۔ کشتی چھپکتی اور تیرنا کا  
 جس کا سیکھنا قاعدہ لازمی تھا ان کے دل لگی کے مشغلے تھے۔ سال میں چند مرتبہ دیہی عدالت  
 اور پنچایت کے جلسے بھی ہوتے تھے جس سے کسان اور زمیندار کی زندگی کی یکسانی میں فی الجملہ  
 متنوع اور یکساں پیدا ہو جاتی تھی۔ کبھی کبھی کوئی دیہاتی اپنے آقا سے کسی شہر میں جا کر تجارت  
 کرنے کی اجازت لے لیتا تھا یا فرج میں بھرتی ہو کر بادشاہ کے دشمنوں سے لڑنے کے  
 لئے انگلستان سے باہر چلا جاتا تھا یا گاؤں کے پادری سے لکھنا پڑھنا سیکھ کر اُس کی سفارش  
 پر قلعہ کو مکمل کرنے کے لئے یونیورسٹی میں جا داخل ہوتا تھا شہروں میں بھی گراں بار شاہی

محصولات کے باوجود اندرونی اور بیرونی تجارت ترقی کرنی باقی تھی۔ دیہات کے باشندے  
 جو چیزیں اپنے لیے خود نہ بنا سکتے تھے انہیں جاگیر کا خانہ سالانہ سیلوں سے خرید لیتا تھا۔ یہ سیلے بادشاہ کی خاص اجازت سے  
 ہر سال ملک کے مختلف حصوں میں بھرتے تھے اور جو سامان ان میں فروخت ہوتا اُس پر  
 بادشاہ محصول وصول کرتا تھا۔ ان سیلوں سے رعایا کو بہت بڑا فائدہ پہنچتا تھا اگرچہ بعض  
 دفعہ جب ہنری کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ لندن جیسے مقامات میں بھی جہان اُن  
 کی کچھ ضرورت نہ تھی اُن کے لگائے جانے کا حکم دے دیتا تھا اور اس سے مستقل دکانداروں  
 کو نقصان پہنچ جاتا تھا۔ اسی عہد کے اندر ۱۲۵۷ء میں اول اول ملانی کے انگلستان میں مسکوک  
 ہوئے لیکن ان کا عام چلن کہیں ۱۳۴۷ء میں جا کر ہوا۔

پاپا انگلستان سے روپیہ رعایا اگرچہ خوش حال و فارغ البال تھی لیکن بادشاہ اور امارا کے  
 تعلقات کشیدہ ہو کر پھر ایک خطرناک صورت اختیار کر رہے تھے۔  
 وصول کرتا ہے۔

۱۲۵۷ء میں صدر مستف لیگشن کا انتقال ہو گیا اور اس کی وفات  
 کے بعد پاپاے گرگوری نہم انگلستان کے ساتھ اس طرح سلوک کرنے لگا گویا کہ یہ ملک  
 اُس کی ذاتی جاگیر ہے۔ آئے دن بڑی بڑی رقیں منگا بھیجتا تھا اور اپنے جنگی مصارف  
 ادا کرنے کے لیے انگلستان کے ہر پادری کے مال و املاک تک کا دسواں حصہ ہتھ لیتا تھا۔  
 اُس پاپا نے انگلستان کے اعلیٰ و ادنیٰ کلیساؤں کے مناصب پر بھی اطالوی پادریوں کو مقرر کر دیا  
 تھا اور وہ انگریزی روپیے نہ جیسے بھرتے چلے جاتے تھے۔ ان بدیسی پادریوں کو رعایا کے  
 مسود و بہبود کی مطلق پر دانہ تھی اور اگر مٹیوایان مذہب کی اُس جماعت کے دو جدید بے  
 انگلستان میں آکر اشاعت علم کی خدمت سر انجام نہ دیتے جو فراتر یعنی آخوان کے نام سے  
 موسوم ہے تو لوگ جہالت اور وحشت کی پستی میں ٹپے رہتے۔ اُن میں ایک طبقہ مذہبی  
 یا آخوان مسود کہلاتا تھا۔ ڈامینکی انہیں اس لیے کہتے تھے کہ ان کے مٹیوایان نام مذہب  
 تھا جو ایک ہسپانوی نژاد راہب تھا۔ دوسرا طبقہ ایک اطالوی راہب  
 فرانسس ساکن ایسی کی پیروی کے باعث فرانسکی یا "بیض"

کے نام سے موسوم تھا۔ راہبوں کی یہ برادری مختلف اقوام کے نیک نفس افراد سے  
 مرکب تھی جنہوں نے فقیرانہ زندگی بسر کرنے کی منت مان رکھی تھی۔ وہ تمام ایشیا اور

یورپ میں نئے پاؤں سفر کرتے پھرتے تھے اور لباس کی قسم سے ان کے جسم پر ایک ادنیٰ لباس ہوتا تھا جس کے گردن کا ایک پٹکا بندھا رہتا۔ انگلستان میں اگر انھوں نے اس ملک کے شہروں کے ذلیل و ذلیل ترین خلوں میں سکونت اختیار کی اور لوگوں کی اصلاح کے لئے جا بجا پھرتے اور شبانہ روز کو ششش کرتے رہے۔ انہیں برادران کلیسیا میں سے ایک برادر مشہور و معروف راجر میکن بن جس کی معرکہ آرا تصنیف "اولس مجسٹری" اور "اولس گولڈ" کی توجہ کو مسائل حکمرانی کی طرف منطوق کیا۔

۱۲۳۳ء تا ۱۲۵۱ء  
ہنری مطلق العنان ہو کر  
حکومت کرتا ہے

۱۲۳۳ء میں بادشاہ نے ہیو برٹ ڈی براک طرف سے جگمان ہاکر  
میر عدل کا منصب اُس سے چھین لیا اور عنان اختیار خود اپنے ہاتھ  
میں لے کر اُن مشیران باتریر کی جگہ جو اس خوش اسلوبی سے حکومت  
کا انتظام کرتے چلے آئے تھے مخفی معمولی کا کرک مقرر کر دئے۔ اُسی  
دن سے شیرازہ نظم و نسق درہم و برہم ہونے لگا۔ اس لئے کہ ہنری مستکون مزاج خود بین  
مفسد و کائناتوں کا کچا تھا اس میں کچھ خوبیاں بھی ضرورتاً تھیں مثلاً اُس کے اصناف و وسیع تہذیب  
شاعری اور فنون لطیفہ سے اُسے خاص لگاؤ تھا۔ ولیٹ فٹنٹین کی عمارت کو موجودہ  
شکل میں اُسی نے نگر تعمیر کرایا اور انگریزی فن عمارت کو اُس کے مذاق سلیم نے ترقی دی  
لیکن بلکہ اسی کے فن سے وہ نا آشنا تھا۔ آج جس شخص پر اعتبار کرتا تھیں اُسی پر شبہ کیا گیا  
ڈانے لگتا تھا اور اگرچہ طبیعت کا نرم اور نیت کا نیک تھا لیکن کمزور ایسا واقع ہوا تھا کہ  
تو کبھی اپنے ضمیر ہی کے حق سے عہدہ برآ جو سکا اور نہ کسی دوسرے ہی کا اُس نے کبھی  
ساتھ دیا۔

پرسیوں کا اکھاڑا۔ ہنری کی ماں اسامیلانے اپنے شوہر شاہ جہان کی وفات کے بعد ایک فرانسیسی عیست شادی کر لی تھی اور اُس نے کئی اولادیں بھی ہوئیں۔ ہنری نے اب اپنے نفع و علاقائی مقاصد کو روپیہ اور جاگیریں بخشنی شروع کیں اور انگریزی اشرافیاں فرانسیسی عیبوں میں گھٹکنے لگیں پھر ۱۶۳۷ء میں اُس نے پروٹسٹنٹ کی شہزادی الیانا کے ساتھ عقدہ کیا اور اب اس کی سسرال والوں کے نہال ہونے کی باری آئی۔ فرانسیسی پرسیوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ اُس کے دربار میں آجے اور اس نے انگلستان کی امیرزادیوں کو اُن کے ساتھ بیاہنا شروع کر دیا۔ اسٹرانگ

جنوب میں لندن کا جو حصہ ابھی تک سیواٹے کہلاتا ہے اُس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس جگہ ملکہ الیانا کے ایک چچا پٹریمیر سیواٹے کا محل واقع تھا۔

پارلیمنٹ کا آغاز | پاپا کے عالموں کے اخصیال با بچہ اور بد سیویں کی حرص و آرزو کی متفقہ دست برد سے انگلستان مفلس ہوتا چلا جا رہا تھا۔ خود بادشاہ

بھی حد کا فضول خرچ تھا اور ملک کے روز افزوں افلاس میں اُس کی مسرفانہ عادات کے علاوہ اس کی یہ کوشش بھی حصہ لے رہی تھی کہ کسی طرح اُس کے باپ کے فرانسیسی مقروضات

اُسے واپس مل جائیں ان گونا گوں ضرورتوں کے لئے روپیہ فراہم کرنے کی غرض سے وہ اُمراء و عمائد و اساقفہ کی مجلسیں منعقد کرنے پر وقتاً فوقتاً مجبور ہوتا تھا۔ یہ مجلسیں پہلی مرتبہ پارلیمنٹ کے نام سے موسوم ہوئیں۔ پارلیمنٹ ایک فرانسیسی لفظ پارلیاں سے

لیا گیا ہے اور پارلے کے معنی بولنے کے ہیں۔ ان جلسوں میں امراء بادشاہ کو رٹم کی منظوری یا تحقیر کیسچ کر دیتے تھے اور جدید مطالبے کے وقت اصرار کرتے تھے کہ مخارج کی جانچ

پر تال اور نگرانی کے لئے ایک ذمہ دار میر عدل ایک وزیر مال اور ایک افسر خزانہ مقرر ہونا چاہئے۔ بادشاہ زبانی وعدے تو بہت کرتا تھا اور چھ مرتبہ اُس نے قبائل جات کی توثیق

بھی کی لیکن کسی وعدے کے ایفا کی نوبت کبھی نہ آئی۔ ہر سال جب بادشاہ کی طرف سے رٹم کا مطالبہ ہوتا تو ہمیشہ مشکلات پیش آتی تھیں اور جیسا جیسا روپیہ کا تقاضا کرتا جاتا تھا

یہ مشکلات زیا دہ چمپید ہوتی جاتی تھیں تا آنکہ امرا کو یہ بات جی میں ٹھان لینے پڑی کہ ان آسے دن کے بارے میں مصارف کی روک تھام کرنی چاہئے اور بادشاہ کے بد سی منہ لگوں

کی افزائش کا قصہ پاک کرنا چاہئے۔

سائین ڈی مانت فرٹ | انکن کے اسقف گراسٹن، کنٹر بری کے صدر اسقف ایڈمنڈ رچ یہاں تک کہ خود بادشاہ کے بھائی رچرڈ امیر کورنوال نے طرح طرح

کے جتن کئے کہ جو ابتری پھیلی ہوئی ہے اُس کا خاتمہ ہو جائے۔ لیکن اس تمام جدوجہد میں امرا کا خاص سرغنہ امیر لیٹر سائینڈی مانت فرٹ تھا۔ بادشاہ کی بہن الیانا رسائین کے

احبابہ عقیدیں آئی تھی اور اس لحاظ سے وہ رشتہ میں بادشاہ کا مہنوی ہوتا تھا۔ اگرچہ امیر سائین کے ماں باپ بد سی تھے لیکن اُس کی دوزی انگلش تھی اور شاید اسی لئے وہ

انگلستان کا سچا دوست اور سہی خواہ تھا۔ اُس کے قول و فعل سے راستی آشکارا تھی جو کی

حمایت پر وہ ہر وقت کمر بستہ نظر آتا تھا اور اس کے دوست گرانٹ اور فرانسس سلی  
طبقے کے ایک راست کردار راہب آدم مارش نے اس آرزو کا گہرا نقش اُس کے دل  
میں بٹھا دیا تھا کہ کسی طرح لوگوں پر عدل و انصاف کی حکومت ہو۔ کئی سال تک بادشاہ  
کے نائب ہونے کی حیثیت سے وہ گلاسگونی کے علاقے پر حکومت کرتا رہا اگرچہ بادشاہ نے  
اس زمانے میں اُس کے ساتھ یہ شرمناک سلوک کیا کہ نہ تو روپیہ ہی سے اُس کی ماہ  
کی نہ فوج ہی سے۔ آخر جب وہ انگلستان آیا تو بادشاہ کی بے عنوانیوں اور حماقتوں پر  
اُسے متنبہ کرنا چاہا لیکن یہ تمام کوششیں رائیجاں گئیں۔ بائیس سال تک حالت بد سے  
بد نظمی کے بائیس سال بدتر ہوئی چلی گئی۔ یہ مسئلہ میں جب پرچ کا انتقال ہوا تو ہنری نے  
ملکہ کے چچا بانی ٹیس امیر سیوٹے کو جو ابھی عنفوان شباب ہی  
میں تھا کنٹریری کا صدر اسقف مقرر کر دیا۔ ۱۵۳۷ء میں گرانٹ نے بھی وفات پائی  
مگر مرتے سے پہلے وہ اس ملک کی شکایات کی ایک فہرست مرتب کر کے سائمن سے  
قسم لیتا گیا کہ آخر وقت تک حق و انصاف کی حمایت سے دستکش نہ ہوگا اس وعدے  
کو امیر سائمن نے پورا کر کے دکھا دیا۔

پاکستان صقلیہ کا تاج ایڈمز  
کے سر پر رکھنا چاہتا ہے  
یہ مواد جو اندریک رہا تھا چند سال کے بعد چھوٹ پڑا۔ ۱۵۳۷ء  
میں پاپا نے انوسنٹ چہارم کی کانٹروہنشاہ جرمنی سے  
جھوٹ ہو گئی۔ اور پاپا نے اُسے جزیرہ صقلیہ کی حکومت سے  
بیدخل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ ہنری کے چھوٹے بیٹے ایڈمز کی عمر اس وقت صرف سال  
کی تھی پاپا نے ہنری کو کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے ساتھ مل کر کانٹروہ کو سسلی سے نکال  
دو تو تاج صقلیہ ایڈمز کے سر پر رکھا جاسکتا ہے۔ ہنری نے ازراہ حماقت یہ تجویز منظور  
کر لی اور اگرچہ انوسنٹ کا عین اسی زمانے میں انتقال ہو گیا لیکن یہ سمجھوتا بے قرار رہا اور  
انوسنٹ کا جانشین پاپا نے الکزنڈر چہارم ہنری کی طرف سے ہنری ہی کی مالی امداد کے  
سہارے کانٹروہ پر حملہ آور ہوا۔ ۱۵۳۷ء میں جب پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا تو بادشاہ  
کو اعتراض کرنا پڑا کہ اس کے ذمے پاپا کا قرضہ بقدر ایک لاکھ پینتیس ہزار مارک (یا تو  
ہزار پاؤنڈ) واجب الادا ہے۔

محزون پارلیمنٹ ۱۵۳۷ء - سن کراہم کی برہمی کی کوئی حد نہ رہی۔ اور ان کا برہم ہونا اور جی جی

اس لئے کہ عقلیہ کی جنگ کے معاملہ کی انہیں کانوں کان خبر نہ ہونے پائی تھی اور ادھر خزانہ  
 ثانی موتا چلا جا رہا تھا۔ آخر انھوں نے بہت کچھ رد و قبیح کے بعد صرف باؤن ہزار مارک  
 کی منظوری دی اور جب ۱۱ جون ۱۷۵۷ء کو آکسفورڈ میں پارلیمنٹ پھر منعقد ہوئی تو وہ یوپی  
 طرح سے مسلح ہو کر آئے۔ اس موقع پر ان کی طرف سے یہ مطالبہ پیش ہوا کہ جو بیس امرا کی  
 مجلس نظام حکومت کی اصلاح کے لئے مقرر کی جلتے اور الگین مجلس میں سے بارہ کو تو باؤ  
 نامزد کرے اور بارہ کا انتخاب خود ان کی جانب سے عمل میں آئے۔ اصلاحات کی تفصیل  
 حسب ذیل تھی: (۱) ہر سال تین پارلیمنٹوں کا انعقاد ہو کرے (۲) قلعے انگریزوں کو  
 واپس مل جائیں (۳) بادشاہ کو مصلح و مشورہ دینے کے لئے ایک مستقل پر یوپی کو نسل  
 (خاص مجلس شوری) مقرر ہو (۴) میر عدل۔ وزیر مال اور افسر خزانہ جن کا تقرر مجلس امرا  
 کے اختیار سے عمل میں آئے ہر سال کے خاتمے پر اپنی کارروائیوں کی رپورٹ پر یوپی کو نسل  
 کے سامنے پیش کیا کریں۔

ضوابط آکسفورڈ | بادشاہ کے طغیانوں کی جماعت امرا کے اس طرز عمل سے سخت  
 ناراض ہوئی اور اس پارلیمنٹ کو تو لفظاً "مجنون پارلیمنٹ" کے  
 نام سے موسوم کیا لیکن ہنری نے بجز تسلیم نہ کرنے کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا چنانچہ اُس  
 نے اور اس کے بڑے بیٹے ایڈورڈ نے جو اس وقت نوزدہ سالہ تھا باقرار صلح عہد کیا  
 کہ ان "ضوابط آکسفورڈ" پر حرف بھرنے سے منع کیا جائیگا۔ سب سے پہلا شخص جس نے بدیہی  
 ہونے کی حیثیت سے اپنے قلعہ حکومت کے حوالے کر دیے۔ خود امیر سامین تھا چالٹ  
 دیکھ کر بادشاہ کے بہت سے فرانسیسی حاشیہ نشین اپنے وطن کو فرار ہو گئے اور ان کے  
 عہدوں اور منصبوں پر انگریز مقرر ہوئے۔

جنگ آسمان  
 ۱۷۵۷ء

حکومت اب امرا کے ہاتھ میں تھی۔ لیکن ان کا اقتدار صرف  
 چار سال تک قائم رہا۔ اس لئے کہ ان میں سے اکثر کو سلاطین  
 اصلاحات سے چنناں دیکھی نہ تھی۔ ان کے لئے جی اٹھینان کا فی تھا کہ بدیہیوں کو ان  
 نے ملک سے نکال دیا۔ رہا امیر سامین سواؤں کی اہلی چھٹی خواہش صرف اس قدر تھی  
 کہ کسی طرح حکومت کا انتظام خوش اسلوبی سے چلتا رہے۔ شہزادہ ایڈورڈ اپنی طبیعت  
 اللغات ہندی اور نیک نفسی کے اقتضا سے سامین کی حمایت پر آمادہ تھا لیکن انشا



کی نیت بخیر نہ تھی۔ اُس نے پاپا کو پہلے ہی سے لکھ کر کہا تھا کہ ایسا عہد سے اُسے بری کر دیا جائے۔ چنانچہ فرمانِ براءت کے وصول ہوتے ہی اُس نے قلعہ لندن پر قبضہ کر لیا اور تمام اضلاع کے نام احکام جاری کر دیئے کہ امر کی طرف سے جو افسر مقرر ہیں اُن کا ہرگز حکم نہ مانیں۔ اس پر اُمرا طیش میں آ کر تیغ برف ہو گئے۔ اور بلکہ نے گھبرا کر قلعہ لندن میں جاپناہ لی۔ ذیقین جنگ پر تلے بمسے تھے اور چھوٹی چھوٹی جھڑپیں بھی ہوئیں اگرچہ کوئی بڑا امر پیش نہیں آیا۔ آخر جانین کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ اس بحث کا ثالث کوئی نہم شاہِ فرانس کو قرار دینا چاہئے جو اپنے زہد و اتقا اور شرافت نفس کے لحاظ سے ہر چھوٹے بڑے کی تنظیم کا مستحق ہے۔ وہ جو فیصلہ کہے گا وہ دونوں کو منظور ہوگا۔ کوئی نے اس کا نام ۱۲۹۵ء میں کلیسا کے حلقہ اولیا کی فہرست میں داخل ہوا (امور باب النزاع پر غور کرنے کے بعد یہ رائے ظاہر کی کہ بادشاہ کو خود مختارانہ حکمرانی کا حق حاصل ہے اور اسی نے اس کے لحاظ سے بنیاد آسمان اُس نے اپنے محاکمہ میں فیصلہ قطعی بحق نہری صادر کیا۔

امرا کی جنگ

۱۲۶۳ء

اب وہ مشہور جنگ چھ لگنی جو امر کی جنگ کے نام سے موسوم ہے اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ بادشاہ اور امر کے درمیان حصولِ اقتدار کیلئے شاہِ جان ہی کے زلمے سے کشمکش چلی آئی تھی۔ پندرہ ہزار باشندگانِ لندن امیرِ سامین کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے۔ اور جب ملکہ الیسا تار قلعے سے نکل جانے کی کوشش کر رہی تھی تو عوام کے ایک جم غفیر نے اُس کی تذلیل و توہین کے ساتھ اُس پر کچھ اور پتھروں کی بوچھاڑ کی۔ امر کا ایک گروہ بادشاہ کا بھی طرفدار ہو گیا اور شہزادہ ایڈورڈ نے جب دیکھا کہ نوبت کھلم کھلا لڑائی تک آ پہنچی ہے تو ساری بددستی فرج لے کر اپنے باپ کے ساتھ آلا۔ اور امیرِ سامین کے طرفداروں کی بھی ایک بہت بڑی جماعت تھی۔

جنگِ یونیز

۱۲۶۴ء

۲۴ مئی ۱۲۶۴ء کو کئی چھوٹی چھوٹی جھڑپوں کے بعد دونوں فوجوں کا یونیز کے قریب مقابلہ ہوا اول اول تو شاہی لشکر کا ہلہ بھاری رہا لیکن شہزادہ ایڈورڈ جس نے حملے کی ابتداء کی اس نے دالوں کو شکست دے کر اُس توہین کی غضب آلودیا دیں جو انہوں نے اُس کی ناک حق میں روا رکھی تھی دوستکِ رگیدتا ہوائے گیا اسی ایک واقعہ نے لڑائی کا رنگ بدل دیا

اور جب وہ قنائب سے واپس آیا تو میدان ہاتھ سے جا چکا تھا اور بادشاہ حریف کی قید میں تھا خود ایڈورڈ کے لیے بھی اب بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ اپنے آپ کو دشمن کے حوالے کر دے۔

بادشاہ اور ولیعہد قیدی اس کے بعد امرسایمن نے ایک سال سے کچھ اوپر بادشاہ کے نام سے انگلستان پر حکومت کی اور ہنری اُس کی حراست میں رہا۔

۲۰ جنوری ۱۲۶۵ء کو اس نے ویسٹ منسٹر میں پارلیمنٹ کی ایک

اجلاس منعقد کیا۔ اس اجلاس کے شرکار اگرچہ صرف وہی لوگ تھے جو اس کے دست و بازو تھے پھر بھی اُسے بہت بڑی تاریخی اہمیت حاصل ہے اس لیے کہ سائمن نے ۱۲۵۷ء کے

طرز عمل کا اعادہ کرتے ہوئے نہ صرف ہر ضلع سے دوسروں کو شرکت کی دعوت دی بلکہ ہر شہر کے دو باشندوں کو بھی امر کے ساتھ پارلیمنٹ کی کارروائی میں حصہ لینے کیلئے

امام اور عوام کی شرکت طلب کیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ شہری آبادی یا عوام کے نائب بھی

پارلیمنٹ میں جنوری ۱۲۶۵ء پارلیمنٹ کے اجلاس میں شریک ہو گئے۔ سرداروں کو ضلع کے

زمیندار ضلع کی عدالت میں جو زمانہ قدیم کے چنپاتی حلقے کی قائم مقام

مختی منتخب کرتے تھے اور یہ نائب گویا آج کل کے ممبران پارلیمنٹ کی جگہ تھے جنہیں اب بھی

مپس آف دی شائر (سرداران حلقہ) کے تاریخی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ شہروں کے

ممبروں کا انتخاب شہر والوں کی طرف سے عمل میں آیا تھا۔

لیکن سائمن اپنی جماعت کا اتحاد اب پھر قائم نہ رکھ سکا۔ امر اُس کے اقتدار

کو رکھ کر رقابت کی نظروں سے دیکھنے لگے تھے خصوصاً امیر گل اسٹر اُس کا بہت بڑا

رقیب تھا۔

شہزادہ ایڈورڈ کا فرار سائمن کے بیٹوں کی بددماغی بھی لوگوں کو گوارا نہ تھی اور اُس کے

علاوہ وہ بادشاہ کا قیدی بنا رہنا پسند نہ کرتے تھے۔ ایک دن

غیرادہ ایڈورڈ نے جویر فرڈ میں نظربند تھا پہرہ والے سنتریوں

سے گھوڑ دوڑ کرائی۔ اور جب شرط کے بعد اُن کے گھوڑے شک گئے تو خود اپنے

ساترہ دم باد پا کو ایڑتا کر چمپیت ہو گیا۔

اُس کا قید سے رہا ہونا تھا کہ اُس کے قدیم ہوا خواہوں کا جھٹا اُس کے

اگر جمع ہو گیا اور امیگلاشر ایک زبردست جمعیت کے گراؤ کے ساتھ آٹھ شہزادہ دریا کے سیلورن کے کنارے کنارے یا ناکرتا ہوا بڑا ہاگلاشر اور وارٹر کو سرکہ کے اُس نے بلوں کو توڑ ڈالا اور سائمن کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ اُسے بھاگ کر ویز کے حکمران لیون کی پناہ ڈھونڈتے بنی۔ اس کے بعد شہزادہ نے کینلورٹھ میں بیچ کر پناہ جنگ ایوشام ۱۲۶۵ء اس معرکہ سے فارغ ہو کر اور ان جھنڈوں کو جو سائمن کے بیٹے کی فوج کے سرداروں سے چھینے گئے تھے اپنی فوج کے سامنے رکھا

ایڈورڈ ایک ہی تاخت میں اس پھرتی سے ایوشام واقع وارٹر شایر میں کہن سال امیگلاشر کے سر پہنچ گیا کہ اُسے خبر بھی نہ ہونے پائی کہ دشمن اس قدر قریب آ گیا ہے۔ شہزادہ کے ساتھ اس وقت ویز کے نائبیت یافتہ جوانوں کی محض ایک مختصر سی جمعیت تھی یہ دیکھ کر کہ اب موت کے پنجے سے بچ کھٹنا محال ہے سائمن نے ان چند امیروں سے جو اس کے شریک حال تھے کہا کہ بھائیو! آؤ ہم اپنی روئیں خدا کو سونپ دیں کیوں کہ ہمارے جسموں پر تو دشمن کا قبضہ ہو چکا ہے کہہ کر وہ مروانہ وارنیم کی صف میں گھس گیا اور مرتے دم تک اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری رہے کہ ”یہ خدا کا فضل ہے۔“

صلحنامہ کینلورٹھ ۱۲۶۶ء سائمن کے ساتھ اس کی جماعت کی امیہ وں کا خاتمہ ہو گیا۔ خانہ جنگی کا سلسلہ اور ایک سال قائم رہا اور اس کے بعد

کے درمیان کینلورٹھ کے مقام پر ایک صلحنامہ مرتب ہوا جس کی رو سے بادشاہ نے اکثر امر کو ان کی جاگیرات واپس دے دیں۔ شہزادہ ہنری نے شہزادہ آکسفرڈ کی از سر نو توثیق کی اور آئندہ چھ سال کا زمانہ امن و امان سے بسر ہوا۔ شہزادہ ایڈورڈ شہزادہ میں بغرض شرکت حرب صلیب انگلستان سے روانہ ہو گیا اور ابھی وہ باہر ہی تھا کہ بادشاہ نے ۱۶ دسمبر ۱۲۶۷ء کو وفات پائی۔ ہنری نے پچاس سال سے اور کچھ مدت کی اور یہ زمانہ زیادہ تر فسادوں میں گذرا۔ اس مدت میں اُس نے دیدہ و دلالتہ قوم و ملک کو کبھی کوئی ضرر پہنچانے کا قصد نہیں کیا۔ پھر بھی انگلستان کو بے انتہائی تیر جھیلنی پڑی جس کی وجہ محض اس قدر رہے کہ چشیت بادشاہ ہنری بالکل فضول اور بھلا سمجھاؤ

## نوال باب

### ویلزا اور اسکا ٹلینڈ کے ساتھ شمشک

ایڈورڈ اول (منسوب بہ ویسٹ منسٹر) ۱۲۷۲ء تک  
ایڈورڈ دوم (منسوب بہ کائرناروان) ۱۲۷۲ء تک

شاہی کونسل کی نیابت امپری کی وفات پر شاہی کونسل نے شہزادہ ایڈورڈ کی بادشاہی کا اعلان کیا اور اُس کی غیبت میں نائبانہ حیثیت سے کوئی دو سال تک امن وامان کے ساتھ حکومت کی تا آنکہ اُس نے

انگلستان کو معاودت کی اور بتاریخ ۱۹ اگست ۱۲۷۲ء سر برٹن بادشاہی رکھا اس وقت ایڈورڈ کی عمر پینتیس سال تھی۔ قد لمبا تھا جسم توانا تھا۔ بال سیاہ تھے آنکھوں سے حلم کا نور چھٹتا نظر آتا تھا لیکن برا فرخنگی کے وقت یہی آنکھیں قہر کے شرار سے برسا لے لگتی تھیں اُس کا شمار انگلستان کے بہترین

ایڈورڈ اول کی شکل بادشاہوں میں ہے۔ اور ملک کے قوانین پر اُس کی بہت سی اصلاحوں کا احسان ہے۔ وہ ایک فرماں بردار فرزند ایک وفادار شوہر اور ایک شفیق باپ

تھا۔ اُس کی سعادت مندی اور شرافت کا یہی ثبوت کیا کہ جب لندن والوں نے اُس کی ماں کی امانت کی توجوش بغیر سے وہ بیتاب ہو گیا۔ اُس کی پاکبانا عظمت کی نشانیاں اگر ڈھونڈ لی ہوں تو ان صلیبوں کو دیکھ لو جو آج کے دن تک ہر اس مقام پر نصب نظر آتی ہیں جہاں اس کی پہلی بی بی ملکہ ادیانار کا جنازہ لٹکائی اور ویسٹ منسٹر کے درمیان ٹھہرا تھا۔ چیزنگ کر اس کی وجہ تسمیہ انھیں میں سے ایک صلیب ہے بہادری سچائی اور استقامت اُس کے خاص جوہر تھے۔ اُس کا مقولہ تھا کہ ”ہمیشہ راست کردار اور راست گفتار ہو“ باپ کی غلطیاں چونکہ اُس کے پیش نظر تھیں اس لیے اُس کی ہمیشہ ہی خواہش رہتی تھی کہ کسی طرح

رعایا کا دل مٹھی میں لے اور اُن کے لئے عمدہ قوانین جاری کرے غلطیوں  
اُس سے بھی ضرور ہوتی تھیں اور زیادتیاں وہ بھی کر بیٹھتا تھا۔ لیکن اس کا  
باعث صرف وہی قدیم خیال تھا جو ابھی تک اُس کے دماغ میں سما یا ہوا تھا کہ  
بادشاہ کے لئے قانون کا توڑ ڈالنا بھی جائز ہے۔

پہلا نامور وزیر <sup>۱۷۰۱ء</sup> امر کی جنگ کے بعد میر عدل کے عہدے کی تجدید نہ ہونے  
پائی۔ وزیر مال (گویا صدر اعظم) کے اختیارات اب بادشاہ  
سے دوسرے درجے پر تھے اور رابرٹ ہرنل جس کا تقرر وزارت مال پر ہوا انگلستان  
کا پہلا نامور وزیر مال تھا ایڈورڈ نے مستر حکومت پر بیٹھے ہی نظام سلطنت کی خرابیوں  
کی اصلاح شروع کر دی۔ امر کو قیمت ادا کئے بغیر مویشیوں کو اپنے قلعوں کے اندر  
ٹانگ لے جانے کی ممانعت کر دی گئی۔ اور اُن کو سختی سے ہدایت کر دی گئی کہ اپنی  
رعایا سے ناجائز رقوم کسی صورت میں وصول نہ کریں۔ ایک قانون اس مضمون  
کا وضع کیا گیا کہ شریفوں اور عدالت کے دوسرے حاکموں کے آزادانہ انتخاب کا  
حق رعایا کو حاصل ہونا چاہئے۔ ایڈورڈ نے ملک کے سترہ رائج الوقت کی بھی اصلاح  
کی اور چاندی کی نصف پینیاں اور فارونگ مسکوکہ کرائے۔ الفریڈ کے زمانے  
نصف پنی اور فارونگ سے اس وقت تک سکہ کی حالت یہ تھی کہ چاندی کی پہنی پر صلیب  
کے سکوں کی تسلیک کا ایک گہرا نشان کندہ ہوتا تھا اور لوگوں کو جب خوردہ کی  
ضرورت پڑتی تھی تو حسب حاجت اس کا نصف یا ربع لے لیا کرتا  
توڑ لیتے تھے۔

ایڈورڈ نے اب اپنی توجہ ویلز پر مبذول کی جو آٹے دن کی شورشوں  
اور فسادوں کا گھر بنا ہوا تھا۔ قدیم نسل کے برطانویوں کے قبضے سے قریباً تمام  
وہ علاقہ جو ابھی اُن کی ملک تھا بتدریج نکل چکا تھا۔ اسٹریٹھم کلائیڈ اور کمبرلینڈ  
کے انگلستان اور اسکاٹلینڈ میں ضم ہو چکے تھے۔ مغربی ویلز یعنی ڈیون اور کالونول  
ویلز کے اضلاع کا الحاق جنوبی انگلستان سے ہو چکا تھا اور ویلز کے جنوبی  
اضلاع کو بھی نارمن امرانے فتح کر لیا تھا۔ یہ امر ایڈورڈ کے سرحدی علاقے  
میں سکونت رکھتے تھے اور اسی لحاظ سے "علاقہ داران سرحد" ویلز کہلاتے تھے۔

البتہ ویلز کا صرف شمالی رقبہ ایسا رہ گیا تھا جہاں اولاد وطن مقامی سرداروں کے زیر نگیں تھی۔ ان لوگوں کے دلوں میں سکسن قوم سے نفرت اور کیتھ تھا اور اس نفرت کو ان کے قومی بھارت نیک نہاد شاہ آرتھر کے انہیں عہد کی خوبیاں اور سکسنوں کی بُرائیاں جوش انگیز ترانوں میں بیان کر کے اور زیادہ ابھارتے رہتے تھے۔ ان سرداروں میں سب سے بڑا لیولن امیر سنوڈن وائیس ویلز تھا جس نے لیولن اطاعت سے امیر سائن کو اس کے خرمن میں مدد دی تھی اور جنگ امر کے انکار کرتا ہے دوران میں خود مختار رائے حیثیت سے حکومت کی تھی لیڈورڈ نے جب اسے باجگزاری کا حلف اٹھانے کے لئے انگلستان بلایا تو اس نے صاف انکار کر دیا۔ ایڈورڈ نے چاہتا تھا کہ نوبت جنگ تک پہنچے۔ دو سال تک بلکہ اس سے بھی اوپر اس نے سبھی جتن کئے کہ کسی طرح معاملہ صلح و صفائی سے طے ہو جائے۔ لیکن لیولن نے کسی طرح نہ مانا آخر سنوڈن میں بادشاہ نے ویلز پر فوج کشی کی اور لیولن کو ذک اٹھا کر کوہستانی کمین گاہوں میں پناہ لینے پڑی۔ شاہی فوجوں کے بڑھتے دباؤ کی تاب نہ لا کر لیولن کو مجبوراً ہتھیار ڈالنے پڑے اور ایڈورڈ نے خاص خاص شرائط کے ساتھ اس کا درجہ و اقتدار بحال رکھ کر اسے امیر سائین ڈی مانٹفرٹ کی بیٹی سے شادی کرنے کی اجازت دے دی۔

لیکن چار سال بعد ویلز میں پھر بغاوت برپا ہو گئی لیولن ایک شجاع اور شریف شخص سردار تھا لیکن اس کے بھائی ڈیوڈ (داؤد) کو جو ایک مرتبہ لیولن کو دغا دے کر انگریزوں سے جاملتا تھا کبھی ایک حال پر قرار نہ تھا۔ اب اس نے غدارانہ کا دوسرا پہلو اختیار کیا۔ فلنٹ شائر میں قلعہ ہارڈن پر جا چھا پہارا۔ ویلز کی انگریزی عدالت کے حاکم اعلیٰ کو گرفتار کر لیا اور لیولن اور دوسرے سرداران ویلز کو بھڑکایا کہ اٹھ کھڑے ہوں اور "سرخ دات" کو لوٹ لیں۔ ویلز میں مدت سے ایک کشمکش گئی چلی آتی تھی کہ جب انگریزی سکہ کی شکل گول ہو جائے گی تو ویلز کے ایک شہزادے کے سر پر لندن میں تاج رکھا جائے گا۔ جب نوٹی ہوئی مینیوں کی بجائے چھوٹے تسخیر ویلز سکہ اور گول سکہ مضروب ہوئے تو لوگوں کو یقین ہو چلا کہ اس

پیشین گوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا ہے۔ غرض بادشاہ کو دوبارہ ویزا پر پورا  
 لگائی پڑی۔ ویزا کے جاڑے بڑے سخت ہوتے ہیں ایڈورڈ کو بھی زحمتوں اور  
 مشقتوں کا سامنا ہوا۔ لیکن اُس کے پائے ثبات میں مطلق بغض نہ آنے پائی  
 آخر اقتدار نے یاد دلائی کہ دریاے والی کے کنارے ایک چھوٹے سے معرکہ میں  
 بہادر لیولین بڑی مردانگی سے کام آیا اور اُس کے مرنے کے ساتھ ہی انگلستان کا  
 پھر راولین برائے لگا۔ چند ہفتے بعد ڈیوڈ پوکا گیا اور خدا ارادہ ناک حرامی کی  
 پاداش میں لاسالہ اس کی گردن ماری گئی۔ ایڈورڈ نے پورا ایک سال ویزا میں گزارا  
 اور داد گسٹری کے لئے عمرہ قوانین نافذ کئے۔ ان ہی دنوں بمقام کائنار و اس کے  
 میں اُس کو خدا نے ایک بیٹا دیا جس کا نام ایڈورڈ رکھا گیا۔ اس زمانے سے ویزا کا  
 پہلا انگریزی شہزادہ بلز الحاق انگلستان سے ہو گیا۔ اگرچہ ویزا کے قوانین انگلستان کے  
 قوانین سے جدا گانہ تھے۔ الیانا اسکے چار بیٹوں میں سے ایڈورڈ  
 ہی جو ویزا میں پیدا ہوا تھا زندہ رہا۔ سن ۱۳۱۲ء میں ایڈورڈ نے

اس شہزادے کو شہزادہ ویزا کا لقب عطا کیا۔ اہل ویزا اس لڑکے کو بے حد عزیز  
 رکھتے تھے اور وہ پہلا انگریزی شہزادہ تھا جو شہزادہ ویزا کے لقب سے ملقب  
 ہوا۔ سن ۱۳۱۲ء جب وہ تخت انگلستان پر بیٹھا تو لوگوں نے اُس قدیم پیشین گوئی کو  
 حرف بحرف پورا ہوتے دیکھ لیا کہ ویزا کے ایک شہزادے کے سر پراندن میں تاج  
 رکھنا جائے گا۔

آئندہ بارہ سال کا زمانہ جس کے دوران میں تین سال کے لیے ایڈورڈ  
 انگلستان سے باہر رہا زیادہ تر قانونی اصلاحات میں بسر ہوا جو آج کے دن تک قائم ہیں  
 قانون دست شل قوانین اراضی نہایت احتیاط سے منضبط کئے گئے اور اُس  
 مشہور و معروف قانون دست شل کا نفاذ عمل میں آیا جس کی  
 رو سے سرکاری اجازت کے حصول کے بغیر اراضی کا "دست شل"

کے قبضے میں رہنا ممنوع قرار پایا جو جاگیر دار فوجی خدمت سے پہلو تہی کرنا چاہتے تھے  
 وہ یہ حیلہ اختیار کرتے تھے کہ اپنی اراضیات بنائے ملو پر کلیسا یا کسی مذہبی انجمن کو  
 دے ڈالتے تھے۔ اس قانون کی وجہ سے ایسی حیلہ گری ممنوع قرار پائی۔ اسی

میں عدالتیں جن پر پہلے صرف میرے عدل کی نگرانی ہوتی تھی تین شاخوں میں تقسیم کر دی گئیں (۱) عدالت شاہی جس میں سرکاری مقدمات منجمل ہوتے تھے عدالتوں کی تنظیم (۲) عدالت خصوصیات عامہ جس میں رعایا کے خانگی مقدمات دائر ہوتے تھے (۳) عدالت مال جس میں کٹری

مالگزاروں کے تمام مقدمات کا تصفیہ ہوتا تھا۔ وزیر مال کے اجلاس میں اب وہ تمام مشنیں بھی پیش ہونے لگیں جن میں رعایا کی طرف سے بادشاہ کی خدمت میں رحم و کرم کی التجا ہوتی تھی اور اس طور پر وزیر مال رفتہ رفتہ ایڈ وکٹو سوم کے عہد کے آغاز میں عدالت ”چانسلری“ (عدالت عالیہ صیغہ دیوانی) کا حاکم اعلیٰ ہو گیا۔ بالآخر جن مقدمات کا ان میں سے کسی عدالت میں بھی تصفیہ نہ ہوتا تھا وہ خود بادشاہ کی حضور میں باجلاس پر یوی کو نسل پیش ہوتے تھے تاکہ اگر بے انصافی ہوئی ہو تو اس کی تلافی کر دی جائے۔

ایڈ وکٹو اب ڈکیتی اور غارت گری کے اسرار کی طرف متوجہ ہوا۔ اس زمانے میں بڑی بڑی جماعتیں ایسے دراز دست لوگوں کی موجود تھیں جو لوٹ مار اور استحصال بالجبر پر اوقات بسر کرتے تھے۔ ان لوگوں کے غارتگرانہ طرز عمل کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ جاگیرداروں کا ایک جتھا لنکن شائر میں بوسٹن کے میلے کی تقریب پر بھرے میلے میں آگیا اور سوداگروں کو لوٹنے اور جان سے مار ڈالنے کے بعد ان کا تمام مال و متاع اٹھا کر چہازوں میں لے گیا جو بندرگاہ میں اسی غرض کے لئے پہلے سے لاکرتیار رکھے گئے تھے۔ ایسی مفسدانہ غارت گریوں کی روک تھام کے لئے ایک قانون وضع کیا گیا جس کی رسم سے ہر شخص کا فرض قرار پایا کہ جب کبھی ایسا موقع پیش آئے تو مسلح ہو کر محافظان امن کے لئے ہنگامہ دار و گیر میں شریک ہو جائے اور غارت گروں کی

۱۵۔ ۱۷۷۷ء میں جب عدالتوں کے ضابطے کی ترمیم کی گئی تو یہ عدالت انگلستان کی عدالت عالیہ کی شاخ دیوانی بنادی گئی اور اس میں اور بھی بہت سے تغیرات کئے گئے۔



گرفتاری میں مدد دے۔ شش ماہ میں ہر ضلع سے ایک خطاب یافتہ سردار اس غرض سے منتخب ہوا کہ ”محافظ امن“ کی خدمات سرانجام دینے کے علاوہ ضلع کے شریف کی بھی نگرانی کرے کہ مجرم سزایاب ہوتے ہیں یا نہیں یہی محافظان امن آگے چل کر نظام فوجداری اضلاع ہو گئے جواب اپنے اپنے علاقے میں جہاں مقتدمات کی سماعت کر کے جرائم کے لئے سزائیں تجویز کرتے ہیں۔

ان مفید اصلاحات کے اُچلے دامن پر یہودیوں کا اخراج ایک بدنام انگلستان سے یہودیوں دھتبا ثابت ہوا۔ بادشاہان انگلستان میں سے اکثر کے کا اخراج ۱۲۹۹ء ظلم حمایت میں زمینگی بسر کرنے والے یہودی سود کھا کھا کر خوب دولت مند ہو گئے تھے۔ اُمراؤں سے بسا اوقات

چھوٹے چھوٹے زمینداروں کو تباہ کرنے کا کام لیتے تھے یعنی اُمرا کے ایمان سے یہودی ان زمینداروں کو روپیہ قرض دیتے اور جب قرضدار روپیہ نہ ادا کر سکتے تو ان کی زمینیں قرق کر لیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ لوگوں کو ان سے سخت عداوت ہو گئی ان پر سنگسار کا وقت کی چاندی تراش لینے اور کئی اور طرح کی خیانتوں اور بددیانتیوں کا الزام بھی لگایا جاتا تھا اور یہ الزام شاید واقعی تھا پہلے بھی رچرڈ اول کی تخت نشینی کے وقت لندن اور یارک میں یہودیوں کا بڑے غضب کا قتل عام وقوع میں آچکا تھا اور جنگ امر کے دوران میں یہودیوں کی بستیوں کی بستیاں غارت کی جا چکی تھیں۔ گراسٹنٹ اور سائٹن ڈی اینٹ فرٹ دونوں کی یہی خواہش تھی کہ یہودی جلا وطن کر دئے جائیں۔ غرض سارا ملک یہودیوں کی مخالفت پر ایک عرصے سے تلا ہوا تھا اب ایڈورڈ نے عام حکم جاری کروا کر یا تو یہودی مسیحی مذہب اختیار کر لیں ورنہ انگلستان سے نکل جائیں۔ یہ سچ ہے کہ اُس نے اُن کی دولت سے کچھ تعرض نہ کیا بلکہ اُن کو اجازت دے دی کہ اپنی سب جمع جٹھا اپنے ساتھ لے جائیں اور اس طور پر اُن کو دیس نکالا دینے سے اُس نے بذاتِ خود ایک ذلیعہ آمدنی کا کھودیا لیکن پھر بھی یہ ایک ظالمانہ فعل تھا۔ خانہ بدوش یہودیوں کا قافلہ جب جہازوں پر سوار ہو کر فرانس کو روانہ ہوا تو ان میں سے اکثر راستے ہی میں لوٹ لئے گئے

اور شریفوں کو بھی بد معاشرت کیا تھا ان سب مصیبتوں کا خمیازہ کھینچنا پڑا۔ اس وقت سے لے کر کر آم دل کے زمانے تک انگلستان میں چھ کوئی یہودی آباد نہ ہوئے پایا۔ لیکن ایک ظالمانہ حرکت تھی تو اس کے ساتھ ہی ایڈورڈ کے اس حریت نواز طرز عمل کی ستائش بھی کی جاسکتی ہے کہ اُس نے خواص و عوام کو پارلیمنٹ میں شرکت کی دعوت دینے کا وہ طریقہ اختیار کیا جو سائمن مائٹ فرٹ کا تجویز کیا ہوا تھا۔ ایڈورڈ کو پارلیمنٹ میں مال کی منظوری صرف امر اور اسقف پارلیمنٹ کا پہلا اجلاس سے مل سکتی تھی۔ باشندگان اضلاع ساکنان شہر اور عام قسیسوں سے پارلیمنٹ کے باہر جداگانہ منظوری لینا پڑتی تھی اور اس میں ایسا اوقات بڑی بڑی قیمتیں آتی تھیں اب ضلع سے دوسرا روں شہر سے دوسرا روں اور ہر تعلقے سے دو قسیسوں کو پارلیمنٹ کی کنیت کی دعوت دیکر شیل آسان کر لی گئی۔ اس لئے کہ یہ اراکین اپنے انتخابی حلقوں کی جانب سے وعدہ کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ ایڈورڈ نے خود ایک موقع پر بیان کیا حتیٰ وانصاف اسی کا مقصد تھا کہ جو معاملات جمہور سے تعلق رکھتے ہوں ان کے بارے میں جمہور سے استصواب بھی کر لیا جائے غرض ۱۲۹۵ء میں بادشاہ کے حکم سے پارلیمنٹ کا کامل و مکمل اجلاس منعقد ہوا۔ امرائے بلانے کے لئے شاہی فرمان اسم وارجاری ہوا۔ فوجی سردار اور شہری، شریف کے برادنے کے ذریعہ سے بلائے گئے۔ یہ پارلیمنٹ آج کل کی پارلیمنٹ کے بہت کچھ مشابہ تھی البتہ امر اور عوام کی نشست یک جات تھی اور اہل کلیسا بھی موجود تھے۔ آگے چل کر قسیسوں نے پارلیمنٹ کی شرکت سے انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم خود اپنی جداگانہ مجلس منعقد کر کے روپے کی منظوری دے دیا کوس گئے یہی وجہ ہے کہ دارالعوام میں آج کل قسیسین کا کوئی وکیل شریک نہیں ہے بعض دوسری باتوں میں بھی یہ قدیم پارلیمنٹیں ماری پارلیمنٹوں سے مختلف تھیں۔ مثلاً ہر اجلاس کے لئے ارکان کا انتخاب ہوتا تھا ارکان پارلیمنٹ کمات اور ان کے مصارف قوم کو ادا کرتے پڑتے تھے۔ ہر شہری کو دو شلنگ یومیہ ملتے تھے اور ہر سردار کو چار شلنگ۔ ہمارے زمانے کے۔ سنے کی قیمت کے لحاظ سے اس کی مقدار علی الترتیب پانچ شلنگ اور۔

دس شلنگ کے قریب ہوتی ہے۔ مگر اس زیرباری اور خراج کو نہ تو قوم ہی پسند کرتی تھی اور نہ دکانے قوم ہی کچھ بہت اچھا سمجھتے تھے۔ اس کے علاوہ پارلیمنٹ کا ہر اجلاس لوگوں کے نزدیک بادشاہ کی طرف سے روپیے کے مطالبے کا محض ایک نیا حیلہ تھا اور بس۔ انھیں یہ نہ معلوم تھا کہ آگے چل کر اپنے دکانوں کے طفیل انھیں کتنی بڑی طاقت حاصل ہونے والی ہے۔

پارلیمنٹ کے پہلے اجلاس کامل کے ایک سال بعد ایڈورڈ کو اسکاٹ لینڈ پر فوج کشی کرنی پڑی۔ دونوں ملکوں میں عرصہ دراز سے صلح و آشتی کے تعلقات قائم تھے اور سو سال سے جنگ نہ ہونے پائی تھی۔ اب جو یہ تعلقات کشیدہ ہو کر منہجہ جنگ ہوئے تو اس کا باعث یہ تھا کہ ۱۲۹۷ء میں الگنڈر سوم بادشاہ اسکاٹ لینڈ نے انتقال کیا اور اُس کے مصلی جانشینوں میں صرف اُس کی پوتی مارگریٹ جہاں کرا تخت اسکاٹ لینڈ خالی رہ گیا۔ شاہ ناروے کی بیٹی تھی باقی رہ گئی ۱۲۹۷ء کے موسم گرما میں ناروے کی کینین شہزادی کا رٹناروان کے شہزادہ ایڈورڈ سے منسوب ہونے کیلئے انگلستان

۱۲۹۰ء

آ رہی تھی کہ قضا کار اُس کا بھی انتقال ہو گیا اور سخت اسکاٹ لینڈ بالکل ہی خالی رہ گیا۔ اسکاٹ لینڈ چونکہ ایڈورڈ کے زیر سیادت تھا اس لئے اسکاٹ لینڈ کی کونسل نے نئے بادشاہ کے انتخاب کا مسئلہ اُسی کی رائے پر چھوڑ دیا۔ پانچ امرتاج اسکاٹ لینڈ کے دعویدار تھے۔ ان پانچوں کے نام کونسل نے ایڈورڈ کے سامنے پیش کر دیے کہ ان میں سے جن کو زیادہ مستحق سمجھے اُسی کے حق میں فیصلہ کرے۔ غرض ایڈورڈ اسکاٹ لینڈ کی پارلیمنٹ کے اراکین سے نارہم میں جبر و رک کے قریب سرحد پر واقع ہے ملا اور ان سے اطاعت کا حلف لے کر جان بیلیل۔ رابرٹ بروڈ اور جان بیلیل کے حقوق پر نظر غائر ڈالی۔ یہ تینوں امراتین بہنوں کی نسل سے تھے جن کا مورث اعلیٰ ڈیوڈ اول شاہ اسکاٹ لینڈ تھا اور دوسرے دعویداروں کے مقابلہ میں حق بھی انھیں جان بیلیل کا انتخاب کا مرجع تھا ایڈورڈ نے سب سے بڑی بہن کے پوتے جان بیلیل کو مغنوب کیا جس نے جان شاہ اسکاٹ لینڈ کا لقب اختیار کر کے

۱۲۹۷ء

سلہ اسکرڈ کے بیلیل کا لچ کا بانی اسی شخص کا باپ تھا

ایڈورڈ کی اطاعت کا حلف اٹھایا۔ کچھ عرصہ تو اس کے بعد خیریت سے گزرا لیکن ایڈورڈ اس سے بھی زیادہ اپنے اختیارات کو وسیع کرنا چاہتا تھا جو واجبی طور پر اس کا حق تھا چنانچہ اول تو اس نے حکم دیا کہ اسکا ٹلینڈ کے امرا اور عوام مجاز ہوں گے کہ اسکا ٹلینڈ کی عدالتوں کے فیصلے سے کام راضی اُس کے اجلاس میں کریں اور پھر جب علاقہ گویں کے بارے میں شاہ فرانس سے اُس کی جنگ ہوئی تو اس نے امرائے اسکا ٹلینڈ کو بلا دیا بھیجا کہ اُس کے ساتھ مل کر فرانسیسیوں کا مقابلہ کریں۔ انھوں نے ناراض ہو کر اس حکم کے ماننے سے انکار کر دیا اور انگلستان کی اطاعت کا جوا بے کندھے سے اتار کھینکے کی دھن میں شاہ فرانس کے ساتھ ایک خفیہ معاہدہ کر کے سرحد انگلستان سے گزرتے وقت کمر لینڈ کا علاقہ ناخست و تاراج کر ڈالا۔

ان واقعات نے ایڈورڈ کو سخت برا فروختہ کیا۔ بھائی کو تو اُس نے اپنے عوض گا سکنی بھیجا اور خود ایک لشکر جزائرے کر شمال کی طرف روانہ ہوا۔ بروک کا شہر انگریزی فوجوں کے ایک زبردست حملے میں سر ہو گیا اہل محلہ نے حملہ آور کو دل خراش طعنے دئے تھے۔ ان چبھتے ہوئے فقروں کی پاداش میں جوش غمغبن سے از خود رفتہ ہو کر ایڈورڈ نے ایک متنفس کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور سب کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ لیکن بیلیل ابھی تک برسر جنگ تھا اس لیے اسکا ٹلینڈ میں پہلی جنگ ایڈورڈ نے ایڈمز اسٹرلنگ اور پرتھ پر قبضہ کر لیا۔ بیلیل بھی مانٹروزیں شکست کھا کر گرفتار ہوا اور انگلستان بھیج دیا گیا۔

اب ایڈورڈ نے انتظام مملکت کے لیے ایک انگریزی کونسل قائم کی اور اسکا ٹلینڈ کے شاہی جواہرات اور اسکون کا وہ متبرک چھپرے ساتھ انگلستان لیتا گیا جس پر بیٹھ کر شاہان اسکا ٹلینڈ تخت نشینی کی رسم ادا کیا کرتے تھے۔ اس پتھر سے انگلستان کا شاہی تخت بنایا گیا جو ویسٹ منسٹر میں رکھا ہوا ہے اور آج کے دن تک تخت نشینی کی تقریب پر فرماں روا یاں انگلستان اسی تخت پر بیٹھ کر تاج پہنا کرتے ہیں اہل اسکا ٹلینڈ کا عقیدہ تھا کہ اُن کی قومی حکومت اس پتھر سے جدا نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ جب پتھر انگلستان چلا آیا تو انھوں نے

اپنے اس عقیدے کو علی الاملان ظاہر کر دیا اور کہا کہ جس ملک میں یہ پتھر ہوگا اُس پر ایک نہ ایک دن اسکا ٹلینڈ کے بادشاہوں کی حکومت مہلکی بیہوشیوں کوئی چیز اُٹل کی تاج پوشی کے وقت پوری ہو کر رہی۔

ایڈورڈ سمجھا تھا کہ ویلز کی طرح اسکا ٹلینڈ بھی اُس کا کمال مطیع و منقاد ہوگا ہے لیکن جس قوم سے اب اُس کا پلاٹرا اُن کی افتاد طبیعت کی اُسے خبر نہ تھی۔ بلند عرصہ اہل اسکا ٹلینڈ اپنی آزادی کھو کر اندر ہی اندر بیچ و تاب کھا رہے تھے۔ اور جب ایک بہادر سردار ولیم والس نے جو جم خلاف ورزی باسرکار کی پاداش میں قانوناً باغی قرار دیا گیا تھا علم بغاوت بلند کیا تو لوگ اُس کے جھنڈے تلے جوق در جوق آ جمع ہوئے۔ ولیم دلیریوں کے ساتھ فن سپہگری میں ملاق تھا اُس نے لائزک کی قلع بند انگریزی فوج کو گاجرمولی کی طرح کاٹ ڈالا ولیم والس ۱۲۹۷ء

اور اسکون پر دھاوا کر کے انگریزی میر عدل کو وہاں سے نکال دیا پھر ایک اور باغی سردار سر ولیم ڈگلز کی مدد سے اُس نے انگریزی فوج کو بمقام اسٹرننگ شکست دے کر شاہ جہان کی طرف سے اپنے دو محافظ ملک و ملت ہٹوئے کا اعلان کر دیا۔

اس وقت انگلستان اور فرانس دست و گریبان ہو رہے تھے فلیپ چارم شاہ فرانس فلینڈرس کی بندرگاہوں میں انگریزی اڈن پر قبضہ کرنے میں مصروف تھا اور ایڈورڈ اُس کے مقابلے میں اہل فلینڈرس کو مدد دے رہا تھا۔ ایڈورڈ کے لیے یہ بڑے امتحان کا وقت تھا ہر طرف مشکلات ہی مشکلات نظر آتی تھیں آئر لینڈ میں بے چینی کے آثار نمودار تھے۔ ویلز میں بغاوت برپا تھی فلیپ گوتین ایڈورڈ بھاری حصول کا علاقہ ہتھیلے کی فکریں تھا۔ روپیہ ٹھٹھانے پر جب لگتا ہے ۱۲۹۷ء

نصف سالانہ آمدنی طلب کی تو حسب الحکم پانچ پادریوں نے اٹھارہ کر دیا اور جب تک ایڈورڈ تھے انھیں یہ دھمکی نہ دی کہ قانونی عدالتوں میں اُن کی آئندہ کوئی دادرسی نہ ہوگی، اس وقت تک یہ پادری اپنی ضد پراٹھ رہے۔ ایک نئی مشکل یہ آن پڑی کہ انگلستان کے بعض امرا نے گویں جا کر فرانسیمیوں کا مقابلہ

کرنے سے انکار کر دیا۔ بات یہ تھی کہ ان امر کے نزدیک بیرونی مقبوضات کیلئے  
غیر مالک میں جا کر لڑنا مافیت میں اپنی دولت کا لٹانا اور قوت کا اضافہ کرنا تھا۔  
ان کا خیال تھا کہ جب گھر ہی میں آتش جنگ کے شعلے جا بجا بلند ہیں تو یہ کہاں  
کی عقل بندی ہے کہ باہر کی آگ بجھانے کی فکر کی جائے۔ ایڈورڈ کو یہ فکر پلانک  
کنے والی تھی کہ تاجدار فرانس کہیں بازی نہ لے جائے جہاں کو تاجدار کے لئے  
روپیہ کا ہونا ضروری تھا اور روپے کی بہم رسی کی صرف یہی ایک شکل تھی کہ رعایا پر  
ٹیکس لگائے جائیں چنانچہ اُس نے اہل انگلستان پر گران بار محصول کا  
ایک تار باندھ دیا۔ اُن پر جس قدر محصول پہلے لیا جاتا تھا اُس سے پھر گنا زمانہ  
لیا جانے لگا۔ اضلاع کے نام احکام جاری کر دیئے گئے کہ فوج کے لئے کثیر حصہ  
میں سامان رسد بھیجیں اطراف ملک کے شرفا کو ایسا ہوا کہ سرداری کے اعزاز کی  
طیعت میں شریک ہو جائیں اور اس شرکت کے لئے انھیں معتد بہ فیس ادا کرنی  
پڑی۔ اس کے علاوہ تمام مالکان اراضی سے جنگ کے لئے سپاہی طلب کیے  
گئے۔ ان تمام غمیوں کی تاب نہ لا کر پارلیمنٹ بگڑ بیٹھی اور بادشاہ کے احکام سے  
مستتابی کرنے پر آمادہ ہو گئی۔ ارکان پارلیمنٹ نے جب ایڈورڈ پر غیر واجبی اور  
نامنصفانہ ٹیکس وصول کرنے کا الزام لگایا تو اُس نے انکسار نفس کی وہ پندیت  
روش اختیار کی جس نے رعایا کو اس کا اتنا گرویدہ بنا دیا تھا۔ یعنی اُس نے  
اپنے قصہ کا اعتراف کر لیا لیکن ساتھ ہی بہت کہا کہ مجھ سے اگر غلطی بھی ہوئی ہے تو  
انگلستان کی عزت و آبرو کے برقرار رکھنے کی نیت سے ہوئی ہے۔ اور ایسی حالت  
میں آئیں وہ غلامی کا مستحق ہی یہ ہے کہ آپ میری امداد کریں اس پر ارکان پارلیمنٹ  
پاؤں نہ بٹھا دیئے۔ بادشاہ نے جنگ جاری رکھنے کی منظوری دے دی لیکن ساتھ ہی  
آزادی کے لئے قیلے ایک نیا قبالہ مرتب کر کے بادشاہ کے پاس فلینڈرس بھیج دیا۔  
حاصل یہ ہے کہ بادشاہ نے اس پر دستخط کر دیئے اور منجملہ دیگر امور کے ایک  
وعدہ اس میں یہ کیا کہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر آئندہ  
میں کچھ روپیہ نہ لیا جائے وصول نہ کرے اور ہر جدید رقم کی منظم ری سے پہلے  
رعایا کی شکایتیں رفع کر دی جائیں۔

ان تمام پریشانیوں کے ہوتے ہوئے اب ایڈورڈ کو یہ خبر ملی کہ اسکاٹ لینڈ والے انگلستان کے شمالی علاقے کو تباہ و برباد کر رہے ہیں اس خبر نے اُسے بے تاب کر دیا۔ فوراً ہی انگلستان واپس آکر وہ ایک زبردست لشکر کے ساتھ اسکاٹ لینڈ پر چڑھ دوڑا۔ فالکلرک کے قریب یہاں والس کی فوجیں صف آرا تھیں فریقین کی مٹ بھٹ بھڑائی اور فحشمان کا رن پڑا۔ اسکاٹ لینڈ والے بڑی بہادری سے لڑے۔ جنگ فالکلرک ۱۲۹۶ء و اس نے اُن کی صف بندی میں فن حرب کا یہ استادانہ مکتہ ملحوظ رکھا تھا کہ اُن کی جمہیتوں کو مربع شکلوں میں آراستہ کیا تھا۔ چنانچہ جنگ کے وقت یہ مربع بندی اب بھی ہماری سپاہ میں رائج ہے۔ لیکن انگریزوں اور اُن کے حریفوں میں تین اور ایک کی نسبت تھی۔ انگریزی تیراندازوں نے جن کا روسہ زمین پر چوہا بند تھا غنیم کی صف میں ایک مقام پر اپنی تیرباری سے بہت ہلاک کاف ڈال دیا۔ انگریزی اسواروں کا ٹڈی دل گھوڑے ڈبٹانا ہوا اُس شکاف کے اندر گھس گیا۔ انگریزی تلواروں نے اسکاٹ لینڈ والوں کے پسے اُڑا دیے اور اُن کی فوج تباہ و برباد کر دی گئی ایڈورڈ نے باغی امیر کو معاف کر دیا۔ لیکن والس جو میدان جنگ سے بچ نکلا والس سولی پر لٹکا دیا گیا تھا ایڈورڈ کے مراسم خسروانہ سے بہرہ اندوز ہونے پر پشیمان ہوا۔ سات سال بعد اُس کے نوکر جیک شارٹ کی غذا راہ نشان دہی پر قلعہ ڈنبرٹن کے قلعدار سرطان ناٹھنے اسے گرفتار کر لیا اور ۲۴ اگست ۱۳۰۵ء کو ٹاور ہل کی پہاڑی پر اسے پھانسی دیدی گئی۔ جنگ فالکلرک کے بعد آٹھ سال تک ایڈورڈ اس کوشش میں لگا رہا کہ کسی طرح انگلستان اور اسکاٹ لینڈ والے متحد ہو کر ایک قوم ہو جائیں لیکن یہ کوشش راگیاں گئی بیلٹیل کے بھتیجے جان کالین کی سرکردگی میں اسکاٹ لینڈ کے امرا رہ کر بغاوتیں کرتے تھے اور اُن کی شوریدہ سرری سے آئے دن نئے فتنے چاہوتے رہتے تھے آخر خراہہ اکر کے کہیں ۱۳۱۴ء میں امن و آشتی کی صورت پیدا ہوئی۔ انھیں رون اسکاٹ لینڈ کا ایک جوان سال امیر رابرٹ بروس نامی ایڈورڈ کے دربار میں ترمیم پارہا تھا۔ یہ بہادر امیر جس کو کیرک کی امارت اور ایشٹیل کی ریاست

آبائی میراث میں ملی تھی اُس رابرٹ بروس کا پوتا تھا جو ۱۲۹۱ء میں اسکاٹ لینڈ کا ایک دعویدار تھا۔ ایڈورڈ کے دل میں فوجوان رابرٹ بروس کی حوصلہ مندلیوں بروس کے ہاتھوں کالن کی طرف سے کھٹکا لگا رہتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ اُسے ہمیشہ کا قتل ماہ فروری ۱۳۰۵ء اپنے پاس رکھتا تھا۔ انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے اتحاد کی ایک شکل ایڈورڈ نے یہ سوچی تھی کہ دونوں قوموں کی شرکت

سے ایک پارلیمنٹ ترتیب دی جائے۔ کارلائل میں اس پارلیمنٹ کے انعقاد کے منصوبے پر وہ غور کر رہی رہا تھا کہ ایک دن کالن کی معرفت یہ خبر آتی ہوئی اُس تک پہنچی کہ بروس اسکاٹ لینڈ والوں کے ساتھ مل کر سازش کر رہا ہے۔ دوسرے دن صبح کے وقت بروس کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اور پھر جو اُس کی خبر آئی تو غیر کامیاب یہ تھا کہ ڈمفریز کے ایک گرجا میں کالن سے اُس کی جھڑپ ہو گئی۔ کالن مارا گیا اور انگریزی حکام عدالت شہر سے نکال دیئے گئے۔

ابتدا تو ابھی نہ تھی اس لئے کہ کالن کا ایک گرجا میں مارا جانا بوجہ بتی کلیسہ اور قتل انسان کے دہرے گناہ کا حکم رکھتا تھا لیکن بروس کی خوبی تقدیر نے امر کا ایک گروہ اُس کے گرد جمع کر دیا اور چھ ماہ بعد بوکن کی دلیرانہ بیسیہ نے اپنے ہاتھوں سے بمقام اسکون اُس کے سر پر تاج حکومت رکھا رٹیسڈ بوکن خاندان میکڈف سے تھی اور عوام میں یہ روایت ایک عرصے سے مشہور چلی آتی تھی کہ ضرور ہے کہ رابرٹ بروس بادشاہ شاہ اسکاٹ لینڈ پر خاندان میکڈف ہی کا کوئی شخص تاج رکھے اسکاٹ لینڈ بنایا جاتا ہے شاہ ایڈورڈ نے یہ خبر وینچسٹر میں سنی۔ وہ اُس وقت بیمار تھا۔ ۲۵ مارچ ۱۳۰۵ء اور پیرانہ سالی کی کمزوریوں پر طرح طرح کے آلام و افکار مستزاد تھے لیکن پھر بھی اُس نے قصد کر لیا کہ جو ہو سو ہو

اسکاٹ لینڈ پر اور ایک دفعہ ضرور فوج کشی کروں گا۔ روانگی سے پہلے اُس نے ”ٹائٹس ٹپلس“ (اُن جنگ جو راہبوں کا طبقہ جھٹوں نے حروب صلیبیہ کے دوران میں بیت المقدس کی جنگی حفاظت کا عہدہ کر لیا تھا) کے گرجا میں جیسے آجکل ٹپلس

ٹپلس ٹپلس مسیحی راہبوں کا ایک دولت مند طبقہ تھا جس کی اٹھان حروب صلیبیہ کے دوران میں



(ہیکل) کہتے ہیں بڑی دھوم دھام کے ساتھ اپنے بیٹے شہزادہ ویلز کو بہادری کا اعزاز عطا کیا۔ اس رسم کے بعد جو جشن ضیافت ترتیب دیا گیا اس میں ان کے کالن کے قتل کے انتقام کا حلفیہ عہد کیا اور اپنی رعایا کو تاکید دی وصیت کی کہ اگر راستے میں میرا انتقال ہو جائے تو میرا جنازہ اسکاٹ لینڈ کے سٹور ہونے تک لشکر کے آگے آگے رہے۔

ایڈورڈ خود آہستہ آہستہ سفر کرتا ہوا کارلائل پہنچا اور فوج کو امیر پیروک کی کمان میں دے کر آگے روانہ کر دیا۔ امیر موصوف نے اسکاٹ لینڈ کے بہت سے امر اگرقتار کر لئے اور برسوں کو زک دے کر کوہستان گراپیان میں پناہ لینے پر مجبور کیا۔ ایڈورڈ نے جس کا غصہ ہلا کا تھا اب کے بار اپنے دشمنوں سے پھر سخت انتقام لیا۔ امراسولیوں پر لٹکا دئے گئے اور رئیسہ بوکن ایک چوبی ایڈورڈ کا آخری سفر قفس میں بند کر کے قلعہ بروک کی فصیل پر رکھ دی گئی۔ لیکن قفسا بھی اس کینڈ جو بادشاہ کے سر پر منڈلا ہی تھی۔ اس نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح منزل مقصود تک پہنچ جائے لیکن موت سنگسار ہو گئی اور ۷ جولائی ۱۳۰۷ء کو بمقام براؤن ڈی سینڈز جہاں سے اسکاٹ لینڈ کی حد نظر آ رہی تھی اس نے دم دیدیا اپنے بڑے بیٹے ایڈورڈ کے علاوہ اس نے اپنی فرانسیسی ملکہ مارگرٹ کے بطن سے دو بیٹے یا دو گار چھوڑے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ہوئی فرانس کا بادشاہ فلپ ان کے مل والاک پر دست تصرف راز کرنے کی فکر میں تھا اور پاس فاطمہ فلپ پاپے رومانے ان کی بچ کنی کے احکام بھی جاری کر دئے۔ ایڈورڈ اصل کے جانشین کے عہد میں اس طبقہ کا استیصال دوسرے مقامات کی طرح انگلستان میں بھی کر دیا گیا (۱۳۱۲-۱۳۱۹ء) انگلستان میں انکی جائیداد زیادہ تر طبقہ بہادران سینٹ جان کو بخش دی گئی۔ اور انھوں نے ٹمپل کا ایک حصہ قانون خوان طالب علموں کو کر لئے پر دے دیا اور وہ اس طور پر "ان آف کورٹ"، (سرائے عدالت) کے نام سے موسوم ہو گیا۔

## ایڈورڈ دوم

۱۳۰۷ء لغایت ۱۳۲۷ء

دیرینہ سال بادشاہ کی وفات نے صورت حالات کا نقشہ ہی بدل دیا۔ اگر ایڈورڈ اول کو قضا نے کچھ اور جہالت دی ہوتی تو اس میں ذرا شک نہیں کہ برس زیر ہو جاتا یا کم از کم کچھ عرصے کے لیے تو اسے ضرور ہی مغلوب ہونا پڑتا۔ لیکن ایڈورڈ ثانی نے جسے میں نیک نفس اور عالی دماغ والدین کی خوبیاں دہرائی تھیں۔ بچپن میں ماں باپ نے بڑے ناز و نعمت سے پالا۔ ہر خواہش پوری کی ہر شوخی برداشت کی۔ اس لاڈ پیار کا نتیجہ جو ہو سکتا تھا وہی ہوا۔ شہزاد نے جب منزل شباب میں قدم رکھا تو کاملی اور غیر مستقل مزاجی کا پتا تھا اور بڑھے باپ کو اپنی ناہمواریوں اور بدالواریوں سے بہت کچھ تکلیف دے چکا تھا۔ اُس وقت اُس کی عمر تیس سال تھی۔ دیکھنے میں حسین و جمیل تھا مگر انتہا کا خود راے کمینوں کی صحبت کا دل دادہ عیش پرست اور وارستہ مزاج واقع ہوا تھا۔ بیس سال بعد جس حسرتناک طریق پر اس کا خاتمہ ہوا وہ بھی ہمارے دل پر ایسے نالایق بادشاہ کی طرف سے ہمدردی کا کوئی جذبہ نہیں پیدا کرتا۔

باپ سے بہت بڑگ پرہیزگار و صیتیں کی تھیں۔ اول یہ کہ جب تک اسکا لینڈ مسخر نہ ہوئے جنگ برابر جاری رکھے۔ دوم یہ کہ اس کا دل پہلو سے نکال کر ارض مقدس بھیج دے سوم یہ کہ ایک بچہ جنس پیرس گیوسٹن نامی کو جو گا سکنی کا رہنے والا تھا اور جسے ایڈورڈ اول نے

جلا وطن کر دیا تھا کبھی واپس نہ بلائے سعادت مند بیٹے نے ان میں سے ایک صحبت بھی پوری نہ کی۔ میدان جنگ سے فوراً ہی جنوب کی طرف پلٹ کر اُس نے نبڑوں سے تین سال تک مطلق کچھ تعرض نہ کیا اور وہ اس عرصے میں اپنی قوت خوب بڑھاتا رہا۔ باپ کو ویسٹ منسٹر میں دفن کر دیا اور باپ کی وفات کو ایک مہینہ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ اُس نے گیوسٹن کو بلا کر انعام و اکرام سے نہال کر دیا۔ پھر

خود تو فلپ چہارم کی بیٹی اس بیلا سے شادی کرنے کے لئے فرانس کو روانہ ہوا اور اپنی غیبت میں دو مہینے کے لئے گیوسٹن کو نائب السلطنہ بنا کر چھوڑ گیا۔

فرانس سے واپس آنے پر ۲۵ فروری ۱۷۹۲ء کو ایڈورڈ اور اس کی کسین ملکہ کی رسم جلوس عمل میں آئی۔ اور عنان حکومت گیوسٹن کے ہاتھ میں دیدی گئی۔ مجلس فرماں فرمایا کہ گیوسٹن جو رنگین مزاجی اور شوخ چٹھی کے ساتھ اپنے مقاصد کو ملحوظ رکھنے میں بلند نظر بھی واقع ہوا تھا بادشاہ کے ساتھ

عیش و عشرت کی صحبتوں اور سیر و تفریح کے جلسوں میں شریک ہوتا تھا اور امر کو دلتوں پر ذلتیں دیتا تھا۔ دو مرتبہ وہ جلاوطن بھی کیا گیا لیکن ایڈورڈ ہر بار اسے واپس بلالیتا تھا۔ ایک سال پارلیمنٹ نے حکومت کا انتظام بادشاہ کے ہاتھ سے لئے کر اساقف اور امر کی ایک مجلس کے سپرد کر دیا جو مجلس فرمایا کہ نام سے موسوم ہوئی اور جس نے بعض فرامین کے نفاذ سے بادشاہ کے گیوسٹن کا قتل کیا۔ اقتدارات کو محمد و کر دیا۔ پہلی مرتبہ جو پارلیمنٹ ملٹری کی گئی وہ یہی پارلیمنٹ ہے یعنی کچھ عرصے کے لئے بغاوت کر دی

گئی اور پھر اراکین کے جدید انتخاب کے بغیر اس کا دوبارہ اجلاس ہوا۔ گیوسٹن کچھ عرصے تک جلاوطن رہا لیکن آخر واپس آیا اور اس دفعہ قضا کو بھی اپنے ساتھ لایا۔ اسکا برو میں پہنچتے ہی امرائے اسے گرفتار کر لیا۔ اور امیر وارک نے جو اس کا جانی دشمن تھا ۱۹ جون ۱۷۹۲ء کو اسے بادشاہ کے چیرے بھائی ٹاکر امیر لینکسٹر کے روبرو بلیکلو کی پہاڑی پر قتل کر دیا۔

ایڈورڈ اور ان لنویات میں مبتلا تھا اور اسکا ٹلینڈ اس کے ہاتھوں سے نکلا جا رہا تھا۔ ۱۳ جون ۱۷۹۲ء سے لے کر اس وقت تک برس کئی مہروں پر قبضہ کر چکا تھا اور ۱۳ جون ۱۷۹۲ء میں ایڈورڈ اور گیوسٹن نے لشکر کشی کی تو وہ بھی سراسر ناکام ثابت ہوئی تھی۔ ۱۳ جون ۱۷۹۲ء میں بجز اسٹرنٹک اور بروک کے باقی اور کوئی مقام ایسا نہ رہا تھا جہاں بروک کا اقتدار تسلیم نہ کیا جاتا تھا قلعہ اسٹرنٹک کے قلعہ دار پر جنگ بینک برن بروک کی فوجوں نے ایسا دیا ڈوڈالا کہ تک نہ پہنچنے کی صورت میں اس نے سینٹ جان وائے دن یعنی ۲۴ جون کو

قلعے کی جنگ کا وعدہ کر لیا تھا آخر ایڈورڈ جو اپنے چیتے مصاحب کو ہمیشہ کے لیے گھو بیٹھا تھا اور جو باوجود کاہل اور آرام طلب ہونے کے موقع آپڑنے پر بہادری کے جوہر بھی دکھا سکتا تھا فوجیں لے کر شمال کی طرف بڑھا اور ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے جس کا نام بینک برن ہے اور جہاں سے قلعہ اسٹرلنگ نظر آ رہا تھا بروکس کے لشکر پر جاپڑا۔ اسٹاکلینڈ کا ہر سپاہی بھی جان بچھیلی پر رکھے مرنے مارنے کے لیے تیار تھا۔ وہ وقت گنیا تھا کہ اسٹاکلینڈ یا تو اپنی آزادی حاصل کر لے یا کھو بیٹھے۔ لڑائی سینٹ جان والے دن ہوئے۔ اسٹاکلینڈ کے شاعر برنس کا ایک مشہور ترانہ ہے۔

دشمن کو جن کے جوہر داس دکھا چکا ہے جن کو بروکس اکثر میدان میں لا چکا ہے وہ ہیں یہی بہادر اسٹاکلینڈ والے

یہ ترانہ واقع بینک برن کے چار سو سال بعد سیرد قلم ہوا تھا اور اس کے سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ بینک برن کی یاد ابھی تک اسٹاکلینڈ کے دل میں تازہ ہے۔ شاہ رابرٹ نے اپنی فوج کے سامنے بڑے بڑے گڑھے کھدوا کر انھیں گھاس اور ٹہنیوں سے چھاد دیا تھا۔ اور داس کی مانند اپنے اُن سپاہیوں کی جو برجھوں سے مسلح تھے اس طرح مہل بند یا یا دائروں بند کی تھی کہ دائرے اور مربع میں سے خالی تھے اور سامنے والی صفوں کے جوان گھٹنے ٹیکے ہوئے تھے انگریزی قادر اندازوں کے تیروں کی پوچھاڑنے نہیں بے حد نقصان پہنچایا اور اُن کے پرے کے پرے صاف ہو گئے لیکن اُن کی پامردی کا یہ عالم تھا کہ جو سپاہی گرتا اُس کی جگہ جھٹ دوڑا موجود ہوتا تھا۔ انگریزی ہوارڈ کے دستے رہ رہ کر حملے کرتے تھے لیکن ہر دفعہ تھے ہوئے برجھوں کی ہزاروں انیاں اپنے سامنے پاتے تھے یہاں تک کہ پھر انھیں آگے بڑھنے کا حوصلہ نہ ہوا اور ان میں سخت اتہری اسٹاکلینڈ کی آزادی پھیل گئی۔ اُس وقت کو تاتائی نوکروں کی ایک جماعت پہاڑی پچھے

اُترتی ہوئی نظر آئی۔ انگریز سمجھے کہ غنیمت کی تازہ دم فوج آ رہی ہے اس غلط فہمی سے اُن میں کھلبلی پڑ گئی اور امرا اور فوجی سردار سر پر پاؤں رکھ کر ایسا بھاگے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا خود ایڈورڈ نے بھی میدان جنگ سے فرار ہو کر بروکس میں جا بیٹھا لیکن اس کی ساری فوج منتشر ہو گئی۔ امراقید کر لیے گئے اور بہت بڑا مال غنیمت دشمن کے ہاتھ آیا غرض ایک ہی موقع میں اسٹاکلینڈ نے انگلستان کی اطاعت کا جو اپنے کندھے سے

اتار پھینکا۔ اس شکست سے انگلستان کی ذلت و وسوائی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور چھ سال کا زمانہ جو واقعہ بیک برن کے بعد گزرا مصائب و آلام سے بھرا ہوا تھا۔ ملک کی آبادی کا ایک اچھا حصہ فوج کی نذر ہو چکا تھا۔ زندگی کے کام و بار کے لئے آدمی نہ ملتے تھے۔ اس پر یہ ہنگامی دباؤ مواسی اور شاہی عمال کی دستبرد نے مل ملا کر گرائی اجناس کی شکل پیدا کر دی۔ پارلیمنٹ نے اُس گرائی کو ناقابل اعتدالی کی راہ سے قانوناً رد کرنا اور اشیاء خوردنی کا نرخ جبراً ارزاں کرنا چاہا نتیجہ یہ ہوا کہ ماکولات کا ستانیخ دیکھ کر لوگوں نے بہت زیادہ مقدار میں جنس خریدنی شروع کر دی جس سے ملک میں قحط پڑ گیا اور بہت سی قحط اور شورش جاتیں تلف ہوئیں۔ اسکاٹ لینڈ والوں نے بھی انگلستان کے شمالی علاقے میں لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ اور رابرٹ کا بھائی ایڈورڈ برن

آئر لینڈ پر حملہ کر رہا تھا۔ ۱۳۲۷ء میں ایڈورڈ کی چشم افقات ایک نئے مصاحب سمیع بیولی ڈیپنبرگ کی جس نے اپنے باپ کے ساتھ مل کر ٹامس امیر لینکسٹر کو صدارت عظمیٰ کے منصب سے الگ کر دیا اور حکومت کی باگ خود اپنے ہاتھ میں لے لی ڈیپنبرگ اور اُس کا نیا مصاحب ہیڈنبرگ باپ، گیوٹن سے بہر حال اچھے تھے لیکن پھر بھی امرائے سلطنت سے بہت جلد ان کی ان بن ہو گئی اور امرائے راجر مارٹیر رئیس کی اور امیر بیرفرڈ اور امیر لینکسٹر کی سرکردگی میں علم بغاوت بلند کر کے حکومت پر مسلط ہو جانے کے قصد سے شاہ اسکاٹ لینڈ کے ساتھ ساز باز شروع

۱۳۲۷-۱۳۲۸ء

کر دی تھی لیکن اس مرتبہ ایڈورڈ چونکا تھا۔ اسکاٹ لینڈ کی طرف سے باغیوں کو کمک پہنچنے بھی نہ پائی تھی کہ اُس نے انہیں جالیا۔ امیر بیرفرڈ مارا گیا۔ مارٹیر لندن کے قلعے میں نظر بند کر دیا گیا۔ اور ٹامس امیر لینکسٹر جس کا گیوٹن کے قتل میں شریک ہونا لینکسٹر کا قتل ایڈورڈ کو کبھی بھی فراموش نہ ہوا تھا قتل کر دیا گیا۔ اُس کے بعد بادشاہ نے یارک میں پارلیمنٹ کا ایک اجلاس منعقد کر کے مجلس کارفرمایان کے احکام و ضوابط کو منسوخ کر دیا اور چونکہ وہ امرائی

۱۳۲۲ء

قوت گھٹانی چاہتا تھا اس لئے پارلیمنٹ کو اُس نے ایک نہایت ہی اہم قانون کے نفاذ پر آمادہ کیا۔ وہ قانون یہ تھا کہ تمام امور کا تفسیر بادشاہ تیسوں امیروں جاگیرداروں

وضع قوانین میں عوام حصہ لے سکتے ہوں اور عوام کی اتفاق رائے سے ہونا چاہیے۔ وضع قوانین کے اختیارات میں عوام کو حصہ ملنے کا یہ پہلا موقع تھا۔ اس سے پہلے اُن سے صرف محصولات کے بارے میں مشورہ لیا جاتا تھا۔ حکومت اب پہلے ڈیپارٹمنٹس کے باپ کے ہاتھوں میں تھی حکومت کیا تھی اب تری جے عنوانی کا دور تھا۔ لوگ کارفرمایان حکومت کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے اور ملکا سا بیلا بھی اس لحاظ سے اہل ملک کی شریک حال تھی یہ ۱۳۳۷ء کے اوائل میں ریاست گونین کی بابت لپنے بھاٹی چارلس راج سے ایک نزاع کا تصفیہ کرنے کے لئے ملکا سا بیلا فرانس گئی۔ اور چند مہینے بعد اپنے بیٹے شہزادہ ایڈورڈ کو جس کی عمر اُس وقت یہ سال تھی بلا بھیجا کہ اگر اُس گونین ہو سکی حیثیت سے شاہ فرانس کی اطاعت کا حلف اٹھائے۔ لیکن اب نہ تو ملک ہی انگلستان واپس گئی نہ شہزادہ کی اصل مطلب اس بیلا کا کچھ اور تھا۔ لارڈ مارٹیم فلیمسٹن سے فرانس کو فرانس چلا آیا تھا اور ملکا اس کے ساتھ مل کر سازش کر رہی تھی کسی طرح ایڈورڈ کو تخت سے اتار دیا جائے۔ اور اس کی جگہ اُس کے بیٹے کے سر پر تاج رکھا جائے چنانچہ ۱۳۳۸ء ستمبر ۱۳ء کو وہ ایک مختصر سے دستہ فوج کے ساتھ سفوک میں نکلوا نڈر ہوئی۔ اور عاصی صدر اسقف اور تمام امرا اپنی اپنی جمعیٹیں لے کر اُس کے ساتھ آئے۔ یہ دیکھ کر کہ اُس کا ساتھ لینے والا کوئی نہیں رہا اور چاروں طرف سے مایلاس ہو کر بے نصیب ایڈورڈ نے اپنے دونوں مصاحبوں کو ساتھ لیا اور وینز کا رخ کیا۔ لیکن اس کے دشمنوں نے وہاں بھی اُس کا پھانسیا نہ چھوڑا اور کلیئرگرن میں رفیقوں سمیت اُسے گرفتار کر لیا۔ بیولی ڈینس اور اُس کا باپ تو سوئی پر لٹکا دیے گئے اور بادشاہ کو ایک پارلیمنٹ نے جس کا اجلاس بتایا، ۱۳۳۷ء جولیسٹ فٹسٹر میں منعقد ہوا حکومت کے ناقابل قرار دیا اُس کا عصلے فرمانروائی توڑ ڈالا۔ ایڈورڈ دوم تخت سے اتار دیا گیا اور اُس کی جگہ نو عمر شہزادہ ایڈورڈ کی بادشاہی کا اعلان کیا گیا۔ مگر قتل کر دیا گیا ۱۳۴۱ء اس موقع پر بادشاہ کے منہ سے جو فقرے نکلے وہ بڑے عزیز ناک ہیں۔ درود بھرے لہجے میں اُس نے حاضرین سے اس طرح خطاب کیا کہ مجھے اپنی رعایا کے دل میں گھر نہ کر سکنے کا بہت رنج ہے اور میں اُن سب سے جو یہاں موجود ہیں معافی مانگتا ہوں۔ لیکن جو بات ہو کر رہے والی تھی وہ مل کس طرح سکتی ہے ایسی حالت میں یہ بھی غیبت ہے کہ آپ نے میرے سب سے بڑے ترکے کو بادشاہ

منتخب کیا جس کے لیے میں آپ کا ممنون ہوں۔ اس کے بعد ایدو روڈ قید کر دیا گیا اور ایک  
 قلعے سے دوسرے قلعے میں نقل ہوتا رہا تا آنکہ ۳۱ ستمبر ۱۸۵۷ء کو قلعہ بارہ کلے میں رہا  
 کے حکم سے وہ بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔

## دسواں باب جنگ صد سالہ۔ کسانوں کی بغاوت

ایڈورڈ سوم ۱۳۲۷ء تا ۱۳۷۷ء

شہزادہ سیاہ پوش سال وفات ۱۳۷۷ء

جرپڈ دوم ۱۳۷۷ء تا ۱۳۹۹ء

بادشاہ کا عہد طفولیت ۱۳۲۷ء تا ۱۳۳۷ء

۲۹ جنوری ۱۳۲۷ء کو نو عمر شہزاد کی رسم جلوس مل میں آئی چونکہ کم سن تھا اس لئے اس کی طرف سے نیابتہ حکومت کرنے کیلئے

نامیعی مقرر کیئے گئے لیکن چار سال تک حقیقی حکومت ملکہ اسابیل اور

اس کے منظور نظر لارڈ مارٹیر کے فاصبانہ ہاتھوں میں رہی۔ اس کے بعد ایڈورڈ خود

صاحبکار ہو گیا۔ ۱۳۲۷ء میں اُس نے اُس بینالٹ کی بیٹی فلپا سے عقد کیا۔ ۱۳۳۷ء

کو اس کا پہلا بیٹا پیدا ہوا جس نے آگے چل کر شہزادہ ”سیاہ پوش“ کے لقب سے شہرت عام

حاصل کی۔ اسی سال ماہ نومبر میں مارٹیر کے اشارے سے بادشاہ کے چچا امینٹ

مارٹیر کا انجام کی گردن ماری گئی۔ اس واقعے نے فوخیز بادشاہ کی آنکھیں کھول دیں

چند دوستوں کو ساتھ لے کر وہ آدھی رات کے وقت قلعہ ٹاشنگ میں

بھاگے۔ ۱۷ مارٹیر کو قید کر لیا۔ پھر اس پر عقد مہ چلایا گیا۔ امرائے متعدد و جرائم کے ارتکاب

کی پاداش میں اُس کی نسبت سزائے موت تجویز کی اور بتاریخ ۲۹ نومبر ۱۳۳۷ء وہ ٹاٹرن

میں جس کا نام ”ان دون“ وی ایلس“ تھا سولی پر لٹکا دیا گیا۔ رہی ملکہ اسابیل اسودہ بقیہ عمر

کے لئے قلعہ ٹارنگ واک میں نظر بند کر دی گئی۔

ان تمام واقعات سے واضح ہوا ہوگا کہ اسی سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی

ایڈورڈ شادی بھی کر چکا تھا صاحبہ اولاد بھی ہو گیا تھا اور شاہانہ اختیارات سے بھی کام

لے لے رہا تھا۔ اس کے عہد حکومت کے وزیر کئی پہلے ہیں۔ انگلستان اُس کے زمانے میں



بیرونی لڑائیوں میں بھی شریک رہا اور خود ملک کے اندر بھی بڑے بڑے اہم واقعات رونما ہوئے۔ ان دونوں پہلوؤں پر ہمیں الگ الگ نظر ڈالنی ہوگی۔ اسکاٹ لینڈ اگرچہ اب آزاد تھا لیکن باہمی کشمکش کا سلسلہ دونوں طرف سے بدستور جاری تھا۔ اور جب شاہ رابرٹ صرف ایک ہفت سالہ رہا کا اپنا جانشین چھوڑ کر رینگڑا سے نکل گیا تو ایدورڈ سوم نے فرانس کے ساتھ نزاع اسکاٹ لینڈ پر چڑھائی کر کے یہاں ٹینیس کے سب سے بڑے ایڈورڈ کو تخت پر بٹھا دیا۔ اس کے کچھ ہی دنوں میں اسکاٹ لینڈ کے عجمان وطن نے پھر بار کرنا لیا اور چونکہ فرانسیسی اہل اسکاٹ لینڈ

کے حلیف تھے لہذا فلپ سادس شاہ فرانس جو گوین پر دست تصرف دلا کر بچا ہوا تھا یہ جوت نکال کر کہ ایدورڈ نے اس کے عہدے پر فوج کشی کی سب سے گانگنی کی وجہ سے یہ چڑھ دوڑا۔ انہیں دونوں اہل فلینڈرس نے جو انگلستان کے ساتھ وسیع پیمانے پر اون کی تجارت کرتے تھے اپنے نا اہل حکمران امیر لوئی کے استعصال سے تنگ آکر ایدورڈ سے ایدورڈ سے اہل فلینڈرس انان طلب کی اہل فلینڈرس کی قومی آرزوؤں کا ترجمان ایک شخص جیمز وان آرٹھولڈ نامی تھا جسے عہدہ سائرسٹ جان کا کلاں کہتے تھے اس نے ایدورڈ سے امداد کی استدعا کی اور ساتھ ہی درخواست پیش کی کہ ایدورڈ شاہ فرانس کا لقب اختیار کر لے تاکہ فلینڈرس واسے اپنا جائز فرمانروا سمجھ جائے اور اس کی اطاعت اختیار کر سکیں۔

ایدورڈ نے یہ تجویز قبول کر لی۔ اپنی ڈیھال پر فرانس کا شاہی نشان "خلرڈی لی" ثبت کر کے اور *Dieux Mon Droit* (خدا اور میرا فرض) کا انیسویں طرز ایدورڈ تخت فرانس کا اختیار کر کے اس نے تخت فرانس کا اس بنا پر دعوے پیش کیا کہ اس کی ماں اسابیلہ فرانس کے شاہی خاندان کی شاخ اکبر ہے۔ حلقہ رکھتی تھی اسی آئینہ فلپ سادس کا تعلق شاخ اصغر سے تھا جو بالکل پھل تھا اس لیے کہ فرانسیسی قانون کی رو سے عورت واسطہ وراثت نہ تھی۔

## نپ ثالث شاہ فرانس

نپ راج

چارلس شہزادہ ویک

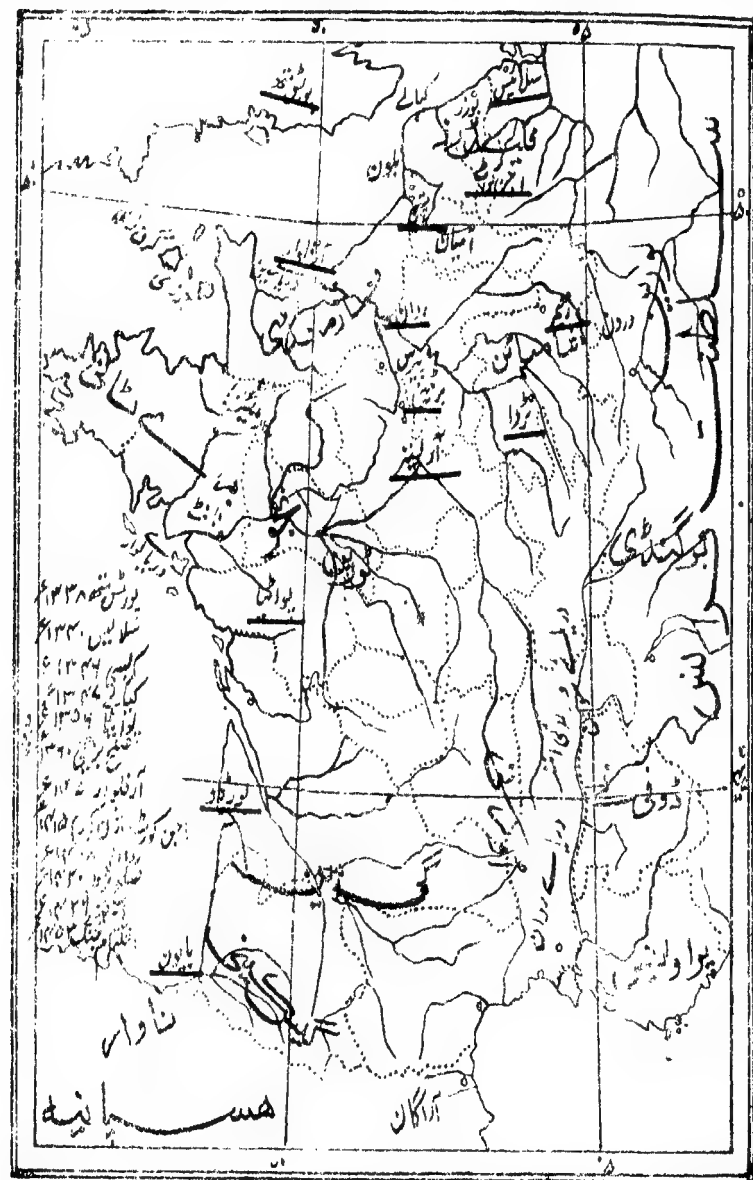
فلپ سادس شاہ فرانس

مشکوٰۃ پٹر ڈنکنی ..... اسابیلا پاریس راج فلپ خاص نوئی دہم  
شاہ انگلستان

ایڈورڈ ثالث انگلستان پٹرین

فلپ سادس کی تخت نشینی پر اگرچہ ایڈورڈ نے اس بات کو تو تسلیم کر لیا کہ عورت ذات خود تخت فرانس کی وارث نہیں ہو سکتی لیکن وہ براہِ محنت کیے جاتا تھا کہ اگر عورت کا وارث جنسِ مذکور سے ہو اور فرمانروائے سابق سے قریب ترین رشتہ رکھتا ہو تو وہ ضرور تاج فرانس کا حقدار ہو سکتا ہے۔ اس بحث سے نہ لکھنچکی اس مشہور جنگ صد سالہ کی شکل اختیار کی جس کا سلسلہ کچھ کچھ دقت کے ساتھ انگلستان کے پانچ بادشاہوں کے عہد تک قائم رہا۔ بنائے فساد اگرچہ ابتداً فلینڈرس، واسے تھے لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ان کا اس جنگ سے کچھ تعلق نہ رہا۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ ایک افسوس ناک جنگ تھی جس کا مقصد بجز جلبِ قہر کے اور کچھ نہ تھا اور دونوں قوسوں کو اس آویزش سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا تھا۔ لیکن جس زمانے کے یہ واقعات ہیں اس کا اخلاقی مایہ بھی آج کل سے بالکل بدھا تھا۔ یہ عہد فتوت و درمروت بہادری اور شجاعت کے کرتیوں کی نالاش کے لئے امر اپنی جان پھیل جانے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ اس جانبازانہ شجاعت اور بہادری شرافت نفس میں جو اس عہد کا خاصہ ہے اگرچہ بہت سی باتیں قابلِ تعریف ہیں لیکن ان خصوصیات سے امر آپس میں ایک دوسرے کی کو فیض پہنچاتے تھے۔ خواہ اس سے گزر کر یہ فیض عوام تک نہ پہنچتا تھا۔ امر جب جنگ کو ٹھکتے تو جیتے ہوئے گاؤں اجڑی ہوئی کھیتیاں اور تانگستیاں مصیبت زدہ و محروم لوگوں پر انھیں ذرا رحم نہ آتا تھا جنھیں وہ اُس زمانے کی اصطلاح میں "اسکل" (بدعاش) کہتے تھے۔

# نقشه شماریات و محاصرات جنگ صومالیه





کہتے تھے جن کا عدم وجود برابر تھا۔

ایڈورڈ کے عہد میں جنگ صد سالہ تین سو کوں تقسیم کی جاسکتی ہے۔ پہلے  
سورگ کا آغاز ۱۳۳۷ء میں فرانسیسیوں کے پورٹ پورٹ پر حملہ کر کے ۱۳۴۰ء۔ اس سورگ کا دور

جنگ صد سالہ پہلا سورگ ۱۳۴۰ء میں ختم ہوا اور کرثیت مجموعی انگریز اس میں کامیاب رہے  
۱۳۴۶ء تک غایت ۱۳۴۶ء

حاصل ہوئی، پرفلینڈرس کی بندرگاہ پر واقع ہے اور ۲۶ اگست  
۱۳۴۶ء کو کریسی درق شمال فرانس میں انھیں ایک اور فتح نصیب ہوئی۔ کریسی کی لڑائی

میں انگریزی تیراندازوں نے بہادران فرانس کی صفیں الٹ دیں اور ہاروت کا استعمال ہی  
اول اول اسی لڑائی میں ہوا۔ ایڈورڈ شہزادہ ویز جو شہزادہ سیاہ پوش کے لقب سے مشہور

ہے اس وقت شانزدہ سالہ تھا کریسی کی لڑائی میں اُس نے ایسی شجاعت کا ثبوت دیا کہ اس  
کسی ہی میں اُسے ”ناٹ“ کے معزز خطاب سے مخاطب کیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے لیکن

یہ روایت کسی قدر مشتبہ ہے کہ کریسی کی لڑائی کے بعد ہی شہزادہ سیاہ پوش نے تین کشتیاں  
لگانی شروع کر دیں اور قولہ ”اک ڈین“ (میرا کام خدمت کرنا ہے) بھی اختیار کر لیا۔ قولہ

آج بھی شہزادہ ویز کا طوطا اُسی اعتبار سے ہے۔

خاصہ کیے اس کے بعد کیے کا خاصہ شروع ہوا اور ماہ مئی ۱۳۴۷ء سے لے کر  
۲۶ اگست ۱۳۴۷ء تک پورے گیارہ مہینے قائم رہا۔ ۲۶ اگست

کو جب محصورین میں تاب مقاومت بالکل ہی باقی نہ رہی تو شہر کے چہ بہادر باشندے  
ننگے پاؤں اظہار تذلل کے لئے رستے ڈالے باہر آئے اور ملٹی ہوئے کہ اہل شہر پر رحم

کر کے انھیں معاف کر دیا جائے ایڈورڈ انھیں پھانسی دینے کا ارادہ کر چکا تھا لیکن نیک شہزاد  
ملکہ فلپا کی التجائیں آڑے آگئیں اور ان کی جاں بخشی کی گئی کیلئے میں ایڈورڈ نے انگریزوں کو

لا آبا د کیا اور دو سو سال تک اُس شہر پر انگریزی قبضہ رہا۔ آج کل انگلستان کے جہازوں  
طہہ کھارٹر کے لئے کیلئے کا بندرگاہ بہت بڑی جائے پناہ کا حکم رکھتا تھا اُسی

زمانے میں ایڈورڈ سوم نے شاید بیا دگار محاصرہ کیلئے ”گاڈز“ کا  
مشہور اعزازی طبقہ قائم کیا جو چھبیس جلیل القدر راکیں پر مشتمل تھا

چھبیسواں رکن خود بادشاہ تھا۔

دوسرا مہرکہ ۱۳۵۵ء میں جب جان تالی شاہ فرانس شروع ہوا۔ اس مہرکہ کی سب سے زیادہ شہرہ رلائی پائٹرس کی لڑائی تھی جس کا سال دئی ۱۳۵۶ء ہے۔ ۱۹ ستمبر والے روز شہزادہ سیاہ پوش نے صرف بارہ ہزار کی جمیت سے فرانسیسیوں کی ساتھ نہرو فوج کو شکست فاش دی۔ شہزادہ نے تاکستانوں کے اندر ایک تنگ سے گزر گاہ کے سرے پر اپنی فوج کی صف بندی کی تھی۔ فرانسیسی جب قریب پہنچے تو انگریزی فوج کے تیر اندازوں پر تیروں کی بوچھاڑ کرتے تھے اور ان کے قدم اکھڑا کھڑ جاتے تھے

دوسرا مہرکہ ۱۳۶۵-۱۳۵۵

فرانسیسی پھر بھی بڑی شجاعت سے لڑے لیکن فتح کا یہ دوسری طرف ہو گیا۔ چکا تھا۔ شاہ جان مع اپنے کسٹن بیٹے فلپ کے گرفتار ہوا اور انگلستان بھیج دیا گیا جہاں آٹھ سال بعد جان نے لندن میں قصہ بولنے کے اندر وفات پائی

پائٹرس کی لڑائی کے دو سال بعد انگریزی فوج نے پیرس کی طرف کوچ کیا۔ جس علاقے میں اس کا گذر ہوا وہ بالکل اجاڑ ہو رہا تھا اور قدم قدم پر ان بے باک سپاہیوں کی غارتگریاں دیکھ کر ان کے نشان نظر آتے تھے۔ انھیں اس زمانے کی اصطلاح میں "جماعت آزادگان" کہتے تھے۔ بیگینی میں جو پیرس کی جانب جنوب واقع ہے۔ ۱۱ مئی ۱۳۶۵ء کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کے مابین ایک صلح نامہ مرتب ہوا۔ اس صلح نامہ کے بموجب ایڈورڈ تاج فرانس کے دعوے سے منکشف ہو گیا لیکن ایکوٹین۔ پائٹو کا ملکنی اور کیلے کی خود مختار راہ حکومت اس کے حصے میں آئی۔ بغرض دوسرے مہرکہ کا درجہ ختم ہوا تو انگریز فرانس کے ایک بڑے حصے پر قابض تھے لیکن تیسرے مہرکہ میں انگریزوں نے شکست کھائی اور یہ علاقہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ شہزادہ سیاہ پوش نے جو امیرا کوٹین ہو کر اس علاقے کے صدر مقام بورڈو میں حکومت کرنے گیا تھا سپانیہ کے ایک نزاعی صوبہ میں داخلت کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پائٹرس فرما نروائے فرانس نے از سر نو بساط جنگ بچھا دی۔ چارلس اپنے باپ جان کے نسبت زیادہ ہوشیار اور چالاک تھا۔ انگریزی فوج کا دوبارہ مقابلہ کرنے کے بجائے اس نے لڑائی کا ڈھنگ اس طرح ڈالا کہ جب انگریزی فوج پاس آتی تو تیسرا مہرکہ ۱۳۷۹-۱۳۶۵

وہ کتے کاٹ کر دور نکل جاتا اور غنیمت کو دیران وغیر آباد علاقوں میں لمبی لمبی چلیں مارنے سے پریشان کرتا رہتا تھا شہزادہ سیاہ پوش کی طبیعت ناساز تھی جنگ کی اس بدش نے اس کے مزاج کو اور چڑچڑا کر دیا۔ اور غنیمت قدم قدم پر

اُس سے گوئے سبقت لے جانے لگا۔ شہر لمبوجے کی رعایا اسی دوران میں شہزادہ سے منحرف ہو کر چارلس سے جا مل گئی۔ شہزادہ نے براہِ رختہ ہو کر اُن کے قتل عام کا حکم دے دیا اور اپنے نام نیک کو اس ایک خلائےِ فص سے بٹ لگا لیا۔ آخر جب اس کی صحت نے اُسے بالکل ہی جواب دے دیا تو وہ انگلستان واپس چلا آیا اور اس وقت سے انگریزوں کو شکستیں ہونے لگیں۔ ۱۳۷۱ء میں اُن کے بیٹے کو ہسپانیوں نے ترک دی اور ۱۳۷۳ء کے ختم ہوتے ہوئے فرانسیسیوں نے کیلے، بورڈو اور بیان کے سوائے باقی تمام علاقہ انگریزوں سے واپس لے لیا۔ غرض اس معرکہ کے خاتمے پر انگریزوں کے قبضے میں چھبیس سال پہلے کی بہ نسبت بہت کم فرانسیسی علاقہ باقی رہ گیا۔

اب ہم ایڈورڈ کے اوائلِ عہد کے اُن واقعات پر نظر ڈالتے ہیں جو انگلستان کو اندر پیش آئے۔ یہ بات نظرِ عجیب معلوم ہوگی کہ جنگِ فرانس اہل انگلستان کے طبائع کو مرغِ خوشنودمانے قوم

۱۳۳۹-۱۳۴۶ء

اب یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اگر بادشاہ کی رعایا کی تعداد زیادہ ہوگی تو اسی نسبت سے اُن کے محصولات کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ ادھر شہزادہ سیاہ پوش کے جنگی کارناموں نے بھی لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا تھا اور نام و نمود کے لئے وہ ایسے بہادر شہزادے کی ذات پر فخر کرنے لگے تھے۔ اس کے علاوہ جنگِ اولِ اول طبقہِ اولیٰ کیلئے ذریعہٴ منفعت بھی ثابت ہوئی۔ فوجی سرداروں اور جاگیرداروں کو اپنے قیمتی سلاحِ جنگ کی اراضیات کے پٹے اور کشتکاک بہم رسانی اور باہر جا کر اپنا ٹھکانا قائم رکھنے کے لئے آئے دن روپے کی ضرورت پیش آتی رہتی تھی اس ضرورت کو وہ اس طرح رفع کرتے تھے کہ اپنی جاگیریں اور زمینیں طویل مہداد کے لئے پٹہ پر دے دیتے

علاقوں کی آزادی

تھے اور ان "مزدوروں" پر پٹہ دار سے انھیں لگان مل جاتا تھا۔ اسی سے "مزدوروں" اور آزادانہ چھٹیہ رکھنے والے مزارعین کی ابتدا ہوئی وہ اپنے کاشتکاروں کو بھی جو اُن کی جاگیروں میں ان کی رعایا بنے تھے معاوضہ لے کر آزاد کر دیتے تھے یہاں تک کہ خود بادشاہ بھی روپے کی خاطر اپنی دیس و دیہات جاگیروں میں اپنے مختاروں کو بھیج دیتا تھا کہ جو آسامیاں آباد ہونا چاہیں ایک بندہ بھی رقم دے کر آزادی خرید لیں۔ ایڈورڈ اپنے ساتھ کچھ جولاہے فلینڈرس سے لیتا آیا تھا اُن

پیشہ دروں نے اپنی بستیاں نارفاک سفاک اور سکیس میں بسالیں اور لوگوں کو پارچہ بانی کا ہنر سکھانا شروع کیا۔ پارچہ بانی تھوڑے ہی دنوں میں ملک کی ایک اہم اور سودمند شاہکار حیرت اور تجارت کی جو گئی اور چونکہ ہر غلام کو جو کسی زمیندار کے قبضے سے نکل کر کسی شہر میں ایک سال اور ایک دن گزار دیتا تھا، کامل آزادی کا استحقاق ترقی۔

حاصل ہو جاتا تھا لہذا بہت سے لوگوں نے کسب معاش کے لئے پارچہ بانی کا پیشہ اختیار کر لیا۔ غیر ملکوں کے ساتھ لین دین کے تعلقات قائم ہونے سے بازار تجارت بھی گرم ہو چلا۔ نارمنڈی کے ساتھ پھلی اور لکڑی فلینڈرس کے ساتھ اون اور گاسنی کے ساتھ شراب اور نمک کا بیوپار ہوتا تھا جس سے لوگوں کے لئے معاش کی نئی راہیں کھل گئیں۔ اسی زمانے میں سکس رائج الوقت کی اصلاح ہوئی اور ۱۱۳۳ء میں اول اول سونے کے سکس کا چلن ہوا۔ امرا اور جاگیردار بدستور اپنے جنگی مشاغل میں مہمک تھے۔ اور انہیں کچھ خبر نہ تھی کہ ملک میں بیکہ ہی چپکا کیا انقلاب ہو رہا ہے اگر ان کی چشم بصیرت کھلی ہوتی تو انہیں جان نظر آگیا ہوتا کہ ان تمام ترقیوں کی بدولت آزاد شدہ غلام اور مطلق العنان مزدور اور کسان لگ احرار کی ایک زبردست جمیعت بنتے جاتے ہیں اور اب انھوں نے اپنے لئے وہ ضروریات پیدا کر لی ہیں جن کا اس سے پہلے انھیں کبھی احساس نہ ہوا تھا اور ان حقوق کے حصول کے ورپے ہیں جن کا مطالبہ ہخیر انھوں نے کبھی نہ کیا تھا۔ واقعات کی یہ رفتار میں سال سے بھی زیادہ اسی طرح جاری رہی۔ اور اس آئنا میں بادشاہ برابر پارلیمنٹ سے مصارف جنگ کیلئے روپیہ مانگتا رہا۔ ۱۱۳۵ء میں بادشاہ نے فرانس سے سخت براؤونگی کے عالم میں مراجعت کی۔ تمام وزراء اور اعلیٰ حکام عدالت کو برطرف کر دیا اور اپنے وزیر خزانہ اسٹریٹفرڈ پر جو کٹر بری کا صدر استقف تھا اور سرکاری آمدنی کے ناجائز طور پر صرف کر کے کا الزام لگایا۔ بادشاہ اسٹریٹفرڈ سے بڑا بیٹھ اور ارا عوام وزیر خزانہ کی محاسبہ کرنے پر مقرر تھا لیکن پارلیمنٹ کہتی تھی کہ کسی وزیر پر کوئی الزام نہیں لگایا جاسکتا جب تک کہ الزام کی سواحت پارلیمنٹ کے بصرے اجلاس میں لازم کے ہم چشموں کے رو بردہ ہو۔ ۱۱۳۶ء میں ممبران پارلیمنٹ نے اپنی یہ بات منوکر چھوڑی کہ وزیر کا انتخاب ان کے مشورے سے عمل میں آئے اور وزراء ان کے سامنے قانون کے پابند رہنے کا حلف اٹھائیں۔ گزشتہ نو سال سے پارلیمنٹ کے اجلاس کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ جاگیردار اور ساکنان شہر کی نشست تو پینٹ چیمبر (پارلیمنٹ) میں



میں ہوتی تھی، در امرے کبار اور اساتذہ کا اجلاس اُن سے الگ "وہاٹا چیمبر" (ایوان خیر) میں ہوتا تھا۔ گویا پارلیمنٹ کے اب دو حصے ہو گئے تھے دارالامرا اور دارالعوام۔ دونوں کے باہمی تعلقات پر نظر ڈالنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ امر اعوام سے مشورہ لے لیا کرتے تھے اور عوامی رائے کا آزادی کے ساتھ اظہار کرتے تھے۔ پارلیمنٹ حکومت کے نظم و نسق میں اب حضرت ایک ایک حد تک ذمیل تھی اور سلطنت کا انتظام خوبی و خوش اسلوبی سے چلنے لگا تھا۔ میدان جنگ میں انگلستان کو جیت پر جیت دہری تھی۔ کرلیسی کے معرکہ میں فرانسیسیوں کو شکست ہوئی نیول کراؤن (متصل ڈرہم) کی لڑائی میں اسکاٹ لینڈ والوں کو ترک علی اور ان کا بادشاہ ڈیوڈ اول انگلستان میں پکڑ لیا گیا۔ کیلے پر بھی انگلستان کا قبضہ ہو چکا تھا اور اس بندرگاہ کی تیغ نے آئینے انگلستان کو ہر بھری غیم کی دستبرد سے محفوظ کر دیا تھا۔ یہ تمام فتوحات ایسی نہ تھیں جن سے اہل انگلستان کے دل میں جوش مسرت پیدا نہ ہو۔ وہ خوش تھے کہ بر میدان میں پالا انھیں۔ سسے کے ہاتھ رہا ہے۔

لیکن ایک بہت بڑی مصیبت کا پہاڑ سر پر ٹوٹنے کو تھا۔ ۱۲۵۷ء میں ایک فحاک

دبا جو "کالی موت" (طاعون) کے نام سے مشہور ہے اورپ میں نمودار ہوئی۔ اور اس کی

طاعون	کے ملکوں کا صفایا کرتی ہوئی انگلستان پہنچی۔ انگلستان میں اُس کا ایسا زور ہوا کہ شہروں کے بھرے غلے اور گاؤں کے اکاؤنٹ
-------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

جنسوں پر سے سب ایک ساتھ فنا کے گھاٹ اتارنے لگے۔ موت کی گرم بازاری کا یہ عالم تھا کہ

لاشوں کا دفن کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ جب تب ہی کا یہ بادل چھٹا تو انگلستان کی ایک تہائی

آبادی پیوند زمین ہو چکی تھی اور جو لوگ لڑائیوں میں حوالہ خاک و خون ہوئے اُن کا کوئی

حساب ہی نہ تھا۔ اب زمینداروں کو بڑی مشکل پیش آئی کہ ان کا کام کون کرے۔ طاعون نے

ہنگامے میں لوگوں نے سرمایہ ہو کر زراعت کا کاروبار بالکل ترک کر دیا تھا۔ کھیت ویران

پڑے۔ تھے۔ مزدور نام کو نہ ملے تھے اور جو تھے وہ مزدوری اتنی مانگتے تھے کہ زمینداروں

میں اُس کے ادا کرنے کی توفیق نہ تھی۔ اب اس جماعت کے درمیان جو مال و املاک الی

تھی یا صاحب سرمایہ تھی اور اُس جماعت کے درمیان جو محنت مزدوری کر کے پیٹ پاتی

سرمایہ اور محنت کی کشمکش تھی پہلی مرتبہ وہ کشمکش شروع ہوئی جس کا سلسلہ ابھی تک کسی کسی

شکل میں قائم رہا ہے۔ طاعون کے زمانے میں ایک گروہ ایسے

مستندوں کا پیدا ہو گیا جو بھیک مانگ کر گزارہ کہتے تھے اور محنت سے جی چراتے تھے پارلیمنٹ نے یہ حالت دیکھ کر ایک قانون نافذ کیا جس کے داعی ہونے میں کلام نہیں کہ ہر شخص کے لئے جس کی عمر سات سال سے کم ہو کسی نہ کسی طرح کی محنت کرنی لازمی ہوگی۔ لیکن اسی کے ساتھ پارلیمنٹ نے جو "قانون مزدوروں" وضع کیا وہ بڑا سخت تھا۔ اس قانون کی رو سے مزدوروں کی اجرت کی شرح وہی قرار دی گئی جو انھیں طاعون سے پہلے ملا کرتی تھی۔ مزدور اس پر رضامند نہ ہوئے اور ان لوگوں کی محنت کر کے جو زیادہ مزدوری دینے کی توفیق رکھتے تھے، قانون سے بچنے لگے۔ زمینداروں کے لئے اب بڑی مشکل پیش آئی۔ مزدوری تو انھیں پہلے کی نسبت زیادہ دینی پڑتی تھی۔ آلات زراعت اور تمام مصنوعات کے دام بھی بہت جھنگے ہو گئے تھے لیکن انج اور گوشت جو ان کی اراضی کی پیداوار تھا اتنا زیادہ قیمت نہ پاتا تھا اس لئے کہ ملک کی گھٹی ہوئی آبادی میں خوراک کی مانگ کم تھی اس پر پارلیمنٹ نے جس کے اراکین میں زمینداروں کا عنصر بڑا زبردست تھا پرانے قوانین از سر نو راج کر دئے جن کی رو سے ہر شخص اپنے آفاقی جاگیر میں رہ کر کام کرنے کا پابند بنا دیا گیا مزدور کے لئے اپنے طبقے سے باہر جانا ممنوع قرار پایا اور ایک قاعدہ اس مضمون کا وضع کیا گیا کہ جو شخص فرار ہو جائے اس کی پیشانی پر جلتے لوہے سے حرف "ایف" کا داغ دے دیا جائے یہ حرف "فیوجی ٹو" کا مخفف ہے جس کے معنی "مفرور" کے ہیں۔ اس طور پر بہت سے فرار شدہ غلام شہروں سے واپس وئے گئے اور بعض ایسے غلاموں کو جو اپنی آزادی خرید چکے تھے اپنے پرانے قانون مزدوران مالکوں کے نام داعی مطالبے کی بنا پر از سر نو ملکہ گمش ہونا پڑا۔ مزدور اب اس حقیقت سے آگاہ ہو چکے تھے کہ بحالت آزادی وہ زیادہ روپیہ کماسکتے ہیں۔ اسی لئے وہ اس ظالمانہ قانون کی گرفت میں نہ رہ کر پیچ و تاب کھاتے تھے اور اس گرفت سے چھوٹنے کیلئے طرح طرح کے حیلہ کرتے رہتے تھے۔

اسی زمانے میں انگلستان کے قدار الکلام شاعر چارلس اپنی مشہور تصنیف "کنٹربری ٹیلیس" (قصص کنٹربری) سپر دقلم کی اور لیٹنگلینڈ نے جس کی شاعری عوام میں بہت مقبول تھی ایک عجیب و غریب نظم لکھی جو "دی ورن آف پیرس بلاؤمین" (رویلے مہمان پرست) کے نام سے موسوم ہے۔ ان دونوں نظموں کے مطالعے سے اس زمانے کے حالات کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے کہ ایک طرف تو جاگیردار اور امرائے دربار اور

<p>چاہے اور انگلینڈ کی تصانیف مالد قیس و راہب رنگ رلیاں منار ہے اور کچھ بڑے اڑا رہے ہیں اور دوسری طرف انہی طبقہ کی پریشیاں حال جماعتیں روز بروز زیادہ بے چین ہو رہی ہیں۔ انہیں دونوں بلیں کالج آکسفورڈ کے صدر معلم جان وکلف نے جو انگلستان کا سب سے پہلا مصلح مذہب ہے پادریوں اور خصوصاً راہبوں کی بد اعمالیوں کا کچا چٹھا اور اس گروہ کی منافقانہ روش اور حرص و آز کا راز کھون شروع کیا۔ وکلف آکسفورڈ کا ایک مخلص اور نیک نیت واعظ تھا۔ اس کا یہ منشا ہرگز نہ تھا کہ ملک میں بے مہی پھیلے بلکہ وہ دین کی بھولی بھری روایتوں کو تازہ کرنا اور ارباب اقتدار کو ان کے ظلم و ستم پر سچے دل سے ملامت کرنی چاہتا تھا۔ چند سال بعد اس نے انجیل کا زبان انگریزی میں ترجمہ کیا اور بڑے رسوا پادریوں کی برہمنہ پاجامت کو جو مولے بھولے کپڑے کے فرغ بننے والے لوگوں میں اس بات کی منادی کرنے کے لئے بھیجا کہ ہر شخص خدا کے حضور میں اپنے افعال کا جواب دو خود ہے۔ خدا کی نظروں میں تمام انسان ایک درجہ رکھتے ہیں اور امرا اور پادریوں کا فرض ہے کہ حکومت عدل و انصاف سے کریں تاکہ خدا کی ساری مخلوق کا اس میں بھلا ہو۔ آزادی کے ان دلولہ انگیز خیالات نے کسانوں میں جو پہلے ہی بد دل ہو رہے تھے ایک آگ سی لگا دی اور آئندہ عہد حکومت میں اس آگ کے شعلے آسمان تک نکلنے ہوئے نظر آئے۔</p>	<p>چاہے اور انگلینڈ کی تصانیف</p>
<p>پھر بھی بظاہر امن و سکون قائم رہا اور آئندہ بیس سال کے عرصے میں پارلیمنٹ نے بہت سی مفید اصلاحات کو رواج دیا۔ ۱۳۵۱ء میں چونکہ فرانس اور انگلستان ایک دوسرے کے دشمن تھے اور پاپائے روما ایک فرانسیسی الاصل شخص تھا جو فرانس کے ایک شہر اونیان میں رہتا تھا لہذا پارلیمنٹ نے اسے مضمون کا ایک قانون وضع کیا کہ پاپا کو آئندہ سے یہ حق نہ ہو گا کہ انگلستان کی قیسی خدمتوں پر کسی بیسی کا تقرر کرے یا اہل انگلستان سے گرانبار خراج وصول کرے۔ یاد ہو گا کہ پاپا کو شاہ بیتان کے زمانے سے یہ حقوق حاصل تھے۔ اب اس قانون سے یہ حقوق کینچت زائل ہو گئے۔ ۱۳۵۳ء میں لوگوں کو قانون اقلیت یا اقلت پاپائے کے ذریعہ سے غیر مالک کی عدالتوں میں انگریزی مقدمات قانون اقلیت کے رجوع کرنے کی مخالفت کر دی گئی اور اس قانون کی اہمیت آگے بڑھ کر بہت کچھ بڑھ گئی۔ ۱۳۵۷ء میں فرانسیسی کی گجہ جو اس وقت تک عدالتی زبان تھی انگریزی نے لے لی اور عدالتوں میں اب انگریزی زبان اعمال</p>	<p>جان وکلف</p>
<p>پاپا</p>	<p>پاپا</p>

کی جٹائی۔ ساتھ ہی یہ قاعدہ بھی جاری کر دیا گیا کہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر بادشاہ آئندہ سے ان محصولات وصول کرنے نہ پائے گا حکومت نے آرلینڈ کیلئے بھی ایک ضابطہ قوانین مرتب کرنا چاہا لیکن یہ قوانین ابتداء ہی سے غلط تھے اور غلط لگائے بھی تھے۔ اس وقت آرلینڈ میں تین قسم کی رعایا آباد تھیں اولاً قدیم اہل آرلینڈ جن کا حجم چھوٹا ہی تھا۔ ثانیاً وہ انگریز جو مدت ہوئی نقل وطن کر کے یہاں آ بسے تھے اور قدیم باشندوں کے ساتھ شادی بیاہ کو کے یہیں کے ہو سکتے تھے۔ ثالثاً وہ انگریز جو آرلینڈ پر حکومت کرنے آئے تھے اس میں شک نہیں کہ پہلے اور دوسرے طبقے کی جماعتیں غیر مہذب اور نیم وحشی تھیں لیکن جو برتاؤ ان کے حاکموں نے ان کے ساتھ روا رکھا وہ بڑا ہی شرم انگیز تھا۔ آئین کلکٹی کی ریسٹ اہل آرلینڈ کے ساتھ انگریزوں کے ازدواجی تعلقات ممنوع قرار پائے۔ آئین کلکٹی

۱۳۶۶ء

انہیں حکم دیا گیا کہ اپنی بول چال چھوڑ کر انگریزی زبان بولیں اور انگریزی زمینیں اختیار کریں۔ بادشاہ کے بیٹے لایونل امیر کلیرنس نے جو آرلینڈ میں نائب السلطنہ ہو کر گیا حکم دے رکھا تھا کہ کوئی شخص جو آرلینڈ میں پیدا ہوا ہو میری خیمہ گاہ کے قریب بھی نہ بیٹھنے پائے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی حکومت کے ماتحت اہل آرلینڈ کبھی اطمینان و قناعت کی زندگی نہ بسر کر سکتے تھے۔

اسی طرح اور دس سال گزر گئے۔ فرانس میں تیسرا امریکہ شکستوں پر ختم ہوا۔ بادشاہ کا ضعیفی کا عالم تھا نیک نہاد ملکہ فلپا گزر چکی تھی اور بادشاہ کے مزاج میں ایک سفلہ منش عورت ایس پیرس وخیل ہو گئی تھی۔ بادشاہ کا سب سے بڑا بیٹا شہزادہ سیاہ پوشش بستر نزع پر پڑا دم توڑ رہا تھا۔ چھوٹے بیٹے کی عمر جو ولعہد سلطنت تھا صرف دس سال تھی حکومت دراصل بادشاہ کے تیسرے بیٹے جان زمین گانٹ و امیر لینکسٹر کے ہاتھ میں تھی جس نے اپنی مرضی کے وزراء منتخب کر رکھے تھے اور اس کے تیور کہہ دیتے تھے کہ وہ تخت سلطنت پر غاصبانہ قبضہ جمائے گی فکر میں ہے۔ آخر ۱۳۷۷ء میں ایک نئی پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا جو "نیک پارلیمنٹ" کے عرف سے مشہور ہے۔ اس پارلیمنٹ کے اراکین دارالعلوم نے پہلی مرتبہ یہ جرات دکھائی کہ وزراء نے سلطنت پر ان کی بے عزتی کی پاداش میں فرد و افراد و جرم لگا کر دارالامرا میں ان پر مقدمہ چلایا۔ وزراء پر الزام یہ تھا کہ انہوں نے سرکاری رقم میں غلبہ کیا ہے۔ بلا اجازت

نیک پارلیمنٹ

۱۳۷۷ء

نمایا پرنس گلاسٹون ہاؤس میں اور بیچا کے کہن سال بادشاہ کو روپیہ قرض کے کہل سے سوگنا زیادہ وصول کیا ہے۔ امیر لینکسٹر نے ان حصوں کے روکنے کیلئے سبھی طرح کے جتن کئے لیکن شہزادہ سیاہ پوش نے بستر مرگ پر بڑے بڑے بھی دارالعوام کے فیصلہ کو برقرار رکھا۔ غرض وزیر اپنے عہدوں سے ہٹا دئے گئے اور ایلیس پیرس ایوان شاہی سے نکال باہر کی گئی اگرچہ اس نے جلد ہی واپس آکر پھر اپنا رنگ جمایا۔ ان واقعات کے دو مہینے بعد جب ۸ جون ۱۳۳۷ء کو شہزادہ سیاہ پوش نے شہزادہ سیاہ پوش کی وفات پائی تو صدر اسقف کسن شہزادہ رچرڈ کو پارلیمنٹ میں لے آیا اور شہزادہ ولی عہد سلطنت تسلیم کر لیا گیا۔ بایں ہمہ جان رئیس گلاسٹون نے از سر نو اقتدار حاصل کر لیا اور ۱۳۳۷ء کی پارلیمنٹ نے سب کے لئے

پر پانی پھیر کر ایک نیا محصول اہل ملک پر لگا دیا کہ ہر شخص سے اس قدر رقم بطور ٹیکس وصول کی جائے کرے۔ اس پارلیمنٹ میں دارالعوام کا صدر نشین پہلی مرتبہ "اسپیگر" (رئیس تقریر) کے لقب سے پہلا انفرادی محصول۔ اسی سال ۲۱ جون ۱۳۳۷ء کو ایڈورڈ سوم نے انتقال کیا اور تخت انگلستان جس پر گونا گوں مشکلات کا بادل چھایا ہوا تھا صاف گھیارہ سال کے سن میں شہزادہ رچرڈ کو نصیب ہوا۔

## رحمہ و دوم

### ۱۳۷۷ء لغایت ۱۳۹۹ء

رچرڈ کے سر پر تاج حکومت ۱۶ جولائی ۱۳۷۷ء کو رکھا گیا اور ایک مجلس انتظامی نظم و نسق کے لئے مقرر کی گئی بادشاہ کے چچا اس مجلس میں شریک نہ تھے لیکن جان رئیس گلاسٹون کو ابھی تک بہت بڑا رسوخ حاصل تھا۔ جنگ فرانس برابر جاری تھی اور انگلستان بہت بڑی طرح سے اس کا حلیا زہ کھینچ رہا تھا۔ مصارف جنگ کا بوجھ محصولات کی شکل میں تمام ملک کی گردن پر تھا۔ انفرادی محصول لوگوں پر پھر عائد کر دیا گیا۔ امیر لینکسٹر کو چھ پاؤنڈ تیر و شلنگ چارنس کی رقم ادا کرنی پڑتی تھی۔ اس سے کم دہجے کے امیر چار پاؤنڈ فی کس دیتے تھے تا آنکہ رعایا کے تمام طبقوں پر بھروسہ دہی بٹتا ہوا یہ محصول سولہ سال سے زیادہ بھر کے غریب سے غریب شخص تک

جا پہنچتا تھا جس سے فی کس چار پیس وصول کئے جاتے تھے۔ لیکن اس پر بھی جنگ کے اخراجات پورے نہ ہوتے تھے۔ اس لئے سال آئندہ اس محصول کی شرح بڑھادی گئی۔ غریبوں پر اس بوجھ انفرادی محصول سے نفرت کا دھڑا دو پڑتیس سال پہلے جب قانون مزدور نافذ ہوا تھا تو کجا کدو اور اور زمینداروں کی رعایا اور مزدوری پیشہ جماعتوں پر بھاری بھاری محصول

لگا دئے گئے تھے جس کی وجہ سے ان میں بے چینی پیدا ہو گئی تھی جو برابر بڑھتی جاتی تھی۔ اس انفرادی محصول نے ان کے صبر و تحمل کا خاتمہ ہی کر دیا مگر باخفیہ انہیں قائم ہونے لگیں اور کلف کے قیسی گماشتے جواب "لارڈ" (خوش نوا) کہلاتے تھے اطراف و اکناف ملک میں پھر کر بگڑے ہوئے لوگوں کے ناہین نامہ و پیام کی خدمت انجام دینے لگے بلکہ ان میں سے ایک پادری جان ہائل کی کوئلندن کے اسقف نے فتنہ انگیزی کے جرم میں قید بھی کر دیا۔

ابھی ملک میں کوئی فساد بھی نہ ہونے پایا لیکن باروت سمجھ چکی تھی اور چنگاری پڑنے کی کسر تھی۔ مشہور ڈارٹفڈ میں ایک شخص مسی جان کپھریل بنانے کا پیشہ کرتا تھا۔ ایک محفل نے اس کی لڑکی کو چھڑا تو اس نے محفل کو چپکلی بجاتے میں مار ڈالا۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ تمام ملک میں ایک آگ سی لگ گئی۔ اور صاف ظاہر ہو گیا کہ لوگوں کے درمیان کوئی نفیہ سمجھو تا پہلے سے قائم ہے۔ اس لئے کہ یارک شائر۔ لنکاشائر۔ ڈیون۔ سفاک۔ ایکس اور کینٹ تمام مقامات کسانوں کا مفید و

کی آبادی ایک ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی اہل کینٹ نے وارنٹ ٹایلر کی سرکردگی میں کہ وہ اور جان ساکن ڈارٹفڈ ہم پیشہ تھے علم انقلاب بلند کیا اور جان بال میڈسٹن کے جیل خانہ سے بھاگ کر کوچ کرتے ہوئے صید سے بلیک ہائٹھ پنچے جہاں وارنٹ ٹایلر نے ایک پر جوش تقریر میں ان کو تمام انسانوں کی مساوات کا سبق پڑھایا اور با د از بند یہ شعر دہرائے

اے چلائے تھے ہمارے جدا مجد جن دنوں اور چہرہ کا تنا تھا شغل وادی جان کا  
تھی کہاں اُسوقت یہ شایستگی اے منمو آدمی پر جس سے ہوتا ہے گساں حیوان کا

اصل شعر کا لفظی ترجمہ اس قدر ہے۔ "جب آدم کہ ال سے زمین کھودتے تھے اور چہرہ کا  
کا لفظ نہیں تو اس وقت شریف کون تھا میں نے فحوائے کلام کے لحاظ سے اس مطلب کو ذرا چھپکا  
ہو جان کر پایا ہے۔ مترجم۔"

عالم اس تہذیب سے نا آشنا تھا اُن دنوں - جس نے انسان کو بنایا ہے غلام انسان کا ایک چھپر چھپائے والے نے جس کا نام جیک اسٹرا تھا ایکس میں سڑا تھا یا۔ سب لوگ اُس کے پیچھے ہوئے اور لٹھوں زنگ آلودہ تلواروں اور کمانوں سے مسلح ہو کر ہجوم میں آئے۔ ہر ٹھڑٹھار کے باشندوں نے بھی یہی کیا اس بلور پر ایک لاکھ آدمی اکٹھے ہو گئے اور یہ جم غفیر منہ لیں مارتا ہوا اندن پہنچا۔ خود لندن میں بھی کھلبلی مچی ہوئی تھی اندر کے بلوایوں نے شہر کے چھانک کھول دئے اور باہر والے اندر آ گئے۔ سارا جون کو انھوں نے پائے تخت کے تمام قید خانے توڑ پھوڑ ڈالے۔ جان رئیس گانٹ کی طرف سے اُن کے دل میں خاص نفرت بٹھی ہوئی تھی۔ قصہ سیوا کے کو جو اُس کا گھر تھا جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ پیل کی نئی سڑے میں بھی آگ لگا دی اور اُن تمام مکانات کو جن میں فلینڈرس والے آباد تھے برباد کر ڈالا۔ پھر بھی انہوں نے نہ تو کسی کا مال لوٹا نہ کہیں چوری کی بلکہ رات ہوتے ہی سکون اور خاموشی کے ساتھ اپنے اپنے ٹھکانوں کو چلے گئے۔ اہل کینٹ نے ٹاور ہل پر جا بسیر کیا۔ اہل ایکس نے مایل اینڈ میں مقام کیا اور ہر ٹھڑٹھار والے ہائی ہری میں شب باش ہوئے۔

یہ افتاد ایسی ناگہانی تھی کہ امر اور مجلس انتظامی کے اراکین مارے خوف کے بدحواس ہو گئے اور اس سراسیمگی کے عالم میں اُن سے کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑا۔ اس موقع پر صرف ایک شخص ایسا تھا جس کے اوسان خطا نہ ہونے پائے اور وہ نوحہ بادشاہ تھا اگرچہ وہ ابھی پورے سولہ سال کا بھی نہ ہونے پایا تھا لیکن اُس نے حیرت انگیز جرات اور ہمت کا ثبوت دیا۔ علی الصبح گھوڑے پر سوار ہو کر وہ مایل اینڈ پہنچا اور بلوایوں سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ لوگو میں تمہارا بادشاہ ہوں اور تم میری رعایا ہو۔ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم آزادی چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ جابرانہ محصول اور چنگی کے مطالبات موقوف کر دئے جائیں اور بیگار کی بجائے ہم سے لگان لیا جاکرے۔ چرڈ نے اُن کے تمام مطالبات کی منظوری کا وعدہ کیا اور ہر حلقے کے باشندوں کے لئے فرمان آزادی سپرد قلم کرنے پر تیس ہلکاروں کو مامور کیا۔ یہ فرامین لے کر مایل اینڈ کا ہجوم تو منتشر ہو گیا لیکن پورا فتنہ ابھی فرو نہ ہوا تھا۔ چرڈ جس وقت ایکس والوں کو دم دلاسا دینے میں مصروف تھا مینٹ والے ایک نیا ہنگامہ بنا کر رہے تھے قہر ٹاور میں گھس کر انھوں نے صدر استشف کو جو وزیر خزانہ تھا قتل کر دیا۔ اور خزانے دار کو بھی جس سے انھیں نفرت تھی مار ڈالا اور وارنٹ مایلس

رچرڈ اپنی رعایا سے تیس ہزار آدمی لئے ابھی تک لندن میں موجود تھا۔ رچرڈ اُن سے دوسرے دن اسمتھ فیلڈ میں ملا اور جب واٹ ٹائیلر نے آگے بڑھ کر بادشاہ کے گھوڑے کی باگ پر ہاتھ ڈالا تو لندن کے رئیس بلند نے ایک ہی وار میں اُس کا کام تمام کر دیا یہ دیکھ کر لوگوں کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی۔ چاروں طرف سے آوازیں بلند ہوئیں کہ ہمارا سردار مارڈالا گیا۔ اُس کا بدلہ لو اور جو سامنے آئے اُسے مار ڈالو۔ اُس کے جواب میں رچرڈ پکارا کہ لوگوں میں ہمارا سردار ہوں میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اُس آواز میں کچھ ایسا بلا کا اثر تھا کہ سننے والے اُس کے پیچھے ہوئے اور امن و سکون کے ساتھ اسلنگٹن تک اُس کے ساتھ ساتھ آئے۔ اب اتنی خرابی کے بعد فوج کو بھی ہوش آیا تھا اور وہ اسلنگٹن میں صف بستہ موجود تھی۔ لیکن رچرڈ اس بات کا رد ادا نہ تھا کہ اُس کی سیپاہیوں سے کچھ بھی تعرض کرے بلکہ اُس نے آزادی کے تحریری فرمان لکھ لکھ کر اُنکے حوالے کئے اور وہ مطمئن ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اس طرح لندن میں فساد کا خاتمہ ہو گیا لیکن درودست مقامات میں آئندہ پندرہ دن کے اندر بہت سی جانیں ضائع ہوئیں اور مال کا نقصان بھی بہت کچھ ہوا۔ بادشاہ ایک لشکر جوارے کر مفسدوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور کینٹ اور ایکس کے علاقوں میں حسیبت بٹھاتا ہوا گزر جان بال اسٹراڈ صدا ہا دیگر شخاص گرفتار کر کے مار ڈالے گئے اور جب پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا تو تمام وہ قسطن آزادی جو بادشاہ نے جاری کئے تھے اس بنا پر کالعدم قرار دیے گئے کہ بادشاہ امرائے حقوق، عوام کو بخش دینے کا مجاز نہیں ہو سکتا غرض اس تمام ہنگامہ آرائی کے باوجود غلامی بتدیج مٹ جاتی ہے قوم بظاہر گھمٹائے ہی میں رہی لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ظاہری نقصان ایک بہت بڑے حقیقی نفع کی مہمید تھا۔ یعنی اگرچہ اول اول

ارباب اقتدار کا تشدد اور زیادہ بڑھ گیا اور غریبوں پر پہلے سے بھی بڑھ کر ظلم ہونے لگا تاہم امر اکوئل اس حقیقت کا احساس ہو گیا کہ لوگوں کو غلامی پر مجبور کرنے میں بہت بڑا خطرہ ہے چنانچہ آئندہ ڈیڑھ سو سال کے دوران میں جبری محنت کی غلامانہ رسم رفتہ رفتہ بالکل ہی موقوف ہو گئی اور اس کی جگہ آزاد رضا مندانہ محنت نے لے لی۔ بہت سی امیدیں اس دنیا میں رائج ہاں جایا کرتی ہیں۔ رچرڈ کے عہد حکومت کا آغاز بہت شاندار ہوا تھا لیکن اُس کا دور فرمانروائی اُس کے حق میں سراسر ناکام اور حسرت ناک ثابت ہوا۔ اُن ناکامیوں کا





جان رئیس گارنٹ کے جاتے ہی ٹامس امیر گلکسٹر برسر اختیار ہو گیا اور ۱۳۸۶ء میں جبکہ  
 گیارہ اراکین کی مجلس رچرڈ نابلغ تھا اُس نے امیر ارٹھل کے ساتھ مل کر پارلیمنٹ کو  
 اس بات پر آمادہ کیا کہ سرکاری رقم کے صرف بجایا کی پاداش

۱۳۸۶ء

میں رچرڈ کے وزیر امیر سفاک پر مقدمہ چلایا جائے اور بادشاہ  
 کے معاملات کی نگرانی کے لیے گیارہ اشخاص کی ایک مجلس مقرر کی جائے۔ رچرڈ  
 کو اس سخت طیش آیا اُس نے پارلیمنٹ کو دھتکارا بیٹائی اور لوگوں کو بھڑکا کر اپنے  
 ساتھ ملا لینے کی کوشش شروع کر دی۔ ظاہر ہے کہ اس کا یہ فعل احمقانہ اور خود مراد  
 تھا اس لیے کہ ابھی تک حکومت کا اختیار اُس کے ہاتھ میں نہ آنے پایا تھا دوسرے

بیرحم پارلیمنٹ

۱۳۸۸ء

سال ایک پارلیمنٹ کے اجلاس میں جو بیرحم پارلیمنٹ کے  
 نام سے مشہور ہے دارالامرا کے اراکین گلکسٹر، آرٹھل، واکر  
 ٹانگم، اور ڈاربی نے جو امرائے مرافین کہلاتے ہیں بادشاہ

کے مقربین کے خلاف بجلت بغاوت مرفحہ دائر کیا۔ اور ان میں سے سات کو پھانسی  
 پر چڑھا دیا۔ ایک دیرینہ سال بہادر سردار سر سائمن برلی بھی اس لیٹ میں آگیا اور  
 ٹوٹی پر لٹکا گیا۔ بادشاہ اسکو بہت چاہتا تھا۔ اور اسکی بڑی قدر کرتا تھا ملکہ نے یہاں تک کہ خود

ہنری امیر ڈاربی نے بڑی منت و سماجت کی کہ اس کی جان نہ لی جائے لیکن گلکسٹر کے  
 جھرول پر ان التجاؤں کا اثر نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ رچرڈ نے دیکھ لیا کہ کیسے بیرحم اور سفاک  
 شخص سے اُس کا پالا پڑا ہے اور ایسے شخص سے عہدہ براہونے کے لیے اُس قدر جزم

رچرڈ خان حکومت خود احتیاط کی ضرورت ہے۔ سال ۱۳۸۹ء میں اُس نے  
 اپنے ہاتھ میں لیتا ۱۳۸۹ء اس ناگہانی اعلان سے مجلس کے تمام اراکین کو مبہوت و شذر  
 کر دیا کہ چونکہ میری عمر تیس سال کی ہو گئی ہے اس لیے آئندہ

میں خود حکومت کا انتظام کیا کروں گا۔ خاتم شاہی امیر ارٹھل کے قبضے میں تھی رچرڈ  
 نے اسے حکم دیا کہ لاؤ میری جہر میرے حوالے کرو ایک تو اُس کے بگڑے تیور دیکھ کر  
 سب کے ماتھے خشک گئے دوسرے اس کی بات بھی داہبی تھی۔ خواہی خواہی سب

نے سر تسلیم خم کر دیا اور رچرڈ نے تمام اختیارات خود نبھال لیے۔  
 آٹھ سال تک رچرڈ نے دانشمندی اور سلیقے سے حکومت کی اور

اچھے اچھے قوانین بنا کر ملک میں نافذ کئے۔ اُسی زمانے میں دوسرے قانونِ امتناعِ مداخلتِ باپا کا نفاذ ہوا۔ اس قانون کا مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی شخص انگلستان میں پاپا سے روم کا کوئی ایسا فرمان لے کر آئے گا جس کی رو سے کسی شخص کو سچی برادری سے اخراج کی سزا دوسرے قانونِ امتناعِ مداخلت دی گئی ہو، تو وہ مستوجبِ سزائے قید ہوگا اور اس کی جائیداد بھی ضبط کر لی جائے گی جیسا کہ ہمیں آگے چل کر معلوم ہوگا اس قانون سے

پاپا۔ ۱۳۸۹ء

ہنری آٹھم کے عہدِ حکومت میں بڑے بڑے اہم نتائج مرتب ہوئے۔ چارٹر نے آرلینڈز کا سفر بھی کیا اور وہاں کے باشندوں سے شفقت اور ملاحظت کے ساتھ پیش آیا۔ اس اثنا میں ان لوگوں کے ساتھ جنھوں نے اُس کے رفیقوں اور جو انھیں کو قتل کیا تھا اُس کی طرف سے بظاہر کوئی برابر تاؤ نہ ہونے پایا۔ لیکن وہ ان اوقات کو بھولانہ تھا۔ یہ کانٹے اُس کے دل میں برابر کھٹک رہے تھے۔ ۱۳۹۱ء میں اُس کی بی بی این نے جو بوہیمیا کی شہنشاہی تھی انتقال کیا اور اُس نے ۱۳۹۱ء میں شاہِ فرانس کی بیٹی سے جس کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی اس مصلحت سے عہد کیا کہ فرانس کے ساتھ پچیس سال کے لئے صلح کی جاسکے۔

اب رچرڈ ہر طرف سے فارغ ہو گیا اور وقت آپہنچا کہ وہ اپنے دشمنوں سے گین گن کر انتقام لے۔ فرانس کے ساتھ ہنگامی صلح ہو جانے کے باعث چونکہ سلسلہ جنگ منقطع ہو گیا اس لیے امرانا راض ہو گئے اور اس کے خلاف جوڑ توڑ کرنے لگے۔

اس سے بہتر انتقام کا موقع اور کیا ہاتھ آسکتا تھا۔ گلاسٹراڈل اور وارک کی گرفتاری کا فرمان جاری ہوا اور وہ چند ہی گھنٹے میں قید کر لیے گئے۔ گلاسٹراڈل کو کیلے بھیج دیا گیا جہاں سے دو ہفتے بعد اس کی وفات کی خبر گئی۔ آرٹڈل پر ملت خلافِ وزری باسکار پارلیمنٹ کے اجلاس میں مقدمہ چلایا گیا اور ثبوتِ جرم پر اُس کی گردن ماری گئی۔ رہا وارک سوائے جس دوام کی سزا دی گئی۔ پارلیمنٹ اب کمزور ہو گئی اور اُسے طوعاً و کرہاً رچرڈ کے آگے سر تسلیم خم کر کے بادشاہ کے تمام مطالبات کی منظوری دیتے ہی بنی۔ بادشاہ کے لیے

رچرڈ کا انتقام

۱۳۹۷ء

سالانہ معاش مقرر ہو گئی اور اُسے اپنے مقربین و مصاحبین کی ایک خاص مجلس کے قیام کی اجازت بھی مل گئی جسے یہ اختیار حاصل تھا کہ جو عرضیاں پارلیمنٹ میں پیش ہوں

ان پر نظر ثانی کر کے پارلیمنٹ کے فیصلے کو توڑ دے۔ قصہ مختصر یہ کہ رچرڈ ایک بالکل خود مختار اور مطلق العنان بادشاہ بن گیا لیکن یہی خود سری اُس کے زوال کا باعث ہوئی۔ اُس کی بے عنوانی اور غیرہ سری حد سے بڑھ گئی۔ وہ کسی کی نہ سنتا تھا اور اختلاف رائے کی ذرا تاہم رچرڈ کی خود مختاری نہ لاسکتا تھا۔ رفتہ رفتہ اُس نے نئے محصول لگا کر لوگوں پر تشدد شروع کیا اور عدالتیں بھی اُس کی مداخلت سے محفوظ نہ رہیں۔ ان

تمام باتوں نے رعایا کا دل اُس کی طرف سے پھیر دیا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اس کی اچھی بات بھی لوگوں کو بری لگتی تھی۔ مثلاً زمینداروں کے مقابلے میں مزدوروں کے حقوق کی حفاظت یا لارڈ طبقے کے منادی کرنے والوں کی حمایت ایسی باتیں تھیں جن کیلئے عامہ خلایق کو رچرڈ کا ممنون ہونا چاہئے تھا لیکن وہ پھر بھی اُس کو نفرت ہی کی نظر سے دیکھتے تھے اس لیے کہ اُس کی رعایا پروری بھی شان استبداد لیے ہوئے تھی اور وہ لوگوں کو جتنا ناپسند تھا کہ میں اپنی مرضی کا مالک و مختار ہوں اور جو چاہوں کر سکتا ہوں۔

ہنری امیر سیریز کی جلاوطنی  
امراے مرافہ میں سے ابھی دو امیر انگلستان میں موجود تھے ایک تو ہائیکلم تھا جو اب نارنک کی امیر لامرائی کے منصب پر فائز تھا اور دوسرا ہنری بالنگبروک امیر سیریز تھا جو جان رئیس گانٹ کا بیٹا

اور رچرڈ کا ابن عم ہوتا تھا۔ اگرچہ یہ دونوں امیر بادشاہ کے ہوا خواہ تھے لیکن وہ اُن کے وجود کو اپنے حق میں خطرہ سے خالی نہ پاتا تھا۔ اسی لیے جب اُن میں ۱۳۹۱ء میں باہم نزاع ہوئی تو رچرڈ نے اُس نزاع سے فائدہ اٹھا کر دونوں کو جلاوطن کر دیا نارنک کو عمر بھر کے لیے اور ہنری کو چھ سال کے لیے۔ یہ دونوں باتیں نہایت ہی خلاف انصاف تھیں اور چونکہ ہنری ہر دلنیز تھا اس لیے اس کا دیس نکالا لوگوں کی کمال برہمی کا باعث ہوا۔ لیکن رچرڈ کو رعایا کی ناراضی کی خس برابر بھی پروا نہ تھی اُسے اپنی قوت کا زعم اور اپنے اقتدار کا گمنند تھا۔ سال آئندہ جب جان رئیس گانٹ کا انتقال ہوا تو اُس نے مستوفی کی تمام جاگیرات جو استحقاقاً ہنری کو ترکے میں پہنچتی تھیں ضبط کر لیں اور اب اس اطمینان کو دل میں جگہ دیے ہوئے کہ انگلستان میں اُس کا کوئی دشمن نہیں رہا وہ ۱۳۹۹ء میں دوبارہ روانہ آئر لینڈ ہو گیا۔ لیکن عین اُس وقت جب کہ اُسے اپنی سلامتی کا پورا یقین تھا تقدیر نے پائٹا کیا یا اور اس کے قہر اقتدار کا ستون دھم سے زمین پر آ رہا۔

رچرڈ کا زوال  
۱۳۹۹ء

ہنری جو باپ کی وفات پر لیکسٹر کی امیرالامرائی پر سرفراز ہوا تھا اپنی جاگیرات کا دعویٰ پیش کرنے کے لئے یارک شایر میں لنگر انداز ہوا اُس کی آمد کی خبر سننے ہی ناظم لینیڈ کے خاندان پر تسی کے لوگ،

ولسٹ مور کا امیر نیول یہاں تک کہ خود رچرڈ کا چچا امیر یارک جسے رچرڈ نائب السلطنہ بنا کر چھوڑا گیا تھا اُس سے آئے۔ رچرڈ کا کیا اب اُس کے آگے آیا۔ اُس نے اہل انگلستان کو جبر و استبداد سے دبانایا تھا۔ پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ سارا انگلستان اس کے خلاف نہ اٹھ کھڑا ہو۔ جب وہ دو مہینے بعد ویلز میں لنگر انداز ہوا تو سلطنت اُس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی۔ رچرڈ کی طرح ہنری ایڈورڈ سوم کا پوتا تھا اور ماں کی طرف سے بھی اُس کا سلسلہ نسب ہنری سوم سے ملتا تھا (دیکھو نقشہ مندرجہ صفحہ ۱۷۶) اور اگرچہ امیر کلائس کا پوتا امیر راج تخت انگلستان کا سب سے زیادہ قریبی حقدار تھا لیکن اس وقت اُس کی عمر صرف چھ سال کی تھی۔ غرض قوم رچرڈ کے ظلم و ستم سے تنگ آئی ہوئی تھی ہنری کا آنا تھا کہ سارے ملک نے اُس کا خیر مقدم کیا اور بلبلیب خاطر اُس کو اپنا حکمران بنا لیا۔

ویلز پہنچ کر رچرڈ فلٹ کیسل میں قلعہ بند ہوا۔ لیکن امیر ناظم لینیڈ کی غداری نے مقابلے کی نوبت بھی نہ آنے دی اور اُسے ہنری کے حوالے کر دیا۔ ہنری نے اُسے قید کر کے قلعہ لندن میں بھیج دیا جہاں ۱۹ ستمبر ۱۳۹۹ء کو اُس نے سلطنت سے رچرڈ کی منقودا انجبری دست برداری کے اقرار نامے پر دستخط کر دیئے۔ دوسرے دن پارلیمنٹ نے ہنری کی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ سال بھر بعد

جب رچرڈ کو دوبارہ تخت پر بٹھانے کے لئے ملک میں ایک جماعت نے بناوت برپا کی تو بیان کیا گیا کہ رچرڈ کا انتقال ہو چکا ہے اور اُس کے ثبوت میں اُس کی لاش بھی لوگوں کو دکھائی گئی لیکن اُس بات کو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اُس کا خاتمہ کیونکر ہوا۔ البتہ قیاس یہی چاہتا ہے کہ خفیہ طور پر اُس کا کام تمام کر دیا گیا ہو گا۔ غرض سلطنت اس طور پر خاندان لیکسٹر میں منتقل ہو گئی۔ لیکن یہ بات الترناتیاد رکھنے کے قابل ہے کہ سلطنت کا قریب ترین حقدار خاندان کلائس سے تھا اور ہنری اور اُس کا جانشین مالک تاج و تخت محض اس لئے ہوئے کہ پارلیمنٹ کی طرف سے اُن کا انتخاب عمل

میں آیا تھا۔ اس لیے کہ یہی واقعہ اُس فساد کا محرک ہوا جس کا خاتمہ گلابوں والی لڑائی پر ہوا۔ اب ہم اُس زمانے سے لے کر جب قبائلی اعظم نے انگریزی آزادی کی بنیادیں استوار کیں تقریباً دو سو سال کے واقعات پر نظر ڈال چکے ہیں ہم نے دیکھ لیا ہے کہ اس مدت میں پارلیمنٹ نے نشوونما پا کر ملک کے طبقہ عوام کے منتخب کیئے ہوئے دہلا کو کرنٹ کا حق حاصل کیا۔ دیا۔ محصولات پر اپنی نگرانی قائم کی اور بادشاہ سے یہ حق حاصل کیا کہ واقعات کا خلاصہ پہلے اُسے رعایا کی شکایات رفع کرنی ہوگی اور اُس کے وزیر کو اپنے افعال کے لیے پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ پارلیمنٹ میں امرا اور عوام کے اجلاس الگ الگ منعقد ہونے لگے لیکن تمام معاملات اُن کے باہمی مشورے سے طے ہونے لگے اور دو بادشاہ محض اس لیے تخت سے اتار دئے گئے کہ انھوں نے اپنی رعایا کی پروا نہ کی تھی اور من مانی کارروائیاں کرنی چاہی تھیں۔ لیکن ان دونوں بادشاہوں کی علیحدگی کے بانی مہابی سلطنت کے امراء کبار تھے عوام نے یہ بیڑا اٹھایا تھا اس لئے کہ شاہ جان کی زمانے کی طرح ابھی تک ایسی حالتوں میں جبکہ بادشاہ کمزور یا کمزور ہوتا تھا ملک کی حکومت کی باگ امرای کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ اسی زمانے میں ویلز کا انگلستان کے ساتھ الحاق ہو گیا۔ اور اسکاٹ لینڈ نے آزادی حاصل کر کے اپنے قومی بادشاہوں کا ایک سلسلہ قائم کر لیا۔ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ انگلستان نے رفتہ رفتہ خود کو اُس بھاری خراج کے بوجھ سے سبکدوش کر لیا جو پاپایان رومان اُس زمانے سے وصول کر رہے تھے جب کہ شاہ جان نے پاپا کی اطاعت کا حلف اٹھا کر تلج انگلستان اپنے سر پر رومان کے باجگذار ہونے کی حیثیت سے رکھا تھا۔ ساتھ ہی فلینڈرس کے ساتھ ایک وسیع پیمانے پر اُن کے بیوپار کے باعث تجارت میں ترقی ہوتی گئی اور شہروں نے جو تجارتی حقوق بتدریج حاصل کر لیے تھے اُن کی بدولت سوداگروں کو بہت بڑا منافع حاصل ہونے لگا اس کے علاوہ قدیم زمانے میں جو تکلیف درجہ حصول بادشاہ رعایا سے وصول کیا کرتے تھے وہ بھی موقوف ہو گئے ہم نے اُس تحریک کو بارور ہوتے بھی دیکھ لیا ہے جس نے قوم کے طبقہ عوام میں ہجیان پیدا کر کے ملک میں جمہوریت کی روح پھونک دی کہ پہلے تو امرا اور جاگیرداروں کے

علاقوں نے رفتہ رفتہ آزادی حاصل کر لی۔ پھر کاشتکاروں نے مالکوں کی محنت کرنے کی بجائے انھیں لگان دینا شروع کیا۔ پھر وکلف نے عوام کو آزادی ضمیر کی تعلیم دی اور بائبل کا انگریزی زبان میں ترجمہ کر ڈالا جس سے لوگ اس قابل ہو گئے کہ کتاب مقدس کو خود پڑھ کر اس پر غور کر سکیں اور اس طور سے گویا اصلاح کلیسا کی پہلی داغ بیل ڈال دی۔ خود وکلف اسقف لندن کے ساتھ ایک طولانی مباحثے کے بعد اپنے ملکہ لٹروئٹھ میں جا کر گوشہ نشین ہو گیا جہاں اس نے ۱۷۸۹ء میں وفات پائی۔ لیکن اس کے پیروں کا گردہ یعنی طبعہ لارڈ بکسٹور قائم رہا اور آئندہ عہد میں ہمیں ان سے ابھی بہت کچھ ساقط پڑے گا۔

ان دو صدیوں کے خاتمے پر ہم انگلستان کو فرانس سے برسرِ جنگ چھوڑتے ہیں۔ اس لیے کہ جو ہنگامی صلح رچرڈ نے کی تھی وہ اسی کے ساتھ ختم ہو گئی۔ بیرونی جنگ کے علاوہ انگلستان ایک اندرونی کشمکش میں بھی مبتلا ہوا ہی چاہتا ہے اور اس خانہ جنگی کا باعث یہ ہے کہ تخت انگلستان کے سب سے زیادہ قدیم حقدار کے موجود ہوتے ہوئے بہتری تخت نشین ہو گیا تھا آگے چل کر ہمیں معلوم ہو گا کہ اس جنگ میں جو فرانس سے چھڑی ہوئی تھی اور ان ملکوں میں جو خود ملک کے اندر پیش آئے اسے زیادہ خاندان تباہ ہو گئے کہ جب یہ سب ختم ہوئے تو امرائے کبار کا دو طبقہ جو بادشاہ اور اس کی رعایا کے درمیان حائل تھا ملی حالت میں باقی نہ رہا تھا۔

## گیارھواں باب

## خاندان لینکسٹر

ہنری چہارم ۱۳۹۹ء لغایت ۱۴۱۳ء

ہنری پنجم ۱۴۱۳ء لغایت ۱۴۲۲ء

ہنری ششم ۱۴۲۲ء لغایت ۱۴۶۱ء

(دخست سے اتار دیا گیا)

۱۴۱۳ء جس کے حالات اب ہمارے پیش نظر ہیں تاریخ انگلستان کے ایک ایسے دور کی تہہ ہے جس میں بہت سخت افراتفری پڑی رہی۔ آئندہ اسی سال کے زمانے میں کسی بادشاہ کو بھی بلائیں و عیش حکومت کرنی ہشتاد سالہ زمامی دور نصیب نہ ہوئی۔ سلطنت کا ایک نہ ایک دعوے دار ہر وقت موجود ہوتا تھا اور اس کی وجہ سے فسادوں اور خانہ جنگیوں کا ایک تاننا بندھا ہوا تھا۔ قدیم خاندانوں کا ایک بڑا حصہ اسی آپس کے کشت و خون میں تباہ ہو گیا۔ اور امرا کے اکٹھے گھرانے بے چراغ ہو گئے۔

ہنری چہارم کے پہلے ہی دو حریف موجود تھے۔ یعنی رچرڈ دوم جو یارک شائر کے قلعہ پائٹی فرکیٹ میں قید تھا اور بادشاہ کا کٹس بھتیجا ایڈمنڈ، امیر مارج جو اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ قلعہ ونڈسیر میں پرورش پا رہا تھا۔ ہنری کے خلاف بغاوتیں ۱۴۰۹ء سے کہ بتایا ۳ جنوری ۱۴۱۳ء کینٹ ہینٹنگڈن اور ساکسری کے امرا نے لارڈ ڈسیر کے ساتھ مل کر چرڈ کو از سر نو تخت پر بیٹھانے کے لیے آپس میں سازش کی لیکن یہ راز نشست از باہم ہو گیا اور سب شرکائے سازش قتل کر دیئے گئے۔ غالباً اس بات کا علم ہمیں کبھی بھی نہ ہو سکے گا کہ چرڈ اپنی موت سے مرایا یہ سازش اس کی موت







کا باعث ہوئی۔ لیکن یہ ایک واقعہ ہے کہ چند ہی ہفتہ بعد چرڈ کی وفات کا اعلان کیا گیا اور اس کی لاش لوگوں کو دکھائی گئی اگرچہ بہت سے لوگوں کو شک تھا کہ لاش واقع میں چرڈ کی ہے بھی یا نہیں۔ اس کے کچھ ہی روز بعد ویلز کے ایک رئیس اوون گلنڈ وور نے جو لیون کی شاہی نسل سے تھا اور چرڈ ووم کی جان نثارانہ رفاقت کا حتیٰ ادا کرتا چلا آیا تھا ویلز میں بنادست کی اور تمام باشندگان ویلز اس کی مدد کو اٹھ کھڑے ہوئے نہری نے کئی دفعہ اس پر چڑھائی کی اور اپنے نو عمر بیٹے شہزادہ ویلز کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا لیکن گلنڈ وور مرتبہ کو ہستانی کمین گاہوں میں جا چھپتا تھا اور انگریزی فوج کا مقابلہ کرنے کے لیے برف و باد کو اپنا قائم مقام چھوڑ جاتا تھا اور جب یہ فوج رخصت ہو جاتی تھی تو پھر آکر ملک پر تسلط جما لیتا تھا۔

جنگ ہول دن ہل اسکاتلینڈ کے ساتھ بھی لڑائی چھڑی ہوئی تھی اور زندان پرسی یعنی امیر نارتھمبر لینڈ اور اس کا جنگ آزمایہ بیٹا ہیری ہارٹسپرنٹوں نے نہری کو تخت پر بٹھانے میں مدد دی تھی انگلستان کے شمالی علاقہ کو اسکاتلینڈ والوں کے حملوں سے

بچانے میں مصروف تھے۔ دریائے ٹین کے کنارے مولڈن ہل پر ایک جنگ ہوئی جس میں اسکاتلینڈ کی فوج نے شکست کھائی اور بہت سے سربراہان قیدی باپ بیٹوں کے ساتھ آئے۔ ان قیدیوں کے فدیہ سے انھیں بہت بڑی رقم وصول ہونے کی امید تھی لیکن نہری نے قیدیوں پر اپنا حق ثابت کر کے انھیں ناراض کر دیا۔ ایک اور بات بھی ان دونوں امرا کی برہمی کا باعث ہوئی تھی اور وہ یہ کہ ایڈمنڈ ہارٹسپر کو جو میری ہارٹسپر کا برادر نسبی تھا نہری ویلز میں بحالت قید چھوڑ آیا تھا یہ سمجھ کر کہ بادشاہ احسان فراموش ہے دونوں باپ بیٹے اس سے بگڑ گئے اور گلنڈ وور سے جا ملے۔ ادھر ملک میں یہ غلامہ بلند ہوا کہ امرا نے خانان پرسی اور گلنڈ وور چرڈ اسکاتلینڈ میں ابھی تک جتنا جاگتا چھوہ ہے۔

کی خواہش سنائی

ساتھ ہی فرانسیسوں نے باغیوں کی امداد کے لیے کچھ فوج ویلز میں لاتاری۔ اور ہنری کو اپنے تخت و تاج کی حفاظت کے لیے پھر ایک بار تیغ بکھڑا ہونا پڑا۔ اپنے دو نو عمر بیٹوں ہنری شہزادہ ویلز اور جان امیر بیٹے فرڈ کو ساتھ لئے ہوئے بادشاہ باغیوں کے مقابلے کے لیے بڑھکا۔ شروسبری کی مشہور لڑائی میں باغیوں کو شکست ہوئی میری ہائس میدان جنگ میں کام آیا۔ اور بہت سے امر اگرقتار ہو کر قتل کر دیئے گئے۔

لیکن ناقصہ لینیڈ کا کہن سال امیر برسی ابھی باقی تھا۔ سنہ ۱۴۵۵ء میں لیڈی ڈس بن سرکسن امیر راج کو وڈ سر سے بھگالے گئی۔ شوخخت ہنری نے اس لڑکے کو دوبارہ گرفتار کیا ہی تھا کہ شمال کی طرف سے ایک نئی موہرے اور اسکرپ کی بغاوت کے چھوٹے کی خبر آئی شاہی فوجیں اس کے فرو کرنے کے لیے فوراً روانہ ہو گئیں اور باغی منتشر کر دیئے گئے۔ اس مرتبہ امیر موہرے اور چرڈ اسکرپ صدر اعظم یارک بعلت بغاوت قتل کر دیئے گئے۔

اس کے بعد ہنری کو اس نصیب ہوا اور کوئی مزید شورش اس کے اطمینان میں مغل نہ ہوئی۔ سنہ ۱۴۵۵ء میں شہزادہ جیمز لیچہدا اسکاتلینڈ فرانس کو جارہا تھا کہ رستے میں انگریزی جہازوں نے اسے گرفتار کر لیا۔ ہنری اس شہزادہ کو اپنے پاس رکھ کر اس کی تربیت اپنی نگرانی میں کرنے لگا۔ اور اس حکمت عملی کا آخر یہ ہوا کہ اسکاتلینڈ والوں نے اس کے خلاف پھر سر نہ اٹھایا۔ فرانس کی طرف سے بھی اب کوئی کھٹکانہ رہا اس لیے کہ چارلس ششم شاہ فرانس تو دیوانہ ہو گیا تھا اور آریٹنس اور برگنڈی کے دونوں امیر کبیر نائب السلطنت کے منصب پر فائز ہونے کے لیے آپس میں لڑ رہے تھے انھیں اتنی فرصت کہاں تھی کہ گلینڈ وور کو امداد بھیجیں چنانچہ ہنری شہزادہ ویلز نے جو اس نو عمری ہی میں پہلگری کے جوہر دکھانے لگا تھا گلینڈ وور کو رفتہ رفتہ ویلز کے جنوبی علاقے سے بے دخل کر دیا اور وہ پہاڑوں اور دروں میں مارا مارا پھرنے لگا۔ بالآخر سنہ ۱۴۵۵ء میں

امیر نارتھمبر لینڈ میدان جنگ میں ارا گیا اور پھر کسی کو نہری کی مخالفت کا حوصلہ نہ ہوا۔

لیکن مسلسل بے اطمینانی اور تذبذب کا یہ مہفت سالہ دور بادشاہ کے لئے سخت پریشان کن تھا۔ اپنے امرا پر وہ بھروسہ کر نہ سکتا تھا اس لئے مجبوراً پارلیمنٹ اور کلیک کو اس سے اپنا پناہ پڑا۔ فرانس کی طویل جنگ کے مصارف دارالعوام کو روپیہ کی منظوری دینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

یہ اراکین دارالعوام نے اس پر بادشاہ کو ڈالنا شروع کیا اور نہ صرف یہ کہ شاہی کونسل کے اراکین اور شاہی مجلس کے افسروں کا تقریباً اپنی مرضی کے موافق کر لیا بلکہ دارالامرا کو بھی مجبور کر کے یہ حق خاص اپنے لئے محفوظ کر لیا کہ بادشاہ کو جب روپیہ کی ضرورت پیش آئے تو انکی شکایات پر لحاظ مناسب کرنے کے بعد انھیں سے منظوری لیا کرے گا۔

قومی آزادی کی شاہراہ کے لئے یہ کارروائی گویا ایک نئی منزل کا طے کرنا تھی لیکن اسی زمانے میں ایک قانون ایسا بھی نافذ کیا گیا جس کے طالعانہ تشدد کی کوئی انتہا نہ رہی اور اس ظلم و ستم کا سلسلہ سو سال سے بھی زیادہ غرصے تک قائم رہا۔ نہری کے جلوس کے بعد دوسری جیسی قانون اساسی اتحاد مجلس کا انعقاد صدر اسقف انڈل کی تحریک پر منعقد ہوا۔ اس مجلس نے بادشاہ کی خدمت میں اس مضمون کی ایک درخواست پیش کی کہ لارڈ طبقہ کے بدعقیدہ

پادریوں کا قلع و قمع کر دیا جائے۔ چنانچہ پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں یہ قانون جاری کیا گیا کہ جو شخص بدعتی تھاں رکھتا ہو اگر ایک دفعہ کی تنبیہ کے بعد بھی اپنے عقیدے پر قائم رہے گا تو افسران عدالت کے حوالے کر دیا جائے گا اور زندہ جلایا جائے گا۔ اس خوفناک قانون کے وضع و نفاذ کے غالباً تین سبب تھے۔ اول تو پادریوں کو اس بات کا کھٹکا لگا ہوا تھا کہ

طبقہ لارڈ لوگوں کو گمراہ کر دے گا اور کلیسا کی جائیداد پر قابض ہو جائے گا۔  
 نیاٹا پارلیمنٹ بھی اس گروہ سے خالیف تھی اس لئے کہ وہ قانون اراضی  
 اور قانون محصولات میں ترمیم کا خواہاں تھا اور جو غلام جاگیرداروں کے  
 پاس باقی رہ گئے تھے اُن کو آزاد کرنا چاہتا تھا۔ ثالثا خود ہنری بھی اس جماعت  
 سے ڈرتا تھا اس لئے کہ رچرڈ نے اُن کی حمایت کی تھی غرض ماہ فروری ۱۱۹۲ء  
 میں انسان نے پہلی مرتبہ وہ آشوب روشن کی جس کے شعلوں نے اُس کے  
 ہم جنسوں کو محض اختلاف عقائد کی پاداش میں جلا کر خاکستر کر دیا۔ نارفاک کا  
 ایک پادری ولیم ساثرنامی لارڈ عقاید کی متقین کے لئے لندن آیا تھا۔  
 اس بیچارے کو کچھ جتنا میں زندہ جلا دیا گیا۔

لیکن اگر اس واقعہ سے قطع نظر کی جائے کہ صدر اسقف ارنڈل طبقہ  
 لارڈ کے درپے آزار و ایذا تھا تو باقی ہر ایک لحاظ سے اُس کی فرست  
 اور قابلیت کی ہمیں داد دینی پڑتی ہے اور یہی قول ہنری کے سوتیلے بھائیوں  
 پر صادق آتا ہے جو بوفرفٹ کے خاندانی نام سے موسوم تھے اور ہنری  
 انھیں بوفرفٹ دیو خزانہ کے عہد میں وزارت خزانہ کے منصب پر مامور ہوئے۔  
 یہ دونوں بھائی جان ٹیس گانٹ کے بیٹے تھے

۱۱۹۲ء

اُن کی ماں جان کی تیسری بی بی کیتھرین سمون فرڈ تھی  
 (دیکھو نقشہ مندرجہ ص ۲۳۱) اور رچرڈ دوم نے ان کا اولاد جائز ہونا تسلیم  
 کر لیا تھا۔ ہنری کی صحت اب بگڑ گئی اور اُسے آئے دن دورے اٹھنے  
 لگے۔ باپ کی علامات کے باعث ولیم بعد سلطنت برسرِ اقتدار تھا اور برادران  
 بوفرفٹ اُس کے مشیر و ندیم ہونے کی حیثیت سے اپنی خدمات قابلیت  
 اور وفاداری کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک  
 مرتبہ انھوں نے بادشاہ سے خواہش بھی ظاہر کی کہ تخت و تاج سے  
 بحق ولیم بدست بردار ہو جائے لیکن وہ اس بات پر رضا مند نہ ہوا۔  
 کچھ عرصے کے لئے بادشاہ کی صحت عود بھی کر آئی اور اس پر ولیم بعد جس  
 نے مجلس انتظامی میں نمایاں حصہ لیا تھا خانہ نشین ہو گیا اور وزارت خزانہ کا

قلمدان پھر آرٹڈل کے تفویض ہوا۔ یہ صورت حالات ایک مدت تک  
 اسی طرح قائم رہی تا آنکہ ایک دن جبکہ بادشاہ خالقہ ویسٹ منسٹر میں  
 عبادت کر رہا تھا اُسے یکایک دورہ اٹھا اور ۲۰ مارچ ۱۳۱۳ء کو  
 اُس کا انتقال ہو گیا۔ ہنری نے چار بیٹے یا دو گار چھوڑے:۔ (۱) ہنری  
 جو اُس کا جانشین ہوا (۲) ٹامس امیر کلارنس (۳) جان امیر بیڈفورد  
 جس کی دانشمندی اور شرافت کا ہر چھوٹا بڑا معترف تھا اور (۴) ہنری  
 امیر گلاسٹونگ خاندان تھا و

## پنہری پنجم

۱۲۱۳ء لغایت ۱۲۲۲ء

اب نو سال تک انگلستان کو غیر ممالک میں پھر شاندار فتوحات نصیب ہوتی رہیں۔ باپ کی وفات پر پنہری پنجم کی عمر پچیس سال کی تھی اور ایک فتنہ سپہ سالار اور تجربہ کار مدبر ہونے کی حیثیت سے اُس کا نام پہلے ہی بکھل چکا تھا۔ کہتے ہیں کہ جوانی میں وہ بہت کچھ دارستہ مزاج تھا اور قانون کی خلاف ورزی کرنے کی پاداش میں جج گیسکارین نے اُسے ایک دفعہ قید بھی کر دیا تھا۔ لیکن اگر یہ واقعہ صحیح ہو تو اس کی تلافی کے لئے اس کی دوسری خوبیاں کچھ کم نہ تھیں۔ اُس نے گلنڈورور کو شکست دیکر ایک بڑے زبردست دشمن کو نیچا دکھایا تھا۔ جب اراکین دارالعوام نے کلیسا کی جائیداد ضبط کر لینی چاہی تھی تو اُس نے بڑی جرأت سے اُن کی مخالفت کی تھی اور مجلس انتظامی کے رکن رکین ہونے کی حیثیت سے نظم و نسق سلطنت کا کام بڑی خوش اسلوبی سے چلایا تھا جو سلطنت اُسے میراث میں ملی تھی اُس کی بنیادیں اُس کے باپ کے زبردست و عدل گتہ عہد حکومت میں استوار ہو چکی تھیں اور مبدو فیاض سے اُس کو اس بات کی توفیق عطا ہوئی تھی کہ اپنے باپ کے نقش قدم پر چلے۔ اپنی تخت نشینی کے پہلے ہی سال میں اُس نے اراکین دارالعوام کو ایک مسودات قانون کی ایسا حق بخش دیا جس کی انھیں مدت سے تمنا تھی یعنی یہ کہ اُن کی عرضداشتیں جواب مسودات قانون کے نام سے موسوم ہونے لگی تھیں اُن کے اجلاس سے مرتب ہونے کے بعد کسی ترمیم و تغیر کے بغیر بشکل قانون نافذ ہو جایا کریں اور جس شکل میں وہ بادشاہ کے سامنے پیش ہوں اُسی شکل میں منظور یا نامظور ہوا کریں۔ اسی سال پارلیمنٹ نے اس امر کی نسبت بھی اپنی رضامندی کا



انہار کیا کہ ملک غیر کی مذہبی جہتوں کا انگلستان میں امن و قافہ پر اس  
 باشندگان ملک غیر کی حقوق و ملائکہ وقت تک رکھنا صرف غرض اس بادشاہ  
 کے قبضے میں دیا۔ یہ جالیں۔

عرض ہنری کا عہد حکومت نیک ساعت پر شروع ہوا۔ اس کا بھائی امیر ڈیوڈ  
 اس کا حقیقی بیٹا تھا اور فرزانہ مشیر تھا۔ اس کے لائق وزیر فرزانہ ہنری ڈیوڈ  
 ہنری کی وفاداری سے نہ پرہیز کرتا تھا وہ خود راست گفتاری راست کردار  
 شہنشاہ اور ایثار کی جتنی جائز تصویر تھا۔ ان تمام باتوں نے مل کر اس کے  
 مختصر عہد حکومت میں اسے انگریزی قوم کی آنکھوں کا تارا بنا دیا۔ جو صاحب  
 قدرت و سطوت واسطے جوتے ہیں وہ اپنے حریفوں کے ساتھ بھی احسان  
 ہنری پنجم کی طاقت اور کر سکتے ہیں۔ ہنری نے خاندان مارٹیک کی جاگسہرات  
 نوجوان امیر ہرج کو پھر بخش دیں اور ڈیوڈ کی حالت

ہنری مارٹیک کے بیٹے کو بھال کر دی۔ شاہ ہنری کی لاش  
 ایٹس لینگی میں دفن تھی ہنری نے اس لاش کو شاہی اعزاز و اکرام کے ساتھ  
 ن تھا وینٹنر کے قبرستان میں منتقل کر دیا۔ اس نے اسکا لینڈ کے  
 نو عمر بادشاہ کو بھی معاوضت کی اجازت دیدی لیکن امیر الینی جو اپنے  
 تھا سنگ راہ ہوا اور جنہ نے انگلستان کے قیام ہی کو اپنے حق میں بہتر  
 سمجھا اس میں مارٹیک کے برادر نسبی ڈیوڈ امیر کیمبرج نے ایک کہ نہ رسی  
 سازش البتہ ہنری کے خلاف کی لیکن اس سازش کا بھانڈا جلد پھوٹ گیا۔  
 اور ڈیوڈ اور اس کے شرکار ڈاکٹر اسکروپ اور سر ٹامس گرے کی گردن  
 مار دی گئی۔ باوجودیکہ ملک میں کئی بار فحط پڑے اور شہر میں دابے لالوں  
 بھی نمودار ہوئی لیکن پھر بھی کئی سال سے قوم کی خوش حالی مدومہ ترقی تھی۔  
 محنت آزاد ہو چکی تھی۔ دہقان اور کسان اپنے محنت و دوسرے کاشتکاروں  
 کو پیرونے کے مجاز ہو گئے تھے۔ اور جو قوانین اس زمانے میں ہوسات  
 کے متعلق لوگوں کے اسراف کو روکنے کے لیے نافذ کیے گئے ان سے  
 ثابت ہوتا ہے کہ ملک میں روپے کی کمی نہ تھی۔ مثلاً ان قوانین کی

کسی مزدور کی بی بی تیار نہ تھی کہ زرتار ہٹکا باندھے یادوشنگ (موجودہ زمانے کے میں شنگ کے مساوی) فی گز سے زیادہ قیمت کے کپڑے کا لباس پہنے۔ ہالینڈ، ساحل بالٹک، فلیمنڈرس، وینس اور دیگر ممالک کے ساتھ تجارت کو فروغ دینے کے لیے جو نئے معاملات سپرد قلم ہوئے قوم کی حالت اُن سے جہاز سازی کی ترقی اور تجارت کی گرم بازاری کا ثبوت ملتا ہے۔ نیوکیسل کے کوئیلے کا بیو بار بہت با منفعت ہو رہا تھا اور اگرچہ فرمانروایان انگلستان ازراہ حاجت سکے رائج الوقت کو معشوش کرنے یعنی چاندی کی تھوڑی ادھکٹا نے اور کھوسٹ کی مقدار بڑھانے میں لگے تھے بھر بھی سکے کا چلن خوب تھا۔ سوداگروں کا طبقہ دولت مند اور طاقتور تھا۔ کٹ و شنگ جو تین مرتبہ لندن کا رئیس بلکہ مقرب ہوا اسی طبقے کا ایک مشہور رکن ہے۔ پیشہ وروں نے انجمنیں قائم کر رکھی تھیں جو مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کرتی تھیں اور اچھے کام کرنے والوں کے حوصلے بڑھاتی تھیں۔

لوگوں میں اگر کوئی بے یعنی پائی جاتی تھی تو اُس کا باعث لالہ ڈتے جن کے خیالات و عقائد ملک میں دور دور پھیل گئے تھے۔ سرجان اولڈ کیسل ایک دہنگ۔ جاگسیدار تھا جو کاہن کی ریشم کے ساتھ عقیدے کے اور اپنی بی بی کی آباؤ امارت سے حصہ پا کر لالہ ڈتے کاہن کے لقب سے ملقب ہوا تھا۔ جماعت لالہ ڈتے کئی سال سے اُس کے زیر حمایت تھی۔ فنون پہنکری میں طاق ہونے کے علاوہ وہ پارلیمنٹ کا ممبر بھی تھا اور دارالعوام میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اگرچہ فرقہ لالہ ڈتے کے پیروں نے فرقہ لالہ ڈتے کی بغاوت اُس کے قتلے کو جو ملاؤ کیسٹ میں بہ مقام کوئنگ واقع تھا اپنا صدر مقام بنا رکھا تھا پھر بھی کسی کو اُس سے تعرض کرنے کا جو صلہ نہ پڑتا تھا۔ سنری نیچم نے بارہا کوشش کی کہ کسی طرح وہ اپنے عقائد سے رجوع کرے لیکن اُس دھن کے پکے نے ایک نہ مانی اور برابر اپنے عقیدے پر تیار رہا۔ آخر بادشاہ کے حکم سے وہ گرفتار کر لیا گیا

اور اُس کے حق میں سزائے موت تجویز کی گئی لیکن نہ پایا ہونے سے پہلے ہی وہ قلعہ لندن سے فرار ہو گیا۔ اُس کا فرار ہونا تھا کہ فرقہ لارڈ کے سپروائیک ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُن لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت سفافات لندن کے میدانوں میں یہ مقام سینٹ جانز آف جمع ہوئی۔ لیکن ہنری اس فتنے کا سرکینے کے لئے پہلے سے تیار تھا۔ اُس نے شہر کے تمام پھاٹک بند کرادیئے کہ باغی افسر گھسنے نہ پائیں اور شاہی فوجوں نے آگے بڑھ کر ساری جماعت کو ایک ہی جگہ میں منتشر کر دیا فرقہ لارڈ کے انتالیس اکابر قتل کیئے گئے اور لارڈ کا بہم ویز بھاگ گیا۔ لیکن سلاسل میں گرفتار ہو کر طوق و سلاسل میں بکرا گیا۔ اسی حالت میں اُسے سوئی پر لٹکا دیا گیا اور اس کی لاش جلادی گئی۔

اس کے بعد لارڈ بتدریج معدوم ہو گئے۔ لیکن ملک میں عام طور پر بے چینی کے آثار باقی رہے اور یہی وجہ تھی کہ فرانسیسیوں نے بساط جنگ از سر نو بچھا دی اس وقت چاہتے تھے کہ لوگوں کی توجہ فرقہ لارڈ اور اُس کی تسلیم کی طرف سے ہٹ جائے اور ساتھ ہی وہ اس بات کے بھی خواہشمند تھے کہ کسی طرح پارلیمنٹ کلیا کے اوتاف کی ضابطی کے خیال سے باز آجائے۔ دوسری طرف سودا گردوں کی آرزو تھی کہ اُن کے لئے تجارت کی نئی راہیں جنگ فرانس کی تجدید کھل جائیں۔ رہے امرا سو وہ امن و امان کی حالت کے اسباب پہلے ہی تنگ آئے ہوئے تھے۔ ان ایام میں جنگی فتوحات اور تغیر مالک کو بادشاہوں اور قوموں کی

عزت کا ذریعہ سمجھتے تھے ہنری کی اولوالعزمی بھی جاہ طلبی کا یہی پہلو لئے ہوئے تھی اور اس کے علاوہ اُسے یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ فرانس میں جو فائدہ جنگی چھڑی ہوئی ہے وہ اگر کسی طرح ختم کر دی جائے تو یہ بات ہر پہلو سے قرین مصلحت ہوگی پس اگرچہ تاج فرانس پر اُس کا حق ایڈورڈ سوم کے برابر بھی نہ تھا تاہم اس لئے ماہ اپریل ۱۵۷۰ء میں باضابطہ طور پر اعلان کر دیا کہ تخت فرانس کا جائز حقدار میں ہوں اور جنگ سے پھر شروع ہو گئی۔

۱۶ اگست ۱۵۷۱ء کو ہنری نارفمڈی کی بسمبر گاہ  
بارفیلور کے قریب لنگر انداز ہوا اور ایک ہولناک  
محاصرے کے بعد اس کو سر کر لیا۔ اس محاصرے کے  
دوران میں انگریزی فوج میں بیماری پھیل گئی اور کئی ہزار آدمیوں کا نقصان  
ہوا۔ نسیم ہانفیلور کے بعد ہنری کیلے کی طرف بڑھا۔ ایکٹورٹ کے  
میدان پر جو پہلی بار واقع ہے اس کے مقابلے کے لئے ساٹھ ہزار  
فرانسیسی موجود تھے جنھوں نے اب آپس میں ایک کر لیا تھا۔ ہنری کی فوج  
جنگ ایکٹورٹ کی تعداد زیادہ سے زیادہ نو ہزار ہو گئی لیکن انگریزی  
قادر اندازی پھر اپنا کام کر گئی۔ انگریزی تیروں کی بوجھار  
نے فرانسیسی سامنے کو منتشر کر دیا۔ گیارہ ہزار فرانسیسی

میدان جنگ میں کام آئے جن میں ایک سو سے اوپر امرا اور ہزاروں  
تھے اس فتح عظیم کے باوجود ہنری کو مراجعت انگلستان پر مجبور ہونا پڑا  
اس لئے کہ اس کی فوج بہت ہی خستہ و ماذہ ہو گئی تھی کہیں دو سال  
بعد ۱۵۷۳ء میں وہ تیس ہزار فوج کے ساتھ بھرلٹا اور علاقہ نارفمڈی  
کے تمام قلعوں اور شہروں اور بندرگاہوں کو فتح کر لیا۔ یہ معرکہ بڑا شدید اور  
غریب تھا ۱۵۷۳ء میں ایک خیر روین ہی کے محاصرے پر چھ مہینے کی مدت  
صرف ہوئی۔ شہر والوں نے آخر وقت تک مقابلہ کرتے رہنے کا غم کر لیا  
تھا۔ مارے فاقوں کے وہ جاں طلب تھے مگر تھکے ڈال گوارا نہ تھا کہ ان وار  
نے بارہ ہزار فاقہ کش مردوں عورتوں اور بچوں کو شہر کے پھاٹکوں کے  
باہر نکال دیا تھا اور یہی بارے کے فیصل شہر اور انگریزی فوج کے درمیان بھوک  
کے غلاب سے پڑے دم توڑ رہے تھے

محاصرہ مروین ۱۵۷۴ء  
آخر سب بہادر مصوریں نے شہر کو آگ لگا کر خاک سیاہ  
کر ڈالنے کی دھمکی دی تو ہنری نے ان کے ساتھ صلح  
کر لی لیکن ان کے جو اعزہ سردار امین بلد نشرو کو قتل  
کر دیا۔ سال آئندہ ہنری نے پائٹائر کو مسخر کیا اور پیرس کے گھاسرے کی تہا بیاں

کر ہی رہا تھا کہ تقدیر نے یاوری کی اور غیب سے ایسی کامیابی کے سامان پیدا ہو گئے جس کا اُسے وہم و گمان بھی نہ تھا۔ جان اسبرگنڈی چارلس وینچہڈ فرانس سے کسی امر خاص میں مشورہ کرنے گیا تھا۔ امیر آئرلینڈ کے رفقاء نے اُسے دھوکا دے کر ولیعہد کے مواجد ہی میں قتل کر دیا۔ اہل برگنڈی آئرلینڈ والوں کی اس غداری پر آپے سے باہر ہو گئے اور ہنری سے جا ملے۔ اور تو اور منسوب الحواس شاہ فرانس کی ملکہ اسابیل بھی اپنے بیٹے کی مخالف ہو گئی اور اپنی بیٹی کیتھرائن کا حق قرابت ہنری کو دے دیا۔

۱۶۲۱ء میں شاہ کو ٹرائل میں ایک عہد نامہ مرتب ہوا جس کی رو سے ہنری نائب السلطنت فرانس ہنری فرانس کا نائب السلطنت مقرر ہوا اور ساتھ ہی جانیہ مقرر ہوا۔ ۱۶۲۲ء تحت وتار کے بیٹے بھی نامزد کیا گیا۔ ہنری جب اپنی فوجیں ملکہ کو پیچھے ہوئے فرانس کے نائب السلطنت ہوئے۔

۱۶۲۳ء کی حیثیت سے مظفر و منصور انگلستان کی طرف بڑھا تو سارا انگلستان اپنے بادشاہ کی ذات پر فوج کرتا نظر آیا۔ اس وقت کون جانتا تھا کہ ایسے بادشاہ شاہ انگلستان فرانس عہد میں انگلستان والوں کو ان بڑا بڑا فوجیوں کی وفات ۱۶۲۳ء اور ان زیر کامیابوں کا کیا خمیازہ پہنچتا ہے۔

۱۶۲۳ء ہر دسمبر ۱۶۲۳ء کو ملکہ کیتھرائن کے بلن سے ایک شہزادہ پیدا ہوا جس کا نام ہنری رکھا گیا۔ بادشاہ اس وقت فرانس میں ولیعہد فرانس سے برسرِ جنگ تھا اُس کی صحت جواب دے چکی تھی اور پیا پیا عمر بڑھ چکا تھا۔ ۱۶۲۳ء کو صرف چونتیس سال کی عمر میں بمقام وینسٹی اُس کا انتقال ہو گیا۔ دو بیٹے بعد فرانس کے بادشاہ بنے۔

چارلس ششم نے بھی وفات پائی اور انگلستان کا وہ باہر دور پہنچا شہزادہ انگلستان اور فرانس کا بادشاہ ہوا۔

## ہنری ششم

۱۵۴۷ء تا ۱۵۵۱ء

ہنری ششم کے انتقال کے وقت انگلستان کی شہرت و ناموری کا آفتاب نصف النہار پر تھا۔ اراکین پارلیمنٹ اہل کلیسا اور عام خلق نے متفقہ طور پر بادشاہ کا ساتھ دیا تھا اور اس نے اپنی شاندار فتوحات سے یورپ کی نظروں میں اُن کی قدرو منزلت بہت کچھ بڑھا دی تھی لیکن یہ عزت محض دکھاوے کی عزت تھی۔ اور یہ سارا شکوہ و طعناقی نہایت ہی آسانی سے اُس کے حکومت قرض میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ملک کمزور ہو رہا تھا۔ فوج کے لئے آدمی ملنے مشکل تھے اور خزانہ روپے سے خالی تھا۔ ہنری کی وصیت کے بموجب امیر بیڈفروڈ عاقبت اورخرد سال شاہزادے کا اذلیق مقرر ہوا لیکن فرانس کے نائب السلطنت کا منصب بھی اُسی کے تقویض ہوا اور اُس کی غیبت میں حکومت انگلستان کا انتظام امیر گلاسٹر اور شاہزادے کے عہد طفولیت میں حکومت کا انتظام کو تائید کر دی تھی کہ چارلس ششم کے بیٹے سے کبھی صلح نہ کریں اور برگنڈی کے امیر کے ساتھ کبھی نہ لگاڑیں۔ ساتھ ہی اُس نے گلاسٹر کو متنبہ کر دیا تھا کہ ملک کی اغراض پر اپنی اغراض کو کبھی مقدم نہ رکھے۔ یہ انتباہ بے وجہ نہ تھا۔ گلاسٹر کی فطرت میں خود غرضی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ پورا ایک سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ گلاسٹر کی اپنی بی بی کے ترکے کے بارے میں امیر برگنڈی سے نزاع ہو گئی اور اپنے چچا ہنری بوفورٹ سے بھی جو وزیر خزانہ تھا اُس کی چل گئی چنانچہ تین سال بعد بیڈفروڈ کو وہ دن میں صلح کرانے کیلئے مجبوراً فرانس سے واپس آنا پڑا۔

بغلاف اُس کے بیڈفروڈ نے فرانس میں رہ کر اپنے

حصہ ۱۵۷۹-۱۵۸۰ء

فرانس مفوضہ بخوبی و خوش اسلوبی انجام دیئے۔ امیر یگنڈی کی بہن سے عقد کر کے اُس نے بعد وقت اُن مشکلات کو رفع کیا جو گلاسٹر کے جھگڑے کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھیں۔ پھر پانچ سال کناندر پے در پے فتوحات سے اُس نے دریائے لائر کے شمال کی جانب رارا فرانس سر کر لیا اور آ لینٹس کو محصور کر کے وہ یہاں بھی فتح و نصرت کا پھر یہاں اڑانے ہی کے قریب تھا کہ اس شہر کو وہ حیرت انگیز زمین پر پہنچ گئی جس کا افسانہ بہت ہی دنیا تک زبان زد خلق رہے گا۔

شمسین اور لوبرین کے مصافحات میں ڈاچی ایک قصبہ ہے اُس قصبے کے ایک مزدور کی ایک بیٹی تھی جس کا نام بتین ڈارک تھا۔ انگریزی زبان میں غلطی سے یہ نام چون ساکن آ کر ہو گیا۔ یہ سیدھی سادی و بھقان زادی جسکی عمر اٹھارہ سال تھی اپنے ملک کی مصیبت اور تباہی دیکھ دیکھ کر جی ہی جی میں گر لھا کر رہی تھی۔ قدیم الا یام سے فرانس میں ایک پیشین گوئی چلی آئی

جین ڈارک کی داستان  
۱۳۳۱-۱۳۲۹ء

تھی کہ جب یہ ملک تباہ ہونے کے بالکل ہی قریب ہو گا تو لوبرین کی ایک دوشیزہ لڑکی اٹھ کر اپنی قوت بازو سے اُسے بچا لے گی یہ پیشین گوئی جین ڈارک کے دل پر نقش تھی اور وہ خود کو اس کا مصداق سمجھنے لگی تھی۔ عالم رویا میں کئی بار اُس کو محسوس ہوا کہ فرشتہ میکائیل نمودار ہوا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ ولیمہ فرانس کے پاس جا اور اس کو خوش خبری سنا کہ میں تیری مظفر و منصور فوجوں کو ریفرنگ لے جانے پر مامور ہوئی ہوں جہاں کلیسا کا مقدس روغن تیرے سر پر ملا جائے گا۔ اور اس سربراہ بادشاہی رکھا جائے گا۔ گائوں کے پادری اور باقی تمام گائوں والوں نے جب لڑکی کی اُن بشارتوں کا حال سنا تو سمجھے کہ لڑکی سحر منہ ہو گئی۔ انہوں نے اُسے بہتر ارادہ کا مگر وہ نہ مانی اپنے علاقے کی فوج کے کپتان کو سمجھا بھجا کر راضی کر لیا کہ اُسے ولیمہ کے خیمہ گاہ تک لے چلے۔ وہاں پہنچ کر اُس نے اپنا مقصد بیان کیا۔ ڈوبنے کو تنکے کا سہارا بھی کافی ہوتا ہے۔ ولیمہ نے





سچا لیا تھا لیکن وہ ایسے احسان فراموش ثابت ہوئے کہ اپنی محسنہ کو موت کے  
 سنہ میں جاتے دیکھ کر اُس کے بچانے کے لیے انگلی تک نہ اٹھائی۔ انگریزوں نے  
 اُس کی شجاعت و دلادری کے کارنامے اپنی آنکھوں دیکھے تھے لیکن اُن کو  
 ایک بہادر دشمن کی قدر کرنے کی توفیق نہ ہوئی شہر دم و نہ امت کے دماغ سے  
 اگر کسی کی پیشانی پاک ہے تو وہ خود اس بھولی بھالی لڑکی کی پیشانی ہے۔

۱۸۳۱ء کو جاوہر گرنی ہونے کے الزام میں یہ غریب بمقام ریون زندہ  
 جلا دی گئی اور اُس کی پاک روح بدعہد دوستوں اور بے رحم دشمنوں کے  
 پیچھے کھل کر اُس عالم قدس کی طرف پرواز کر گئی جہاں اشہار کسی کو ایذا  
 نہیں پہنچا سکتے اور خشکی و فرسودگی آسائش و آسودگی سے بدل جاتی ہے۔  
 جنگ ابھی تک ختم نہ ہوئی تھی اس لیے کہ چارلس پیرس پیچھے نہ پایا تھا  
 اور چین ڈارک کی وفات والے سال ہی میں بو فرٹ نے اس شہر میں  
 تاج فرانس ہنری ششم کے سر پر رکھ دیا تھا۔ لیکن اسی وقت سے انگریزوں  
 جنگ صد سالہ کا خاتمہ کے پاؤں اکھڑنے شروع ہو گئے دو سال بعد بیڈ فرڈ  
 کا انتقال ہو گیا اور جنگ کا اہتمام رچرڈ امیر بارک اور  
 ۱۸۴۵ء -

جان ٹالبٹ کے سپرد ہوا۔ لیکن کامیابی کی کوئی صورت  
 نظر نہیں آتی تھی کیونکہ بیڈ فرڈ کی آنکھ بند ہوتے ہی برگنڈی والے شاہ فرانس  
 سے جا ملے۔ ۱۸۴۵ء میں جب ہنری ششم نے انجو کی شہزادی مارگرٹ سے  
 شادی کی تو انگریزوں کی طرف سے وعدہ ہوا کہ انجو اور مین کا علاقہ مارگرٹ  
 کے باب ریتنی کو ویدیا جائے گا اور ساتھ ہی فرانس کے ساتھ عارضی صلح کا  
 عہد بھی ہو گیا۔ لیکن یہ عہد آٹھ دن ٹوٹا رہتا تھا۔ ۱۸۴۵ء میں چارلس ہفتم نے  
 مارمنڈی کو دوبارہ فتح کر لیا اور مزید چار سال کے عرصے میں گوین  
 اور بورڈو پر بھی اُس کا قبضہ ہو گیا۔ غرض ٹالبٹ کے مارے جانے پر  
 جب ۱۸۵۳ء میں جنگ صد سالہ کا خاتمہ ہوا تو فرانسیسی مقبوضات میں سے  
 انگلستان کے پاس صرف کیلے باقی رہ گیا تھا۔

ادھر تو فرانس میں انگریزوں کو پے درپے شکستیں ہو رہی تھیں اور

علاقہ پر علاقہ ہاتھ سے چلا چلا جا رہا تھا اور سرخود گھر کی بیچالت تھی کہ امیر گلاسٹر اور وزیر خزانہ بوفرت آپس میں دست و گریباں ہو رہے تھے۔ گلاسٹر ہر دفعہ وزیر اور جاہ طلب تھا مگر بدبرانہ و باغ نہ رکھتا تھا۔

گلاسٹر اور بوفرت اور بوفرت جب کسی معاملے کو سلجھانا چاہتا تھا تو وہ جھٹ

اُس میں الجھنیں ڈال دیتا تھا ایک مرتبہ تو گلاسٹر کے ہاتھ سے تنگ آکر بوفرت انگلستان ہی سے چلا گیا۔

خود سید خرد کا گلاسٹر نے ناک میں دم کر رکھا تھا چنانچہ بچارے خرد سال بادشاہ کو ایک دفعہ جبکہ اُس کی عمر گیارہ سال کی تھی ہنٹ اپنے چچاؤں سے التجا کرتی پڑی کہ ازبرائے خدا لڑیں جھگڑیں نہیں بلکہ صلح اور صفائی کئے ساتھ رہیں۔ جب سن ۱۷۲۹ء میں ہنری کی تخت نشینی کی رسم عمل میں آئی تو گلاسٹر کا اقتدار ختم ہو گیا لیکن بوفرت جواب کر دینا لکے کلیسائی منصب پر فائز تھا معاملات سلطنت میں برابر ذخیل رہا اور اُس کا رسوخ ششہ تنگ ہو اُس کا سال وفات ہے قائم رہا۔

ان دنوں پارلیمنٹ کی قوت روز بروز گھٹ رہی تھی اور بادشاہ کی پیروی کو نسل زیادہ طاقتور ہوتی جاتی تھی۔ اسکا ایک سبب یہ تھا کہ پارلیمنٹ کی رکنیت کے لئے رائے دینے کا اختیار پہلے تمام اُن لوگوں کو حاصل تھا پارلیمنٹ کا اخطا۔ جو مرکز انتخاب یعنی ضلع کی عدالت میں حاضر ہوتے تھے یہ حق ہنری ششم کی حکومت کے اٹھویں سال میں موقوف ہو گیا۔ اور صرف انھیں لوگوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا جو چالیس شلنگ

(اس زمانے کے میں تیس پاونڈ کے مساوی) کی مالیت کی اراضی یا مکانات کے مالک ہوں۔ اس کے ساتھ شہروں کے انتخاب پر شہریوں کی ایک ”مقرب جماعت“ نے قابو پالیا اور چونکہ حکام عدالت اس انتخاب میں بہت کچھ دخل دیتے تھے اس لئے بادشاہ اور امرا آسانی سے اپنا اثر ڈال کر اپنیوں کے رکن منتخب کرا سکتے تھے۔ غرض اس طور پر دارالعوام کی وقعت وزیرائے سلطنت کے آدھ کار بر آری سے کچھ ہی زیادہ رہ گئی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ جب وزیر آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے تو پارلیمنٹ کے

ٹھیکٹ پارلیمنٹ اراکین بھی اجلاس میں مسلح ہو کر آتے تھے۔ ۱۲۲۵ء میں ایک انوکھی پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا جو ٹھیکٹ پارلیمنٹ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ چونکہ وہ نکلے فساد کے ڈر سے ممبروں کو پارلیمنٹ میں ہتھیار باندھ کر آنے کی مانگت کر دی گئی تھی اس لیے وہ آستینوں میں ڈنڈے چھپا کر لیتے آئے۔ پارلیمنٹ کی کمزوری کی ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ ۱۲۴۱ء میں بادشاہ نے اپنی کونسل کے اراکین کا انتخاب پارلیمنٹ کی رائے پر رکھنے کے بجائے بذات خود کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت کا حقیقی اختیار اُس کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

لیکن یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ اختیار فی الحقیقت خود اُس کے اپنے ہاتھوں میں منتقل ہوا۔ اس لیے کہ ہنری جو ۱۲۴۲ء میں ذمہ داری کے سن کو پہنچا اپنی کوئی رائے نہ رکھتا تھا وہ پاکباز و صابر تھا سنکسر المزاج رحیم و آزاد ہنری ششم کی سیرت اگر ہم انفس تھا یہ سب کچھ تھا لیکن نہ اسے جسمانی توانائی سے بہرہ ملا تھا نہ اُس کے قوائے دماغی صحیح تھے۔

اخیر عمر میں اُسے رہ رہ کر جنون کے دورے اٹھا کرتے تھے اور یہ مرض اُسے نخیال سے ترکیں میں پہنچا تھا اس لئے کہ اُس کا نانا چارلس ششم اور شاہ فرانس جنون تھا۔ اٹن کا مدرسہ اور کیمبرج کالج (شاہی دارالعلوم) اسی کے قائم کیے ہوئے ہیں اور ان دونوں تعلیم گاہوں کے ساتھ اُسے ایک خاص دل لگی تھی۔ اپنے سرکاری فرامین کی انجام دہی میں بھی وہ کوتاہی نہ کرتا تھا اور ہمیشہ کوشش کرتا رہتا تھا کہ اُس کے مشیروں اور صلاح کاروں میں باہم صلح اور آشتی رہے لیکن سلطنت کے تمام اہم کاموں میں وہ کوئی بختہ ارادہ نہ رکھتا تھا اور اپنے سے زیادہ مستقل مزاج لوگوں کی پیروی میں کبھی ایک رائے اختیار کرتا کبھی دوسری ڈ

۱۲۴۵ء میں ہنری نے مارگرٹ ریڈ انجو کے ساتھ عقد کیا تھا اس تاریخ سے وہی ہنری پر حاوی ہو گئی اور عرصہ زیادہ تر اسی کے اشارے پر چلنے لگا وزیران سے اول اول امیر مفاک کو ملکہ کے مزاج میں دخل تھا آگے چل کر

امیر سامرٹ کا رسوخ بڑھ گیا۔ انگلستان کو جب جنگ میں نقصان ہونے لگا تو گلاسٹون نے تلافی کرنی چاہی کہ جو علاقے ہاتھ سے نکل گئے ہیں کسی طرح پھر ہاتھ آجائیں لیکن مارگرٹ فرانسیزی ہونے کے باعث بالطبع اپنے وطن سے ہمدردی رکھتی تھی اور اس کی خواہش تھی کہ صلح ہو جائے۔ ۱۸۴۶ء میں گلاسٹون پر بغاوت کا الزام لگا گیا اور پانچ دن بعد وہ اپنے بستر پر مردہ پایا گیا۔ قیاس چاہتا ہے کہ اس کے دشمنوں نے اسے قتل کر دیا ہو گا۔ غمان اقتدار اب سفاک کے ہاتھ میں آئی اور اس نے اپنے اختیارات مناسب طور پر استعمال کیے۔ لیکن چھپے دشمن اس کی تاک میں لگے ہوئے تھے۔ انھوں نے اب یہ شور مچا دیا کہ فرانس کے ساتھ دبا کر صلح کر رہا ہے۔ غرض اس پر ۱۸۴۸ء میں مقدمہ چلایا گیا اور بعد ثبوت الزام اسے جلا وطن کی سزا دی گئی لیکن وہ بڑا ظلم یورپ تک۔ جان سیاست لے کر پہنچنے والا بلکہ اپنا مئے انگلستان کو جنور کرتے وقت رستے ہی میں مار ڈالا گیا تو گلاسٹون اب گرانبار محمول اور کرتے کرتے تنگ آ گئے تھے لیکن ساتھ ہی اس بات پر بھی ناراض تھے کہ کیون فرانس کے ساتھ صلح کر لی گئی۔ چونکہ ایسی کوئی زبردست قوت ملک میں موجود نہ تھی جو انھیں قابو میں رکھ سکے اس لیے انھوں نے بغاوت کر دی۔

جیک کیڈ کی بغاوت آئرلینڈ کے ایک باشندے نے جس کا نام جیک کیڈ تھا اور جو اپنے تئیں خاندان مارٹیر سے ظاہر کرتا تھا کینٹسٹرے اور سٹیکس کے بیس ہزار جوانوں کے ساتھ بلیک پیچہ کالن

کھانچ کیا اور وہاں سے لندن کی طرف روانہ ہوا۔ ستر سال قبل واٹ ٹائپلر کی سرکردگی میں جس جماعت نے علم فضا و بلند کیا تھا اس کے مقابلے میں جیک کیڈ کے ہجراپیوں کی حالت بہتر نظر آتی ہے اس لیے کہ ان لوگوں نے نہ تو غلامی کی شکایت کی نہ اجرت کی کمی کا شکوہ کیا بلکہ صرف اس قدر مطالبہ کیا کہ پارلیمنٹ کے انتخابات آزادانہ طور پر عمل میں آئیں حکومت کے بددینی منہ لگنے ملک سے نکال دیئے جائیں۔ ان لوگوں نے

لندن کے اندر داخل ہو کر افسر خزانہ لارڈ سے کو قتل کر دیا لیکن آخر ایک لڑائی میں جو لندن کے پل پر ہوئی شکست کھا کر منتشر ہو گئے اور بادشاہ نے ازراہ مراحم خسروانہ ان کا جرم معاف کر دیا۔ البتہ جیک کیڈ آگے چل کر لیویز کے قریب مارا گیا۔ اسی سال کے ماہ نومبر میں لندن کے لارڈ میئر (رئیس بلد) کے انتخاب کی تقریب پر رئیس بلد کا پہلا جشن غامض برپا ہوا۔ جیک کیڈ کی بناوت سے یہ امر روز روشن کی طرح آشکارا ہو گیا تھا کہ حکومت کے انتظام پر اب کسی ایسے شخص کو مامور ہونا چاہیے جو زبردست انتظامی قابلیت رکھتا ہو چنانچہ کچھ سال بعد رچرڈ امیر یارک جو فرانس اور پھر امیر یارک عائد سلطنت آئر لینڈ میں برسر کار تھا انگلستان آیا اور ملک کے منہ گئے وزیر سامرٹ کی جگہ لے کر ۱۴۵۵ء میں محافظہ سلطنت کے منصب پر مقرر ہوا تاکہ بحیثیت نائب سلطنت غریب بادشاہ کی طرف سے جو عارضہ اختلال حواس میں مبتلا تھا حکومت کے کاروبار کو سرانجام دے

یارک کا یہ امیر رچرڈ ہنری کا قریب ترین رشتہ دار تھا اور گلاسٹر کی وفات کے وقت سے لے کر ۱۴۵۳ء تک جب کہ ہنری کا بیٹا ایڈورڈ پیدا ہوا رچرڈ ہی ولیعہد سلطنت رہا۔ ایڈورڈ کی دلاوت کے بعد بھی اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو ایک لحاظ سے رچرڈ ہی تخت انگلستان کا سب سے زیادہ حقدار تھا اس لیے کہ اس کی ماں امیر کلاrens کے سلسلہ نسب میں خاندان مارٹیم کی اُس شاخ کیر سے تعلق رکھتی تھی (دیکھو نقشہ مندرجہ) جس کا دعوے تخت و تاج ہمیشہ نظر انداز ہوتا رہا۔ لیکن بات یہ ہے کہ خاندان لینکسٹر تین سو سال سے انگلستان میں برسر حکومت تھا اور امیر یارک اُس وقت مہام سلطنت میں صرف بادشاہ کا نائب بنائے آیا تھا۔ سال آئندہ جب ہنری کا مزاج بحال ہوا تو ارگٹھ نے بادشاہ کو یہ بی بی بڑھائی کہ یارک کو الگ کر کے سامرٹ جنگ سینٹ الینس کو پھر واپس بلائے۔ ایک تو جانیشی کا موقع ہاتھ سے ۲۲ مئی ۱۴۵۵ء نکل جانا دوسرے حکومت کے تمام اختیارات کھو بیٹھنا یہ دونوں سختیاں ایسی نہ تھیں جنہیں امیر یارک آسانی سے

سہہ سکتا۔ اُس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ علم انقلاب بلند کر دیا۔ امیر سالبری  
امیر نیول اور امیر دارک بھی اپنی اپنی جمیعتوں کے ساتھ اُس کے شریک ہو گئے  
ملکہ کی جماعت بھی بڑے عقائد سے نکلی۔ سینٹ آلبنس کے مقام پر دونوں  
کا مقابلہ ہوا۔ امیر یارک کو فتح ہوئی اور سامرسٹ مارا گیا۔

اس طور پر وہ خوزینز آویزشیں شروع ہو گئی جو گلاب کے پھولوں  
یا گلابوں والی لڑائی کے نام سے مشہور ہے۔ طرف داران خاندان لینکسٹر  
یعنی ملکہ کے ہوا خواہوں کی علامت سنخ گلاب تھی جو ہمیشہ سے اُن کا اتیازی  
نشان چلا آیا تھا اور طرف داران خاندان یارک نے اپنے لئے سفید گلاب کا  
جنگ گلاب۔ نشان تجویز کیا۔ جنگ کا پلہ کبھی ایک فریق کی طرف  
۱۲۶۵ء جولائی ۱۲۶۵ء بھاگ جاتا تھا کبھی دوسرے کی جانب۔ ۱۲۶۵ء میں  
بادشاہ کو پھر جنوں کا دورہ اٹھا اور امیر یارک حسب سابق

محافظ سلطنت مقرر ہوا۔ اس مرتبہ جب بادشاہ کو اتفاق ہوا تو اُس نے  
امیر موصوف اور ملکہ میں صلح کرا دینی چاہی۔ لیکن مارگرٹ اُس کو اپنے بیٹے  
کا کمر لینے سمجھتی تھی۔ ایسی حالت میں کس طرح ممکن تھا کہ دونوں پر مصالحت  
ہو سکے۔ ملکہ چیکے چیکے توڑے توڑ کر تھی اور پارلیمنٹ کو اس بات پر آمادہ  
کر لیا کہ ایک مسودہ قانون خلافت و رزی باسرا مرتب کیا جائے جس میں امیر یارک  
مسودہ قانون خلافت اور اُس کے ہوا خواہوں کو بعلت بناوت متوجہ سزا دے موت  
ورزی باسرا کر۔ قرار دیا جائے۔ اس مسودہ قانون کی زد میں جو شخص آتا تھا اسے  
پارلیمنٹ باغیہ قانونی کارروائی کے بغیر مجرم قرار دے کر اس کے خاندان

کو باغی کر دیتی تھی اور یہ لوگ جائیداد سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاتے تھے۔  
جنگ گلاب کے معرکوں کے دوران میں ہر ذی اختیار فریق فریق ثانی کے  
اکابر و عمائد کو اس قانون کی زد میں لاکر باغی منتشر اور بتاربا اور جتنے امرا  
میدان جنگ میں کام آئے اُن سے کچھ کم اس قانون کا شکار نہ ہو سہے ہونگے  
جنگ نارنہمپٹن مسودہ قانون خلافت و رزی باسرا کی گرفت سے  
جولائی ۱۲۶۵ء امیر یارک بجا رہا اس لئے کہ وہ آئرلینڈ میں تھا جہاں

اس کے حریف نہ پہنچ سکتے تھے۔ ۱۲۶۱ء میں وہ ایک لشکر جہاز لیکر آیا اور  
نارٹھمپٹن کی لڑائی میں اپنے حریفوں کو شکست فاش دے دی۔ ہنری ششم تو  
گرفتار کر لیا گیا اور مارگرٹ نے اپنے بیٹے کے ساتھ میدان جنگ سے  
فرار ہو کر اسکاٹ لینڈ میں جا پناہ لی۔

اب امیر یارک نے دعویٰ پیش کیا کہ تخت انگلستان میراثی ہے اور  
ایک پارلیمنٹ نے جس کا اجلاس اسی سال کے موسم خزاں میں منعقد ہوا  
اس کا دعویٰ تسلیم کر کے اسے ہنری کا جانشین قرار دیا اور ایڈورڈ و شہزادہ ولیم  
کو الگ کر دیا۔ لیکن میدان ابھی خالی نہیں پایا تھا۔ فریق ثانی برابریاں  
جنگ و کفیلہ کر رہا تھا پانچ مہینے بعد وکینیلڈ کے میدان میں پھر ایک جنگ  
۲۴ دسمبر ۱۲۶۴ء ہوئی جس نے سارا نقشہ ہی بدل دیا۔

فریق لینکسٹر کو فتح ہوئی۔ امیر یارک مار گیا اور اس کا بیٹا  
امیر ٹیلڈ جنگ کے بعد قتل کر دیا گیا۔

رچرڈ کے بعد اس کے خلف اکبر ایڈورڈ نے امارت یارک کی مسند پر فائز ہو کر  
اپنے خاندان کے حریفوں کا مقابلہ شروع کیا۔ اور مارٹھبرج کو اس کے مقام پر  
جو ہیر فرڈشٹائر کے ضلع میں واقع ہے امیر مہرک کو شکست دیکر سیدھا لندن  
کی طرف بڑھا۔ اگرچہ انگلستان کے شمال کی آبادی خاندان لینکسٹر کی طرفدار تھی  
جنگ مارٹھبرج کو اس لیکن تمام بڑے بڑے تجارتی شہر خاندان یارک کے دلی ہوا تھا  
تھے۔ صورت حالات اسوقت یہ ہو رہی تھی کہ ادھر سے تو

امیر یارک نے ملکہ پر حملہ کیا جس نے اسے شکست دے کر اپنے  
خاندان کو چھڑا لیا اور شمالی علاقے کی طرف چلی گئی اور ایڈورڈ اپنی فوجیں  
بٹے ہوئے لندن میں داخل ہو گیا اور اہل شہر نے بڑے تپاک سے اس کا  
خیر مقدم کرتے وقت زندہ ہپائندہ بادشاہ ایڈورڈ کے نعرے لگائے  
شروع کیے۔ لوگ اصل میں ہنری کی بودی حکومت سے تنگ آ گئے تھے  
ایڈورڈ کی بادشاہی کا ان اور کسی قوی بازو بادشاہ کی حکمرانی کی تناکر نے لگے تھے  
۱۲۶۱ء کہ انھیں اس کے ظل حمایت میں امن اور چین تو نصیب ہو۔

دو دن بعد امیر وارک بھی لندن آگیا۔ تمام امرا جو خاندان یارک کے حلیف تھے جمع ہوئے اور ہر ماہچ سلطنت کو ایڈورڈ کی بادشاہی کا اعلان کر دیا گیا۔ لیکن اس کامیابی کی خوشیاں منانے کا ابھی وقت نہ تھا کیونکہ ملکہ ایک بہت بڑی فوج شمال میں جمع کر رہی تھی۔ ایڈورڈ اور وارک اس خطرے کے دھبے کے لیے بلا درنگ شمالی علاقے کی طرف بڑھے۔ اونسویسے ملکہ بھی تیار ہو کر نکلی۔ دونوں جنگ تھن فوجوں کا ٹوٹنے کے میدان پر مقابلہ ہوا جو یارک شائر میں واقع ہے اس سارے معرکہ کی یہ غریب ترین لڑائی تھی۔ فینکسٹر والوں کی طرف سے بیس ہزار آدمی کھیت رہے۔ یارک والوں کا بھی قریب قریب اسی قدر نقصان ہوا لیکن میدان اُنکے اٹھ رہا۔ ہنری اور مارگرٹ نے اسکاٹ لینڈ میں جا پناہ لی۔ بہت سے امراء یا میدان جنگ میں کام آئے یا قتل کر دیے گئے۔ ایڈورڈ مظفر و منصور ہو کر لندن واپس آیا اور ۲۸ جون ۱۲۶۴ء کو ویسٹ منسٹر میں تاج سلطنت اُس کے سر پر رکھا گیا۔



## بارہواں باب خاندان یارک

ایڈورڈ چہارم ۱۳۹۱ء تا ۱۳۹۹ء

ایڈورڈ چہارم ۱۳۹۱ء تا ۱۳۹۹ء

ایڈورڈ چہارم ۱۳۹۱ء تا ۱۳۹۹ء

آئندہ دس سال کا زمانہ کشت و خون اور لڑائیوں کا ایک سلسلہ تھا و انگیزہ دور ہے۔  
مارگٹ اپنے خاوند اور بیٹے کو دوبارہ تخت سلطنت دلوانے کے لیے مددگار  
جدوجہد کرتی رہی ۱۳۹۱ء میں پہلی مور اور ہیکیم کے عہدائوں پر دو لڑائیاں ہوئیں اور  
ہنری ششم کی نظربندی فرانسیدوں اور اسکاٹ لینڈ والوں کی امداد کے باوجود مارگٹ کو  
قلعہ لندن میں۔ دونوں میں شکست ہوئی۔ ہر طرف سے عاجز ہو کر وہ اپنے  
بیٹے کو لیے ہوئے فلینڈس چلی گئی اور شاہ ہنری برونکسٹائر

میں روپوش تھا اگر تیار کیا گیا اور لندن کے قلعہ میں بھیج دیا گیا جس سے ان دونوں قلعہ  
کے علاوہ حمل شاہی کا کام بھی لیا جاتا تھا۔ یہاں بحال شدہ نظربندی اس کے ساتھ آجھا  
برتاؤ ہوتا تھا۔ لیکن نگرانی سخت تھی کہ فرار نہ ہونے پائے۔

ایڈورڈ نے اسی زمانے میں سر جان کرے کی بیوہ الزبتھ وڈویل کے ساتھ نکاح کر کے  
امیر وارک کو سخت ناراض کر دیا امیر موصوف کو امید تھی کہ اس کے مشورہ سے بادشاہ  
کسی فرانسیسی شہزادی کو اپنے جہاز عقد میں لائے گا اور اس خود پر اس کا اقتدار  
مستحکم ہو جائے گا یا اگر یہ ممکن نہ ہوا تو اپنی بیٹی اسے دے دے گا۔ لیکن ایڈورڈ  
شہزادی عقد۔ نے اس کی تمام امیدوں پر پانی پیو دیا اور یہی نہیں کیا کہ ایک

بے حیثیت اور بے اثاثہ خاتون سے شادی کر لی بلکہ بہت جلد  
اپنے خسر لاڈورڈ رنس او ما اپنے دوسرے سال والوں کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور  
کرنا شروع کیا۔ وارک نے اس کے جواب میں اپنی بیٹی اسیسیلا نیول کا نکاح ایڈورڈ سے کر  
بھائی امیر کلائس سے کر دیا کہ ایڈورڈ کے بعد وارث تخت و تاج مہی تھا اور یہ بات

بادشاہ کی ناراضی کا موجب ہوئی۔

انھیں ایام میں فریق لینکسٹر نے شمال انگلستان میں ایک شورش برپا کی جس کا اثر دوڑ تک جا پہنچا اور ایڈورڈ کو اپنے حریفوں سے پھر معرکہ آرا ہونا پڑا۔ ایجکوسٹ کے مقام پر جو اس سفر دشواری میں واقع ہے فریقین کا مقابلہ ہوا۔ ایڈورڈ کی جماعت کو شکست ہوئی۔

جنگ ایجکوسٹ ۱۲۹۵ء

کثیر التعداد امرا جن میں ملکہ کے بھی کئی رشتہ دار شامل تھے مارے گئے۔ خود ایڈورڈ جو میدان میں اکیلا رہ گیا تھا گرفتار ہو کر کچھ

دیر کے لیے وارک کے بھائی صدر اسقف نیول کے پاس قید رہا۔ لیکن بعد میں اُسے لندن واپس جانے کی اجازت دے دی گئی جہاں پہنچ کر اُس نے وارک اور اپنے سگے بھائی امیر کلارنس کو باغی قرار دیکر اُس کی گرفتاری کا اشتہار جاری کر دیا۔ اب اُن دونوں کو بجز اس کے چارہ نہ رہا کہ فرانس بھاگ جائیں۔ یہاں معزول شدہ ملکہ مارگریٹ پہلے سے موجود تھی۔ ملکہ سے وارک نے کہا کہ اگر آپ اس بات پر رضامند ہوں تو ایک مارگریٹ سے جانتا ہوں کہ آپ کے فرزند ایڈورڈ شہزادہ ویلز کی نسبت میری بیٹی این کے ساتھ ٹھہر جائے تو پھر میں آپ کا شریک حال ہو کر تخت انگلستان

پر دوبارہ قابض ہونے میں آپ کو ہر طرح کی امداد دینے کے لیے تیار ہوں وارک کی اس میں یہ مصلحت تھی کہ اُس کی دونوں بیٹیوں میں سے ایک نہ ایک کے لیے سلطنت کا رستہ صاف ہوا جاتا تھا۔ امیر کلارنس کے ساتھ جو خاندان یارک سے تھا اُس کی بیٹی اسابل کا عقد ہو چکا تھا۔ شہزادہ ویلز کے ساتھ جس کا تعلق خاندان لینکسٹر کے ساتھ تھا اُس کی دوسری بیٹی این کی منگنی ہو جانے والی تھی۔ ایسی حالت میں یارک یا لینکسٹر جس فریق کا بھی پہلہ بھاری ہوتا وارک کا فائدہ ہی فائدہ تھا۔

ایڈورڈ کا فرار

ملکہ اس تجویز پر رضامند ہو گئی اور وارک کی بیٹی کا رشتہ قبول کر لیا۔ اب وارک حب قرار واد فوج لے کر ڈارمیتھ میں لنگوا انداز ہوا

اور ایڈورڈ چہارم نے یہ دیکھ کر کہ جو اُس کے دست و بازو تھے وہی اُسے دغا دے گئے بے حواسی کے عالم میں راہ فرار اختیار کر کے فلیٹنڈرس میں جا سرھچھپایا۔ اُسکی ملکہ الزبتھ وڈول خانقاہ ویسٹ منسٹر کے مامن میں پناہ گزین ہوئی اور یہیں اُس کا

ایسا ہوا بیٹا پیدا ہوا جس کی قسمت میں ایک دن ایڈورڈ پنجم کا لقب اختیار کر کے تخت انگلستان پر بیٹھنا اور پھر بہت جلد دنیا سے نامراد جانا لکھا تھا۔

یہ چارہ ہنری اب وہ اکثر بڑے شاعر کو نظر بندی سے آزاد ہوا اور چھ مہینے کے لیے اسے پھر حکومت نصیب ہوئی۔ وارک جس کی کوششوں سے وہ دوبارہ تخت پر بیٹھا تھا اسی لیے "بادشاہ گر" کہلاتا ہے۔ لیکن فتح و شکست کے اس ہنری ششم چھ مہینے پھر اتنا چڑھاؤ کا تسلسل اب ختم ہونے کو تھا۔ ایڈورڈ اپنے بہنوئی امیر برگنڈی سے مدد لیکر فریسی فوج کے ایک مختصر دستے کے ساتھ اسی مقام پر لنگر انداز ہوا جہاں بہتر

سال قبل ہنری چہارم اتر تھا اور اس کا بھائی امیر کلائس بھی اس سے ملا۔ دونوں بھائی اپنی فوجیں لے کر ہوئے سیدھے لندن پہنچے جہاں ایڈورڈ کا خیر مقدم پھر بڑے جوش سے کیا گیا۔ بارنٹ کے میدان میں ایڈورڈ اور وارک کا مقابلہ ہوا اور وارک لڑائی میں مارا گیا۔ اب مارگرٹ نے جنگ کی تیاریاں شروع کیں اور جبکہ سپاہ فہم کر سکتی تھی ایڈورڈ کے مقابلے پر ٹیو کسبری کے میدان میں لائی جو کلا سٹر شایر میں واقع ہے۔ اس معرکہ میں اس نے بھی شکست فاش کھائی اور اس کا فوجی بیٹا شہزادہ ویلز شاہ ایڈورڈ کی آنکھوں کے سامنے میدان جنگ میں کاری زخم جنگ ٹیو کسبری پہنچا۔ دو ہفتے بعد ہنری ششم بھی قلعہ لندن میں غالباً قاتل کے منہ سے ہلاک ہوا۔ اور اس طرح یہ طویل کشمکش آخر ختم ہو کر مارگرٹ گرفتار ہو کر قید کر دی گئی تھی لیکن اس کے باپ رینی نے شہزادے میں فدیہ دیکر بیٹی کو بچھڑا لیا اور وہ فرانس واپس چلی گئی۔

آخر خدا خدا کر کے ملک کو امن و امان نصیب ہوا۔ لیکن یہ حقیقت نظر انداز نہیں ہو سکتی کہ اگرچہ اس تمام عرض مدت میں امر اور ان کے متوسلین ایک دوسرے کا کلا کاٹنے میں مصروف تھے پھر بھی جدید طبقہ متوسط کی آبادی یعنی کسان و ہقان طبقہ متوسط کی خوش حالی سفید پوش بیوپاری اور سوداگر برابر ترقی کر رہے تھے۔ ملک کے نلوں و عرض میں جو لڑائیاں ہو رہی تھیں ان سے انھیں کچھ سروکار نہ تھا اس لیے کہ یہ جنگاں محض خاص خاص جاہلوں کی باہمی آویزشوں کا حکم رکھتے تھے

ملک کی عام آبادی کا اُن میں کوئی حصہ نہ تھا اگرچہ یہ درست ہے کہ ان ہنگاموں کے دوران میں جب اُن کے گھر بار لٹ جائے تھے تو اُن کی کہیں شنوائی نہ ہوتی تھی اور اُن کے نقصان کی تلافی کی شکل مشکل سے پیدا ہوتی تھی۔ یہ حالات ہیں بعض اول چسپ خطوط سے معلوم ہوئے ہیں جو اس زمانہ میں نارفاک کی ایک خاتون مارگرٹ پیٹن نے لکھے تھے۔ پھر بھی بحیثیت مجموعی طبقہ متوسط کی خوش حالی بہتر تھی اور اس کی دولت میں روز افزوں اضافہ ہو رہا تھا۔ چنانچہ جب ایڈورڈ نے تخت و تاج کی طرف سے مطمئن ہو کر فرانس پر حملہ آور ہونے کا قصد کیا (اگرچہ بالآخر شاہ فرانس سے ایک سالانہ وظیفہ ملنے پر یہ قصد اُس نے ترک کر دیا، تو بہت سے متمول تاجر اور دوسرے اہل دل ملک میں ایسے موجود تھے جنہوں نے ہدایا کے نام سے بڑی بڑی نذرانے کی رقمیں اُس کے آگے لاکر ڈھیر کر دیں

ہدایا

جس سے اس بات کا یقین ثبوت ملتا ہے کہ ملک میں روپیہ کی کمی نہ تھی۔ اول اول تو یہ ہدایا لوگوں نے بطیب خاطر دیئے اس لیے کہ لوگ ایسی حکومت کو ایک نعمت خدا داد سمجھتے تھے جو اس قالم رکھتی ہو لیکن کچھ عرصہ کے بعد اُن نذرانوں کا ادا کرنا شہر والوں کو دو بھر ہو گیا بہر حال مجموعی اعتبار سے ملک بہت آسودہ تھا اور اس آسودگی میں ایک خوفناک وبا سے بھی کوئی فرق نہ آنے پایا جو مرض عرق ریز کے نام سے ۱۳۴۷ء میں نمودار ہوئی اور ملک کی آبادی کے ایک بڑے حصے کا صفا یا کر گئی۔

ایڈورڈ کو اپنے اوایل عہد ہی میں ایک بندھی سالانہ رقم بطور وظیفہ بحیثیت جات ملنے لگی تھی اس لیے وہ مداخل کی طرف سے فارغ البال تھا اور یہی وجہ ہے کہ آٹھ سال کی بلوئی مدت میں پارلیمنٹ کی طلبی صرف ایک دفعہ ہوئی۔ ایسی حالت میں بادشاہ اور اُس کی کونسل کا مطلق العنان ہونا ایک بالکل قدرتی بات تھی۔ کوئی قوت ایسی موجود نہ تھی جو اُس کی خود رائے کا رد انہیوں کی روک تھام کر سکے بادشاہ چونکہ پہلے اور آوارہ تھا اس لیے ریچرڈ دوم کی طرح اُس نے بھی رعایا پر تلخ طبع کی تمشیاں کئی شروع کیں اور اُن کی سخت گیریاں حد سے بڑھنے لگیں۔ پھر بھی اُس کی ہر بغیر زمینیں بدستور برقرار رہی اور تمام اُن لوگوں کی بیچ کنی سے

جوانس کے مزاج میں وہ امن تسلیم رکھنے میں کامیاب رہا۔ لیکن یہ کامیابی اس کے بہت ہی جھپٹے داموں پر تھی اس لیے کہ بغاوت کے ڈر سے اس نے خود اپنے حقیقی بھائی امیر کلائس کو یہ الزام بغاوت اور فروری ۱۶۴۹ء کو قلعہ لندن میں امیر کلائس کا قتل کر دیا۔

مروا ڈالا۔ کلائس کی موت کا واقعہ نہایت دردناک ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ بچارہ شراب لہسی کے ایک خم میں بھینک دیا گیا اور اسی میں غوطے کھا کھا کر مر گیا۔

سیاست کے ان شور انگیز حوادث سے ہلٹ کر جب ہم معاشرت کی منزل میں قدم رکھتے ہیں تو ہمیں ایک سہانا منظر دکھائی دیتا ہے۔ ویسٹ منسٹر کی خانقاہ کے ایک چھوٹے سے گوشے میں جہاں ایک گرجا اور کچھ خیرات گھر موجود تھے ایک شخص جیک جیک ایک ایسا کام کرنے میں مصروف تھا جو بادشاہ اور اس کے امرا کے باہمی جھگڑوں سے کہیں زیادہ اہم تھا بلکہ شاید شہر کے تاجروں کی کوٹھیاں اور اہل حرفہ کی دستکاریاں بھی قدر و قیمت میں اس سے بڑھ کر نہ تھیں یہ شخص جس کا نام ویلیم کیکن تھا ان کیپٹن میں کینٹ سے فلینڈرس گیا تھا اور تیس سال وہاں گزار کر اور ان کیکن اور اس کا مطبع

انگلستان واپس آیا تھا۔ ممالک غیر میں چھاپے کے فن کا نشوونما اور طبع کتب کے لیے ابھرے ہوئے حروف کی

ایک ڈال چوبی تختیوں کی بجائے رفتہ رفتہ پیسے کے متحرک حروف کا رواج بکھلے خود ایک طویل داستان ہے۔ لیکن جب کیکن نے چھپائی کا کام انگلستان میں شروع کیا تو یہ تمام مراحل بتدریج طے ہوتے گئے۔ ۱۶۴۹ء سے پہلے انگلستان میں جس قدر کتابوں کی نئی نقول تیار ہوتی تھیں سب قلمی ہوتی تھیں اور اس سے اُن کے نایاب اور قیمتی ہونے کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اب کتابت طباعت سے بدل گئی اور کیکن نے شاہ ایڈورڈ اور چارلس امیر کلاسر کی سرپرستی میں بہت سی شعر و سخن کی کتابیں چھاپ ڈالیں۔ اس کی گزراؤ کا ذریعہ بھی اس کا چھاپہ خانہ تھا۔ چنانچہ وہ یادریوں کے لیے دعا کی کتابیں واعظوں کے لیے خطبے اور سرداریوں اور جاگیرداروں کے لیے عیش و عشرت

شجاعت کی داستانیں چھاپ چھاپ کر بچا کرتا تھا۔ ”لمفونلات واقوال فلاسفہ“ پہلی کتاب تھی جو ۱۷۲۸ء میں انگلستان میں طبع ہوئی۔ اس کے بعد چاسک کا کلام اور ٹیکسن نسل کے نامور تاجدار کی داستان موسوم بہ ”انجام آرٹھر“ شائع ہوئی۔ اُن کے علاوہ کیکسٹن نے متعدد غیر زبانوں کی تصانیف ترجمہ کر کے چھاپیں۔ مثال کے طور پر ”رینارڈ و لومٹری کی کہانی“ اور تاریخ طوائف کا نام لیا جاسکتا ہے۔ لیکن اُن کتابوں کی طبع و اشاعت سے بھی کہیں زیادہ اہم یہ واقعہ ہے کہ جب ۱۷۹۱ء کے قریب کیکسٹن کا انتقال ہوا تو چچا پے کافن جس نے دنیا میں ایسے ایسے حیرت انگیز انقلابات پیدا کر دیئے ہیں انگلستان میں مستقل طور پر شائع ہو چکا تھا۔ لیکن کیکسٹن ابھی زندہ ہی تھا کہ انگلستان پھر نئی مشکلات و مصائب میں مبتلا ہو گیا۔ ۱۰ اپریل ۱۷۹۳ء کو ایڈورڈ چارم نے وفات پائی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے۔ ایڈورڈ شہزادہ ویلز جس کی عمر تیرہ سال تھی اور رچرڈ امیر یارک جس نے دسویں سال میں قدم رکھا تھا۔ اور جونئی جدوجہد اب ملک میں شروع ہوئی اس کا تعلق مشق ہی بچے تھے ۶

## ایڈورڈ پنجم

اپریل ۱۷۹۳ء

جب بادشاہ کا انتقال ہوا تو حکومت پر دست تصرف دراز کرنے کے لئے دو فریق پہلے سے تیار بیٹھے تھے۔ ایک جماعت تو ملکہ اور اس کے اقربا کی تھی۔ دوسری جماعت کا سروراء بادشاہ کا بھائی رچرڈ امیر گلارٹر تھا شہزادہ ویا ز اسوقت اپنے ماموں لارڈ رورس اور اپنے سوتیلے بھائی سر رچرڈ کرے کی نگرانی میں مقیم ٹوٹنہام۔ ملکہ کو جو مسٹر میں رہتی تھی اصرار تھا کہ اُس کے بیٹے کی ولایت اور سلطنت کی محافظت کے منصب پر کونسل کی طرف سے اسی کا تقرر ہونا چاہیئے لیکن اراکین کونسل یہ خدمت رچرڈ کے تفویض کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے اسے یا کہ سے جہاں وہ بحیثیت نائب حکمران تھا بلا بھیجا۔ رچرڈ نے

لارڈ رورس اور ہرجرڈ کا چھوٹے ہی ملکہ کی جماعت کے قلعہ واقع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔  
رستے میں اس کی اور اس کے رفیق امیر ملنگم کی لارڈ رورس اور

ہرجرڈ کے سے ملٹ بھیڑ ہوئی جو شہزادہ کو لیے ہوئے  
لندن جا رہے تھے اس نے ان دونوں کو تو گرفتار کر کے بارک شاہ کے قلعہ باغی ٹرکٹ  
میں بھیج دیا اور شہزادے سے یہ بہانہ کیا کہ تھارا چچا اور سوتیلای بھائی تمہارے تخت  
وتاج کے خلاف سازش کر کے حکومت پر جو قبضہ کر لینے کی فکر میں تھے غریب  
لڑکا چھوٹ چھوٹ کر رونے اور اپنے دونوں عزیزوں کی حمایت کرنے لگا  
لیکن ہرجرڈ کا پھر دل ذرا نہ پسپا اور شہزادے کو پھر ان دونوں سے ملنا کبھی  
نصیب نہ ہوا۔

ملکہ نے جب اپنے بھائی کی گرفتاری کی خبر سنی تو بے حد پریشان ہوئی اور  
اپنے چھوٹے بیٹے اور بیٹیوں کو لیکر خانقاہ ویسٹ منسٹر کے مامن میں جا چھپایا۔  
اس میں ہی کورچرڈ اور ملنگم تو عمر بادشاہ کے ہم کاب داخل لندن ہوئے اور ہرجرڈ  
ہرجرڈ کا تقریبی نائب سلطنت اٹھا فقط سلطنت مقرر ہوا۔ ہرجرڈ کو اس منصب پر فائز  
ہوئے میں لارڈ میسنگر سے بہت بڑی مدد ملی۔ لارڈ موصوف

کا شمار امرا کے طبقہ جدید میں تھا جو ملکہ کا خائف تھا۔ اول  
اول ایڈورڈ پنجم کے قیام کے لیے اسقف لندن کا محل واقع سفیٹ ہال تجویز  
کیا گیا لیکن چند ہی روز بعد ہرجرڈ نے اسے قلعہ لندن کے محل میں منتقل کر دیا اور  
شومی قسمت سے ملکہ اس تجویز پر رضامند ہو گئی کہ چھوٹا شہزادہ امیر یارک بھی اپنے  
بڑے بھائی کے ساتھ ہی رہے۔

یہاں تک تمام واقعات آئینے کی طرح روشن ہیں۔ لیکن جو طرز عمل ہرجرڈ نے  
اس کے بعد اختیار کیا اس کی نسبت صحیح رائے قائم کرنی مشکل ہے یہ نہیں کہا جا سکتا  
کہ آیا ابتدا ہی سے سلطنت پر اس کا واپس تھا یا بعد میں اپنے دشمنوں کی سازشوں  
ہرجرڈ کی سیرت۔ کا نوڑ کر لے کرتے یکایک اس کی نیت بدل گئی۔ اس کے

مخالفین کا بیان ہے کہ اس کی شکل و صورت نہایت کردہ  
تھی اور اس کے عادات و اطوار غیر محوش آئند تھے لیکن یہ بیان بہت کچھ بالذامین

ہے۔ وہ خیمہ الجتہ ضرور تھا اور اس کے ایک کدے کی ساخت بھی کیقدر  
ماتقص تھی پھر بھی اس کے بشرے سے آثار غور و فکر ہو دیتے تھے اگرچہ انکھوں کی بے قرارانہ  
جنبش طبیعت کی سیما بیت پر دلالت کرتی تھی۔ اس کے اطوار پسندیدہ تھے اور  
علمی مشاغل سے اسے دل بٹگی تھی۔ اس کے مکار اور بے اصول ہونے میں شک  
نہیں لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ اپنے بھائی ایڈورڈ کے ساتھ جب تک وہ  
تندرہ رہا اس کے تعلقات مخلصانہ رہے اور ہمیں اس کی نسبت یہی نیک گمان  
رکھنا چاہیے کہ جو جرائم اس سے بعد میں سرزد ہوئے ان کے ارتکاب پر وہ شریع  
ہی سے نہیں تلامبھا تھا۔

ایڈورڈ پتیم کو تخت پر بیٹھے ایک مہینہ گزر چکا تھا۔ ملکہ کے ہمراہ خواہ سازشوں  
کا جال بچھانے میں مصروف تھے اور فریقی مخالف کونک دینے کے لئے کسی  
مناسب موقع کی تاک میں تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ہیٹنگز بھی یہ دیکھ کر کہ  
رچرڈ اپنے اختیار کی بالیں بہت ڈھیلی کرتا جاتا ہے ملکہ کی جماعت کے ساتھ آلا۔  
لارڈ ہیٹنگز کا قتل ۱۳ جون ۱۳۰۷ء

رچرڈ کو بھی پل پل کی خبر لگ رہی تھی۔ ۱۳ جون کو دفعۃً کونسل  
کے ایوان میں داخل ہو کر اس نے ہیٹنگز پر اپنے خلاف  
سازش کرنے کا الزام لگایا اور ملزم کو صفائی کا موقع دیئے

ایک ایک مسلح جماعت کے پہرے میں دے دیا جس نے دوپہر ہوتے ہوئے  
ٹاور گرین میں اس کا سر لٹڑی کے ایک لٹھ پر رکھ کر قلم کر دیا۔ نو دن بعد رچرڈ کی  
خاص بناہنیت ایک نیارنگ لائی۔ ایک پادری نے سینٹ پالس کراس میں  
اور امیر بیکٹھم نے گلڈ ہال میں لوگوں کو یہ جل دینا جایا کہ قانونی حیثیت سے الزبتھ  
وڈول ایڈورڈ چہارم کی بیاتہابی بی نہ تھی اس لئے کہ اس کو عقد میں لانے سے  
پہلے ایڈورڈ ایک اور خاتون سے منسوب ہو چکا تھا۔ اور ایسی حالت میں دونوں  
شہزادے جو اولادنا جائز تھے تخت و تاج کے حقیقی وارث نہ ہو سکتے تھے۔  
یہ دونوں نہیں گیا لیکن اب بھی رچرڈ اور تخت سلطنت کے درمیان ایک  
اور حراسہ عامل تھا۔ یعنی امیر کلارنس کے نو عمر بیٹے امیر وارنک کا متی رچرڈ کے  
شہزادہ فریجسب ازب ازب دیکھتے

حق پر متع تھا۔ یہ مشکل چلی جاسکتی میں یوں مل کر لی گئی کہ وارنک



سکا باب باغی تھا اس لیے وہ تخت نشین نہیں ہو سکتا۔ غرض ۲۵ جون کو پارلیمنٹ کے امر اور عوام کی ایک جماعت نے تاج شاہی رچرڈ کو پیش کیا اور اس کے دوسرے دن اُس نے ایوان ویسٹ منسٹر میں داخل ہو کر رچرڈ سوم کے لقب سے اُس سنگ مرمر کے تخت پر جلوس کیا جو رسم تخت نشینی کے لیے مخصوص ہے۔ اس کے چند دن بعد امیر روس اور سر رچرڈ کے کی پانچویں فریکٹ میں گردن باندھا گئی اور ساتھ ہی ایڈورڈ پنجم کے عہد کا خاتمہ ہو گیا۔

### رچرڈ سوم ۱۲۷۲ء تا ۱۲۷۲ء

لیکن وہ سانحہ اچھی پیش نہ آیا تھا جس کی حسرت خیز یاد ابھی تک لوح روزگار پر نقش ہے۔ رچرڈ کی رسم جلوس اُس تمام ترک و اعتراف کے ساتھ عمل میں آئی جس کی تیاریاں اُس کے بھتیجے کے لیے کی گئی تھیں۔ اُس کے بعد وہ اپنی ملکہ کے ساتھ لیکر انگلستان کے شمالی علاقہ کی طرف روانہ ہوا جہاں اُس کی بہن ایزبی میں کبھی بھی فرقہ آئے نہ پایا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی بہن میں امیر انگلیم اپنے کیمے پر بہت پیشیاں ہوا کہ کیوں میں نے اسے شمس کو تاج و تخت کا قبضہ دالنے میں ایسا اہتمام کیا کم سن شہزادوں کی امیری بھی لوگوں کو کراں کرنے لگی اور اس قبضہ کے حکم پر چرچے شہزادوں کے قتل کے چرچے ہونے لگے۔ انھیں ڈرام میں یہ خبر دو دو پھیل گئی کہ شہزادے لندن کے قلعہ میں قتل کر دیے گئے ہیں۔ لیکن کسی کو باور نہ آتا تھا کہ ایسی بے رحمی کا ارتکاب بھی ہو سکتا ہے۔ ہر شخص کو امید تھی کہ رچرڈ اپنے دو فوجی بھتیجوں کو روز روشن میں لا کر وہ دھبے چھڑا دے گا جو ان بچوں کے قتل کی افواہ نے اُس کی شہرت کے دامن میں لگا رکھے ہیں۔ لیکن معصوموں کے خون کے یہ داغ کچھ پھیلنے کے دھبے نہ تھے۔ رچرڈ انھیں مرتے دم تک نہ چھڑا سکا۔ کوئی دو سو سال بعد شاہ چارلس دوم کے عہد میں کم سن شہزادوں کی عمر کے دو لاکھوں کی لاشیں قلعہ لندن کے بیچ سفید کے نیپے سے برآمد ہوئیں۔ اور خانقاہ ویسٹ منسٹر میں ہنری ہفتم کے

بیسٹے کے اندر دھن کر دی گئیں۔ اگرچہ ہم وفاق کے ساتھ کوئی حکم نہیں لگا سکتے لیکن  
 قلمی نکل کے قلعہ مارہر جو میرٹھ کے اس اقبالی بیان کی صحت میں کلام کی مطلقاً گنجائش  
 نہیں کہ رچرڈ کے حکم سے دونوں شہزادے اپنے بستر پر ہی گلا گھٹوا کر مروا ڈالے  
 گئے اور پھر زینے کے نیچے گاڑ دئے گئے۔ رچرڈ کی زندگی اب اُس کے سپہی  
 اوبال ہو گئی۔ اس کا مجرم ضمیر اسے دم بھر کو چین نہ لینے دیتا تھا۔ ڈراو نے خواب  
 اسے راتوں کو جگا جگا دیتے تھے اور سوتے میں چیخ چیخ اٹھتا تھا اور مصر ضمیر کی ملامت  
 کی یہ کیفیت تھی اور صر اُس کے دشمنوں کو بھی ناکرہ گناہ شہزادوں کے خون ناحق  
 رچرڈ کے عہد کے اصنام

کے صدرتے میں اُس کے خلاف ایک اچھا خاصہ حربہ ہاتھ  
 آگیا تھا۔ بہر حال اپنے مختصر دو سالہ عہد حکومت میں اُس نے  
 سلطنت کا انتظام اچھی طرح کیا تجارت کی حفاظت کے لیے اُس نے عمدہ قوانین جاری  
 کیے اور اول اول اُسی نے غیر مالک میں انگریزی آبادی کے حقوق کی حفاظت  
 کے لیے مناسب تدابیر اختیار کیں۔ چنانچہ بابا میں جو انگریز آباد تھے اُن کے حقوق  
 کی نگہداشت کی خدمت اس نے فلائرس کے ایک سوداگر کے سپرد کی زمانہ حال کی  
 اصطلاح میں اُس عہد کے لفظ "نفل" سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ رچرڈ ہی انگلستان  
 کا وہ پہلا تاجدار ہے جس نے شمال انگلستان اور بائیں تخت کے درمیان پیام رسانی  
 کے لیے ہر کاروں کا ایک باقاعدہ سلسلہ قائم کر کے گویا ڈاک کے انتظام  
 کی ابتدا کی۔ اُسی کے ساتھ اُس نے ایک قانون نافذ کر کے ہدایا کے اُس طریقہ  
 کو موثوت کر دیا جو ایڈورڈ چارم نے جاری کیا تھا۔ اُس کے علاوہ اُس نے چھاپے  
 کو ترقی دی اور اشاعت کتب نے اُس کی سرپرستی میں بہت کچھ فروغ پایا۔ لیکن  
 بایں ہمدہ خوب جانتا تھا کہ لوگوں کو اُس سے عموماً نفرت ہے اور اُس کے  
 تباہ و برباد کرنے کے لیے سازشیں کی جا رہی ہیں۔

امیر ملکنگھم نے جواب رچرڈ کا پورا مخالفت ہو گیا تھا شاہی نسل سے ہونے کی بنا پر  
 پہلے تو دعوائے تخت و تاج خود کرنا چاہا لیکن پھر اُس ارادہ کو خلاف مصلحت سمجھ کر  
 ترک کر دیا۔ ہوا خواہان خاندان لینکلن نے ہنری ثیوڈر امیر رچمنڈ کو باہر سے بلا بھیجا  
 ہنری ثیوڈر کو انگلستان میں حکومت تھا کہ اگر رچرڈ کو حکومت سے بے دخل کرے اور خود

تحت و تاج سنبھال لے۔ اور صرف فریق یارک کی جو رچرڈ سے تلبی نفرت رکھتا تھا یہ تجویز تھی کہ ٹیوڈور ایڈورڈ چھام کی بیٹی الزبتھ سے عقد کر کے یارک اور لینکسٹر دونوں خاندانوں کو ملا دے۔ ان حالات میں امیر لینکسٹر کو ہنری ٹیوڈور ہی کی تاکید زیادہ مناسب معلوم ہوئی۔ ہنری ٹیوڈور اور اس کے دعاوی کی حقیقت سمجھنے کے لئے ہمیں سو سال پہلے ہنگو ایڈورڈ سوم کے شجر پر نظر ڈالنی پڑے گی۔ دیکھو نقشہ مندرجہ ۲۳۱۔ اس نقشہ سے معلوم ہوگا کہ ہنری ٹیوڈور کی ماں مارگرٹ بوفرڈ کیتھرائن سوین فرڈ کے بطن سے جان رئیس گائٹ امیر لینکسٹر کی پروتی تھی لیکن اتنی دور کی تلاش کے بعد بھی حکومت کا یہ استحقاق کچھ بہت زیادہ وزن دار نہیں ثابت ہوتا اس لئے کہ اول تو براہِ ران بوفرڈ کے نسب کی صحت کا اعلان بھی رچرڈ دوم ہی کی خلایت سے ہوا دوسرے ہنری ٹیوڈور کے باپ کی حیثیت بھی اس سے زیادہ نہ تھی کہ وہ ویلز کا ایک شریف زادہ تھا اور اس کے باپ اوون ٹیوڈور کی شادی ہنری پنجم کی بیوہ کیتھرائن رئیسہ فرانس سے ہوئی تھی۔ (دیکھو نقشہ مندرجہ ۱۵۴) پھر جو انگریز ہنری امیر چیمپڈ کو اپنا بادشاہ تسلیم کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رچرڈ سے وہ کس حد تک بیزار ہوں گے۔

رچرڈ کو ان تمام سازشوں کا علم تھا۔ اسی لئے اس کے حریفوں کی کوشش ناماکام ثابت ہوئی۔ اور لینکسٹر گرفتار ہو کر ۱۲۰۴ء کو قتل کر دیا گیا۔ رچرڈ دو سال تک حکمران رہا لیکن ۱۲۱۵ء میں اس کے بیٹے کا جو ولیعہد سلطنت تھا انتقال ہنری چیمپڈ کی لنگر اندازی ہو گیا۔ ایک سال بعد بتایا کہ ۱۲۱۷ء میں ہنری امیر چیمپڈ نے مغربی ہیموں کی بند گاہ میں جو پہرہ رک شایر میں واقع ہے لنگر ڈالا لنگر اندازی کے وقت اس کے ساتھ صرف وہ ہزار

آدمیوں کی جمیعت موجود تھی۔ اسی مختصر سی جمیعت کے ساتھ اس نے کوچ کیا لیکن رستے میں لوگ اطراف و جانب سے آکر اس کے ساتھ شامل ہوتے گئے اور اس جمیعت نے بہت جلد ایک لشکر جزار کی صورت اختیار کر لی۔ رچرڈ اگرچہ اس خطرہ کو مطلقاً غلط نہیں نہ لایا لیکن پھر بھی بمقتضائے احتیاط فوجیں لیے ہوئے نکلا اور لیڈسٹر تک بڑھا چلا گیا۔ مارگرٹ باسورنہ کے میدان پر شہر سے باہر

میدان باسورہ کی لڑائی  
سورگت سے ملے  
دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ لڑائی ابھی شروع بھی نہ ہونے  
پائی تھی کہ لارڈ اسٹینلی رچرڈ کا ساتھ چھوڑ کر اپنے تمام ہمراہوں  
سمیت دشمن سے جا ملا پرسی امیر نارتھمبر لینڈ نے بھی

غنت کے وقت وغاوی اور اپنا دستہ فوج لئے ہوئے دشمن کی فوج میں جا کر  
ہوا۔ یہ حالت دیکھ کر رچرڈ کی تمام امیدیں منقطع ہو گئیں اور اسے یقین ہو گیا کہ اب  
بنائے سے کچھ نہ بچے گا، اس کے لیے اب میدان جنگ میں صرف عزت کی  
موت باقی رہ گئی تھی اور چونکہ دل کا بودا نہ تھا اس لئے اس کے ساتھ کہ ”میرے  
ساتھی مجھے وغاوی گئے“ تلواریں سونت کر غنیم کی صفوں میں جا گئے اور دادرہائی  
دیتا ہوا مارا گیا۔ اس کا تاج کیشی کی ایک جھاڑی کے نیچے پڑا ہوا ملا اور ہنری کے  
جنگ کلاب کا نام نہ  
سورہ رکھا گیا۔ اس طور پر کلاب کے پیچھوٹوں کا معرکہ جس  
نے قتل و نہب اور خونریزی و غدار کی کا بازار ملک بھر میں

گرم کر رکھا تھا خدا خدا کر کے ختم ہوا اور ملک کو پھر چین نصیب ہوا۔ اس کے  
کچھ ہی دن بعد ہنری ٹیوڈ نے خانہ دارن یارک کی شہزادی الزبتھ کے ساتھ جو  
ایڈورڈ چہام کی بیٹی تھی عقد کر کے نہ صرف تخت نشینی کے لیے قوی استحقاق پیدا کر لیا بلکہ  
لینکٹر اور یارک کے دونوں رقیب گمراہوں کو متحد کر دیا۔

جنگ کلاب کے خاتمے کے ساتھ انگلستان میں قرون وسطی کی تاریخ کا دور  
تمام ہوتا ہے۔ ان قرون میں امر کی طاقت کا پلہ نہایت زبردست تھا اور بادشاہ  
گویا ان کا سردار ہوتا تھا جسے اس وقت یعنی سرداران کلیسا اور جہاگیر دار یعنی  
امراء سلطنت بسا اوقات اپنے قابو میں رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ انگلستان کی  
قرون وسطی میں انگلستان  
اور براعظم یورپ کے گہرے  
تعلقات۔  
حیثیت اس زمانے میں براعظم یورپ کے ایک حصے سے  
بڑھ کر نہ تھی۔ گویا یورپ ایک بہت بڑا خاندان تھا اور  
انگلستان اس خاندان کے ایک کنبے کا حکم رکھتا تھا۔

امراء انگلستان و فرانس اکثر صورتوں میں ہم و گھر قریب کے  
رشتہ دار ہوتے تھے اور جنگ و امن دونوں حالتوں میں گویا فوجی سرداروں  
کی اسی برادری سے تعلق رکھتے تھے جس کا شیرازہ اصول شجاعت و مروت

نے باہر رکھتا تھا۔ انگلستان کے علماء و فضلاء اور قسمن اکثر سمور توں میں یا تو بدیہی ہوتے تھے یا باہر سے تعلیم پا کر آتے تھے۔ لندن کے تاجروں کی سب سے زیادہ بااقتدار جماعت ساحل بحیرہ بالٹک کے جرمن سوداگروں کی انجمن تھی اور انگریزوں کو ہمیشہ اس بات کی شکایت رہتی تھی کہ شاہان انگلستان کے درباروں میں تمام بڑی بڑی خدمتوں پر غیر محاکم کے باشندوں کا قبضہ ہے۔

لیکن کچھ دنوں سے یہ پرانی بندشیں رفتہ رفتہ ڈھیلی پڑنے لگی تھیں۔ گزشتہ پچاس سال سے امریکا کا طبقہ قدیم تباہ ہو رہا تھا۔ کچھ تو جنگ صد سالہ میں مر گئے تھے۔ ایک بہت بڑی فساد جنگ گلاب کے سوکوں میں کام آچکی تھی۔ ان خانہ جنگیوں کے دوران میں شاہی نسل کے جو افراد کام آئے انکا شمار قدیم طبقہ امریکی بربادی کی طرح انہی سے کم نہ تھا اور جب کوئی امیر باغی قرار دیا جاتا تھا اور یہ صورت اکثر پیش آتی رہتی تھی تو باغی کی تمام جائداد

بادشاہ کے قبضہ میں چلی جاتی تھی۔ جب ہنری ہفتم سربراہ کے سلطنت ہوا تو اسکی پہلی پارلیمنٹ کے اجلاس میں صرف ستائیس امیر نامہ اور کمتر درجہ کے روسا اور جاگیر دار شریک ہونے کے لیے موجود تھے۔ بلاشبہ اس موقع پر کچھ امیر ایسے بھی تھے جو ہنری ہفتم کی سیادت تسلیم نہ کر لے کے باعث پارلیمنٹ میں نہ آئے لیکن یابن ہمہ ان ستائیس میں بھی کئی امیر ایسے تھے جنہیں منصب نیا نیا عطا ہوا تھا۔

یہ سچ ہے کہ ان میں سے بعض امرائیت طاقتور تھے اور ان کی اس بڑھی ہوئی طاقت کا باعث ایک خاص دستور تھا جو ہر برابری کے نام سے موسوم تھا۔ اس دستور کی رو سے امرائے اپنے علاقہ کے تمام سفید پوشوں اور شریفوں کو جو ان کی طرف سے بجا و مذہبیت و حفاظت جتنی خدمات انجام دیتے تھے در دیاں اور نشان دیا کرتے تھے لیکن ان سربراہی کا دستور

طاقتور امیروں کے زور ٹوٹنے کا وقت قریب تھا۔ بارود نے جس کا استعمال عام ہو گیا تھا بادشاہ کے ہاتھ میں ایک نئی طاقت دے دی تھی جس کے آگے تیر و کان اور نیزہ و شمشیر بالکل بیکار تھے تو پسماندہ اور گولی

بارود کا ذخیرہ بادشاہ اور اس کے وزرا کی نگراںی میں رہتا تھا۔ اور توپوں کی ایک ہی باڑہ امر کے تیر اندازوں اور نیزہ برداروں کو منتشر اور ان کے قلعوں کو مسماہر کر سکتی تھی۔

امرا کا زور تو ٹوٹ گیا تھا۔ لیکن شرفا اور متوسطین دولت و رسوخ میں ترقی کر رہے تھے۔ ان دونوں طبقوں کے جو افراد اپنے تمول با خدمت سرکار کے باعث اعلیٰ درجہ پر فائز تھے عہد قدیم کے مغرور امرا کے مقابلے میں بادشاہ کے زیادہ فرمانبردار تھے اور قیام امن و ترقی تجارت کے ساتھ غیر ملکی روائیوں کی نسبت انھیں زیادہ فرائض و سہولتیں ملتی تھیں۔ غرض پرانے اور نئے امیروں میں ایک بڑا فرق نہیں یہ نظر آتا ہے کہ قدیم امرا تو غیر ممالک میں جا کر جنگ

کرتے اور داد و تھور و مردانگی دینے کو زندگی کا بہترین مشغلہ سمجھتے تھے۔ بخلاف اس کے امرا نے طبقہ جدید گھر میں رہ کر حریت شخصی کی نعمت سے بہرہ اندوز ہو گئے اور علوم و فنون اور تجارت و صنعت سے متمتع ہونے ہی کو اپنا نصب العین خیال کر گئے تھے ہنری ہفتم کی تخت نشینی کے ساتھ ہم ایک دور سے نکل کر دوسرے دور میں داخل ہو گئے ہیں اور اس میں ذرا شک نہیں کہ نئے انقلاب کا راستہ صاف کرنے کے لیے کئی ایک اعتبار سے وہ موزوں ترین شخص تھا۔

# باب سببہم

سلسلہ ٹیوڈر کے تاجداروں کی زبردست حکومت

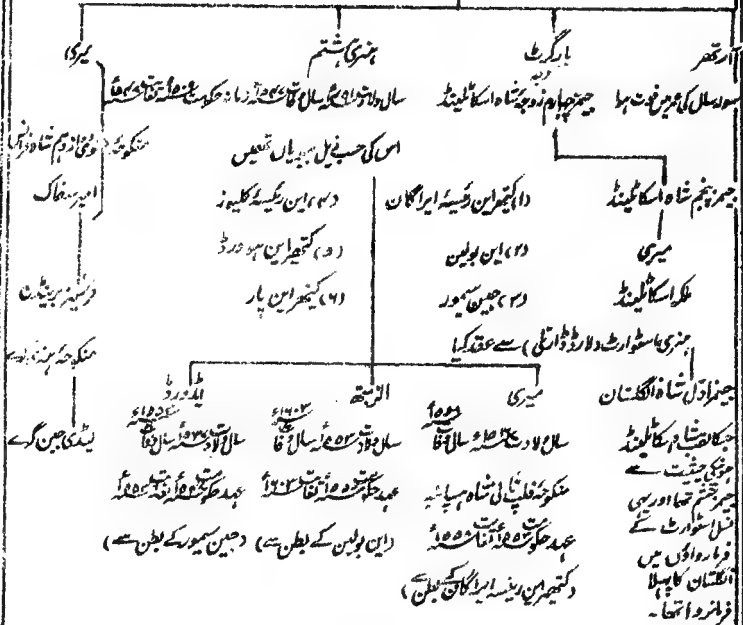
## خاندان ٹیوڈر کے فرمانروا

لینکسٹر

ویلز

یارک

ایڈورڈ چہارم جان ہرفٹ امیر ساحل مارگرٹ کبوفٹ ..... ملک ..... ایڈورڈ ٹیوڈر  
 الیزبتہ ریگنہ یارک ..... ملک ..... ہنری ہفتم  
 سال ولادت ۱۴۷۱ء سال وفات ۱۵۰۹ء



## تیز حواں باب

فرمانروایان نسل ٹیوڈر دور اصلاح کنیسہ

ہنری ہفتم ۱۵۰۹ء لغایت ۱۵۰۹ء

ہنری ہشتم ۱۵۰۹ء لغایت ۱۵۰۹ء

ہنری ہفتم کے عہد سے تاریخ انگلستان کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔  
 ۱۵۰۹ء کو ویسٹ منسٹر میں اس کے جلوس کی رسم عمل میں آئی اور سال آئندہ  
 وہ خاندان یارک کی ہشتم پیدائش کے الزبتھ کو اپنے جہانگیر میں لے آیا اور اس طور پر  
 دونوں رقیب گھرانے جنہی ایک مدت سے لڑائی چلی آتی تھی آپس میں مل گئے  
 ہنری ہفتم کی صورت اور بیعت ہنری چہریرے بدن کا ایک دبلا پیلا شخص تھا چہرے سے  
 ڈکاوت برستی تھی آنکھیں نیلگوں تھیں اور بشرے سے  
 روشنی اور بشارت شمع ہوتی تھی۔ نخیال کی طرف سے اس کا سلسلہ خاندان بوڈٹ  
 سے جاملتا تھا جس کے اراکین فرزانگی میں شہرہ آفاق اور فن تہذیب ملکیت میں  
 یگانہ روزگار تھے اور انکی یہ دماغی قابلیت ہنری کو ترکے میں پہنچی تھی۔ اپنی فرانسیسی دوسی سے  
 اسے حکومت کا سلیقہ اور سیاسی شعور یہ ارشاد میں ملا تھا اور بحالت جلاوطنی اس نے  
 فرانس میں رہ کر سیاست خارجی میں ورور حاصل کر لیا تھا اب اس کا سب سے  
 بڑا مقصد یہ تھا کہ داخلی اور خارجی اس قائم رکھے تاکہ فرانس میں روپیہ یا نراط جمع ہو سکے  
 اور ملک میں ایک زبردست حکومت قائم ہو پاسکے۔

پارلیمنٹ نے سخت انگلستان پر اس کا اور اس کے جانشینوں کا دوا می حق تسلیم  
 کر لیا اور اس طور پر ویلز والے بھی خوش ہو گئے اس لیے کہ بادشاہ کے باپ کا وطن  
 ویلز تھا۔ لیکن یارک والے ابھی تک بہت بے چین تھے۔ انھیں یہ شکایت تھی  
 کہ بادشاہ کی بی بی اگرچہ نسل یارک سے ہے لیکن سلطنت میں ان کا جیسا چاہئے  
 دخل نہیں۔ بادشاہ خود خاندان یارک سے ہونا چاہئے تھا۔ چنانچہ ٹیوڈر چہارم کی  
 بہن مارگرٹ رنسہ برگنڈی اور جیمز چہارم شاہ اسکاٹ لینڈ کی بدوسے انھوں نے



کچے بعد دیگرے تخت و تاج کے دو جموں نے دعویٰ دار کمرے بھی کر دیئے خاندان بابر کا ایک حقیقی وارث تخت و تاج جو ان سال ایڈورڈ امیر وارک ابھی تک زندہ موجود تھا۔ اور ہنری نے پیش بندی کی راہ سے اُسے قلعہ لندن میں نظر بند کر رکھا تھا۔ یہ ایڈورڈ اُس امیر کلاؤنس کا بیٹا تھا جو شراب مامسی کے خم میں ڈبو دیا گیا تھا لیکن ۱۴۸۳ء میں ایک جعلی امیر وارک آئر لینڈ میں نمودار ہوا اور امیر کلاؤنس کی مدد سے یہ جعل یہاں تک کامیاب ہوا کہ ڈبلن کے گرجا میں نقلی امیر وارک کے جلوس کی رسم بھی منائی گئی۔ ملمع کی جھپٹ کر

دو دن میں اتر جایا کرتی ہے ہنری نے اصلی امیر وارک کو باشندگان لندن کے سامنے پیش کر کے نقلی امیر کا پول کھول دیا اور اسٹوک کے مقام پر جو نیوارک کے قریب واقع ہے ماہ جون ۱۴۸۳ء میں اُس کی فوج کو بھی شکست فاش دے دی۔ ہنری کا یہ حریف جب گرفتار ہوا تو لیبرٹ سمنل نامی ایک لڑکا نکلا جس کا باپ آکسفورڈ میں بڑھئی کا پیشہ کرتا تھا۔ ہنری نے اُسے فقط اتنی سزا دی کہ شاہی باورچی خانے میں برتن مانجھنے کے کام پر لگا دیا۔

اس بناوٹ نے ہنری کی توجہ آئر لینڈ کی طرف پھیر دی جہاں انگریز کئی سال سے ساحل کے کنارے ایک قطعہ زمین پر جو ”احاطہ“ کہلاتا تھا آباد تھے۔ ”احاطہ“ کے یہ انگریز ہمیشہ آپس میں لڑتے رہتے تھے اور اندرون ملک کے مقامی سرداروں سے بھی اُن کا آئے دن فساد ہوتا رہتا تھا۔ انھوں نے آئر لینڈ کی حالت۔

اپنی ایک جداگانہ پارلیمنٹ بھی بنارکھی تھی جو من مانتے قوانین وضع کیا کرتی تھی۔ ۱۴۹۵ء میں ہنری نے سر ہنری پائنگلس کو جس کی عمدہ سپہ سالاری شہور تھی فوج دیکر آئر لینڈ روانہ کیا کہ اس ملک کا از سر نو انتظام کرے۔ پائنگلس نے آتے ہی حسن تدبیر سے فتنہ و فساد مٹا دیا۔ عدالتوں اور دوسرے سرشتوں میں انگریزی افسر مقرر کیے۔ باغی امیر کلاؤنس پائنگلس کا قانون۔

کو گرفتار کر کے انگلستان بھیج دیا۔ اور اس مضمون کا ایک قانون جاری کیا کہ آئندہ سے آئر لینڈ قوانین انگلستان ہی کا تابع ہوگا اور ”احاطہ“ کی پارلیمنٹ کو کوئی نیا قانون شاہی کونسل کی منظوری کے بغیر وضع نہ کر سکے گی۔ اسکے بعد

کلائیو جس سے وفادار رہنے کا عہد کیا تھا نائب السلطنت بنا کر امرلیٹڈ واپس بھیج دیا گیا۔

سمن کی بغاوت سے ایک اور نتیجہ یہ مترتب ہوا کہ ہنری نے جلد ہی الزبتھ کے سر پر بلا انگلستان ہونے کی حیثیت سے تاج سلطنت رکھ دیا تاکہ فریقِ یارک اسی سچلے سے رام ہو جائے اس کے بعد اس نے اراکین پریمی کوئٹل میں سے ایک مجلس انتظامی منتخب کی جسے اُن طاقتور مجرموں کو سزا دیئے گئے اختیارات است دئیے گئے جن پر عدالتیں ہاتھ ڈالتے ہوئے ڈرتی تھیں یہ مجلس آگے چل کر اسٹارچیمبر دیوان کو اکب کی عدالت میں ضم ہو گئی اس عدالت کو اس پرانی کوئٹل کا قائم مقام سمجھا جاتا ہے جس کی

اسٹارچیمبر کی عدالت۔

وساطت سے بادشاہ آزادانہ طور پر داد گسٹری کے اختیارات خود استعمال میں لاتا تھا۔ آئندہ بادشاہوں کے عہد میں اس عدالت کی سرگرمیاں بہت کچھ ایذا رساں ثابت ہوئیں لیکن ہنری کے زمانے میں اقدام بغاوت کا سختی کے ساتھ انسداد کرنے فتنوں اور رشورشوں کے بچہ روکنے اور اس طور پر ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لحاظ سے اُس کا وجود نہایت مفید تھا اسی عدالت کی مدد سے ہنری نے مورے ایسی کا دستور دیکھو صفحہ ۱۸۰ موقوف کر دیا جو امر کے ہاتھ میں رعایا پر ظلم کرنے عدالتوں کو دھمکانے اور اضلاع کے حاکمان عدالت کے انتخاب کو ذاتی اغراض و مقاصد کے پابند بنانے کا آلہ بنا ہوا تھا۔ ہنری عزم باجزم کر چکا تھا۔ کہ سلطنت کے بڑے بڑے امر کو اپنا مطیع و منقاد کر کے رہے گا اور چونکہ اُن کی تعداد اب پہلے سے بہ نسبت بہت کچھ گھٹ گئی تھی اس لیے اُن پر قابو پانا اُس کے لئے آسان تھا۔

اسی اثنا میں ایک اور بغاوت کا مواد یک رہا تھا۔ پرکن دارک نامی ایک نوجوان نے جو بعد میں ٹورنے کا رہنے والا ثابت ہوا یہ دعویٰ پیش کیا کہ جو دو نورسل شہزادے قلعہ لندن میں قید کیے گئے تھے میں انھیں میں سے ایک ہوں میراث نام رچرڈ امیر یارک ہے۔ اور رجب میرا بڑا بھائی ایلڈ وورڈ پنجم قتل ہوا تھا تو میں اکیچھ بچا کر قلعے سے نکل بھاگا تھا۔ شاہ فرانس اور

پرکن دار بک  
۱۲۹۴-۱۲۹۵ء

مارگرٹ ریسہ برگنڈی کو اُس کی یہ باتیں باور اُسکیں۔ اور  
انھوں نے اُس کی وراثت کو تسلیم کر لیا۔ دول خارجہ کے  
درباروں میں سبھی اُس کی بڑی اُدبگت ہوئی غرض ایک

جمعیت فراہم کر کے اُس نے آئر لینڈ میں جا رہا اٹھایا اور جب یہاں ناکامی ہوئی  
تو اسکا ٹیلنڈ چلا گیا جہاں جیمز چارم نے اپنی بیٹی کے بیٹے اُس کا رٹون سے اُس کا عقد  
کر دیا اور ۱۲۹۶ء میں انگلستان پر چڑھائی کرنے کے لئے فوج سے بھی اُس کی مدد  
کی۔ اُس فوج کو امیر برٹے نے شکست دی اور پرکن فرار ہو کر پھر آئر لینڈ چلا گیا۔  
یہاں سے اُس نے کارنوال کا رخ کیا جہاں محصولات کی زیادتی سے تنگ کر  
لوگوں نے بغاوت پر پا کر دی تھی۔ کارنوال میں پرکن نے ایک فوج تیار کی  
پرکن کا لندن میں قید ہونا ۱۲۹۷ء۔  
جسے لے کر وہ آئر لینڈ کی طرف بڑھا لیکن ٹائٹن کے مقام پر  
شاہی افواج سے بڑھ چڑھے ہوئے ہی جی چھوڑ بیٹھا اور  
بھاگ کر بولیو کی خانقاہ میں جا چھپا۔ جہاں وہ گرفتار کر لیا گیا

اور ۱۲۹۷ء میں قلعہ لندن میں بھیج دیا گیا۔

ان بغاوتوں نے اگرچہ بادشاہ کو کسی قدر پریشان ضرور کیا لیکن ملک پر جس میں  
بڑے بڑے اہم انقلابات واقع ہو رہے تھے اُن کا بہت کم اثر ہوا۔ اپنے  
لائق وزیر صدر اسقف مارٹن کی مدد سے رچرڈ اپنے خزانے کو دولت سے  
بھر رہا تھا ہر اُس امیر کو جس کے متوسلین کی تعداد بہت زیادہ ہوتی جرمانہ کی  
اک۔ بھاری رقم ادا کرنی پڑتی تھی۔ کہنے میں کہ ایک دفعہ جب بادشاہ امیر کسفرڈ  
کے گھر گیا اور اُس تقریب پر اُس نے چشم و حدم کی غیر معمولی نمائش کی تو بادشاہ  
نے اس حلت میں کہ کیوں اُس نے اپنے خدام کو ایسی بھڑکیلی وردیاں پہنی  
ہیں اُس سے پر پندرہ ہزار پاؤنڈ جرمانہ صادر کیا اور جب تک یہ رقم خزانے  
میں داخل نہ کرالی وہ نہ لیا۔ ”ہدایا“ جنھیں رچرڈ نے موقوف کر دیا تھا پھر وصول  
کیے جانے لگے۔ اور خانہ جنگیوں کے دوران میں چو افراتفری پڑ گئی تھی اُس  
سے فائدہ اٹھا کر ہنری نے بہت سی واجب الوصول رقیں مطالبہ کر کے  
خزانے میں داخل کرائیں اور بہت سے زمینداروں کی جائدادوں پر جو سند ملکیت پیش نہ کر سکے

قبضہ کر لیا۔ اس سے ہنری کو دو فائدے ہوئے۔ ایک تو وہ امیر ہنری کا اتصال بالبرادری جو حد سے زیادہ طاقتور تھے کمزور ہو گئے۔ دوسرے اُس کا خزانہ بھر گیا۔ تاج فرانس پر شاہان انگلستان کے قیام و عرصے کو بھی اُس نے ذریعہ جلب منفعت بنایا اور بولون

سے اپنی فوجیں بٹا لینے کے معاوضے میں بادشاہ فرانس سے اُس نے ایک بہت بڑی رقم وصول کی۔ ان تدبیروں سے اُس نے ڈھیروں دولت جمع کر لی۔ چنانچہ جب اُس کا انتقال ہوا تو اُس کے بیٹے کو اندانا، بیس لاکھ پاؤنڈ ترکہ میں ملے۔ افسوس ہے کہ اس دولت کا بڑا حصہ ناجائز وسائل سے جبراً فراہم ہوا تھا اور لوگوں کی اس میں بڑی بڑی حق تلفیاں ہوئی تھیں۔ ایپسن اور ڈولی نامی دو شخص جو اس اصول کے خلاف کام میں عمر بھر بادشاہ کا ہاتھ بٹاتے رہے بڑی نفرت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ لیکن ہنری کو اُس میں ایک اور فائدہ بھی ہوا۔ یعنی اس طور پر دولت سیٹھنے کے باعث وہ پارلیمنٹ کا دست نگر نہ رہا۔ اپنے عہد حکومت کے پچھلے تیرہ سال میں پارلیمنٹ کو اُس نے صرف ایک مرتبہ طلب کیا۔ اور اسی لیے وہ گویا ایک بالکل خود مختار اور مطلق العنان فرمانروا تھا۔

اب ہنری کی بڑی آرزو یہ تھی کہ کسی طرح مالک غیر کے ساتھ صلح و آشتی کے تعلقات قائم ہو جائیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے اُس نے بڑی دانائی سے کام لیا۔ یورپ میں انگلستان کے سب سے بڑے حریف تین تاجدار تھے چارلس ہشتم اور اُس کا جانشین لوئی دوازدہم شاہ فرانس اور فرڈیننڈ شاہ ایرلینڈ۔ کیتھرن شہزادی ہیرلینڈ۔ فرانس کی قوت چونکہ اب بہت بڑھ گئی تھی اور اُس کے علاوہ فرانسیسی ہمیشہ اسکاٹ لینڈ والوں کو مدد دینے کے لیے آمادہ رہتے تھے اس لیے ضرور تھا کہ انگلستان کا کوئی ایسا حلیف موجود ہو جو فرانس کے مقابلے میں وقت بڑے پر کام آ سکے اور خود فرڈیننڈ انگلستان کی امداد کا دل سے تمنی تھا۔ غرض ان باہمی مصالح کو مد نظر رکھ کر دونوں نے آپس میں ایک کر لیا اور اس سیاسی اتحاد پر ہنری کے سب سے بڑے بیٹے آر تھر شاہ ہارڈ ویلز اور فرڈیننڈ کی بیٹی کیتھرائن شہزادی ایرلینڈ کے عقد نے مہر قرابت لگا دی

ہے۔ کام لیا۔ یورپ میں انگلستان کے سب سے بڑے حریف تین تاجدار تھے چارلس ہشتم اور اُس کا جانشین لوئی دوازدہم شاہ فرانس اور فرڈیننڈ شاہ ایرلینڈ۔ کیتھرن شہزادی ہیرلینڈ۔ فرانس کی قوت چونکہ اب بہت بڑھ گئی تھی اور اُس کے علاوہ فرانسیسی ہمیشہ اسکاٹ لینڈ والوں کو مدد دینے کے لیے آمادہ رہتے تھے اس لیے ضرور تھا کہ انگلستان کا کوئی ایسا حلیف موجود ہو جو فرانس کے مقابلے میں وقت بڑے پر کام آ سکے اور خود فرڈیننڈ انگلستان کی امداد کا دل سے تمنی تھا۔ غرض ان باہمی مصالح کو مد نظر رکھ کر دونوں نے آپس میں ایک کر لیا اور اس سیاسی اتحاد پر ہنری کے سب سے بڑے بیٹے آر تھر شاہ ہارڈ ویلز اور فرڈیننڈ کی بیٹی کیتھرائن شہزادی ایرلینڈ کے عقد نے مہر قرابت لگا دی

عقد سے پہلے نو عمر امیر دارک اور پرنس داربک اس الزام میں قتل کر دیئے گئے کہ مارگرٹ اوچیز چہارم شاہ اسکاٹلینڈ کا عقد لیکن اس دہرے قتل کی علت غائی غالباً یہ تھی کہ فرڈیننڈ کو اس بات پر اصرار تھا کہ تخت و تاج کے تمام دعویداروں کا قصہ پاک کر دیا جائے اس کے سال مہری نے اپنی بیٹی مارگرٹ کو بھی جیمز چہارم شاہ اسکاٹلینڈ سے بیاہ دیا اور اس طور پر یہ ملک بھی انگلستان کا دوست بن گیا اس ہسپانوی شادی کے تین مہینے بعد قضا کار شہزادہ آرتھر کا انتقال ہو گیا۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ کیتھرین کی قسمت کا کیا فیصلہ کیا جائے۔ فرڈیننڈ اور مہری دونوں کی تمنا تھی کہ جو رشتہ ان میں قائم ہوا ہے وہ کسی طرح ٹوٹنے نہ پائے۔ اس لیے آپس میں یہ بات طے ہوئی کہ چونکہ کیتھرین کا نکاح آرتھر کے ساتھ محض بی بی طور پر بندھا تھا اور زن و شو کا کھٹے نہ ہوئے تھے لہذا اگر وہ انگلستان ہی میں رہے مہری شہزادہ ولز کی نکاح اور اپنے دیور کے ساتھ جو بعد میں مہری ہنریم کا لقب اختیار اپنی بیوہ بجاوچ کے ساتھ کر کے تخت نشین ہوا عقد کرنے غرض پاپائے روم سے فرمان جواز نکاح حاصل کیا گیا۔ اور شہزادہ مہری کو جس کی ابھی

اچھی طرح مسین بھی نہ بھیگنے پانی تھیں اپنے بڑے بھائی کی بیوہ کے ساتھ جو عمریں اس سے چھ سال بڑی تھی بیاہ دیا گیا۔ ہم آگے چل کر معلوم ہوگا کہ اس بے جوڑ شادی سے کیسے کیسے غیر متوقعہ نتائج مترتب ہوئے :

جن دنوں یورپ کے تاجدار اس طور پر آپس میں رشتہ ناتانے کے اپنی طاقت بڑھا رہے تھے اسی زمانے میں بعض اولوالعزم شخص جان جو کھوں میں ڈال کر ایسے ایسے کائنات کرنے میں مصروف تھے جن سے ساری دنیا کی کایا پلٹ ہو جانے والی تھی ۱۵۹۲ء میں شہر جنوا کے ایک باشندے نے جس کا نام کرسٹوفر کولمبس تھا ہجرا و قیانوس کی طرف سے مندوستان کی راہ نکالنے کا بیڑا اٹھایا اور اسی کوشش میں ساحل امریکہ کے قریب وہ جزائر دریافت کیے جنہیں اس نے جزیرہ بربنڈ کا نام دیا۔ چند سال بعد ۱۵۹۸ء میں اسکوٹلی کا نامانی ایک پرتگیزی نے

س۔ مہیہ کے گرد بچہ کے ہندوستان کا بحری رستہ دریافت کر لیا۔ اور اسی سال وینس  
 داسکو پہنچا اور کیمپ کے ایک باشندہ سے ساسٹین کیمپ نے شمالی و مغربی  
 سمندروں کی جہان بین کے لیے جہاں وہ اپنے باب کے

ہزار سال بعد قبل ہوا تھا مہری اہم کی اجازت سے کر برٹل  
 سے لسنگر اٹھایا۔ یہ پدار کے ساحل اور برٹ کی ان تیری ہوئی جٹانوں میں سے  
 گنا ہوا جن پر قبلی یہیوں کا رہا تھا کیمپ نو ٹولینڈ تک جا پہنچا اور کاٹا چھایوں  
 کی مشہور رشکار گاہ سے دنیا کو روشناس کیا۔

ان جغرافیہ کی کشفات کے ساتھ ساتھ اہل سے نئے نئے علوم و فنون  
 اگر انگلستان میں پھیل رہے تھے ۱۴۵۳ء میں ترکوں نے قسطنطنیہ پر قبضہ  
 کیا اور بہت سے یونانی علماء نے جو ہالک کر الی پئے اسے تھے ارض مغرب  
 کے رہنے والوں میں ادبیات یونان کو رواج دیا۔ کچھ تو ان جدید معلومات سے  
 اور کچھ کتب مطبوعہ کی اشاعت سے لوگوں کو فلاسفہ یونان  
 کی تصانیف اور یونانی زبان کی انجیل کے مطالعہ کا شوق

دلایا۔ اس سے پہلے خود قیس بھی اہل زبان لاطینی پڑھا کر نے سچھے۔  
 ۱۴۹۹ء میں کالٹ نامی ایک انگلش پادری نے ہوائی ہوا یا تھائیس ڈیٹ چھپچھپ  
 دیے جن کا حرف حروف نے خیالات سے لبریز تھا۔ ۱۴۹۹ء میں ہالینڈ  
 مشہور عالم ارنسٹ نے جو یونانیات میں مہارت رکھنے کے علاوہ ایک بہت بڑا  
 مصلح بھی تھا پہلی مرتبہ انگلستان کا سفر کیا اور سرٹامس میں رہنے جس کی قانون دانی  
 اور علم دوستی انگلستان میں مشہور ہے ۱۵۰۰ء میں ایڈورڈ چہم کی سواری عمری قلبند کی  
 یہ پہلی کتاب تھی جو انگریزی نثر کے موجودہ رنگ میں لکھی گئی۔ یونیورسٹی میں  
 نئے خیالات کا دور دورہ تھا اور ایک نئے جوش سے بھرے ہوئے زندگی کے  
 آثار علی حلقوں میں نمایاں تھے۔ نو تھر کے خطبے جرمنی میں بل چل ڈالنے لگے تھے  
 لیکن اس بل چل کا آغاز ہی ہوا تھا کہ مہری ہفتم اس محل میں جو اس نے رچمنڈ میں تعمیر  
 کیا تھا انتقال کر گیا اور خاتواہ ویسٹ منسٹر کے اس خوشما کینسے میں جو اسی کے  
 نام سے موسوم ہے دفن کیا گیا۔ اُس نے تین اولادیں یادگار چھوڑیں (۱) مارگرٹ

نہجیم چہارم شاہ اسکا لینڈ ۲۱ میری جس نے بعد میں ٹوٹی دوازدہم شاہ فرانس سے  
عقد کیا اور ۱۳۵۱ میں ایک حسین و جمیل عیدہ سالہ نوجوان جس کے عہد بادشاہی میں  
بڑے بڑے تاریخی واقعات ہوئے پڑے

## ہنری ہشتم

۱۵۰۹ء تا ۱۵۴۷ء

ہنری ہشتم کے بادشاہ ہونے کی خوشی سارے انگلستان نے یکساں منائی۔  
اُس کی رگوں میں یارک اور لینکٹر وہ نون قبیلوں کا خون دوڑ رہا تھا خدا نے اُسے  
طبیعت بھی اچھی دی تھی۔ بڑا خوش مزاج اور مفسار تھا۔ ہر شخص کی دلجوئی ہر ایک کے  
ساتھ مذاق اور دل لگی اُس کی فطرت میں داخل تھی۔ مزاج میں  
ہنری ہشتم کی میرت۔

فیاضانہ ایسا بھی تھا جس سے گمان ہوتا تھا کہ باپ کی جرسی  
اس میں نہ آنے پائے گی۔ تعلیم بھی بہت اچھی ہوئی تھی اس لئے کہ جب اُس کا بڑا بھائی  
زندہ تھا تو خیال یہ تھا وہ کٹر بری کے صدر اسقف کے منصب پر فائز ہوا اور  
ظاہر ہے کہ اس عہدے کے واسطے بڑی علمی قابلیت کی ضرورت تھی وہ فن موسیقی  
میں کمال رکھتا تھا اور شہسواری اور کشتی کے فنون میں بھی طاق تھا۔ وہ خود رائے  
ضرور تھا۔ اور پرے درجہ کا خود میں بھی واقع ہوا تھا لیکن اُس کے معاملہ فہم ہونے میں  
کلام نہیں۔ اس کے علاوہ رعایا میں ہر دغیر ہونے کی خواہش بھی ہمیشہ اس پر غالب  
رہتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود ان لغزشوں کے جو اس سے رہ رہ کر سرزد ہوتی  
تھیں لوگوں کے دلوں سے اپنے اگڑا کر رکھنے کے بجائے بادشاہ کی محبت کبھی پوری  
طرح سے زائل نہ ہونے پائی۔ اس کا سب سے بڑا عیب یہ تھا کہ وہ حد سے  
زیادہ خود غرض اور نفس پرست تھا۔ اپنے کسی مدعا کے حاصل کرنے یا اپنی  
ہر دغیر بری کے برقرار رکھنے کے لئے وہ اپنے وفادار سے وفادار خادموں کو  
کبھی نہایت بیدردانہ طور پر قربان کر دیتا تھا اور چونکہ بڑھتی عمر کے ساتھ نفس پرستی  
بھی بڑھتی جاتی ہے جس نے مرتے دم تک ہنری کا ساتھ نہ چھوڑا اس لئے اخیر عمر

اُس کی حالت ایک وحشی اور بے درد ظالم کی ہو گئی تھی اور اگر اُسے یہ خوف نہ ہوتا کہ اُس کی بدولت غریبی جاتی رہے گی تو وہ معلوم وہ کیسا کچھ کھل کھلتا۔

باب کی وفات کے بعد جلد ہی اُس نے اپنی ملکیت کی تصریح ایرلینڈ کی شہزادی سے شادی کر لی اور ۲۲ جون ۱۵۵۷ء کو دونوں کی تاجپوشی کی رسم عمل میں آئی۔ ہنری نے زمام اختیار اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد سب سے پہلا حکم یہ دیا کہ ایڈمیرل اور ڈیڑھ لاکھ کو گرفتار کر کے اُن پر مقدمہ چلایا جائے چنانچہ اُن دونوں کی گردن مار دی گئی اس کے بعد وہ انگلستان کے جنگی بیڑے کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوا۔ اُس وقت تک اُس کے پاس صرف ایک جنگی جہاز تھا۔ یہ جہاز جس کا نام ”گریٹ ہیری“ تھا اُس کے باپ کے عہد حکومت میں بنایا تھا۔ لیکن ۱۵۵۷ء میں ایک بڑا جنگی جہاز ”دی لائن“ اسکاٹ لینڈ والوں سے غنیمت میں ملا اور سال آئندہ ایک اور جہاز موجودہ بٹانوی بیڑے کا

ایک ہزار ٹن وزن کا ”ہوی ریجٹ“ کے نام سے تیار کرایا گیا۔ اس جہاز کو فرانسیسیوں نے غرق کر دیا۔ اُس پر ایک اُس سے بھی بڑا جہاز ”ہنری گریٹ ڈی ڈیو“ بنوایا گیا اور پھر متحدہ اور جہاز یکے بعد دیگرے تیار ہوئے جہاز سازی کے اہتمام کے علاوہ بادشاہ نے سر رشتہ امارت بحری کی بھی بنادالی اور ۱۵۵۷ء میں شینٹ پیٹریکس (دارالتسلیمت) کی مجلس قائم کی جس نے روشنی کے مناروں کی تعمیر جہازوں کی رہنمائی کے لیے اب شناس بدرقوں کے باضابطہ تقریر جہاز رانی کے قوانین کی ترمیم اور خطرناک مقامات میں لنگر خانوں کی نشاندہی سے بہت کچھ مفید خدمات انجام دی ہیں۔ مزید براں جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہنری نے ڈیپٹ فریڈرک وچ اور پورٹسموتھ میں جہاز سازی کے کارخانے قائم کئے تو ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ موجودہ برطانوی بیڑے کا بانی قرار دیا جاسکتا ہے۔

ہسپانیہ اور جرمنی نے ایک کر کے ایک اتحاد مقدس قائم کیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ پاپائے روم کے مقبوضات کو فرانس کی دستبرد سے بچایا جائے۔ ہنری بھی اس اتحاد میں شریک ہو گیا لیکن اُس کا یہ فعل دانشمندانہ نہ تھا۔ جنگ نہایت نقصان رساں ثابت ہوئی۔ اور جان و مال کی بے دریغ قربانیاں کر نیکی بعد



جنگ ہمزہ - ۱۶ - ۱۵۱۳ء

انگریزوں کو فلیٹڈرس میں صرف نہ ٹورنے ہاتھ لگا۔ جس  
 معرکے میں یہ شرر مبادہ جنگ ہمزہ کے نام سے موسوم  
 ہے اور جنگ ہمزہ اسے اس لیے کہتے ہیں کہ جس طرح ہمزہ لگانے سے لکھو لڑاؤ لڑ  
 بھرنے لگتا ہے اسی طرح فرانسیسی بھی اس معرکے میں سرسری پاؤں لکھ کر بھاگے تھے  
 ۱۵۱۳ء میں فرانس کے ساتھ صلح ہو گئی۔ اور ہنزہ کی سب سے چھوٹی بہن بی بی  
 فرانس اول شاہ فرانس کی اوتی دو از دہم سے شادی کر دی گئی۔ تین چھینے بعد  
 ۱۵۱۳ء - لونی کا انتقال ہو گیا اور اس کے بیٹے فرانس اول نے  
 تخت فرانس پر جلوس کیا۔

اس اثنا میں اسکاٹ لینڈ والوں نے جو ہمیشہ سے فرانس کی دوستی کا دم بھرتے  
 چلے آئے تھے موقع پا کر ۱۵۱۳ء میں انگلستان پر حملہ کر دیا۔ ہنزہ ملک میں موجود  
 نہ تھا اس لیے اس کی بجائے امیر سر سے نے دشمن کا مقابلہ کیا اور فلاڈن کی شہر  
 لڑائی میں شکست فاش دی۔ اور جیمز چارم حکمت رہا۔ ہنزہ کی بہن مارگرٹ جسکا  
 بیٹا جیمز چھم دو سال کا دودھ پیتا بچہ تھا اب حکومت اسکاٹ لینڈ  
 کی فخر کار بن گئی۔ کئی سال تک امرائے اسکاٹ لینڈ کو اس ہی کی  
 لڑائی جھگڑاؤں سے اتنی فرصت نہ ملی کہ انگلستان کو پریشان کر سکیں لیکن ستائیس  
 سال بعد جبکہ ہنزہ کی عہد حکومت ختم ہو رہا تھا اسی جیمز چھم نے اپنے باپ کے  
 ۱۵۱۳ء کو  
 جنگ سالوے ماس  
 نقش قدم پر چل کر انگلستان پر چڑھائی کی اور ۲۵ نومبر ۱۵۱۳ء کو  
 سالوے ماس کی لڑائی میں شکست کھائی۔ نوجوان شاہ اسکاٹ لینڈ  
 کو اس شکست کا ایسا بچہ ہوا کہ وہ محل محل کر اسی غم میں مر گیا۔  
 بد نصیب میری ملکہ اسکاٹ لینڈ اسی کی لڑکی تھی اور باپ کے مرنے کے وقت  
 اس کا شیعہ خوارگی کا عالم تھا۔

اب ہمیں چاہیے کہ اپنی توجہ کسی اور طرف پٹنے نہ دیں اور ان گونا گوں انقلابات پر غور کریں جو  
 انگلستان میں یکے بعد دیگرے پیش آئے رہے اس لیے کہ ہنزہ شہم کا عہد حکومت گویا نالک کا ایک  
 کھیل ہے جس طرح نالک میں ایک تماشہ گزرتا ہے اور اپنا کھیل دکھا کر چلا جاتا ہے  
 اسی طرح ہنزہ کے مزاج میں بھی کبھی کوئی عورت اور کبھی کوئی مرد خسیل ہو کر کچھ

دیر کیلئے اپنے اقتدار کے کرسٹے دکھا کر زحمت ہو جاتا تھا اور اپنی جگہ کسی نئے  
 رئیس کے لئے خالی کر جاتا تھا۔ بادشاہ پر سب سے پہلے جس شخص نے اپنا  
 اثر ڈالا اور سب سے زیادہ اقتدار حاصل کیا وہ شہرہ آفاق کے ایک دولتمند  
 باشندے کا نوجوان بیٹا وکزنے نامی تھا۔ وکزنے ہنری ہفتم کے محل کا پادری  
 رہ چکا تھا اور فرانس میں ہنری ہشتم کے بڑے کام کیا تھا۔ فرانس سے واپس  
 وکزنے کی وزارت <sup>۱۵۱۹ء</sup> آکر بادشاہ نے اسے یارک کا صدر اسقف اور وزیر خزانہ  
 مقرر کیا اور بعد میں پاپا نے اسے کارڈوسی نال کا درجہ عطا  
 فرمایا۔

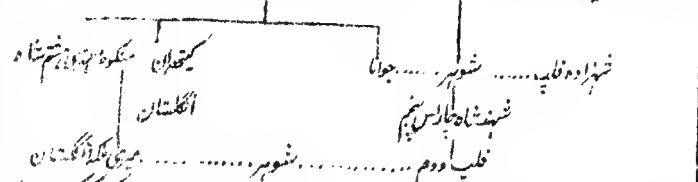
کر کے دربار لندن میں اپنا وکیل مطلق بھی بنا دیا اس سے  
 اس کے اختیارات نہایت وسیع ہو گئے وزیر خزانہ ہونے کی حیثیت سے  
 وہ سلطنت کا صدر اعظم تھا اور پاپا کے وکیل مطلق ہونے کے باعث اسے  
 کلیسا کے معاملات میں اکثر برسی کے صدر اسقف پر بھی تفوق حاصل تھا۔  
 وکزنے کی قابلیت اور روشن فہمی میں کلام نہیں۔ وہ علوم و فنون کا سرپرست تھا  
 اور اسف و کراٹسٹ چچ کالج اسی کا قائم کیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ وہ  
 معاملات خارجہ میں بڑی واقفیت رکھتا تھا۔ ان خوبیوں کے ساتھ ایک  
 عجیب بھی اس میں ضرور تھا۔ مملکت کے قطع و نسق میں عفریزی و جانکاهی کا  
 کوئی وقتیقہ اس نے اٹھانا نہ رکھا تھا لیکن ملک کی اس ہی خواہی میں اس کی ایک  
 خاص غرض شریک تھی۔ اس کی بڑی تمنا یہ تھی کہ بادشاہ کی قوت بڑھائے اور  
 خود عزت و دولت پیدا کرے روپیہ کی فراہمی کے لئے اس نے انوع و اقسام  
 کے طریقے اختیار کر رکھے تھے کبھی ”ہدایا“ وصول کرنا تھا کبھی جبراً قرض  
 اٹھانا تھا کبھی عدالتوں سے لوگوں پر جرمانے کر دیتا تھا۔ اس طور پر اس نے  
 بادشاہ کے خزانے کو بھی بھر دیا اور خود بھی ہنری سے انعام و اکرام  
 لے لے کر مالا مال ہو گیا اس کی دولت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس  
 نے قصر ہیمپٹن کورٹ اور قصر یارک ہاؤس دو آگے چل کر وعاٹ ہال کے  
 نام سے موسوم ہوا جیسے شاندار محل خود اپنے رہنے کے لئے تعمیر کرائے  
 لیکن وکزنے کو یہ تمام دولت انگلستان ہی سے نہیں ہاتھ آئی تھی۔ یورپ کا

سب سے بڑا تاجدار اس وقت شہنشاہ چارلس پنجم تھا جسے ہسپانیہ کی سلطنت، اپنے  
 انا توڈینڈ سے ترکے میں ملی تھی جرمنی کا تخت اپنے دادا میکسیملین کی وفات پر  
 انتخاب کیا تھا اور ٹوڈینڈ کا علاقہ اپنی دادی میری ریڈے برگنڈی سے میراث میں  
 ملا تھا۔ ذیل کے شجرہ نسب سے شاہان یورپ کے  
 سیاسیات یورپ -  
 بین الاقوامی تعلقات کی کیفیت اچھی طرح واضح ہوگی۔

ہسپانیہ

جرمنی

شہنشاہ میکسیملین شہر میری ریڈے برگنڈی فرڈینڈ شاہ امپراکان شوہر ایسا باریڈ سیمڈلی



چارلس پنجم جس کی سلطنت، اقتدار میں اتنی بہت سی سلطنتیں تھیں ہنری کی ملکیت تھیں۔ اس کا  
 خواہر زادہ تھا اور اس کی اور فرانسس اول تاہد فرانس دونوں کی ہی تھیں تھیں کہ انگلستان  
 ان کا ساتھ دے۔ ولزے دونوں سے برابر تحلیف و ہدایا وصول کرتا اور دونوں  
 کی رقیبانہ چشمک میں اپنا الہ سیدھا کرتا رہتا تھا۔ شہنشاہ میں چارلس پنجم نے انگلستان  
 اگر ہنری ہشتم سے کنٹریری میں ملاقات کی اس کے چند عینے اور فرانسس اول نے  
 ہنری کو فرانس آسنے کی دعوت دی۔ ہنری نے یہ دعوت قبول کر لی اور دونوں تاجدار  
 اپنے اپنے خیم و خدم کے ساتھ گشت کے مقام پر جوبلون سے کچھ زیادہ دور  
 جے ایس میں آکر ملے۔

میدان فرش زرتار  
 ۱۵۲۰ء  
 میریان اور مہمان دونوں نے اس موقع پر اپنے شاہانہ لمطراق  
 اور کرد و فر کی نمائش کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ بڑی دھوم دھما  
 سے جشن منائے جتنی کرتیوں کے شاندار دنگلوں سے

تھیں طبع کا سامان کیا۔ ناف نوش کی صحبتیں دونوں طرف سے گرم ہوئیں۔ جس میدان  
 پر اس ٹھاٹھ کے ساتھ یہ جشن پایا ہوا وہ اپنی غیر معمولی شان و شکوہ کے لحاظ سے  
 نہ میدان فرش زرتار کہلاتا ہے۔ لیکن اخلاص و الفت کے پدنگ اس گرم جوشی

بڑھانے کے باوجود ہنری واپسی پر چارلس پنجم سے گریو لائنز میں پھر ملا اور دو سال بعد اسے فرانسس پر حملہ آور ہونے میں مدد دی۔

اس میں نکتہ یہ تھا کہ ہنری خود دونوں بادشاہوں کی قوت میں توازن قائم رکھنا چاہتا تھا اور ولزے جسے پاپائے روم بننے کی ہوس تھی اُن میں سے اُس تاجدار کا ساتھ دینا چاہتا تھا جو اُس کے زیادہ کام آسکے چارلس پنجم نے ادا کا وعدہ کیا تھا لیکن جب وہ موقع ملے درپے ہاتھ سے نکل گئے تو ولزے چارلس سے بدگمان فرانس کے ساتھ اتحاد۔

ہو کر دوسری طرف جاملے ۱۵۶۲ء میں جو اٹلی کے شہر پیو بالی کے میدان پر چارلس پنجم اور فرانسس اول میں جنگ ہوئی۔ فرانیسوں نے شکست کھائی اور اُن کا بادشاہ گرفتار کر لیا گیا۔ چارلس کی طاقت اب اس قدر بڑھتی جاتی تھی کہ ہنری اور ولزے خائف ہو گئے۔ غرض فریقین کے ساتھ یکے بعد دیگرے نامہ و پیام ہوا اور آخر میں فرانس کے ساتھ اتحاد قائم کر لیا گیا۔ انگریزوں کو یہ معاہدہ ناگوار گزرا اس لیے کہ چارلس پنجم فرمانروائے ندرلینڈ تھا اور معاہدے کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ فلیمنڈرس کے ساتھ اُن کی تجارت رک گئی ہنری نے اس تمام کارروائی کا الزام ولزے کے سر تعویپ دیا اور چونکہ لوگوں سے جو محصول وصول کیے جاتے تھے وہ بھی گرانبار تھے اس لیے ولزے کی طرف سے عام بدولی پھیلنے لگی۔

اب یہ تجویز قرار پائی کہ ہنری کی اکلوتی لڑکی شہزادی میری کا عقد شاہ فرانس کے ایک بیٹے سے کر دیا جائے لیکن ٹاربنز کے اسقف نے اس پر یہ کہہ کر اعتراض کیا کہ ہنری نے اپنے بھائی کی بیوہ سے شادی کی تھی اس لیے میری اولاد جائز نہیں ہو سکتی۔ ہنری یہ سن کر سوچ میں پڑ گیا اور اسقف ٹاربنز کا اعتراض اونچے ہنری کیسے این کو طلاق دینا کے لیے کھیلنے کا بہانہ ہو گیا۔ کیسے این سے اسکی طبیعت اچاٹ ہو چکی تھی۔ دونوں کی شادی کو اٹھارہ سال چاہتا ہے۔

گزر چکے تھے اور اس شادی سے صرف ایک ہی اولاد میری موجود تھی حالانکہ ہنری اولاد نہ رہنے کا خواہشمند تھا۔ اس کے علاوہ وہ کیسے این کی ایک خواص این بولین پر عاشق بھی ہو گیا تھا اور اُس کو اپنے جبار عقد

میں لانا چاہتا تھا غرض ۱۵۶۶ء میں اُس نے پاپاے روما کلینٹ سابع کو کہلا بھیجا کہ میرا ضمیر متقاضی ہے کہ کیتھولک مذہب میری بیامہتابی بی نہیں ہے ایسی حالت میں بذریعہ طلاق میری اور اُس کی علحدگی عمل میں آئی چاہیے ہنری کو خیال تھا کہ پاپا اُسکی بات مان لے گا اس لئے کہ ابھی پانچ ہی سال ہوئے ہنری نے لوئیس کے خلاف ایک رسالہ لکھا تھا اور پاپا پائے لیو دہم نے اس تصنیف کے صلے میں اُسے معافی دینا خطاب دیا تھا۔ لیکن پاپا کی یہ مجال نہ تھی کہ کیتھولکین کے خواہر زادے جارجس پنجم کو ناراض کرے جس کی فوجیں پہلے ہی روما میں لوٹ مار مچا کر خود پاپا کو گرفتار کر چکی تھیں۔ پھر بھی کلینٹ سابع نے اپنا ایک خاص وکیل کینگو انگلستان بھیجا اور اوکیل موصوف نے کیتھولکین کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ تارک الدنیا ہو کر کسی خانقاہ میں جا بیٹھیں لیکن اُس نے کسی طرح نہ مانا اور اپنے اور اپنی بیٹی کے حقوق لئے لینے سینہ سپر ہو گئی اس پر پاپا نے اس لئے کا تصفیہ کرنے کے لئے ہنری کو

روما بلا بھیجا۔

ولزے اگرچہ بادشاہ کی خدمت گزاری کا دل سے شہمنی تھا لیکن اُس کی رائے میں یہ بات کسی طرح قرین مصلحت نہ تھی کہ ہنری این بولین سے نکاح کرے این بولین کو ولزے کے اس عہدے کا علم تھا اور چونکہ ان دونوں اُس کی کمان چڑھی ہوئی تھی اس لئے اس نے ہنری کے دل میں اپنے وفادارندیم کی طرف سے گہرا دل دی۔

ولزے کا عزل

۱۵۰۹ء-۱۵۱۲ء

ولزے نے دیکھا کہ اب میری خیر نہیں۔ اُس نے اپنے خوش ناما محل بادشاہ کی نذر کر دیئے اور وزارت سے الگ ہو کر یارک کی صدر اسقفی پر چلا گیا۔ لیکن وہاں جا کر اُس کی ہر دلخیز

اس قدر بڑھ گئی کہ ہنری اُس سے اور بھی زیادہ کھٹنے لگا اور سال بھر بعد بلبلیت بغاوت اس کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا۔ اگرچہ ولزے کو اس وقت صرف اسیٹھواں سال تھا لیکن کثرت کار و ہجوم افکار نے اُسے بیمار و فرسودہ کر دیا تھا۔ اسی بیماری کی حالت میں لندن آئے ہوئے بیمار کو خانقاہ لیٹھ میں مجبوراً قیام کرنا پڑا۔ اور خانقاہ کے راہب جب سامنے آئے تو دروہرے لہجہ میں اُن سے کہنے لگا کہ ”میں اپنی بیاں اس خانقاہ کے گوشے کو امانت سپنٹھ آیا ہوں۔ جس تندہی

سے میں نے بادشاہ کی اطاعت کی ہے کاش ویسی ہی جانفشانی میں نے طاعتِ معبود میں بھی دکھائی نہ ہوتی کہ بڑھاپے میں میری ٹہنی یوں خراب تو نہ ہوتی۔ ولزسے کا مرض مرض الموت ثابت ہوا اور خانقاہ لیڈسٹرہی میں ۲۰ نومبر ۱۵۵۷ء کو اُس کا انتقال ہو گیا ولزسے کی جگہ وزارت خزانہ پر پہلے ہی سرٹامس مور کا تقرر ہو چکا تھا۔ جو ایک انصاف پسند اور نیک کردار شخص تھا لیکن مہتری کی رائے کے خلاف وہ کچھ نہ کر سکتا تھا۔ چھ سال سے کوئی پارلیمنٹ منعقد نہ ہوئی تھی اس لیے کہ گزشتہ پارلیمنٹ نے بادشاہ کی خواہش کے مطابق رقم کی منظوری دینے سے انکار کر دیا تھا لیکن اب ۱۵۵۷ء میں جو پارلیمنٹ طلب کی گئی وہ برابر سات سال تک قائم رہی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس پارلیمنٹ کے اراکین بادشاہ کی ہر رائے پر آمنا و صدقہ قرار کھینے اور اُس کے اُلتے سیدھے تمام احکام کا اِقتال کرنے کے لیے آمادہ تھے۔ اس پارلیمنٹ کے اجلاس کے زمانے میں انگلستان میں بعض نہایت ہی اہم تبدیلیاں وقوع میں آئیں۔ مہتری کی بڑی آرزو اب یہ تھی کہ کسی طرح پاپائی مہتری سیاست کی قید سے آزاد ہو جائے تاکہ کیتھولک کو باسانی مطلق دے سکے۔ اس مشکل کے حل کرنے کے لیے اُسے ایک نیا وزیر مل گیا جو بہت بڑی قابلیت رکھتا تھا۔ اُس کا نام ٹامس کرامول تھا اور سابق میں وہ ولزسے کا ملازم رہ چکا تھا۔ ۱۵۵۷ء میں جب ٹامس کرامول کی وزارت ۱۵۵۷ء تا ۱۵۵۹ء کے عہد کا وہ قانون اقتناع مداخلت پاپا، یاد دلایا دو یکم صفحہ ۱۱ (۱۴۹۱) جس کی رو سے تمام اُن اشتیخاص پر سزائے قید و جملی جائداد عائد ہوتی تھی جو بادشاہ یا اُس کی سلطنت کے حق میں عدالتِ رومائی دست اندازی کو جائز سمجھیں ولزسے نے پاپا کے وکیل مطلق ہونے کی حیثیت سے اس بھولے بسترے قانون کی خلاف ورزی کی تھی اور مہتری نے اس خلاف ورزی کو جائز سمجھا تھا لیکن اب مہتری نے ولزسے کو اسی بنا پر مورد الزام قرار دیا اور اُن تمام پادریوں سے بھی جنھوں نے ولزسے کا اتباع کیا تھا ولزسے کی وفات کے بعد اسی علت میں مواخذہ کیا۔ اس پر پادری بہت

کیمبرج کے کیمپس آن کے روزینے نہ چھن جائیں اور قید کی مصیبت اس پر مستزاد ہو بہتری  
 بھی انھیں اسی طرح و حسب پرانا چاہتا تھا غرض انھوں نے بادشاہ کی خدمت میں  
 ایک عرضداشت بھیج کر رحم و عفو کی التجا کی اور کرا مول کی ہدایت پر اس عرضداشت میں  
 ہنری کو ”محافظ پیشوائے کلیسا بلا شرکت احدے“ کے القاب سے مخاطب  
 ہنری کلیسا کے پیشوائے اعلیٰ کیا تھا۔ اب پارلیمنٹ نے جو شاہ جان کے زمانے ہی  
 سے پایا کی مداخلت کو جنگاہ آگراہ دیکھتی چلی آئی تھی ۱۵۳۰ء  
 میں دو جدا جدا نہ قوانین نافذ کیے جن کی رو سے انگلستان میں پایا

کے اختیارات کا بالکل ہی خاتمہ ہو گیا۔ پہلے قانون کا مضمون یہ تھا کہ انگلستان کی  
 عدالتوں کے فیصلوں کا کوئی مرافعہ پایا سے نہ کیا جائے دوسرے قانون  
 میں پادریوں کو ممانعت تھی کہ اپنی معاش کا پہلا ثمرہ جو وہ اب تک مندرانے کے  
 طور پر پایا کو دیا کرتے تھے آئندہ سے مطلق نہ دیں ۱۵۳۵ء میں ”قانون اعتقاد“  
 کے نام سے ایک نیا قانون نافذ کیا گیا جس کی رو سے ہنری کو کلیسا کے  
 پیشوائے اعلیٰ کا منصب عطا کیا گیا اور اسی زمانے سے تاجداران انگلستان  
 اپنی پارلیمنٹ کے ساتھ تمام مذہبی امور کا پایا کی دست اندازی کے بغیر خود فیصلہ  
 کرتے چلے آئے ہیں۔

کیمبرج کو طلاق اور این بولین سے عقد ۱۵۳۳ء۔  
 کا ایک عالم کیمبرج پہلے بھی بادشاہ کی طرفداری کا حتیٰ اگر چہ  
 تھا کیمبرج کا صدر اسقف مقرر کیا گیا اور اسقف کی ایک

مجلس شوریٰ کی مدد سے اُس نے کیمبرج کے ساتھ ہنری کے نکاح کو کالعدم قرار  
 دیا ۱۵۳۵ء میں ہنری نے این بولین سے عقد کیا اور اسی سال کے ماہ ستمبر میں  
 شہزادی الزبتھ پیدا ہوئی۔

وزے کی غلطی کے بعد دینی اور دنیوی حکومت پر کامل و مطلق اقتدار کے  
 حصول سے ہنری بالکل مطلق العنان ہو گیا اب یا تو وہ اپنی مرضی کا تابع تھا یا  
 کرا مول کے مشورے پر عمل کرتا تھا جو طبیعت کا درشت اور سخت گیر واقع ہوا تھا۔  
 اور ہر وقت اسی دھن میں لگا رہتا تھا کہ بادشاہ کے اقتدار میں یو یا فیو ما اضافہ ہو

ویلز میں قانون انگلستان کا  
نفاذ ہوتا ہے

کراہوں نے ملک بھر میں اپنے جاسوس لگا رکھے تھے اور جو شخص بھی اس کا مزاحم ہوتا تھا اس کی خیر نہ ہوتی تھی پھر بھی حتیٰ یہ ہے کہ اس نے ملک کا انتظام پورے خفیف و اہمک سے کیا اور ولز کے کی طرح اپنے لیے دولت سمیٹنے کا اسے کبھی خیال تک نہ آیا۔ اسی کے عہد وزارت میں ولز کا بالآخر انگلستان کے ساتھ پورا الحاق ہو گیا اور ولز ولے انگریزی قانون اور انگریزی آزادی کے حقوق سے متمتع ہونے لگے۔ لیکن اسی کے ساتھ اس ظالمانہ قانون کا اجرا بھی اسی کے ایسا سے ہوا کہ جن خاص پر بغاوت کا الزام لگایا جائے انھیں عذر داری یا صفائی کا موقع نہ دیا جائے قانون بغاوت۔

عجب عجز کا مقام ہے کہ جب کراہوں اپنے عہد جلیلہ سے الگ ہوا تو خود اسی کو سب سے اول اس قانون کا غمازہ

کھینچنا پڑا سچ ہے چاہ کن را چاہ در پیش۔

ایرن بولین کے ساتھ ہنری کے عقد کا اعلان ہوتے ہی دو قوانین کا نفاذ عمل میں آیا ایک قانون کی رو سے تو شہزادی میری وراثت سے علیحدہ کر دی گئی اور تخت و تاج کی جانشین ایرن بولین کی اولاد قرار پائی۔ دوسرے قانون کا مفاد یہ تھا کہ جو شخص قانون اعتلا کا منکر ہوگا وہ باغی سمجھا جائے گا۔ چونکہ لوگوں سے وقت فوقتہ ان قوانین کے جواز کا حلف بھی اٹھوایا جاتا تھا اس لیے کئی اشخاص نے جو انھیں حق بجانب نہ سمجھتے تھے اپنی حقیقی رائے

کا اظہار کر دیا اور اس کا خیال یہ کھینچا۔ پہلا شخص جس نے اپنے معتقدات پر اپنی جان اس طرح نثار کی ہنری کا مخلص ترین رفیق اور مشیر سر ٹامس مور تھا۔ اس کی صداقت و دیانت اس کے علم و فضل اور اس کی سادگی و صفائی کی وجہ سے لوگ اسے بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہنری کے نکاح کے معاملے میں وہ سکوت ہی کو اولیٰ سمجھتا رہا لیکن بادشاہ نے اظہار اسے پر اس قدر اصرار کیا کہ بد بخت مجبوری اسے اپنی رائے ظاہر کر دینی پڑی اور صاف کہہ دینا پڑا کہ ملکہ کیتھیرین کی طلاق کو میں مستحسن نہیں خیال کرتا اور نہ اس طریقہ ہی کو پسندیدہ تصور کرتا ہوں جو طلاق حاصل کرنے کے لیے عمل میں لایا گیا۔ انھیں خیالات کا اظہار راجسٹر کے استقف فشر نے



کیا۔ ہنری نے دونوں کے قتل کا حکم دیا چنانچہ وہ گرفتار کر کے قلعہ لندن میں بھیج دیے گئے اور وہیں ان کی گردن ماری گئی۔ مور کی طبیعت کی شگفتگی مرتے دم تک بدستور قائم رہی۔ دار کا زینہ حبیب ذرا لڑا تو مور نے قلعہ دار سے مزاحا کہا کہ دار پر فقط چڑھنا ذرا مشکل ہے اس کا انتظام تم کر دو کہ نیچ و سلامت اس کی چوٹی تک پہنچ جاؤں نیچے میں خود چلا آؤں گا۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنی گردن کندھے پر رکھ دی اور جلا دے کے تینے کا وار پڑنے سے پہلے یہ آخری درد آنسو و نظریا نہ فقرہ آئندہ نسلوں کے لیے یادگار چھوڑا تا کہ ”میری یہ ڈاڑھی اگر کٹ گئی تو بڑے ہی افسوس کا مقام ہو گا اس لیے کہ اس بیچاری نے تو بناوت کے جرم کا ارتکاب نہیں کیا۔“

انگلستان کے لیے یہ بڑی مصیبت اور پریشانی کا زمانہ تھا کیونکہ سارا نظام تمدن درہم دم پر ہوتا تھا۔ کچھ مدت سے غربا سختیاں جھیل رہے تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ نئے امر اجنبی قدیم امر کی جاگیرات ہاتھ آئی تھیں مانج کی کاشت کے بجائے بھیڑوں کی چرائی سے زیادہ روپیہ پیدا کر سکتے تھے اور اس لیے بہت کم زمین رعایا کی حالت۔ زیر کاشت تھی اور اسی نسبت سے مزدور بھی ٹھٹ گئے۔

تھے بہت سے مزاح اور مزدور اپنے مکانات سے نکال دیے گئے تھے اور اس اراضی شاملات کے اکثر حصے پر بھی جہاں ان لوگوں کے مویشی چرا کرتے تھے امر کا قبضہ ہو گیا تھا۔ ایک اور بڑی خرابی یہ ہوئی کہ قدیم امر کے متوسلین نے ملازمت سے برطرف ہو کر بھیکاریوں اور بد معاشوں کی تعداد میں اضافہ کر دیا اور اکثر آدمیوں کا گزارہ ذہنی اور قتل پر ہونے لگا۔

اس کے علاوہ مذہبی شکوک کے باعث لوگوں کے عقیدے بہت کچھ ڈنواں ڈنواں ہو رہے تھے۔ قدیم رشتے ٹوٹ چکے تھے اور نئے رشتے ابھی استوار

ہونے نہیں پائے تھے۔ جرمنی اور سوئٹزرلینڈ میں جو عظیم الشان مذہبی انقلاب واقع ہو رہا تھا۔ اس کی کیفیت سن سن کر باشندگان انگلستان میں ایک کھلبلی سی نوعمر اور زود بھکی | پڑ رہی تھی۔ ان دونوں ممالک میں تو تھ اور اس کے شریک زور بھکی نے اصلاح مذہب کا علم بند کیا تھا۔ اور پاپا اور

قسیمین کے اکثر افعال و اعمال کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے اس اصول کی

تلقین کی تھی کہ کلیسا کی تعلیم کے بجائے ہمارے لیے انجیل کی ہدایت کافی ہے۔ اس نئے مذہب کے پیرو اول اول ۱۵۳۴ء میں ہنری اٹھٹھ "واجباً جمیعین کہلائے اور ان میں بہت سے جرمن شہزادے بھی شامل تھے۔ مگر یہی نہ چاہتا تھا کہ یہ نیا اصلاح پذیر فتنہ مذہب انگلستان میں رائج ہو اس لیے کہ خود اپنے قلم سے وہ نو تھم کے رد میں ایک رسالہ لکھ چکا تھا لیکن پاپا کے اختیارات کا جو اپنے انگلستان میں مذہبی تبدیلیاں کند سے سے اتار پھینکنے میں ہنری ایک ایسی بڑی تحریک کو جنبش میں لے آیا تھا جس کا روکنا اس کے امکان سے

باہر تھا۔ کہ اصول اور کیرنری وزارتوں کے عہد میں مذہب عیسوی کے مقتدا کا ایک خلاصہ مرتب کیا گیا صورتوں اور آئینہ کی پرستش ممنوع قرار دی گئی اور ٹیڈیل کا ترجمہ انجیل یہ تصحیح مائیلز کا درٹیل چھاپ کر شائع کیا گیا اور تمام گرجاؤں میں اسی کو رواج دیا گیا۔ نئے علوم کے حاشی اور نیز وہ لوگ جن کے دلوں میں وکلف اور جماعت لالہ لڑکی تعلیم کی یا وزندہ تھی ان تبدیلیوں کو بد نگاہ و تھان دیکھتے تھے اور کرامول نے خانقاہوں کے بند کردینے کا جو منصوبہ اپنے ذہن میں قائم کر رکھا تھا اس کی تکمیل میں اس تبدیلی خیالات سے مزید آسانی پیدا ہو گئی۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ قدیم الایام میں زاویہ نشین راہبوں نے ناشائستہ انگریزوں کو جناب بنانے میں بڑی بڑی مفید خدمات انجام دی تھیں۔ لیکن ان راہبوں کی خانقاہیں جیسی جیسی دولت و تمول میں ترقی کرتی گئیں اور راہبوں کے لیے حقیقی کارگزاری کے مواقع کم ہوتے گئے ویسی ویسی ان میں کاہلی اور فساد بستی خانقاہوں کی تباہی آتی گئی چنانچہ اکثر چھوٹے درجے کی خانقاہیں بد انتظامی اور بد اطواری میں مشہور تھیں۔ ولزے ایک موقع پر پہلے ہی

پاپا کی ابازت لے کر چند خانقاہیں اور ان کے عباسے کا لچ قائم کر چکا تھا۔ کرامول نے جسے بادشاہ کے لیے روپے کی ضرورت تھی ایک قدم اور گسے پر صحر کریم کی مدد سے ان کا باطل ہی خاتمہ کر دیا۔ چھوٹی خانقاہیں تو ۱۵۳۵ء میں اٹھا دی گئیں اور جو بڑی تھیں وہ ۱۵۴۰ء میں بے چراغ کر دی گئیں۔ تمام راہب مردوں اور راہبہ عورتوں کو

رہبانیت کے ان عزات کہوں سے نکال دیا گیا۔ کچھ مراد و رعوتیں تو وظیفہ دے کر  
گھر بٹھا دی گئیں اور کچھ بحال خود پہنچے کر دی گئیں۔ جو رقم وظائف دے دلا کر کچی اُس کا  
کچھ حصہ تو جہانوں کی ساخت گرد جاول کی قیسی انجمنوں کی پرداخت اور کیمبرج کے  
ٹرینٹی کالج (مدرسہ تیشیہ) کی تعمیر پر صرف کیا گیا لیکن اُس کا بڑا غالب بادشاہ کی  
جیب خاص میں چلا گیا۔ اراضی متعلقہ یا تو امیروں کو دے دی گئی یا برائے نام  
داموں پر اُن کے ہاتھ بیچ ڈالی گئی۔ اگرچہ کہ امول کی حکومت نہایت با برانہ  
تھی اور راہبوں کی طرف سے بھی کوئی مخالفت یا مزاحمت نہ ہونی مہم یہ تمام  
کارروائی شورشوں اور فسادوں کے بغیر تکمیل کو پہنچی۔

این بولین کا قتل اور اس اثنا میں ہنری نے ایک اور بی بی کے ساتھ عقد کر لیا  
تھا۔ مالکیت ہم اُن کا جب گوشہ گیری کے عالم میں انتقال ہو گیا  
تو اس کے چند چیلنے بعد اسلئے میں ہنری نے این بولین پر  
بے عصمت ہونے اور متعدد آشنائوں کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھنے کا الزام  
لگایا۔ اس الزام میں اُس پر مقدمہ چلایا گیا اور وہ ۱۹ مئی ۱۵۳۵ء کو قتل کر دی گئی  
اُس کے دوسرے ہی دن ہنری اپنی مقتول ملکہ کی ایک خواص جین میور کو اپنے  
حبالہ عقد میں لے آیا اور شہزادی الزبتھ اپنی سوتیلی بہن میری کی طرح اولاد ناجائز قرار  
دی گئی۔

اس طرح جفاکاری اور بے دروازہ سفاکی سے ساری قوم میں ایک افراتفری مچی  
پڑ گئی۔ شمال انگلستان کی آبادی کچھ تو بیکارتی کچھ خانقاہوں کی ناگہانی بربادی اور کچھ  
نئے مذہب سے متنفر ہونے کے باعث پہلے ہی بھری بیٹھی تھی۔ این بولین  
کے بے رحمانہ قتل نے جلتی آگ پر اور تیل ڈال دیا۔ اور ایک خطرناک ہناوت  
پھوٹ پڑی جس میں کیا امر اور کیا کاشتکار سب کے سب شریک ہو گئے  
شمال اور مغرب میں بے باقی باغیوں نے مطالبہ کیا کہ شہزادی میری وارث تخت و تاج  
قرار دی جائے پرانا مذہب از سر نو رواج پائے اور کرامول  
برطرف کر دیا جائے۔ لیکن کرامول اُن کے بس کا نہ تھا۔ اپنے جاسوسوں کے  
فریے سے اُس نے اُن کے تمام منصوبوں کا حال دریافت کر لیا تھا۔ پہلے

تو اُس نے سبھی طرح کے وعدے کر لیے اور انھیں دم دلاسا دے کر ٹالا لیکن پھر تمام مفسدہ پروازوں کو فوجی قوت سے منتشر کر دیا۔ باغیوں نے اپنی اسس انقلابی تحریک کا نام ”سفرِ راہِ خدا“ رکھا تھا۔ کرامول نے چند چھینے بعد اس تحریک کے سرغنوں کو گرفتار کر لیا اور شمالی علاقے کے بہت سے امر اقل کر دیے۔ انھیں ایام میں انگلستان کے مغربی علاقے نے بھی سزا ٹھایا۔ لیکن کرامول نے اس فتنے کا سر بھی پھیل دیا ایڈورڈ چہارم کا پوتا امیر الیڈ اور کین سال مارگرٹ پنٹنٹ رئیسہ ماسبری دونوں کے دونوں اس مفسدہ کی سرکردگی کی علت میں گرفتار ہوئے اور بعد میں قتل کر دیے گئے۔

آخر ہنری کی مراد برآئی اور اسے اولاد نہ رہی۔ ۱۲ اکتوبر ۱۵۴۷ء کو جین ہیر کے بطن سے ایک شہزادہ تولد ہوا جس کا نام ایڈورڈ رکھا گیا لیکن وضع حل کے دو گھنٹے بعد زچہ کا انتقال ہو گیا۔ اعضاء سلطنت اب دو مخالف جماعتوں میں منقسم ہو گئے۔ ایک جماعت پرائسٹنٹ (اجتہادین) یا نئے مذہب والوں شہزادہ ایڈورڈ کی ولادت کی تھی جن کا سردار جین سمیور کا بھائی اور ایڈورڈ کا ماموں ۱۲ اکتوبر ۱۵۴۷ء امیر ہرفرڈ تھا۔ اور کرامول کا میلان بھی اسی فریق کی جانب تھا۔ دوسری جماعت کیتھولک (عیسویین) یا پرانے مذہب والوں کی تھی۔ اس جماعت کے پیشوا امیر کیر نارٹاک اور اُس کا بیٹا امیر سرے تھے جن کا تعلق امرائے طبقہ قدیم سے تھا۔ کرامول چونکہ جرمنی کے پرائسٹنٹ شہزادوں کے ساتھ اتحاد قائم کرنا چاہتا تھا اس لیے اُس نے ہنری کے لیے ایک پرائسٹنٹ شہزادی این ریکسہ کلیوز کا رشتہ تجویز کیا لیکن وہ شکل صورت کی کچھ اچھی نہ تھی اور اطوار بھی اُس کے ناپسندیدہ تھے۔ ہنری کی طبیعت اُس سے ایسی اچھڑی کہ چھ ہی چھینے بعد اسے الگ کر دیا۔ اب ہنری کے عتاب کا نزلہ کرامول پر گر کہ یہ سب کیا دھرا اُسی کا تھا۔ ہنری کہ اُس پر ایسا طیش آیا کہ ۵ جون ۱۵۴۷ء کو کونسل کے

ایوان ہی میں جہاں سب کے سب امرائے اُس کے دشمن تھے اُس کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ کرامول نے اپنی ٹوپی زمین پر دس دسی اور چلا کر کہا کہ کیا یہ میری تمام

وفا داریوں اور جاں نثاریوں کا صلہ ہے اذہاں خدا انصاف کر گیا جس حقیقت میں  
جہم بغاوت کا مرتکب ہوں جو یوں گرفتار کیا جا رہا ہوں اس سوال کا جب اُسے کوئی  
جواب نہ ملا تو اُس نے کہا کہ جو کرنا ہے جلد کر چکو تاکہ میرا کام جلد تمام ہو اور میں  
کرامول کا قتل ۲۸ جولائی ۱۶۵۸ء میں پورا ہو سکے گا۔ چند دن بعد پارلیمنٹ نے بھرے اجلاس  
میں اُس پر بغاوت کا الزام عائد کیا اور اُسے اپنی صفائی میں  
لب کشائی کی اجازت نہ دی اور ۲ جولائی ۱۶۵۸ء کو وہ

ٹاؤر ہل پر قتل کر دیا گیا۔

اپنے وفا دار وزیر کے قتل والے دن ہی ہنری نے امیر نارفاک کی بھیجی  
کیٹھرائن ہاورڈ سے خط لکھ کر لیا جو اُس کی باپجیوں ملکہ تھی کچھ دنوں سے ہنری کو یہ خط  
دیا گیا کہ وہ نے لکھا تھا کہ مذہب جدید کی طرف اُس کا میلان حد سے زیادہ متجاوز  
ہو چکا ہے۔ اور اب وہ اپنے مذہب کے مایوں کی طرف جھک پڑا پارلیمنٹ نے  
کیٹھرائن ہاورڈ کے ساتھ اس کے اشارے سے پرائسٹنٹوں کے خلاف ایک قانون  
عقد ۱۶۵۸ء جاری کر دیا اور کرامول کی موت کے دو دن بعد یہ عجیب و غریب

نظارہ لوگوں کے دیکھنے میں آیا کہچہ انخاص ایک گاڑی میں  
بیٹھے ہوئے قتل کی عورت جا رہے ہیں۔ اُن میں سے تین نوکیٹھو لگے ہیں جنہوں  
نے قانون اعتلا کے آگے سر تسلیم خم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور تین پرائسٹنٹ  
میں جن کے لئے الحاد کے ہم میں الحاد سزائے موت تجویز ہوئی ہے۔ ہنری دوم  
کے زمانے سے اس وقت تک شاہان انگلستان آرلینڈ کے مد امیر کہلاتے  
چلے آئے تھے اب ان کے میں ہنری نے یہ لقب ترک کر کے اول اتول  
بادشاہ آرلینڈ کا لقب اختیار کیا۔ کیٹھرائن ہاورڈ کے ساتھ ہنری کا رشتہ اندواج  
کیٹھرائن ہاورڈ کا قتل ۱۶۵۸ء زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا اس لئے آگے جس کی یہ بات  
معلوم ہوئی کہ کیٹھرائن کی عصمت پر ادا دل عمر میں حرف اچکا

ہے اور اگرچہ اپنی زندگی کے اس افسوسناک واقعے کے لحاظ سے وہ دلچسپ لاجم  
ضروری نہیں لیکن بادشاہ کی باہتالی بی ہوئے کے قابل نہ رہی تھی۔ چنانچہ  
۲۸ فروری ۱۶۵۸ء کو وہ قتل کر دی گئی اور اگلے سال ہنری نے کیٹھرائن پر اسے شاہی

کر لی جو اُس کی وفات کے بعد زندہ رہی۔

بادشاہ کو اب اپنے کم سن بیٹے ایڈورڈ کی خانہ آبادی کی فکر ہوئی۔ ۱۵۴۲ء میں جب جیمز پنجم کی وفات پر اُس کی شیرخوار بیٹی اسکاتلینڈ کے تخت و تاج کی وارث ہوئی (دیکھو صفحہ ۱۵۴۱ء) تو ہنری نے شہزادہ ایڈورڈ کی نسبت اس سچی سے ٹھکرا دینی چاہی تھی لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ اسکاتلینڈ اور فرانس دونوں کے ساتھ انگلستان پر سرِ جنگ تھا اور اس جنگ کا سلسلہ طول کھینچتا چلا جا رہا تھا۔

فرانس کے مقابلے میں انگلستان کا بدلہ بھاری رہا اور شہر بولون ہنری کے ہاتھ آیا۔ اب ہنری نے پراسٹنٹ اور رومن کیتھولک دونوں مذاہب کے وکلاء یا تھایندوں کی ایک مجلس انتظامی کا انتخاب اس غرض سے کیا کہ اگر وہ اپنے بیٹے کے سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے وفات پا جائے تو ولیعہد کی طفولیت کے

عبادت کے انگریزی دستور العمل کا رواج۔

دوران میں انتظامِ مملکت اس مجلس کے سپرد ہو۔ لیکن مجلس میں ایڈورڈ کا ماموں امیر ہرٹفرد بھی شامل تھا جس کا رواج ان دنوں بہت بڑھ چکا تھا اور بادشاہ اُس کی بات بہت ماننے لگا۔

تھا۔ ایسی حالت میں پراسٹنٹ فریق کا غالب آنا ایک لازمی بات تھی۔ اس فریق نے کویٹہر کی مدد سے کلیساؤں میں انگریزی طریقہ عبادت کو رائج کر دیا اور بجائے لاطینی طریقہ عبادت کے گرجاؤں میں ہر مسیح و شام نئے طریق پر پرستش ہونے لگی جو آداب عبادت ارکان دین احکام عشرہ اور دعائے مسیح پر مشتمل تھی۔

ہرٹفرد امیر نارفاک کے اثر سے بہت خائف تھا۔ چنانچہ اُس نے بادشاہ کو یہ پتلی پڑھائی کہ امیر موصوف آئندہ اتالیقی پر متصرف ہو جانے کے لیے توڑ پھوٹ کر رہا ہے۔

ہرٹفرد کا وارکارگر ہو گیا اور ہنری نے غلط فہمی کا ردوائی کی جو اُس کے عہد حکومت کا آخری دغ ہے۔ یعنی امیر نارفاک کو تو اُس نے قلعہ لندن میں قید کر دیا اور اُس کے بیٹے امیر سرے کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ خود نارفاک کے قتل کی تیاری بھی اُس نے مقرر کر رکھی تھی لیکن یکایک اُسے موت نے آگیا اور نارفاک کے سر سے آئی ہوئی بلال گئی۔ ایک عرصے سے ہنری کے جسم کا موٹا پا بڑھ رہا تھا اور ضعف رو بہ ترقی تھا۔ آخر اُس کا وقت آپہنچا اور ۲۷ جنوری ۱۵۴۷ء کو وہ اس دنیا سے

کوچ کر گیا۔

انگلستان پر پہری کے بڑے بڑے احسان ہیں لیکن افسوس ہے کہ انسانیت  
اُس کی مطلق مرہون منت نہیں اور اسی لیے ہمارے دل میں اُس کی بہت کم قدر و قیمت  
باقی رہ جاتی ہے وراثت کے بارے میں اُس نے یہ وصیت کی تھی کہ اُس کا جانشین  
اُس کا بیٹا ایڈورڈ ہو اور اگر ایڈورڈ کوئی اولاد نہ چھوڑے تو میری تخت نشین ہو  
تو اُن کا جانشین۔ اور اُس کے بعد الزبتھ کی باری آئے۔ اگر تینوں اولاد مر جائیں

تو پھر اُس کی چھوٹی بہن میری بیوہ کوئی دوازدہم کی اولاد  
حقدار سلطنت سمجھی جائے جس نے بیوگی کے بعد امیر سفاک سے شادی کر لی تھی۔ اُس  
سے واضح ہو گا کہ پہری نے اپنی سب سے بڑی بہن مارگریٹ کی پوتی میری ملکہ کاترین  
کا نام اپنے جانشینوں کے زمرے میں بالکل ہی شامل نہیں کیا۔ یہ قانون جانشینی جسکی  
رو سے بادشاہ نے تاج و تخت اپنی اولاد و احفاد کے لیے ترک کے طور پر چھوڑا  
ظاہر کر رہا ہے کہ زمانہ سابق کے مقابلے میں جب قوم اپنے بادشاہ کا انتخاب  
اپنی مرضی سے کیا کرتی تھی اس وقت تک کتنی بڑی تبدیلی ملک میں واقع ہو چکی تھی۔

## چودھواں باب

## مسیحی فرقوں کی آدینرش

ایڈورڈ ششم ۱۵۴۷ء تا ۱۵۵۲ء | میری ۱۵۵۲ء تا ۱۵۵۵ء

ہنری ششم کے بعد کے دو فرماؤں کا عہد جس کا مجموعی زمانہ صرف گیارہ سال ہوتا ہے  
پرائیٹ اور روس کیتھولک مذاہب کی باہمی کشمکش کا ایک دور مسلسل ہے۔ ایڈورڈ ششم جب  
سیرا آئے سلطنت ہوا تو اس کی عمر صرف دس سال تھی۔ اس نے بچے پرائیٹ عقیدہ رکھنے  
والے اتالیقوں کی نگرانی میں ہیبت پائی تھی اور چونکہ اس کی طبیعت میں مبدعیت نے  
ایڈورڈ ششم ایک پکار پرائیٹ غور و فکر کا مادہ و دیت کیا تھا اور ذہن بھی اس نے زسایا تھا  
اس لیے وہ اپنی بساط سے کہیں بڑھ کر ان امور میں دل چسپی لیتا تھا

ایک میری سامرٹھ کا تقریر اس کا ماموں امیر ٹھہر ڈو جنری شتم کی ہیبت کی رو سے سامرٹھ کی  
محافظ سلطنت کے منصب پر امارت عالیہ کے درجے پر فائز ہوا تھا مجلس اتالیقی کا صدر نشین بن بیٹھا  
اور بہت جلد کم سن بادشاہ پر اپنا اثر ڈال کر محافظ سلطنت کے عہدہ جلیلہ

پر بھی اپنا تقریر کر لیا اور اس طور پر اسے قریب قریب شاہی افتادہ رات حاصل ہو گئے اس  
کے خلوص اور نیک نیتی میں کلام نہیں لیکن اصلاح مذہب کے میدان میں اس کی روش  
مستغصبانہ تھی دولت کا بھی اسے بڑا لالچ تھا اور فن تدبیر ملکات سے بھی وہ بچکا نہ تھا

زام اختیار اپنے ہاتھ میں لیتے ہی سب سے پہلا کام اس نے یہ کیا کہ اسکا ٹینڈ  
کی پرائیٹ جماعت کو اپنا حلیف بنایا اور ایک فوج جمع کر کے اسکا ٹینڈ والوں سے دباؤ ڈالا  
چاہا کہ اپنی مکہ شہزادہ ایڈورڈ سے بیاہ دیں۔ ایڈنبر کے قریب ٹکی کلیو کی مشہور لڑائی میں  
اسکا ٹینڈ پر بے سود حملہ ہوا۔ ۱۵۴۷ء اس نے انھیں شکست بھی دی لیکن اس کے بعد  
اس کو انگلستان واپس آنے پر مجبور ہونا پڑا اور یہ ہمہ راہ گئی اسکا ٹینڈ

۱۵۴۷ء  
و اسے شکست کھا کر مارے غصے کے اپنے آپ میں نہ رہے۔ اور  
اپنا جی اس طرح ٹھنڈا کر لیا کہ خود سال شہزادی میری کو جلد ہی فرانس بھیج دیا جہاں دس  
سال بعد اس کا عقد و عہد فرانس سے ہو گیا تو

انگلستان میں سامرٹھ اور صدر استغف کر نہ مرنے بلادرنگ بڑی عداوت کے



ساتھ پرائسٹ اصلاحت کی ترقی شروع کر دی۔ ایک نئے قانون کے نفاذ سے تمام وہ احکام جو فرقہ لارڈ کے خلاف جاری کیے گئے تھے اور نیز پرائسٹ جماعت کے خلاف ہنری ہشتم کے پرائسٹ اصلاحت احکام ششگانہ ایک قلم منسوخ کر دیئے گئے تفسیروں کو مکمل کی اجازت دیدی گئی گرجاؤں میں کئیوں کے طریقہ عبادت منسوخ قرار دیا گیا اور تمام مورثیں

توڑ دی گئیں۔ ۱۵۴۸ء میں عبادت عمومی کی پہلی انگریزی کتاب کی اشاعت ہوئی۔ اور "وٹا نون وحدت عمل" کے اجراء سے گرجاؤں میں اس کتاب کے علاوہ باقی تمام کتابوں کا استعمال روک دیا گیا اور لوگوں کے لئے نئے مذہب کی پیروی جگہ لازمی کر دی گئی۔ مزید پران کر نیرنے غیر مالک کے ان پرائسٹ عقیدہ رکھنے والے باشندوں کو جنہیں اپنے وطن میں امان نہ ملتی تھی انگلستان چلے آئے کی عام دعوت دے دی۔ ہسپانیہ اور ہالینڈ میں چارلس پنجم کے حکم سے تمام ملحدوں کو ایک خفیہ عدالت کے اجلاس میں جس کا نام محنت یا محکمہ احتساب تھا بے دینی کی علت میں طرح طرح کی عقوبت اور سزائیں دی جا رہی تھیں اور ان مالک کے پرائسٹ اپنے وطن سے فرار ہو رہے تھے۔ ان سب کو صلائے عام تھی کہ انگلستان میں آکر بود باش اختیار کریں گے۔

شہروں میں جہاں کے باشندے نئے مذہب کے عطیہ آزادی کی حقیقت شناسی کی اہلیت رکھتے تھے ان تیز رفت کا غیر مقدم خوشی سے کیا گیا لیکن دور دست دیہاتی علاقوں میں لوگ رومن کیتھولک طریقہ عبادت کے متقاضی تھے جو کئی گھنٹی میں پڑا تھا۔ چنانچہ مغربی اضلاع کی بنیاد ۱۵۴۹ء میں وٹھامسٹڈ کے تیوہار کے روز موضع سمپٹروڈ کوٹنی میں افساد ہو گیا جو پھیلنے پھیلنے کیونشاڈ اور کارلڈال کے سارے علاقے پر

چھا گیا مفسدہ پردازوں نے اکیڈٹر کا معاہرہ کر لیا اور لارڈ گرے نے جن جن اورا ملاوی افواج کی مدد سے بڑی شکلوں میں انہیں شکست دی۔

اسی زمانے میں ایک اور شورش نارفاک کی زراعت پیشہ آبادی میں برپا ہوئی۔ رعایا میں ہر جگہ بڑی بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ اراضی شالطات دیہہ پر امر کے متصرف ہو جانے اور غریبوں کو فردوری نہ ملنے کے باعث ملک میں بد معاشوں غفلوں اور چوروں کی کثرت نارفاک میں بنیاد ۱۵۴۹ء ہو گئی تھی اور مایا کی اس معیبت کو اناج کی کمی اور کسے کے کھوٹ نے اور بھی بڑھا دیا تھا۔ ہنری ہشتم نے اپنے عہد کے اواخر میں

سلا راج الوقت کی چاندی کو بہت کچھ مفتوش کرنے سے پچاس ہزار پاؤنڈ کی رقم فراہم کی تھی  
 اسکے راج الوقت میں کھوٹ جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ہر سکہ کی حقیقی مالیت اُس کی نام نہاد قیمت  
 کی ملوث سے کم رہ گئی تھی اور اب چونکہ سونے چاندی کی ایک مقدار کثیر امریکہ  
 سے آئے تھی اس لیے سکہ کی قیمت اور بھی گھٹ گئی۔ رفتہ رفتہ

ایک شنگ کا از بازار صرف چھپیس رہ گیا حالانکہ ضروری کی شرح یعنی سکوں کی وہ تعداد جو ہر  
 شخص کو اُس کی محنت کے مساوی میں ملتی تھی وہی رہی جو پہلے تھی۔ بایں ہمہ پارلیمنٹ نے  
 ۱۵۸۸ء ایک سخت قانون آوارہ گردی کے خلاف جاری کیا جس کے گویا یہ معنی تھے کہ کرنے  
 کو محنت بھی نہ ملے اور محنت کے مساوی میں روپیہ بھی دستیاب نہ ہو لیکن پھر بھی لوگ محنت  
 کرنے اور اپنی ضروریات زندگی کے دام جیب سے نکالتے چلے جائیں۔ آخر یہ سختیاں  
 رنگ لائیں اور ۱۵۹۳ء میں رابرٹ کٹ نامی ایک ٹھٹھیک کی سرکردگی میں بیس ہزار آدمیوں نے  
 تارج کے قریب جمع ہو کر شاہی افواج کو شکست دی اور مطالبہ کیا کہ غریبوں کی شکایات رفع  
 کی جائیں۔ الراضی شملات۔ سے امرائے قتل ہوں اور وزیر برطرف کر دیے جائیں تو

امیر وارک نے جس فوجوں کی مدد سے اس بغاوت کو دبا دیا لیکن پے در پے  
 اتنے بہت سے فسادوں کے پھوٹ پڑنے کے باعث سامر سٹ ہر دفعہ زبردستی اس کے  
 خلاف وہ اسی زمانے میں اُس نے خود اپنے حقیقی بھائی امیر البحر سمیور کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔  
 سامر سٹ کا قتل ۱۵۵۲ء  
 امیر البحر سمیور نے کثیر اثر پار سے نکاح کر لیا تھا اور اُس کی وفات کے بعد  
 شہزادی انریسہ کو اپنے جائز حق میں لانا چاہا تھا۔ بھائی کا قتل گو وہ  
 کیسا ہی ضروری کیوں نہ ہو ایک دل دہلا دینے والا واقعہ تھا جس نے

تمام قوم میں برہمی پھیلا دی اور کونسل نے محافظ سلطنت کے عہدے سے مستعفی ہونے پر  
 اُسے مجبور کیا۔ کونسل میں وہ اس کے بعد بھی تین سال تک شریک رہا لیکن امیر وارک نے  
 اُس کے اثر سے خائف ہو کر اس پر بغاوت کا الزام قائم کر دیا۔ چنانچہ ۲۷ جنوری ۱۵۵۲ء  
 کو وہ قتل کر دیا گیا تو

امیر وارک محافظ سلطنت جان ڈولی امیر وارک جواب محافظ سلطنت مقرر ہوا اُس ڈولی کا بیٹا  
 مقرر ہوتا ہے  
 تھا جو نری ہفتم کے لیے ہر جائز ناجائز جیلے سے روپیہ وصول کیا کرتا تھا  
 یہ شخص بڑا ہی خود غرض واقع ہوا تھا اور حکمرانی کا سلیقہ نہ رکھتا تھا

لیکن خواہ اس میں سلیقہ موجود بھی ہوتا تاہم وہ فساد جو روپے کی گھٹی ہوئی قیمت اور محنت کے بیچ سے پیدا ہونے سے کیا طرح رک نہ سکتے۔ پراشٹنٹوں کی نسبت یہی خاطر ظور تھی کہ اگر ڈیمینر اسقف و پشپٹر اور بائز اسقف لندن قدیم عقائد کی حمایت کی پاداش میں قلعہ بند ہیں قید کر دئے گئے۔ اور ان کی جگہ دو پراشٹنٹ اسقف تسلیم اور ڈولے نامی مامور دوسرا قانون وحدت عمل ہوئے ۱۵۵۲ء میں ایک اور کتاب عبادت ستاویز کی گئی اور

۱۵۵۳ء

قانون وحدت عمل کا اجرا بھی کر ہوا تو عمر شہزادے کا مذہبی جوش اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ سپانیہ کے ساتھ ایک خفیہ سی بات پر جنگ ہونے ہوتے رہ گئی معاملہ صرف اس قدر تھا کہ شہزادے کی بہن میری کیتھولک عقائد رکھتی تھی اور شہزادے کو اصرار تھا کہ وہ اپنے گرجا میں اس طریقے پر عبادت نہ کیا کرے تو

ان مذہبی فرخشوں اور نزاعوں کو چھوڑ کر جب ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ارباب علم و فضل کو اسی زمانے میں غریب بچوں کی تعلیم کی فکر ہو چلی تھی تو دل کو ایک گونہ اطمینان ہوتا ہے ہنری ہشتم کے عہد میں پادری کالٹ نے مدرسہ سینٹ پال کی بنیاد ڈالی اور بہت سے لوگ ایڈورڈ ہشتم کے ابتدائی خانگی طور پر ابتدائی مدارس قائم کرنے لگے۔ ایڈورڈ ہشتم نے اس قسم کے پورے اٹھارہ مدارس کی بنیاد رکھی اور مختلف خانقاہوں کو بند

مدارس

کر کے جو روپیہ اس طریق پر چل رہا تھا وہ ان مدارس کے لئے وقف کر دیا۔ اسقف رڈے نے بادشاہ کے سامنے ایک وعظ کے دوران میں لندن کے غریبوں کے مصائب کا ذکر کیا تھا۔ بادشاہ کے قلب پر اس وعظ کا ایسا اثر ہوا کہ ۱۵۵۳ء میں نیا مل اور لاوارث بچوں کے لئے بلوکٹ اسکول یا کرائسٹ چرچ ہسپتال قائم کیا گیا تو

لیکن اب تو عمر بادشاہ کا عہد حکومت ختم ہونے والا تھا۔ اُسے سل کا مرض ہو گیا تھا اور اُس کے مذہبیوں کو صاف نظر آ رہا تھا کہ اس مرض صعب سے اُس کا جانبر ہونا دشوار ہے۔ وارک کو جو امراء خاندان پرسی کے ہاتھ سے بغاوت کی علت میں امارت ناظم لینڈ جانشینی کے لئے کے نکل جانے کے بعد ۱۵۵۱ء میں ناظم لینڈ کا امیر کیرن ہارڈیا گیا تھا ایڈمی جین گری کے نامزد کیا ایک بہت بڑی مصیبت کا پہاڑ اپنے سر پر بھونک رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر میری تخت نشین ہوئی تو روسن کیتھولک مذہب شاہی مذہب

ہو جائیگا اور میں ماراجاؤں گا۔ یہ سوچ کر اُس نے ایڈورڈ سے ایک دستاویز پر دستخط کر لئے

جن میں بادشاہ نے میری اور الزبتھ اپنی بہنوں کو الگ کر کے اپنا جائزین لیڈی جین گرے کو نامزد کیا جو ہنری آٹھم کی بہن میری کی فاسی تھی پڑ  
ایڈمی جین گرے نے چند ہی ہفتے قبل امیرنا تھمر لینڈ کے بیٹے لارڈ گلڈفرڈ ڈلی سے  
شادی کی تھی اور امیر موصوف کو امید تھی کہ اس طریقے سے حکومت اُس کے گھری میں رہے گی  
ایڈورڈ کے مصاحبوں میں جتنے بڑے بڑے لوگ تھے سب نے اس دستاویز پر دستخط کر دیئے  
اگرچہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر اس کی کوئی حقیقی قدر و قیمت نہ تھی۔ ۶ جولائی ۱۵۵۴ء  
کو کم سن بادشاہ کا صرف چھ سال کی حکومت کے بعد سولہ سال کی عمر میں انتقال ہو گیا پڑ

## میری

۱۵۵۳ء لغایت ۱۵۵۸ء

بادشاہ کی آنکھیں بند ہوتے ہی مارٹمبر لینڈ نے سپاہیوں کا ایک دستہ ہنڈن کو روانہ کر دیا جو ہنڈن و شائر میں واقع ہے تاکہ میری کو گرفتار کر لیں اور دعوایِ محنت و تاج کے لیے اُسے لنڈن نہ آنے دیں۔ اس کے بعد وہ چار دوسرے امرا کے ہمراہ قعرِ آسیاں پاؤں میں گیا لیڈی جین گرے کی فرمانروائی جہاں لیڈی جین گرے فروکش تھی اور اس کے سامنے اوب کے ساتھ کا اعلان لنڈن میں ہو چلا جہاں کراٹسے مبارک باد دی کہ آج سے حضور انگلستان کی ملکہ ہیں اس شانزدہ سالہ حسین و جمیل لڑکی کو جو پور علم و دانش سے آراستہ تھی

۱۵۳۳ء

کبھی بھولے سے بھی تختِ سلطنت پر بیٹھنے کا خیال پیدا نہ ہوا تھا اور جب امرائے اسے مبارک باد دی تو مارے خوف کے اُس کا دل ہاتھوں اچھلنے لگا پھر اُس نے مذہب کا واسطہ دلا کہ اس کے مذہبی جذبات کو بہت ہی برا بیگمنہ کیا گیا تو جب کہیں بڑی مشکل میں جا کر وہ میری کی مخالفت پر آمادہ ہو سکی مارٹمبر لینڈ نے ۱۰ جولائی کو لنڈن میں اُس کے ملکہ ہونے کا اعلان کیا لیکن لوگوں نے اس اعلان کو بہت ہی بددلی اور کبیدگی سے سنا اس لیے کہ ایک تو انھیں امیر مارٹمبر لینڈ سے نفرت تھی دوسرے میری کو وہ اپنا حاکم اور ایسی فرمانروا تصور کرتے تھے

میری بھی اس عرصے میں پکار نہ بیٹھی تھی۔ اُس کے ہوا خواہوں نے غصہ طور پر اُسے تمام واقعات سے آگاہ کر دیا تھا اور مارٹمبر لینڈ کے سپاہیوں کے آنے سے پہلے اُس نے فرار ہو کر امیر کیمبر نارفاک کے قبیلے میں جو خاندان ہاورڈ سے تھا جا پناہ لی تھی۔ یہاں جہاں وہ ہزار ہا آدمی اس کی خاطر مرے مارے کے لیے آجے ہوئے اور اس جم غفیر کو ہمراہ میری کی فراموشی کی لکڑی سیدی لنڈن پہنچی جہاں لوگوں نے لغو ہائے مسرت و شادمانی کا اعلان لنڈن میں کے ساتھ اُس کا خیر مقدم کیا۔ مارٹمبر لینڈ لنڈن چھوڑ کر کیمبرج چلا گیا ۱۰ جولائی ۱۵۵۳ء

تو مارٹمبر لینڈ کو کبھی بادل ناخواستہ اپنی ٹوپی اچھالنے اور عوام کے ساتھ خوشی کے نغمے مارنے پر مجبور ہونا پڑا۔ لیکن یہ نغمے اُس کی جان نہ بچا سکے۔ اپنے بیٹے اور بہنو (لیڈی جین گرے)

حمیت وہ گرفتار ہو کر لندن میں قید کر دیا گیا جہاں تین مہینہ بھر بعد ۲۲ اگست (۱۵۳۳ء) کو اُس کی گردن مار دی گئی اور حق یہ ہے کہ اُس کے مرنے کا کسی کو بھی افسوس نہ ہوا۔  
ایک کبیر نارفاک اور پادری باز اور پادری گارڈینز اب قلمدان کے زندان سے رہا کر دیئے گئے اور ان کے بجائے پرائیٹس اساقف لطیف اور کمرنر اسی زندان میں ڈال دیئے گئے جب پرائیٹس کا اجلاس ہوا تو میری کی محنت نسب کا اعلان کر دیا گیا اور ایڈورڈ کی تھوٹک مذہب کی اس کے عہد کے تمام مذہبی قوانین یک قلم منسوخ کر دیئے گئے۔ وہ قیس جنھوں نے شادیاں کر لی تھیں گرجاؤں سے نکال دیئے گئے کتاب عبادت عمومی

کا رواج منزع قرار پایا اور کلیساؤں میں کینٹولک طریقہ عبادت از سر نو جاری کیا گیا اگرچہ اس آخری تبدیلی پر پرائیٹس میں کئی دن تک مباحثہ ہوتا رہا۔ باز لندن کا اسقف مقرر ہوا۔ گارڈینز وزارت خزانہ کا عہدہ جلیلہ نقولیس کیا گیا اور ملکہ اکثر امور میں ہسپانوی سفیر سائین ریٹارڈ کے مشیر سے پرکار بند ہونے لگی تو

اب تک بجز لندن اور بعض دوسرے بڑے بڑے شہروں کے پرانے مذہب کے از سر نو رواج پانے سے اہل ملک عموماً مطمئن تھے۔ لیکن میری کی آرزو میں بہت زیادہ وسیع تھیں۔ اُس کے عہد حکومت میں جو جو ظلم ہوئے اور ملک پر جو جو سختیاں روا رکھی گئیں ان کی مہیت سمجھنے اور ان مظالم کو اُس کی نیک نیتی کا نتیجہ قرار دینے کے لئے میری کی سیرت

ایک ایسا انداز لیکن تنگ خیال عورت تھی جس نے بچپن سے لے کر اس وقت تک کہ اُس کی عمر سترتیس سال کی ہوئے کو اسی سختی بجز سختیاں سہنے اور کراہنے جھیلنے کے دنیا کا اور کچھ نہ دیکھا تھا۔ سب سے پہلے وہ نیم ہسپانوی تھی اور اپنی ماں اور اُس کی قوم کے ساتھ لیفا الفس تھی۔ جب اُس سے خیال آتا تھا کہ اُس کی ماں کو بے وجہ اور بلا تصور طلاق دے دی گئی اور اُس کی آبرو و خاک میں ملا دی گئی اور اُس کے بچاے الیوتھ کی مالیت این بولین ملکہ بنا دی گئی تو اُس کے سینے پر سانپ سالوٹ جانا تھا بچپن ہی سے اُس کے دل میں یہ خیال بٹھا دیا گیا تھا کہ ان تمام مصائب و آلام کا اصلی باعث انگلستان کی طرف سے پاپائے روم کی مخالفت کا اعلان اور جدید مذہب کی ترویج ہے۔ باپ کا سلوک اس کے ساتھ ہمیشہ بے دروازہ رہا اور اس کی سوتیلی بہن الیوتھ جسے وہ کبھی شہزادی کہہ کر

نہ بکارتی تھی انگلستان کی آئینہ ملک نامزد کی گئی۔ اس کے بعد شہزادہ ایڈورڈ پیدا ہوا جو دونوں بہنوں کو مالک کر کے خود مالک تخت و تاج ہو گیا اور عمر بھر میری کو اپنے مذہب سے کنارہ کش ہونے پر مجبور کرتا رہا۔ ان حالات میں اگر اُس کا دل تمام ان اشخاص کی طرف سے جو اس پر سختیاں کرتے رہے خون ہو تو اُس میں تعجب کی کیا بات ہے!

اب اُس کے بھائی کی موت سے سارا نقشہ ہی بدل گیا۔ لوگ نارتھمبر لینڈ کے پرتاؤ سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ میری کا تخت پر بیٹھنا تھا کہ ہر طرف سے مبارک سلامت کی آوازیں آئے لگیں۔ زندگی بھر میں یہ پہلا موقع تھا کہ اُسے آزادی نصیب ہوئی اور اختیارات بھی حاصل ہوئے۔ میری کی بڑی آرزو یہ تھی کہ کسی طرح

انگلستان میں پایا کے اختیارات سے بھر پور حال ہو جائیں۔ چنانچہ جب رینارڈ نے اس کو یہ مشورہ دیا کہ اس مقصد کی تکمیل کی بہترین شکل یہ ہے کہ وہ اپنے ابن عم فلپ شاہ ہسپانیہ خلف شہنشاہ چارلس پنجم و دیگر مقررہ سے شادی کر لے جو کچھ لوگ مذہب کا سب سے بڑا حامی ہے تو اُس نے اس مشورے کو بڑی توجہ سے سنا۔ عرض میری کی نسبت فلپ سے بھڑکائی لیکن پارلیمنٹ کو اور ساری قوم کو یہ رشتہ بہت ہی ناگوار گزرا اس لیے کہ عام خواہش یہ تھی کہ اُس کا عقد ایڈورڈ چارم کے بیروٹے ایڈورڈ کو رکھنے امیر ڈیون سے ہو۔ شاہ ہسپانیہ کے ساتھ ملک کے نکاح ہو جانے سے لوگوں کو خطرہ اس بات کا تھا کہ لیکن ہے کہ اُسے بہت زیادہ اختیارات حاصل ہو جائیں اور ہسپانیہ کی طرح وہ یہاں بھی تفتیش دان کو یزی شن کا کا لمانہ محکمہ قائم کر دے گا۔

ملکہ کے رشتے کی تجویز نے ملک بھر میں ایک کھلبلی سی ڈال دی۔ ڈیون شائر، ویلز اضلاع متوسط اور کینٹ میں ایک سازش ہو گئی کہ امیر ڈیون سے شہزادی الزبتھ بیاہ دیا جائے اور میری کے بجائے ان دونوں کو تخت پر بٹھایا جائے۔ اس سازش کا جال توڑا وسیع تھا وائٹ کی بنیاد لیکن شرکاء سازش کی بدانتظامی کے باعث صرف ضلع کینٹ ماہ فروری ۱۵۵۸ء کی آبادی ہی نے ایک ہی اور مقامی سردار سر ٹامس وائٹ کی سرکردگی میں سر اٹھایا۔ مفسدہ پروازوں نے دریا سے ٹھیکے تمام جہازوں

اور توپوں پر قبضہ کر لیا اور سپاہ ردیف بھی جسے امیر نارفاک ان کے قلعہ کے لئے لایا تھا اپنے سپہ سالار کا ساتھ چھوڑ کر لادائٹ کی جہادائٹ کی جہ بیکارتی ہوئی باغیوں سے

جاملے۔ اس بازگرموقع پر شکست کو فتح سے تبدیل کر کے کاسہرا خود میری کے سر پہاگھوڑے پر سوار ہو کر وہ مروانہ وار گنڈ ہال میں پہنچی اور ایک پرچوش تقریر سے اہل شہر کے جذبہ وفاداری کو ابھار کر ان سے وعدہ کیا کہ میں پارلیمنٹ کی مرضی بغیر ہرگز شادی نہ کروں گی۔ واٹل جب فروری کی تیسری تاریخ کو لندن پہنچا تو پچیس ہزار تیغ آزمائوں کو اپنے مقابلے میں سید سپر پایا اس زبردست جمعیت کے مقابلے میں رک اٹھا کر وہ ٹپیل باریں گرفتار ہوا اور قلعہ لندن میں قید کر دیا گیا۔

میری کا انتقام نہایت خوفناک تھا۔ اُس وقت تک لیڈی جین گرے کو اُس نے چھوڑ رکھا تھا لیکن اسب وہ اس ناشاد خاتون اور اُس کے خاوند کے قتل پر آمادہ ہو گئی۔ چنانچہ دونوں کے دونوں ۱۲ فروری ۱۵۵۴ء کے روز قتل کر دیئے گئے۔ امیر گرے امیونناک لیڈی جین گرے اور دیگر اسٹراس دایٹ اور بعض دوسرے اکابر کا سر اس کے چند دن بعد اشخاص قتل

قلم ہوا۔ اور طبقہ عوام کے ایک سو سے اوپر افراد سولی پر لٹکا دیئے گئے۔ شہزادی الزبتھ قلعہ لندن میں قید کر دی گئی اور رینارڈ کی خواہش تھی کہ اس کا بھی کام تمام کر دیا جائے لیکن وزیر خزانہ کارڈینر کی سفارش سے اُس کی جان بچ گئی۔ قلعہ لندن سے نکال کر اُسے سرکاری پہرے میں پہلے قصر دسٹاک میں رکھا گیا جو اس سفر ڈسٹاک میں واقع ہے اور وہاں سے وہ بھٹ فیلڈ میں منتقل کر دی گئی جو ہر ٹرفڈسٹاک کے مصافات سے ہے۔

ان خونریزیوں کے چند مہینے بعد جولائی ۱۵۵۴ء میں میری کا عقد فلپ سے ہو گیا۔ یہ شاہی کچھ ہامرا اور مسرت بخش نہ ثابت ہوئی۔ پارلیمنٹ کو فلپ کے سر تاج انگلستان رکھنے سے انکار تھا اور معروف کے دل میں اپنی اوصیٰ عمر کی بی بی کی الفت موجود نہ تھی۔ لہذا وہ جولائی ۱۵۵۴ء

اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ اور میری اپنے منصوبوں کی تکمیل میں برابر مصروف تھی۔ کسی نہ کسی طرح اُس نے ایک ایسی پارلیمنٹ کا انتخاب کر ہی لیا جو بہت کچھ ہاپا کے وکیل مطلق کی آمد اس کی مرضی کے تابع تھی اور یہ پارلیمنٹ اس بات پر رضامند ہو گئی کہ پاپا کا ایک وکیل مطلق دوبار انگلستان میں موجود رہے۔ چنانچہ



کارڈنیال پول بڑے کردار کے ساتھ چہار پرسوار دریلے لیئرز میں داخل ہوا۔ اُس کے چہار کے اگلے حصہ پر چاندی کی ایک صلیب نصب تھی۔ اور جب اُس نے دارالامرا اور دارالعوام کے اراکین کو پاکی طرف سے فرمان معافی سنایا تو سب کے سب گھٹنوں کے بل اُس کے سامنے جھک گئے۔ یہ کارڈنیال پول اس رئیسہ سالبری کا بیٹا تھا جو ہنری چہتم کے عہد میں کل ہوئی تھی ۱۵۵۷ء میں وہ کنزربری کا صلاہ اسقف مقرر ہوا۔ اور شاہی کونسل میں اس کا بڑا درجہ امریکی طرف سے کیسا کی ہو گیا لیکن پاپا کو انجلیستان پر اسے کوئی حقیقی اختیار حاصل ہونا بہت جائیداد کی بجائے سے انکار

امریا میں بانٹ دی تھیں۔ پاپائے پال چہارم نے اگرچہ انجلیستان کو اپنے فرمان عمومی کے اطلاق سے مستثنیٰ کر دیا تھا کہ تمام مذہبی اوقاف کلیسا کو واپس دے جائیں مگر میری نے تمام وہ جائیداد جس پر اس کا قبضہ تھا اپنی خوشی سے واپس کر دی۔ امریکا کو اب یہ نوبت ہوا کہ اگر پاپا دستور پھر رائج ہو گیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک مذہب ایک دن سارا مال ضیعت اُس کے قبضے سے نکل جائیگا غرض انھوں نے آپس میں ایسا کر کے عہد کیا کہ جب تک اُن کی عمریں نیام اور نیام میں توازن ہو جو وہ اپنی جائیدادوں کو ہاتھ سے نہ جانے دیں گے۔ میری کو کبھی معلوم ہو گیا کہ ملک میں ایک مذہب دست جماعت ایسی موجود ہے جو پاپا کے مذہب اقتدار کی دل سے مخالف ہے۔ بایں ہمد میری اس بات کو اپنا فرض سمجھتی رہی کہ دین اقدس کے رستے میں روٹا اٹکنے والے تمام ملحدوں کا قلعہ و قلع کر دیا جائے۔ پول خود تو ایک رجم دل اور سیانہ برو شخص تھا اور اگر اُسی کی رائے پر تمام معاملات ہوتے تو میری اس قدر فرقہ پرستیاں اجرو تشدد نہ کرتی لیکن پول پاپائے پال چہارم سے جو سخت متعصب ۱۵۵۷ء تا ۱۵۵۹ء واقع ہوا تھا بہت ہی ڈرتا تھا فرقہ لاری کے خلاف ہنری چہارم اور ہنری پنجم کے عہد میں جو قوانین جاری کئے گئے تھے اُن کا اجرا نہ ہوا

عمل میں آیا اور سینٹ پال کے گرجا کا ایک پادری راجس اور گلاشر کا اسقف ہو پوراہ فروری ۱۵۵۵ء میں زندہ جلادے گئے۔ ان کے بعد جلد جلد دوسروں کی باری آئے گی۔ چار شخص اپریل اور مئی میں جلادے گئے۔ چھ جون میں۔ گیارہ جولائی میں۔ اور اٹھارہ اگست میں غرض مذہب کے نام پر جان قربان کرنے والوں کا شمار بڑھتا ہی جاتا تھا۔ اکثر کے کہ بہتے میں لیئیر اور ڈوئے زنجیروں سے پشت بہ پشت جکڑے ہوئے اسی پتھر پلنے

کے لیے آئے جو پہلے ہی اتنی بھٹیئیں سے بھری تھیں تو

رٹولی اور ٹیپہ سب بھٹیوں کے شعلوں میں جھونکے جانے لگے تو ٹیپہ نے اپنے

ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھالی رٹولی سمیت ہارو اور مروانہ وارہاں دو آج اس آگ

میں جھکر ہم انگلستان میں شعل روشن کریں گے جو خدا کے فضل سے کبھی گل ہونے میں

ٹیپہ رٹولی اور کریم مرکا ان کے کی جو کچھ لٹیرے نے کہا تھا اس کا حرف پورا ہو کر باہل

انگلستان کے لیے بحث طلب بات یہ تھی کہ کونسا مذہب سچا ہے

اور کونسا جھوٹا ہے۔ سوال یہ تھا کہ آیا کسی شخص کو یہ حق حاصل ہے

یا نہیں کہ اپنی ضمیر کی تلقین کے لحاظ سے کسی عقیدے پر قائم رہے اور اگر یہ حق حاصل ہے

تو اس میں اس قدر طاقت ہے یا نہیں کہ اس حق کی حمایت میں سینہ سپر ہو سکے ٹیپہ

اور رٹولی کے بعد ۱۵۵۷ء میں صدر اسقف کریم مرکا بھی جلاویا گیا۔ کریم نے ایک موقع پر کرنوری

دکھا کر اپنے عقاید سے رجوع کیا تھا اور توبہ نامہ پر دستخط کر دئے تھے۔ اب اس امداد

کے کفارہ کا وقت آیا چنانچہ جب اُسے چٹا کے اس لائے تو اُس نے سب سے پہلے اپنا

دہنا ہاتھ جو توبہ نامہ پر دستخط ثبت کرے کا بزم تھا پکٹے شعلوں میں دے دیا۔ ان شخصوں

کے زندہ جھلنے جو رو جھلکے اندھیرے گھپ میں صداقت اور جرات کی وہ شمع روشن

ہوئی جو آج تک برابر نور افشاں ہے۔ غرض تین سال کے اندر اندر کم سے کم دوسو سواستی

راست باز اور خداترس اشخاص اپنے مذہب پر قائم رہنے کی عکالت میں ہلاک کئے گئے۔ ان

کی ہلاکت رائیگاں نہ گئی اس لیے کہ ان ہیبت ناک واقعات سے خالیف ہو کر نہ صرف یہ کہ

بہت سے نیک نفس لوگ وطن چھوڑ کر فرینکفرٹ اور جنیوا میں جا بسے بلکہ انگلستان کی کیا

کیتھولک اور کیا پراسٹنٹ آبادی کو یہ خیال پیدا ہو گیا کہ کسی فرمانروا کو اختلاف عقاید کی بنا

پر رعایا کی جان لینے کا اختیار حاصل ہو نامہ درجہ خطرناک ہے تو

لوگوں میں اب ملکہ کی خرابی صحت کے متعلق سرگوشیاں ہونے لگیں اور پکے چپکے

اسس بین کا اظہار ہونے لگا کہ خدا کرے یہ ظالم ملکہ جلد مرے اور ملک کو پھر چیرنے میں

جی ۱۵۵۷ء میں فلپ کے دوسرے سفر انگلستان سے بھی صورت حالات میں کچھ اصلاح

کیلے کا انگریز قبضہ سے نکل جانا۔ انہ ہوئی۔ اس کے آنے کا مقصد یہ تھا کہ میری کو سمجھنا بھجا کر فرانس پر

فوج کشی کرنے میں اپنے ساتھ شریک کرے شاہی کونسل میں جب

یہ معاملہ بحث کے لیے پیش ہوا تو اراکین کو نسل نے سخت مخالفت کی۔ لیکن آخر میری کی رائے غالب آئی اور بشرکت ہسپانیہ فرانس پر حملہ کر دیا گیا۔ آگے چل کر اپنی اس ہسٹ کامیری کو بے حد رنج ہوا اس لیے کہ ۱۵۵۸ء میں کیلے کو جس کی حفاظت پر کافی فوج مامور تھی وہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ تک انگریزی قبضہ میں رہنے کے بعد فرانسیسیوں نے دربارہ فتح کر لیا۔ جب اُس کے کچھ ہی دن بعد لگنے لگا قلعہ جو فوج کیلے میں واقع ہے غنیمت کے حوالے ہوا تو بڑا عظمیٰ یورپ میں انگریزوں کے پاس ایک چپہ زمین بھی باقی نہ رہی۔ کہتے ہیں کہ میری کو جب ان شکستوں کی خبر پہنچی تو بے اختیار اُس کے منہ سے نکلا کہ جب میں مرنے لگا تو کیلے کا نام میرے دل پر نقش ہو گا میری کی صحت ایک مدت سے خراب ہو رہی تھی انہی ایام میں ایک قسم کا بخار لوگوں میں پھیل گیا اور وہ بھی اس میں مبتلا ہو کر ۱۵۵۸ء کو جہان سے گزر گئی۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس کی وفات کے بائیس گھنٹے بعد کارڈینال پول کا بھی انتقال ہو گیا۔

## پندرہواں باب

دورنہ فی دفرنی

الزنجہ

۱۵۴۵ء لغات ۱۵۴۵ء

شہزادی الزنجہ بیٹ فلیڈ کے چمن میں ۱۵۴۵ء کو ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی کہ قائد نے آکر اسے ملکہ انگلستان ہونے کا مشورہ سنایا۔ یہ خوشخبری سننے ہی وہ نگشٹوں کے بل کر کر خدا کا شکر بجا لائی اور کہنے لگی کہ یہ قدرت خدا کا اولیٰ کرشمہ ہے اگرچہ ہماری نظر میں نہایت عجیب ہو جائے گی بعد جب اس کے نام کا سکھ چلا تو طلالی سکوں پر اس نے یہی الفاظ نقش کرادے اور اس کے سارے عہد حکومت میں اسی طرح کے سکوں کا رواج رہا۔

جو خاص اوصاف عورتوں میں ہونے چاہئیں ان سے الزنجہ ہماری تھی اور اس لحاظ سے اس کی بہت سی بڑی بڑی لغزشیں کنائی جاسکتی ہیں لیکن فرماں روا ہونے کی حیثیت سے اس کا حق شنائش ہم سے پورا ادا نہیں ہو سکتا۔ اپنے خسروانہ فرائض سے وہ مدت العمر جس طریقہ پر عہدہ براہوتی رہی اس کا ذکر اپنے عہد کے زمانہ پر خود اپنی زبان سے اس نے اس طرح کیا ہے اور حق یہ ہے کہ ان الفاظ کا حرف حرف سچائی میں آواہوا ہے، میں نے ہمیشہ قیامت کے دن کو پیش نظر رکھا۔ اور اس طرح حکومت کرتی رہی کہ گویا مجھے ایک احکم الحاکمین کے حضور میں اپنے اعمال و اعمال کے لئے جواب دہ ہونا ہے اور میں اسی بزرگ و بڑے پروردگار کے عدلی کو اپنا گواہ قرار دیتی ہوں کہ میرے دل میں بھی کوئی خیال ایسا نہیں گزر جس سے میری رعایا کی فلاح کا پہلو الزنجہ کی سیرت

انہ نکلتا ہو، باپ کی طرف سے اسے استقامت و جرات اور شوق ہر دوزخی کے اوصاف ترک کریں گے۔ پھر اس کے علاوہ وہ باپ ہی کی طرح ان لوگوں کے ساتھ جو اس کی اطاعت کا وہم جھرتے تھے بہت کم مخلصانہ بناؤ کرتی تھی اور بہت کم انہی خاصہ ہوتی تھی۔ ماں کی سیرت سے اسے ذمہ دلی، شوق خوش لباسی اور ایسے پن کا حصہ ملا تھا۔ خود بھی کا عجیب و غریب کی جانب سے اس کی مشیت کہ میرات نکلتا۔ لیکن الزنجہ خود بھی اور ناز افزائی ہی کی چیز چاہتی تھی نہ ہی بلکہ ایک وسیع قلمرو کی ملکہ ہونے کے لحاظ سے اسے اپنے شاہانہ فرائض اور ذمہ داریوں کا گہرا احساس تھا۔ معتدل عداوت کی رسائی سے اس نے ہمیشہ اچھے مشیروں کا انتخاب کیا

اور اپنی رعایا کی اطلاع و بہبود کے لیے جو باتیں اکثر اسے سوجھ بایا کرتی تھیں مدونہ اُن کے ذہن میں ہی نہ آتی تھیں۔ اُس کو یکٹھن کام انجام دینا تھا کہ تخت سلطنت کو اپنی ذات کے لئے محفوظ رکھ کر مملکت کو بدسی و دشمنوں کے پنجے سے چھڑائے بھاری بھاری محمول کم کر دے۔ اور نظام سلطنت کے دینی و دنیوی عناصر کی بے ترتیبی کو رفع کر کے از سر نو اس میں واپس قائم کرے تاکہ انگریزی قوم ضبوط و متحد ہو جائے۔ اس کا ارہم کے سر انجام دینے میں اگر اکثر موقعوں پر اُس سے ناراستی اور تلون ظاہر ہوتا تھا تو جیسا کہ وہ خود کہتا کرتی تھی اس کا یہ عند ایک حد تک قابلِ پذیرائی ہے کہ یہ کروں عورت ذات ہوں اور کمزور ہوں بڑے بڑے زبردست دشمن لگاتار میرے سر پر ان کا توڑ مجھے ہر جیلے کرنا ہی پڑتا ہے۔

الزبتھ جب تخت پر بیٹھی ہے تو انگلستان کی حالت بہت ہی ابتز ہو رہی تھی۔ کلیسا کے اوقات سے است کش اور فرانس کے ساتھ ایک تباہ کن جنگ میں مصروف ہو کر میری نے خزانہ بالکل خالی کر دیا تھا۔ رعایا پر جو خوفناک مذہبی تشدد روا رکھا گیا تھا اس سے تنگ آ کر اچھے انگلستان کی ابتز حالت

پر آمادہ ہو گیا تھا۔ رعایا میں عام بے مینی پھیلی ہوئی تھی۔ زبان و مال خطرے میں تھے بیرونی حملے کا فہرشتہ ان اندرونی مصائب پر مستزاد تھا۔ آئر لینڈ میں فائینگی کی آگ الگ بگڑ رہی تھی اور اسکاٹ لینڈ کی ملکہ میری اسٹوارٹ جو ولیعہد فرانس سے عقد کر چکی تھی الزبتھ کو اولاد نہ دیا۔ مزید ترس و تھک انگلستان پر اپنا دعویٰ ثابت کر رہی تھی۔ بڑا عظمیٰ یورپ میں کینیٹھولک اور پروٹسٹنٹ گروہوں کے درمیان ایک بہت بڑی کشمکش برپا تھی جو الزبتھ کے زمانے میں برابر جاری رہی۔ ہنسی دوم تاجدار فرانس اپنی پرائیٹلٹ رعایا کی بیخ کنی کے لئے جدوجہد کر رہا تھا۔ ولف ہسپانیہ براعظم یورپ میں مذہبی کشمکش میں محمد اں کو لوگ کا زندہ ایندھن بنانے میں مصروف تھا۔ فلپ کو چوتھے فرانس کا کھٹا لگا ہوا تھا اس لئے ابتدا ابتدا میں اس کے تعلقات الزبتھ کے ساتھ لطیفہ ہر خاصا نہ سہے اگرچہ وہ اُس کا حقیقی بی خواہ کبھی بھی

نہ تھا اس کے علاوہ یاد ہوگا کہ فلپ کے باپ چارلس پنجم کو ہالینڈ کا علاقہ اپنی دادی میری ریلیٹ برگنڈی سے جس نے شہنشاہ میکس سیلین سے شادی کر لی تھی ترکہ میں ملا تھا۔ ایل ہالینڈ نے چونکہ پرائیٹلٹ مذہب اختیار کر لیا تھا اور یہ لوگ نہایت پختہ عقاید رکھتے تھے اس لیے فلپ دوم کی حکومت اور اُس کے شر شرستہ تغیش کی سختیاں انھیں دو چھر کرنے لگی تھیں۔ یہ بھی بالواسطہ

ٹیکٹ کے الزبحہ سے کشیدہ ہو جانے کی ایک نئی وجہ ہوئی۔ غرض یورپ اس وقت دو مخالف گروہوں کا اکٹھا کرنا ہوا تھا۔ ایک طرف کیتھولک تھے دوسری طرف پروٹسٹنٹ اور پاپائے پال چہارم جس نے بڑا نام حکومت میری انگلستان میں بہت سا کھویا ہوا اقتدار بچھرا حاصل کر لیا تھا اس انتظار میں تھا کہ الزبحہ کس فریق کا ساتھ دیتی ہے۔

الزبحہ نے دانشمندی کی راہ سے اول اول دونوں میں سے کسی فریق کا ساتھ نہ دیا میری کی کونسل میں جو ارکان سلطنت شریک تھے ان میں سے اکثر کو الزبحہ نے اپنی اپنی خدمتوں پر بحال رکھا اور ان میں ایک بیدار مغز برسرِ ولیم سیسل کا اضافہ کر دیا چائے چلکر لارڈ برے کے لقب سے ملقب ہو کر صدرِ انجمن کے صدر پر فائز ہوا اور مدتِ انجمن الزبحہ کی خدمات و فداکاری سے بجا لاتار ہوا صدرِ انجمن برسرِ ولیم سیسل آئین اور ضابطہ کے خلاف وہ کوئی بات نہ کرنا چاہتی تھی چنانچہ جب کلیسا کے طریقہ عبادت کے بدلنے کا سوال پیدا ہوا تو اس سے اضافہ نہ کیا

کہ جب تک پارلیمنٹ کے اجلاس میں اس مسئلہ پر پوری طرح غور نہ ہوے میں خود کوئی حکم اس بارے میں صادر نہیں کر سکتی۔ ساتھ ہی اس نے یہ اعلان کر دیا کہ رعایا کی آزادی فیہر میں کوئی ممانعت نہ کی جائیگی بلکہ ہر شخص کو اختیار ہو گا کہ جس عقیدے پر چاہے قائم رہے لیکن شرط یہ ہے کہ عبادت کا جو عام طریقہ قانوناً مقرر ہو اس کی پیروی برابر کی کرے۔ جب ۲۵ جنوری ۱۵۵۵ء کو پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا تو اس کے لئے سب سے پہلا کام یہ تھا کہ الزبحہ کے جائز و حقیقی ملکہ انگلستان ہونے کا اعلان کر کے قوانین اعتقاد و وحدت عمل نافذ کئے پہلے قانون کی رو سے ہر پادری کا فرض تھا کہ امور دینیہ میں ملکہ کی سیادت کا حلف اٹھائے۔ دوسرے قانون کے بموجب ایڈورڈ ڈسٹنٹ کی کتاب عبادت عمومی بعض ترمیمات کے ساتھ جن سے فریق کیتھولک کی دل جوئی مقصود تھی اسے فوراً کٹی گئی اور تمام لوگ گرجاؤں میں عبادت کے لئے اوقات مقررہ حلف سیادت پر حاضر ہوئے یا بھاری جرمانہ بھرنے پر مجبور کئے گئے اساقف کیتھولک تھے جن کے عقیدے میں دینی سیادت کا مرتبہ صرف پاپا کو حاصل تھا۔ اس لئے

بجز ایک کے باقی سب نے حلف سیادت اٹھانے سے انکار کر دیا چونکہ اس انکار کے صحیح معنی یہ تھے کہ وہ ملکہ کو اپنا پیشوا نہیں تسلیم کرتے لہذا وہ اپنی اپنی خدمتوں سے محروم کئے گئے اور ان کی بجائے پروٹسٹنٹ اساقف کا اقتدار عمل میں آیا۔ لیکن الزبحہ نے اس بارہ میں کترورجہ کے پادریوں پر زیادہ دباؤ ڈالنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ وہ پادری حلف اٹھانے نہ آئے ان کی غیر حاضری نظر انداز

کردی تھی اور اکثر مقامات میں گھروں کے اندر تھوڑے بڑے طبقے پر عبادت گاہیں قائم ہو گئیں۔ اگرچہ گرجاؤں میں یہ طریقہ منع تھا لیکن پادریوں کا ایک خاص طرز و معاہدہ ہم عالم تھا۔ انھیں یہ خاصہ اختیار تھا کہ وہ اپنے اس طرح ایک عرصے تک الزبتھان میں ہی مقننات سے پہلو بیاٹی رہیں جس پر ان کے بیرونی ممالک کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

اسکاٹ لینڈ نے الزبتھ کے لیے ایک اور شکل پیدا کر دی۔ میری اسٹوارٹس نے ایک فرانسس کی ملکہ ہو گئی تھی اس نے اس کی ماں میری ریسیس کا بیٹا نائب السلطنت ہونے کی حیثیت سے اسکاٹ لینڈ پر حکمران تھی۔ یہ ملک کئی سال سے بدترجیح پراسٹنٹ مذہب اختیار کر رہا تھا اور اعلیٰ بادشاہ مخالف اسوں کی دولت و اقتدار کو نگاہ رشک سے دیکھتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ ان میں سے اکثر مذہب جدید کی اشاعت کے حامی تھے۔ جو بدترین کے منہ نام سے تنگ آئے انھوں نے کچھ اسکاٹ لینڈ اسکاٹ لینڈ چلے آئے تھے انھیں خیر مقدم نہ کیا گیا۔ یہ ایک بڑا تھا طبیعت کے سخت اور دھن کے بچے اسکاٹ لینڈ کی حالت ہوئے کی وجہ سے اسکاٹ لینڈ والے مذہب کے معاملے میں انگریزوں سے بھی دو قدم آگے نکل کر جینوا کے نئے مصلح مذہب جان کیلون کے پیرو

ہو گئے تھے۔ ۱۵۵۷ء میں امرائے ایک انبوہ کثیر نے ایڈنبرا میں جلسہ کر کے آپس میں عہد کیا کہ ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے اور نئے عقیدے کی تبلیغ میں سرگرمی سے مدد دیں گے جس میں بادشاہ پرائیوٹوں نے دھوکا دیا تھا وہ ایمان اول کہلاتا ہے اور انھوں نے اپنے نئے امرائے جماعت کا اتنا ہی لقب جوڑ کر میری ریسیس کا بیٹا ایک بڑا بڑا عقیدہ نکال دیا۔ ان سرگرمیوں کو کب ٹھنڈے دل سے دیکھ سکتی تھی اس نے جب مدید عقیدہ کا استیصال پھر کرنا چاہا۔ اُدھر کیلون کے ایک مشہور پیرو جارج بکس اسکاٹ لینڈ کے امرائے جماعت کے غلط و پندس کر لوگوں نے گرجاؤں میں مورخوں کو ٹوڑ پھوڑ ڈالا۔ ۱۵۵۹ء اور ایسی برائے اور کو کھلم کھلا فساد برپا کر دیا۔

اپنی حکومت ایک فرانسیسی فوج کی مدد سے قائم رکھنی چاہی لیکن امرائے جماعت نے ایڈنبرا پر قبضہ کیا اور وہاں ایک پارلیمنٹ منعقد کی۔ اپنے پرانے حلیفوں یعنی فرانسیسیوں کی گرفت سے اب وہ آزاد ہونا چاہتے تھے اور بحث و مباحثہ کے بعد بالاتفاق یہی رائے قرار پائی کہ الزبتھ سے مدد مانگنی چاہئے۔

الزبتھ نے پہلے تو اتل کیا اس لئے کہ وہ باغیوں کی حکومت کے مقابلے میں مدد دینا پسند نہ کرتی تھی۔ لیکن اسکاٹ لینڈ میں ایک فرانسیسی فوج کا سوجھ بوجھ دھونا خود انگلستان کے لئے

بہت بڑے خطرے کا موجب بننا۔ اسلئے بہت کچھ سوچ بچار کے بعد اس نے آخر کار انگریزی بیس  
 سپہ سالار نامہ ایڈمنٹنبرائی کو بھیج دیا اور لارڈ کرے کی کمان میں آٹھ ہزار فوج محاصرہ لینڈ  
 میں لگ دینے کے لئے روانہ کی۔ انھیں ایام میں نائب السلطنت ملکہ کا

انتقال ہو گیا اور امریکی اس مجلس نے جو حکومت کے انتظام کی ذمہ دار  
 ہوئی تھی ایڈمنبرائی میں ایک معاہدہ پر دستخط کر دئے جس کی رو سے فرانسیسیوں نے تو اسکا ٹینڈنٹ  
 کر دینے کا وعدہ کیا اور اعزائے ذمہ لیا کہ میری اسٹوارٹ تاج انگلستان کا دعویٰ نہ کرے گی۔  
 لیکن میری خود اس معاہدہ کی تصدیق پر کسی طرح رضامند نہ ہوئی اس پر اسکا ٹینڈنٹ کی پارلیمنٹ نے  
 ۲۵ اگست ۱۷۹۱ء کو برٹش شہر کے ہاتھ پر اسٹینڈنٹ عقاید کا قانوناً اعلان کیا اور اسی زمانہ سے  
 میری ملکہ اسکا ٹینڈنٹ کی معاہدہ اسکا ٹینڈنٹ کا مذہب پر اسٹینڈنٹ ہے چند ماہ بعد دسمبر ۱۷۹۱ء میں میری کا  
 اگست ۱۷۹۱ء فرانسیسی شہر شاہ فرانسس ثانی وفات پا گیا اور اگلے سال وہ  
 برطانیہ کی اپنی وطن پرستی کی بنا پر ملکہ اسکا ٹینڈنٹ کے حلیت سے حکومت  
 کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیکن الزبتھ کو سروسٹ اس سے کچھ اندیشہ نہ تھا اس لئے کہ تمام  
 پر اسٹینڈنٹ امر اس کے طرفدار تھے

انگلستان کو اس اثنا میں داخلی امن و امان کی وجہ سے خوش حالی کا موقع مل رہا تھا۔  
 کلیسا کے اوقات پر دوبارہ قابض ہو جائے اور اخراجات میں کفایت کرنے سے خزانہ پچھرا سمور ہو گیا  
 اس کے ساتھ ہی کھوٹے سکوں کا چھین روک دینے اور روپیہ کو از سر نو اصلی قیمت پر چلانی سے  
 انگلستان کی خوش حالی سیسل نے رعایا کو ایک بار لڑاں سے سبکدوش کر دیا۔ ۱۷۹۱ء میں ایک کمیشن  
 رعایا کی عسرت و پریشاں حالی کے اسباب کی تحقیقات کے لیے مامور کیا  
 گیا اور ۱۷۹۲ء میں ہر شہر کے رئیس بلدیہ اور ہر گاؤں کے داروغہ کلیسا کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے علاقہ  
 کی آبادی سے اس علاقے کے غربا کی پرورش کے لیے چندہ اکٹھا کر کے ایک سرمایہ قائم کریں۔ یہ  
 گویا مضابطہ مساکین کی ابتدا تھی جس کی توثیق سن ۱۷۹۵ء میں پارلیمنٹ کے ایک قانون سے  
 عمل میں آئی اور جو سن ۱۸۳۲ء تک نافذ رہا۔ اگرچہ آگے چلکر یہ مضابطہ رعایا کے لیے ایک ناقابل برداشت  
 مضابطہ مساکین ۱۷۹۲-۱۷۹۳ء ہو چکا ہو گیا لیکن اس زمانے میں اس کا نفاذ ہر پہلو سے قرین مصلحت سمجھا  
 اور قیام امن میں اس سے بڑی مدد ملی

لیکن رعایا کی خیر و فلاح میں الزبتھ کی جن دانشمندانہ تدابیر نے نمب سے  
 ترقی و زراعت



زیادہ حصہ لیا وہ یہ تھیں کہ ایک نواس نے جبر و استبداد کی محبت مٹا دی دوسرے ناوانوں کی جائیداد کو تواناؤں کی دست برد سے محفوظ کر دیا۔ مالکان اراضی اور شرفائے طبقہ متوسط اب اپنی زمین داریوں کا انتظام بہت اچھی طرح کرنے لگے مختلف قسم کی کھادوں کے استعمال پر توجہ ہونے لگی اور ایک کھیت میں مختلف فصلیں بدل بدل کر بننے کے طریقے پر عمل ہونے لگا۔ البتہ یہ ایک بہت بڑی خرابی تھی کہ پہلے کی طرح مزدوروں کے پاس خود اپنی زمینیں نہ تھیں کچھ بھی بہترین طریقہ کاشت کے رواج سے فصلوں کی پیداوار زیادہ ہونے لگی اور کھیتوں میں زیادہ مزدور کام پر لگائے جانے لگے۔

صنعت و حرفت و دستکاری اور تجارت میں بھی جان بڑھنے لگی اور محنت کرنے والوں کے لئے اُس طور پر معاش کی ایک نئی صورت نکل آئی۔ نہ بھی دار دیگر سے تنگ آکر ندر لینڈ کے بہت سے دستکار نقل مکان کر کے انگلستان چلے آئے اور انگریزوں نے ان سے نفیس تر سوئی اور ریشمی کپڑے بننے صابن اور تدہین کے لئے روغن تیار کرنے اور اپنا کپڑا خود رنگنے تجارت اور صنعت و حرفت کا ہنر سیکھ لیا۔ شمالی علاقے کے شہر خوش حال اور متمول ہو چلے اور

اپنی ساخت کی پائیداری اور نفاست میں مشہور ہو گئیں اس کے علاوہ جو تجارتی مال اور وہیہ پہلے اطراف و اکناف عالم سے سیدھا انٹورپ جایا کرتا تھا اب براہ راست انگلستان آنے لگا۔ طلا و نقرہ خام امریکہ سے خاک طلا اور عاج افریقہ سے اور ریشمی اور سوئی بھقان و بار مشرق سے آکر لندن کی منڈیوں میں فروخت ہونے لگے جہاں سرٹامس گریٹھم نے ۱۵۶۶ء میں شاہی حصار قائم کیا تاکہ اس کی عمارت میں سوداگر و بازاریاں اکٹھے ہو سکیں قیمت آزاں بازاروں کی حوصلہ افزائی خود ملکہ کی طرف سے ہوتی تھی۔ اس سے تجارتی جہازوں کا ایک اچھا خاصا بیڑا رفتہ رفتہ تیار ہو گیا جس کے جری ناخدا سمندروں میں جان ہتھیل پر لئے پھرتے تھے۔

غرض انگلستان نے آب شور کی اُس تسخیر کی طرف اب قدم بڑھانا شروع کیا تھا جس نے اُس کی عظمت و شکوہ میں چار چاند لگاوائے ہیں ۱۵۷۱ء میں مغربی علاقے کا ایک جہاز اراں جس کا نام فرابرشر تھا سمت شمال میں روانہ ہوا تاکہ شمالی و مغربی طرف سے ہندوستان کا بحری رستہ دریافت کرے اس جستجو میں اُس نے آہنائے خلیج پرتگال دریافت کر لی جزائی کشتیاں ۱۵۸۳ء

جواچ تک اس کے نام سے موسوم ہے اسی سال جواں ہمت

سفر جبری سفر اختیار کیا اور اسی غرض سے  
۱۵۸۳ء میں ایک اور سفر کیا جس کے دوران میں اُس نے یوفاؤنڈ لینڈ پر انگلستان کا جھنڈا  
جاگاڑا لیکن بعد میں اس کا جہاز ضائع ہو گیا اور سب اہل کشتی غرق ہو گئے۔ ڈیوس ریٹ  
ہائس اور ڈریک یہ سب وہ لوگ ہیں جن کے نام جبری اکتشافات کے لئے مشہور ہیں۔ ڈریک  
بعد انگریز ہے جس نے تمام دنیا کے گرد جبری سفر کیا لیکن ہائس کی یاد اس دن سے مٹ  
ہے کہ مشاعرے میں سب سے پہلے وہی جشی غلاموں کی ایک کھوپ جہاز میں بھر کے افریقہ سے  
امریکہ لے گیا بہر حال ان اشخاص نے نئے نئے ممالک دریافت کئے اور تجارت کی نئی نئی  
راہیں کھولیں۔

دولت و ثروت کے اس اضافے کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں کی زندگی زیادہ آرام و آسائش  
سے بسر ہونے لگی۔ مستحکم اور متحصن قلعوں کی بجائے شرفائے اپنے رہنے کے لئے دل کشا کوٹھیاں  
تعمیر کرائیں جن کی وضع فنِ عمارت میں ارتقاء کے نام سے موسوم ہے۔ ان شاندار ایوانوں  
کے زینے صنعتِ سنگ تراشی کا محال ظاہر کرتے تھے اور کمروں کے فرش پر مختلف  
قالبینوں سے آداستہ تھے۔ سفید پوشوں اور کسانوں کے مکانوں میں بھی

اینٹ پتھر کی چٹائی ہونے لگی مکھڑکیوں سے آئینے نظر آنے لگے۔ اور  
اس سوراخ کی بجائے جو پہلے چھت میں سے دھواں نکال کرتا تھا اب خوش وضع دودبان دکھائی  
دینے لگے۔ بہ طریقہ رعایا خصوصاً شرفا کا لباس پہلے سے زیادہ نفیس اور قیمتی ہونے لگا۔ خود ملک  
بھی اگر چہ بڑی سنگھڑ اور کفایت شعار تھی لیکن طمطراق اور نمود پرستی ہوئی تھی اور جب ایک مقرب  
امیر کے گھر سے دوسرے کے گھر جاتی تھی تو دھوم و دھام کے جشنوں کی ترتیب اور زرق برق  
کی نمود و نمائش سے شہر و لہن بنا ہوا نظر آتا تھا اور اس گرمی ہنگامہ سے رعایا میں نیت نئی  
چہل پہل پیدا ہوتی رہتی تھی رعایا تو خوش حال اور فارغ البال تھی لیکن خود ملک الٹا بطرح طرح  
کے آلام و افکار میں مبتلا تھی۔ پاپائے پالیس رائج یہ دیکھ کر کہ نہ تو وہ انگلستان میں اس کے  
وکیل مطلق ہی کے سکونت پذیر ہونے کی روادار ہے اور نہ پاپا کی مجلس عمومی میں جو بمقام ٹرنٹ  
۱۵۸۷ء منعقد ہوئی اس نے اپنا سفیر بھیج کر حق تعظیم روماد کیا اُسے ایک سرکش تاجدار سمجھنے  
لگا۔ اور اسی لحاظ سے پاپائے فرقہ کی تہذیب کے نام پر ایات جاری کر دیں کہ کوئی شخص عبادت  
کے لئے انگریزی گرجاؤں میں نہ جائے پارلیمنٹ کو یہ مداخلت ناگوار گزری اور اس کے ٹوڑے کیلئے

اُس نے ایک قانون جاری کر دیا جس کی رو سے ہر رکن دارالعوام ہر سال کی عہدہ دار  
 حلف طاعت کرے اور ہر تیس سال کے لیے لازم قرار پایا کہ ملک کی اطاعت کا حلف اٹھائے  
 اور انگلستان میں پایا کا صاحب اختیار ہونا تسلیم کرے۔ اس قانون  
 کا بدیسی اثر یہ ہوا کہ تمام راسخ العقیدہ کیتھولک اشخاص کے لیے دارالعوام کا دروازہ بند ہو گیا۔  
 ایڈورڈ ششم کے عہد میں دین سچی کے جو اتالیس احکام ایک کتاب کی شکل میں مرتب کئے  
 گئے تھے اب قانوناً واجب الاتباع قرار پائے اور تمام پیشوایان مذہب سے ان کی حقیقت  
 کا تجزیہ و اعتراف کر لیا گیا۔ اس طور پر الزبتھ کی منشا کے خلاف مذہبی پھوٹ کا بیج اس کی رعایا  
 الزبتھ کا منکھت سے کے دلوں میں جم گیا میری ملکہ اسکاٹلینڈ بھی اب پھر الزبتھ کے اطمینان قلب  
 میں خلل ڈالنے لگی حق جانشینی اب بھی اُس کی طرف عود کرنا محققا  
 انکار

اس لیے کہ اگرچہ پارلیمنٹ نے بار بار الزبتھ سے عقد کے لیے اصرار کیا  
 اور اُس نے بھی کبھی ولیعہد اسٹریا کے پیغام کے ساتھ مشق ناز کی کبھی اپنے جیتے مقرب برابرٹ  
 ڈوڈلی امیر بیسٹر پر گوشہ انتقامت منہ دل کیا لیکن نتیجہ ان تمام باتوں کا کچھ نہ نکلا اور ملک کی ساری  
 عمر کنواری پن ہی میں گزری حقیقت یہ ہے کہ ازدواج کے جمعیلے میں پڑنا اُس کے لیے سخت مشکل  
 تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ اگر عقد کرتی تو یا تو کسی پرائسٹ سے کرتی یا کسی کیتھولک سے۔ دونوں صورتوں  
 میں اُس کی رعایا کا آدھا حصہ اُس سے ضرور برگشتہ ہو گیا ہوتا۔

غرض میری اسٹوارٹ ابھی تک الزبتھ کے لیے خارجہ پلوتی جب وہ اول اول فرانس سے  
 اسکاٹلینڈ واپس آئی تو تمام لوگ اپنی قبول صورت جو اس سال ملک کو جان و دل سے چاہتے تھے  
 اور انھیں اس میں بھی کوئی اعتراض نہ تھا کہ ملک اپنے کیتھولک عقیدے پر قائم رہے خصوصاً جبکہ  
 میری ملکہ اسکاٹلینڈ کا عقد ملکہ کا سوتیلہ بھائی امیر مرے جو پرائسٹ مذہب رکھتا تھا انظم و نسق ملک  
 لارڈ ڈارنلی کے ساتھ ۱۵۶۷ء میں اس کا ہتھ بٹانے لگا تو کچھ ہی دن بعد ملک کو دوسرا نکاح کرنے کا خیال  
 پیدا ہوا اور ۱۵۶۷ء میں اُس نے اپنے فوجان قرابت وار ہنری اسٹوارٹ

لارڈ ڈارنلی سے عقد کر لیا جو خود اُس کی طرح ہنری ششم کی بہن مارگرٹ ٹیوڈر کی نسل سے تھا۔  
 ڈارنلی کی تربیت انگلستان میں ہوئی تھی اور اُس کے خاندان والے جو لینا کس کہلاتے تھے قدیم  
 سے کیتھولک مذہب کے پیرو چلے آتے تھے۔ اب اسکاٹلینڈ میں کیتھولک اور اکاغلبہ ہو گیا مرے  
 ملک بدر ہوئے نہ پر مجبور ہوا اور الزبتھ کو میری اور ڈارنلی کی ملک گیرانہ پورش کی طرف سے ہر وقت

کھٹکا لگا رہے لگاؤ

لیکن میری نے بنانا یکھل اپنے ہاتھوں لگاڑ دیا۔ ڈارنلی ایک کمزور طبیعت کا ترقی شخص تھا ایسے شوہر سے بھلا میری کی کس طرح بندھ سکتی تھی۔ ڈارنلی کی طرف سے اُس کی طبیعت جلد ہی اچاٹ ہو گئی۔ اُس کی بڑی آرزو یہ تھی کہ کیتھولک مذہب کا اقتدار از سر نو قائم ہو اور وہ خود انکلتا کی ملکہ ہو جائے۔ اسی غرض سے اُس نے پاپائے روم اور تاجدار ہسپانیہ کے ساتھ خفیہ خط و کتابت کا سلسلہ قائم کر رکھا تھا اور اس کام میں اُسے اپنے لائق اطالوی معتمد ڈیوڈ رزیو سے بڑی مدد ملتی تھی۔ ڈارنلی ملکہ میری کے شوہر ہونے کی حیثیت سے سر پر تاج بادشاہی رکھنے کا آرزو مند تھا لیکن میری نے اُس کی تمنا پوری نہ ہونے دی۔ اُس پر ڈارنلی بہت ہی بگڑا اور رزیو کا ایسا دشمن ہو گیا رزیو کا قتل

۹ مارچ ۱۵۶۶ء یہ امر الملکہ کے قصر ہولی رڈ میں داخل ہو کر رزیو کو اُس کے سامنے سے لٹا کر باہر لے آئے اور محل کے زیر پر اُس کا کام تمام کر دیا۔ اُس کے

بعد اُنھوں نے محل کے کچھانچوں پر اپنے پہرے بٹھا دیئے اور ملکہ اُن کے قابو میں آگئی مصلحت وقت اسی میں تھی کہ وہ اُن کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور ڈارنلی کے ساتھ از سر نو مراسم ارتباط قائم کر لے لیکن یہ واقعہ اُسے کبھی فراموش نہ ہوا اور اُس کے دل میں رہ رہ کر کانٹے کی طرح کھینکتا رہا۔ تین مہینے بعد ۹ جون ۱۵۶۶ء کو اُس کے لیٹن سے ایک شہزادہ تولد ہوا اور اب اُسے ایک وارث تخت و تاج مل جانے سے الزبحہ پر ایک طرح کی فوقیت حاصل ہو گئی تو مہینے تک حالت سکون قائم رہی لیکن اُس کے بعد یکایک ایک خوفناک واقعہ پیش آیا۔ ڈارنلی کچھ دن سے بیمار تھا اور میری جو لیٹا ہوا اُس کی تیمارداری بڑی توجہ اور دجوبی سے کر رہی تھی اُسے تبدیل آب و ہوا کے لئے ایک پرانی خانقاہ میں جو کرک اوفلیڈ کے نام سے موسوم تھی اور ایڈنبرا کے باہر قصر ہولی رڈ کے قریب واقع تھی اٹھوا لائی۔ ایک دن سر شام وہ اسے ایک ڈارنلی کا قتل

۹ فروری ۱۵۶۷ء کو عمر غلام بچہ کی نگرانی میں چھوڑ کر خود قصر ہولی رڈ میں اپنے ایک خادم کی شادی کا جلسہ دیکھنے چلی گئی۔ ادھی رات گزر رہی تھی دفعہ ایک ہیبت ناک دھماکا ہوا جس نے سارے شہر کی بنیادیں ہلا دیں۔ کرک اوفلیڈ

کی خانقاہ بھٹک سے اڑ گئی تھی اور ڈارنلی اور غلام بچہ کی لاشیں پاس ہی ایک کھجبت میں پڑی ہوئی تھیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ملکہ کو اس واقعہ کا کس حد تک علم تھا لیکن اس میں ذرا

شک نہیں کہ یہ کام ایک نوجوان من چلے رئیس زادہ جیمز ہمبرن امیر باحتول کا مٹھا اور میری  
نے تین مہینے بعد ۱۵ مئی ۱۷۹۶ء کو اس سے عقد کر لیا تو

خاوند کے اس بیدروانہ قتل کا واقعہ ایسا نہ تھا کہ ایک سرے سے لے کر دوسرے  
سرے تک سارا اسکا ٹیکنڈ اس سے نفرت نہ کرنے لگے۔ اگرچہ بہت سے لوگ ایسے بھی تھے  
جنہیں اس کی بیگناہی کا یقین تھا۔ ایک مہینے تک وہ امر کے مقابلے کے لیے فوج جمع  
کرتی رہی لیکن جب وقت آیا تو کسی نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ اور سب ایک ایک کر کے الگ  
ہو گئے باحتول نے تو اکثرینز میں جا کر پناہ لی اور وہاں سے بھاگ کر ڈنمارک چلا گیا جہاں اسکا  
انتقال ہو گیا۔ میری گرفتار کر لی گئی اور ایک مستحکم قلعہ میں جو علاقہ کنز اس شایر کی جھیل لیونکے  
نیچوں پر واقع تھا نظر بند کر دی گئی۔ امرائے اس حالت میں اسے تخت و تاج سے دست بردار  
ہونے پر مجبور کیا اور اس کا شیر خوار بچہ امیر مرے کی ولایت میں جیمز ششم کے لقب سے  
میری ذرا ہو کر انگلستان پہل  
تخت اسکا ٹیکنڈ پر بٹھا یا گیا۔ ممالک بھر بندہ وہ موقع پا کر قید سے نکل گئی  
اور اپنے حریفوں کے مقابلہ کے لیے پھر ایک لشکر فراہم کر لیا لیکن  
جاتی ۷ مئی ۱۷۹۸ء

شکست کھائی اور میدان جنگ سے جان پی کر بھاگی۔ نوے میل تک ٹھہری کی بائیں اٹھا  
اور رستہ میں بجز ڈاک بدلنے کے کہیں بھی ذرا دم نہ لیا۔ فیروزہ برابر سر پیٹ چلی گئی اور اتنی لمبی  
منزل مارنے کے بعد خلیج سالوے کو عبور کر کے کارلائل میں پناہ گزیں ہوئی تو

الزبتھ کو یہ بات کب گوارا ہو سکتی تھی کہ اس کی رقیب سرزمین انگلستان میں موجود  
ہو۔ ابھی سال ہی بھر ہوا تھا کہ پارلیمنٹ نے اس سے مکرر اصرار کیا تھا کہ اپنے نکاح  
اور جانشینی کے مسئلہ کو کسی صورت سے حل کرے۔ قوم کی بڑھتی خوش حالی کے ساتھ اس کی  
انگریزی پارلیمنٹ کی روز اوار العوام کی جرأت بھی بڑھتی جاتی تھی۔ اب دیہات کے شرفدار العوام کی  
افزوں طاقت - رکنیت کے آرزو مند ہونے لگے تھے اور ان کی پارلیمنٹ میں شہرہ طلب  
کرنے کے بجائے اپنے ہم ایوں کی وکالت کرنے پر بلا معاوضہ -

اظہارِ رائے کرتے تھے۔ یہ لوگ بالکل کمزادہ رو تھے اور اس بات کے دشمنی تھے کہ کسی طرح ان کے  
حقوق محفوظ رہیں۔ میری کے بیٹے کی ولادت کے بعد ہی انھوں نے مسئلہ جانشینی کے لئے  
کرنے کے لئے الزبتھ پر از سر نو زور ڈالنا شروع کیا اور جب الزبتھ نے انھیں سختی سے پہلا بھیجا

کہ تم لوگوں کو اس معاملے میں کوئی دخل نہیں اس کا فیصلہ میری رائے پر چھوڑ دیا جائے تو دارعوام کے ایک رکن ڈیوڈ ہامی نے اٹھ کر سوال کیا کہ کیا ملکہ کا یہ پیغام ہماری قومی آزادی کے منافی نہیں، ہے؟ آخر ملکہ نے وعدے وعید کر کے ان کو تسلی دی اور انھوں نے جب کہیں جا کر اس فوجی مہم کے مصارف کے لیے جو وہ آئر لینڈ کو روانہ کرنا چاہتی تھی مطلوبہ رقم کی منظوری دی۔ آئر لینڈ ایک ولیہ اور بیدار مغیر سردار شان اونیل کی سرکردگی میں ۱۵۶۵ء میں شان اونیل کی بغاوت سے کھلم کھلا برسر بغاوت تھا۔ لیکن زرو لشکر کے بل پر سر ہمیری سٹون نے ۱۵۶۵ء میں یہ بغاوت فساد کر دی اور قیام امن وامان کی امیدیں چلی و

عین ان ایام میں میری اسٹوارٹ کے بھائی کرائگستان چلے آنے سے الیٹھی کی شکست میں ایک نیا اضافہ ہو گیا۔ سوال یہ تھا کہ میری کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ میری چاہتی تھی کہ یا تو ایک فوج اُس کے ہمراہ کر دی جائے تاکہ وہ اسکاٹ لینڈ واپس چلی جائے یا اسے فرانس چلے جانے کی اجازت دے دی جائے۔ الیٹھی یہ اجازت نہ دے سکتی تھی اس لئے کہ میری کا انگلستان میں مقیم ہونا فرانس کو اس طور پر اسکاٹ لینڈ کے معاملات میں دست اندازی کا پھر موقع مل جاتا۔ البتہ مرے کو اُس نے ضرور کہلا بھیجا کہ اپنی ملکہ کو واپس بلا بھیجے لیکن اس لئے انکار کر دیا اور مرے نے اپنے انکار کو حق بجانب ثابت کرنے کے لیے چند خطوط پیش کئے جو میری اور باقیوں نے ایک دوسرے کو دکھائے تھے۔ اگر یہ خط و کتابت فرضی نہ تھی بلکہ اصل تھی تو اُس سے ثابت ہوتا تھا کہ میری اپنے خاوند کے قتل کی سازش میں شریک تھی۔ عرض التوجہ نے اُسے انگلستان ہی میں رکھا اور پہلے تو اپنی نگرانی میں اُسے اضلاع کے ایک محل میں نظر بند کیا اور بعد ازاں دوسرے محل میں بھیج دیا۔ اکثر لوگوں نے الزبتھ میری کو مقید رکھنے کا الزام لگایا ہے بخلاف اُس کے ایک اور طبقہ ایسے لوگوں کا ہے جو میری کو طرز بھرتا ہے کہ آئندہ اٹھارہ سال تک وہ الزبتھ کے خلاف سازشوں میں شریک نہ رہی۔ راقم الحروف کی رائے میں الزبتھ اور میری دونوں سے کسی دوسرے طرز عمل کی توقع رکھنا فطرت انسانی کا غلط اندازہ لگانا ہے۔ کیتھولک عقیدہ رکھنے والے کیتھولک فرقہ کی حامی ہونے کی حیثیت سے میری کا ایمان تھا کہ اگر تخت سلطنت پر کسی تیسرے سے اُس کا قبضہ ہو سکے تو ایسی تدبیر اختیار کرنے میں وہ سراسر حق بجانب ہوگی۔

میری اور الزبتھ

علیٰ بن النقیاس الزتجہ کو اپنی رعایا پر جو اسے عزیز رکھتی تھی اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لئے ہر ایک قسم کی کوشش کرنی لازم تھی۔ الزتجہ کو ایک بات میں میری پرفورمیت حاصل تھی اور وہ یہ کہ اگرچہ الزتجہ طبیعت کی سخت تھی لیکن اُس کا خیال ہمیشہ اپنی رعایا کی فلاح میں منہمک رہتا تھا۔ میری دلفریب اور پسندیدہ اطوار ضرور رکھتی تھی لیکن اس نے اپنے جذبات سے بے قابو ہو کر اپنا معاملہ خود بگاڑ لیا۔ جس وقت سے اس نے اپنے شوہر کے قاتل کے ساتھ عقد کیا دولت اقبال نے اُس کا ساتھ چھوڑ دیا اور کوئی امید اُس کی کامیابی کی باقی نہ رہی۔

اس وقت تک الزتجہ نے بڑی حکمت عملی سے اپنے آپ کو غیر ممالک کی لڑائیوں سے الگ تھلک رکھا تھا لیکن اب یہ غیر جانب داری اس کے لئے روز بروز زیادہ مشکل ہوتی جاتی تھی۔ میری اسٹوارٹ جب فرار ہو کر انگلستان چلی آئی تو انھیں ایام میں مندرلینڈ کے سچلے باشندوں یعنی ہالینڈز، لیڈز اور فلیٹڈرس کی آبادی نے ولیم ریس آرج کی قیادت میں اپنے تمام اہل مندرلینڈ کی بغاوت کا سلسلہ مدقوں قائم رہا۔ اس جنگ میں انھیں انواع و اقسام کی سختیاں جھیلنی پڑیں اور بار بار فافڈکشی تک نوبت آپہنچی آخر انھوں نے اپنے علاقے کے سیلابی بند توڑ دالے اور تمام علاقے کو تہ آب کر کے دشمن کو ملک سے نکال دیا۔ اس موقع پر اگر کوئی کیتھولک ملکہ فرمانروا اے انگلستان ہوتی تو فلف ثانی کا بہت کچھ ہاتھ بٹا لیکن الزتجہ کے لئے فریقین میں سے کسی کا بھی ساتھ دینا بہت مشکل تھا خود اس کی کونسل کے اراکین اس بارے میں مختلف اغراض کے حامی تھے سیسل اور تمام پیراٹنٹ امر اکیٹمیش تھی کہ مندرلینڈ والوں کا ساتھ دیا جائے۔ امیر نارفاک اور کیتھولک امر اچاہتے تھے کہ ہسپانیہ کے ساتھ مہمانانہ مراسم قائم ہوں اور میری الزتجہ کی جانشین نامزد ہو ملکہ نے ان دونوں جماعتوں کی متخالف اغراض میں توازن قائم رکھنے کی کوشش کی لیکن کیتھولک امر ا قابو سے باہر ہو گئے شمال انگلستان بغاوت چنانچہ میری کو امیر نارفاک کے جہاں عقد میں لانے کی سازش کی گئی اور

نومبر ۱۵۶۹ء

جب اس سازش کے کھل جانے پر نارفاک فلوڈنڈن میں قید کر دیا گیا تو میری کو آزادی دلانے کے قہقہے سے امیر نارفاک، لیڈز اور امیر ریسٹ مورلینڈ کی سرکردگی میں شمالی انگلستان کی آبادی نے بغاوت کر دی یہاں شکست کھا کر اسکاٹ لینڈ

بھاگ گئے اور چھ سو سے زیادہ ملاموں کی بجلت بغاوت گردن ماری گئی ہو  
 لیکن کیتھولک ابھی تک بے چین تھے۔ اگلے سال یعنی ۱۵۵۷ء میں پاپائے پانچویں  
 نے الزبتھ کو دائرہ کلیسا سے خارج کر دیا اور اس انراج کے ساتھ ہی ملکہ کی رعایا کو فرض اطاعت  
 سے سبکدوش کر دیا۔ اس کے جواب میں پارلیمنٹ نے کیتھولک فرقے کے خلاف پہلے سے  
 دائرہ کلیسا سے الزبتھ کو خارج بھی زیادہ سخت قوانین نافذ کئے اس اثنا میں امیر نارفاک نے ڈولفی  
 اور ڈولفی کی سازش سے ناامید نامی ایک گماشتے کو خفیہ طور پر فلپ شاہ ہسپانیہ کے پاس یہ پیغام دیکر  
 بھیجا کہ ہسپانوی فوج کا ایک دستہ انگلستان میں لنگر انداز ہو کر الزبتھ کو  
 قید کرے اور میری کو تخت پر بٹھا دے۔ پاپائے اس تجویز سے اتفاق کیا اور سازش کنندوں کو  
 اُن کے منصوبے کی تکمیل کے لیے کچھ رقم بھی دی لیکن ہسپانوی جرنیل الواجس کے سپرد یہ  
 مہم کی گئی تھی ابھی کچھ کرے بھی نہ پایا تھا کہ اس سازش کا بھانڈا پھوٹ گیا اور لارڈ برے  
 کو سب باتیں معلوم ہو گئیں۔ نارفاک تو ۲۷ جون ۱۵۵۷ء کو قتل کر دیا گیا اور فیہ ہسپانیہ  
 انگلستان سے نکال دیا گیا۔ پارلیمنٹ نے الزبتھ پر اس بات کے لیے بھی بہت زور ڈالا  
 کہ ملکہ میری پر بجلت بغاوت مقدمہ چلایا جائے۔ لیکن وہ کسی طرح رضا مند نہ ہوئی ہو  
 ہسپانیہ کی اس نیش زنی کے باوجود الزبتھ نے پہلے امیر انجو اور بعد ازاں اُس  
 کے چھوٹے بھائی کو پیغام عقد دیکر فرائض کو اپنا بنا رکھا تھا۔ لیکن اس اثنا میں ایک ایسا خوفناک  
 حادثہ وقوع میں آیا جس کی یاد سے روح لرز اٹھتی ہے۔ شاہ فرانس کی ماں کیتھرائن دی ٹیسی  
 اور حاضرا وہ کاہن کے کیتھولک امرا نے اس ڈر سے کہ مبادا فرانسیسی پراسٹنٹوں  
 ۱۵۵۷ء اگست ۱۵ء کو سنٹ بارٹھولومیو کی طاعت بہت بڑھ جائے پیرس کے راڈل و انفار کو اُن کے  
 خلاف بٹھر کا دیا۔ جس کا نتیجہ ۲۴ اگست ۱۵۵۷ء کو وہ خونریز واقعہ ہوا  
 جو سنٹ بارٹھولومیو کے قتل عام کے نام سے مشہور ہے اس دن  
 پیرس کے تمام پراسٹنٹ اکابر جن جن کو قتل کر ڈالیے گئے۔ اور بھلا کے جوش تعصب کا سیلاب  
 شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ ایسا الما کہ ایک لاکھ سے اوپر پراسٹنٹ قتل کر دیے گئے کیتھولک  
 فریق کی اس مہیب کامیابی نے الزبتھ اور اُس کی رعایا کو متروک کر دیا لیکن اس پر بھی وہ پراسٹنٹ  
 جماعت کی علانیہ فساداری سے محترز رہی اور جب ندر لینڈ والوں نے ۱۵۵۷ء میں یہ تناظر  
 کی کہ وہ اُن کی ملکہ بن جائے تو اُس نے اُن کی یہ دعوت رد کر دی البتہ اُن کی مدد کے لیے



کچھ روپیہ بھیج دیا

لیکن اُس نے اپنی رعایا کو انھیں مدد دینے کی مخالفت نہ کی چنانچہ لندن کے سوداگروں نے پانچ لاکھ اسٹرنیاں ولیم ریلیس آرچ کے پاس بھجوا دیں اور پانچ ہزار سے زائد نوجوان انگریز ندر لینڈ کے بہادر مجاہدان وطن کے دوش بدوش لڑنے کے لئے اپنے وطن سے روانہ ہو گئے۔ کچھ انگریز اپنے جہازوں پر سوار ہو کر اہل ندر لینڈ کو بحری کمک ندر لینڈ والوں کو انگریزی دینے گئے اور آہٹائے انگلستان میں یہ غارتگر جہازوں کا کلاب البحر کے نام سے پکارے جاتے تھے ٹڈی دل کی طرح پھیل کر فرانسس اور کمک

ہسپانوی تجارتی جہازوں پر حملہ کرنے لگے۔ ان کلاب البحر کی غرض ندر لینڈ والوں کو امداد و رسانی کے ساتھ ساتھ غالباً غارت گری بھی تھی۔ ہسپانوی اور پرتگیزی اُن دنوں نئی دنیا کے اُن خطوں پر قابض تھے جہاں سونا اور خزانہ دستیاب ہوتا تھا چنانچہ اُنوں نے یہ ایک نئیس زادے فرانس دیکھنے پہلے ۱۵۸۵ء اور پھر ۱۵۸۷ء میں ہسپانوی جنوبی امریکہ پر تاخت کی اور سوئے سے لے کر ہسپانوی جہازوں کے یہ خزانہ انگلستان لے آیا۔ فلپ نے قسم کھائی کہ اس ٹیڑھے سے انتقام لے لیجئے یہوں گا اور اُس کے طیش کی بڑی وجہ یہ ہوئی کہ جب ڈریک مال غنیمت لے کر پلٹا تو اُس کی بڑی آؤ بھگت ہوئی تھی اور اُس کا نام مشہور انگلستان --- کے ذمہ میں داخل ہو گیا تھا اس کے علاوہ ملکہ الزبتھ نے اُسے "اس" کا خطاب بھی عطا کیا تھا۔ لیکن سردست فلپ کو دوسری بہت سی جہوں کے باعث انتقام کی فرصت نہ تھی اس کا وقت کہیں آٹھ سال کے بعد جا کر آیا جبکہ الزبتھ نے آخر کار امیر ڈریک کو اہل ندر لینڈ کی امداد پر مامور کیا اور ڈریک کو ۱۵۸۵ء میں بحری جہازوں کے ساتھ پھر ہسپانیہ کے امریکن مقبوضات پر چھاپہ مارنے کی اجازت دی جہاں سے وہ مال غنیمت لا کر لایا تھا اس وقت سے فلپ حقیقی طور پر انگلستان کے ساتھ جنگ کرنے کی تیاریاں کرنے لگا لیکن اس کے مشہور "ہسپانوی جنگی بیڑے" کی تیاری میں جس سے انگلستان پر چڑھائی کرنی مقصود تھی ابھی دو تین سال صرف ہوئے اور اس عرصے میں بہت سے اہم واقعات پیش آئے۔ کچھ عرصے سے کیتھولک مذہب کے نوجوان انگریزوں کی ایک جماعت فرانس کے شہر ڈوہی میں اس غرض سے تیار کی جا رہی تھی کہ انھیں تبلیغ دین کی تھوٹک کے لئے انگلستان بھیجا جائے۔ یہ لوگ اس عقیدہ پر مضبوطی کر چکے تھے کہ اہل انگلستان کی تجارت اخروی

کیسٹھولک ملکہ کا تبلیغی کی یہی ایک سبیل ہے کہ ان پر پاپائے روم کی حکومت از سر نو  
 وند انگلستان میں ۱۵۸۶ء قائم ہو جائے۔ ۱۵۸۶ء میں یہ جماعت انگلستان پہنچی اور اطراف ملک  
 میں خفیہ طور پر سفر کرنے اور سرگرمی سے اپنے عقائد کی اشاعت کرنے  
 لگی۔ حکومت کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اسے سخت تشویش لاحق ہوئی سانپ کا سر کھپنے کے  
 لئے فوری تدابیر اختیار کی گئیں۔ جو پادری یہ آگ لگائے آئے تھے وہ جہاں کہیں ملے گرفتار  
 کر لئے گئے اور آئندہ بیس سال کے زماں میں ان کی ایک بہت بڑی تعداد وقتاً فوقتاً قتل ہوئی۔  
 ہسپانوی سازشوں کا جال بھی ساتھ ساتھ برابر پھیلنا ہوا تھا۔ ۱۵۸۶ء میں ایک سازش دریافت  
 ہوئی جس کا مقصد یہ تھا کہ الیزبتھ قتل کر دی جائے اور میری کو اس کی  
 جگہ تخت پر بٹھایا جائے اس سازش کا بانی فرانسس تھراگم رٹن نامی  
 ایک کیسٹھولک تھا اور سفیر ہسپانیہ کو بھی اس کی کل کیفیت معلوم تھی۔  
 تھراگم رٹن تو قتل کر دیا گیا لیکن انگلستان کے تمام سربراہ و وہ لوگوں نے اب یہ دیکھ کر انہی  
 ملک کی جان سخت ہی خطرہ میں ہے۔ ۱۵۸۶ء میں ایک مجلس قائم کی جس میں انھوں نے  
 یہ استصواب پارلیمنٹ تجویز فرمائی کہ جو شخص ملکہ کے خلاف سازش کرے گا اور نیز جس شخص  
 کی خاطر یہ سازش کی گئی ہوگی ان سب کو جان سے مار ڈالیں گے۔ پو

ظاہر ہے کہ اس دھمکی میں ملکہ میری بھی شامل تھی چنانچہ خود اس سے اس تھراگم رٹن کو  
 کر ایسے گئے۔ لیکن تین سال بھی نہ گزرے پائے تھے کہ وزیر سلطنت سر فرانسس وائسٹھم کو  
 ایک اور سازش کا علم ہوا جس کی منظوری میری نے اپنی طولانی اسیری کی صعوبتوں سے تنگ  
 میری ملکہ اسکاٹلینڈ کا قتل کر دے دی تھی۔ یہ سازش جس میں ایک فوجوان اتھولی سینڈگٹن نامی  
 پیش پیش تھا اور جو پہلے کی طرح ہسپانیہ کی ریشہ وادانیوں سے عمل میں آئی  
 تھی آخر میری کی جان لیکر رہی۔ سازش کا ثبوت امر کی ایک مجلس کے روبرو

قلعہ فادرنگے واقع نارٹھیمپٹن شائر میں جہاں میری نظر بند تھی پیش کیا گیا اور پارلیمنٹ  
 نے ۴ نومبر ۱۵۸۶ء میں اس کے لئے سزائے موت تجویز کی لوگ خوش تھے کہ اس عہد بھر کی  
 سازشوں اور منصوبوں کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس خوشی میں سارے لندن میں چراغاں کیا  
 گیا۔ لیکن الیزبتھ کو قتل نامہ پر دستخط کرنے میں تامل نہ ہوا وہ ڈرتی تھی کہ سارا یورپ اس کے  
 افسوس کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھے گا۔ آخر ایک عرصہ دراز کے بعد اس نے اپنے دستخط ثبت کر دیے

اور ۸ فروردی ۱۵۸۶ء کو مدد جہاں مگر بگشت بخت لکنا اسکا ٹینڈ کا سر قلم کیا گیا۔ جب اسے قتل میں لے چلے اور اس کی خواہشیں ناز و قطار روئے گئیں تو اس نے انھیں کیہ کہ تیل دی کہ میرے لئے گریہ و زاری نہ کرو۔ میں نے اطمینان دلایا ہے کہ تمھاری کوئی خفا نہیں تم سے کسی طرح کا توفیق نہ کیا جائے گا۔ میرے تمام ہوا خواہوں کو میرا یہ آخری پیغام پہنچا دینا کہ میں مرتے دم تک صدق دل سے کیتھولک عقیدہ پر قائم رہی ہو۔

الزبتھ کو اب صرف ایک دشمن سے انتقام لینا باقی رہ گیا یہ دشمن فلپ تاجدار ہسپانیہ تھا جو انگلستان پر بڑے زور شور سے چڑھائی کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ لکنا کی جرسی نے اسے حسب معمول اس قدر رقم کی منظوری کی اجازت نہ دی کہ انگریزی بیڑا پوری طاقت کے ساتھ جہاز کا مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائے۔ لیکن لارڈ ہاورڈ امیر فنگٹم اور اس کے بحری سرداروں کی سعی و ہمت نے ملک کی فروگزاشت کی تلافی کر دی سرفراز نس ڈریگ نے ۱۵۸۶ء میں تاجدار ہسپانیہ پر دلاورانہ تاخت کر کے غنیمت کے جنگی بیڑے کے ایک حصہ کو آگ لگا دی اور انگلستان کے منعد ہسپانیہ کے جنگی بیڑے کی روٹی اشرفانے دشمن کے مقابلہ کے لئے اپنے فوج سے جہاز تیار کر لئے۔ آخر وہ ساعت بس کا کھٹکا لگا ہوا تھا اپنی فوجی فلپ کے نامور سپہ سالار

۱۲ جولائی ۱۵۸۸ء

امیر پارما نے ندر لینڈ میں تیس ہزار ہسپانوی فوج پہلے سے جمع کر رکھی تھی کہ جنگی بیڑے کے پیچھے ہی آہٹے کو عبور کرتی ہوئی انگلستان میں جائزے اور فلپ کو پولیٹین تھا کہ انگلستان کے تمام کیتھولک اس کے ساتھ مل جائیں گے چنانچہ اسی یقین کو دل میں لئے ہوئے اس نے اپنا زبردست جنگی بیڑا جو ایک سو انتیس جہازوں پر مشتمل تھا امیر لدینا سدا نیکی کمان میں ۱۲ جولائی ۱۵۸۸ء کو ہم انگلستان پر روانہ کیا تو

فلپ نے غلط اندازہ لگایا تھا۔ ۱۹ جولائی کو ساحل روشنیوں کے ذریعے سے غنیمت جنگی بیڑے کی آمد آمد کا اعلان ہونا ہی تھا کہ سارا انگلستان ایک ساتھ اٹھ کھڑا ہوا اور کب کیتھولک اور کیا پراسٹنٹ سب کے سب بلا تفریق و امتیاز اپنے ملک اور اپنی ملک کی حفاظت کے لئے کمر بستہ ہو گئے تو

ہسپانوی جنگی بیڑے کی شکست لارڈ ہاورڈ کے پاس کلہم اسی جہاز اور نو ہزار کی بحری جمعیت تھی لیکن ان جہازوں کے کماندار لارڈ ہنری سیمور فرائیڈریک اور ہالسن جیٹ

۱۵۸۸ء

جیوٹ سورما تھے۔ بلکہ پھلکے انگریزی جہازوں نے ہسپانوی بیڑے کے

اگر اس وزن جہازوں کا تند و تیز حملوں سے ناک میں دم کر دیا۔ اور آٹھ آتش زن کشتیوں نے جو رات کے وقت کیلے کی بندرگاہ میں ناخداؤں کی رہنمائی کے بغیر موجوں کے حوالہ کر دی کئی بقیں ہسپانویوں میں ایسی سراسیمگی پھیل گئی کہ وہ لنگر اٹھا کر کھلے سمندر میں چلے گئے۔ اب انگریزی بیڑے نے جو اسی موقع کا منتظر تھا ان پر ایک زبردست حملہ کر کے ان کی راہ مراجعت قطع کر دی اور جب تک گولی بارود نے ساتھ دیا ان پر غضبناک آگ برساتا رہا۔ اس پر جوش حملے نے ہسپانویوں کی ہمت توڑ دی۔ موسم نے بھی انگریزوں کا ساتھ دیا اور سمندر میں ہوا کا ایک طوفان چلنے لگا جس نے ہسپانوی امیر البحر کو اسکا لینڈ کے شمال کی طرف سے چکر کاٹ کر اٹھے پاؤں ہسپانیہ واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ جزیرہ آرکینیز کے قریب مصیبت اور بڑھ گئی۔ غنیم کے جہاز چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے۔ اسکا لینڈ کے جزیروں کے ساحلوں پر ہسپانوی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ گیارہ ہزار ہسپانوی ساحل آرکینیز پر ہلاک ہوئے اور صرف تیرہ تین لڑے پھوٹے جہاز اتنے بڑے بیڑے میں سے بچ کر بندرگاہ کارٹائیں واپس پہنچے۔ ہسپانیہ کا کھسب جنگی بیڑا جب اس طرح تباہ ہو گیا تو انگریزوں نے جوش مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ انھوں نے زبردگار عالم کا اس عظیم الشان کامیابی پر شکر ادا کیا۔ اور الزبتھ نے مسرت و اقتنان کے انھیں جذبات سے متاثر ہو کر اس واقعہ کی یادگار میں یہ لاطینی مقولہ ایک نئے سکے پر نقش کرایا کہ خدا کی ایک پھونک نے انھیں منتشر کر دیا، ٹو

اب خدا خدا کر کے الزبتھ کو کھٹوڑا بہت اطمینان نصیب ہوا دنیا کی تمام قومیں اس کا ہوا مان گئیں۔ اس کا بیڑا لا سمندر کا فرمانروا بن گیا۔ اس کی رعایا بلحاظت کی ہر نبرد آزما ترغیب پر غالب آئی اور جماعت کی تھوڑی بھی آخر یہ دیکھ کر کہ وہ دل خارجہ کے ساتھ ساز و باز انگلستان میں وحدت قومی کا کرنے کے بجائے خود اپنے ہی فرمان روا کی اطاعت کرنا اولیٰ و انسبیٰ منظور اور اس کا مخالف نام

کے آداب کی پابند ہو گئی جس طریق کارام کرنا سب سے زیادہ مشکل تھا وہ انتہا پسند پراٹشنٹوں کی جماعت تھی جو "ہیپو بیٹن" (مستشفین) کہلاتے تھے اور جنہو اسے یہ عقیدہ اپنے ساتھ لائے تھے کہ معمولی سے معمولی رسوم کی پابندی بھی ناجائز ہے لیکن الزبتھ کے عہد حکومت میں یہ گروہ کچھ زیادہ سر نہ اٹھائے پایا۔ فرانس میں ہنری چہارم نے ان کا مشہور و معروف فرمان ٹائڈمز کے صدر سے اپنی پراٹشنٹ رعایا کو

ایسی پندرہ کار فیقہ عبادت اختیار کرنے کی آزادی دے دی اور اس سے بھی یورپ کے اسن قائم ہونے میں مدد ملی

قوم نے گزشتہ تیس سال کے عرصہ میں جو ترقی نامعلوم و غیر محسوس طور پر کی تھی اس کے نتائج آشکارا ہونے لگے انگریزی جہاز اطراف عالم کے سمندروں میں گشت لگاتے پھرتے تھے اور کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں انگلستان کے جہاز اس نہ پہنچے ہوں۔ سر واطریٹ ایٹ انڈیا کمپنی اسٹیمر نے سات بحری مہمات کیے بعد دیگرے شمالی اور جنوبی امریکہ کو رفاہ کیں۔  
۱۵۹۹ء

لائیں اور اگرچہ چینا کی نو آبادی جو سر واطریٹ نے قائم کی تھی سرسبز نہ ہوئی لیکن اس کے قیام سے دوسری نوآبادیوں کے لئے رستہ صاف ہو گیا۔ سفر انیس سو ایک نے مشرق ہندوستان کی بحری راہ چار ماہوں کے لئے کھول دی چنانچہ انگلستان اور ہالینڈ دونوں کے تجارتی جہازوں کا مشرق تک ایک تاننا بندھ گیا ملکہ الیچہ نے تانچہ ٹمپری ۱۵۹۹ء لندن کے تاجروں کی ایک جماعت کو جو ہندوستان اور مالک مشرق کے ساتھ تجارت کرنا تھی شاہی سند عطا کی۔ انگلستان کی مشہور و معروف ایٹ انڈیا کمپنی کے بانی مہائی بی تاجر نے اس خارجہ ترقی کے پہلو پہلو ذہن و عقل کی اندرونی نشو و نما عمل بھی برابر جاری تھا سو سال کے زماں میں جو ہماری ٹیوٹر کی تخت نشینی کے وقت سے لے کر اب تک نقضی ہوا تھا بڑے بڑے اہم واقعات ظہور پذیر ہو چکے تھے اور اب اسے ایسے حیرت انگیز علمی کشمکشات نے کوپرنیکس اور گیلیلیو

تھا کہ یہ چھوٹی سی دنیا جس میں ہم رہتے ہیں مرکز کائنات نہیں ہے لیکن اسی کے ساتھ بحری سفر کرنے سے جو نئے ممالک دریافت ہوئے ان سے یہ بات بھی پابہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ قضا نے اس چھوٹی سی دنیا کی حیاست اور عظمت کی نسبت جو رائے قائم کر رکھی تھی اس سے اس کا وجہ برابرت بڑھا ہوا ہے امریکہ جو سونے چاندی کا گھر تھا اور جس میں انسانوں کی متعدد عجیب و غریب نسلیں آباد تھیں دریافت ہو چکا تھا خود انگلستان میں مذہب جدید کی اشاعت فن طباعت کی ترویج اور یونانی و لاطینی ادبیات کے مطالعہ نے لوگوں کے دماغوں میں انکا

دکھائی دیتا تھا۔ رفتہ رفتہ الزبتھ کے عہد کے فاتحہ کے قریب فن تاریخ کا شوق تازہ  
عہد الزبتھ کے مصنفین ہونے لگا۔ صدر اسقف پارک نے قدیم وقائع انگلستان کو ایک جاذبِ  
کرنے کی کوشش شروع کر دی اور سرواٹریٹ نے اپنی مکتبہ الاکانتا

لاتاریخ عالم کی طرح ڈالی جو عہد آئندہ میں سپر وقلم ہوئی۔ رسایل نویسوں افسانہ نگاروں اور ہر  
موضوع پر خاصہ فرسائی کرنے والوں کی ایک تعداد کثیر کے علاوہ جن کے نتائج طبع موج وریاکی  
طرح آئے اور پہلے کئے الزبتھ کے زمانے میں بعض ایسے مشاہیر بھی پیدا ہوئے جن کے علمی کارنامے  
شہرہ آفاق ہیں۔ مثلاً سرفرس بکن نے فلسفہ اور سائنس میں ایک نئی روح بھونک دی  
اسپنسر نے جو مخموری میں استادانہ درجہ رکھتا ہے "فیرلی کوئین" جیسی یادگار زمانہ کتاب  
لکھی۔ سرفلپ سٹونی نے جو ندر لینڈ میں جنگ زلفوں کے موقع پر ایک مہلک زخم کھا کر کام آیا  
مشہور کتاب "آرکیڈیا" تصنیف کی۔ الزبتھ کا زمانہ شاعروں اور ڈراما نویسوں کی کثرت کے  
ساتھ مشہور ہے۔ ڈراما نویسوں کے ٹاکوں اور شاعروں کی نظموں کا چچا گھر گھر ہونے لگا۔  
ناٹک کاؤں کے کھیلوں شرانجاموں اور اے مکانات کے صحنوں یا تھیٹروں میں جواب  
لندن میں بن گئے تھے تماشا کر کے دکھائے جاتے تھے اور نظمیں بھی یہیں سنائی جاتی تھیں۔  
ان تمام شعرا اور ڈراما نگاروں کا سرتاج شکسپیر ۱۵۶۴ء میں پیدا ہوا۔ اُس کے ناٹکوں کا  
آج تک جواب نہیں ہوا ان میں فطرت انسانی کی تصویر اس خوبی اور صفائی سے کھینچی  
شکسپیر ۱۵۶۴ء گئی ہے لہذا اس درجہ حکیمانہ میں زبان میں وہ زور و قوت ہے اور  
خیالات اس قدر بلند ہیں کہ نہ صرف انگلستان بلکہ ساری دنیا کا ادب

ان کا زیر بار احسان چلا آتا ہے

اب الزبتھ کے عہد کا فاتحہ قریب آجاتا ہے۔ ۱۵۹۲ء میں سیسل و الملقب بہ لارڈ برے  
نے وفات پائی اور ملکہ کے گرد و پیش ایسے امرانظر آئے نگہ جن کی عمریں کم تھیں مثلاً سرواٹریٹ  
جس کی شجاعت اور قابلیت مانی ہوئی تھی برے کا بیٹا ابرٹ سیسل جو ایک دانشمند مدبر تھا  
برے کی وفات ۱۵۹۵ء اور ابرٹ ڈیویر و امیر ایکس جس نے ایک شوق اور بے چین طبیعت  
پائی تھی اور الزبتھ اس کے ساتھ بچوں کا سلوک کیا کرتی تھی کہ کبھی پار

کیا کبھی گھر کیا۔ آئر لینڈ کا پرانا ناسورا بھی تک رس رہا تھا۔ فرقہ گیتھولک کے خلاف بغیر  
قوانین کے نامناسب نفاذ اور رعایا کو کلیسا نے انگلستان کے طریق عبادت اور انگریزی کتاب عبادت

استعمال پر مجبور کرنے کی غیر مدبرانہ کوشش نے صورت حالات کو اور ابتر کر دیا۔ اس کے علاوہ جب پاپائے الزبتھ کو دائرہ کلیسا سے خارج کیا تو آئرلینڈ والے بڑے متذبذب ہیں ہو اویل امیر ٹایروگی بنات پر گئے کہ کس کا ساتھ دیں پایا کا یا ملکہ کا۔ اور سپاہی فوجیں ہاربا انگلستان ۱۵۹۵ء عینایت مستلزم کے خلاف بھڑکاتے رہتے تھے۔ تا آنکہ ۱۵۹۵ء میں آئرلینڈ کے ایک بہادر سردار بیواویل امیر ٹایروں نے فلپ ٹانی کی شمشیر پار علم بغاوت

بند کر دیا انگریزی فوج کو جو اس کے مقابل پر آئی مقام ارماغ کے قریب شکست ہوئی۔ اس پر ملکہ نے ایکس کو تیس ہزار فوج دیکر اس کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس ہم ہم بہت سی مشکلات ایکس کے سنگ راہ ہوئیں اور ٹایروں کی چرب زبانی کا فریب کھا کر اس نے حریف کے ساتھ صلح کر لی۔ اس احمقانہ عہد و پیمان کے بعد وہ دل میں اس امید کو کچھ دئے ہوئے ایکس کی کشتی و قتل انگلستان واپس چلا آیا کہ ملکہ کو سمجھا بھجا کر راہنی کرنے کا۔ لیکن ملکہ صلح کا حال سن کر سخت برہم ہوئی۔ اور ایکس اس کے حکم سے اپنے مکان میں نظر بند کر دیا گیا۔ اس برتاؤ سے بد دل ہو کر شوریدہ سر ایکس نے اپنے ہوا خواہوں کی ایک جمعیت فراہم کی اور انھیں لے کر بغاوت سر پا کرنے کی نیت سے شہر میں نکلا۔ اس مقصد میں اسے قطعاً ناکامی ہوئی اور جرم بغاوت کے ثابت ہونے پر ماہ فروری ۱۶۰۱ء میں اس کی گردن ماری گئی تو

ایکس کے بعد آئرلینڈ کی ہم پر لارڈ ماونٹ جائے بھیجا گیا تھا جس نے وہاں پہنچ کر ٹایروں کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ آخر ۲۴ مارچ ۱۶۰۲ء کو اسے ہتھیار ڈالنے ہی پڑی۔ اس تاریخ سے سارے آئرلینڈ پر انگلستان کی حکومت قائم ہو گئی اور الزبتھ کے جانشین کے عہد میں انگلستان آئرلینڈ پر تسلط سے انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے کثیر التعداد لوگوں کو لینڈسٹرا اور اسٹر کے صوبوں میں اس شرط پر زمینیں دی گئی کہ وہ وہاں امن و امان قائم رکھیں۔ انھیں اسٹرا اور لینڈسٹر کو آبادیاں کہتے ہیں اور ان کو آبادیوں کے قیام سے آئرلینڈ

کے شمال کا دو تہائی علاقہ بایسوں کے قبضہ میں چلا گیا۔ لیکن اگرچہ اس تبدیلی سے بظاہر ملک خوش حال و آسودہ ہو گیا بچہ بھی چونکہ اکثر مصورتوں میں اس نئے عملہ مدد سے لوگوں کے ساتھ بے انصافی کا برتاؤ ہوا تھا اس لئے ان میں سخت بددلی پھیل گئی اور چند سال بعد اسی بددلی نے انگریزی حکومت کے لئے آئرلینڈ میں بڑی بڑی ششکلا متبیدہ کر دیں۔

اب ملکہ کا آخری وقت آ پہنچا۔ اور وہ جلیل القدر عورت جس نے اتنی مدت تک اس کاٹھان سے فرمانروائی کی تھی آخر بستر مرگ پر دم توڑ لی نظر آئی انگلستان پر اس کے بڑے بڑے احسان ہیں وہ خود میں متلون غیر مستقل مزاج ضرور تھی اور بار بار دروغ گوئی بھی کرتی تھی لیکن اس بات کا ہمیں ہنسی بخانا ہی اعتراض کرنا چاہئے کہ اس کی تخت نشینی کے وقت انگلستان کمزور تھا اور اس کی تین چار عمارتیں برباد تھیں

لی پھوٹ نے اس کا شیرازہ بکھیر رکھا تھا لیکن جب اس کی بیگمیں بند ہوئیں تو ملکیت قوی اور قوم متحد ہو چکی تھی پارلیمنٹ کی جو آزادی ہنری ششم کے عہد میں سلب ہو گئی تھی وہ بھی الزبتھ کے زمانہ میں ایک بڑی حد تک بحال ہو گئی۔ چنانچہ اپنے عہد کے سب سے آخری اجلاس پارلیمنٹ میں الزبتھ کو مسئلہ مراعات میں دارالعوام کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ مراعات سے مراد وہ حقوق خاص ہیں جو اکثر امرا و کو خاص خاص شیاؤں مثلاً شراب کی فروخت کے متعلق حاصل تھے جن کے استعمال سے وہ رعایا کو لوٹا اور اپنی جیبیں بھرا کرتے تھے پ

الزبتھ کا انتقال

۲۴ مارچ ۱۵۵۸ء

لیکن ایک بات پر الزبتھ آخر وقت تک اڑی رہی یعنی اس نے اپنے جانشین کو نامزد نہ کیا پر نہ کیا! البتہ ۲۴ مارچ ۱۵۵۸ء کی شام کو جب اس کا طائر روح نفسِ حمیری سے پرواز کر رہا تھا اس کے سر کی ایک خفیف سی جنبش سے اس کے ارکان دولت یہ نتیجہ نکال سکے کہ وہ جیمز ششم فرمانروائی اسکاتلینڈ کی جانشینی پر رضامند ہے چنبش سر شمع ہستی کی آخری لوطی۔ ۲۴ مارچ کو جگروم انگلستان کی نامور ملکہ دنیا سے رخصت ہو گئی پ

خاندان ٹیوڈر کا اقتاب اقبال اب غروب ہو گیا اور اس کی جگہ ہمائے دولت خاندان اسٹوارٹ کے سپر سایہ فلک ہوا انگلستان کو ترقی کرتے ہوئے سو سال سے بھی زیادہ ہوئے تھے۔ اور اس عرصہ میں اس نے محفلِ اقوام کی صد نشینی کا درجہ حاصل کر لیا تھا۔ ہنری ششم کے بڑے اس حکمت عملی کی بنیاد ڈالی تھی کہ غیر مالک کی لڑائیوں میں حصہ نہ لیا جائے اور خود خاندان ٹیوڈر کے عہد کے اپنے ملک کے اندر سامرائے سلطنت کو قابو میں رکھا جائے۔ ہنری ششم واقعات کا خلاصہ

نے اس کے نقش قدم پر چل کر بدیسی اقتدار کے نفوذ کو روک دیا یعنی اپنا پے روماکو کلیسا پر جو اختیارات حاصل تھے ان کا سد باب کر دیا۔

ایڈورڈ اور میری کے پر آشوب زمانہ حکومت میں لوگوں کو آزادی خیالات کی خواہش و جبرِ استبداد



سے نفرت پیدا ہوئی اور لڑتے لڑتے اپنا رعبا کو خوریزندہ کی شکستوں سے جن کی تباہیاں چاروں  
 طرف پھیلی ہوئی تھیں پکڑ کر قوت پرکڑے اور ترقی کر کے کاموقع دیا۔ تجارت بڑھ گئی زراعت مدھڑی  
 اور راحت و آسائش کے اسباب میں اضافہ ہو گیا۔ دیر جہاز رانوں نے دور دراز سمتوں کا  
 چپہ چپہ جان مارا یہاں تک کہ انگلستان کی جرأت اور مہارت کا اقصائے عالم میں ڈنکا بچ گیا۔  
 اسی کے ساتھ ہی نئے خیالات کی رودلوگوں کے دلوں میں دوڑ گئی اور جدید معلومات کی رودلوگوں  
 وسعت نے ادب و حکمت کا ایک ایسا شاندار سرمایہ فراہم کر دیا جس پر آج کل کا جدید ترقی بھی سلطنت  
 نہیں لے جاسکا۔ البتہ نظام حکومت میں جس کی بدولت یہ ساری ترقیاں ظہور پذیر ہوئیں ایک  
 کمزوری ضرورت تھی یعنی اسکاتشیرازہ بند صرف بادشاہ یا ملکہ وقت کا جوہر ذاتی تھا۔ جب تک ایک  
 دانشمند اور بیدار مغز فرمانروا سریرِ اکرام سے سلطنت رہا حکومت کا انتظام ابھی طرح رہا لیکن ایک  
 نااہل تاجدار کے برسرِ حکومت ہونے ہی مملکت میں خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ چنانچہ ایڈورڈ اور میری  
 کے عہد حکومت نے ثابت کر دکھایا کہ شاہی اختیارات اس قدر وسیع ہو گئے ہیں کہ ان کا استعمال  
 بے دانشی کے ساتھ ہوتے ہی قوم کے معاملات میں اتنی بڑی اور شیرازہ ملت بکھر کر رہ گیا کہ لڑتے  
 انی وفات کے بعد ایسے فرمانرواؤں کا دور آیا جن کا طرز حکومت دانشمندانہ نہ تھا اور اسی نے  
 عجیب اکہمیں اس کے چکر معلوم ہو گا تاجداران وقت اور پارلیمنٹ اور قوم کے درمیان ایک ایسی  
 کشمکش پیدا ہو گئی جس نے انگلستان کو کچھ خانہ جنگی کے مصائب اور انواع واقسام کے آلام  
 و تکالیف میں مبتلا کر دیا۔

## سولھواں باب شاہانہ استبداد اور جمہوریت کا تضاد جیمز اول

۱۶۰۳ء لغایت ۱۶۲۵ء

الزبتھ کی آنکھ بند ہوتے ہی مجلس وزراء نے قاصد دوڑا دیے کہ میری اسٹوارٹ اور ڈارلے کے بیٹے اور ہنری ہفتم کی سب سے بڑی بیٹی مارگرٹ کے پروتے جیمز ششم فرمانروائے اسکاٹلینڈ کو ساتھ لیتے آئیں۔ اگرچہ ہنری ششم نے اپنی وصیت میں مارگرٹ کے حقوق جانشینی کو نظر انداز کر دیا تھا (دیکھو صفحہ ۲۱۵) لیکن اس میں کلام نہیں کہ جیمز نہ صرف تاج و تخت کا حقیقی وارث تھا بلکہ قوم بھی دل سے اسکو چاہتی تھی اور قریب انتخاب اسی کے نام پر پڑا تھا۔ اس طور پر اسکاٹلینڈ والوں کی پیشین گوئی آخر پوری ہو کر رہی یعنی جب جیمز ششم فرمانروائے اسکاٹلینڈ نے جیمز اول شاہ انگلستان کا لقب اختیار کر کے خانقاہ ویسٹ منسٹر میں تاج حکومت سر پر رکھا تو اسکاٹلینڈ کا ایک بادشاہ اسکون کے مقدس پتھر پر پھر مسند نشین جیمز کی سیرت نظر آیا۔ اگرچہ جیمز کے عہد میں ایسے واقعات پیش نہیں آئے جو خاص طور پر قابل ذکر ہوں لیکن پھر بھی یہ عہد ایک اعتبار سے اہم ہے اس لئے کہ پارلیمنٹ کے ساتھ جیمز کے آٹھ دن کے تنازعات نے اس کے بیٹے چارلس اول کے رستے میں کاشتہ بچھا کر ایک بہت بڑے انقلاب کی بنا ڈالی۔ جیمز بد باطن نہ تھا اور بادشاہ ہونے کی حیثیت سے بھی اس کی سرشت پر حرف نہیں آسکتا البتہ اسے گم کردہ راہ کہہ سکتے ہیں۔ روزمرہ کے انتظامی معاملات میں وہ بڑا زیرک اور ہوشمند تھا۔ دلدل والے علاقہ کو خشک کرانے کا خیال اسی کو پیدا ہوا جس سے بیکار زمینیں قابل زراعت ہو گئیں۔



۱۲۷

خود مختار انا حکومت کے خلاف قوم کی جدوجہد

فرمانروایان فامان، سوارٹ

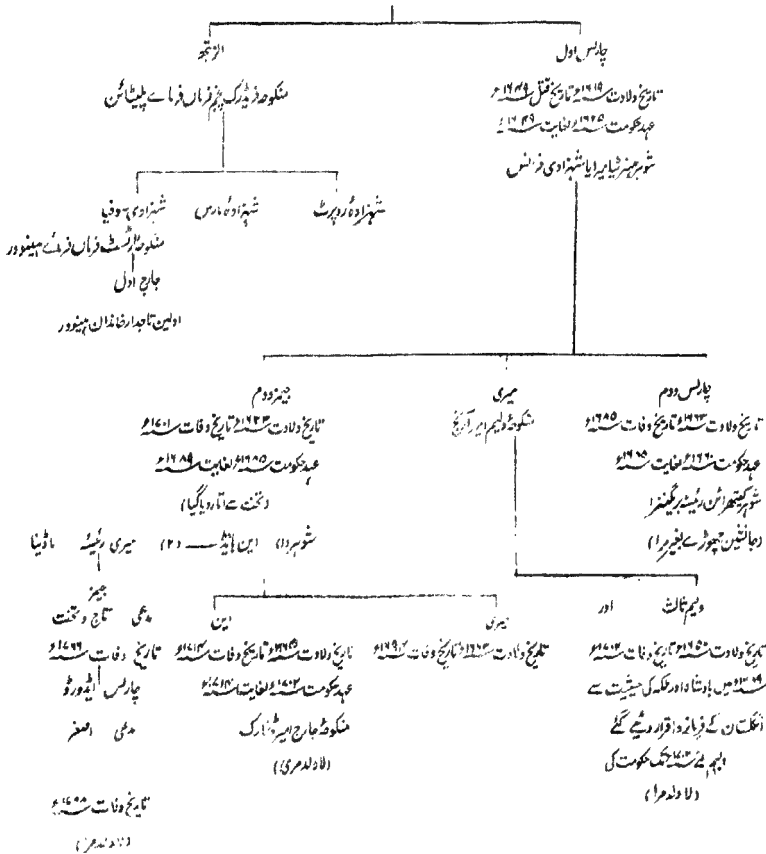
## جیمز اول شاہ انگلستان

جو جیمز ششم کے لقب سے شاہ اسکاٹ لینڈ بھی تھا،

تاریخ ولادت ۱۲۹۶ء تاریخ وفات ۱۳۶۵ء

عبدالمجید بن عبدالمجید بن عبدالمجید

شہزاد شہزادی ڈومارک





ڈاکٹرانہ (مرث ممالک غیر کے لئے) اول اول اسی کے عہد میں قائم ہوا اور بہت سی مفید دستکاریاں مثلاً ریشم بافی اور پیلہ پروری اسی کی سرپرستی میں رائج ہوئیں۔ لیکن انگریزی قوم کی مزاج شناسی کا ملک اس میں کبھی بھی نہ پیدا ہوا۔ انگلستان آنے کے وقت اسکی عمر چھتیس سال کی تھی اور چونکہ وہ اپنے سے بڑھ کر عقلمند کسی کو نہ سمجھتا تھا اسلئے اس میں اس کے شخص سے جو اس درجہ خود میں ہوانگریزوں کے مزاج داں ہو سنے کی توقع بھی نہ ہو سکتی تھی۔ وہ فطرۃً لئسار اور نرم دل واقع ہوا تھا اور جیسا کہ ہمیں آگے چل کر معلوم ہوگا اس کے عہد میں رعایا پر جو سختیاں روا رکھی گئیں ان میں زمانہ سابق کی وحشیانہ تعدی کا عنصر کبھی بھی شامل ہونے نہ پایا۔ لیکن اس میں خوش اطواری اور متانت نام کو نہ تھی طبیعت میں جہل تھا مگر اس کے ظریفانہ فقرے کبھی گندہ دہانی سے خالی نہوتے تھے علم و فضل میں اسے ید طولیٰ حاصل تھا اور بات بات میں اپنے کمالات کی نمائش کرتے رہتا اس کی طبیعت ثانیہ ہو گیا تھا۔ حسد اور کٹھ جتنی اس کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور دوسروں کے مشورے پر عمل کرنے میں اپنی کسر نشان سمجھتا تھا لیکن چونکہ سید خوشامد ہندو درجہ کا کابل بھی تھا اس لئے اس کے منہ لگے بآسانی اس پر قابو پا جاتے تھے۔

خدائی حق کا مسئلہ تاج انگلستان کو وہ اپنی آبائی میراث سمجھتا تھا اور اسے دل سے اس بات پر یقین تھا کہ سلطنت اس کا خدائی حق بالفاظ دیگر وہ خود کو تمام انسانی ذمہ داریوں سے بالا تصور کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ قوم اور قوانین مملکت پر اسے اختیارات مطلق حاصل ہیں تاجدارانہ خانہ ان یٹوڈر مطلق العنان ضرور تھے اور مہتری ہفتم کے اسٹارچمبرز ایوان کو اکبر اور "مجلس عالیہ نائبین" نے جو انتظام کلیسا کے لئے الزبتھ کے حکم سے قائم ہوئی تھی تاجدارانہ وقت کو وسیع اختیارات دے رکھے تھے۔ لیکن مہتری ہشتم اور الزبتھ میں اپنی رعایا کی مزاج شناسی کا ملک موجود تھا اور اسی لئے وہ دونوں کے دونوں ہردلعزیز تھے۔ چیز اس وصف سے عاری تھا اور رعایا کو بلا وجہ

وق کرتا رہتا تھا۔ پارلیمنٹ کے فیصلوں کو توڑنے کی اس نے بار بار کوشش کی اور ایک دفعہ تو اس نے دارالعوام کے اراکین سے صاف کہہ دیا کہ جطیح خدا کی قدرت میں چون و چرا کرنا کفر ہے اسی طرح رعایا کے لئے بادشاہ کے اختیارات پر حرف گیری کرنا یا یہ کہنا کہ بادشاہ کے لئے فلاں فلاں امور ناجائز ہیں سخت گستاخی ہے اور اس سے بادشاہ کی بہت بڑی تحقیر ہوتی ہے ظاہر ہے کہ یہ باتیں انگریزوں کی سی آزاد قوم کو کسی طرح گوارا نہ ہو سکتی تھیں یہ سچ ہے کہ انگریز اپنے بادشاہوں کا ادب بھی کرتے تھے اور ان کے ساتھ محبت بھی رکھتے تھے لیکن قدیم سلک زمانہ سے وہ اس بات کے عادی چلے آئے تھے کہ اول اول مجلس عتلا میں بذات خود اور از اس بعد پارلیمنٹ میں اپنے وکلا و سفرا کی زبانی ہر نئی تجویز پر "ہاں" یا "نہیں نہیں" کی آواز بلند کریں۔ اور اپنے منہ پر کسی قوت سے دبے نہ دیں۔ مزید براں جیمز کی تخت نشینی کے وقت قوم ایک زمانہ دراز کے امن و امان کی بدولت قوم کی حالت

خوش حال و فانی السبال تھی اور قوم ہر دلیور و طاقتور فرماؤں کا زمانہ دیکھ چکی تھی۔ پھر بھلا وہ اس بات کی تاب کب لاسکتی تھی کہ ایک کمزور اور خود غلام بادشاہ کے ماتحت نہیں کھڑی بن جائے۔ اطلاع میں شرفا اور درحقان اور مزدور و اسودہ تھے شہروں میں تجارت رو بہ ترقی تھی۔ لندن کی آبادی اس سرعت کیساتھ بڑھ گئی تھی کہ الزبتھ نے نئی عمارات کا بننا روک دیا تھا اور جیمز نے اپنے عہد میں ان شرفا کو جو اپنے خاندانوں سمیت باہر سے آکر پائے تخت میں سکونت اختیار کرنا چاہتے تھے دو مرتبہ فہائش کی کہ گھر جائیں اور وہیں رہیں اور اپنے کام سے کام رکھیں۔ بڑے بڑے شہروں میں لوگوں کے اجتماع اور مطبوعات خصوصاً انگریزی بائبل کی عام اشاعت کا نتیجہ یہ ہوا کہ غنائف امور پر جو پہلے زیادہ تر مدبران سلطنت اور پارلیوں کا حصہ سمجھے جاتے تھے لوگ آزادی کے ساتھ غور و غوض اور رائے زنی کرنے لگ گئے۔

انگلستان میں اس وقت تین بڑی بڑی جماعتیں موجود تھیں۔

معتدلتین

پہلا گروہ متشخصین (پورٹن) سمجھا تھا۔ یہ لوگ خلوص نیت اور ایثار نفس کے  
جوہر سے آراستہ تھے اور لہو و لعب سے کچھ سروکار نہ رکھتے تھے یا وہ گوئی  
تہا را بازی شہر انجوازی اور دوسری بد اعمالیوں سے جو شاہی درباروں  
کا تیوہ عام ہو رہی تھیں انہیں سخت نفرت تھی۔ کلیسا کی تمام رسموں کو وہ  
نا پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے اور دوران اصطبلخ میں صلیب کا نشان  
بنانا یا قمیسی جبہ پہننا ان کے نزدیک میسوب تھا۔ اور چونکہ قانون وحدت علی  
کی رو سے سچ اس طریقہ عبادت کے جو کتاب عبادت میں درج تھا اس پر  
طریقہ کی پیر دی ممنوع تھی اس لئے متشخصین چاہتے تھے کہ عبادت شہر کے  
جامعہ کلیسا انگلستان بعض ارکان تبدیل کر دئے جائیں وہ سرگروہ جو انہیں  
تقداد میں سب سے بڑھا ہوا تھا پیر وان کلیساے انگلستان

کا گروہ تھا۔ اس میں وہ لوگ شریک تھے جو چاہتے تھے کہ امور مذہبی میں  
انہیں اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے جو الزبتھ قائم کر گئی تھی اور جو کچھ  
کیتھولک ان کے اسقف انہیں ہدایت کریں اس کے بموجب انہیں  
عمل کرنے دیا جائے یہ جماعت بادشاہوں کی مدد

سماون اور اس کے اقتدارات کی حمایت کرنے والی تھی تیسرا گروہ فرقہ  
کیتھولک پر مشتمل تھا اور اس کی آرزو تھی کہ انگلستان میں کسی طرح کیتھولک  
طریقہ عبادت کو از سر نو رواج ہو اور پاپا کے اختیارات پھر بحال ہو جائیں  
الزبتھ نے حکمت عملی سے ان تینوں جماعتوں کو قابو میں رکھا تھا لیکن

جیمز میں یہ قابلیت موجود نہ تھی۔ وہ نہ ان کا ادا شناس تھا نہ انکو سبک  
رکھ سکتا تھا۔ متشخصین اسے ایک آنکھ نہ بھاتے تھے اس لئے کہ ان کے  
عقاد بھی وہی تھے جو فرقہ پریمیہرین یعنی اسکالینڈ کے فرقہ پراسٹنٹ کے تھے  
مجلس شوری منعقد

اس فرقہ نے جیمز کو اسکالینڈ میں بہت دق کیا تھا اور جب اس نے  
بیسپن کوٹ جنوری ۱۶۶۰ء انگلستان کی جماعت متشخصین کے چار اراکین کو ماہ جنوری ۱۶۶۰ء  
میں اس غرض سے دعوت دی کہ بیسپن کوٹ میں اسقف  
کی شرکت سے ایک مجلس شوری منعقد کر کے بعض مسائل کا تصفیہ کر لیں تو اسے



معلوم ہو کہ فرقہ پرستوں کی طرح یہ متشقیں بھی بڑے ہی ضدی ہیں اور اپنے عقائد سے سرسبز و محفوظ ہونے والے نہیں۔ جو دلائل جیمز کی طرف سے اس موقع پر پیش ہوئے وہ انھوں نے ایک ایک کر کے سب رد کر دیے۔ اس پر جیمز بہت بگڑا اور کہنے لگا کہ یا تو میں تمہیں اپنی بات سنوا کر چھوڑوں گا یا دھکے دلوں گا۔ اس سے باہر کھال دوں گا۔ اس مجلس کے انعقاد سے صرف ایک ہی اچھا نتیجہ نکلا اور وہ یہ کہ جیمز نے حکم دیا کہ بعد نظر ثانی بائبل کا ترجمہ از سر نو مرتب کیا جائے یہ مصدقہ ترجمہ جو سالہ شائع ہوا آج تک مروج ہے اور جو زبان اس میں استعمال کی گئی ہے وہ نہایت ہی پیاری اور دلکش ہے۔ آج کل کی انگریزی زبان کو ترکیب دینے اور اس زبان کی پاکیزگی کے برقرار رکھنے میں جو فائدہ اس ترجمہ سے اور پیکسیر کی تحریرات سے ہوا ہے حق یہ ہے کہ تمام وہ بھی تصانیف ایک طرف اور یہ ایک طرف جیمز نے جو دھکی متشقیں کو دی تھی اس سے پورا کر کے رہا۔ یعنی دس شخصوں کو جنھوں نے ترمیم طریقہ عبادت کی متشقیں پر سختیاں اور خواست پیش کی تھی مجلس "ایوان کوکب" کے حکم سے سزائے قید دی گئی اور فرقہ متشقیں کے تین سو پادری اپنی اپنی خدمتوں سے علیحدہ کر دیئے گئے۔

لوگوں کو جب مذہبی آزادی کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو انھوں نے جی میں اٹھان لی کہ وطن چھوڑ کر کسی دوسرے ملک کو نکل جائیں۔ چنانچہ متشقیں کی ایک مختصر سی جماعت اپنے مذہبی پیشوا جان رابنسن اور اپنے فرقے کے ایک سرور و لیڈر بریوسٹر کے زیر ہدایت فرار ہو کر ایسٹرم اور لیڈن میں جا بسی۔ بارہ سال بعد یہ ایک سو بیس نفوس جو آگے چل کر آٹھائے زائرین کے مقب سے مقب ہوئے "فلاورنام" کے ایک جہاز میں سوار ہو کر بحر اوقیانوس کو عبور کرتے ہوئے براعظم امریکہ میں جا پہنچے اور ورجینیا کے شمال میں جہاں پہلے سے ایک بارونق نوآبادی قائم تھی آباد ہو گئے۔ ان وطن کو چھوڑنے والوں کا قانون بائبل تھا۔ ان کی التماس نہ ان کی متشقیں کا نقل وطن امریکہ کو سالہ ۱۶۷۵ء ساحل پر انھیں بے حد زحمتیں اٹھانی پڑیں لیکن انھوں نے جہیں آنے والوں کے لئے رستہ صاف کر دیا اور نیو انگلینڈ (انگلستان جدید) کی

آزاد حکومتوں کی داغ بیل ڈال دی۔  
 ہسپین کورٹ کی مجلس شوریٰ کے انعقاد کے بعد ہی جیمز نے اپنی پہلی پارلیمنٹ کے بلائے کا فرمان جاری کیا اور بڑی غرابی یہ ہوئی کہ رعایا کو ہدایت کی گئی کہ اراکین کا انتخاب بادشاہ کی مرضی کے مطابق عمل میں آئے پارلیمنٹ کے دوسرے اجلاس میں اراکین دارالعوام کی طرف سے درخواست پیش ہوئی کہ فرقہ متفقین کے پارلیوں کو پہلی پارلیمنٹ کے ساتھ جھلا بدستور وعظ کرنے کی اجازت دی جائے لیکن جیمز نے سرے سے سنہ ۱۶۰۳ء لغایت سنہ ۱۶۰۴ء اس کے جواب میں کیتھولک فرقے کے خلاف سخت ترقو اینین بنا دئے۔ جس پر جیمز نے مجبوراً بعض پارلیوں کو جلاوطن کر دیا اور از سر نو بیس پارلیوں کو مامور کاٹا و ان تمام "منکرین" یعنی کیتھولک فرقے کے ان افراد سے وصول کرنا شروع کیا جنہیں انگریزی طریقہ عبادت کی پیروی سے انکار تھا۔

اس پر کیتھولک ایسے جھلائے کہ ایک مختصر سی جماعت نے جس کی تہاد پندرہ سے زیادہ نہ ہوگی ایک جوشیلے شخص رابرٹ کیٹس کی سرکردگی میں ایک فتنہ انگیز منصوبہ باندھا کہ اقتلاع پارلیمنٹ کے موقع پر جب بادشاہ اپنے بڑے بیٹے ہنری کیساتھ وہاں موجود ہو تو ایوان پارلیمنٹ کو بھگ سے اڑا دیا جائے اور اس کے بعد بادشاہ کے چھوٹے بیٹوں میں سے ایک کو تخت پر بٹھا کر کیتھولک مذہب کو بارود والی سازشیں پکارتا بافلینڈرس سے تھیارنگٹاے گئے اور کیتھولک فرقے کے اکابر کو دعوت دی گئی کہ آئیں اور سب مل کر بغاوت برپا کر دیں۔

لیکن جب سب تیار ہاں نمل ہو چکیں تو آخری وقت میں شرکاء سازش میں سے ایک نے جس کا نام فرانسس ٹریشم تھا اپنے برادر ہنری لارڈ مانتھل کو ایک چٹھی لکھ بھیجی کہ خبردار راج پارلیمنٹ کے اجلاس میں شریک نہ ہونا یہ اسرار چٹھی جیمز کو دکھائی گئی اسکا ماتھا ٹھنکا کڑواں میں کچھ کا لافظ آتا ہے اسی وقت عمارت کی تلاش لی گئی تو ایوان پارلیمنٹ کے نیچے ایک زمین دوز جہرے میں بارک شایر کا ایک باشندہ لگاٹی (یا گاڈو) فاکس نامی جوفلینڈرس میں نوکری کر چکا تھا دیکھا ہوا نظر آیا۔ حجرے میں بارود

کئی کہوں کا دھمیاں لگا ہوا تھا اور قریب تھا کہ گاسی فاکس بارود کو ہتی دکھائے۔ اس  
 امتحان سازش کا نتیجہ یہ ہوا کہ سازش کرنے والے تو اسی وقت مار ڈالے گئے  
 یا گرفتار ہو کر قتل ہوئے اور کیتھولک فرقے کی حالت بد سے بدتر ہو گئی اور کئی نسلوں تک  
 اسی طرح رہی۔

انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کا لیکن جیز اور اراکین دارالعوام کا باہمی اختلاف کچھ معاملات کیلئے  
 ضرورہ احتساب و مسئلہ ہی پر موقوف نہ تھا۔ بات اصل میں یہ تھی کہ دربار میں اسکاٹ لینڈ  
 والوں کا راسخ بڑھا ہوا تھا اور انگریز انھیں رشک و حسد کی  
 نگاہ سے دیکھتے تھے کہ یہ کیوں حکومت میں اس قدر داخل ہوتے جاتے ہیں۔  
 بادشاہ نے جب یہ تجویز پیش کی کہ دونوں حکومتیں متحد ہو کر برطانیہ کا ان کے  
 مشترکہ نام سے موسوم ہوں تو اس تجویز کی بڑی سخت مخالفت ہوئی۔ ہنری فرانسسین  
 جو اس زمانے میں ایک نام آور بیرسٹر تھا اپنے موکلوں کے لئے زیادہ سے  
 زیادہ جو حمایت پارلیمنٹ سے حاصل کر سکا وہ صرف اس قدر تھی کہ جیمز کی  
 سخت نشینی کے بعد جو باشندگان اسکاٹ لینڈ پیدا ہوئے ہوں وہ انگلستان کے  
 ملکی سمجھے جائیں۔

انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کو متحد کر دینے کی تجویز کے لحاظ سے جیمز سراسر  
 بیجا نب تھا اور اس کی رعایا کا طرز عمل واجبی نہ تھا لیکن رعایا کی مخالفت کی  
 ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ ہمیشہ اپنی مرضی کا مالک ہو کر رہنا چاہتا تھا اور ان کی رائے  
 کو جس برابر وقعت نہ دیتا تھا۔ چنانچہ مال تجارت کے متعلق اعلان جاری کرنے اور  
 عادات اور محصولات اس پر تاوان مقرر کرنے کے بارہ میں اس نے شروع سے لیکر  
 آخر تک جو کاردروائی کی پارلیمنٹ کی رائے کے خلاف کی۔

یعنی اس خیال سے کہ کیڑا بھڑکنا جائے اس نے مسئلہ عیس اس مضمون کا ایک  
 اعلان جاری کیا کہ بے رنگا کیڑا باہر نہ بھیجا جائے۔ اسی کے ساتھ اس نے کیڑے  
 کے لینے اور درست کرنے کا حق بلا مشورہ غیرے ایڈرلین کا لین کو عطا کر دیا  
 اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کیڑے کی تجارت قریباً برباد ہو گئی اور جیمز کو وہ شاہی سند  
 جو اس تجارت کے لئے عطا کی گئی تھی واپس لینے پڑی۔ اس کے بعد جب اسے

روپیہ کی ضرورت پیش آئی تو اس نے ارکان عدالت کی یہ رائے حاصل کر لی کہ اسے مال تجارت پر محصول لگانے کا حق حاصل ہے اور اس طور پر ایک سال کے عرصہ میں ستر ہزار پاونڈ کی رقم فراہم کر لی۔ جیمز کے دربار کے مصارف بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ اسے آئرلینڈ میں ایک بڑا لشکر رکھنا پڑا تھا اس لئے کہ اسٹرکی نوآبادی (دیکھو صفحہ ۱۲۷) میں بڑی بددلی پھیلی ہوئی تھی۔ غرض جیمز کو روپیہ کے لئے بدرجہ مجبوری اراکین دارالعوام کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑا لیکن انھوں نے صاف کہہ دیا کہ جب تک بادشاہ منسوخی اعلانات و موقوفی محصولات کا وعدہ بیانِ اعظم اور برطانیہ نہ کرے گا ہم ہرگز کسی رقم کی منظوری نہ دیں گے جیمز بھلا پارلیمنٹ - مسئلہ ۱۱۱۱

دلیل ہو۔ اس نے صاف انکار کر دیا۔ اس پر سبیل نے

جواب لارڈ سائبرری کے خطاب سے سرسرازا اور درجہ صدر اعظم پر فائز تھا اراکین دارالعوام کے ساتھ ایک قرار داد کرنی چاہی جو بیانِ اعظم کے نام سے موسوم ہے۔ اس قرار داد کا حاصل یہ تھا کہ بادشاہ بعض حقوق سے جو اس کے لئے مختص تھے دست بردار ہو جائے اور پارلیمنٹ اس کیلئے دولاکھ پاونڈ سالانہ کی معاشش باوام الحیات مقرر کر دے۔ لیکن اراکین دارالعوام اس پر رضا مند نہ ہوئے۔ جیمز کو جب کوئی رقم ہاتھ نہ لگی تو اس نے پارلیمنٹ کو ماہ فروری ۱۶۸۹ء میں برطرف کر دیا۔ دو سال بعد اس نے ایک اور پارلیمنٹ کے جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور چند ہی ہفتوں میں اس کو بھی توڑ دیا اس لئے کہ بائجہ پارلیمنٹ اراکین دارالعوام اب کی مرتبہ بھی اپنی اسی ضد پر اڑے رہے۔ ۱۶۸۹ء

کہ جب تک محصولات موقوف نہ ہوں گے بادشاہ کو کسی رقم کی منظوری نہ دی جائے گی۔ یہ دوسری پارلیمنٹ بائجہ

پارلیمنٹ کہلاتی ہے کہ اس نے اپنے مختصر زمانہ اقتدار میں ایک مسودہ قانون بھی نافذ نہیں کیا۔

بائجہ پارلیمنٹ کی برطانیہ کے بعد سات سال تک جیمز پارلیمنٹ کی مدد کے بغیر حکمرانی کرتا رہا۔ ۱۶۸۹ء میں جب لارڈ سائبرری کا انتقال ہو گیا تو اس نے

اسکاٹلینڈ کے ایک نو عمر شخص رابرٹ کارکو سلطنت کے مناصب عالیہ پر سرسرفراز کر کے امارت سامرست کا درجہ عطا کیا۔ لیکن یہ سبیل منڈھے نہ چڑھنے پائی۔ سامرست نے امیر ایکس کی مطلقہ بی بی سے شادی کر لی اور اس الزام میں ملوث ہوا کہ دو مصاحبین <sup>۱۶۱۴ء</sup> اس کی بی بی نے ازراہ عناد و ستم اس اور بری کو زبردیا تھا اور وہ بھی اس جرم میں معین تھا۔ اس واقعہ کے بعد وہ بادشاہ کی نفاذیت <sup>۱۶۲۱ء</sup>

نظروں سے گر گیا اور اس کی بجائے جیمز کا منظور نظر جارج ویلیس ہوا جو آگے چل کر امیر کیمبرنگھم کے لقب سے ملقب ہوا۔ کیمنگھم نو عمر وجیہ و کھیل اور دلیر و شجاع لیکن ساتھ ہی بڑا جلد باز اور خود سر تھا۔ جیمز اور اس کے چھوٹے بیٹے شہزادہ چارلس کے مزاج میں اسے اس قدر درخور تھا کہ جو لوگ دربار شاہی میں شرفی کرنا چاہتے تھے اسے رشوتیں دیتے تھے اور اس کی خوشامدیں کرتے تھے چنانچہ چند ہی سال میں وہ انگلستان کا سب سے زیادہ دولت مند اور طاقتور امیر بن گیا۔ اگر بادشاہ کا بڑا بیٹا میری شہزادہ ویلز زندہ رہتا تو ممکن تھا کہ صورت حالات بدلتی جاتی اس لئے کہ یہ شہزادہ ہونہار جانیاز اور بیدار مغز ہونے کے ساتھ ہی ہر دلعزیز بھی تھا۔ لیکن قضائے اسے مہلت نہ دی <sup>۱۶۱۲ء</sup> میں اس کا انتقال ہو گیا اور چارلس و اس کے تخت و تاج ہو جو بہت کمزور اور در تنہائی پسند آدمی تھا۔

جیمز کی طبیعت نہایت صلح پسند واقع ہوئی تھی۔ اسی لئے انگلستان اور ہسپانیہ کی جنگ کو اس نے بہت دن سے موقوف کر دیا تھا۔ اب اس نے چاہا کہ شہزادہ چارلس کا عقد فلپ تالٹ کی بیٹی شہزادی میرا کے ساتھ ہو جائے۔ یہ تجویز دانشمندی سے بہت ہی بعید تھی اس لئے کہ انگریز ہسپانیوں سے نفرت رکھتے تھے اور کسی کیتھولک شہزادی کو بیاہ لانے کے روادار نہ تھے۔ ملکہ الزبتھ کو رعایا کی ان خواہشوں کا فوراً ہی احساس ہو گیا ہوتا اور وہ اس شناس تاجدار ہسپانیہ کی شہزادی کے ایسے موقع پر ضرور اپنے ارادے سے باز آ جاتی لیکن جیمز میں ساتھ لیوہد کے عقد کی تجویز یہ بات کہاں تھی وہ بارہ سال تک اسی ادھیڑ بن میں ٹھہرا تا <sup>۱۶۱۱ء</sup> نفاذیت <sup>۱۶۲۳ء</sup> کہ کسی طرح ہسپانیہ کے ساتھ سدھیا کے تعلقات قائم ہو جائیں اور رعایا کو رہ رہ کر برا فروختہ کرتا رہا لیکن اس دوازدہ سالہ

منصوبہ بندی کا نتیجہ آخر کچھ بھی نہ نکلا۔ ”میٹا چاری“ اور ”میٹا آئینی“ کو چارلس اور جیکنگھم کو جیمز پیار کے ان ناموں سے پکارا کرتا تھا رخت سفر باندھ کر ہسپانیہ بھی گئے مگر اُن کے اس رینگے سفر کا یہ حشر ہوا کہ شہزادی نے تو شہزادہ کی صورت دیکھتے ہی ناک بھوں چڑھالی اور اُس کے باوا نے شہزادے کی دامادی کو اس شہر طر محول کیا کہ وہ اپنا عقیدہ ترک کر کے کیتھولک ہو جائے۔ اس پر یہ رشتہ ۱۶۲۳ء میں ٹوٹ تو گیا لیکن جیمز کے عہد حکومت میں اس نے رعایا کو بہت دن پریشان کئے رکھا اور بادشاہ نے اگر عمر بھر میں کسی ایسے فعل کا ارتکاب کیا جسے حقیقی ممنوں میں ظالمانہ کہہ سکتے ہیں تو اس کا باعث اسی احمقانہ رشتہ کی تجویز تھی۔

ایرلینڈ استوارٹ کو جو ہنری ہفتم کی چوتھی پشت میں تھی جین کی بجائے تخت پر بٹھانچی سازش کی تھی جو انہر دسروالٹر ریٹے بھی اس سازش میں شریک تھا اور اس جرم میں اُس کے لئے سزائے موت تجویز ہوئی تھی تیرہ سال سے وہ قید میں تھا اور اس اسیری ہی میں اپنی کتاب ”تاریخ عالم“ لکھ رہا تھا۔ ۱۶۱۷ء میں اُس نے بادشاہ سے کہا کہ ملک گینا میں سونے کی سرورالٹر ریٹے کی تباہی ایک کان ہے اور اگر مجھے موقع ملے تو میں اس کا سراغ دے دوں۔

۱۶۱۶ء لٹایت ۱۶۱۸ء اُس نے ریٹے کو جھٹ آزاد کر دیا اور گینا کے سفر کی اجازت دے دی لیکن ساتھ ہی جتا دیا کہ ہسپانیوں سے ہرگز نہ لڑے ورنہ اُس کی جان کی خیر نہ ہوگی۔ اس حکم کا اتنا حال قریب قریب تھا اور ریٹے کی بحری فہم کا انجام بہت ہی برا ہوا ریٹے خود دریائے آری ٹو کو کے دبانے کی حفاظت کے لئے ٹھہرا رہا اور اپنے ساتھ کے باقی جہازوں کو معدن طلا کی تلاش کے لئے بھیج دیا مگر ان جہازوں نے وہ ناکام رہے رستہ میں ہسپانیوں نے اُن پر حملہ کر دیا جس پر انھوں نے ایک ہسپانوی کمانوں جلا دیا اور اس ہنگامہ میں ریٹے کا میٹا مارا گیا۔ خالی ہاتھ واپس آنے کی عار سے بچنے کے لئے نے بعض خزانہ سے لدے ہوئے ہسپانوی جہازوں کو ہتھیار لینا چاہا لیکن اُس کے جہاز کا علمہ باغی ہو گیا اور وہ شکستہ دل ہو کر انگلستان واپس آیا جہاں اس فیصلہ کے لحاظ سے جو تیرہ سال قبل اُس کے حق میں صادر ہو چکا تھا اُس کا سر قلم کر دیا گیا۔ لوگوں کو

جنہیں خوب معلوم تھا کہ یہ کارروائی محض شاہ ہسپانیہ کے خوش کرنے کے لئے کی گئی ہے اس نامور سیاح اور سوچ کی موت بہت ہی مشاق گزری اور جینز کا یہ فصل قابلِ فخر سمجھا گیا۔ ریٹے میں اور عیوب خواہ کئے اور کیسے ہی کیوں نہ ہوں اس کی بہادر ری اور شرافت میں کسی کو کلام نہ تھا۔

ریٹے کے قتل کے تین سال بعد جینز کو ایک اور پارلیمنٹ کے احضار کی مجبوری محسوس ہوئی۔ اُس نے اپنی سب سے بڑی میٹھی الزبتھ کا عقد شکستہ میں فرما کر اسے ایلینا فریڈرک پنجم سے کر دیا تھا۔ فرما فرما کر موصوف جرنی کا ایک سربراہ اور وہ پراسٹنٹ تاجدار تھا اور ہینڈ برگ کے قریب دریا سے راین کے علاقہ پر حکمرانی کرتا تھا۔ چند سال بعد اہل بوسیمیا نے فرڈیننڈ شہنشاہ جرنی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور فریڈرک کو اپنا بادشاہ بنالیا۔ لیکن شاہ ہسپانیہ دوسرے کینٹولک فرمانرواؤں جرنی میں جنگ سی سالہ کی سمیت میں پراسٹنٹوں کے خلاف شہنشاہ جرنی کے ساتھ کا آغاز ۱۶۱۹ء شریک ہو گیا اور وہ خونریز جنگ شروع ہو گئی جو جنگ سی سالہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ کی ابتدا ہی میں فریڈرک

نہ طرف بوسیمیا کھو بیٹھا بلکہ اپنے منصب فرما فرما کر بھی محروم ہو گیا اور بی بی سمیت اپنے ملک سے فرار ہونا پڑا۔ دونوں جینز کے پاس اگر طالبِ امداد ہوئے لیکن پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر یہ امداد دینی اُس کے اختیار سے باہر تھی۔

اب وقت اسپینچاک جینز اپنے گزشتہ اعمال و افعال کا خمیازہ بڑی طرح کھینچے۔ سات سال کی مدت میں سنگین جرمانوں دیوں جبر یہ قرضوں اور دوسرے تاجائز ذریعوں سے اُس نے رعایا سے بڑی بڑی رقمیں وصول کی تھیں۔ فراہمی زر کا ایک اور ڈھنگ اُس نے یہ اختیار کیا تھا کہ امارت کے درجے و قومِ خیرہ کے عوض فروخت کر ڈالے تھے ہالینڈ کے شہروں کو اجازت دے رکھی تھی کہ آدھی رقم یکمشت داخل کر کے اپنا اپنا قرض اُتار دیں۔ اوپیرونٹ کے نام سے ایک ناجائز طلبِ منفعت لایا اعزازِ تجویز کیا تھا جسے ہر شخص سو پاؤنڈ دے کر خرید سکتا تھا۔ فریڈرک اُس نے بھی طرح کے اجارے بکھنکھم اور اُس کے یار و دستوں کو دے رکھے تھے جن کی وجہ سے رعایا پر بڑا ہی جبر ہوتا تھا۔ عدالتیں

بھی نفرت انگیز طور پر بددیانت اور مرتشی تھیں۔ حکام عدالت جن کا تقریباً بادشاہ کرتا تھا بہت ہی قلیل مشاہرہ پاتے تھے اور مقدمات فیصلہ کرنے سے پہلے فریقین سے مذار و وصول کرتے تھے۔

نئی پارلیمنٹ کے لیے جو اراکین منتخب ہوئے ان میں سے اکثر ایسے تھے جو بادشاہ کے اس جاہلانہ و خود مختارانہ طرز حکومت کا سدباب کرنے کے لئے تلے بیٹھے تھے ان میں ڈیونش، ڈیونش، ڈیونش تھے۔ ایک نوجوان پیم جو پہلے حلفت کیسلن اور بعد ازاں حلقہ یوسٹاک کی طرف سے منتخب ہوا اور دوسرا جان ہیمڈن جو علاقہ جنگلم شائر کا ایک رئیس تھا۔ ان لوگوں کو لگی لپٹی نہ آتی تھی۔ راستہ تیار منتقل مزاج اور بڑے دیر تھے اور مرتے دم تک انگلستان کی آزادی کے لئے جدوجہد تیسری پارلیمنٹ کرتے رہنے کا امتیاز ان کا حصہ ہو چکا تھا۔ اس جدوجہد میں کچھ اور لوگ بھی ان کے شریک تھے۔ مثلاً جنگلی ڈیرے کا

۱۶۲۲-۱۶۲۱ء

امیر البحر سر جان الیٹ جو ایک آتش مزاج اور بے لاگ شخص تھا کوک اور سلٹون جو اس زمانہ کے دو مشہور قانون دان تھے۔ اور دھتھور تھے جو کچھ مدت تک محض جنگلم سے بغض رکھنے کے باعث گروہ مجبان وطن کا طرفدار رہا۔ یہ سب لوگ اس لشکر میں جس کا سلسلہ آئندہ چالیس سال تک قائم رہا شریک غالب تھے۔

انہوں نے سامان جنگ کے لئے بادشاہ کو ایک قلیل رقم کی منظوری تو دی لیکن اس کے ساتھ ہی ناجائز جرمائوں اور اجاروں اور حکام عدالت کی رشوت ستانی کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ جیمز نے مجبور ہو کر اجاروں کی مراعات کو موقوف کر دیا اور اب اراکین دارالعوام نے موقع پا کر سرفرائس بیکن پر جولارڈ ویرولام کے لقب سے ملقب تھا بددیانتی اور رشوت ستانی کا الزام قائم کر کے بیکن کا چالان

۱۶۲۱ء

مقدمہ چلایا۔ بیکن جو تین سال سے وزارت خزانہ کے عہدہ پر امور تھا حال ہی میں اپنی معرکہ الاراقہ تھیف "نودوم اریگنیم" شائع کر چکا تھا اور اپنے زمانہ کے مشاہیر اہل قلم کا سرتاج بھی جاتا تھا۔ لیکن انفسوس ہے کہ علمی یاقوت کے ساتھ اس میں دیانت کا جوہر موجود نہ تھا۔



جب دارالامرا میں اُس پر مقدمہ دائر ہوا تو اُس نے اپنی خطا کا اعتراف کر کے یہ خدر نہیں کیا کہ رشوت ستانی میں نے محض رواج عام کا اتباع کیا ہے۔ غرض پارلیمنٹ کی عدالت نے بعد ثبوت جرم اسے اُس کے عہدے سے برطرف کر دیا۔ اُس کے علاوہ سنگین جرم ابھی تجویز کیا لیکن بادشاہ نے اُسے معافی دے دی اور وہ بارہ سو پاؤنڈ کے وظیفہ پر غلغلہ ہو کر علمی خدمت میں مشغول ہو گیا۔

بادشاہ اس اثنا میں جنگ کی تیاری بے دلی کے ساتھ کر رہا تھا۔ ابھی تک یہ خیال اُس کے دل سے نکلنے نہ پایا تھا کہ شہنشاہ فرڈیننڈ سے برسرِ جنگ ہونے کے باوجود وہ ہسپانیہ کے ساتھ جو فرڈیننڈ کا حلیف تھا وہستانہ مراسم قائم رکھ سکتا ہو گا۔ برہے کہ یہ خیال خام تھا اس لئے کہ شاہ ہسپانیہ شہنشاہ ہزمنی کے خلاف کبھی بھی نیام سے متوازنہ نکال سکتا تھا۔ چم اور کوک نے اب ایک مختصر فیسری پارلیمنٹ کی بڑائی مرتب کیا جس میں صاف صاف بیان کیا گیا تھا کہ بادشاہ کو ہسپانیہ کے ساتھ اپنے تعلقات قطع کر دینے چاہئیں اور شہزادہ چارلس کا عقد کسی پراسٹنٹ شہزادے سے کرنا چاہئے۔ یہ محض جب اراکین دارالعوام نے بادشاہ کے اس بھیجا تو اُس نے سخت برہمی کا اظہار کیا اور اُن کے مشورے کو شوخی چشمانہ دخل ورمعقولات سمجھا۔ اس برائے نواں نے برسبیل احتجاج یہ دعوے کیا کہ ہمیں آزادی گفتار کا پورا حق حاصل ہے اب تو جیمز کے غصہ کی کوئی حد نہ رہی۔ عالم غیظ و غضب میں اُس نے دارالعوام کی کتاب الآرا کے اُس ورق کو جس پر یہ احتجاج درج تھا بارہ بارہ کر دیا اور پارلیمنٹ توڑ کر چم کوک سلڈن اور دوسرے سربراہان اور اراکین کو قید کر دیا۔ غرض اس طور پر فیسری پارلیمنٹ کا بھی خاتمہ ہو گیا جو نوٹ تو گئی لیکن اپنا تھوڑا بہت سک بٹھاتی گئی۔ یعنی اس نے اجاروں کے دستور کو جس سے رمایا کی صریح حق تلفی ہوتی تھی موقوف کر دیا۔ عدالتوں کے طرز عمل کی اصلاح کی۔ خطا کار ارباب اقتدار پر نالاش کرنے کا حق از سر نو حاصل کیا اور معاملات سلطنت میں رائے دینے کا حق منوا کر چھوڑا۔ لیکن بادشاہ اور پارلیمنٹ کی ناچاقی کا میدان روز بروز زیادہ وسیع ہوتا جاتا تھا۔ اسی زمانے میں

اول اول مکی خبروں کے مطبوعہ اوراق شایع ہونے لگے اور ۲۳ مئی ۱۶۲۲ء پہلا ہفتہ وار اخبار کو انگلستان کا پہلا ہفتہ وار اخبار جاری ہوا۔

سال آئندہ یعنی ۱۶۲۳ء میں ولیعہد کی ہسپانیہ کی نسبت ٹوٹ گئی اور چارلس اور چنگھم ہسپانیہ سے جنگ کرنے کا

شوق دل میں لئے ہوئے سفر سے واپس آ گئے۔ بادشاہ روپیہ فراہم کر لینے کی مشکلات سے خوب واقف تھا اس لئے جنگ سے بہت ہی کارہ تھا لیکن چنگھم کے پیہم اکسائے جانے سے آخر راضی ہو گیا اور ۱۶۲۳ء میں بہرمانی سامان جنگ جو تھی پارلیمنٹ کی منظوری حاصل کرنے کے لئے ایک اور پارلیمنٹ طلب کی جو اس کے عہد کی چوتھی اور آخری پارلیمنٹ تھی۔ اس

چوتھی ہسپانیہ میں عقد ہونے کا خدشہ بالکل مٹ چکا تھا اس لئے دارالعوام نے چاہتا تھا کہ جنگ ہو جس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ پیلٹائن کی حکومت پر حاصل کرنے کے لئے جیمز فرانس کے ساتھ اتحاد فراہم کرنے اور فرانس کی شہزادی ہنریٹا کو چارلس کے جلالہندہ میں لانے کا خواہشمند تھا کہ وہ بھی کیتھولک مذہب کی پیرو تھی۔ بہر حال اراکین دارالعوام نے صرف اس قدر رسم کی منظوری دی جس سے ہالینڈ والوں کو ہسپانیہ کے مقابلے میں مدد دی جاسکے اور انگریزی بندرگاہوں کی حفاظت کی جاسکے۔ اس کے بعد پارلیمنٹ نے اپنا اجلاس ملتوی کر دیا اور وعدہ کیا کہ آئندہ اجلاس موسم سرما میں منعقد ہو گا اور اگر مزید رسم کی ضرورت ہوئی تو اس کی منظوری اس وقت دی جائے گی۔

اس اثنا میں چارلس اور شہزادی ہنریٹا کے عقد کے معاہدے پر دستخط ہو چکے تھے اور اس خیال سے کہ بیٹا ایک کیتھولک

شہزادی سے نکاح کرنے کا پابند ہو چکا ہے جیمز کو جو صد نہ پڑتا تھا کہ پارلیمنٹ کو منہ دکھائے۔ جو قلیل رقم اس کے پاس موجود تھی اس نے ایک مختصر سا لشکر ترتیب دیا اور موسم بہار میں ایک جرمن انجینئر کو بارہ ہزار فوج کے ساتھ علاقہ پیلٹائن کی تخی کے لئے روانہ کیا۔ اس مہم کا انتظام

نہایت ہی ناقص تھا۔ رسد تھمر گئی اور فوج میں بیماری پھوٹ پڑی جس سے نوبلزار  
 آدمی ہلاک ہو گئے غرض یہ ہم سراسر ناکام رہی اور اس ناکامی کا جیمز پر اس قدر  
 اثر ہوا کہ اُس کی صحت اُسے جواب دے گئی اور وہ تپ لرزہ میں مبتلا ہو کر  
 جیمز کی وفات ۲۴ مارچ ۱۶۲۵ء کو انتقال کر گیا۔ اس نے کئی تصانیف  
 ۲۴ مارچ ۱۶۲۵ء یا دو گار چھوڑیں مثلاً اُن کے ایک رسالہ تنباکو کی مضر توں پر  
 تھا۔ ایک میں جادو گر نیوں کے حالات و رج تھے اور ایک  
 کا موضوع بادشاہوں کی ظل الہی تھا جیمز تصنیف و تالیف کی وادی کا خواہ  
 کیسا ہی مرد میدان کیوں نہ قرار دیا جائے، لیکن بادشاہ ہونے کی حیثیت سے  
 وہ اپنی رعایا کے رستے میں بہت سے کانٹے بوتا گیا۔

## سترھواں باب

شاہ درعایا

چارلس اول

۱۶۲۵ء لغایت ۱۶۴۹ء

چارلس جب تخت پر بیٹھا تو بجز گنتی کے چند اشخاص کے باقی تمام قوم کو اس کی بات سے بڑی بڑی امیدیں تھیں شمایل و خصایل میں وہ اپنے باب کی منہ واقع ہوا تھا۔ منہ نشینی کے وقت اگرچہ اس کی عمر صرف پچیس سال کی تھی لیکن مسانت و نکنت کی جیتی جاگتی تصویر معلوم ہوتا تھا۔ بال سیاہ تھہ پیشانی بلند تھی۔ بشرہ سبیدہ تھا اور اس پر اداسی چھائی رہتی تھی۔ کم سنخی کے باوجود اس کے اطوار پسندیدہ تھے۔ ملنے والوں سے نوازش اور ملامت کے ساتھ پیش آتا تھا۔ چارلس اول کے عادات اور کبھی اس جو شش غضب اور زورشت کلامی کا اظہار نہ کرتا تھا۔ جو اس کے باپ کے مصاحبین کو گراں گزرا کرتی تھی۔ اس کے وخصایل۔

علاوہ چارلس کی ہر بعزیزی کی یہ وجہ بھی تھی کہ وہ سپانیہ سے جنگ کرنے کا خواہشمند تھا۔ لیکن ان معدود سے چند اشخاص کو جن کی نگاہ ذرا نگہ می تھی سنہ بادشاہ کی سیرت کے بہت سے نامحو وخصایل نظر آ گئے تھے۔ ان سے یہ بات پوشیدہ نہ تھی کہ باپ کی طرح چارلس بھی اپنے ذاتی دبدبہ اور رعب کے خیال پر مٹا ہوا ہے اور اس نقص کی تلافی کے لئے اس میں جین کی صاحب داریک حینتی نام کو موجود نہیں۔ اس کے خوشش اطوار ہونے میں کلام نہیں لیکن اسی کے ساتھ اس کا ظاہر و باطن ایک نہ تھا اور طبیعت میں مند بڑے درجہ کی تھی۔ مذہب سے اسے خاص لگاؤ تھا اور اپنی اولاد کے ساتھ بہ شفقت پیش آتا تھا لیکن اپنی غرض کے لئے فریب دہی اور وعدہ خلافی کو گناہ نہ سمجھتا تھا۔ اس کی ضد اور بیٹ

کا اندازہ اُس کے دربار کے ایک خوش فکر رکن کے اس قول سے ہو سکتا ہے کہ ”بھانچو خدا سے یہی دعا مانگو کہ اگر بادشاہ کسی بات پر رحم جائے تو وہ برسرِ حق ہو ورنہ اگر وہ غلطی پر اڑ گیا تو یاد رکھو کہ اس سے بڑھ کر ضدی اور خود سر دنیا کا کوئی فرمانروا نہ ہوا ہے نہ ہے اور نہ ہوگا“ اس قول کے لفظ لفظ سے حسرت آمیز سچائی ٹپک رہی ہے۔ اور جب ہم اس واقعہ کو پیش نظر رکھتے ہیں کہ اراکین دارالعوام نے ابھی سے بادشاہ کی رائے کے مقابلہ میں اپنی رائے پر باہر اقامت رسنے کا ڈھنگ ڈال دیا تھا تو ہمیں ذرا بھی تعجب نہیں ہوتا کہ چارلس کا عہد حکومت ایک سلسلہ نراں چیم تھا جس میں فریقین کی برہمی اور حق ناشناسی بجائے خود بڑھتی گئی۔ تا آنکہ وہ حیثیت ناک انجام پیش آیا جو پیش آیا۔

یہ نزاع بہت جلد شروع ہو گئی۔ اس لئے کہ جب پارلیمنٹ کا اجلاس ۱۸ جون ۱۶۲۵ء کو منعقد ہوا تو لوگ بالینڈ والی مہم کی تباہی سے پہلے ہی بہت دگر ہو رہے تھے اور کنگلم کو جو بادشاہ کے مزاج میں بے حد دخل تھا بے اعتباری کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ اس کے علاوہ انھیں یہ بات بھی بہت ہی ناگوار گزری تھی کہ ملکہ اپنے ہم مشرب پادریوں کو اپنے ہمراہ لیتی آئی تھی اور سرزمین انگلستان میں اس کا ایک کیتھولک کنیسہ بھی موجود تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اگرچہ چارلس نے چارلس کی پہلی پارلیمنٹ جنگ جاری رکھنے کے لئے تین لاکھ پاؤنڈ کی منظوری طلب کی لیکن دارالعوام نے صرف ایک لاکھ چالیس ہزار پاؤنڈ کا اجلاس۔ ۱۸ جون ۱۶۲۵ء۔ منظور کئے اور اگرچہ یہ دستور قدیم سے چلا آتا تھا کہ شراب جو اور دوسرے خمریات کے ہر ٹھانڈے اور بعض اشیائے تجارت کے ہر رطل پر ”منا نہ ورطلانہ“ کے نام سے ایک مقررہ محصول بادشاہ کو تاحین حیات دیا جاتا کرے لیکن دارالعوام نے اب یہ محصول چارلس کی ذات کے لئے صرف ایک سال کی مدت کے واسطے منظور کیا۔ بادشاہ اس پر بہت ہی بگڑا۔

پارلیمنٹ کی برطرفی۔ لندن میں طاعون پھیلا ہوا تھا اس لئے اُس نے پارلیمنٹ کو برخواست کر کے حکم دیا کہ دوسرا اجلاس آگسٹ میں منعقد ہو

لیکن سود اتفاق اسے کہتے ہیں کہ انعقاد اجلاس سے پہلے خبر آئی کہ سات جہاز جو چارلس نے شاہ فرانس کو مستعار دئے تھے فرانسیسی ماحصل پر لا روشل کے محاصرے میں برائشمنٹوں کے خلاف استعمال میں رائے گئے۔ اراکین دارالعوام نے بادشاہ کو فرقہ کی تصدیق کی امداد کا الزام دیا اور علی الاطلاق کہہ دیا کہ میں حکومت پر مطلق اعتماد نہیں۔ لیکن چارلس نے اپنے منہ لگے وزیر کے طرز عمل پر بحث ہونے کی اجازت نہ دی اور پارلیمنٹ کو برطرف کر دیا۔

چارلس اور کنگھم کو اب یہ امید ہوئی کہ سپانیہ کے ساتھ جنگ جاری رکھنے سے لوگوں میں ان کی ہر دلعزیزی قائم ہو جائیگی لیکن اس سے فاضل تھے کہ جنگ کے لئے ان کے پاس فوج اور روپیہ کچھ بھی نہ تھا۔ بہر حال تجارتی جہازوں کو بیگار میں پکڑ لینے سے جوں توں کر کے ایک بیڑا فراہم کر لیا گیا اور جوئے اس زمانہ میں کسی فوج باقاعدہ کا وجود نہ تھا اس لئے لوگوں کو گھروں سے بلا کر ایک لشکر بھی درست کر لیا گیا۔ سرائڈ ورڈ سیسل کو جو اس فوج کا سپہ سالار تھا حکم ملا کہ کسی ایک سپانی شہر پر حملہ کر کے مال سے لدے ہوئے سپانی جہازوں کو پکڑ لے جو امریکہ سے آرہے ہوں۔ سپہ سالار موصوف بیڑا لئے ہوئے خلیج قادس میں پہنچا اور ایک قلعہ سر کر کے رسد کے بغیر کوچ کر تا ہوا اندرونی عدلانے کی طرف بڑھا۔ سپانیوں کو رستہ میں شراب کے کچھ خم ہاتھ آ گئے اب کیا تھا۔ مہم کیڈز کی ناکامی اس وقت کی شراب پی پی کر ایسے بدست ہوئے کہ سر پر کاپوشن اکتوبر ۱۶۲۵ء - ڈرہا۔ اور سیسل کو انھیں اپنے پاؤں میں لاکر پھر جہازوں پر سوار کرنا پڑا۔ اب سیسل نے انگلستان کا رخ کیا۔

خیال تھا کہ رستہ میں خزانہ بردار جہازوں ہی پر چھاپہ مارنے کا موقع مل جائے گا لیکن یہ جہاز دو دن ہوئے راستہ کثیرا کثیرا بھل بھی گئے تھے۔ بچارے سیسل کو اپنا سامنے بیکر خالی ہاتھ وطن واپس آنا پڑا۔ اور اس بحری مہم کی ناکامی کے گھر گھر ایسے چرچے ہوئے کہ انگلستان میں مائیں اپنے بچوں کو یوں لڑائی دیا کرتی تھیں۔

بیڑا اتفاقاً ایک چل کے جو سپانیہ گیا۔ جیسا گیا تھا وہاں ہی چل پھر کے آگیا۔ غرض وہ فتح جس کے انتظار میں چارلس نے گھڑیاں گن گن کر کاٹی تھیں۔

منحوس ترین ناکامی سے بدل گئی اور قرض کی ایک بھاری گھری بادشاہ کے سر پر چھوڑتی گئی اور اسے ایک اور پارلیمنٹ کے بلانے پر مجبور ہونا پڑا۔

لیکن پارلیمنٹ کے انتخاب سے پہلے چارلس ایک گہری چال چلا۔ یعنی چھپلی پارلیمنٹ میں جن اشخاص نے اسے بہت زیادہ وق کیا تھا ان میں سے بہت سے انتخابی نشستوں کے غیدہ پر مامور کر دیا تاکہ وہ خود اراکین کی حیثیت سے منتخب نہ ہو سکیں۔ لیکن یہ حکمت عملی بھی رائیگاں گئی۔ چارلس ایک شخص کو خاموش کرنا تھا تو اس کی جگہ آواز بلند کرنے والا دوسرا اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ دارالامرا اور دارالعوام کا اجتماع ہو۔ تہی سرینری الیٹ نے اٹھ کر مطالبہ کیا کہ اس بد نظمی اور ابتری کی کمالی تحقیقات ہوئی چاہئے جس کی وجہ سے ملک پر اس قدر تباہیاں نازل ہوئی ہیں اور اس مطالبہ کے ساتھ ہی اراکین دارالعوام نے جنگلہم پر الزامات کا ایک طوار بانڈھ دیا۔ اس موقع پر الیٹ نے جو تقریر کی اس کے جسبہ فقرات دوسری پارلیمنٹ میں درج ذیل ہیں: "اُس شخص نے شاہی خزانہ اور سلطنت کے ذخائر جنگلہم سے مواخذہ۔ پر اٹھ صاف کر کے ہمارے نظام مملکت کے اعصاب شریں کو قطع کر ڈالا ہے۔ اس کے بے دریغ مصارف اس کے

مصرفانہ جن اس کی شاندار عمارتیں اس کا یہ ستانہ و نوشاں اس کی بے محابا عیش پرستیاں داخل شاہی کو ضایع کرتی چلی جا رہی ہیں۔ کسی شخص کا حق کسی شخص کا مفاد اس کی آرزوؤں کے لئے حامل نہیں ہو سکتا۔ ہم پر جتنی مصیبتیں آئی ہیں اور آ رہی ہیں ان سب کا باعث یہی شخص ہے اور ان سب مصیبتوں کا علاج یہی ہے کہ اس کا قہر واقعی بندوبست کیا جائے۔ چارلس نے جواب دیا تو یہ دیا کہ الیٹ کو اور ڈگس کو بھی جس نے اس کی تائید کی تھی قلعہ لندن میں قید کر دیا جب اراکین دارالعوام نے ان دونوں کی شرکت کے بغیر اجلاس کی کارروائی جاری پارلیمنٹ کی برطرفی رکھنے سے انکار کر دیا اور جنگلہم کی برطرفی کا مطالبہ کیا تو اس نے بالوں ناخواستہ الیٹ اور ڈگس کو رہا تو کر دیا لیکن روپیہ کی منظوری نے بغیر پارلیمنٹ کو فوراً توڑ بھی ڈالا۔

چارلس کو اب چاروں طرف شکلات ہی مشکلات نظر آنے لگیں۔ حال ہی میں

لوئی سیزدہم تاجدار فرانس سے اُس کا جھگڑا ہو گیا تھا۔ بنا و نزاع کچھ تو یہ تھی کہ اُسے بدرجہ مجبوری ملکہ ہنریٹا کے کیتھولک خدام کو رخصت کرنا پڑا تھا اور کچھ یہ تھی کہ لوئی سیزدہم کے مقابلے میں لاروشل کی پرائیٹسٹ فرانسسی رعایا کی طرف ذرا ہی کرنا وہ اپنے فرانس میں داخل سمجھتا تھا۔ لیکن جنگ کرنے کے لئے ضرور تھا کہ اُس کے پاس روپیہ موجود ہو۔ منانہ اور رطلانہ کی رقم ناجائز طور پر وہ برابر وصول کرتا جاتا تھا اور فریق کیتھولک کے منکرین سے تاوان بھی لیتا جاتا تھا لیکن پھر بھی روپیہ کی ایک بادشاہ لوگوں سے جو انگریزوں میں بڑی کمی تھی۔ رعایا سے اُس نے نذرانہ کی اسدغا کی روپیہ قرض لینا چاہتا تھا۔ لیکن کسی نے جھنجھکی کوڑی تک نہ دی۔ اس پر ایک شخص نے یہ تجویز پیش کی کہ گواشاہ رعایا کو بطور ہدیہ روپیہ دینے پر مجبور نہیں کر سکتا لیکن یہ بات تو اس کے اختیار میں ہے کہ انھیں روپیہ قرض دینے پر مجبور کرے۔ رعایا کے لئے یہ دونوں باتیں قریب قریب ایک سی تھیں اس لئے کہ چارلس سے قرضے کی ادائیگی کی بہت سی کم امید ہوتی تھی۔ غرض بادشاہ نے اس مشورے پر عمل پیرا ہو کر ہر ضلع میں شاہی گمانتے روانہ کئے کہ ہر شخص سے بقدر استطاعت روپیہ قرض لیں۔

اس کارروائی سے رعایا میں سخت بددلی اور بے چینی پھیل گئی سلسلہ ٹیوٹر کے فرمانرواؤں کے عہد میں ملک میں امن و امان قائم تھا اور محصول و خراج کا بوجھ ہلکا کر دیا گیا تھا۔ اور تو اور جیمز بھی با تو جنگی کی رسم وصول کرتا تھا یا دولت مندوں سے روپیہ لیتا تھا۔ مگر اب یہ حالت تھی کہ جنگ کم کی مسرفانہ ضروریات پوری کرنے اور رعایا کی سخت بددلی۔ ان لڑائیوں کے اخراجات بہم پہنچانے کے لئے جن کا خاتمہ ان کے اذلت و ناکامی پر ہوتا تھا ہر شخص کے خانگی حسابات کی جانچ پڑتال ہونے لگی اور اُس سے ایک بندھی رقم زبردستی وصول کی جانے لگی۔ لوگ اس آخصال باخبر سے ایسے تنگ آئے کہ ملک کے مختلف حصوں میں اتنی اکابر و عاید نے رسم دینے سے صاف انکار کر دیا اور اس انکار کی پاداش میں قید ہوئے۔ غیر مستطیع طبقے کے جن لوگوں نے شاہی مطالبہ کے ماننے سے انکار کیا وہ جبراً فوج میں بھرتی کر لئے گئے یا انکے گھر دہرے



سپاہی بھاڑے گئے۔

آخر جنگ کی تیاریاں ہوں توں کر کے مکمل ہوئیں اور ہنگامہ ایک سو جہازوں کا بیڑا بنے ہوئے لارشل کی طرف روانہ ہوا جزیرہ رہی میں پہنچ کر اُس نے قلعہ میں لارشل کا جو شہر کے بالمقابل واقع تھا محاصرہ کر لیا اور اگر وہ اس مہم میں کامیاب ہوتا تو اہل انگلستان جنگ کو ہنگامہ استعفا دیکھتے اس لئے کہ اس سے پراسٹنٹ فرقہ کی امداد و مقصد تھی۔ لارشل کو ملک پہنچانے لیکن حسب معمول یہ مہم بھی ناکام رہی۔ فرانسیسیوں نے ہنگامہ کی ناکامی۔ انگریزی صفوں کو چیر کر قلعہ کے محصورین کو آذوقہ پہنچا دیا۔ ہنگامہ کی فوج بیماری سے ضائع ہو گئی اور اُسے ملک کے لئے مراجعت پر مجبور ہونا پڑا۔

انگریزی قوم کو اس ناکامی کا بڑا صدمہ ہوا۔ جب انھیں یہ خیال آتا تھا کہ یا تو کبھی ہماری سطوت و جبروت کا ڈٹکا بجتا تھا اور یا آج ہم دوسری قوموں کی نظروں میں رہ رہ کر ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں تو غم و غصہ کا ایک طوفان اُن کے سینے میں اٹھتا تھا وہ قوم بے کبھی اپنے قوانین پر ناز اور اپنی آزادی کا قید ہونے پر پانچ شرفا آخر تھا اب اس حال کو پہنچ گئی تھی کہ لوگ بے خطا و بے قصور کامرا غصہ۔ قیدیوں ڈالے جا رہے تھے غرض پانچ قسباتی شرفانے جنہیں بلا سبب سزا سے قید دیکھی تھی عدالت میں مرافعہ دائر کر کے استدعا کی کہ اُن کے متعلق ”پر وائز شہادت جسدی“ جاری کیا جائے اس پر وائز کی رو سے داروغہ مجلس قانوناً مجبور تھا کہ قیدی کو عدالت میں بجائے غرضی پیش کر کے حکمنامہ گرفتاری دکھائے جس میں اس الزام کی تصریح ہو جس کی بنا پر ملزم گرفتار ہوا تھا۔ ان پانچوں مصیبت زدوں کے خلاف دراصل کوئی الزام نہ تھا اس لئے کہ انھوں نے صرف روپیہ قرض دینے سے انکار کیا تھا اور روپیہ قرض دینے سے پہلو تہی کرنا قانوناً کوئی مجرم نہ تھا۔ قبائلاً اعظم میں سے آزادی انگلستان کی اتنا سنا دیکھنا چاہئے صاف لکھا تھا کہ ”کوئی شخص گرفتار یا قید نہ کیا جائے گا تا وقتیکہ اُس کے ہم چشموں کی ایک جماعت اُس کے خلاف باضابطہ طور پر حجت نہ قائم کرے یا ملک کا قانون اُس کے خلاف فیصلہ

نہ صابر کرے۔ لیکن اس صاف و صیح قانون کے باوجود حکام عدالت نے محض بادشاہ کی خطگی کے خوف سے ان اشخاص کے واجبی احتجاج کو نظر انداز کر کے انہیں حوالات میں بھیج دیا تھا۔

پارلیمنٹ نے اب اُن کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اور سر جان ایٹ اور ٹاس وٹور تھ نے نہایت دلیرانہ طور پر کہا کہ ہمیں اپنی قدیم آزادی کے حق کو برقرار رکھنے کے لئے اپنی تمام قوت صرف کر دینی چاہئے اور جو قوانین ہمارے آبا و اجداد نے بنا سے تھے اُن کی وقعت قائم رکھنے کے لئے پوری ہمت سے کام لینا چاہئے۔ محض حقوق رعایا۔ اس پر دارالعوام نے ایک ”محضر حقوق“ مرتب کیا جس میں ۱۶۸۵ء جنوری ۱۷ء نا جائز محصولات ہدایا اور قید کے خلاف آواز بلند کی گئی تھی اور بادشاہ سے اس وعدہ کی استدعا کی گئی تھی کہ اولاً کسی

آزاد شخص سے پارلیمنٹ کے استعراج کے بغیر قرض نہ طلب کیا جائے گا اور ثانیاً کوئی آزاد شخص بلا اظہار وجہ قید نہ کیا جائے گا۔ دارالامرا نے اس محضر کے مضامین کے ساتھ اتفاق کیا اور اگرچہ بادشاہ نے اس کی بڑی سخت مخالفت کی لیکن اُسے روپیہ کی ایسی شدید ضرورت تھی کہ آخر اُسے تسلیم فرم کرتے ہی بنی اور اس محضر کی دونوں دفعات نے، جون ۱۶۸۵ء کو قانون کی شکل اختیار کر لی۔ اس قانون کے نفاذ پر جس نے قوم کی آزادی کو کمال کر دیا ملک بھر میں خوشیاں منائی گئیں۔ اظہار مسرت کے طور پر لوگوں نے جابجا الاؤ روشن کئے اور گھنٹیوں کی ٹن ٹن سے کلیسا گونج اُٹھے اب اراکین دارالعوام نے اُس رسم کی منظوری بھی دیدی جس کی چارلس کو ضرورت تھی لیکن جب وہ جنگلہم کی برطانی کا مطالبہ کرنے گئے تو بادشاہ نے اُن کی بات سننے سے انکار کر دیا اور پارلیمنٹ کو کچھ عرصہ کے لئے برخاست کر دیا۔

بادشاہ کے اس مقرب پر دارالعوام کی طرف سے پھر لے دے ہونے کی ضرورت تصنا نے باقی نہ چھوڑی ۲۳۔ اگست کو جب جنگلہم لاؤشل کی دوسری مہم پر پورٹسبتھ سے روانہ ہونے کے لئے پارکاب تھا تو جان فلٹن نامی ایک مذہبی دیوانے نے جسے فوج میں ترقی نہ ملی تھی اور جو جنگلہم کو

۱۶۶۵ء میں ملک ملت سمجھتا تھا شہر کے ایوان عام کے دروازے پر اس کے جگر میں ایک  
 بجنگھم کا قتل چھرا بھونک دیا اور وار کرتے وقت چلا کر کہا کہ "خدا تجھے یہ  
 رحم کرے یہ اس حادثہ کی وجہ سے حاضرین میں جو کھلبلی مچ گئی  
 تھی وہ جب رفع ہوئی تو قاتل برہنہ سر چہل قدمی کرتا ہوا ملا  
 وہ چاہتا تو اس ہنگامہ کی افراط فری میں فرار ہو جاتا لیکن اس کی اس نے مطلق کوئی  
 کوشش نہ کی اور گرفتار ہو کر آخر پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

بجنگھم کے مرنے سے کچھ گھر خوشیاں ہوئیں لیکن یہ خوشیاں قبل از وقت  
 تھیں۔ چارلس نے ویسٹمنسٹر کو بجنگھم کا مستند علیہ تھا وزیر خزانہ بنا دیا اور سلطنت پھر  
 اسی پرانے ڈھڑے پر چلنے لگی۔ انگریزی بیڑے نے لاروشل پہنچ کر منہ کی کھائی  
 اور ۱۶۶۵ء میں چارلس نے فرانس کے ساتھ صلح کر لی۔ رشلیو کی قوت بازو نے  
 لاڈ اسقف لندن مقرر لاروشل کے بروجوں پر فرانس کا جھنڈا جاگاڑا تھا اور دنیا میں  
 ہوتا ہے۔ ۱۶۶۵ء۔ انگلستان کی حیثیت بہت ہی ذلیل ہو گئی تھی۔ براعظم یورپ  
 میں کیتھولک ہر جگہ غلبہ حاصل کرتے جاتے تھے اور اسی لئے

جب بادشاہ نے لاڈ کو جو با تھا اور اس کا اسقف تھا ترقی دیکر اسقف لندن  
 بنا دیا تو اہل انگلستان کو بہت ہی تشویش ہوئی۔ اس تشویش کی وجہ یہ تھی کہ لاڈ  
 کو نمود ریب وزینٹ کا بڑا شوق تھا اور فرقہ کیتھولک کی طرح رسوم عبادت کا  
 بڑے طعناق سے عمل میں لانا ضروری سمجھتا تھا۔ اس کے علاوہ اصول غیابت ربانی  
 اور بادشاہ کی کامل خود مختاری کی بھی وہ ہمیشہ حمایت کرتا رہتا تھا۔ اسب اس  
 خود مختار قوت سے چارلس نے اس طرح کام لینا شروع کیا کہ جب چاہتا تھا  
 منانہ اور رطلانہ وصول کر لیتا تھا اور جو سوداگریہ دندنہ بھرتا تھا اس کا مال ضبط  
 کر لیتا تھا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ اس ضبط شدہ مال کا کچھ حصہ پارلیمنٹ کے ایک رکن  
 کی ملک سے تھا۔ چنانچہ جب دارالمبعوثین کا اجلاس پھر منعقد ہوا تو سر جان الیٹ  
 نے یہ صلاح دی کہ جنگی کے جن عہدہ داروں نے مال پھونڈہ کیا ہے انھیں طلب  
 کر کے سزا دی جائے۔ عہدہ دار جب حاضر ہوئے تو ان کی طرف سے یہ غدر

پارلیمنٹ کا اظہارِ عقیدہ  
۱۶۲۹ء۔ چارلس نے میر مجلس کو ایسا کیا کہ اجلاس ملتوی کر دیا جائے۔

یہ التوا تو عمل میں آیا لیکن جب مبعوثین پھر جمع ہوئے اور فرمان التوا پہلے کی طرح کمر جاری ہوا تو مبعوثین نے امتثال امر سے صاف انکار کر دیا۔ میر مجلس نے جب اٹھ کر تقدیر کرنی چاہی تو اراکین میں سے دو شخصوں نے اسے پکڑ کر زبردستی کرسی پر بٹھا دیا اور دروازے بند کر دیے۔ اسی کے ساتھ ایٹٹ نے یہ تحریک پیش کی کہ ”وہ لوگ غدار ہیں جو مذہب میں تبدیلیاں پیدا کرنی چاہتے ہیں یا جو جنگی کا ایسا معمول وصول کرتے ہیں یا ادا کرتے ہیں جس کی باضابطہ منظوری پارلیمنٹ نے نہ دی ہو۔“ اس تحریک کی تائید میں مبعوثین ”ہمیں اتفاق ہے ہمیں اتفاق ہے“ انفراتفری اور برطانی کا نعرہ بلند کر رہے تھے کہ پہرے کے سپاہی بادشاہ کے حکم سے دروازے توڑنے کے لئے آ پہنچے۔ لیکن اس تشدد کی نوبت

ہی نہ آنے پائی۔ اجلاس یک ایک ملتوی ہو گیا اور چند دن بعد بادشاہ نے پارلیمنٹ کو توڑ دیا ایٹٹ اور اس کے ساتھ کئی اور مبعوثین قید کر دیئے گئے لیکن ان میں سے جنہوں نے اطاعتِ اختیار کر لی وہ بہت جلد چھوڑ دیئے گئے۔ سر جان ایٹٹ کی وفات صرف تین شخص یعنی ایٹٹ وینسٹن اور اسٹروڈ ثابت قدم رہے اور پارلیمنٹ کے حقوق کے برخلاف ان کی زبان سے ایک لفظ نہ نکلا۔ الٹ نے ساڑھے تین سال تک

قلعہ لندن میں قید رہ کر وفات پائی۔ وہ پہلا شخص تھا جس نے راہِ حریت میں جان دی۔

آئندہ گیارہ سال تک چارلس پارلیمنٹ کے بغیر حکمرانی کرتا رہا اور وزارت کے خاص خاص شعبوں کی ذمہ داریاں وینسٹن لاؤڈ اور ونٹورٹھ کے تفویض رہیں۔ ایٹٹ اور پیم جیسے اشخاص کا پارلیمنٹ کی آزادی کی حمایت میں سینہ سپر ہونا ہمہ لکھ آئے ہیں۔ اب وہ بساط کھن الٹ چکی تھی اور ایٹٹ ویم کی طرح دو دھن کے پکے معنی ونٹورٹھ (جو آگے چلکر لاؤڈ اسٹیفورڈ کے لقب سے ملقب ہوا) اور لاؤڈ بادشاہ کے جاہلانہ و خود مختارانہ اقتدار کے

برقرار رکھنے میں ساعی تھے۔ بحث طلب امر یہ تھا کہ فریقین میں سے آخر کار کامیابی کا  
سہرا کس کے سر پہیگا۔ ورنہ تھ جس پر ہوس جاہ بہت ہی غالب تھی جنگم کے  
مرتبے ہی اپنے پرانے رفیقوں کا ساتھ چھوڑ کر بادشاہ سے آٹا تھا ترقی کے درج  
طے کرتا ہوا وہ مجلس حلقہ شمالی کی صدر نشینی کے منصب پر فائز ہو گیا اور اپنے  
حاکمانہ اختیارات کا استعمال بڑے تشدد اور سختی سے کرنے لگا۔ لارڈ کا منیر ورنہ  
کے مقابلے میں بہت زیادہ بے لوث تھا اور وہ ایک رنگی کے وصف میں بھی ورنہ  
پر امتیاز رکھتا تھا لیکن بڑی خرابی یہ ہوئی کہ وہ تنگ نظر اور متعصب واقع ہوا تھا۔  
اُن دونوں وزرا نے پہلے تو اپنے آقا کی تباہی کا سامان کیا اور پھر اپنی جان اُسکے  
لیئے نثار کر دی۔

اس یازدہ سالہ دور کے پہلے پانچ سال کی مدت میں بظاہر ہر طرح کا امن و  
سکون قائم رہا۔ جو لوگ اعتدال پسند تھے انھیں اس بات کا احساس تھا کہ  
اراکین دارالعوام حد سے زیادہ بڑھ گئے تھے اور بادشاہ کی توہین کرنے لگے تھے  
اور چونکہ ویسٹمنسٹر خانے کا انتظام سلیقہ سے کرتا تھا اور لوگوں کے ساتھ محسوس خرچ  
اندرونی ڈاک کے بارہ میں سختی نہ برتتا تھا اس لیے یہ لوگ قانع تھے۔  
اسی زمانے میں (۱۶۳۵ء) میں اول اول ملک کے اندر ڈاکخانہ

کا سرشتہ قائم ہوا اور ہر ہفتہ ڈاک کے ذریعے سے چھٹیوں کی  
ردائی کا انتظام عمل میں آیا۔ کرائے کی گاڑیاں بھی جن کا رواج پہلے پہل ۱۶۲۵ء میں  
ہوا تھا عام ہو گئیں انھیں اُن بازاروں سے گزرنے کی ممانعت تھی جہاں بھی بڑے زیادہ  
مارتھی۔ جارج ہربرٹ ہوشہر کے اندر لوگوں کی سواری کے لیے تام حجام کا رواج ۱۶۳۳ء  
میں ہوا۔ انھیں دونوں ایک بہت بڑے علمی اکتشاف نے  
اور ملن۔

طیب مارتھی نے ۱۶۲۸ء میں مسئلہ دوران خون پر اپنی تصنیف شائع کی۔ ان ایام  
کی تصباتی زندگی پر جب ہم نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں امن و فراغ خاطر کی ایک جہلک  
پادری جارج ہربرٹ جیسے نیک دل شاعر کی ایام گزاری میں نظر آ جاتی ہے جو  
اپنے مکان واقع بیرٹن ضلع ولٹ شاٹر میں بیٹھا ہوا نرالے رنگ کی مذہبی نظمیں

لکھا کرتا تھا اور پر آشوب زمانے کے آغاز سے پہلے پہلے ۱۶۳۳ء میں دارالعتبار کو سدھار گیا علیٰ ہذا انقیاس مشہور شاعر ملٹن نے ۱۶۳۳ء میں بمقام پارلیمنٹ واقعہ منہج کتب خانہ اپنی مظلوم تصنیف ”کوس“ سیر و قلم کی ملٹن کو ارباب کلیسا آزادی کے مراقبہ انہمازیہ کی اجازت نہ دیتے تھے اس نئے وہ کلیسا ہی کو چھوڑ بیٹھا تھا۔

امریکہ کو متصل وطن اس عرصے میں فرقہ تفریقین کے لوگ تعداد کثیر میں وطن چھوڑ چھوڑ کر برابر انگلستان جدید (امریکہ) کو جا رہے تھے۔ انہماز نفوس

کو جان و منتھراپ ۱۶۳۳ء میں اپنے ہمراہ لے گیا اور آئندہ گیارہ سال کے دوران میں بیس ہزار سے کم اشخاص نے سمندر پار سفر کیا ہوا۔ لارڈ بالیمور نے بھی جہاز کو عقیدے کا پیرو تھا ۱۶۳۳ء میں میری لینڈ کے نام سے درجنیا کے شمال کے جانب ایک جدید نوآبادی قائم کی تھی۔ اگرچہ اس نوآبادی کے قیام سے اصلی مقصود فرقہ کی تفریق کے ان اشخاص کی پناہ دہی تھا جو ”مسکین“ کہلاتے تھے یعنی حکومت کے مجوزہ طریقہ عبادت کے اختیار کرنے پر رضامند نہ ہوتے تھے لیکن پہلا قانون اس نوآبادی کا یہ تھا کہ ہر شخص آزادی کے ساتھ اپنے عقاید پر قائم رہنے کا محباز ہو گا۔

اس قسم کی جائے پناہوں کی جہاں لوگ آزادی کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں اب بڑی ضرورت تھی اس لئے کہ انگلستان میں صورت معاملات مغربوزہ اثر ہوئی چلی جا رہی تھی ۱۶۳۳ء میں ونڈورتھ آئر لینڈ کی حکومت پر مامور ہوا جہاں انگریزوں اور اسکاٹ لینڈ والوں کی جدید نوآبادیوں نے اصلی باشندوں کا نامک میں آئر لینڈ میں ونڈورتھ کی حکومت دم کر رکھا تھا۔ ایک اعتبار سے ونڈورتھ کے طرز حکومت کو ۱۶۳۳ء تا ۱۶۳۹ء چھابھی کہہ سکتے ہیں۔ اس نے اہل آئر لینڈ کی ایک پارلیمنٹ قائم کر کے اس قدر رقم کی منظوری حاصل کر لی جس سے ایک

عہد قواعد داں فوج کے اخراجات برداشت کئے جاسکیں اور اس فوج سے اس نے ملک میں امن و امان قائم کر دیا۔ تجارت کو بھی اس نے ترقی دی اور شمالی علاقے میں سوئی پارچہ بانی کی صنعت اسی کے زمانے میں رائج ہوئی۔ لیکن اسے نہ اپنے وعدے کا پاس تھا اور نہ قانون کی اس کی نظروں میں کوئی وقعت تھی لارڈ کو

اُس نے ایک مرتبہ لکھ بھیجا کہ میں لگی پٹی نہیں جانتا۔ وہ ماتھے ہی کیا جو ایسا اوچھاڑے کہ تسمہ لگا رہ جائے اہل آئرلینڈ کی خواہشوں کی وہ مطلق پروا نہ کرتا تھا کیتھولک مذہب کو نہایت سختی سے دباتا تھا اور باوجودیکہ بادشاہ نے قول دیا تھا کہ کناٹ کے علاقہ میں کوئی انگریزی نوآبادی نہ بسائی جائے گی لیکن اُس نے باختیار خود ایک نوآبادی اس علاقے میں قائم کر دی۔ غرض اُس کی حکومت نہایت جابرانہ تھی جس نے لوگوں کے دلوں میں ہیبت بٹھا دی تھی عنان اختیار جب تک اُس کے زبردست ہاتھوں میں رہی اہل آئرلینڈ کو سزا دینے کا حوصلہ نہ ہوا لیکن جیسا کہ ہمیں آگے چلکر معلوم ہو گا اُس کے جاتے ہی اُس کے جبر و تشدد کے نتائج ایک خوفناک صورت میں آشکارا ہو گئے۔

جس سال دتھو آئرلینڈ کا نائب السلطنت بنا کر بھیجا گیا اسی سال اکثر بری کے صدر اسقف ایبٹ نے جس کا شیوہ ہمیشہ سے آشتی و مدارا تھا وفات پائی۔ لارڈ اُس کی جگہ صدر اسقف مقرر ہوا اور دو سال بعد ۱۷۳۵ء میں جب ویسٹن کا انتقال ہو گیا۔ تو ساری قوت سمٹ سمٹ کر اُس کے ہاتھ میں چلی گئی اور وہ علمی طور پر انگلستان کا گویا صدر اعظم ہو گیا۔ پہلا ہی کام اُس نے یہ کیا کہ مذہب میں متفقین کے ساتھ لارڈ بہت سی ایسی باتیں داخل کر دیں جن سے کیتھولک رسموں کی شان منور ہو جاتی تھی مثلاً قربان گاہ کو جو عرصہ دراز سے

گرجا کی عمارت کے مشرقی حصے میں منتقل کر دیا۔ نقش و نگار والے دریچے زینر فو نصب کرادیئے۔ اور کلیسا سے لیتھ میں ایک صلیب جو وہاں سے ہٹائی گئی تھی پھر رکھوا دی۔ ان باتوں سے متفقین میں بڑی سرسیمٹی پھیل گئی۔ اس زمانے میں ہر شخص کو اختیار ہے کہ اگر کسی کلیسا کا طریقہ عبادت اُس کے عقیدے کے خلاف ہو تو کسی دوسری عبادت گاہ میں چلا جائے لیکن ان دلوں یہ بات ممکن نہ تھی۔ گر جا ایک تھا اس کا طریقہ واحد تھا اور ہر شخص اس میں اوقات مرتبہ پر حاضر ہونے کے لئے مجبور تھا۔ ایسی حالت میں لارڈ کی وضع و قماش کے حاکم وقت کی طرف سے کسی ایسے رد و بدل کا نفاذ جسے اکثر لوگ ناپسند کرتے ہوں بجز فساد کے اور

کوئی نتیجہ پیدا نہ کر سکتا تھا۔ متقشفین کی تعداد اب بہت بڑھ گئی تھی اور پارلیمنٹ کے حکم سے یوم السبت کی حرمت کا ایام سابق کے بر نسبت بہت زیادہ اہتمام کیا جاتا تھا اور بہو و لعب سے لوگوں کو حکماً روکا جاتا تھا۔ قدیم زمانے میں اتوار والے دن اکثر دیہات میں کھیل تماشے ہوا کرتے تھے لیکن اب حکام عدالت دیہی نے اس بنا پر انھیں روکنا شروع کیا تھا میلوں میں لوگ شرابیں پی پی کر بدست ہو جاتے ہیں جس سے شہا یر بہت کی توہین ہوتی ہے۔ لارڈ اور بادشاہ نے قانون وقت کو بالائے طاق رکھ کر عزم بالجزم کر لیا کہ اتوار کو کھیل تماشے کا سلسلہ پھر جاری کر دیا جائے اور پارلیمنٹ کو حکم دیا کہ اس کی تائید میں دغظ کہیں۔ پارلیمنٹ نے اس حکم کے ماننے سے انکار کر دیا اور اس انکار کی یادداشتیں میں فرقہ متقشفین کے صدر پارلیمنٹ اپنی خدمتوں سے الگ کر دئے گئے۔ حکومت نے اتنے ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ انھیں ایام میں تین شخص عدالت ایوان کو اکٹبا سے لاڈھ کی طرز حکومت کے خلاف رسایل لکھنے کی علت میں سزا یا بھروسے ان میں سے ایک کا نام برن تھا جو کالت کا پیشہ کرتا تھا۔ دوسرا ہیسٹوک نامی ایک بلیب تھا اور برن ہیسٹوک اور برن کی تیسرا ایک پارلیمنٹ جس کا نام برن تھا۔ ان تینوں کے کان کاٹ لیے گئے اور جب یہ بیچا کرے ہوئے ہو چکے تو انھیں عمر بھر کے لیے قید کر دیا گیا۔ یہ جزا کات مذکورہ ایسی تھیں کہ بہت سے اعتدال پسند لوگ بھی متقشفین کے طرفدار ہو گئے۔

غرض اس طور پر بادشاہ اور اس کے وزرا رعایا کی عقیدت و الفت سے برابر محروم ہوتے چلے جا رہے تھے۔

چارلس نے "محضر حقوق" میں نمایندگان قوم سے جو وعدے کیے تھے انھیں وہ کسی کا فوٹ لیکھا تھا۔ اپنے پرانے دستور کے موافق رعایا سے ناجائز طور پر رویہ وصول کرتا تھا اور جو لوگ مزاحمت کرتے تھے انھیں سخت سزا دیتا تھا۔ اب چونکہ ایک جنگی بیڑے کی ضرورت آئی تھی اس لیے اس نے ساحل کی تمام بستیوں کے بادشاہ زرفینہ وصول کرنا ہے نام احکام جاری کیے کہ جہاز ہسپانیہ کے جنگی بیڑے کی چڑھائی کے وقت اس وقت ۱۶۳۲ء تا ۱۶۳۳ء (دیکھو نمبر ۲۴۴) اسی طرح اس کیلئے



بھی جہاز ہم پہنچائیں یا جہازوں کے بدلے ”زر سفینہ“ ادا کریں۔ یہ مطالبہ جیسا اُس وقت کے خلاف تھا جو بادشاہ نے رعایا سے ”مختصر حقوق“ میں کیا تھا اور جب اس سے ہیمپڈن کا مرقعہ۔

بھی متجاوز ہو کر اُس نے محصول زر سفینہ ساحلی آبادی کے علاوہ اندرون ملک کی آبادی سے وصول کرنا شروع کیا تو ایک گم شائر کے ایک رئیس جان ہیمپڈن نامی نے محصول ادا کرنے سے انکار کر دیا اور عدالت میں استغاثہ دائر کیا۔ اگرچہ اس وقت تمام حکام عدالت بادشاہ ہی کے مقرر کیے ہوئے تھے پھر بھی بارہ مہینے سے پانچ نے دلیل اُن طور پر کہہ دیا کہ ہیمپڈن بالکل حق بجانب ہے۔ لیکن چونکہ کثرت رائے مدعی کے خلاف تھی اس لیے محصول برابر جاری رہا اور سارے انگلستان میں برہمی کی ایک لہر مٹ گئی۔

اگر چارس اور لائیڈ نے اسکاٹ لینڈ والوں کو انگریزی کتاب عبادت کے استعمال کا حکم دینے سے ایک نیا جھگڑا اُنھیں دنوں میں مول نہ لیا ہوتا تو عجیب نہ تھا کہ یہ طوفان بھی گزر جاتا لیکن جو ہو۔ نے والا ہے وہ ہو کر ہی رہتا ہے۔ واقعہ اصلاح کینسہ کے وقت ہی سے اہل اسکاٹ لینڈ یا توجان ناکس کے آداب عبادت پر عمل کرتے چلے آئے تھے یا وقت کے وقت برجستہ الفاظ میں مفہوم چارس اہل اسکاٹ لینڈ کو کتاب عبادت کے استعمال کا حکم دیا گیا جس میں انھیں پاپا کا رنگ جھٹکنا ہوا نظر آتا تھا تو انھوں نے اقتتال امر سے صاف انکار کر دیا۔ ایڈنبرا کے سب سے بڑے گرجا میں جب پادری نے نئی کتاب کھول کر دعائیں شروع کی تو ایک بڑھئی نے ایک تپائی اٹھا کر اُس کے سر پر پھینچ ماری اور یہی شور رشت تمام اسکاٹ لینڈ میں پھیل گئی۔ اس پر بادشاہ نے پیغام بھیجا کہ کلیساؤں میں عبادت گزاروں کو اس خیرہ سری سے باز آنا اور شاہی حکم مان لینا چاہئے لیکن اس پیغام نے آگ کو زیادہ بھڑکا دیا اور انھوں نے باقرار صالح اُس قومی عہد کی تجدیدی جو عہد ۱۵۵۷ء میں

مستادین ۱۵۵۷ء  
ماند صا گیا تھا دریکھو صفحہ ۲۴۴ اور شرخاد امرا اور قیسین اطراف و اناف ملک میں ایک قرار نامہ لیئے ہوئے گشت لگاتے

پھرتے تھے جس پر لوگ ہر جگہ آباد کی تمام دستخط کر دیتے تھے۔  
 بادشاہ سخت برہم ہوا اور فوج لیکر سرکشوں کی تادیب کے لیے سرحد پر  
 پہنچ گیا۔ لیکن شورش کرنے والوں نے بھی تیاریاں کر رکھی تھیں۔ ادھر انگریزی  
 سپاہیوں نے اُن کے ساتھ ہمدردی کا اظہار شروع کر دیا اور چارلس کو متنبہ کر دیا  
 گیا اُس کی فوج کبھی نہ لڑے گی۔ غرض اقتضائے وقت سے مجبور ہو کر وہ لندن  
 واپس آیا لیکن جی میں ٹھان چکا تھا کہ دوبارہ فوج کشی کر کے اسکاٹ لینڈ کی گردن کو  
 لارڈ اسٹیفورڈ کی واپسی توڑ کر رہیگا چنانچہ اُس نے دنپورترہ کو جواب لارڈ اسٹیفورڈ  
 انگلستان۔ کے لقب سے ملقب تھا آئر لینڈ سے واپس بلا بھیجا۔  
 اسٹیفورڈ نے اگر بادشاہ کو تو اعتماد پارلیمنٹ کا مشورہ  
 دیا اور خود اپنی تربیت یافتہ اور قواعد و اس فوج ہمراہ لائے گئے اُسے  
 پاؤں آئر لینڈ واپس گیا۔

لیکن نہ تو اسٹیفورڈ کو اور نہ بادشاہ ہی کو اس بات کا علم تھا کہ رعایا میں کس  
 حد تک بددلی پھیل چکی ہے۔ پارلیمنٹ کا افتتاح ۱۳ اپریل ۱۶۴۲ء کو ہوا  
 لیکن اس کے اجلاس صرف تین ہفتہ تک منعقد ہونے پائے۔ روپے  
 کی منظوری دینے سے تو مبغوثین نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب تک ہماری  
 شکایات رفع نہ ہوں گی ہم ایک حبسہ نہ دیں گے اور جب  
 اسکاٹ لینڈ کے ساتھ جنگ کرنے کا سوال پیدا ہوا  
 چند روزہ پارلیمنٹ  
 ۱۶۴۲ء تو انھوں نے کانوں میں انگلیاں دے لیں غرض

چارلس نے حسب معمول اپنی ضد پر قائم رہ کر پارلیمنٹ کو توڑ دیا اور جو  
 تھوڑی بہت فوج فراہم کر سکا تھا اُسی کو لیے ہوئے شمال کی طرف روانہ ہوا  
 لیکن اسکاٹ لینڈ والوں نے بھل کر کے نارنجہ لینڈ پر حملہ کر دیا تھا اور اب انھوں  
 نے انگریزوں کو نیو برن کے مقام پر جونیوکیسل کے قریب واقع ہے۔  
 پساکھا اور ڈربم سے بالکل ہی نکال دیا۔ چارلس کو ایک بیش قرار رقم کے  
 وعدے کے ساتھ مجبوراً صلح کرنی پڑی لیکن بغیر ایک اور پارلیمنٹ کے روپے  
 کا ہاتھ آنا دشوار تھا۔

اب چونکہ چارلس مبتلائے مشکلات تھا اس لیے ضرورتاً کلاب جوبارلینٹ آئے وہ اس کا دیل ہو کر رہے چنانچہ اب جس پارلیمنٹ کا افتتاح ۳۰ نومبر ۱۶۷۹ء کو ہوا وہ ”طویل پارلیمنٹ“ کے نام سے موسوم ہے اور طویل وہ اس لیے کہلائے لگی کہ اس نے بادشاہ سے زیادہ عمر پائی۔ پہلا ہی کام مبغوثین دارالعوام نے یہ کیا کہ جن اشخاص کو کان کاٹ کر قید میں ڈال دیا گیا تھا انھیں فوراً رہا کر دیا لاڈ اور اسٹریٹز کی طرف سے ان کے دل میں بہت ہی سخت گہ بڑی ہوئی تھی اس لیے کہ اس نے وقت پر اپنی جماعت کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور آئرلینڈ کی

طویل پارلیمنٹ ۱۶۷۹ء  
۱۶۷۹ء ۱۶۸۰ء

ایک فوج کو انگلستان لانے کا منصوبہ باندھا تھا اور اسی کے ساتھ بادشاہ کو پارلیمنٹ کی مخالفت پر ابھارا تھا۔ وہ اس وقت یارک شائر میں تھا اور چاہتا تھا کہ آئرلینڈ چلا جائے لیکن چارلس نے اس کو یقین دلایا کہ اگر وہ لندن آئے گا تو اس کا بال بیکمانہ ہونے پائے گا۔ اس وعدے سے مطمئن ہو کر وہ اپنے تخت کی طرف روانہ ہو گیا۔ لیکن جیب لندن پہنچ کر دارالامرا میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ کم اور اس کے ساتھ تین سو مبغوثین پارلیمنٹ کی عدالت کے سامنے کھڑے ہیں اور اس کے مواخذہ کیے جانے کا پیغام دارالعوام کی طرف سے لائے ہیں۔ غرض وہ گرفتار ہو کر قلعہ لندن کچھ حوالات میں بھیج دیا گیا اور ۳۰ جنوری ۱۶۸۰ء کو اس پر دیسٹنٹ ٹرائل

ہونا لایا گیا۔

میں مقدمہ چلایا گیا۔ دوران تحقیقات میں سر مہتری دین نے جس کا باپ بادشاہ کا مصاحب تھا اور جو خود کم کا بہت بڑا دوست تھا اپنے باپ کے بعض کائنات سے اس بات کا ثبوت پیش کر دکھایا کہ اسٹریٹز نے آئرلینڈ کی ایک فوج کی مدد سے ملک پر حکومت کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ بایں ہمہ ملزم کے خلاف قانون عام کی رو سے کوئی باضابطہ حجت قائم کر کے اسے سزا دینا اس قدر مشکل تھا کہ ضابطہ کی تحقیقات کے بجائے پارلیمنٹ نے ایک سودہ قانون مشتمل پر حکم قصاص خاص طور پر جاری کیا۔ یہ سودہ بادشاہ کے پاس دستخط کے لیے بھیجا گیا۔ پہلے تو چارلس نے دستخط مثبت کرنے سے انکار کر دیا لیکن جب خلقت کا ایک غصے سے بھرا ہوا بنوہ

قصر و حاکمیت ہال کے چاروں طرف جمع ہو گیا اور ملکہ ٹانگٹ و ہراساں ہونے لگی تو بیزجہ اخیر آنکھوں میں آنسو پھر کر اُس نے اس مسودہ قانون پر دستخط کرنے کے لیے جس نے اُس کے وفادار و فرمانبردار خادم کو حوالہ دار و سرن کروایا ایک جلالت نابین مقرر کی۔ اسٹریفرڈ نے جس کا طرز عمل اس آخری وقت میں چارلس سے زیادہ شریفانہ نظر آتا ہے اپنے آقا کو لکھ بھیجا تھا کہ اُس وعدہ کے ایفا سے جو حضور نے میری حفاظت جان کے بارے میں کیا تھا میں حضور کو سبکدوش و بری الذمہ کرتا ہوں لیکن پھر بھی بادشاہ کا مصیبت کے وقت یوں ساتھ چھوڑ دینا اُسے بہت ہی تلخ گزار چنانچہ مرتے وقت اُس کے منہ سے یہ جملہ نکل ہی گیا کہ بادشاہوں پر کبھی بھروسہ نہ کرنا چاہیے۔ اسکا سر ۱۲۳۱ء میں ۱۲۳۱ء کو قلم کیا گیا اور لارڈ کے ساتھ بھی واقعہ کیس ۱۲۳۵ء میں جا کر پیش آیا۔

اسٹریفرڈ کے مرتے کے بعد پارلیمنٹ نے بڑی بڑی اصلاحات کو رواج دیا۔ وہ قانون سے سالہ کے نام سے ایک قانون اس مضمون کا وضع کیا گیا کہ کم سے کم ہر تین سال کے بعد ایک پارلیمنٹ کا انعقاد ہوگا اور آئینہ کوئی پارلیمنٹ خود اپنی رضا مندی کے بغیر نہ توڑی جاسکے گی۔ مجلس عداوت شالی۔ عدالت دیوانی انفاذ قانون سدا اور کو اکب اور عدالت عالیہ نابین کی موقوفی عمل میں آئی اور کچھ قوانین جاری کیے گئے جن کی رو سے ناجائز محصولات کا

دوسری اصلاحات ۱۲۳۵ء

لایا جانا ممنوع قرار پایا۔ اب پارلیمنٹ میں دو جماعتیں ہو گئی تھیں۔ ایک تو طرفداران دربار کا گروہ تھا جس میں وہ اشخاص شریک تھے جو نہ چاہتے تھے کہ بادشاہ کے ساتھ بہت زیادہ سختی برتی جائے۔ اس گروہ کے دوسرے وار تھے۔ لارڈ فاکلینڈ اور ہانڈ۔ فاکلینڈ ایک بہادر کریم النفس اور شریف طبیعت امیر تھا اور ہانڈ وہی ہے جو آگے چل کر لارڈ فاکلینڈ کے لقب سے ملقب ہوا۔ دوسرا گروہ متقشفین کا تھا اور اس گروہ کا سرگروہ پم تھا۔ پم کی یہ تجویز تھی کہ آئندہ سے ارکان کونسل ارکان عدالت اور وزراء سلطنت کا تقعر پارلیمنٹ کے اختیار سے ہوا کرے۔ اس تجویز پر بحث ہوئی یہی تھی اور چارلس اسکا فلیٹ میں ایک ہم پر گیا ہوا تھا کہ آئینہ سے دل ہلا دینے والی خبریں وصول ہوں

اسٹریٹ ڈکانہ دوست ہاتھ اٹھتے ہی آئرلینڈ کی کیتھولک آبادی نے جس پر وہ بڑے  
 بڑے ظلم کیجکا تھا ۲۳ اکتوبر ۱۶۴۱ء کو ایک ہنگامہ عظیم بر پارک کے اسکاٹ لینڈ اور  
 انگلستان کی نقل کے مردوں عورتوں اور بچوں کو تلوار کی بارہ پر رکھ لیا۔ اور انھیں اپنے  
 مکان سے برف میں ٹھٹھٹھ کر مر جانے یا دریا میں ڈوب مرنے کے لیے رگید رگید  
 کر نکال دیا۔

سارے انگلستان میں اس خبر کے پہنچتے ہی ایک سناٹا  
 چھا گیا اور جب آئرلینڈ والوں نے بادشاہ کا ایک سر بھر  
 فرمان پیش کیا جس میں انھیں کھلے بندوں ہتھیار اٹھانے کی  
 اجازت دی گئی تھی تو ملک میں ایک کھلبلی سی بڑگئی یہ سچ ہے کہ ایسا قتل عام چالیس  
 کے دہم و گمان میں بھی نہ گزرا تھا لیکن اس میں ذرا شک نہیں کہ اس نے آئرلینڈ  
 والوں کو انگریزی پارلیمنٹ کے خلاف بھڑکانے کا منصوبہ ضرور بازو دیا تھا۔  
 اس منصوبہ میں اسے کامیابی تو ہوئی لیکن نہ اس شکل میں جو اس نے اپنے ذہن  
 میں قائم کی تھی اس لیے کہ کم اور ہیمپٹن نے پارلیمنٹ میں بڑی دلیری سے  
 اس بات کا اعلان کر دیا کہ ہم لوگ آئندہ سے نہ بادشاہ پر بھروسہ کر سکتے ہیں اور  
 نہ اس کے وزیر پر۔ چنانچہ ایک ”احتجاج عظیم“ ضبط تحریر میں لایا گیا جس میں  
 گزشتہ چار سال کے تمام نوائے مصائب کا جو انھیں  
 احتجاج عظیم۔  
 برداشت کرنے پڑے تھے یہ تفصیل اعادہ کرنے کے

بعد یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ زندہ کا قہر آئندہ سے پارلیمنٹ کیا کرے اس پر صبح  
 سے لیکر آدھی رات گئے تک ایک بڑی مجمعے کی بحث ہوتی رہی۔ اور  
 آخر ”احتجاج عظیم“ کا مسودہ ایک ایسے ہنگامے میں منظور ہوا کہ اگر ہیمپٹن جیسا  
 مستقل مزاج شخص موجود نہ ہوتا تو طور و رکشت و خون کی نوبت آجاتی۔  
 پانچ دن بعد بادشاہ اسکاٹ لینڈ سے واپس آیا اور یہ سمجھ کر کہ اب بھی پارلیمنٹ کے  
 بہت سے اراکین اس کا ساتھ دیں گے اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ لارڈ کیمبلٹن اور  
 دارالعوام کے چار اراکین یعنی جم ہیمپٹن ہاکس ہیلس گیا اور اسٹوڈنر انعامات قائم کر کے  
 مقدمہ چلایا جائے۔ اس نے اپنی ”شاہانہ عزت کی قسم کھا کر“ وعدہ کیا تھا کہ

کسی قسم کا جبر و تشدد روا نہ رکھا جائے گا۔ لیکن دارالامرار و دارالعوام نے اس کے قول کا مطلق اعتبار نہ کیا اور معوثین زیر عتاب کی حوالگی سے معاف انکار کر دیا۔ دوسرے دن چارلس اپنے قول سے پھر گیا اور کچھ سنتریوں اور مسلح سواروں کی ایک بڑی جمیعت لیے ہوئے پانچوں معوثین کی گرفتاری کے لیے ایوان پارلیمنٹ میں داخل ہوا۔ دیکھا تو پانچوں کی جگہ خالی تھی۔ اُن کے رفیقوں نے پیش بندی کر کے انھیں شہر کے اندر ایک محفوظ مقام میں بھیج دیا تھا۔ غرض بادشاہ نے تمام معوثین سے مخاطب ہو کر کہا کہ میرے قیدی یہاں نظر نہیں آتے اچھا جب آئیں تو آپ لوگ ہی انھیں میرے پاس بھیج دیں ورنہ اُن کا پتا میں آپ لگالوں گا یہ کہہ کر وہ غصے سے بھرا ہوا چل دیا اور معوثین چلانے رہے کہ ہم لوگ خاص حقوق رکھتے ہیں ہم لوگ گرفتاریوں سے مستثنیٰ ہیں۔

پانچ معوثین کی گرفتاری کا اقدام۔

پانچوں ملزمین کو چارلس کی ہوا تک نہ لگنے پائی۔ شہر لندن جس کی طاقت پہلے کی نسبت کہیں زیادہ بڑھ چکی تھی اب مطلقاً حامیان آزادی کا طرفدار ہو گیا۔ ہائے تخت انگلستان آج کل نہ تجارتی مال کے گوداموں اور دفتریوں کا مجموعہ نظر آتا ہے لیکن اُن دنوں اس کی یہ حالت نہ تھی۔ اُس زمانے میں تین لاکھ باشندے ٹیمل بار اور اسپینج کے درمیان بستے تھے۔ تجارت اپنے آراستہ و پیراستہ مکانوں میں رہتے تھے اور دکاندار اپنی دکانوں کی بالائی منزل میں اپنے شاگردوں کے ساتھ سکونت رکھتے

ہل لندن بادشاہ کو آنکھ دکھاتے تھے۔

جن میں یہ شاگرد ”آئیے آئیے کس چیز کی ضرورت ہے“ کے آواز سے لگا لگا کر گاہکوں کو بلا تے اور خریداری کی ترغیب دیتے تھے۔ ہر پیشہ کی ایک جدا گانہ جماعت ہوتی تھی۔ مثلاً درزیوں کی جماعت الگ تھی۔ پھلی بیچنے والوں کی الگ۔ سناروں کی جدا۔ ان جماعتوں نے اپنی اپنی حفاظت کے لیے مسلح قواعد و اب دستے تیار کر رکھے تھے جن میں تاجر دکاندار اور شاگرد افسروں اور سپاہیوں کا کام دیتے تھے۔ اس زبردست جمیعت کی حفاظت میں پانچوں معوثین اب دارالعوام کی ایک مجلس منتخبہ کے اجلاس میں ہر روز شریک

ہوئے لگے اور ایک ہفتے کے بعد بڑی دھوم دھام کیساتھ دریا کے کنارے کنارے پارلیمنٹ کے بھرے اجلاس میں پھر لائے گئے۔

نمانہ جنگی کا آغاز ۲۳۔ اب یہ بات روز روشن کی طرح آشکار ہو گئی کہ بادشاہ کا لندن میں کوئی اختیار باقی نہیں رہا۔ چنانچہ وہ اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیکر ہیمپٹن کورٹ کو روانہ ہو گیا۔ ملکہ بڑے بچوں کے ساتھ

جہاز پر سوار ہو کر بالینڈ چلی گئی اور روپیہ بہم پہنچانے کے لئے شاہی جواہرات اپنے سپرد کر دی گئی۔ ۲۲۔ اگست ۱۶۴۲ء کو بادشاہ نے ناشنگھم میں اپنا علم بلند کیا اور اسی وقت سے خانہ جنگی شروع ہو گئی۔

آئندہ چار سال کا زمانہ برابر جنگ میں گزرا اور انگلستان میں ہر طرف خونریزی کا سلسلہ جاری رہا۔ فریقین کا تعین سرسری طور پر یوں کیا جاسکتا ہے کہ مغربی اور شمالی علاقے کی آبادی تو بادشاہ کی طرفدار تھی اور مشرقی و جنوبی حصے کے لوگ پارلیمنٹ کے حامی تھے۔ سینٹ امر اور دارالعوام کے آدمے مبعوثین بادشاہ کے جمعہ سے ملے جمع ہو گئے بادشاہ کا بھتیجا شہزادہ روپرٹ جو فرما فرمائے پیٹیاٹن شہسوار۔

کا بیٹا تھا شاہی رسالے کا سردار مقرر ہوا۔ رسالے میں شرفاء حامد اور ان کے بیٹے شریک تھے اور سب کے سب نہایت دلیر و شجاع اور فن شہسوار ہی میں طاق تھے۔ یہ رسالہ شہزادہ روپرٹ کا رسالہ کہلاتا تھا اور بادشاہ کے طرفداروں کی ساری جماعت ”شہسوار“ کے سرگھٹے

مبعوثین ہیں امرا اور کثیر التعداد دیہاتی مغزین کسانوں تاجروں اور بیوپاریوں کے ساتھ پارلیمنٹ کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور چونکہ تمام نوکروں اور کاندھاروں کے شاگردوں کی وضع یہ تھی کہ سر کے بال خشناسی کچھ تھے اس لیے شہسوار ازراہ حقارت انھیں ”سرگھٹے“ کہتے تھے۔

اول بادشاہ کا پلہ بھاری رہا۔ امیر الیکس جو پارلیمنٹ کی فوج کا سر لشکر تھا چارلس کو زیر کرنے کے بجائے اُس کے ساتھ خیر اُطصال طے کر لینے کا زیادہ خواہشمند تھا۔ ادھر شہزادہ روپرٹ کے پھر تیلے اور گرلین سواروں نے اُن







کسانوں اور کاندراؤں کے چمکے پتھر رکھے تھے جنہوں نے اہل اور ہزاروں باٹ  
چھوڑ کر سپاہیانہ زندگی کی نئی اختیاری کی تھی۔ ۲۲۔ ہتھیار کو پاؤں بچ اور ۲۳۔ راکٹور کو بچ اہل  
کے مقامات پر جو دارک شاہ میں واقع ہیں اگرچہ فریقین میں سے نفع کا کل کا  
پاؤں بچ اور بیچ ہل کے | سہاگنی کے سبھی نہ رہا لیکن بحیثیت مجموعی شاہی افواج  
غالب رہیں اور ایکس سپاہیوں کا پائس برابر اس کا تعاقب  
کرتا رہا تاکہ ۱۲۔ نومبر کو اس نے برمنگھم میں پہنچ کر لندن کو خطرہ

میں ڈال دیا۔ اگرچہ پائے تخت پر اس کا قبضہ ہو جاتا اور اس کی ساری دولت اس کے  
ہاتھ آجاتی تو شاید جنگ کا خاتمہ ہو گیا ہوتا لیکن اہل شہر کی قواعد و اسلحہ جماعتیں  
ویلر نے طور پر پرے جائے ہوئے حملہ آوروں کے مقابلے کے لیے ٹرم کریں تک۔  
اپنی چھین اور شاہی فوج کو پسپا ہونا پڑا۔

چارلس نے اب اپنا مسقر آکسفورڈ میں قائم کر لیا اور جنوبی و مغربی اضلاع میں بتدریج  
شاہ پسندوں کا عمل دخل ہو گیا۔ اب طول و عرض ملک میں برطانیہ بازار قتال جہل  
گرم تھا۔ شمال میں شاہی افواج نے پارلیمنٹ کے سر لشکر فینکس کا قافیہ تنگ  
کر رکھا تھا۔ مغرب میں اہل کارنوال جو بڑے پر جوش اور سرگرم شاہ پسند تھے  
شاہ پسندوں کی کامیابی | جرنیل ویلر کو شکستوں پر شکستیں دے رہے تھے۔ ادھر  
شہزادہ روبرٹ آکسفورڈ شاہی ایکس سے جنگ کر رہا تھا پارلیمنٹ  
۱۷۹۳ء۔

کی کونسل کو براہیہی امید لگی ہوئی تھی کہ فریق ثانی سے مسلح  
ہو جائے گی صرف ہم اور ہیمپڈن اس بات کو خوب سمجھے ہوئے تھے کہ فتح جنگ  
ہی سے اس آویزش کا خاتمہ ہو سکتا ہے لیکن ان دونوں جوانمردوں کا رشتہ حیات  
بہت جلد منقطع ہو جانے والا تھا۔ ۱۸۔ جون ۱۷۹۳ء کو ویلر کے مقابل میں مغرب کی  
طرف بڑھتے ہوئے ہیمپڈن کو جسکی ماتحتی میں سواروں کا ایک مختصر سادہ تھا کو شکست  
شاہی میں جا آئے کے مقام پر شکست دی اور ہیمپڈن کا رسی زخم کھا کر میلان جنگ  
سے اس حالت میں نکلا کہ سر جھکا ہوا تھا اور ہاتھ گھوڑے کی گردن میں جاملے تھے چھ  
دن تک مقام پنجم میں موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا اور کونسل کے لیے  
اپنی تجاویز پر وقلم کرنے کی کوشش میں مصروف رہ کر اس نے دم توڑ دیا۔ مرنے وقت

اُس کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ بار خدا یا میرے ملک کو بچاؤ! آئندہ دو مہینے کے عرصے میں سیکے بعد دیگرے متعدد شہروں پر شاہی افواج کا قبضہ ہو گیا۔ بالآخر آکسینٹر برٹنل ڈار جیٹر اور لنگی اور شہرہ ہو گئے اور گلاسٹر کا شہر وند سے محاصرہ کر لیا گیا۔ پارلیمنٹ اس وقت بڑے خطرے میں تھی اس لیے کہ اہل لندن کی بے اطمینانی اور بے چینی صورت حالات کو دیکھ دیکھ کر بڑھتی جاتی تھی۔ لیکن ظلمت شب کے بعد سفیدہ سمرخودار ہونے کے قریب تھا۔ بڑی کوششوں سے ایسکس کی قیادت میں ایک نئی فوج فراہم کی گئی جس سے اُس نے محاصرہ گلاسٹر کی بساط الٹ دی یہاں سے پلٹ کر ۳۰ ستمبر ۱۶۴۳ء کو اُس کا مقابلہ شاہی افواج سے برٹنل میں ہوا۔ یہاں نیو بری ہوا جہاں مارڈن فاکلینڈ زخمیوں سے چور ہو کر گرا اور صلح! صلح!!

پارلیمنٹ کی کامیابیاں  
فاکلینڈ کی موت  
۳۰ ستمبر ۱۶۴۳ء

کہتا ہوا عالم جاودانی کو سدھا گیا۔

اس اثنا میں ایم نے سر مہر ہی وین کو ملک مانگنے کے لیے اسکا ٹلینڈ بھیجا تھا اس امداد طلبی کا نتیجہ یہ ہوا کہ تاریخ ۲۵ ستمبر باقرار صالح ایک عہد نامہ مرتب ہوا جس میں اہل اسکا ٹلینڈ نے وعدہ کیا کہ اس شرط پر کہ پریسٹن مذہب کی حفاظت کی جائے گی ہم پارلیمنٹ کی طرف سے ہو کر لڑیں گے۔ اس عہد نامہ پر دستخط ثبت ہوئے ہی تھے کہ ایم جیسے فکروں نے گھلا دیا تھا۔ دسمبر کو انتقال کر گیا۔ لیکن اس کی قائم مقامی کے لیے اہل اسکا ٹلینڈ کے ساتھ ایک اور سربراہ و د شخص آئیور کرامویل پہلے ہی سے تیار تھا۔ قرار داد ۲۵ ستمبر ۱۶۴۳ء

دھن کا پکا اور بڑا پرجوش واقع ہوا تھا اور ایک مدت سے اپنے ملک کے مشکلات و مصائب کو دیکھ دیکھ کر گڑھ رہا تھا۔ ۱۶۴۳ء میں جب وہ محض حقوق کا نفاذ عمل میں آیا تو وہ دارالعوام میں مبعوث کی حیثیت سے شریک تھا۔ ۱۶۴۳ء میں اُس نے عدالت ایوان کو اکب کے آئیور کرامویل۔

سفاکانہ مظالم کے خلاف ایک تقریر کی تھی اور جب جنگ شروع ہوئی تو اُس نے پارلیمنٹ کی فوج میں شرکت کی غرض سے ایک دستہ فوج فوراً فراہم کرنا شروع کر دیا۔ ابتدا سے جنگ ہی میں اُس نے دیکھ لیا تھا کہ پارلیمنٹ

کے جھنڈے تلے جو اراذل و افسار آجھ ہوئے تھے وہ ہرگز اس قابل نہ تھے کہ اولو العزم شہسواروں کا مقابلہ کر سکیں اور اسی خیال سے اُس نے جو دستہ فوج مرتب کیا اُس میں شرفا اور صاحب جائداد اشخاص شریک کیے جو لوٹ مار کے لیے نہیں بلکہ آزادی اور مذہب کی خاطر جنگ کرتے تھے۔ اس وضع کی جماعت میں شخص کے مذہبی معتقات کا مختلف ہونا لازمی تھا۔ لیکن کراویل کو کسی کے عقیدے سے کچھ سروکار نہ تھا۔ اُس کے نزدیک سپاہی کا ”پریسبیٹیرین“ کراویل کے فولاد پہلو۔

یابپسٹ ”دا صطباغی“ یا ”ایڈمنڈنٹ“ ”ڈاڈرا وخیال ہونا ایک تھا بشرطیکہ خدا کا عشق اُس کے دل میں ہو اور پارلیمنٹ کے لیے جان اڑا دینے پر وہ تیار ہوا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم کی وفات سے بہت پہلے کراویل کا دستہ فوج جو ”فولاد پہلو“ کہلانے لگا تھا رپورٹ کے رسالے کی طرح شہر ہو گیا اور جدھر یہ جڑا جمعیت جاتی تھی فتح اُن کے قدم بہ قدم رہتی تھی۔ پہلی بڑی جنگی کامیابی جو پارلیمنٹ کو حاصل ہوئی اسی فوج کی بدولت حاصل ہوئی۔ جس کی کیفیت جنگ مارشٹن مورم۔ یہ ہے کہ ہم کی وفات کے سات چھینے بعد۔ جولائی ۱۶۴۸ء۔ کواکٹا لینڈ والوں اور سرگھٹوں کی متفقہ جمعیت نے جرنیل جولائی ۱۶۴۸ء۔ فیکس کی سرداری میں مارشٹن مورم کے میدان پر شاہی افواج کو ہزیمت دی۔

کراویل کا اثر اب بہت بڑھ گیا تھا اور اُسے یہ بات صاف نظر آ رہی تھی کہ جب تک پارلیمنٹ کی فوج کے افسر زیادہ ثابت قدم اور مستقل مزاج نہ ہوں گے جنگ کبھی ختم نہ ہوگی۔ چنانچہ کونسل کے سامنے اُس نے تجویز پیش کی کہ فوجی انتظام از سر نو مرتب ہونا چاہیے اور اراکین پارلیمنٹ کے بجائے جو سر لشکر ہیں فوج کی سرداری پر فوجی افسر مقرر ہونے چاہئیں۔ یہ تجویز منظور کر لی گئی اور ایک ضابطہ کی رو سے جسے قانون ایثار ۱۶۴۹ء۔ ”د قانون ایثار“ کا نام دیا گیا پارلیمنٹ کے اراکین اپنی اپنی سرداری سے دست کش ہو گئے فوج کی ترتیب از سر نو عمل میں آئی۔

سرٹانس فیکس اس کا سپہ سالار مقرر ہوا اور اُس کی خاص استدعا پر کراویل کو ایک قلیل عرصے کے لیے لفٹنٹ جرنیل کے عہدے پر بدستور مامور رہنے دیا گیا اس قلیل

عرسے میں جو کام انجام دینا مقصود تھا اتمام کو پہنچ گیا۔ عسکر نمونہ جدید بننے کے فوج اب اسی جنگ تیسری ۱۶۴۵ء۔ جون ۱۶۴۵ء۔ نام سے لکاری جاتی تھی ۱۶۔ جون ۱۶۴۵ء کو بیسی کے مقام پر جو نارتھپٹن شائر میں واقع ہے شاہی افواج سے مقابلہ کیا اور اسے شکست فاش دی۔ چارلس میدان جنگ سے فرار ہو کر یلز چلا گیا اور بعد میں اسکاٹ لینڈ کی فوج سے نیوارک میں جا ملا۔ اور رفتہ رفتہ تمام قلعہ بند فوجوں کو پارلیمنٹ کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے اب کوئل بادشاہ کو پھر اپنا سر تاج تسلیم کر لینے کے لئے آمادہ ہو گئی بشرطیکہ وہ ارکان کوئس کو بیس سال کے لئے فوج پر مکمل اختیار دے دے اور متفقین کو مذہبی آزادی بھی عطا کرے لیکن چارلس ابھی تک اس بات پر تڑپا ہوا تھا کہ ایک فریق کو دوسرے فریق سے لڑا دے تاکہ دونوں کی باہمی مخالفت سے اس کی خود مختاری کا سامان پیدا ہو جائے آخر اسکاٹ لینڈ والوں نے اس کی ریشہ دو اینٹوں اور منصوبہ بازیوں سے اکتا کر مصارف جنگ کی بابت چار لاکھ پاؤنڈ لینے منظور کر کے بادشاہ کو بتایا۔ ۳۰ جنوری ۱۶۴۶ء پارلیمنٹ کے حوالے کر دیا۔

چارلس کے فروکش ہونے کا انتظام ہو بھی ہاؤس میں کیا گیا جو نارتھپٹن شائر میں واقع ہے اور اس کے ساتھ بڑے ادب و احترام کا برتاؤ کیا گیا۔ اُسے جلد ہی پھر بادشاہ ہونے کی امید بھی بندھ چلی تھی اس لئے کہ پارلیمنٹ اور فوج کا آپس میں جھگڑا ہو چلا تھا۔ بات یہ تھی کہ جنگ چونکہ ختم ہو چکی تھی اس لئے پارلیمنٹ فوج کو تنخواہ کی بادشاہ قید میں رکھا۔ بابت صرف چھٹا حصہ دے کر رخصت کر دینا چاہتی تھی۔ لیکن فوج ایسے اشخاص سے مرکب تھی جنہوں نے اپنے مذہب اور آزادی کی خاطر بڑی بڑی قربانیاں کی تھیں۔ وہ بھلا اپنی حق تلفی کیوں کر گوارا کر سکتے تھے۔ انھوں نے صاف کہہ دیا کہ جب تک ہم سے یہ وعدہ نہ کیا جائے گا کہ ہم اپنی پسند کا طریقہ عبادت اختیار کرنے میں آزاد ہیں اور جب تک ہماری بقایا ادا نہ کی جائے گی اور بیواؤں اور یتیموں کے گزارے کا انتظام نہ کیا جائے گا ہم ہرگز رخصت نہ ہوں گے۔ دراصل وہ خوب جانتے تھے کہ قوت کا پلہ انھیں کی طرف جھکا ہوا ہے اور کسی کو ان کے گے مجال چون دھرا نہیں۔ غرض ایک دن (۶۴۵ء۔ جون ۱۶۴۵ء کو) جبکہ پارلیمنٹ کے ساتھ ان کا

جھگڑا چل رہا تھا کارنٹ جاس کی کمان میں سواروں کا ایک دستہ مہوبی ہاؤس پہنچا بادشاہ کو فوج گنتا کر لیتے ہیں اور بادشاہ کو پکڑ کر ہیمپٹن کو رٹ لے گیا تاکہ سارے اختیارات کی باگ فوج ہی کے ہاتھ میں رہے۔ اسی درمیان میں شہر کے انفار و اجلاٹ کے ایک انبوه نے پارلیمنٹ پر دھاوا کر دیا اور سخت ہنگاموں کے وقوع کا احتمال پیدا ہو گیا۔ اس نازک حالت میں فوج کے ایک حصے نے کراویل اور فیفیکس کی سرکردگی میں لندن کی طرف کوچ کیا اور بادشاہ کے ساتھ اپنے طور پر شرائط طے کرنے کا مصمم عزم کر لیا۔

لیکن وہی پرانی داستان اب پھر دہرائی جانے لگی۔ بہانہ باز چارلس بیٹھ کر کراویل اور فیفیکس کے ساتھ سمجھوتہ کرنے لگا لیکن درپردہ برابر آئرلینڈ اور اسکاٹ لینڈ والوں سے ساز و باز کرتا رہا اور اس شرط پر کہ وہ اس کی حمایت میں تیخ بکف اٹھ کھڑے ہوں دونوں کی متہ انگلی خواہشوں کے بر لانے کے وعدے کرتا رہا۔

چارلس اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ ۱۲۔ نومبر کو وہ فرار ہو کر جزیرہ وائٹ میں جا پہنچا جہاں وہ پھر والوں کے ساتھ ساتھ باز قلعہ کارپورگ میں بند کر دیا گیا۔ لیکن اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں میں وہ اس حد تک ضرور کامیاب ہوا تھا کہ اسکاٹ لینڈ والوں کو قواس نے انگلستان پر فوج کشی کرنے پر راضی کر لیا اور ویزل کینٹ

اور ایکس میں شاہ پسند جماعت سے ایک بغاوت برپا کرادی۔

اب دوسری مرتبہ ملک میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور یہی بادشاہ کی تباہی و بربادی کا باعث ثابت ہوئی۔ فیفیکس نے کینٹ اور ایکس کی شورش و بادی کراویل نے وائٹ کا ہنگامہ فرور کر دیا اور اس کے بعد اسکاٹ لینڈ والوں کو پرش کے میدان میں تباہی ۱۷۔ اگست ۱۶۴۸ء شکست دی۔ سپاہی میدان جنگ سے جی میں یہ بات ٹھکان کر واپس آئے کہ ایسے بادشاہ کا کام ہی تمام کر دینا چاہیے جو انھیں جھوٹے وعدہ دے دو سری خانہ جنگی ۱۹۔ اگست ۱۶۴۸ء ٹالٹا اور فریب دیتا ہوا درپردہ جنگ کی آگ بھڑکتا ہو۔

انھیں اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ جب تک چارلس کے دم میں رہے گا ملک میں امن و امان ہرگز قائم نہ ہونے پائے گا۔ ارکان عدالت کو بادشاہ پر مقدمہ چلانے سے ضرور انکار رہتا اور پارلیمنٹ بھی کوئی ایسی عدالت قائم کرنے پر

رضامند نہ تھی جو بادشاہ سے مواخذہ کرے۔ لیکن فوج کو جو اس وقت مختار جزوکل تھی ان باتوں کی مطلق پروا نہ تھی چنانچہ ایک دن صبح سویرے ہی کرائیل پر انڈ سپاہیوں کی ایک پلٹن لے ہوئے پارلیمنٹ کے دروازے پر اکھڑا ہوا اور سر ہنری دین کی طرح جن معوشین نے خسرو ج پر انڈ ۱۵۔ دسمبر ۱۷۲۹ء

اس واقعے کو ”خسرو ج پر انڈ“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جب یہ جبریہ کارروائی ختم ہو چکی تو صرف تیرہ مین معوشین باقی رہ گئے جنہوں نے ایک سو پینتیس اشخاص کی ایک عدالت مقرر کی۔ بریڈ شا جو اس زمانے کا ایک مشہور قانون دان تھا عدالت کا میر مجلس بنایا گیا اور کرا مول بھی اپنے داماد کرٹن کے ساتھ اس میں شریک ہوا۔ لیکن جب مشہور جرنیل فینیکس کا نام پکارا گیا تو اس کی بولی نے باواز بلند کہا کہ ”تو یہاں موجود نہیں ہے اور کبھی آئے گا بھی نہیں۔ آپ لوگ ناحق اس کا نام پکارتے ہیں“

اس عدالت کے سامنے جکے اجلاس میں صرف تیسٹھ رکن شریک ہوئے بادشاہ ۲۰۔ جنوری ۱۷۲۹ء کو طلب کیا گیا اور ظالم عذار اور قاتل ہونے کے الزامات اس پر قائم کیے گئے عدالت کی کارروائی کیا تھی قانون کا اچھا خاصہ مضحکہ تھا۔ بادشاہ صفائی کیا پیش کرتا۔ اس نے اپنی برارت میں ایک لفظ تک زبان سے نہ نکالا اور عدالت نے اس کے حق میں نہ رائے موت تجویز کی۔ نو دن بعد اس نے اپنے بادشاہ بعد تحقیقات ۲۰۔ جنوری ۱۷۲۹ء

دوب سے چھوٹے بچوں ہنری اور الزبتھ سے کہہ بی دونوں قتل کیا جاتا ہے۔ انگلستان میں موجود تھے آخری حسرت بھری ملاقات کی اور ہنری سے کہا کہ بیٹا جب تک تمہارے بڑے بھائی چارلس اور جیمز زندہ رہیں کبھی تخت نشینی پر رضامند نہ ہونا۔ بہادر لڑکے نے جواب دیا کہ باوا جان اطمینان رکھیے میرے جسم کی ہوشیاں بھی کوئی فوج ڈالے گا لو میں آپ کے حکم سے سرتابی نہ کروں گا اس کے بعد چارلس پوری دل جمعی اور وقار و تمکنت سے سو لی پر جو قصہ و معاش کے ایک دریچے کے باہر نصب تھی کسی قسم کا اضطراب ظاہر کیے بغیر چڑھ گیا اور اس کا سرفلم کر دیا گیا۔ اس واقعے کی تاریخ ۳۰ جون ۱۷۲۹ء ہے۔

## اٹھارھواں باب

انگلستان میں جمہوری نظام حکومت کے قیام کی کوشش

## حکومت جمہوری

۱۶۴۹ء تا ۱۶۶۰ء

بادشاہ پیوند زمین ہو چکا تھا اور ملک میں اگر حکومت کا کوئی نظام باقی تھا تو اس کے شیرازہ بندگنتی کے وہ چنداں خاص رہ گئے تھے جن کی ذات سے پارلیمنٹ ابھی تک قائم تھی اور جن کی تعداد کسی طرح اسی سے زیادہ نہ تھی۔ انھوں نے حکومت جمہوری کا اعلان کرنے دارالام کو توڑ کر اعلان کر دیا کہ حکومت کے لئے بادشاہ کا وجود غیر ضروری ہے۔ اس کے بعد نظم و نسق مملکت کیلئے انھوں نے ایک مجلس انتظامی کا انتخاب کیا جس کے ارکان کی تعداد چالیس تھی اور قلمرو کے طول و عرض میں مشتمل کر دیا کہ آج سے انگلستان کی طرز حکومت جمہوری ہے یعنی یہ ایک آزاد سلطنت ہے اس نوجوان حکومت پر جو ایک بادشاہ کے خون سے پیدا ہوئی تھی اور پھر بھی ملک کی یہی خواہی پر آمادہ تھی ہمیں اسی کے نقطہ نظر سے تبصرہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ فیئرکلس اور وین یہ دیکھ کر کہ چارلس کے قتل کے سمیت ناک سائے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اب بے سود محض ہے پھر اس میں آٹے خشونت طبعی اور حرارت غم بھی

کا وہ زندہ مجسمہ کرا میویل بھی جو اپنے تمام افعال و اعمال میں عہد عتیق کے سخت احکام کا متبع تھا رکن مجلس تھا۔ دوسرے سربراہ اور دہارالین میں بریڈشا اور کرا میویل کے داماد آرٹن کا نام لیا جاسکتا ہے۔ بریڈشا کی نیک نیتی میں کلام نہیں اس نے اپنے بادشاہ کے حق میں سزائے موت اس لئے تجویز کی تھی کہ اسے ڈر تھا کہ بادشاہ ملک کو تباہ و برباد کر دے گا۔ آرٹن بھی ایک دلیر اور راست باز سپاہی تھا۔ ان کے علاوہ مجلس میں جمہوریت کے اور بھی کئی بے لاگ اور کھرے



طرفدار مثلاً مارٹن اسکٹ لڈو اور ٹینسن شریک تھے۔

ان لوگوں کو جو کام انجام دینا تھا وہ بڑا اٹھن تھا۔ ساری یورپ اُن کی طرف سے بدگمان ہو رہا تھا۔ ہیک میں جہاں بادشاہ کا سب سے بڑا بیٹا چارلس سٹوارٹ علامتیہ چارلس ثانی شاہ انگلستان تسلیم کیا جاتا تھا ان کا ایک سفیر ون ڈلرٹے مارا جا چکا تھا۔ اور ان کا پہلا اجلاس بھی ابھی منعقد نہ ہونے پایا تھا کہ حکومت جمہوری کی مشکلات ان کا ایک اور سنی مینڈ ڈپائے تخت ہسپانیہ میں قتل کر دیا گیا۔ خود اہل انگلستان بھی گزرا ہوا مصولات جنگ کی وجہ سے بدول

ہو رہے تھے اور ملک بھر میں قراٹوں اور برطرف شدہ شاہ پسند لشکریوں نے اپنے دستبرد سے ایک اُدھم مچا رکھا تھا۔ اس نام بے امنی میں ایک کتاب نے جس کا شبہ خصوصی - نام ”شبہ خسروسی“ تھا۔ اور بھی اضافہ کر دیا۔ یہ کتاب حقیقت

میں نواک شخص ڈاکٹر کا ڈن کی تصنیف تھی لیکن عام طور پر خیال کیا جاتا تھا کہ شاہ چارلس نے اسے اپنے زمانہ اسی میں تصنیف کیا۔ اس میں شاہ مقتول کے زہد واقعا اور مصائب و نوائب کا ذکر ایسے دردناک پرائے میں کیا گیا تھا کہ پڑھنے والوں کا دل بے اختیار کھیرا تھا اور اکثر لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ وہ راہ حق میں شہید ہوا ہے اور کلمہ کھلا اس تمنا کا اظہار کرتے تھے کہ کاش فائدہ جنگی سے پیشتر کا اچھا زمانہ پھر کروٹ لیتا۔ ایک اور افتاد بیٹھے بٹھائے یہ آپڑی کہ اہل اسکاتلینڈ نے ۱۲۸۵ء فروری ۱۶۴۹ء کو اعلان کر دیا کہ چارلس دوم ہمارا بادشاہ ہے۔ اُدھر آئرلینڈ میں امیر کیریڈرمنڈ نے کیتھولک اسکاتلینڈ اور آئرلینڈ کی اور شاہ پسندوں بلکہ صوبہ الشٹر کے پرائیڈنٹوں تک کو نوجوان نژاد کی حمایت میں متحد کر دیا اور اسے دعوت دی کہ آئے اور تلوار کے زور سے تخت و تاج پر جو اسکی آبائی میراث ہے قابض ہو جائے

غیرزادہ روپرٹ آبنائے اسکے علاوہ خیرزادہ روبرٹ نے گیارہ جنگی جہاز جو شاہی حکومت کے طرفدار تھے ہالینڈ کی بندرگاہوں میں بحفاظت تمام کبھی مناسب موقع کے لیے رکھ چھوڑے تھے اور اب وہ انہیں

لیے ہوئے انگریزی صفائیں تجارت پر حملہ کرنے کی غرض سے آبنائے انگلستان میں نمودار ہوا۔ ان تمام مشکلات کو مد نظر رکھ کر حکومت جمہوری کے قلیل التعداد ارباب مل و عقد

پارلیمنٹ کو توڑتے ہوئے ڈر تھے کہ اگر بعد پر انتخابات کے ذریعہ سے لوگوں کو اپنی پسند کی حکومت قائم کرنے کا موقع دیا گیا تو نہ معلوم کیسی نئی الجھنیں پیدا ہو جائیں۔ بخلاف اس کے پارلیمنٹ کی اس چھوٹی سٹی ٹکڑی نے فیصلہ کر لیا کہ حالت موجودہ یہی قائم رکھی جائے سب سے بڑی مشکل جو اس وقت انھیں درپیش تھی آئرلینڈ والوں کی شورش تھی اس لیے سب سے پہلا کام ان لوگوں نے یہ کیا کہ کراویل کو بارہ ہزار فوج دیکر آئرلینڈ کی مہم پر روانہ کر دیا۔ لیکن اس میں بھی انھیں ایک وقت پیش آئے بغیر نہ رہی یعنی فوج کے سپاہیوں نے بلوہ کر دیا اور انھیں اس وقت آگے بڑھنے پر رضامند ہوئے جب انھیں معلوم ہوا کہ ان کا سپہ سالار کراویل ہے۔

کراویل ۱۵ اگست ۱۶۴۱ء کو ساحل آئرلینڈ پر لنگر انداز ہوا جبکہ صرف ڈبلن میں پارلیمنٹ کی حکومت باقی رہ گئی تھی۔ اسکے آتے ہی نقشہ بدل گیا اور تین مہینے میں سارے ملک پر اس کا تسلط پایہ گیا۔ لیکن آئرلینڈ کی تسخیر میں اس نے سخت تشدد سے کام لیا۔ وہ خوب جانتا تھا کہ اسے اپنا کام سیرت تمام انجام دینا چاہیے تاخیر سے بنے بنائے کراویل آئرلینڈ میں ۱۶۴۱ء کو قتل عام کے بعد جانے کا اندیشہ تھا۔ اس کے علاوہ اس کا عقیدہ تھا کہ وہ ۱۶۴۱ء کے قتل عام دو کھمبہ صفر ۷۸ کا خدائی انتقام

لے رہا ہے غرض محاصرہ ڈراگ ہڈیاں میں جس سے جنگ کی ابتدا ہوئی اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ کسی مسلح شخص کو جیتا نہ چھوڑیں۔ چنانچہ ۱۱ ستمبر کی شب کو جب وہ فصیل میں شکاف کر کے شہر میں داخل ہوئے تو پورے دو ہزار باشندے تہ تیغ کیے گئے۔ سینٹ پوٹر کے گرجا کو جس میں بہت سے لوگوں نے جانپناہ لی تھی آگ لگا دی گئی اور جنھوں نے ہتھیار ڈال دیئے ان کے ساتھ بھی یہ سلوک کیا گیا کہ ہر دس آدمیوں میں سے ایک کو تو گولی سے اڑا دیا اور باقی غلام بنا کر باربیڈ وز بھیج دیئے گئے۔

ڈراگ ہڈیاں کو کسفر ڈکے ۱۱ اکتوبر کو کسفر ڈکے محاصرے کے موقع پر بھی ایسا ہی قتل عام وقوع میں آیا اگرچہ اس کا حکم کراویل نے نہ دیا تھا۔ اس کے محاصرے ۱۶۴۹ء۔

بعد نقصان جان کم ہوا کیونکہ باقی شہروں نے خائف و ہراساں ہو کر خود بخود ہتھیار ڈال دیئے لیکن پھر بھی یہ دونوں سفاکانہ خونریزیاں ایسی ہیں جن سے کراویل کی یاد ہمیشہ واعذار رہے گی۔

کراویل آئرلینڈ میں نو مہینے تک رہ کر نظام سیاست قائم کرنا رہا اور اس عرصے میں مجلس انتظامی انگلستان میں مکمل رہی۔ سرنبری وین امارت بحری کا صدر مقرر ہوا اور اس کی مددگاری کی خدمت مشہور امیر البحر بلیک کو دی گئی جس نے تھوڑے ہی عرصے بعد ایسی شاندار فتوحات حاصل کیں کہ بحری جنگ کی تاریخ میں اس کا نام آب زر سے لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ مشہور شاعر ملٹن مجلس کا لاطینی کاتب مقرر ہوا حکومت انگلستان۔ اس لیے کہ وہ لاطینی زبان میں خط و کتابت کر سکتا تھا۔ مجلس صدیقین بریڈ شاتھا۔

مجلس کو اب ایک اور مشکل کا سامنا ہوا یعنی ۱۲۔ جون ۱۶۵۵ء کو چارلس کے اسکاٹ لینڈ میں لنگر انداز ہونے کی خبر آئی۔ اگرچہ جماعت متعادلین نے شاہ پسند امیرانہ طرز کو سولی پر لٹکا دیا تھا لیکن جب چارلس ثانی نے باقرار صالح عہد کیا کہ میں معاہدے کو برقرار رکھوں گا اور پرسبیٹیرین مذہب کی حمایت کروں گا تو وہ اس کے لیے لڑنے مرنے پر مستعد ہو گئے۔ چارلس نانی کا درود اسکاٹ لینڈ میں ۱۳ جون ۱۶۵۰ء

اسکاٹ لینڈ کی فوج لے کر چارلس ایک دفعہ انگلستان میں گھس آیا تو ان کی غیر نہیں۔ اس لیے انھوں نے چارلس پر اسکاٹ لینڈ ہی میں حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن جب انھوں نے فوج کی سپہ سالاری پر فرینکس کو مقرر کرنا چاہا تو اس نے اس بنا پر اس خدمت کے قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ جب تک اہل اسکاٹ لینڈ انگلستان پر خود حملہ آور نہ ہوں مجلس کو معاہدے کے خلاف ان پر چڑھائی کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اس پر سپہ سالاری کے فرائض انجام دینے کے لیے کراویل کو آئرلینڈ سے واپس بلا لیا گیا لندن میں اس کا خیر مقدم بڑے اعزاز و اکرام سے ہوا اور اس کے بعد سولہ ہزار فوج لے کر اس نے شمال کی طرف کوچ کیا۔ جب وہ سرحد کے پار ہوا تو اسکاٹ لینڈ کے جنوبی علاقے کی تمام آبادی جس نے آئرلینڈ میں اس کی سختی کا حال سنا تھا خائف ہو کر کراویل اسکاٹ لینڈ میں شمال کی جانب فرار ہو گئی اور سارا علاقہ ایک سنان ویرانہ رہ گیا۔ فراریوں کو جب کراویل کے سپاہیوں کی نیک سلوکی کی کیفیت بعد میں معلوم ہوئی تو ان میں سے اکثر اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔ پھر بھی رسد بہت ہی کمیاب تھی اور اینڈرنگ پہنچتے پہنچتے خوراک کی قلت کا

یہ عالم ہو گیا کہ کرا موئل کو مجبوراً ساحلی علاقے کے ایک شہر ڈنبا کی طرف پسپا ہونا پڑا تاکہ سمندر  
 کی راہ سے آؤ تو قہم پہنچا سکے۔ یہاں اسکاٹ لینڈ کی فوج کے سردار ڈیوڈ سلی نے اپنے سپاہیوں  
 کی صف بندی انگریزی فوج کے خوب کی سمت میں لیو مو کی پہاڑیوں پر کر رکھی تھی جس سے  
 بروک اور انگلستان کے ساتھ انگریزی فوج کا تعلق منقطع ہو گیا۔ کرا موئل کی حالت اسوقت  
 بڑی نازک تھی۔ اُس کی فوج بیماری اور فاقہ کشی سے سقیم الحال ہو رہی تھی۔ اور جب تک  
 پہاڑیوں پر اسکاٹ لینڈ والوں کا قبضہ رہتا وہ ان پر حملہ نہ کر سکتا تھا۔ اُس کی خوبی تقدیر سے  
 متعادلین کو یہ توفیق نہ ملی کہ اپنی جگہ جمے رہیں۔ اور ایک دن دوپہر ڈھلے اُس نے دیکھا  
 کہ سلی اپنی فوج کو لینڈی سے اتار کر ایک چھوٹی سی ندی کی طرف لا رہا ہے جس کے اُٹار  
 ڈنبا راجانے کا آسان رستہ تھا۔ عظیم کی اس نقل و حرکت کا مطلب وہ محاسبہ کیا کہ  
 سلی اس پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اور اسی وقت خود پہل کرنے کا قصد کر لیا۔ اپنی کامیابی  
 کا اُسے یہاں تک یقین تھا کہ اپنے ایک جرنل لیمرٹ سے مخاطب ہو کر وہ بے اختیار  
 کہہ اٹھا کہ ”اب تو خدا نے انھیں میرے حوالے ہی کر دیا۔“ دوسرے دن یونی ۳۱ ستمبر ۱۶۵۰ء  
 جنگ ڈنبار ۱۲ ستمبر ۱۶۵۰ء کو پو پھمنے سے پہلے ہی اُس نے فوج کو دھاوے کا حکم دیا اور  
 اسکاٹ لینڈ والے ابھی اچھی طرح بیدار بھی نہ ہونے پاسے تھے کہ  
 ”پروردگار لاکھ پروردگار لاکھ“ کے نعرے کے ساتھ انگریزی فوج اُن پر جا پڑی۔ ندی  
 کے کنارے چند منٹ تک گھمسان کا رن پڑا لیکن اسکاٹ لینڈ والوں کے اوسان  
 خطا ہو گئے۔ اور طلوع آفتاب کے ساتھ ہی اُن کی فوج میں بھگدڑ پڑ گئی۔ اور ایک گھنٹے  
 کے اندر اندر اُن کی جمیعت پریشان ہو گئی۔ کرا موئل نے اپنی فوج کو پہلے ٹھہرا کر زبوں کا ایک  
 سو ستہ چھوٹا ترانہ گایا اور اُس کے بعد فراریوں کا تعاقب کیا۔ تین ہزار مارے گئے  
 دس ہزار گرفتار ہوئے اور قریب قریب سارے سامان اور توپخانے پر فاتح فوج کا قبضہ  
 ہو گیا۔ ایڈمز کے دروازے اب کھل گئے اور کرا موئل نے اُس پر قبضہ کر لیا۔  
 بائیں ہمد کرا موئل کو اسکاٹ لینڈ میں اور ایک سال برسرِ خیم رہنا پڑا۔ شاہ پسند  
 فریق اور متعادلین نے ایک نئی فوج تیار کی اور یکم جنوری ۱۶۵۱ء کو مقام اسکون میں  
 چارلس ثانی کے سر پر تاج سلطنت رکھا گیا۔ آخر کرا موئل نے خائف کو سر کر لیا اور اسکاٹ لینڈ  
 کے شمال کی طرف چارلس کا رستہ کاٹ دیا لیکن شاید عمداً انگلستان جانے کا رستہ

کھلا جھوڑ رکھا چارلس نے جو فرقہ پیرسین کے زہد خشک سے تنگ آ گیا تھا اب  
جی میں ٹھکان لی کہ انگریزوں ہی میں چل کر قسمت آزمائی کرنی چاہیے۔ چنانچہ ڈیڑھ ڈنڈا ٹھیک  
کرائس نے جنوب کا رخ کیا اور لٹکا شائر کے بیچوں بیچ ہوتا ہوا انگلستان کے مغربی علاقہ  
کی طرف بڑھا جو ہمیشہ سے وفادار چلا آتا تھا۔ آگے آگے وہ تھا اور پیچھے پیچھے  
کراویل تھا لیکن جن انگریزوں کو اس کے ساتھ آملنے کا حوصلہ ہوا ان کی تعداد اس قدر  
کم تھی کہ جب کراویل نے تعاقب کرنے کے لئے اسے دارمڈ میں الیا تو تیس ہزار کے  
مقابلے میں اس کے پاس صرف سولہ ہزار فوج تھی۔ ستمبر کو جو جنگ ڈنبار کی برسی کی  
جگہ دارمڈ ستمبر ۱۶۵۷ء تاریخ تھی دارمڈ کی مشہور و معروف جنگ دفع میں آئی شاہ ہندو  
کو شکست فاش ہوئی جرنیل سلی قید کر لیا گیا اور چارلس بھییں بول کر  
فرار ہو گیا۔ بچارے کا کافیہ غنیم نے ایسا تنگ کیا کہ ایک دن صبح سے لیکر شام تک  
وہ باسکول کے جنگل کے اندر جو مائع شراب شائر میں واقع ہے شاہ بلوط کے ایک  
دخت کی شاخوں میں چھپا رہا۔ پارلیمنٹ کی فوج کے سپاہی جنھوں نے اس کی تلاش  
میں جنگل چھان مارا تھا اور اسی شاہ بلوط کے نیچے سے کئی مرتبہ گزرے اگر اسے  
دیکھ پاتے تو اس کا کام اسی وقت تمام ہو گیا ہوتا۔ ہنفری پنڈیل پن جی والے اور اسکے  
چارلس تائی کا فادر ۱۶۵۷ء چار بھائیوں کا نام ہمیشہ تاریخ انگلستان میں یادگار رہے گا کہ  
انھیں نے چارلس کی اس اٹے وقت میں دستگیری کر کے اسے  
چھپائے رکھا اور اس کی جان بچائی۔ غرض کئی خطروں میں سے گزرنا ہوا وہ برائین ہنپا  
جو اس زمانے میں ماہی گیروں کا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا اور وہاں سے ایک  
زغال بردار جہاز میں سوار ہو کر نارمنڈی چلا گیا۔

اس وقت سے غیر اقوام حکومت جمہوری کو ہنگامہ احترام دیکھنے لگیں اور اسے  
انگلستان کی باقاعدہ حکومت تسلیم کرنے لگیں۔ امیر البحر بلایک کے ہاتھوں شہزادہ روپرت  
کو ایک بحری جنگ میں پہلے ہی رگ مل چکی تھی۔ اب وین نے عزم بالجزم کر لیا کہ  
ولندیزیوں پر جنھوں نے چارلس کو امداد دی تھی حملہ کر کے ان کی توت توڑ دی جائے  
اور ساتھ ہی انگریزی بیڑے میں اضافہ کیا جائے۔

قانون جہاز رانی کو جنگ ۱۶۵۷ء میں قانون جہاز رانی کے نام سے ایک ضابطہ  
۱۶۵۷ء - ۱۶۵۸ء

تافذ کیا گیا جس کی رو سے مالکِ بحر کے ال تجارت کا انگریزی جہازوں یا ان جہازوں کے علاوہ جو مال بردار کرنے والے ملک سے تعلق رکھتے ہوں کسی دوسرے جہاز میں انگلستان لایا جانا ممنوع قرار پایا چونکہ مالکِ غیر سے مال تجارت کے محل و نقل کا کام زیادہ تر ولندیزی جہازوں ہی انجام دیتے تھے اس لیے اس قانون کا نتیجہ یہ ہوا کہ تجارت اُن کے ہاتھ سے نکل کر انگریزی جہازوں کے قبضے میں آگئی۔ اس بار سے یہ حکومت ہالینڈ کے ساتھ گفت و شنید ہو رہی تھی کہ ولندیزی بیڑے کی جو اہم تجارتی کمپنی کی کمان میں تھا انگریزی بیڑے سے جس کا سفینہ سالارلیک تھا اُنہا نے انگلستان میں سٹ بھیڑ ہو گئی۔ دونوں بیڑے آپس میں گتھہ گئے اور ولندیزیوں نے شکست کھائی اب انگلستان اور ہالینڈ میں دو بھری آویزش شروع ہوئی جس کا سلسلہ دو سال تک قائم رہا۔ پہلے بحر کے بعد جو ماہ نومبر ۱۷۵۲ء میں وقوع پذیر ہوا اور جس میں ٹراپ ولندیزیوں کو شکست فامیلا نے فتح پائی ولندیزی سفینہ سالار اپنے جہاز کے مسوقی براہیک جابوب باندہ کر آئیا۔ انگلستان میں گویا یہ دکھلنیکے لیے چکر لگاتا ہوا نظر آیا کہ انہوں نے سمندر میں ایسی جھاڑو بچھی ہے کہ

انگریزی کو ٹرا کر ٹ نام کو کہیں نظر نہیں آتا۔ لیکن اُس نے یہ سختی وقت سے ذرا پہلے بگھاری تھی۔ اس لیے کہ کئی اور بحر کے بعد جس میں ولندیزیوں نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے انہیں کامل شکست ہوئی اور ٹراپ مارا گیا اس وقت سے لے کر آج کے دن تک انگلستان کے تفوق کا پرچم سمندروں پر لہراتا رہا ہے اور موجودہ انگریزی بیڑوں کی بنیاد الزبتھ کے عہد میں پڑی تھی دین اور لیک ہی کے مساعی کے تصدیق میں اس اوج کماں کو پہنچا ہے۔

ان واقعات کے بعد غیر اقوام نے ملکہ مست جمہوری کا اوبامان لیا تھا لیکن خود انگلستان میں اس کے لیے پھر مشکلات کا آغاز ہونے لگا۔ ہمیں یہ واقعہ فراموش نہ کرنا چاہیے کہ جن اسی اشخاص سے پارلیمنٹ مرکب تھی انہوں نے بادشاہ کے مرنے کے بعد مملکت کے جماعت الاور میں کبھی قوم سے امتزاج نہ کیا تھا اور اس اعتبار سے حکومت کے مقاصد ان پر حقیقی معنوں میں قوم کے مبعوثین کی تعریف صادق نہ آسکتی تھی۔ دیانت داری اور راستد بازی کے اوصاف میں ان میں

ارلڈن فرنیس دین اور بریڈشا کے مد مقابل نہ تھے اور چونکہ ان کے اقتدارات کا مقابلہ کرتے والا کوئی نہ تھا اس لیے حق و انصاف کا آئے دن خون ہوتا رہتا تھا۔ پارلیمنٹ کے یہ اراکین اپنے یاروں دوستوں کو سرکاری خدمتیں دیتے تھے اور ان پر جنھیں مذہب میں ان سے اختلاف ہوتا تھا اور شاہ پسندوں پر جنھیں ان کی مٹھی گرم کرنی نہ آتی تھی زیادتیاں کرتے تھے اور بعض اوقات اپنے مطلب کے لیے قوانین مملکت کو سس کر ڈالتے تھے جب کراویل وارسلر سے واپس آیا تو اس نے حکومت اراکین کا ایک نئی پارلیمنٹ کی حالت بہت کچھ بترا کر ان خرابیوں کا انساؤ کرنا چاہا اسوقت کے انتخاب کی اجازت دینے وہ ایک ایسی فوج کا سپہ سالار تھا جو اس پر جان قربان کرنے کے لیے حاضر تھی۔ اس قوت کے بل پر اس نے اراکین سے کہہ دیا کہ انھیں موجودہ پارلیمنٹ کو توڑ کر اس کے بجائے

ایک باقاعدہ پارلیمنٹ کا انتخاب کرنا چاہیے۔ لیکن دین جیسے شخص کو بھی اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے ڈر لگتا تھا کہ ہمیں ایسا نہ ہو فوج کا پلہ بھاری ہو جائے اور حکومت جمہوری کا نظام دہم و دہم ہو جائے۔ بہر حال اراکین نے ایک مسودہ قانون مرتب کیا جس کا مقہوم محض اس قدر تھا کہ وہ دوسرے اراکین منتخب کر لیں جو ان کے ساتھ ٹریک اجلاس ہو کر اس پر کراویل نے یہ اعتراض کیا کہ قوم کی رائے کو ایسے انتخاب میں کوئی دخل نہیں حالانکہ ضابطہ کا تقاضا یہی ہے کہ انتخاب اراکین قوم کی رائے سے عمل میں آئے غرض فوج کے افسروں اور بعض اراکین میں باہمی گفت و شنید بھی ہوئی کہ کسی طرح اس اختلاف کا تصفیہ بطریق مشاوری ہو جائے۔

ایک دن (۲۵ اپریل ۱۷۵۹ء کو) جبکہ معاہدے ہالی میں ایسا ہی ایک جلسہ ہو رہا تھا کراویل کو معلوم ہوا کہ باقی اراکین اپنا مسودہ قانون ایوان پارلیمنٹ میں منظور کر رہے ہیں۔ کراویل کسی کام میں دیروزیگ گوراء نہ دیتا تھا اس نے اسی وقت سپاہیوں کی ایک مسلح پلٹن کے ساتھ پارلیمنٹ کی راہ لی اور اسے باہر چھوڑ کر خود اندر گیا اور جو بحث مسودہ قانون پر ہو رہی تھی کان لگا کر سنتا رہا۔ جب یہ سوال پیش ہوا کہ آیا اس مسودے کو یہ مشکل قانون منظور ہو کر نافذ ہو جانا چاہیے تو کراویل نے اٹھ کر فرش پر ٹھلنا شروع کیا اور حضار مجلس سے مخاطب ہو کر پہلے تو ان کی تحسین کا روایتوں کے لحاظ سے سراہا اور پھر

کرامویل اراکین کو یون پارلیمنٹ سے باہر نکال دیتا ہے۔  
۳۰ اپریل ۱۶۵۲ء -

ان پر بے انصافی اور خود غرضی کا الزام لگا کر کہا کہ میں یہ سارا قلم ہی پاک کیے دیتا ہوں۔ آپ لوگ اب یہاں اجلاس کرنے کے اہل نہیں رہے۔ آپ کو پارلیمنٹ کا رکن کون کہتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے سپاہیوں کو اندر بلایا اور انھیں حکم دیا کہ سب کو نکال باہر کریں۔ میرے جلسہ کا عصارہ بطور علامت اقتدار منبر پر رکھا رہتا ہے۔ کرامویل نے یہ عصارہ اٹھا لیا اور کرکاک کر بولا کہ اسے بھی لے جاؤ۔ ہم اس کھلوے کو یہاں رکھ کر کیا کریں گے۔ اراکین پارلیمنٹ اس ناگہانی افراج سے ایسے حواس باختہ ہوئے کہ کسی کے منہ سے بات تک نہ نکل سکی۔ البتہ ایک سرمنبری دین ایسا تھا جس کے اوسان خطا نہ ہونے پائے اور اس نے کرامویل کے منہ پر کبہ دیا کہ تمہاری یہ کارروائی سرسرایان بلکہ اخلاق و انصاف کے بھی خلاف ہے۔ لیکن کرامویل نے ایک نہنہی سب کو باہر نکال دیا اور پارلیمنٹ کے دروازے کو قفل کر کے عجیب میں ڈال لی۔ دوسرے دن صبح کے وقت شاہ پسند جماعت کے کسی دل جلے نے یہ نظریہ اشتہار دروازے پر چکا دیا کہ یہ مکان کراٹ پر دے جانے کے لیے خالی ہے لیکن اب بے ساز و سامان ہے۔

اس طور پر ایک عرصہ کی پارلیمنٹ جو باہر نکالنے سے قائم تھی مذاق دار سے جبراً اتحادی گئی لیکن چونکہ ان لوگوں کے قانون اس کی برطانی خود اپنی رضامندی کے بغیر عمل میں نہ آسکتی تھی اس لیے اس کی قانونی مہتی معدوم نہ ہونے پائی اور آگے چل کر اس کی سرگرمیوں سے ہمیں پھر سابقہ پریسے لگا کر کرامویل اور اس کے فوجی افسروں نے اب اپنے دزرا کے زیر ہدایت ایک جدید پارلیمنٹ قائم کی جس کے اراکین کا انتخاب قوم نے کیا۔ کرامویل کے الفاظ میں

اس نئی قومی مجلس کے قیام سے یہ مقصد پیش نظر تھا کہ یہ ایک خدا ترس پارلیمنٹ ہو اور ایک رکن کے اقتساب سے جس کا نام پیریز گاڑ بیہ یون تھا یہ پارلیمنٹ چھوٹی پارلیمنٹ یا بیرون کی پارلیمنٹ کے عرف سے مشہور ہو گئی۔ اسکا ٹیٹھ ویلز اور ڈیولینڈ کی طرف سے اس میں چھ نائب اگر شریک ہوئے۔ منجملہ کئی عمدہ قوانین کے جو اس کے

چھوٹی پارلیمنٹ ہو جلائی  
۳۰ دسمبر تک -



زبانے میں نافذ ہوئے ایک قانون میونسپل کی دادی کے بارے میں تھا اور ایک اور قانون کا مفاد تھا کہ پیدائش اور اموات اور نکاح کا اندراج باضابطہ طور پر سرکاری روزناموں میں ہو کرے۔ لیکن اگر لیگن پارلیمنٹ نے اس کثرت سے اصلاحات نافذ کیں جیسا کہ حکومت کا سارا نظام پر گندہ ہو گیا اور آخر پانچ جینے کے اجلاس کے بعد انھوں نے اپنے اقتدار کو کرامویل کو تفویض کر دیئے اس پر کونسل نے ایک ”وستانہ حکومت“ مرتب کر کے ایک نیا آئین اساسی تیار کیا اور محافظ اعلیٰ کی حیثیت سے سلطنت کی عنان اختیار کرامویل کے ہاتھ میں دے دی۔

اس طور پر بادشاہ کے اشتغال کو پورے پانچ سال بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ ایک شخص واحد پھر ساری قوم پر حکمراں ہو گیا اگرچہ اول اول اس کا اختیار بہت ہی محدود تھا اس لیے کہ اس کی کونسل کے ارکین صرف تازہ نگاری منتخب ہوئے اور انھیں قوانین کو اپنی رائے سے منسوخ کرنے کا کوئی حق حاصل نہ تھا۔ اس کے علاوہ کرامویل کے دشمن بھی بہت تھے۔ شاہ پسند اور بریٹین اور دیون و بریڈشاکی کرامویل بحیثیت محافظ اعلیٰ وضع کے جمہوریت پسند یہاں تک کہ مسادات پسند بھی مختلف وجوہ کی بنا پر سب اس کے مخالف تھے اور قتل

و بغاوت کی سازشیں آئے دن ہوتی رہتی تھیں۔ لیکن اس دس جینے کی مدت میں جو ایک نئی پارلیمنٹ کے اجتماع سے پہلے مقضی ہوئی کرامویل نے طبی خوبی سے عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ ہالینڈ کے ساتھ اس نے معقول شرائط پر صلح کی۔ فلاندرک سویڈن اور پرتگال کے ساتھ معاہدات کیے جن سے انگلستان کے تجارتی فائدے کا بہاؤ نکل آیا۔ تعلیم کی طرف توجہ کی اور آکسفورڈ کے کتب خانہ، باڈلین کو تعلیمی اور مطبوعہ نسخے عطا کیے۔ متعدد قانونی ضوابط وضع کیے جن میں تمام مذہبی ذوقوں کے ساتھ یکساں انصاف مروج رکھا گیا البتہ کتاب عبادت عمومی کا استعمال اس نے ممنوع قرار دیا اور شاہ پسند پارلیمنٹ کو عام منادی کرنے کی ممانعت

کر دی لیکن ان کو بھی خانگی طور پر اپنی ہم عقیدہ جماعتوں کے اقتدار کی اجازت تھی عدالتوں کا خرچہ سنبھال دیا تاکہ ادنیٰ و اعلیٰ غریب امیر کی دادی یکساں ہو سکے اور اراضی کے بھاری بھاری محصول معاف کر دیئے جس سے کم حیثیت کسانوں اور مزارعوں کو بڑا فائدہ پہنچا۔

اسکاٹ لینڈ کو اس نے ایک خاص آئین کے ذریعے سے انگلستان کے ساتھ متحد کر دیا اور اہل اسکاٹ لینڈ اس کے ہشت سالہ دور حکومت کو ”عہد فرخی و فراخی“ سے تعبیر کرنے لگے۔ لیکن اس فیضانِ نام سے بچا رہے آئر لینڈ والے محروم رہے۔ اسیران جنگِ یاقو مار ڈالے گئے۔ باجلا وطن کیے گئے اور جو مسلح پائے گئے وہ کناٹ کے بے برگ وزا صوبے میں نہیں بستیایں آباد کرنے کے لیے بھیج دیے گئے۔ \*

کراویل کی پہلی پارلیمنٹ۔ نئی پارلیمنٹ کا اجلاس ۲۔ ستمبر ۱۲۵۵ء کو منعقد ہوا۔ اس کے اراکین کا انتخاب منصفانہ طریق پر عمل میں آیا تھا۔ البتہ فرقہ کی تہولک اور شاہ پسند جماعت کے انفرادی کو شرکت کی اجازت نہ دی گئی۔ لیکن اس پارلیمنٹ نے صرف پانچ مہینے کی عمر پائی۔ جمہوریت پسند چراغِ باجو رہے تھے۔ کراویل چاہتا تھا کہ وہ اس کے ہاتھ میں موم کی ناک ہو کر رہیں اور محض اس کے کام سے کام لیں لیکن انہوں نے انہی اسی کے ضدِ البطریقہ گیری شروع کر دی اور وہیں نے یہ بحث اٹھائی کہ کسی ایک شخص کا اس کے سلطنت کے حاکم اعلیٰ ہونے کا کوئی حق حاصل نہیں۔

کراویل کے دل میں یہ عقیدہ اب مضبوطی سے جم گیا تھا کہ وہ خدا کی طرف سے قوم پر حکمرانی کے لیے مامور کیا گیا ہے اور اسے اندیشہ تھا کہ اگر اس نے انضباط کے ساتھ حکومت نہ کی تو شاہ پسند علم بغاوت بلند کر دیں گے۔ غرض اس نے ۲۲۔ جنوری ۱۲۵۵ء کو پارلیمنٹ نوڈ ڈالی اور پانچ مہینے بعد انگلستان کو دس اضلاع میں تقسیم کر کے ہر ضلع کا انتظام ایک جرنیل حکومت ۱۲۵۵ء فوجی افسر کے سپرد کیا جو پھر جنرل کہلاتا تھا اب وہ بالکل مملکت انسان تھا اور اس کے استبداد کی یہ کیفیت تھی کہ اور تو اور وہیں اور

بریڈ شائنگ کو جو اس کے پرانے رفیق تھے اس اندیشے سے کہ مبادا ان کا ذاتی اثر اس کے لیے موجب گزند ثابت ہو اس نے کچھ عرصے کے لیے قید کر لیا۔ لیکن اسی کے ساتھ ہمیں اس بات کا بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اراکان عدالت عالیہ کی آزادی رائے کو اس نے اسی حال پر قائم رکھا یہودیوں کو انگلستان میں آباد ہونے کی پھر اجازت دے دی اور فرقہ کو کچر کو جس کی بنیاد اسی زمانے میں حاج فاکس نامی ایک جولاہے نے رکھی تھی اپنی حمایت میں لے لیا۔ جو لوگ اس پر قاتلانہ حملے کرتے تھے ان سے مواخذہ کرنے میں اس کی مالی حوصلگی کو ہمیشہ نال ہوتا تھا اور اگرچہ اب وہ قصرِ وھائٹ ہال میں شاہانہ ٹھاٹھ کے

ساتھ رہتا تھا لیکن اپنے لیے دولت جمع کرنے کی اس پر بھی اس نے کوئی کوشش نہ کی حقیقت یہ ہے کہ کراویل دل سے جابرانہ انداز حکومت کا مطلق خواہشمند نہ تھا چنانچہ سب سے پہلے ۱۶۵۶ء میں امیر کیرسول نے اپنے علاقہ داڈوائے کی پارلیمنٹ رعایا کو ستا تا شروع کیا اور کراویل نے فست اس پر تنبیہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہسپانیہ کے ساتھ اس کی جنگ چھڑ گئی تو اس نے پارلیمنٹ کو مجبور طلب کیا۔ لیکن بہت سے مبعوثین کو اس نے داخل ہونے سے روک دیا اور کراویل کو دوسری پارلیمنٹ جو مبعوثین منتخب ہوئے ان کے انتخاب میں یہ رکھادی کہ کونسل سے ایک صداقت نامہ حاصل کریں اس پارلیمنٹ کی کارروائی کا آغاز

۱۰۔ ستمبر ۱۶۵۶ء۔

مصلحانہ طریق پر ہوا۔ مبعوثین نے نعرہ صداقت اور مشورہ کے عنوان سے ایک تحریر طلب کر کے کراویل کی خدمت میں پیش کی جس میں اس سے استدعا کی گئی تھی کہ فوجی افسران اضلاع کی علیحدگی کے احکام جاری کیے جائیں۔ اور پارلیمنٹ کا ایک اور ایوان دارالامرا کے نام سے قائم کیا جس کے ارکان کو درجہ امارت پر فائز کرنے کا حق کراویل کو دیا گیا۔ اس کے بعد انھوں نے کراویل سے درخواست کی کہ بادشاہ کا لقب اختیار کرے۔ یہ اعزاز اگر وہ قبول کر لیتا تو اسکی شان تو بے شک دو بالا ہو جاتی لیکن اس کے اختیارات محدود ہو جاتے اس لیے کہ شاہی اقتدارات کی حدود قانون میں معین تھیں۔ فوج کی ماراضی بادشاہ کا لقب قبول کرنے اندیشے سے جب اس نے اس اعزاز کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو پارلیمنٹ نے ایک خردانی عبا ایک شاہی عصا اور ایک شمشیر عدل امتیاز اس کی خدمت میں پیش کی اور اسے اپنے

کراویل کا انکار۔

جانشین نامہ ذکر کرنے کا اختیار بھی دے دیا۔ غرض اجلاس اول میں کراویل اور پارلیمنٹ کی آپس میں اچھی طرح سمجھ گئی لیکن جب دوسرے اجلاس کے انعقاد کا وقت آیا تو ان مبعوثین کے بجائے جو طبقہ امر میں داخل ہو گئے تھے دارالعوام میں بعض قدیم جمہوریت پسندوں نے انتخابی نشستیں حاصل کر لیں۔ انھوں نے نئے دارالامرا کے اراکین کے ساتھ ملکر کام کرنے سے انکار کر دیا اور خود کراویل پر حملے کرنے لگ گئے۔ اس پر اس نے تیار بج نہ۔ ضروری ۱۶۵۶ء پارلیمنٹ کو برطرف کر دیا اور اپنی عمر کے باقی حصے میں خود حکومت کی۔

لیکن یہ مدت چند مہینے سے زیادہ نہ تھی۔ کراویل اب اپنے اقتدار کے پھٹنے سے عروج کو پہنچ چکا تھا۔ اس کا جنگی طیرسان ڈرامٹکو کو سر نہ کرنے پایا لیکن ۱۶۵۹ء میں ہسپانیہ سے

جزیرہ جمیکا چھین کر اس کی خوشنوں سے ایک بار وفاق نوآبادی بنکر مجمع البحر الزغرب الہند میں انگلستان کے قبوضات کا سنگ بنیاد ثابت ہوا۔ اس کی فوج نے فرانسسوں کے ساتھ مل کر جنگ دیونس (۱۶۵۸ء) میں ہسپانیوں کو شکست دی اور اس معاہدے کے نتیجہ میں جزیرہ جمیکا ۱۶۵۹ء میں انگریزوں کے ہاتھ آیا۔ تمام قومیں اپنے سفیر اس کے دربار میں اسی طرح بھیجی تھیں گویا کہ وہ بادشاہ تھا اور اس کے ساتھ اتحاد

قائم کرنے کی بدل خواہشمند تھیں۔

اس نے ملک میں امن و امان قائم کر دیا تھا۔ اور تجارت و زراعت کی ترقی سے لوگ خوش حال تھے۔ اس جمی ہوئی منصوبہ حکومت کے الٹ دینے کی شاہ پسندوں کو بھی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ لیکن پھر کبھی لوگ دل سے خوش نہ تھے۔ کراویل ایک زائد خشک تھا اور اس کی درشت متقشفانہ حکومت رعایا کو بہت ہی تلخ کر رہی تھی۔ اس کے زمانے میں وہ اگلی سی چہل پہل باقی نہ رہی تھی۔ لوگ رنگ، کپیل تانے

ننگ کی حالت

کے عادی تھے۔ مٹی کے چیمے میں ایک کھماڑ میں گار کے عادی تھے۔ اس کے گردنا پار کرتے تھے کھوڑ و وٹیں ہوتی تھیں مرغ باڑی کے دفنگی جیسے تھے۔ ناگوں کی سرپرستی ہوتی تھی۔ بڑے دن کی تقریب پر نقلیں کی جاتی تھیں۔ سوداگ بھرے جاتے تھے۔ شہر میں اڑتی تھیں اور رخ کے خم لٹھ مٹھائے جاتے تھے۔ اب ان میں سے تفریح طبع کا ایک سامان بھی باقی نہ تھا۔ اکثر لوگ اس پرانے زمانے کی رنگریوں کو ترستے تھے بادشاہ کے زمانے میں پارلیمنٹ آزاد ہوتی تھی ملک میں فراخ دست مٹیوں کا دور دورہ تھا اور شاہی دربار وقف عیش و عشرت تھا۔ ادھر جمہوریت پسند اس لیے ناراض تھے کہ حکومت جمہوری پامال ہو چکی تھی شاہ پسند اس لیے ناخوش تھے کہ سخت سلطنت پر ایک خاندانی بادشاہ کے بجائے ایک غاصب ممکن تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ کراویل نے محال کو ممکن کر دکھانے کا بیڑا اٹھا یا تھا۔ اس کی دلی آرزو تھی کہ قوم اس کے ساتھ مل کر ایک ایسی مملکت کی بنیادیں استوار کرے جو دانشمندی اور بنجید کی کے ساتھ اپنا انتظام آپ اپنے ہاتھ میں لینے کی اہل ہو لیکن اس کا مطمح نظر اس زمانے کے لیے بہت بلند تھا اور وہ خود محسوس کرتا تھا کہ اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی بلکہ اس کی آنکھ بند ہونے کی دیر ہے کہ اس کے

تمام کینے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔ غرض ایک مستقل اور ایسی حکومت قائم نہ کر سکتے تھے اس کے سارے منصوبے خاک میں نہ گئے۔ یہ سچ ہے کہ اس کی خود مختاری سے انگریزوں کو بہت سے فائدے ہوئے لیکن ان کے دل کی یہ سب سے بڑی آرزو پوری نہ ہو سکی۔

پانی کہ ملک کا قانون بنے غلط سب چیزوں سے برتر و بالا رہے۔ اگرچہ کراچی کی عمر اس وقت صرف اٹھ سال تھی لیکن اس کی صحت بڑھ چکی تھی۔ اسی زمانے میں "مارڈر ناقل قتل نہیں ہے" کے عنوان سے ایک رسالہ شائع ہوا جس میں لوگوں کو اس کے قتل کی ترغیب دی گئی تھی۔ اس رسالے کی اشاعت سے اسے اپنی جان کے لالچے پڑ گئے اور اب اس کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ اکثر ذرہ پس کر باہر نکلا کرتا تھا۔ ۱۶ اگست ۱۹۵۷ء کو اس کی جینتی بیٹی لیڈی کلیپل نے انتقال کیا اور اس کا اسے ایسا سخت صدمہ ہوا کہ وہ پھر بستر سے اٹھ نہ سکا اس کی علامات نے ایک خطرناک تپ کی صورت اختیار کر لی اور اگرچہ ہر جگہ اس کی شفایابی کے لیے دعائیں مانگی گئیں لیکن اسے یقین ہو چکا تھا کہ اب میرا جانبر ہونا محال ہے۔ اگست کی عیسوی تاریخ کو اس نے قوم کے حق میں کراچی کی وفات ۲ ستمبر ایک دل پر رقت طاری کرنے والی دعا کی کہ خدا یا میری قوم کو قوت فیصلہ ملی اور باہمی اخلاص و محبت کی نعمتیں عطا کر۔ چاروں بعد ۲ ستمبر کو جو ڈنبار اور دارسٹر کی لڑائیوں کی تاریخ تھی اس

نامور حکمران کا انتقال ہو گیا۔ اس کی سیرت عجیب و غریب اور پیچیدہ و پیچیدہ خصلتوں کا مجموعہ تھی اور ہمیں کبھی بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ اس پر کس حد تک ہوا و حرص اور کس حد تک مذہب اور حب وطن کا غلبہ تھا۔ لیکن پھر بھی اس لحاظ سے اس کا احترام ہم پر واجب ہے کہ اپنے ملک کی خدمت کے لیے اس نے کبھی بھی ہمت و جانفشانی کا کوئی دقیقہ اٹھانا نہ رکھا۔ انگلستان کو اپنی سے اٹھا کر ایسی بلندی پر پہنچایا کہ اپنے پر اسے اس کی عزت کرنے لگیں۔ یہ اسی کا کام تھا اور یہ امتیاز بھی اسی کا حصہ ہے کہ انگلستان کو نقصان پہنچا کر اس نے مرتے دم تک اپنے ذاتی نفع کی کوئی صورت نہ نکالی اور اپنے لیے کوئی دولت نہ سمیٹی۔ اس کا جازہ شاہی اعزاز کے ساتھ اٹھایا گیا اور تقاضا ویسٹ منسٹر میں سپرد خاک کیا گیا۔

گزیر نے والے محافظ اعلیٰ کا اترا ایسا زبردست تھا اس کا خلف اکبر چرچہ و فورا اس کی

جانشینی کے لیے نامزد کیا گیا۔ ۷ جنوری ۱۷۵۹ء کو ایک جدید پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا اور مہاراجا نے اس فریق قانونی سے مخالفت اعلیٰ کی تائید پر کمر بستہ ہو گئے۔ لیکن رچرڈ کی طبیعت اپنے باپ سے الگ واقع ہوئی تھی۔ یعنی۔ آشتی پسند ہونے کے ساتھ وہ سست و کمال بھی تھا۔ فوج کو حکومت دہانی نیا حافظ اعلیٰ رچرڈ نے ۱۷۵۹ء میں پسند نہ تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ ملک کی عنان نظم و نسق ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو جو خود فوجی ہو۔ اور دین لے تو دارالعوام

میں صاف کہہ دیا کہ ہم کو ایسا بودا حکمران نہیں چاہیے جیسا رچرڈ ہے اس آئے دن کی جھنجھٹ سے جس کے ساتھ اُسے کوئی دلچسپی نہ تھی تنگ اگر رچرڈ نے فوج کے مشورہ پر عمل کیا اور تاریخ ۲۲ اپریل ۱۷۵۹ء کو ٹوٹ ڈالا اب افران فوج نے طولانی پارلیمنٹ کے اس حصے کو جسے کراویل نے برطرف کر دیا تھا پھر حج کیس تو اُنہ زبان میں ازراہ تحقیر اس پارلیمنٹ کو دہ پارلیمنٹ کی ڈم کہتے تھے اور یہی نام سے مشہور ہے۔ یہ لٹواری پارلیمنٹ نہ چاہتی تھی کہ رچرڈ برسر حکومت رہے۔ اس پر اس نے ٹھنڈے دل سے استغفا داخل کر دیا اور دس چھینے کی ذلیل المیعا دھکائی کے بعد جولائی ۱۷۵۹ء کے چھینے میں گھر جا بیٹھا۔ لیکن اب پارلیمنٹ اور فوج میں چل گئی کہ اقتدار کس کا غالب رہے۔ اس اثنا میں شاہ پسندوں نے بغاوت کردی جسے دنگلن برج واقع ضلع چٹاگرہ کے محکمہ میں فوج نے فرو کیا جب یہ ہنگامہ ہو گیا تو سپاہی جرنیل لیمبرٹ کی کمان میں لندن واپس آئے۔ اور ۱۳ اکتوبر کو ایوان پارلیمنٹ کے دروازوں پر پہرہ بٹھا کر پارلیمنٹ کا اجلاس روک دیا۔ عنان اختیار اب انھوں نے خود اپنے ہاتھ میں لے لی اور اپنے افسروں میں سے ایک مجلس کا انتخاب کر لیا جو مجلس بدعہی

یہ مجلس بھی دو چھینے سے زیادہ نہ چل سکی۔ اس کا لیڈر میں جرنیل مانک کے زیر کمان ایک اور فوج موجود تھی جو ایک وقت چارلس اول کی مطیع رہ چکی تھی لیکن خانہ جنگی کے دوران میں پارلیمنٹ کے ساتھ آئی تھی۔ مانک ایک معاملہ فہم اور مصلحت میں شخص تھا۔ کراویل کی خاطر بڑی خوشی سے رچرڈ کا ساتھ دیتا رہتا۔ لیکن اب جو اس نے دیکھا کہ ملک مانک کا داخلہ لندن میں

میں ہر طرف فساد پھیل رہا ہے تو اس نے پچھلے سے چارلس ثانی کو واپس لا کر تخت پر بٹھانے کا فیصلہ کر لیا ۱۷۶۰ء کے نو روز والے دن

اُس نے اس اعلان کے ساتھ انگلستان کی طرف کوچ کیا کہ میں ایک آزاد پارلیمنٹ قائم کرنے آ رہا ہوں۔ بارک پہنچ کر اُس کی ملاقات فرینکس سے ہوئی جو ایک عرصے سے خانہ نشین تھا۔ اور اگرچہ جرنیل لیمرٹن ان دونوں سرداروں کے مقابلے کے لیے فوج لے کر آیا کہ کسی طرح وہ جنوب کی طرف نہ بڑھنے پائیں لیکن اپنے قدیم سپہ سالار کو دیکھتے ہی سپاہیوں نے لیمرٹن کا ساتھ چھوڑ دیا اور فرینکس سے آئے۔ مانک کے لیے اب رستہ صاف تھا۔

۱۷۵۰ء فروری کو لندن میں داخل ہوا اور ہمینہ بھر کے بعد ٹورڈی پارلیمنٹ ٹورڈی گئی اور اس طرح پرطولانی پارلیمنٹ کا بالکل ہی خاتمہ ہو گیا۔ ۲۵ اپریل کو ایک نیا پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا جس کا انتخاب کامل آزادی طولانی پارلیمنٹ کا خاتمہ کے ساتھ عمل میں آیا تھا۔ چونکہ اس پارلیمنٹ کی طلبی کے لیے کوئی شاہی فرمان جاری نہ ہوا تھا اس لیے یہ ”مجلس معہود“ کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس میں اس کثرت سے شاہ پسند اور

پریسبیٹیرین فرقے کے مبلغین شریک تھے کہ انھوں نے فوراً ہی یہ تحریک منسوخ کر لی کہ پرانے نظام حکومت کو بحال کیا جائے جو بادشاہ ادا اور عوام کے عناصر ثلاثہ پر مشتمل تھا اور چارلس ثانی کو بلاوا بھیجا جائے کہ اگر ملک کی حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لے۔

چارلس کی مانک کے ساتھ پہلے سے خفیہ خط و کتابت ہو رہی تھی اور اس نے پارلیمنٹ کے شہر بریڈلیس ایک اعلان جاری کر دیا تھا جس میں اُس نے وعدہ کیا تھا کہ باغیوں کو عام معافی دی جائے گی۔ مذہبی آزادی سے رعایا کے تمام فرقے یکساں بہرہ اندوز ہوں گے اور فوج کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے گا۔ غرض اُس کی مراجعت کی تیاریاں ہمہ وجہ کامل وکل ہو چکی تھیں اور اب جو ۲۵ء مئی کو وہ ڈور کے ساحل پر لنگر انداز ہوا تو سارا ملک اُس کے خیر مقدم کے لیے وقف مسرت و شادمانی تھا۔

۲۹ مئی کو جو اُس کی سالگرہ کا دن تھا وہ لندن میں داخل ہوا۔ اُس کے آنے کی خوشی قوم کو ہوئی اُس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ اُس کے راستے میں بھول اس لحاظ چارلس ثانی کی مراجعت سے کچھ بے گئے کہ لندن کی سڑکوں پر پھولوں کے ڈھیر لگ گئے۔ گلی کوچے رنگا رنگ جھنڈیوں اور پھولوں سے راستہ

تھے۔ اور حوضوں میں شراب ارغوانی بہ رہی تھی۔ ایک فقط

افوج اس عام جشن شادمانی میں شریک نہ تھی اور منہ بسورے الگ کھڑی تھی۔ لیکن جب ایک۔  
 ناک کی قوم فرط مسرت سے یوں دیوانی ہو رہی ہو تو اکیلے سپاہی کیا کر سکتے تھے۔ اس کے  
 علاوہ ان لوگوں کی نیتوں میں حق پرستانہ خلوص ایسا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کہ شخص اپنی  
 آن قائم رکھنے کے لیے وہ ایسی خونریزی کے روادار نہ ہو سکتے تھے جس سے کوئی نتیجہ  
 نہ نکلے۔ چند جینے بعد فوج بڑھ کر دی گئی اور سپاہی خاموشی کے ساتھ علیحدہ ہو کر اپنے اپنے  
 قدیم مشاغل میں مصروف ہو گئے۔ جو دفتروں میں ملازم تھے اپنی نوکری پر چلے گئے۔  
 جو دکاندار تھے انھوں نے بھر اپنی دکانیں کھول لیں۔ جو کاشتکار تھے بدستور کھیتی باڑی  
 کا کام کرنے لگے۔ جب اس طرف سے اطمینان ہو گیا تو بادشاہ ایک دن ہنس کر کہنے لگا۔  
 کہ میں اگر اپنے ملک میں اب سے بہت پہلے واپس نہیں آیا تو اُس میں ہر اس میری ہی خطا ہے  
 اس لیے کہ ایک شخص بھی مجھے ایسا نظر نہیں آتا جو مجھ سے یہ نہ کہتا ہو کہ وہ ہمیشہ سے  
 میرے لیے چشم براہ تھا۔ لیکن حق یہ ہے کہ تھنغین کی فوج کا طرز عمل اگر قوم کے لیے ایسا  
 ناگوار نہ ہوتا تو چارلس کو شاید ہی واپس آنا نصیب ہوتا۔



## انیسواں باب

## بادشاہی کی جمالی

## چارلس ثانی

۱۶۶۰ء تا ۱۶۸۵ء

اپنی آبائی میراث سے بہرہ اندوز ہونے کے لیے جب چارلس ثانی واپس آیا تو اس کا خیر مقدم جس تپاک اور گرم ہوشی سے کیا گیا وہ کسی اور بادشاہ کو کم نصیب ہوتی ہوگی الٹک کو اتنے بہت سے انقلابات نے پریشان حال اور در ماندہ کر دیا تھا اور وہ ایک عجیب ہونی باضا بلکہ حکومت کو تیس کے آہستہ۔ اگر چارلس کو اپنی رعایا کی ظلم و مروت کا حال ہوتی تو شاید وہ بہت نامی گزرتی بادشاہ ہوتا۔ لیکن ذہین و ہوشمند خوش خلق و نرم مزاج اور فرس درویشان ہونیکے ساتھ وہ نیک نفس نہ تھا خود غرضی اور آرام طلبی اسکی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور چونکہ چارلس خاصہ فانی اور صاحبِ دل تھا اس کی عمر کا بہت زمانہ وطن سے دور قسمت کی نیرنگیوں کا تار تارہ دیکھنے میں بسر ہوا تھا اس لیے اسے اس بات کا کما حقہ احساس نہ تھا کہ اس کے ذمے قوم و ملک کے کیا کیا فرائض ہیں۔ اپنے عہد حکومت میں اس نے ہمیشہ دو باتیں پیش نظر رکھیں۔ اول یہ کہ وہ کسی کے کہے پر نہ چلے بلکہ اپنی رائے پر عمل کرے اور اپنی زندانہ عیاشیوں کے لیے بکثرت روپیہ وصول کر لیا کرے جس کو حساب اسے پارلیمنٹ کو نہ دینا پڑے۔ دوسرے یہ کہ کیتھولک مذہب کے اغراض و مقاصد کی حمایت کی جائے۔ یہ حمایت وہ کچھ اس لیے نہ کرنا چاہتا تھا کہ اسے مذہب سے لگاؤ تھا بلکہ اسے خیال ہو گیا تھا کہ پارلیمنٹ مذہب لوگوں کو حد سے زیادہ آزاد کر دیتا ہے اور وہ چاہتا تھا کہ اپنے نوجوان دوستوں چارلس تاجدارِ فرانس کی طرح خود مختار و مطلق العنان رہے اس کی اور اس کے بھائی جیمز امیرِ یارک کی تربیت کیتھولک طریق پر ہوتی تھی اگرچہ نام کو وہ کلیسائے انگلستان کے حلقے میں داخل تھے چونکہ انگریزی قوم صد ہا سال سے یہی کوشش کرتی چلی آئی تھی کہ بادشاہ کے وزیر پارلیمنٹ کے تابع ہو کر رہیں اور پاپائے روم کے اقتدار کو انگلستان کے معاملات

میں کوئی دخل نہ ہوا اس لیے ظاہر ہے کہ بادشاہ کا یہ طبع نظر رعایا کے منشا کے بالکل خلاف تھا۔ لیکن چارلس ایسا نادان نہ تھا کہ اپنے باپ کی طرح حکم کھلا رہا یا اسے مقابلہ کرنا۔ جیسے وہ کہہ کرنا تھا کہ بھی غریب الوطنی کے مزے میں پہلے ہی بہت چکھ چکا ہوں اب تو مجی میں یہی ٹھکان لی ہے کہ رخت سفر بچھ کبھی نہ باندھوں گا۔ اسی لیے اُس کے عہد حکومت میں مینان اقتدار کبھی نقطہ اعتدال پر نہ رہی۔ کبھی ایک پل جھک جاتا تھا کبھی دوسرا۔ بادشاہ آج اگر اپنی بات پراڑ جاتا تو کل پارلیمنٹ کے سامنے تسلیم ختم کر دیتا تھا۔ اگر کوئی دوسرا بڑا ہوتا تو پارلیمنٹ سے اُس کی کبھی شہ نہ سکتی لیکن بے پروا اور خوش طبع چارلس گاہ بگاہ اپنے وزیروں کی جھینٹ دینے سے براہِ محنت سلطنت پر قائم رہا اور زندگی کافی کے مزے لوٹتا رہا۔ لوگ اُسے زندہ دل کہتے تھے اور اُس کی نسبت یہ کہاوت مشہور تھی کہ ”گفتار میں دانا ہے کردار میں نادان ہے“۔ اُس کا ندیم خاص سر ایڈورڈ ہالڈ جو ٹاٹنہم فریق سے تعلق رکھتا تھا۔ راستی و دیانت کے اوصاف سے منصف تھا۔ طولانی پارلیمنٹ کے اراکین میں اُس کا نام بھی شریک تھا (دیکھو صفحہ ۴۸) اور جلا وطنی کی حالت میں اُس نے چارلس کی اتالیقی کی خدمت انجام دی تھی۔ اب وہ لارڈ کلیرنڈن کے خطاب سے سر فراز ہو کر وزارت خزانہ کے منصب پر مامور ہوا اور اس کا ہفت سالہ دورِ نظم و نسق کلیرنڈن کی وزارت ۱۶۶۱ء

نہایت ۱۶۶۵ء۔

اشخاص کو جنھوں نے چارلس اول کی نسبت سزا دے دی تھی سب سزاؤں کی تھی ہر داؤا اور اُن کے باقی شرکار کو قید کر دیا۔ اسی کے ساتھ اراکین مجلس نے خافقاہ ویسٹ منسٹر کے قبرستان سے گرا ہوئی آئین اور ریٹائنگ کی پشیم کاٹا کر اراکین میں سولی پر لٹکا دیں۔ اس کے بعد انھوں نے ایک قانون ”ہف“ لکھا کہ جسے ”پشیم کاٹا“ کہتے تھے۔

ولیمبرٹ باقی تمام اشخاص کو جنھوں نے تازہ جنگوں میں بادشاہ کے خلاف ہتھیار اٹھائے تھے معافی دے دی اس طرف سے خارج ہو کر انھوں نے بادشاہ کے مد اخل کے مسئلے پر توجہ کی کہ ان دنوں اسی فہم سے شاہی دربار اور جنگی بیڑے کے مصارف اور سفر و ارکان عدالت کے اشرارے ادا کیے جاتے تھے۔ چنانچہ بالاتفاق یہ فیصلہ ہوا کہ چارلس کو بارہ لاکھ پانچ سالانہ کی

رسوم جاگیر داری کی موتی  
۱۷۷۷ء۔

ہندوئی رقوم تاحین حیات اس شرط پر دی جایا کرے کہ وہ بعض حقوق سے دست کش ہو جائے جو اجلے فوجی رسوم جاگیر داری اور سربراہی کے سہ گانہ ناموں سے موسوم تھے اور ایک عرصہ دراز سے رعایا کی

ایذا کا موجب ہو رہے تھے۔ اس مسئلے سے فراغت پا کر مجلس مہود نے فوج کو برخواست کر دیا اور پھر اپنی آئینی حیثیت سے خود کنارہ کش ہو گئی تاکہ ایک نئی پارلیمنٹ کے لیے جگہ بنائی ہو جائے۔ لیکن چارلس فوج کے متفرق ہونے کے بعد اپنی حفاظت اور سلامتی پہلی فوج مستقل ۱۷۷۷ء۔ کے لیے کافی نہ سمجھتا تھا۔ اس نے چیلے سے پانچ ہزار سوار اور

پیادے برخواست شدہ فوج میں سے رکھ لیے اس جمعیت میں دو نامی گرامی میٹل بھی شامل تھی جو جیش کو لڈ اسٹریم کے نام سے مشہور تھے اور جسے جینا ملک نے سالہا سال قبل کو لڈ اسٹریم میں جو دریائے ٹویڈ کے کنارے واقع ہے قائم کیا تھا۔ چارلس اس جمعیت کی تنخواہ اپنی جیب خاص سے ادا کرتا تھا اور اس لحاظ سے کہہ سکتے ہیں کہ انگلستان میں فوج مستقل کی ابتدا اسی جمعیت سے ہوئی۔ یہ اور بات ہے کہ چارلس کے زمانے میں قانون اس کی یہ حیثیت تسلیم نہ کی جاتی تھی۔

کچھ مدت تک ہر طرف غلط فہمیت و شادمانی بلند رہا لوگوں کو بادشاہ کے واپس آنے کی ایسی خوشی تھی کہ نئی پارلیمنٹ کے لیے زیادہ تر وضع دار رئیسوں کا انتخاب عمل میں آیا۔ بادشاہ کا دربار شان و شکوہ اور مظننہ و عظمت کا آئینہ خانہ بن گیا۔ حکومت جمہوری کی متانت اور سادگی کا مستحکم طاق نسیاں ہو گئی۔ تعلیم کل گئے رقص و سرود اور ہولوب کے بازار گرم ہو گئے اور واکس ہال کے غایت ۱۷۷۷ء۔

تفریح گاہ میں جس کا افتتاح اول اول اسی زمانے میں ہوا خطب و مواعظ کے بجائے چمکندہ آؤ نوش بلندہ پرائس دو عشرت کے ساتھ ساتھ بہت سی اوباشیاں بھی آگئیں۔ تمار بازی شراب خواری کشت و خون اور بدکاری اہل دربار کی خصوصیات میں داخل ہو گئی۔ کوئی ایسی شاہی دہا بلکہ مستبیاں۔ آوارگی اور اوباشی نہ تھی جس کی اس رنگیلے عہد نے اجازت نہ دی ہو۔ پچاس سال تک یہ حالت رہی کہ غروب آفتاب کے بعد اکیلے اکیلے شخص کو پائے تخت کی تیرہ و تار گلیوں میں دھن میں چارلس کے عہد حکومت کے خانے تک کوئی نہ نہی نہ جاتی تھی جانے کی بہت نہ پڑتی تھی اس لیے کہ بڑے بڑے ذی حیثیت شہر فام بھی

گھپ اندھیرے میں کسی کو نے کے اندر دیکھ ہوئے لنگھوں کی طرح اس ناک میں لگے رہتے تھے کہ راہ چلتے کی ٹوپی اتار لیں جب کتلیں ناک کاٹ ڈالیں غرض جو ناکر دنی حرکت بھی ممکن ہو کر گزریں۔

دیہات کی حالت نسبتاً اچھی تھی۔ رفتہ رفتہ بہت سے شاہ پسند اپنے حیم گھر میں آباد ہو گئے اور شہسواروں اور سرگھٹوں کی حریف جاعتیں اپنی پرانی خصوصیتوں کو بھول کر انیسویں میں غیر و شک ہو گئیں۔

قوم کی حالت۔

گاؤں والوں کی زندگی میں جی پرانی چیل پیل آگئی۔ ناچ بھی ہونے لگے راگ رنگ کا نقشہ بھی جم گیا۔ فوج کے برخاست شدہ سپاہی اپنے اپنے مکانوں کو واپس اگر کبھی باہر کرنے لگے یا دوسرے پیشوں میں مشغول ہو گئے۔ اور اپنے ساتھ سادگی اور سنجیدگی کی ان روایات کو لیتے آئے جو منقشین کے طرز ماندو بود میں اچھی ہوئی تھیں۔ ڈاک فاصلے کے لحاظ سے ہر دوسرے دن یا ہفتے میں ایک بار روانہ ہوتی تھی اور مسافر گاڑیاں بڑے بڑے شہروں کے درمیان کثرت چلتی تھیں لیکن پھر بھی لندن اور ملک کے اندر و فی علاقوں کے درمیان حقیقی ارتباط بہت کم تھا۔ اور چارلس کے عہد کے سیاسی خرنشہ اہل انگلستان کو بوجھ رفتی کرنے سے مانع نہ آ سکی۔ سرب سے زیادہ منفک الحال علاقہ ملک کا شمالی حصہ تھا جہاں ابھی تک لیٹرے لوٹ مار کرتے پھرتے تھے رستہ ایسا پر خطر تھا کہ ایک زبردست بدرستے کے بغیر حکام عدالت دورہ نہ کر سکتے تھے اور بدامنی ایسی تھی کہ ڈاکوؤں کا پتہ لگانے کے لیے نیکارسی کتے سدھائے جاتے تھے۔ غرض آج کل کے زمانے میں ہم مشکل اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان دنوں لوگوں کی جان و مال کو کیسے کیسے خطرے لاجی تھے۔

اسکاٹ لینڈ کے سرحدی علاقے کی بدامنی بہت سی بڑھی ہوئی تھی اس لیے کہ چارلس کی پارلیمنٹ نے کراویل کے قانون اتحاد انگلستان و اسکاٹ لینڈ (دیکھو صفحہ ۳۰۱) کو تسلیم نہ کیا تھا۔ اور برطانوی حکومت پھر جاری کر دیا تھا۔ اسکاٹ لینڈ کی اب پھر ایک اسکٹ لینڈ اور اسکٹ لینڈ کا ایف جی گارڈ پارلیمنٹ قائم ہو گئی۔ رعایا کو اساقف کی حلقہ بگوشی پر مجبور کیا گیا۔ اور متعابدین "پر بڑی بڑی منتعیاں ہو لے گئیں۔ اسکٹ لینڈ والے الگ نالاں تھے لیکن ان کے مصائب کی وجہ اور تھی۔ یعنی جو اشخاص بادشاہ

کی طرف سے شریک جنگ ہوئے تھے انہیں شکایت تھی کہ کراویل کے طرفداروں نے انکی اکثر اراشیات پر قبضہ کر لیا اور اگرچہ بالآخر ایک قانون کی رو سے جو قانون بندوبست کے نام سے موسوم تھا طرفداران کراویل اس جائداد کے ایک تہلث سے دست کش ہو گئے لیکن جب جمہوریت کی جگہ بادشاہت آگئی تو حکومت نے اسے بھی جس طرح جی چاہا تقسیم کر دیا اور آئرلینڈ والوں کو بہت کم حصہ ملا۔

انگلستان میں وضع دار پارلیمنٹ نے پچھوٹے ہی کلیسا کے طرز عمل میں تبدیلی کر کے اس کی دہی روش کر دی جو ملاؤ کے وقت میں تھی۔ اساتذہ دارالامرا میں پھر شریک ہو گئے عبادت کا دہی پر ناظرانہ کسی قدر مریم کے ساتھ پھر جاری ہو گیا۔ اور اس وقت سے لیکر آج کے دن تک اسی پنج پر قائم چلا آتا ہے۔ یہاں تک تو جو کچھ ہوا ٹھیک ہوا لیکن چارلس اپنے اس وعدے کے باوجود کہ رعایا کے تمام فرقوں کو بلا تفریق و امتیاز آزادی ضمیر کافی عطا کی جائے گی کہ وہ جس طریق پر چاہیں عبادت کریں پارلیمنٹ کو قانون جماعت کے وضع و نفاذ سے نہ روک سکا۔ قانون جماعت ۱۶۸۹ء۔

جس کی رو سے تمام سرکاری عہدہ دار مجبور کیے گئے کہ وہ عہدین کے طریقے سے کوئی رد کار نہ رکھیں اور رسم اصطلاح کلیسا کے

انگلستان کے مقررہ طریقے کے موجب بجا لائیں۔ فرید براں ۱۹ء میں مسئلہ کو ضابطہ وحدت کے نام سے ایک قانون جاری کیا گیا جس کی رو سے کسی پادری کو کلیسا کے کسی طبقے کی پیشواؤں کی اجازت نہ تھی تا وقتیکہ اسے مسیحیت کی سند کسی اسقف کی طرف سے نہ ملی ہو اور کتاب عبادت عمومی پر اس کا عمل نہ ہو۔ باقی تمام پادری ۲۲ء۔ اگست ۱۶۶۲ء کو جو واقعہ سینٹ بارتھولومیو کی برسی کا دن تھا اپنی اپنی عہدوں سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ اور نہ ارا شخص نے خود اپنے کینسوں میں اپنے پیروں کی جماعتیں قائم کر کے پہلی برقیہ فریقین یعنی کلیسا کے دو جہ طریق سے اعراض یا انحراف کرنے والوں کا لقب اختیار کیا۔

لیکن ان لوگوں کو اس کی بھی اجازت نہ دی گئی۔ ۱۶۶۲ء میں متانوں کینسنہ نافذ ہوا جسکی رو سے لوگوں کا کینسوں میں اپنے طریق پر عبادت کرنا ممنوع قرار پایا۔ اور اس سے اگلے سال قانون پنج میل کے نام سے ایک نیا ضابطہ جاری کیا گیا جس کے احکام یہ تھے کہ مفرضین کے خلاف تو انہیں نفاذ جماعت مفرضین کا کوئی پادری کسی شہر سے پانچ میل کے اندر اندر کسی مدرسے میں معلمی نہ کرنے پائے اور نہ ان حدود میں داخل

مہونے پائے۔ جو باوری اس طور پر خارج البلد کہے گئے ان میں کتاب رات ابدی اولیا کا مشہور مصنف رچرڈ بیکسٹن بھی داخل تھا۔ اس کا بیان ہے کہ بعد باوری جوائل و عیالی سمیت گھروں سے نکال باہر کیے گئے ایسے تھے جنہیں نہ سہ چھپانے کا کوئی ٹھکانا تھا نہ قوت لایموت کا کوئی سہارا اور بہت سے قید کاٹ رہے تھے۔ جان بنین جو بنین اور ملٹن۔

پنجیرے کا پیشہ کرتا تھا کینسوں میں منادی کرنے کی علت میں بارہ سال تک جیس بافرڈ میں قید رہا۔ ایام اسیری میں وہ اپنی بی بی بچوں کی اوقات بسر کرنے کے لیے قیتوں کے فلزی ٹکے بنا بنا کر سیکھاتا تھا اور اوقات فرصت میں اپنی معرکہ آرا کتاب ڈیپلکس پروکرس، "درازابل ڈارن" لکھاتا تھا۔ غریب و نابینا ملٹن نے بھی اسی زمانے میں "پیرنڈیز لاسٹ" "دفردوس از دست رفتہ" اور "پیرنڈیز ریگینڈ" "دفردوس بازیافتہ" کے نام سے دو نظمیں تصنیف کی تھیں منزل زار اور ان نظمیں میں بالکل کے نفس کش متذنبانہ مسکس کی قصہ برسات مساوت بھی مدنی نظر آتی ہے۔

اس عہد اور اس سے اب کے عہد کی کیا ہے انگلستان کے طرز و رسوم اور ان کی کیا کی ایک قعدا و کثیر نقل وطن کر کے امریکہ میں جا بسی اور چارلس نے شائف اسٹامس کے قرضوں کے چکانے میں با مزید روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے وسیع قطععات بھی پنسلونیا کی نوآبادی کے عطا کیے۔ اس طور پر پن کو جو فرقہ کوئیک کے مشاہیر تھے ایک گرانڈ فرم کے لیے باقی میں ایک بہت بڑا رقبہ زمین عطا کیا اور ۱۶۸۰ء میں وہ کوئیک کی ایک جماعت کو نئی دنیا میں بسانے کے لیے لے آیا۔ پنسلونیا کی نوآبادی جو اپنے بانی بن کے نام سے موسوم ہوئی امریکہ کی پہلی و ریاست تھی جس میں امریکہ کے اصلی باشندوں کے ساتھ مساوات کا برتاؤ کیا گیا۔

لیکن چارلس فراتقا بوجی اور مطلب پرست ہی نہ تھا۔ ایک اور شامی سند اس نے ایسی بھی جاری کی جو اسکے لیے بہت بڑی وجہ امتیاز و نازش ہے۔ ۱۶۸۲ء میں جب خانہ جنگی کی آگ طول و عرض ملک میں بھڑک رہی تھی ایک مختصر سی جماعت اشخاص نے مذہبی اختلافات کی چمقلشوں سے تنگ لگ حقائق موجودات کی جستجو کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دینے کی نیت باندھ لی۔ اس جماعت کے اجلاس پہلے پہل

لندن میں منعقد ہوئے اور پھر اس نے گھنٹہ ڈیس اپنا مرکز قائم کر لیا جہاں تعلق حکمیہ مسائل علمیہ پر مباحثے ہوتے تھے۔ ان علمی محبتوں میں پائل جس نے آلہ باد کنش کی اصلاح کی۔ ہو کہ جس نے آلہ خرمین کو رواج دیا۔ یہی جو اس عہد کا مشہور ہیئت داں تھا اور بعض دوسرے سائنس دان اس پر تجارب و اکتشافات کی شرح کیا کرتے تھے۔ بحالی حکومت شاہی کے بعد چارلس ثانی والی موسائی کا قیام ۱۶۶۰ء

سال بعد رصد گاہ کو بیچ کی بنا ڈالی اس علمی مجلس کے بعض جلسوں میں شریک ہو کر ارکان مجلس کو ایک شاہی سند عطا کی جسکی رو سے ماضیہ طور پر انھیں "رائل سوسائٹی آف لندن" (شاہی مجلس علمین لندن) کا درجہ حاصل ہو گیا۔ برائزک نیٹن نے اپنے پہلے اکتشاف قانون کشش ثقل کی تاریخ ۱۶۸۷ء میں اسی مجلس کے سامنے کی تھی اور اب اسکا شمار دنیا کی سب سے بڑی علمی مجلسوں میں ہے۔

چارلس کے ۱۶۶۰ء کے تمام کارنامے اگر دولت ہی و انتمندانہ ہوتے جیسی اس کی سرپرستی علوم و فنون تھی تو کیا پوچھنا تھا۔ لیکن تین کام اس سال اس نے ایسے کیے جو اگر سرانجام ہی نہ پاتے تو بہتر تھا۔ یعنی اول قومی کے جینیے میں اس نے پرنٹنگل کی تہذیبی چارلس کا عقد ۱۶۶۰ء

اس لیے کہ اگرچہ ملکہ اپنے جہیز میں جریرہ بلیٹی اور قلعه طنجہ لائی۔ لیکن نہ ہیا وہ رومن کیتھولک تھی۔ اس کے علاوہ اس شادی سے کوئی اولاد بھی نہ ہوئی اور اس لیے امیر یارک کہ وہ بھی کیتھولک تھا بدستور وارث تلج و تخت رہا دوسری غلطی چارلس سے یہ ہوئی کہ ماہ جون میں اس نے برمنہری دین کو جو جمہوریت پسند فریق کے مقتداؤں دین کا قتل ۱۶۶۰ء میں سب سے زیادہ میانہ روا اور بے غرض تھا مارا اور ہل پرتقل کر دیا۔ اس قتل کا اصلی سبب جیسا کہ خود چارلس نے کلیئرٹن کو

کہہ دیا تھا اس تھا کہ "اس شخص کا زندہ رہنا ہی خطرے کا موجب ہے" چارلس کی تعبیری لغزش یہ تھی کہ نہ مبر کے جینیے میں شہر ڈنکرک جو کلاویل نے ہسپانیہ سے لیا تھا فرانس کے ہاتھ سیج ڈالا اس پر اہل انگلستان کلیئرٹن سے سخت ناراض ہو گئے اور انکی فروخت ڈنکرک نہ بھلا کر برہمی کو اس بات نے اور بھی بڑھا دیا کہ جو رقم فروخت ڈنکرک سے ہاتھ لگی وہ بادشاہ کے عیش و عشرت پر صرف جوتی تھی۔

اس کے بعد جلد ہی ہالینڈ کے ساتھ دوبارہ جنگ شروع ہو گئی۔ ولندیزی انگریزوں کے بحری رقیب تھے اور سمندر کی حکومت کے لیے آپس میں ہر وقت دست و گریباں رہتے تھے۔ حال ہی میں انگریزوں نے شہر نیو ایمسٹرڈم پر جو امریکہ میں ولندیزی مقبوضہ تھا سے تھا قبضہ کر کے اس کا نام امیر یارک کے نام پر نیو یارک رکھا تھا۔ ہالینڈ کے سربراہ اور وزیرِ چین ٹی ویٹ کو اس بات کا بھی بڑا بیخود تھا کہ کیوں بری کا شہر انگریزوں کے ہاتھ میں چلا گیا اور مصر چارلس کو بھی ہالینڈ والے اس دن سے ایک آنکھ نہ بھاتے تھے جب جلا وطنی کی

ہالینڈ کے ساتھ جنگ

مارچ ۱۶۶۵ء۔

حالت میں انھوں نے اس کے ساتھ براسلوک کیا تھا۔ سینوں میں یہ کہنے تو مدت سے چلے ہی آتے تھے افریقہ کے ساحل پر انگریزی اور ولندیزی جہازوں میں جابلانہ جمع کرپ ہو جانے سے یہ آگ پورے زور کے ساتھ بھڑک اٹھی اور ۱۲ مارچ ۱۶۶۵ء کو انگلستان اور ہالینڈ کے درمیان جنگ کا اعلان ہو گیا۔ دوسرے سال فرانس و انگلستان کی بھی جنگ لڑی اور لوئی چہارم ولندیزیوں کا طرفدار ہو گیا۔ جنگ مطلقاً سمندر ہی میں ہوتی رہی امیر یارک نے جو انگلستان کے جنگی بیڑے کا سردار تھا۔ ۳۰ جون ۱۶۶۵ء کو ہالینڈ واقع سفاک کے قریب غنیم پر بحری فتح پائی لیکن اس فتح سے اپنی بہت دیر ہی کے باعث زیادہ فائدہ نہ اٹھا سکا بادشاہ کو جنگ جاری رکھنے کے لیے پارلیمنٹ سے ایک مبلغ کثیر کی منظوری لینی پڑی اور پارلیمنٹ نے ساڑھے بارہ لاکھ پاؤنڈ کی منظوری اس خطر پر دی کہ یہ روپیہ صرف جنگ پر خرچ کیا جائے یہ قید ارکان پارلیمنٹ نے اس ڈر سے لگا دی تھی کہ مبادا سب روپیہ بادشاہ کے درباری معارف ہی میں ختم ہو جائے

انھیں امام میں لندن ایک بلائے حبیب کی لپیٹ میں آ گیا۔ اس زمانے کے غلیظ و سخی شہر میں وبائیں آئے دن آیا کرتی تھیں۔ لندن کی گلیاں ایسی تنگ تھیں کہ مکانات کی بالائی منزلیاں لندن میں دباؤ تھیں۔ میں ہمارے نام فصل باقی رہ گیا تھا۔ کچی مٹی کے فرش سڑ ہی ہو چکے تھے متعفن خوراک اور کوڑے کرکٹ سے اٹے رہتے تھے۔ ان حالات میں ضرور تھا کہ جب گرمی تیز ہو تو تھوڑا بہت وبائی مادہ ۱۵ اپریل ۱۶۶۵ء کا موسم گرا ایسا سخت تھا کہ اس سے پہلے کسی کو ایسی گرمی سے بالانہ پڑا تھا مٹی کے چھتے میں دبائے طاعون نے جو سارے بڑا غلام یورپ میں پھیلی ہوئی تھی لندن میں گھس گھس اور اسکی شدت



گرمیوں میں برطانیہ کی تہذیب میں ایک دن کے اندر پندرہ سو اور تین ہفتہ کی مدت میں جو میں ہزار نفوس تلف ہو گئے۔ کم مکان ایسے باقی بچے ہوں گے جن کے دروازوں پر حلیب احمد کا نشان طاعون زدگی کی علامت کے طور پر نمودار نہ ہو۔ شہر میں ایک مہو کا عالم تھا۔ گلیاں آہستہ آہستہ خالی نظر آتی تھیں۔ راتوں کو ان سفینوں کو چوں میں نفس بردار گاڑی جس کی گھنٹی کی گونج بند تھی مردے لاد کر لے جانے کے لیے گزرتی تھی اور گاڑی بان یہ آواز دے لگاتا جاتا تھا کہ ”اپنے اپنے دروازے نکال لاؤ“ و باز وہ شہر کو چھوڑ کر سب لوگ بھاگ بھاگ پھرتے ہوئے۔ بادشاہ اہل دربار معوقین دارالعوام یہاں تک کہ ڈاکٹر اور پادری بھی شہر سے فرار ہو گئے جاں بلب بیماروں کے علاج میں باقی حیوانوں کی آنکھیں بند کرنے اور زندوں کو دلاسا دینے کے لیے صرف ایک مٹھی مٹی اور خدا ترسوں جاں فروشوں کی جماعت باقی رہ گئی جس میں زیادہ تر فرقتہ متعینین کے ایذا رسیدہ مساکین کرنے والے شامل تھے۔ جو انگریز جرنیل مانک جو امیر کیمیل پدمار کے خطاب سے سرفراز ہوا تھا اور لندن کا رئیس بلدیہ لارنس اور بعض دوسرے ہمدردان قوم بھی اس خطرہ عظیم کا مقابلہ کرنے کے لیے سلیہ نہ ہو گئے اور برابر لندن میں موجود رہے تاکہ شہر کا امن و امان قائم رکھیں اور بلا کشان شہر کے مصائب میں ڈکیتی اور بدعالی کی نئی آفتوں کا اضافہ نہ ہونے دیں۔ جب جاڑے آئے تو ایک لاکھ بندگان خدا کی بھینٹ لے چکنے کے بعد وبا فرقت ہو گئی۔ لیکن ممکن نہ تھا کہ اس کے جا تے ہی ملک کی تجارت اور اہل ملک کی ثروت و خوشحالی اپنی اصلی حالت پر ایک بیک عود کر آئے۔ مادہ ولندیزی جنگ جس کی پریشانیوں نے جنگ سیدان ۱۶۶۶ء۔ لوگوں کو جان سے بے ارادہ کر دیا تھا برابر جاری تھی۔ ڈنکرک اور شمالی فرلینڈ کے درمیانی میدان پر ایک جنگ جس میں ایک طرف نیدرلینڈ

اور شہزادہ روپرٹ اور دوسری طرف ولندیزی سپہ سالار ڈی رائٹر تھا چار شاہانہ رہ زہوتی رہی لیکن فریق کو بھی نہ ہوئی۔

ان آفتوں سے ابھی چھٹکارا نہ ہوا تھا کہ بیٹھے بیٹھے ایک اور نئی افتاد آپٹری۔ یعنی ۲ ستمبر ۱۶۶۶ء کو بل لندن کے متصل محلہ پڈنگ لین میں ایک نانائی کے تنو کی بجلی زیادہ تیز ہو جائے سے محاسن آگ لگ گئی۔ اس وقت پروا ہوا چل رہی تھی۔ ہوا کے لندن میں کتنی زندگی ہتر ہتر

چوبی مکانات خشک ایندھن کی طرح جلنے لگ گئے یہ تین دن تک یہ آگ لگا تار بجھتی رہی اور آخر بڑی مشکلوں میں بادشاہ اور امیر مالک کی جاں فشاں کوششوں سے سرد ہوئی۔ آگ کے بجھانے کی تدبیر انھوں نے یہ کی تھی کہ ٹیبل بار پانی کا رز اسٹیم فیلڈ اور بعض دوسرے عملوں کے کچھ کچھ مکانات بجھک سے اڑا دئے جس سے مکانوں میں فصل واقع ہو گیا اور شعلے اس فصل کو عبور نہ کر سکے۔ بہر حال نقصان نہایت خوفناک ہوا۔ تیسرہ ہزار دو سو سکونت مکان اور نواسی گرجا بل کر لاکھ کا ڈھیر ہو گئے اس کے علاوہ شہر کی کینٹون کا دفتر ساہوکارہ کی عمارت جنگی خانہ اور کلیسا کے سینٹ پائل مجسم ہو گیا۔ لیکن آخر میں ہی آگ جو نمونہ قہریدی تھی، دلیل رحمت باری ہوئی اس لیے کہ اس نے ان ناپاک چوبی مکانوں کو جو عفویت میں سنڈاس سے بھی بڑھتے زمین کے برابر کر دیا اور ان غص کنوؤں اور نلوں کو جھکا کر ہلا پانی اہل شہر پر کرتے تھے راگہ اور کنکر پتھر سے پاٹ دیا۔ اب اینٹوں کے پختہ مکانات تعمیر کیے گئے اور آب نوخیزی کے جزو غالب کا ذخیرہ نئی نہر کی آب رسانی ۱۶۱۷ء میں جوشیدول میں قائم کیا گیا جو ضلع ہرٹوفرڈ شائر میں واقع ہے۔ اس جسمے سے ایک نہر کاٹ کر لائی گئی جو نئی نہر کے نام سے موسوم ہوئی۔ یہ نہر سر یوٹیلٹن سے ۱۶۱۹ء میں تیار کی گئی تھی۔

ملک یوٹو چاروں طرف سے یہ معیتیں آرہی تھیں اور کلیرنڈن بیٹرس کو جنگ کے لیے از سر نو تیار کرنے کے لیے دارالعوام سے فرید رقم طلب کر رہا تھا۔ لیکن اراکین دارالعوام کا یہ شبہ اب قوی ہو چلا تھا کہ ان کا دیا ہوا سب روپیہ شاہی دربار رنگ رلیاں منانے میں اڑا دیتا ہے۔ چنانچہ تحقیق حسابات کے لیے انھوں نے ایک مجلس کے تقرر کا باصرار مطالبہ کرنا شروع کیا۔ چار س خوب جانتا تھا کہ حساب کی جانچ پر تال سے اس کا کمال اچھل بٹا جائے گا۔ اس لیے اس نے رقمی مطالبہ سے دست کش ہونے اور صلح کرے نے کا صلح نامہ برپا ۱۶۱۷ء

مصرعہ ارادہ کر لیا۔ مئی ۱۶۱۷ء میں اس نے ٹوٹی کوچ میں ڈال کر بیڈا میں مجلس صلح کے انعقاد کا انتظام کر دیا۔ لیکن ابھی کوئی فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ ولندیزی امیر البحر دی رائٹر ساٹھ جہازوں کے ساتھ دریائے میڈوے کو چیرتا ہوا دفعۃً آگے بڑھا اور چیتیم کے مقام پر تین جنگی جہازوں کو آگ لگا دینے کے بعد اس نے فیریلٹ میں ولندیزی بیڑا انگریزی جہازوں کے ساتھ بند کر دیا۔ انگریزوں کو جب معلوم ہوا کہ باوجود اس قدر صرف تیر کے میا میکوئیک لگا دیتا ہے۔ ان کا جنگی بیڑا خود اپنے مدد کی بھی حفاظت نہیں کر سکا تو سخت ہلچل مچ گئی۔

اور اپنا خدما انھوں نے کلیر ٹن پر کھلا جو ایک عرصے سے بادشاہ اور قوم دونوں کی نظر وں سے گرا ہوا تھا۔ صلحنامہ پر دستخط ہوتے ہی انھوں نے اسپر الزامات قائم کر دیئے اور وہ فرار ہو کر فرانس چلا گیا جہاں اپنی کتاب موسوم ”تاریخ بناوت عظیم“ لکھ چکے کے بعد جلا وطنی کی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی بیٹی این ہڈ کا عہد ۱۶۶۱ء سے ۱۶۶۹ء تک اسیر کیر بارک سے ہو گیا تھا اور انگلستان کی ملکہ میری اور ملکہ این اسی این ہالڈ کے بطن سے تھیں۔

کلیر ٹن کے عزل کے ساتھ ہی پارلیمنٹ میں اس زبردست فرین کی قوت ٹوٹ گئی جو شہسواران کے نام سے موسوم تھا۔ چارلس اب اپنی ہی رائے پر چلنے لگا اور اس کے بعد حکومت کا باقی حصہ پارلیمنٹ کو رک دینے کی انتہائی کوششوں میں صرف ہوا۔ کچھ عرصہ سے یہ یوٹی کونسل کے ان اراکین نے جو بادشاہ کے مشیران خاص میں درجہ امتیاز رکھتے تھے ایک مجلس خاص کا اقام قائم کر لیا تھا جو ”کیبل“ کہلانے لگی تھی۔ ”کیبل“ ایک فرانسیسی لفظ ہے جس کے معنی انجمن کے ہیں اور ”کیبل“ (ملی جھگڑا) اسی سے ماخوذ ہے۔ وزارت ”کیبل“ ۱۶۶۶ء سے ۱۶۶۸ء تک انگلستان کے موجودہ دو کابینہ کی ابتدا اسی مجلس سے ہوئی۔ یہ ایک عجیب اتفاق تھا کہ اس زمانے کے کابینہ وزارت کے پانچ اراکین کلف ڈارلنگٹن بکنگھم آئینے اور لاڈر ڈیل کے ناموں سے موسوم تھے اور ان ناموں میں سے ہر ایک کے ابتدائی حرف کو اگر ملایا جائے تو لفظ ”کیبل“ بن جاتا ہے۔ آئندہ چھ سال تک یہ وزیر بادشاہ کے معتمدین و مدیمان خاص بنے رہے اور ساری قوم کو ان سے ایسی سخت نفرت ہو گئی کہ آج کے دن تک لفظ ”کیبل برے معنوں میں لیا جاتا ہے۔“

دراصل یہ بیچارے چارلس کی خفیہ سازشوں کا ختمہ شوق بنے ہوئے تھے۔ کچھ مدت سے لوی ہارڈم نے ہالینڈ پر جو مہمپانہ کے مقبوضات سے تھادمت واری شروع کر رکھی تھی۔ ۱۶۶۶ء میں اس کی پیش قدمی کی خطرناک رفتار نے ہالینڈ کو خوفزدہ کر دیا اور ڈی وٹ نے برطانوی سفیر متعینہ ہیگ سرولیم ٹیل کی بدد سے ہالینڈ سٹیٹن اور انگلستان کے درمیان حوثیتوں کے عینوں پرائسٹنٹ ممالک تھے ایک اتحاد ملکہ تھامس کے لونی پر ایسا دباؤ ڈالا کہ اسے

اتحاد ملکہ جنوری ۱۶۶۷ء

۱۶۶۷ء

ایکس لاشابل کے مقام پر ہسپانیہ کے ساتھ صلح کرتے ہی بنی۔ اس کا توڑ لوی نے یہ سوچا کہ چارلس کے ساتھ ایک ایسا سمجھوتہ کرے جس کی کا فوکان کسی کو خیر نہ ہو۔ چارلس پارلیمنٹ کو کیتھولک فرقہ کی حمایت یا فرانس کی طرف داری پر آمادہ نہ کر سکتے کی وجہ سے پہلے ہی بڑا بیٹھا تھا۔ اس لیے لوی کا داؤں چل گیا اور دو وٹن تاجداروں کے درمیان ایک خفیہ معاہدہ بمقام ڈوور قلمبند ہوا جس میں چارلس نے اس شرط پر اپنے کیتھولک مومنوں کا ڈوور کا خفیہ معاہدہ ۱۶۶۰ء اعلان کرنے اور ولندیزیوں کے مقابلے میں فرانسیسیوں کو مدد دینے کا وعدہ کیا کہ اس کے معاوضے میں اسے تین لاکھ پاؤنڈ سالانہ

دیا کرے اور دوسرے اگر رعایا آمادہ فساد ہو جائے تو اس کی کمک کے لیے فرانسیسی فوج انگلستان بھیجنے کا بیڑا اٹھائے۔ صرف کلفرڈ اور آرگنٹن کو جو کیتھولک تھے اس معاہدہ کا علم تھا اور وہ بھی کل حقیقت سے پورے پورے آگاہ نہ تھے۔ سال آئندہ یعنی ۱۶۶۱ء میں چارلس کو جنگی بیڑے کے مصارف کے لیے دارالعوام سے ایک بیش قرار رقم ملے گی اور اس کے بعد اس نے پارلیمنٹ کو پورے دو سال کے لیے ملتوی کر دیا۔

بدعہدی سے چارلس اب بددیانتی پر اتر آیا اور کلفرڈ کے مشورے سے اس نے خزانہ عامہ کو بند کر دیا۔ لندن کے زرگروں اور مہاجنوں کا مدت سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ لوگ جو روپیہ ان کی کوٹھیوں میں امانت جمع کرتے تھے وہ گورنمنٹ انگریزی قومی دیوار ۱۶۶۲ء کو قرض دے دیتے تھے اور اصل رقم مع سود انھیں سرکاری محاصل میں سے وقت پر مل جایا کرتی تھی ۱۶۶۳ء میں اس قومی قرضہ

کی بابت شاہی خزانے کے فوڈ کم وینس تیرہ لاکھ پاؤنڈ کی رقم واجب الادا تھی۔ ایک ایک مضمون کے ایک شاہی فرمان نے تمام انگلستان میں ایک کھلبلی سی ڈال دی کہ ایسی کوئی رقم اب مقرر نہ دی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ ان تمام لوگوں پر جن کا امانتی روپیہ زرگروں نے قرض دیا تھا مصیبت کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا اور قوم کا دیوالہ نکل گیا۔ کہیں ولیم اور میری کی تخت نشینی کے وقت جاگیر برسوں کا قرض ادا ہوا۔

رعایائے انگلستان کے دل میں یہ صریح حق تلفی ابھی کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی کہ اس بارک نے کھلم کھلا اپنے رومن کیتھولک ہونے کا اعلان کر دیا اور چارلس نے لکے ہاتھوں ایک فرمان مساحت کے اجراء سے تمام ان قوانین پر خطا مبینہ کھینچ دیا جو قرض

۱۷۹۳ء

رومن کیتھولک اور فرمہ مخالفین کلیسائے انگلستان کے خلاف نافذ

کئے گئے تھے۔ ان سب پر طرہ یہ کہ اس نے علانیہ لوی کے

تہ مل کر ولندیزیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا بلکہ اب ہالینڈ کے بچاؤ کی کوئی صورت

نظر نہ آتی تھی لیکن تقدیر کے رستے نراسے ہیں۔ ڈی وٹ ایک بلوے میں قتل ہو گیا۔ اور

نوجوان ولیم امیرانج برسرِ اقتدار ہوا۔ نوجوان اس مشہور ولیم کا چروتا تھا جس نے ازبجہ کے

ہالینڈ کے ساتھ دوسری

عہد حکومت میں ہالینڈ کو اعیانہ کی دستبرد سے بچایا تھا۔ اپنے

ہمارے جد امجد کی تقلید کر کے اس نے بھی ولندیزیوں سے ساحلی

پشتہ تڑوا کر ملک کے نشیبی علاقے کو سمندر کے پانی سے

غرقاب کر دیا اور اس طور پر اتحادی افواج پسپائی پر مجبور ہو گئیں۔

چارلس کے پاس جب روپیہ نہ رہا تو آخر اسے پارلیمنٹ کے انعقاد کی منظوری دینے

اور اراکین دارالعوام کی رہبری کا سامنا کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ انھوں نے پہلے تو چھوٹے

ہی اس سے ”فرمان مسامحت“ مسترد کرایا اور اس کے بعد ”قانون آزمائش“ کے

نام سے ایک ضابطہ نافذ کیا جس کے بموجب تمام دیوانی اور فوجی

عہدہ داروں سے اقرار لیا جاتا تھا کہ ہم کلیسائے روم کے

عقائد سے کچھ سروکار نہیں رکھتے اور کلیسائے انگلستان کے طریقے کے مطابق

اصطلاح لیں گے۔ اس ضابطے کے نفاذ کا نتیجہ یہ ہوا کہ امیر یارک کو عہدہ امیر البحر سے مستعفی

ہونا پڑا اور کلفڈ اور آرٹنگٹن بھی اپنی اپنی خدمتوں سے الگ ہو گئے۔ ایشلی کی بھی جے امارت

شیفٹسبری کا درجہ عطا ہوا تھا بادشاہ سے نزاع ہو گئی جس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ اسے

ڈوور کے خفیہ عہد نامہ کے پوست کنندہ حالات کا علم ہو گیا تھا اس

طریقہ ”وزارت کیبل“ ٹوٹ پھوٹ گئی اور وہ کلنگ کاٹیکا اپنے

ساتھ لیتی گئی جو اس کے عہد کی بدعنوانیوں نے اس کے ماتھے پر لگا یا تھا اس کے شیعہ بڑی

نے بادشاہ کی مخالفت کا کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ پارلیمنٹ میں ایک نیا گروہ قائم ہو گیا جو

”فریق دیہہ“ یا ”فریق اختلاف“ کہلاتا تھا اور شیفٹسبری اس گروہ کا

چینا بن گیا۔ اسی گروہ سے ”وزارت“ اور ”فریق اختلاف“ کی اس

تقسیم کی ابتدا ہوئی جو آج کے دن تک قائم ہے۔

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

۱۷۹۳ء

یہ دیکھ کر کہ پارلیمنٹ اپنے ارادے پر تلی ہوئی ہے چارلس نے حسب معمول تسلیم خم کر دیا۔ چنانچہ اس نے اپنا سنا صدر اعظم امیر ٹینی سٹامس آسبن کو مقرر کیا جسے اراکین دارالعوام بھی سمجھتے تھے اور ۱۶۷۹ء میں ہالینڈ کے ساتھ صلح کر لی۔ اس کے جواب میں پارلیمنٹ نے ٹینی کی وزارت کو ختم کر دیا۔

۱۶۷۹ء -

ولیم اور میری کا عقد بیکار

بھی اس کی دل جوئی کی اور رقم کی منطوری دینے میں فراخ حوصلگی سے کام لیا۔ چارلس کو نظر اہراب رعایا کی رضا جوئی پر پان تک ملاحظہ تھی کہ اس نے ۱۶۷۹ء میں ٹینی کو ولیم امیر آئرنج کے ساتھ امیر یارک کی سب سے بڑی بیٹی میری کے عقد کے بارہ میں نامہ پیام کرنے کی اجازت دیدی۔

اس رشتے سے لوگ بہت ہی خوش ہوئے اس لئے کہ ولیم اور میری دونوں کے دونوں پرنسٹنٹ تھے اور چونکہ جیمز کے کوئی اولاد نہ رہی تھی اس لئے اپنے باپ کے بعد وہی وارث تخت و تاج ہونے والی تھی۔

لیکن چارلس کی خفیہ ریشہ دو انیاں بدستور جاری تھیں اور وہ ابھی تک چپکے چپکے لوی کے ساتھ برابر ساز و باز کر رہا تھا۔ ۱۶۷۹ء میں اس نے لوی سے ایک لاکھ بائیس ہزار پاؤنڈ سالانہ کا وظیفہ لے کر وعدہ کیا کہ لوی کے استعراج کے بغیر کسی طاقت چارلس لوی سے وظیفہ لیتا۔

۱۶۷۹ء میں جب دارالعوام نے فرانس پر فوج کشی کرنے کے لئے اس سے اصرار کیا تو اس نے ایک اور خفیہ معاہدہ کر کے پارلیمنٹ کی برطرفی کی غرض سے جو بیس ہزار پاؤنڈ کی مزید رشوت لوی سے لے لی۔

اگرچہ یہ تمام معاملات خفیہ رکھے گئے تھے لیکن بھر بھی رعایا کے دل کو لگی ہوئی تھی کہ اس کی جڑیں کافی جا رہی ہیں۔ انھیں دونوں ایک بدتماش پادری نے جس کا نام ٹامس اوٹس تھا ایک ایسی وحشت انگیز افواہ مشہور کی جس سے تمام انگلستان میں دل جل پڑ گئی۔ اوٹس نے جاپانی ذاتی اغراض کے لیے فرقہ جیسویٹ میں شامل ہو گیا تھا۔ انڈین زبان کا ڈفری نامی ایک حاکم عدالت کے اجلاس میں اگر جھوٹ موٹ یہ بیان لکھوا دیا کہ فرقہ جاپانی سازش میں ہے۔

۱۶۷۹ء -

کیٹھولک کے لوگوں میں بادشاہ کو مار ڈالنے اور کیٹھولک حکومت قائم کرنے کی سازش ہو رہی ہے۔ اس کے کچھ ہی دن بعد کا ڈفری کسی نے سینٹ پیٹرکس کے گرجا کے قریب ایک کھائی میں قتل کر دیا۔ لوگ سمجھے کہ یہ فرقہ کیٹھولک

کا رستانی ہے جس نے اپنی ساریں بہ بدہ ڈالنے کی غرض سے گلاؤ فری کا کام تمام کر دیا ہے چنانچہ جب پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا تو اس معاملے کی تحقیقات کے لیے ایک مجلس مقرر کی گئی۔ اس آئین میں ایک شخص مسمیٰ کوئل مین کے پاس سے جوامیر یارک کی بیگم کا معتد تھا کچھ کاغذات برآمد ہوئے جن کے مطالب نے ارکان مجلس کو تشویش میں ڈال دیا اور دارالعوام کی ہر بیگم کی اس حد کو پہنچ گئی کہ فوراً ہی اس مضمون کا ایک قانون نافذ کر دیا گیا کہ بجز امیر یارک کے اور کوئی کیٹھولک پارلیمنٹ میں داخل نہ ہونے پائے اس کے بعد پورے ڈیڑھ سو سال تک کوئی کیٹھولک پارلیمنٹ کا رکن منتخب نہ ہوا۔ لیکن حکومت نے اسی پر بس نہ کیا۔ اس کی بدگمانیاں فرقہ کیٹھولک پر ابھی اور بھی نئے نئے ستم ڈھانے والی تھیں اور اس کی ہر دلفریزی روز بروز بڑھتی گئی اور یہ دیکھ کر کہ جاسوسی ایک چلتا ہوا جادو ہے اُس نے اور دوسرے نمبروں نے حلفیہ اظہار دے دے کر بہت سے ناگروہ گنہ کیٹھولکوں کو سولی پر لٹکوا دیا۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور لارڈ اسٹیفورڈ ایک حق پرست اور نیک نفس امیر تھا جو اپنی بیگناہی کی دہائی دیتا ہوا ۱۶۷۱ء میں قتل کیا گیا چارلس اپنے باران مجلس کے حلقہ میں بیٹھا ہوا اس خون ناحق کا تماشہ دیکھ دیکھ کر ہستہا تھا اور ذرا تعرض نہ کرتا تھا۔ ادھر شیڈ فیلبر ہی جو لارڈ ڈیمنی کو اکھاڑ پھیلنے کی ٹکر میں تھا جلتی آگ پر اور تیل ڈالتا جاتا تھا۔

اس مدت میں شاہ لوئی نے ہالینڈ اور ہسپانیہ کے ساتھ صلح کر لی تھی اور جابینس نے نیگلوں کے مقام پر عہد نامہ پر دستخط بھی کر دیئے تھے۔ اب چونکہ وہ چارلس کی مدد سے بلجیئم ہو گیا اس لیے اُس نے وظیفہ بھی موقوف کر دیا۔ اور مانڈینگ (انگریزی سفیر تعینہ پیرس) عہد نامہ نیگلوں ۱۶۷۲ء۔ نے جسے ڈیمنی کی طرف سے کھٹکا لگا ہوا تھا وہ تحریر جس میں وظیفہ کے متعلق قرارداد ہوا تھا دارالعوام کو دکھا کر سارا بھاٹا پھوڑ دیا۔

اس مراسلت پر ڈیمنی کے دستخط ثبت تھے اور بادشاہ کے ماتھے کی لکھی ہوئی ایک یادداشت بھی درج تھی۔ اور لیکن دارالعوام پر اس مراسلت کے دیکھتے ہی ایک بکلی سی گڑبڑی۔ انگلستان کا بادشاہ اور فرانس کا وظیفہ خوار ہوا؟ اس سے بڑھ کر ذلت و رسوائی انگریزی قوم کے لیے اور کیا ہو سکتی تھی؟ دارالعوام نے اس قومی نمک حرامی کی پاداش میں ڈیمنی سے فوراً مواخذہ کیا اور چارلس نے مزید انگشتا خات کے خوف سے

پارلیمنٹ کو جو سائر سے سترہ سال سے قائم چلی آتی تھی توڑ دیا۔

لیکن قوم اب پوری طرح سے چوکنی ہو گئی اور جب ۶ مارچ ۱۹۴۹ء کو دوسری پارلیمنٹ کا انتخاب عمل میں آیا تو پنی قلعہ لندن میں قید کر دیا گیا جہاں وہ پانچ سال تک رہا اور دارالعلوم نے امیر یارک کو کیتھولک ہونے کی باادخس میں وراثت تاج و تخت سے ہمیشہ کے لیے

مسودہ قانون محرومی کی منظوری سے ایک مسودہ قانون مرتب کر ڈالا۔

مبعوثین قوم کی ان کارروائیوں سے خائف ہو کر بادشاہ نے جیمز کونولٹک سے باہر بھیج دیا اور پارلیمنٹ کو جسے وجود میں آئے ہونے دوسری

چیمبر گز رے تھے برخاست کر دیا لیکن اس قلیل مدت میں شیفتبیری نے ایک نہایت

ہی مفید قانون جاری کر لیا۔ یاد ہو گا کہ قبلا اعظم کے نفاذ کے وقت سے ہر انگریز کو

یہ حق حاصل تھا کہ کسی الزام میں گرفتار ہونے پر حکم نامہ چالان کے اجرا کی درخواست پیش کرے

قانون شہادت وجود ۱۹۴۷ء (دیکھو صفحہ ۲۷۷) لیکن حکام عدالت اور فرمانروایان وقت نے ایک

مدت سے رعایا کے اس استحقاق کو پس پشت ڈال رکھا تھا اور لازم کا عدالت

میں حاضر ہونا یا نہ ہونا ان کی مرضی پر موقوف تھا۔ اب شیفتبیری نے جلد رس کی مخالفت کے

باوجود قانون شہادت شہودی کے نام سے ایک ایٹنی ضابطہ کا مسودہ پیش کر کے اسے

منظور کر لیا۔ اس قانون کے نفاذ سے تمام خرابیوں کی اصلاح ہو گئی اور قانون کی عبارت

ایسی صاف و صریح تھی کہ اس میں تاویل کی گنجائش ہی نہ رہی۔

مسودہ قانون محرومی کی منظوری کے لیے اب تک برابر جدوجہد ہو رہی تھی۔ نئی

پارلیمنٹ کا اجلاس اکتوبر میں ہوا اور دارالعوام نے مسودہ کے شکل قانون نافذ کیے جانے کی

منظوری دے دی۔ لیکن ایک نہایت ہی قابل مدبر لارڈ ہیریلی فیکس کی مخالفت کے باعث

دارالاحرار نے اسے نا منظور کیا۔ ہیریلی فیکس "متوازن" کے لقب سے مشہور تھا یعنی اس

شخص کی طرح جو ڈکائی کشتی کا وزن قائم رکھنے کے لیے ایک مکان سے اٹھ کر دوسری

مکان پر جا بیٹھا ہے اور باری باری سے اسی طرح پہلو بٹاتا رہتا ہے وہ بھی کسی فریق کو

شیعوہ انتہا پسندی اختیار نہ کرنے دیتا تھا۔ اس وقت حالت یہ ہو رہی تھی کہ اگرچہ

پارلیمنٹ تو یہ چاہتی تھی کہ چارلس کے بعد امیر ایچ کی بیگم میری۔

تخت نشین ہو لیکن شیفتبیری امیرانہ کے لیے جھگڑا توڑ کر اٹھا

امیرانہ



جو چارلس کی ایک دہشتہ کے لہجے سے تھا اور بادشاہ کی اپنی اس اولاد ناجائز برٹش نظر التفات تھی۔ سیلی فیکس کو شیفتسبی کی تجویز میں برٹش خدایاں نظر آتی تھیں اور اس کا خیال تھا کہ مانتھم کی جائینی ملک کو کبھی راس نہ آئے گی۔ مانتھم نہایت ہر دلخیز تھا اور عوام میں ”پارلیمنٹ امیر“ کے عرف سے مشہور تھا اور شیفتسبی نے اپنے پارلیمنٹ کی برٹش جنوری ۱۷۶۸ء منصوص کی کامیابی کے لئے مشہور کر رکھا تھا کہ چارلس موجودہ بلکہ کو عقد میں لانے سے پہلے مانتھم کی ماں سے نکاح کر چکا تھا۔

کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو جائینی کے مسئلے میں سیلی فیکس کے ہم خیال تھے۔ چنانچہ اس زمانے کے مشہور شاعر ڈرائڈن نے ایک ہجو نظم لکھی تھی جس میں مانتھم اور شیفتسبی کو اپنے عہد کے ابلا م اور اکتھو فل ظاہر کر کے بتایا گیا تھا کہ یہ دونوں حکومت کے لیے جوڑ توڑ کر رہے ہیں۔ یہ حال بادشاہ اپنے بھائی امیر یارک کی طرفاری میں ثابت قدم رہا اور صورت حالات ایسی نازک ہو گئی کہ اس نے پھر پارلیمنٹ کو برطرف کر دیا۔

اب ملک میں دو زبردست جماعتیں پیدا ہو گئیں جنکی باہمی رقابت نے نظام سیاست کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک تو شیفتسبی کا گروہ تھا جو ”ارباب حاجت“ کے نام سے موسوم رہا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے بادشاہ کی خدمت میں اس مضمون کی درخواست پیش کی تھی کہ مسودہ قانون محدودی سے اتفاق کیا جائے۔ دوسرا گروہ ”ارباب اغراض“ کہلاتا تھا جو مسودہ کے مخالف تھے۔ یہ زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا یہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو ازراہ تحقیق ”دھک“ اور ”ٹوری“ کے ناموں سے پکارنے لگیں۔ دھک اور ٹوری۔

باغیوں کو دیا گیا تھا۔ امیر یارک کے ہوا خواہ شیفتسبی کے طرفداروں کو اسی نام سے یاد کرتے تھے جس سے ان کی یہ مراد تھی کہ ان لوگوں نے بادشاہ کے خلاف بغاوت کا ارتکاب کیا ہے۔ ٹوری اکثر لینڈ کی سر زمین کیسٹو ایک جماعت کا نام رکھا گیا تھا اور شیفتسبی کا فرق امیر یارک کے جانبداروں کو چڑانے کے لیے اسی نام سے پکارتا تھا کہ اکثر لینڈ کے باغیوں کی طرح یہ بھی برٹشمنوں کے دشمن ہیں۔ لیکن آگے چل کر ان دونوں فطوں کا اصلی مفہوم ضبط ہو گیا اور دھک سے تو وہ فرق مراد لیا جائے گا جو زیادہ تر رعایا کے حقوق کا حامی ہوا اور ٹوری اس

فریق کو کہنے لگے جو تاج کا طرفدار ہو چنانچہ آج کے دن تک ان الفاظ کے ہی معنی یہاں  
 ۱۶۷۵ء میں چارلس کی پانچویں پارلیمنٹ کا چارلس کے عہد کی آخری پارلیمنٹ  
 تھی اس وقت میں اجلاس ہوا۔ فریق دوہک یہ سمجھ کر کہ روٹن کیتھولک حکومت کے قیام کیلئے  
 فی الحقیقت کوئی سازش کی جا رہی ہے اس موقع پر اپنے ہمراہ ایک مسلح جمیٹ لیتا آیا  
 اور ان لوگوں کی اسی ایک حرکت نے ان کا بنا بنایا کھیل لگا ڈوبا۔ عوام کو یہ اندیشہ دامنگیر  
 ہونے لگا کہ خانہ جنگی اور دھمکی کا بازار کھیں ملک میں پھر گرم نہ ہو جائے۔ اسی لیے  
 اس وقت پارلیمنٹ ۱۶۷۸ء جب چارلس جمیٹ خاصہ کا ایک زبردست دستہ لیے ہوئے  
 آکسفورڈ پہنچا اور اس کی طرف سے یہ اعلان ہوا کہ آئین کی شہزادی  
 نائب السلطنہ نامزد کی جائے گی اور اس کی وفات پر گونام کو جیمز بادشاہ کہلائے گا لیکن  
 عنان حکومت و حقیقت شہزادی ہی کے ہاتھ میں رہے گی تو ایک بہت بڑی جماعت  
 اس کی تائید پر آمادہ ہو گئی اس کے کوئی ہفتہ بعد کسی اعلان کے بغیر چارلس نے  
 پارلیمنٹ کو تھپکا پاک توڑ دیا اور اس کے بعد کوئی پارلیمنٹ طلب نہ کی۔  
 غرض اس مقابلے میں چارلس کو کامل فتح نصیب ہوئی اور اس کے مخالفین نے بری طرح  
 منہ کی کھائی لارڈ شیفٹسبری پر ہاتھ کے ساتھ مل کر سازش کرنے کی علت میں بغاوت  
 کا الزام قائم کیا گیا اور جب شہر کے قلعے عدالت نے جو دھک تھے ایک ایسی  
 شیفٹسبری کا نڈال ۱۶۸۲ء جوری کا انتخاب کیا جس کے اراکین اس کے موافقین میں تھے  
 تو چارلس نے لندن کی شاہی سند میں ایک خامی نکال کر دو نئے  
 قلعے کا انتخاب کر لیا لیکن اس عرصے میں شیفٹسبری فرار ہو کر ہالینڈ چلا گیا جہاں سال بعد  
 ۱۶۸۳ء میں اس کا انتقال ہو گیا وہ خود تو ڈوبا تھا۔ لیکن اپنے ساتھ اچھے اچھوں  
 کو لے ڈوبا۔ فریق دوہک کو اس کے چلے جانے کے بعد بھی بادشاہ کے مقابلے  
 میں غلبہ پانے کا حوصلہ باقی تھا مانتھ کے رفیقوں اور ہواخواہوں کی جماعت بہت  
 بڑی تھی اور ان میں لارڈ ولیم رسل لارڈ ایکس الکرٹان سٹون لارڈ گرے اور لارڈ ہاورڈ  
 کا نام خصوصیت سے لیا جاسکتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنا ایک الگ جمعا قائم  
 کر رکھا تھا یہ بات تو یقین کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی کہ آیا ان لوگوں کی نیست  
 سازش مافی ہذا جتن ۱۶۸۸ء طرے ملائی کو بغاوت پر ابھارنے کی تھی یا نہیں لیکن یہ ایک واقعہ ہے

کہ چند جیوٹ اور ہینڈ چھٹ آدمیوں نے جن سے یہ لوگ قطعاً ناواقف تھے۔ یہ سازش ضرور کی تھی کہ چارلس اور جیمز کی سواری جب نیو مارکٹ سے لندن کو جاتے ہوئے رائی ہاؤس سے گزرے جو ہر ٹھکانہ میں ایک سونا مقام ہے تو دونوں کو قتل کر دیا جائے اتفاق سے یہ سازش کھل گئی اور اگرچہ وحشک جماعت کے سرداروں کو اس کا کچھ علم نہ تھا پھر بھی بادشاہ کے قانونی مشیروں نے اُس موقع سے فائدہ اٹھا کر ان پر مقدمات قائم کر دیے۔ ایلسکس نے تو قلعہ لندن میں بحالت اسیری خود کشی کر لی اور رسل اور سڈنی کا قتل۔

امیر تھا اور اُس کے احباب و رفقا کے دلوں میں اس کی بے انتہا قدر و منزلت تھی۔ انھوں نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ کشش کا اٹھانہ رکھا کہ کسی طرح وہ جان سلامت لے کر نکل جائے۔ مانتھے کے تعلق خاطر کا یہ حال تھا کہ وہ طریم کی حیثیت سے رسل کے پہلو پہ پیچیدالت کے کٹہرے میں کھڑا ہونے کے لیے تیار ہو گیا اور لیڈی رسل کچھ یادداشتیں قلمبند کر کے عدالت لیتی آئی تھی کہ اپنے خاوند کو جواب دہی میں مدد دے۔ لیکن اس زمانے میں جب کہ حکام عدالت کے تقرر اور برطرفی کا انحصار بادشاہ کی مرضی پر ہوتا تھا سرکاری مقدمات میں انصاف کی توقع رکھنا عبث تھا۔ رسل اور سڈنی دونوں کے دونوں مجرم قرار دیے گئے اور سبیل حریت میں جو ان کے سامنے تھی ولیرانہ فدا ہو گئے۔

اب ٹوری فریق کو حریفوں کی طرف سے کوئی گھٹکانہ نہ رہا۔ اور وہ من مانی کارروائیاں کرنے لگے۔ کچھ دنوں سے امیر پارک اس خدمت پر متعین تھا کہ اسکا ٹیکنیکل منسب متعابدین کا جن جن کر فائتمہ کر دے۔ اپنی خدمت مفوضہ انجام دیکر اب وہ واپس آگیا اور از سر نو مارت بجری کا حاکم اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ اسی کے ساتھ قانون آزمائش کی پابندیوں سے مستثنیٰ قرار پا کر اُسے بحیثیت رکن شاہی کو منسل میں شریک ہونے کی اجازت بھی مل گئی۔ جن شہروں نے فریق وحشک کی حمایت کی تھی ان میں سے اکثر کی سند آزادی چھین لی گئی اور بعض وحشک سرداروں پر مقدمے چلائے گئے اور جرمانے کیے گئے۔ چارلس کو کوئی طرف سے رشوت کے طور پر اب پھر سالانہ وظیفہ ملنے لگا جس کی غرض یہ تھی کہ چارلس ولیم امیر کینج کا ساتھ نہ دے اور چونکہ اب اُس کے پاس علاوہ اُن چھ

پلٹنوں کے جوانگلستان سے بارہویں مستقل فوج بقدر نو ہزار کے موجود تھی اس لیے اپنی  
 سلامتی کی طرف سے وہ ہر طرح مطمئن تھا۔ پادریوں نے بھی ہر جگہ اس اصول کی تلقین  
 شروع کر دی تھی کہ بادشاہ کی اطاعت ایک فرضِ موکدہ ہے۔ غرض  
 چارلس ان مختلف تدبیروں سے اپنی خود مختارانہ حیثیت قائم کرنے  
 میں کامیاب ہو ہی چلا تھا کہ موت نے چشمِ زدن میں اُس کے تمام منصوبے خاک میں ملا دیئے  
 ۲۔ فروری ۱۶۵۹ء کو اُسے دورہ اٹھا اور چند دن بعد اُسکا انتقال ہو گیا۔ بسترِ مرگ پر ایک  
 کیتھولک راہب نے جسے اُس کا بھائی امیر یا ایک خفیہ طور پر لے آیا تھا کیلئے دعا کی  
 آخری رسوم اُس کے حق میں انجام دیں۔ اُن سے فریخت پکڑانے نے اپنے تمام امراء دربار  
 اور اساتذہ کو طلب کیا اور اپنے قدیم نظریاتِ انداز میں اُن سے اس طرح مخاطب ہوا کہ مصاحبِ معان  
 کرنا میں تو کبھی کامر گیا ہوتا لیکن اس کینحتِ موت ہی نے ناحق اتنی دیر لگا رکھی تھی۔ پھر وہ ایک  
 تخلص آمیز باتیں ناگاک کی گائیں کہ گویں سے کیوں جو اُس کی منظور نظر تھی۔ ۶۔ فروری ۱۶۵۹ء  
 کو فرشتہ اجل آپہنچا اور زندہ دل تاجدار کا مرغِ روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا۔



# باب میسواں

## دوران انقلاب

جیمز ثانی ۱۶۸۵ء لغایت ۱۶۸۹ء

ولیم اور میری ۱۶۸۹ء لغایت ۱۷۰۲ء

(میری نے ۱۶۹۹ء میں وفات پائی)

اگر یہ دیکھنا چاہو کہ کس طرح ایک نیک نیت شخص محض اپنی کج رالی اور وعدہ خلافی سے چار سال کے اندر اندر ایک قوم کی قوم کو اپنا دشمن بنا سکتا ہے تو جیمز ثانی کے عہد حکومت پر نظر ڈالو۔ چارلس ثانی کے زمانے میں اگرچہ پارلیمنٹ نے اُسے سخت وتاج سے محروم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اپنے بھائی کی وفات پر جب اُس نے یہ اعلان کیا کہ میں مذہب اور سلطنت کی اس شکل میں جو قانون نے قرار دی ہے، حمایت کروں گا تو سب لوگ مطمئن ہو گئے اور تاج شاہی اُس کے سر پر رکھا گیا۔ بات اصل میں یہ تھی کہ اکثر لوگ بھی سمجھتے تھے کہ اگرچہ نیا بادشاہ ازد و کئے عقیدہ کیتھولک ہے پھر بھی جب وہ وعدہ کر چکا ہے کہ حکومت میں انگریزی قانون کی پابندی ملحوظ رکھے گا تو ضرور ہے کہ اُسے اپنے عہد کا پاس ہو۔ گمان غالب یہی ہے کہ اول اول جیمز کا ایسا ہی ارادہ تھا لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ وہ پرلے درجے کا خود رائے تنگ نظر متعصب اور ضدی واقع ہوا تھا کسی مسئلے کو کسی دوسرے کے نقطہ نظر سے دیکھنا اس کے لئے محال تھا اور اس لئے ایک آزاد قوم پر حکومت کرنے کی اس میں مطلق قابلیت نہ تھی۔

یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہ تھی کہ جیمز کا مذہب رومن کیتھولک ہے ایسی حالت میں اگر وہ اپنے عقائد کا پابند رہے دو سروں کے عقیدوں سے تعرض نہ کرتا یا زیادہ سے زیادہ یہ کوشش کرتا کہ کیتھولک فرقے کے جو لوگ انگلستان میں آباد

ہجرتانی کی سیرت اور اُس کے اغراض و مقاصد اُنھیں اپنے مذہبی فرائض کا اذن نام پارلیمنٹ کی طرف سے مل جاتا تو عجب زحمت کہ اُس کی رعایا کے تمام بیٹے مطمئن ہو جاتے اور کوئی فرق بھی ناخوش نہ رہتا۔ لیکن اُس کی خواہشیں اس سے

بھی زیادہ وسیع تھیں۔ وہ چاہتا تھا کہ قانون آزمائش ایک قلم منسوخ ہو جائے تاکہ سلطنت کے بڑے بڑے بدوں پر وہی کیتھولک مقرر کیے جاسکیں۔ اسی کے ساتھ وہ قانون شہادت شہودی پر بھی جس کے سبب سے وہ اپنے لکے چینوں کو سزا سے قید نہ دے سکتا تھا خط نسخہ کھینچنے کا آرزو مند تھا تاکہ پھر وہ اپنے ہوا خواہوں کا ایک جھٹکانا کر انگلستان کو از سر نو مذہب کیتھولک کا حلقہ بگوش بنادے۔ اسے یہ خیال نہ آیا کہ انگلستان کا آئین حکومت قبائلی اعظم پر جان کے دستخط ثبت ہونے کے وقت سے روز افزوں قوت کھڑا جاتا تھا اور اس آئین کے لمپا میٹ ہوئے بغیر اُس کی خواہشوں کا برآنا محال تھا۔ ایک مرتبہ باتوں باتوں میں اس نے ہسپانوی سفیر سے کہا کہ جو مانی میں لگا لی ہے یا تو یہ بالکل ہر جائے کی یا میں سب کچھ جیت کر رہوں گا۔ اس کو تاہم نظر فرماؤ کہ کو اتنی تیز نہ تھی کہ جو چاہاں وہ چل رہا تھا اس میں ہر یقینی تھی۔

ابھی اس کی تانچہ پوشی کی رسم بھی عمل میں نہ آئی تھی کہ اُس کے حکم سے اُس کے گنہگار کے دروازے کھول دیئے گئے اور وہ کیتھولک طریق پر علی الاعلان عبادت ہونے لگی۔ اُس نے اس وقت کو قبائلیش کر دی کہ کیتھولک مذہب کے جیونانی کی خود مختار رائے خلاف کسی پادری کو زبان کھولنے کی اجازت نہ دی جائے کارروائیاں اور تمام اُن اشخاص کی رہائی کے احکام جاری کر دیئے جو حلقہ اطاعت دلفٹانے کی علت میں قید کر دیئے گئے تھے۔

ان احکام کے بجائے خود بخود محسن ہونے میں کلام نہیں اور ان کے اجرا کا مشورہ جیون کو فرقا کو کر کے سربراہ کردہ مقتدا اپنے لے دیا تھا جو اس وقت انگلستان میں موجود تھا اور جس کا اس پر بہت بڑا اثر تھا۔ چنانچہ بارہ سو کو یکراں اُس سے دگئے کیتھولک جو قید خانوں میں پڑے سڑ رہے تھے بیک کشتن قلم آزاد ہو گئے لیکن اس سے اتنا ضرر نہ ہوا کہ جیون اراکین دارالعوام بلکہ حکام عدالت تک کی رائے پوچھ بغیر کارروائی کرے کا منہم ارادہ کر چکا تھا۔ جس کا ظہور ایک موقع پر

تقدیر ہی عرصے بعد ہوا۔ سرکاری محاصل سے بادشاہ کو اپنے مصارف کے لیے جو رقم ملا کرتی تھی وہ عمر بھر کے لیے ہوتی تھی چارلس کا جب ماہ فروری میں انتقال ہوا تو اس رقم کا ایصال موقوفہ ہو گیا اس لیے کہ نئے بادشاہ کے داخل کی منظوری پارلیمنٹ کے فیصلے پر منحصر تھی اور پارلیمنٹ کا اجلاس مئی کے مہینے میں منعقد ہونے والا تھا چنگی کے محصول کی فراہمی اگر اس مہینے کی مدت تک رُک رہتی تو تجارت و سرمایہ دہی برباد ہو جاتی۔ اس خیال سے وزیر سر شرتھ مستقلہ لارڈ گلفرڈ کی یہ رائے ہوئی کہ جنگی کی تحصیل بدستور ہوئی رہے اور اجلاس پارلیمنٹ کے انتظار میں رقم اٹھا رکھی جائے لیکن جیسا کہ قوت کا سکہ جانا اور اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتا تھا اس نے وزیر کی تجویز کو رد کر دیا اور حکم دیا کہ رقم جس طرح چارلس کو ایصال ہو کر رہی تھی اسی طرح بدستور اس کے حوالے کر دی جایا کرے۔

لیکن بدوشین کا انتخاب اس احتیاط سے کیا گیا کہ دارالعلوم کے قریب قریب سارے اراکین بادشاہ کے طرفدار ہو گئے اور انھوں نے بے تامل اس کے لیے تاجین حیات انیس لاکھ پاؤنڈ سالانہ کے داخل کی منظوری دے دی اراکین دارالعلوم اس لیے بھی خاص طور پر اپنی وفاداری جتانے چاہتے تھے کہ حال میں ایک بغاوت پھوٹ پڑی تھی اس بغاوت کی کیفیت یہ ہے کہ سازش رالی ہاؤس کے بعد فریٹ وھگ کے جو لوگ فرار ہو کر پارلیمنٹ چلے گئے تھے ان میں سے اکثر نے چارلس مانتھ کی بغاوت کے مرتے ہی مانتھ پر زور ڈالا تھا کہ انگلستان جائے اور

۱۱۔ جون ۱۶۵۷ء اہل ملک کو جبر کے خلاف یہ کہہ کر ابھارے کہ انگریزوں کا بادشاہ کیتھولک نہ ہونا چاہیے۔ مانتھ جو بریلز میں خاموشی سے قناعت کی زندگی بسر کر رہا تھا نہ جاہتا تھا کہ گھر سے باہر قدم رکھے لیکن اس کے صلاح کاروں کا اصرار غالب آ گیا۔ اور بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ انگریز جو خود بھی وطن چھوڑ کر برلین میں پناہ گزین تھا۔ اسٹامینڈن میں پہنچ کر مشاہدین کو برا بھلا کہنے لگا اور مانتھ انگلستان کے مغربی علاقے کی طرف جانے لگا۔

اس تجویز کے مطابق آرگل مرمری کو مانتھ سے پہلے منزل مقصود پر پہنچ گیا اور اس کا قبیلہ کیمبل بھی اس کے واپس آنے کی خبر پاتے ہی اس کے جھڑے تلے





اور دوشیزہ لڑکیوں کے ایک جلوس نے ایک بائبل اور ایک تلوار اُس کی خدمت میں پیش کی۔ لیکن جن لوگوں نے اس طور پر اُس کا ساتھ دیا وہ صرف طبقہ ادنیٰ کے لوگ تھے۔ شرفا اور اہل کلیسا سب بادشاہ کے طرفدار تھے یا کم از کم یہ رائے رکھتے تھے کہ اگر کسی پراسٹنٹ کو داخلہ کا حق حاصل ہے تو یہ حق آرنج کی شہزادی میری اور اُس کے شوہر کے لیے مخصوص ہونا چاہیے۔ اکثر اشخاص اس لیے بھی برہم تھے کہ کیوں مانٹہ نے ٹائٹن کے بازار میں اپنی بادشاہی کا اعلان روا رکھا در حالیکہ مانٹہ کی بادشاہی کا اعلان اُس نے اپنے اعلان عام میں شہر کیا تھا کہ اُس کے آنے کا مقصد صرف اس قدر ہے کہ ایک آزاد پارلیمنٹ قائم کی جائے۔

۲۷ جون

اس اثناء میں شاہی فوجیں اُس کے مقابلے کے لیے ایک فوجی سپہ سالار لوئی ڈیورا الملقب بہ لارڈ فیور شام کی سرداری میں یلغار کرتی ہوئی بڑھ رہی تھیں۔ مانٹہ کو پسپائی پر مجبور ہونا پڑا اور کترہ ۵ جولائی ۱۷۹۵ء کو جمہور کے مقام پر جو برج دائرے کے قریب واقع ہے حریف سے دوچار ہوا شاہی افواج نے نصف بندی ایک میدان میں کی جہاں جس کی حفاظت کیلئے

جگہ تھیں

۶ جولائی ۱۷۹۵ء ایک گہری خندق کھدی ہوئی تھی جو بکس رائن کے نام سے مشہور تھی مانٹہ جسے اس خندق کا حال معلوم نہ تھا آدمی رات

گزرنے کے ایک گھنٹہ بعد غنیم پر ناگہانی تاخت کے ارادے سے اپنی فوج لے کر روانہ ہوا اور دلدلوں کو چیرتا ہوا بڑھا۔ رستے میں اُس کی مڈبھیڑ شاہی فوج کے ہراول دستوں سے ہوئی جنہیں اس نے ایک ہی جھڑپ میں درہم برہم کر دیا۔ لیکن خندق پر پہنچنے پر اس کی پیش قدمی رک گئی اور غنیم کے نہایت خوردہ دستوں کو سنبھلنے کا موقع مل گیا۔ علی الصباح اُس کی فوج کا جو کسانوں اور کولہکھونے والوں سے مرکب تھی بادشاہی فوج سے مقابلہ ہوا۔ گھسان کارن پڑا اور اگرچہ اس کے ساتھیوں نے جان بھیلی پر رکھ کر خوب سی داد مر دانی دی لیکن آخر شکست فاش کھا کر انہیں راہ گریز اختیار کرنی پڑی۔ دو دن بعد مانٹہ ایک کھائی کے اندر اس حال میں پڑا یا گیا کہ بھوک سے اُس کی جان بھوں پر آئی ہوئی تھی۔ گرفتار کر کے اُسے لندن لے آئے جہاں ۱۵ جولائی کو وہ قتل کر دیا گیا۔ جان بڑی پیاری ہوتی ہے پہلے تو

اُس نے جان بخشی کے لیے بڑے عجز و اہلحس سے التجا کی لیکن جب یہ التجا کسی طرح قبول ہوتی نظر نہ آئی تو شیوہ مردانگی اختیار کر کے اُس نے آخر وقت میں دیرانہ جان دی مرنے کے بعد ہاتھ کی جیب میں افسوں کے زور سے قید خانے کا دروازہ کھولنے اور نعیم کے حربے کا دار و کئے کے لیے کچھ غتر اور ٹوٹے پائے گئے جس سے اُس زمانے کی اوہام پرستی پر ایک عجیب روشنی پڑتی ہے۔ جنگ سمجھو سب سے آخری بڑی لڑائی تھی جو انگلستان میں واقع ہوئی۔ اس جنگ میں دشمنوں و معروف شخص شہر مک تھے۔ چرچل جو آگے چل کر امریکہ کے بارلہو کے لقب سے ملقب ہوا شاہی فوج میں کپتان تھا اور ڈنیل ڈیفو جو کتاب رابنسن کرسو کا نامور مصنف ہے ہاتھ کی فوج میں سپاہی کی حیثیت سے شامل تھا۔

بغاوت کا تو خاتمہ ہو گیا لیکن حکومت کے بیدردانہ انتقام کا سلسلہ دیر تک قائم رہا۔ کرنیل کرک جو ایک وحشی اور سفاک شخص تھا برج دیڑ میں فوج کا کمانڈر مقرر ہوا۔ اس کے سپاہی ازراہ تعریف کرک کی بیڑیں اکٹارتے کرک کی بیڑیں تھے اس لیے کہ اگرچہ اُن کے علم پر بھیڑ کا نشان

بنا ہوا تھا لیکن تند خوئی اور خودخواری میں وہ بھڑیلوں سے کم نہ تھے۔ کرک کے حکم سے ان بہائم سیرت سپاہیوں نے جوق کے جوق قیدیوں کو سولی پر لٹکا دیا اور نہایت بیدردی سے ان کی لاشوں کو مٹی قبر کے شعلوں میں جھونک دیا لیکن تشدد کی یہ داستان ابھی ختم ہونے والی نہ تھی۔ ستمبر کے مہینے میں میرعل جعفر جو اکھڑن اور وحشیانہ پن میں کرک سے بھی بڑھا ہوا تھا چار دوسرے حاکمان عدالت کے ساتھ نثر کاے بغاوت کے مقدمات کی سماعت پر مامور ہوا۔ یہ عدالت اپنے سفاکانہ کارناموں کے لحاظ سے آج تک "خونی عدالت" خونی عدالت کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے فیصلوں کی بنا پر پورے

ستمبر ۱۸۴۸ء میں سوئس آدمی دار پر کھینچے گئے اور آٹھ سوئس غلام بنا کر جزا کر غیب الہند میں بیچ ڈالے گئے ضلع سامبرٹ میں کوئی سڑک ایسی نہ تھی جس کے کنارے انسانوں کی لاشیں پڑی ہوئی نظر نہ آئی ہو اور کوئی گاؤں ایسا نہ تھا جس میں یہی خوفناک منظر دیکھ کر لوگوں کے جسم پر رونگٹے

نہ کھڑے ہو جاتے ہوں۔ نیک نہاد ملت کتنے جہیز سے رحیم کی بہتری التجا کی  
لیکن اس کا پھر دل نہ پسجا پر نہ پسجا جو کچھ خونی عدالت کرتی تھی وہ برابر اس پر  
صا و کرتا جاتا تھا۔ اور جہیز بڑی متفاوت کا یہ عالم تھا کہ بد نصیب قیدیوں کو اپنی  
بیہودہ یادہ کوئی اور وحشا نہ جسٹس سے چڑا تا اور زلت پر زلت دیتا تھا۔ ایک  
شریف النفس بی بی ایلین لال کا صرف اتنی سی خطا پر قلم کر دیا گیا کہ اس نے  
دو آفت کے ماروں کو اپنے گھر میں پناہ دی تھی۔ اس بے پناہ ہنگامہ دار و گیر  
میں صرف بھینس کی جان بچنے پانی جو چیلے سے بڑی بڑی رقموں سے ارکان عدالت  
کی کٹھی گرم کر سکے۔ گروہ در گروہ قیدی بادشاہ کے منظور نظر حاشیہ نشینوں کے  
حوالے کر دیئے جاتے تھے کہ انہیں غلام بنا کر فروخت کر ڈالیں۔ اور ملکہ کی  
خواہوں نے بیش قراندہ رائے اُن لڑکیوں کو معافی دلوا کر وصول کیے جنہوں نے  
مانتھ کو باہل باد تلوار نذر دی تھی۔

جہیز نے بغاوت سے ایک اور فائدہ بھی اٹھا پا کر اپنی فوج کی تعداد  
بقدر دہل ہزار جوانوں کے بڑھالی اور ان پر کئی ایسے زمین کھیتوں لگائے مقرر کیے  
جنہوں نے قانون آزمائش کی شرائط پوری نہ کی تھیں۔ لارڈ گلکسٹن اور پرلوی کونسل  
کیتھولک انسروں کے صدر تین لارڈز میلی فیکس نے اگرچہ صاف گوئی سے کام  
لیکن جہیز کو خدا پاک پارلیمنٹ کے مقابلے میں وہ اپنے  
عہد کی خلاف ورزی کر رہا ہے لیکن فرانس سے وہ پہلے

بی وٹیفیر لینے کا بندوبست کر چکا تھا اور اس کے علاوہ اُنکی فوجی جمعیت بھی زبردست  
تھی ایسی حالت میں اسے کسی کی مخالفت کی کچھ پروا نہ تھی میلی فیکس کو برطانیہ  
کر کے اس نے سٹار لینڈ لگو جو اس کی مزاج شناسی کا فن خوب جانتا تھا پرلوی کونسل کی صدارت  
پر مامور کیا اور کچھ دن بعد وزارت خزانہ کا قلمدان جہیز کے سپرد کیا۔ اس تدبیر سے کونسل میں  
اس کی مخالفت باطل ہو گئی اس لیے کہ سب سے زیادہ با اختیار جہیز تھا جس نے شاہی  
اقتدار کی حمایت کی قسم کھائی تھی۔

انہیں ایام میں بولی کچار و سہم تاجدار فرانس نے عہد نامہ زامانیہ (دیکھ صفحہ ۳۳۵)  
کو منسوخ کر کے فرانس میں پارلیمنٹ نے سب کی بیخ کنی کا تہیہ کیا تاہم پارلیمنٹ پوری

جسلا دین کر دیئے گئے لیکن رعایا کے لیے قتل وطن کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔  
 مئی ۱۸۵۷ء میں اور سواروں کے متعدد رسالے اطراف و اکناف ملک میں  
 اکتوبر ۱۸۵۷ء اس ہدایت کے ساتھ بھیج دیئے گئے کہ جو شخص روغن گھیو ملک  
 طریق عبادت میں شریک نہ ہو اس کی گردن اڑادی جائے  
 اور جبریت انگیز ایذا میں وہی جائیں۔ یہ تشدد ایسی بے حیائی کے ساتھ اور خطرناک  
 طور پر عمل میں لایا گیا کہ باوجودیکہ حکومت کی طرف سے ہر طرح کی احتیاط کی گئی  
 پھر بھی دو لاکھ سے اوپر پرائیڈسٹ کسی نہ کسی حیلے سے فرار ہو کر ہالینڈ سوئٹزرلینڈ  
 جرمنی اور انگلستان میں جا بسے۔ ان میں سے بعض نے کلیسا کے دامن میں جاننا  
 لی بعض نے فوجی ملازمت اختیار کر لی اور انگلستان میں تو ان کی کھپت برائے ننگ  
 ہوئی کہ لندن کا سارا حلقہ اسپٹل فیلڈس پرائیڈسٹ ریشم بانوں کی نوآبادی کے لیے  
 دفن ہو گیا۔ غرض لوئی کے مذہبی تعصب کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی رعایا کا سب سے  
 زیادہ مہنتی، بہتر مندا و مقبول طبقہ وطن چھوڑ کر غیر ملکوں میں جا آباد ہوا۔ اور اس تلوار  
 پر گویا اس نے اپنے ہاتھوں اپنا کھٹا دیا۔

ناکرہ گناہ پرائیڈسٹوں کو ایک گتھیوں ملک بادشاہ کے جور و سبدا کا  
 یوں تھوڑا مشق بننے دیکھ کر اہل انگلستان پر ایک تناہا سا چھا گیا لیکن جہیز جس کی گتھیوں  
 پر حسب معمول اپنی رعایا کے دلی جذبات کی طرف سے بے پروائی کی گئی بندھی  
 ہوئی تھی لوئی کے اس کرتوت پر اور انشا خوش ہوا۔ اجلاس پارلیمنٹ سے انعقاد  
 پر جب اراکین دارالعوام نے اس سے شکوہ کیا کہ گتھیوں ملک افسروں کا تفسیر  
 منشائے قانون سے خلاف ہے تو اس نے انہیں یہ کہہ کر سختی سے جھڑک دیا کہ آپ لوگوں  
 کو مجھ پر اعتبار نہیں ہے۔ انہوں نے تو اس کی جھڑکی سہلی لیکن امر کو اس کی  
 قانون آزمائش کی برداشت نہ ہوئی انہوں نے اس سے صاف صاف کہہ دیا  
 خلاف وزی پارلیمنٹ کہ قانون آزمائش کو یوں اپنی مرضی سے کالعدم کر دینا بادشاہ  
 کا اعتراف ۱۸۵۷ء کے جسطہ اختیار سے باہر ہے۔ بات بڑھتی دیکھ کر جیمز نے مامکھیر  
 ۱۸۵۷ء میں پارلیمنٹ کا اجلاس ہی برخواست کر دیا  
 اس کے بعد پھر کبھی اس پارلیمنٹ کا اجلاس نہ ہونے پایا بلکہ وقتاً فوقتاً ملتی

ہو تی رہی اور دو سال بعد توڑ دی گئی جیمز کو پارلیمنٹ کے انعقاد کی اجازت دینے میں کوئی عذر تو نہ تھا بشرطیکہ میسجین اُس کی ہاں میں ہاں ملائے جائیں لیکن یہ صورت کبھی رونمانہ ہونے پائی نہ تھی

اس طور پر جیمز نے جمہور کی مخالفت کو روک دیا لیکن لوگوں کی زبان کو روکنا اُس کے بس میں نہ تھا ان دنوں لندن کے قبوہ خانے لوگوں کے روزانہ میل جول کے اڈے بنے ہوئے تھے۔ اول اول ایک ترکی سوداگر نے کمرامول کے زمانے میں ایک قبوہ خانہ کھولا تھا۔ اس کے بعد ان کا رواج ایسا عام ہوا کہ شہر کے تمام حصوں میں قبوہ نوشی کی ایک ایک دکان قائم ہو گئی۔ شخص اپنی پسند کی دکان میں وقت مقررہ پر پہنچ جاتا تھا اور وہاں اپنے خاص خاص دوستوں سے ملتا تھا۔ یہ عینیں بڑی پر لطیف ہوتی تھیں۔ قبوہ کا دور چلتا تھا۔ قبیلہ کو کے دھوئیں اڑتے تھے۔ ان کے قبوہ خانے تھے اور معاشرت کے حسن و قبح ادب کے نکات سیاست کے موزیہ مذہب کے مسائل پر گرما گرم بحثیں ہوتے تھے۔

قبوہ خانہ ول واقع کاؤنٹ گارڈن کی طرح جن قبوہ خانوں میں لوگوں کی کثرت سے آمد و رفت تھی ان پر مجاہدے ہوئے تھے جو چھوٹی چھوٹی پارلیمنٹوں کا گمان ہونے لگا تھا اور ان کا اثر اس قدر بڑھ گیا تھا کہ چارلس ثانی نے شکستہ دل سے انھیں بند کر دینے کی کوشش کی تھی لیکن اس پر ایسا شور و غل مچا کہ چارلس کو دوبارہ ان کے کھولنے کی اجازت دینی پڑی اور اب یہ حالت تھی کہ لوگ ان میں بیٹھے ہوئے ہر روز بادشاہ کی انوکھی حرکتوں کے چرچے کیا کرتے تھے۔

لیکن جیمز کو عام رائے کی بہت ہی کم پروا تھی۔ پارلیمنٹ کے ملتوی ہوئے ہی اُس نے بطور خود سر سرشتہ عدالت کے تمام ارکان کی رائے دریافت کی کہ آیا اُسے قانون میں شان استعنا پیدا کرنے کا اختیار حاصل ہے یا نہیں۔ ان میں سے چار حق گو شخصوں نے جی کڑا کر کے کہا کہ پارلیمنٹ سے جدا ہو کر اُسے شخصی طور پر اختیارات استعنا۔ ہرگز کوئی ایسا اختیار حاصل نہیں جیمز نے انھیں موت و قفسہ کر دیا اور ان کے بجائے اُسے عہدہ دار مقرر کیے جو اُس کی ہر بات کی تائید و تصدیق پر آمادہ تھے۔ اس کے بعد وہ یہ چال چلا کہ سر ایڈورڈ میلین

سات اساتف کا محضر تھے اس انتہا کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا کہ پادریوں کو اپنے ضمیر کے خلاف فرمانِ مراعات کے پڑھنے پر مجبور نہ کیا جائے جیز کو اس پر سخت طیش آیا اور یہ سن کر اُس کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اول تو اُن ایامِ سبست میں جن کا حوالہ اُس کے حکم میں درج تھا کسی پادری نے فرمانِ مذکور پڑھا ہی نہیں اور اگر کسی نے پڑھا بھی تو لوگ اگر جاسے اٹھ کر چلے گئے۔ اب جیز نے حکم دیا کہ حکومتِ دقت کے خلاف محضر مرتب کرنے کی علت میں اساتف پر مقدمہ چلایا جائے۔ اور جب انھوں نے ضمانت داخل کرنے سے انکار کر کے صرف ذاتی چلکے دینا چاہا تو انھیں قلعہ لندن میں قید کر دیا گیا۔

قوم کے تیور آخر بگڑ گئے۔ سارے انگلستان میں ایک آگ سی لگ گئی اور جب وہ کشتی جس میں اساتف سوار تھے دریا کے ٹیمز میں سے ہوتی ہوئی قلعہ لندن کی طرف چلی تو لوگوں کا ایک جم غفیر دریا کے کنارے جمع ہو کر قیدیوں کے ساتھ باؤں بند ان الفاظ میں اظہارِ ہمدردی کرنے لگا کہ اُن پر خدا کی رحمت ہو۔ ان کو خدا اپنے حفظ و امان میں رکھے! برسٹل کا اسقف ٹریلانی بھی ان سات اسقفوں میں شامل تھا۔ اہل انگلستان کے جذبات میں جو عام تہجان اس وقت پیدا ہو گیا تھا اُس کا اندازہ اس ایک واقعے سے ہو سکتا ہے کہ دورِ سبست مغربی اضلاع کے کسانوں کی زبان پر بھی یہ الفاظ جاری تھے کہ ٹریلانی کا کوئی بال تو بچا کر دیکھے کارنوال کے مہنہ راکر ٹیل جو ان اس کی خاطر مرنے مارنے کو تیار رکھ رہے ہیں!

جب مقدمے کی سماعت کا دن آیا تو بڑے بڑے مشہور قانون دان مقدمے کی پیروی کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے خواہشمند نظر آئے۔ خلعت کے جھوم کا یہ حال تھا کہ عدالت کے چاروں طرف کوسوں لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ جھے ہوئے تھے۔ ارکانِ جوری اس حالت میں اساتف کے مقدمے کی سماعت نہ پڑی۔ آخر جب اس فیصلے کا اعلان ہوا کہ ملزموں پر ۱۷۹۲ء

نمود کا پٹرن ہی کو منسلک کر دیا۔

اس وقت مہاراجہ ہال میں بادشاہ کے لیے ایک نیا کتھوک کتیسرے تعمیر کیا گیا اور ایک کتیسرے شہر کے اندر دول خارجہ کے سفیروں میں سے ایک کے واسطے بنایا گیا کتھوک لاپیوں کے مختلف طبقے لندن میں آباد ہونے لگے اور فریڈرک سیوٹ نے سیوا میں ایک بہت بڑا مدرسہ قائم کیا ہونسلو کی چسپاؤنی | ہونسلو کا پیمانہ صبر و تحمل اب بے پناہ ہو گیا اور خود جیمز کو بھی اُن کی براہ فرشتگی کا احساس ہونے لگا۔ شہر میں کئی مقامات پر بلوے

ہو گئے اور اس خیال سے کہ مبادا عام بغاوت ہو جائے جیمز نے اہل لندن کو موعظہ کرنے کے لیے ہونسلو میں تیرہ ہزار فوج کی جھلونی قائم کر دی۔ اس کے بعد کیلیسا کے انگلستان کے طریقے سے ابا کوٹنے والے فریق کی امداد حاصل کرنے کی امید پر جیمز نے بتایا۔ ہم اپریل ۱۸۵۷ء ایک اور فرمان اس اعلان کے ساتھ جاری کیا فرمان مراعات | اگر وہ کتھوک اور نیز اہل خلاف یعنی کیلیسا کے انگلستان سے ہم اپریل ۱۸۵۷ء اختلاف رکھنے والی جماعت کو پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی وہ اپنے اپنے طریقے پر عبادت کر سکیں گے اور قانونی نمائندگی

کی کسی دفعہ کی پابندی کے بغیر سرکاری خدمتوں پر مامور ہو سکیں گے۔ اہل خلاف کی ایک قلیل جماعت نے اس فرمان کے اجرا پر گر مجبوری کے ساتھ مسرت و امتنان کا اظہار کیا لیکن جو اعیان تو مزید وہ کلمہ رس اور دو رائیڈش تھے تاؤ کے کہ بادشاہ محض اپنے طرفداروں کے لیے رستہ صاف کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے انھوں نے ایک ایسی مراعات کے قبول کرنے سے انکار کر دیا جس کے دیے کا قانوناً اُسے کوئی اختیار نہ تھا۔

غرض جیمز نہایت بیدار و انداز طریق پر اہل انگلستان کی آئینی آزادی کو روندنے میں مصروف تھا۔ پاپائے انونٹ یا زوہم نے جو ایک نیک نفس اور دانشمند شخص تھا اسے لکھ کر ہتھیار بھجوا کر قتل اور مینار زدی سے کام لے۔ شاہ لوئی نے جیمز کی پزیر و گزشتگی | بھی بار بار اسے تنہا ہونے کا مشورہ دیا۔ اور تو اور خود اس کی کتھوک رعایا نے اُس سے بہت انتہائی کہ قانون ملک کے مطابق حکومت کرے۔ لیکن وہ بھلا کسی کے صلاح و مشورے کو کب خاطر میں

لانے والا تھا۔ اس کے کان پر جوں تک نہ رہی اور پادری میٹرکا جادو اس پر کچھ ایسا چلا ہوا تھا کہ اس کے دل میں یہ بات غلط طور پر جم گئی کہ اگر میں نے استقلال سے اپنا دھیرہ قائم رکھا تو بالآخر لوگ مجھے اپنا ہی خواہ سمجھ کر تسلیم کر دیں گے۔

اب اس نے یونیورسٹیوں کے معاملات میں بھی مداخلت شروع کر دی ایک کیتھولک پادری ڈاکٹر میسی کو کرائسٹ چرچ کالج آکسفورڈ کا ناظم دنیا ت مقرر کیا۔ دارالعلم کیمبرج میں ڈاکٹر پیل کو اس خطا پر مطلع کر دیا کہ اس نے ایک کیتھولک شہر کے ایک میگزین کالج کا راہب کو سند فضیلت عطا نہ کی تھی اور آکسفورڈ کے میگزین میں اس کے خلاف اشتعال

کالج کے فیلوؤں نے شہر کا اس الزام میں کالج سے نکال دیا یا کہ وہ ایک کیتھولک ڈاکٹر پارکر کو اپنا صدر نشین منتخب کر کے پرمنا مند تھے۔ اس کے مہینہ بھر بعد جمیز نے پارلیمنٹ کو جس کا کوئی اجلاس دو سال سے نہ ہوا تھا توڑ دیا اور نئے انتخابات کی تیاریاں شروع کیں۔ ہر ضلع کے حاکم اعلیٰ نائب حاکم اعلیٰ اور افسران عدالت سے دریافت کیا جاتا تھا کہ آیا وہ ایسے لوگوں کے انتخاب کی تائید کے لیے تیار ہیں یا نہیں جو قانون آزمائش اور قوانین تعزیری کے خلاف رائے دینے پر آمادہ ہوں گے۔ اور جس شخص کا جواب نفی میں ہوتا تھا اس کی بجائے کوئی دوسرا شخص مقرر کر دیا جاتا تھا۔ ان سب باتوں پر یہ واقعہ مستزاد ہوا کہ پاپائے روم کا سفیر دربار انگلستان میں مقرر ہو گیا اور جمیز نے اس کے استقبال کی رسم پڑے کر وقف سے ادا کی۔

مدبرین انگلستان کو اب یقین ہو گیا کہ اگر جمیز کی جابرانہ کارروائیوں کی روک تھام کے لیے جلد کوئی تدبیر اختیار نہ کی گئی تو ملک میں اندھیر چم جائے گا چنانچہ انہوں نے ان میں اصلاح و مشورہ کر کے خفیہ طور پر ایک قاعدہ و ہم امیر آئین کے پاس اس پیغام کے ساتھ ہالینڈ بھیجا کہ آئیے اور اہل انگلستان کے حقوق اور آزادی کی حمایت کا بیڑا اٹھائیے۔ ولیم اس دعوت کے قبول کرنے کو بالکل آمادہ تھا اس لیے کہ خود وہ اور یورپ کے تمام پرائسٹنٹ والیان ملک جمیز کے طبع و ہم امیر آئین سے ناہم پیغام کوئی چار دہم کی روز افزوں طاقت سے بے حد خائف تھے اور یہ تھے اور ان کی مصلحت اسی امر کی غرض تھی کہ



انگلستان پر اسٹنٹ قوت کا ایک زبردست مرکز بنارہے لیکن ہر دست و دو باتیں ولیم کے انگلستان آنے کی سنگ راہ تھیں۔ اول تو اس کو اس اطمینان کی ضرورت تھی کہ انگریزی قوم کے تمام فریق اس کا ساتھ دیں گے۔ دوسرے ہالینڈ فرانسیسی فوج کی دستبرد کی زد میں تھا اور اس خطرے کی موجودگی میں وہ اپنا ملک چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جا نہ سکتا تھا۔ لیکن چند مہینے بعد واقعات نے کروٹ بدلی اور اس کے لیے رستہ صاف ہو گیا۔ یعنی ماہ ستمبر ۱۸۰۱ء میں لوئی کی جرمنی کے ساتھ جنگ چھڑ گئی۔ اب اسے اپنی ہی ٹہنی اور ولیم پوری طرح آزاد ہو گیا۔

اس عرصے میں انگلستان کے اندر بڑے بڑے اہم واقعات ظہور پور ہو چکے تھے۔ ۱۰ جون ۱۸۰۱ء کو شاہ جیز کے محل میں بیٹا پیدا ہوا۔ اس کی دوسری ملکہ میری شہزادی ماڈ سنا اتنی مدت سے بے اولاد چلی آتی تھی کہ کسی کو امید نہ تھی کہ اس کی گود بھی بھرے گی۔ اور لوگ اس خیال سے بادشاہ کی بے عنوانیوں کو جیز کے بیٹے کا تولد صبر و شکر کے ساتھ برداشت کر رہے تھے کہ جب اس کا ۱۰ جون ۱۸۰۱ء انتقال ہو گا تو میری شہزادی آرج کے تخت نشین ہوتے ہی تمام معاملات سدھر جائیں گے اب یہ امید بھی جاتی رہی اور اگرچہ جیز تو مارے خوشی کے جامے میں پھولانہ سما یا لیکن تمام قوم کے دل پر مایوسی جھا گئی۔ لوگوں کو تو یہ بھی باور نہ آتا تھا کہ نوزائیدہ بچہ حقیقت میں ملکہ کے بطن سے تولد ہوا ہے۔ وہ برابر ہی کہتے تھے کہ یہ کسی غیر کا بچہ ہے جو چیکے سے لاکر ملکہ کی گود میں ڈال دیا گیا ہے تاکہ وارث تاج و تخت ایک کیتھولک شہزادہ ہو اور عوام کا دلتوں ہی خیال رہا۔

اس کم نصیب بچے کے پیدا ہونے سے ایک مہینہ پہلے جیز نے "فرمان مرعات" نکر صا د کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ تمام پادری آئندہ بہت اس سے بدوائے بہت کے روز اسے اپنے اپنے گرجاؤں میں پڑھ کر سنائیں۔ اس فرمان کا صد و ستر سالہ خلاف قانون تھا اور سر و ان کلیسائے انگلستان اس کے مطالب کو اپنے عقیدے کے خلاف بھی سمجھتے تھے۔ چنانچہ سات اسقفوں نے جن میں کٹرین کا صدر اسقف سنکرٹ بھی شریک تھا ایک محضر جس پر سب کے دستخط ثبت تھے

سات اساتف کا محضر تھے اس انتہا کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا کہ پارلیوں کو اپنے ضمیر کے خلاف فرمان مراعات کے پڑھنے پر مجبور نہ کیا جائے جیسے کہ اس پر سخت طیش آیا اور یہ سن کر اُس کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اول تو اُن ابام سبب میں جن کا حوالہ اُس کے حکم میں درج تھا کسی پادری نے فرمان مذکور پڑھا ہی نہیں اور اگر کسی نے پڑھا بھی تو لوگ گر جا سے اٹھ کر چلے گئے۔ اب جیمز نے حکم دیا کہ حکومت دقت کے خلاف محضر مرتب کرنے کی علت میں اساتف پر مقدمہ چلایا جائے۔ اور جب انھوں نے ضمانت داخل کرنے سے انکار کر کے صرف ذاتی چمکدہ دینا چاہا تو انھیں قلعہ لندن میں قید کر دیا گیا۔

قوم کے تیور آخر بگڑ گئے۔ سارے انگلستان میں ایک آگ سی لگ گئی اور جب وہ کشتی جس میں اساتفہ سوار تھے دریائے ٹیمز میں سے ہوتی ہوئی قلعہ لندن کی طرف چلی تو لوگوں کا ایک جم غفیر دریا کے کنارے جمع ہو کر قید یوں کے ساتھ با دار بندان الفاظ میں اخبار پھردی کرنے لگا کہ اُن پر خدا کی رحمت ہو۔ ان کو خدا اپنے حفظ و امان میں رکھے! برٹشل کا اسقف ٹریلانی بھی ان سات اسقفوں میں شامل تھا۔ اہل انگلستان کے جذبات میں جو عام ہجان اس وقت پیدا ہو گیا تھا اُس کا اندازہ اس ایک واقعے سے ہو سکتا ہے کہ دور دست مغربی اضلاع کے کسانوں کی زبان پر بھی یہ الفاظ جاری تھے کہ ٹریلانی کا کوئی بال تو بیکا کر دیجئے کارنوال کے بیس ہزار کرٹیل جو ان اس کی خاطر مرنے مارنے کو تیار رکھ رہے ہیں۔

جب مقدمے کی سماعت کا دن آیا تو بڑے بڑے مشہور قانون دان مقدمے کی پیروی کے لیے ایک دوسرے پر بیعت لے جانے کے خواہشمند نظر آئے۔ خلعت کے جھوم کا یہ حال تھا کہ عدالت کے چاروں طرف کو سوں لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ جمے ہوئے تھے۔ ارکان جوری اس حالت میں اساتف کے مقدمے کی سماعت نہ پڑی۔ آخر جب اس فیصلے کا اعلان ہوا کہ ملزموں پر

جو مہارت نہیں ہے تو شبہ کھیلوں کی ٹن ٹن سے گورج اٹھا۔ گرجاؤں میں لوگوں کے  
 بجوم سے آل رکھنے کو جگہ نہ رہی۔ چاہا اظہار مسرت و شادمانی کے لیے الاؤ روشن  
 کیے گئے اور لوگوں کی از خود رفتگی کا یہ عالم تھا کہ نہ صرف وہ چلائے اور نعرے  
 مار رہے تھے بلکہ مارے خوشی کے رونے لگتے تھے جیڑ ہوسلو میں تھا کہ ساری  
 چھاؤنی میں یک بیک ایک غلغلہ عظیم بلند ہوا جب اس نے اس شور و غل کی  
 وجہ دریافت کی تو لارڈ فیورسٹام نے جواب دیا کہ کچھ بھی نہیں بات صرف اتنی  
 ہے کہ چھاؤنی کے سیاہی خوش ہو رہے ہیں کہ اساتذہ الزام سے بری ہو گئے۔ جیڑ  
 نے بگڑ کر کہا کہ غیب اچھا رہے نزدیک یہ بات کچھ سب سے ہی نہیں اچھا رہے تو جاس  
 ان کو بھی قدر عافیت معلوم ہو گی لیکن ان کو تو قدر عافیت کیا معلوم ہوتی  
 البتہ چارہینے بعد خود جیڑ کو ضرور معلوم ہو گئی ہو۔

ساتواں اساتذہ سہ جون کو رہا ہوئے اور اسی دن ایسے لکھنؤ پر ایک معمولی ملاح کے بھیس  
 میں ولیم کے پاس ایک خاص پیغام دعوت لے کر گیا جس پر پتہ دہرا کے دستخط تھے  
 امیر آج کو بلاوا  
 ۳۔ جون ۱۸۵۷ء  
 کلیسا کا اسقف کامپٹن اور جنگی بیڑے کا لارڈ وائڈ وورڈرسل  
 تھا۔ معوثین جمہور لارڈ شرفیو سہری لارڈ مللی اور ہنری ملڈنی تھے

ولیم کو اب اطمینان ہو گیا کہ سارا انگلستان اس کا ساتھ دے گا۔ سہ ستمبر کو جب  
 لونی لبرمنی کے ساتھ جنگ کرنے میں مصروف تھا اس نے اس مضمون کا ایک  
 اعلان جس کی بہت جلد سارے انگلستان میں شہرت ہو گئی جاری کیا کہ ایک  
 آزاد اور قانونی پارلیمنٹ کے قیام کی غرض سے میں شہزادی میری کے شوہر  
 ہونے کی حیثیت سے فوج لیے ہوئے انگلستان آ رہا ہوں۔

اب جیڑ کے واسطے ہلکا نے ہوئے۔ اصلاً کے برطرف شدہ حاکمان مل  
 کو اس نے محال کر دیا۔ یونیورسٹیوں سے جو شرکاء خارج کیے گئے تھے وہ بھی  
 پھر داخل کر لیے گئے۔ شہروں کی سند آزادی جو چین کی گئی تھی از سر نو اس پر دی  
 گئی اور پادری بیڑ بھی کونسل سے الگ کر دیا گیا۔ لیکن تلافی مافات کا وقت  
 اب گزر چکا تھا۔ ۵ نومبر ۱۸۵۷ء کو ولیم تیرہ ہزار کی جمعیت کے ساتھ ٹورے

کی بندرگاہ میں لنگر انداز ہوا اور اگرچہ شروع شروع میں لنگر کے خدو خدائی کے  
انجام کو یاد کر کے لوگوں نے اُس کے ساتھ آٹنے میں نال یسائیہ بہ زیادہ دن نہ  
ولیم کی لنگر اندازی گزرنے پائے تھے کہ امر اور شرف کا ایک جو غیر اُس کے  
۵ نومبر ۱۵۶۱ء جھنڈے تلے آجے ہوا۔ یہ خبر سُن کر جیمز کو کچھ ہیست زیادہ

تشنویش نہ ہوئی۔ وہ پہلے ہی جانتا تھا کہ ولیم شمال کی طرف  
سے حمل آور ہوگا۔ اور اسی لیے اُس نے اپنی فوج کا ایک دستہ بھی اسی سمت میں  
اُس کا آگاہ روکنے کے لیے روانہ کر دیا تھا۔ اب اُس نے ان تمام پلٹوں کو واپس  
طلب کر کے مغربی علاقے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا تاکہ ولیم کا قطعی ٹک کے  
باقی تمام حصوں کے ساتھ منقطع ہو جائے اور پھر وہ ایک اتنی بڑی فوج ولیم  
کے مقابلے میں لائے کہ ایک ہی حملے میں اُس کے پاؤں اکھڑ جائیں۔ غرض  
۹ نومبر کو وہ سالبری کے مقام پر اپنے لشکر سے آ ملا۔ لیکن تاریخ نے اس مرتبہ  
اپنے آپ کو معمول کے موافق پھر دہرایا اور جو تلخ تجربہ دو سو سال پہلے جیمز کو  
ہوا تھا وہی جیمز کے آگے آیا۔ جن لوگوں کو وہ اپنا دوست سمجھے ہوئے تھا ان سب کے  
سب نے وقت پر اُس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ لارڈ چرل اور بہت سے دوسرے  
افسر اور سپاہی ولیم کی فوج میں جا ملے اور شہروں کے عامل حکم کھلا پر اسٹنٹ ذوق  
کے طرفدار ہو کر ولیم کا دم بھرنے لگے۔

اور تو اور خود جیمز کی حقیقی بیٹی این اپنے شوہر جارج شہنشاہ ڈنمارک  
کے ساتھ بھاگ کر ڈینی کے پاس ناکھ چلی گئی۔ بد نصیب بادشاہ جس کا ساتھ  
مصیبت کے وقت سب نے چھوڑ دیا تھا چاروں طرف سے مایوس ہو کر بے ایامہ  
لندن واپس آیا اور اپنی بی بی اور بچے کو فرانس روانہ کر کے خود بھی خوش  
باندھ کر اُن کے پیچھے پیچھے چلا ہی تھا کہ چند ماہ ہی گزرے کہ ولیم کے پاس  
جیمز کا فسرار لے آئے۔ لیکن ولیم کے مصلح اس امر کے مقتضی نہ تھے  
۲۳ نومبر ۱۵۶۸ء کہ وہ انگلستان میں رہے۔ اُس نے دیکھا دے کے لیے

جیمز کو راجپٹ میں نظر بند تو کر دیا لیکن پہرے کا انتظام عمدہ  
ایسا کیا کہ جیمز اگر پاس ہے تو آنکھ بجا کر محل جائے۔ چنانچہ ۲۳ نومبر ۱۵۶۸ء کو وہ

کسی ردک ٹوک کے بغیر اسی فرانس ہو گیا۔ روانگی سے قبل اُس نے وہ تمام نوشتہ جات جو انتخاب معوشین کے لئے سپرد قلم ہوئے تھے تلف کر دیئے اور شاہی مہر و ریاضت میں پھینک دی۔ اس کارروائی سے اُس کا مقصد یہ تھا کہ تمام معاملات کو درجہ دوم اور دفتر حکومت کو پر لگندہ کرنا جائے۔ اسی کے ساتھ اُسے امید تھی کہ وہ بہت جلد واپس اگر ایک فرانسیسی فوج کی مدد سے اپنی سلطنت کو بزورِ شمشیر بھر فتح کر لے گا۔ جب وہ فرانس پہنچا تو نوئی چار دہم نے بڑے اعزاز و اکرام سے اُس کا خیر مقدم کیا اور اُس کو اور اُس کی ملکہ کو ایک شاہی محل میں اُتارائے۔

اس طور پر انقلاب حکومت کامیابی کے ساتھ وقوع میں آیا اور خون کا ایک قطرہ بھی گرنے نہ پایا لندن میں عوام الناس کے هجوم نے اگرچہ اس موقع پر کچھ لوگ کنیسوں کو لوٹا لیکن وزیر خزانہ جفریز کے علاوہ جس کی طرف سے اُن کے دل میں خاص نفرت بھی ہوئی تھی اور کسی کو زورِ نقصان نہ پہنچا یا جفریز جفریز کا انجسام ڈر کے مارے ویلنگ کے ایک شراب خانے میں جا چھپا تھا۔ رئیسِ بلدیہ نے جب اُسے امان دے کر صبح و سلامت قلعہ لندن میں بھجوا دیا تو اُس کی جان میں جان آئی۔ اور اسی قید کی حالت میں اگلے سال اس کا انتقال ہو گیا۔

قصر سینٹ جیمز سے جیمز کی دائمی رخصت کے چند ہی گھنٹے بعد ولیم اس شاہی محل میں داخل ہوا۔ انگریزی اسکالینڈی اور ولندیزی فوجیں لندن کے مختلف مقامات میں تعینات کی گئیں اور از سر نو اس و امان قائم ہو گیا۔ کچھ دن بعد دارالامرا کے اراکین کا اجلاس منعقد ہوا اور چونکہ دارالعوام موجود تھا اس لئے ایک صدر مجلس قائم کی گئی جس میں اُن تمام معوشین کے علاوہ جو پارلیمنٹ کے عہد میں رکن پارلیمنٹ تھے رئیسِ بلدیہ لندن ملک التجار اور لندن کی مجلس شوریٰ کی ایک کمیٹی کو شامل کر لیا گیا۔ اب دارالامرا اور اس صدر مجلس نے حق کے تحت سلطنت متفقہ طور پر ولیم سے درخواست کی کہ سر دست عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لیکر انگلستان کے تمام انتخابی حلقوں کے نام اس مضمون کا ایک گشتی مراسلہ جاری کرے کہ ایک

مجلس معہود کے لیے اراکین منتخب کر کے بھیجیں۔ مجلس معہود کے انتخاب کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ انگلستان کے دستور اساسی کی رو سے پارلیمنٹ کی طلبی بادشاہ ہی کی جانب سے عمل میں آسکتی تھی اور اس وقت ملک میں کوئی بادشاہ موجود نہ تھا۔ غرض جب ۲۲ جنوری ۱۸۰۱ء کو اس مجلس کا اجلاس ہوا تو بہت کچھ رد و قوج کے بعد یہ بات طے پائی کہ ولیم اور میری کے بادشاہ و ملکہ ہونے کا اعلان کیا جائے اور حکومت صرف ولیم کرے۔ کیونکہ ولیم اس بات کو قبول نہ کرتا تھا کہ اس کی حیثیت محض نائب السلطنت کی ہو اور میری بھی چاہتی تھی کہ تمام اختیارات سے اپنے شوہر کے حق میں حصہ ہو جائے۔

لیکن امرا اور عوام نے عزم بالجمہ کر لیا کہ پہلے بادشاہ کے اقتدار کی حدود معین کر دی جائیں تاکہ پھر کسی نزاع کا احتمال باقی نہ رہے چنانچہ انھوں نے اعلان حقوق رعایا کے نام سے ایک مسودہ قانون مرتب کیا جس نے چند مہینے بعد باضابطہ طور پر قانون کی شکل اختیار کر لی۔ اس دستاویز میں بلور مہید جمیز مسودہ قانون حقوق رعایا پر یہ الزام لگانے کے بعد کہ اس نے قوانین ملک کو عیاںیت کرنے کی کوشش کی تھی انھوں نے حسب ذیل دفعات

درج کیں (۱) عدالت عالیہ تیسرے کا قیام خلاف قانون تھا (۲) بادشاہ کو پارلیمنٹ کے استعراج کے بغیر قوانین کو موقوف یا منسوخ کرنے یا رعایا پر معمول لگانے یا مستقل قوج رکھنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ (۳) رعایا کو حق حاصل ہے کہ بادشاہ کی خدمت میں عرض دعا کے لیے کوئی محضر پیش کرے۔ (۴) مبعوثین کا انتخاب آزادانہ طور پر عمل میں آنا لازمی ہے۔ مبعوثین کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں تقریر کی پوری آزادی ملنی چاہیے اور پارلیمنٹ کے اجلاس وقتاً فوقتاً منعقد ہونے چاہئیں تاکہ رعایا کی شکایات رفع ہو سکیں اور قوانین کی بنیاد مضبوط ہو (۵) اراکین قوری کا انتخاب دیانت داری اور نیک نیتی کے ساتھ ہونا چاہیے اور مقدمات خلاف وزری پارک میں ضرور ہے کہ وہ معافی داروں کی حیثیت رکھتے ہوں (۶) سنگین جرائم کے دہونے چاہئیں اور بے دروازہ اور غیر معمولی سزائیں بددی جانی نہیں

(۷) آئندہ کے لیے انگلستان کا تاجدار ہرگز ایسا شخص نہ ہونا چاہیے جو کچھ وہ  
عزت مند رکھتا ہو۔

اس اعلان کے بعد مسودہ نگاروں نے بیان کیا کہ اہل انگلستان  
کی آزادی اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے بادشاہ پر ان ساتوں شرائط کی پابندی  
لازمی ہے چنانچہ انہیں شرائط کے ساتھ ۱۲ فروری ۱۷۰۱ء کو ولیم اور میری بادشا  
ولکہ انگلستان شہر کیے گئے۔ اور یہی قرار پایا کہ اگر ولیم کے جیتے جی میری کا انتقال  
ہو جائے تو ولیم بدستور تنہا برسر حکومت رہے اور ان کی اولاد بعد میں  
وارث تاج و تخت ہو۔

(۷)

## ولیم ثالث

### ۱۷۰۱ء لغایت ۱۷۰۷ء

تاجپوشی کی رسم ۱۱ اپریل ۱۷۰۱ء کو ادا ہوئی اور پارلیمنٹ کے  
آزادانہ فیصلے کی بنا پر ولیم امیر آئین فرمانروائے انگلستان قرار پایا۔ لیکن وہ خوب  
جانتا تھا کہ تخت سلطنت کے لیے اسے نیام سے نکال دینا چاہیے کی لوی کیمبرج  
نہ صرف جیمز کا طیف تھا بلکہ خود بھی ولیم کو انگلستان میں پریشان رکھنا چاہتا تھا  
تاکہ وہ یورپ میں آکر فرانس کا مقابلہ کر سکے۔ اسی خیال سے اس نے جیمز کو  
روپیہ اور فوج دیکر آئرلینڈ بھیج دیا جہاں کا کیتھولک نواب حکومت ٹراکنل میں ہزار  
جیمز کا خیر مقدم آئرلینڈ فوج کے ساتھ اسے تسخیر انگلستان میں مدد دینے کے لیے  
تیار تھا۔ جیمز نے جہاز میں سوار ہو کر ۱۲ مارچ کو کن سیل میں  
لنگر ڈالا اور ۲۴ مارچ کو جبکہ ولیم کے ستر پر بھی لندن

میں تاج بھی نہ رکھا گیا تھا ڈبلن میں جیمز کا خیر مقدم لغو ہائے مسرت کے ساتھ  
کیا جا رہا تھا۔

خود انگلستان میں بھی ولیم کی بادشاہی بر ساری قوم کا اتفاق نہ تھا۔ حکومت شاہی کی بحالی کے وقت سے مذہبی پیشوا عامہ خلائق کو اس اصول کی یقین کرنے پڑے آئے تھے کہ بادشاہ ہر قذات باری اور زمین پر خدا کا نائب ہے اور رعایا اس کی اطاعت ہر حال میں فرض ہے۔ مگر اب اس اصول کی صریح خلاف ورزی ہوئی تھی۔ رعایا نے اپنے بادشاہ کے خلاف سرکشی کی اور پارلیمنٹ نے اسے معزول کر کے اس کی بجائے ایک اور بادشاہ کا انتخاب کر لیا تھا۔ اسی لیے جب پارلیمنٹ کے اراکین اور عہدہ داران سرکاری سے اہل انحراف ولیم کی اطاعت کا حلف لیا جانے لگا تو کنٹربری کے صدر اسقف اور اساقف سب سے پانچ نے

یادریوں کی ایک تعداد کثیر اور نیز ایک اور جماعت نے حلف اٹھانے سے انکار کر دیا۔ یہ لوگ ”اہل انحراف“ کے نام سے موسوم ہوئے اور اگرچہ ان سے چشم پوشی کی گئی لیکن سرکاری خدمتوں سے الگ کر دیئے گئے۔ اس لیے کہ انھیں اپنے عقیدے میں اس قدر غلو تھا کہ گرجاؤں میں شاہ ولیم کے لیے دعا تک مانگنے کے رد اور نہ تھے ان لوگوں نے اپنی ایک جدا گانہ جماعت قائم کر لی اور اپنے اساتذہ کا انتخاب قریباً سو سال تک خود کرتے رہے تا آنکہ مشرکوں میں طبقہ اہل انحراف کے آخری اسقف نے انتقال کیا۔ اس جماعت کے لوگ بشمول فرقتیہ لوگ و ہوا خواہان جیمز جابلیکوبائٹ (جیمز جیمز) کہلانے لگے تھے حکومت کے خلاف آئے دن سازشیں کیا کرتے تھے۔ ولیم کو وہ غاصب سمجھتے تھے اور جب

انھیں چارونا چار بادشاہ کا جام صحت پینا پڑتا تھا تو پانی کا ایک قح بھر کر سامنے رکھ لیتے تھے گویا دل میں یہ تصور باندھ لیتے تھے کہ ہم جام صحت پیتے تو ہیں لیکن اس بادشاہ کا جو مندر پار ہے۔

اسکا ٹلینڈ میں بھی جابجا ہنگامے برپا ہوئے لیکن ان ہنگاموں کی وجہ اور تھی۔ متعاقب میں نے جن پر ایک عرصہ دراز سے سختیاں جو رہی تھیں نہ صرف یہ کہ ولیم کی طرف داری کا بلا دنگ اعلان کر دیا بلکہ کلیسا کے انگلستان



کے تمام پادریوں کو نخل باہر کیا اور اکثر صورتوں میں ان پر بڑے بڑے ظلم کیے گئے۔ کلیسا نے انگلستان کے جب امن و امان قائم ہوا تو اسکا ٹلینڈ کی پارلیمنٹ میں تعین پادریوں کے ساتھ اتفاقاً ہی کا اقتدار غالب تھا اور ابراہیل فیلڈ کو یہ مقام ڈیوٹی کی بدسلوکی۔ اور میری کے بادشاہ اور ملکہ ہونے کا اعلان کیا گیا۔ لیکن

جیمز کے ایک قدیم ہوا خواہ گریہم ساکن کلیور ہاؤس الملقت امیر ڈنڈی کو ابھی تک اپنے ولی نعمت کے حق نمک کا پاس تھا۔ وہ سواروں کی ایک جمیعت نے کرکویسٹانی علاقے کی طرف نکل گیا اور لوکار واقع انورنس میں تمام کو ہستانی سرداروں قبائل کو اکٹھا کر کے آمادہ جنگ ہو گیا۔ سردار اسکاٹ نے ایک صدی بعد اپنی ایک نظم میں اسی واقعے کی طرف یوں اشارہ کیا ہے جو

کہا حریفوں سے اپنے امیر ڈنڈی نے  
ہمارے شاہ کا تاج آج آتار تو دیکھو  
پہٹ کے اپنے سواروں سے پھر خطاب کیا  
وفا کے نام پہٹ کر دکھاؤ آج مجھے  
شال برق درخشندہ تملائے ہوئے  
بڑھو لڑائی کو جھنڈا چراؤ اٹھائے ہوئے

اس خونچکاں آویزش کا جلد فیصلہ ہو گیا۔ جرنیل ہیو میکے کی سرداری میں ولیم نے ایک لشکر جرنیڈنڈی کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ اور اگرچہ کوہستانیوں کو تھکی کرنے کی کوشش میں کال فتح حاصل ہوئی لیکن ڈنڈی میدان جنگ جنگ ملی کرینسکی میں کام آیا۔ اس کے بعد کوہستانی جمیعت پیچھے ہٹ گئی۔ ۲۴ جولائی ۱۷۹۹ء اور میدانی علاقے کو ان کی تاخت و تاراج سے محفوظ رکھنے کے لیے سردار مسیحی قلعوں کا ایک سلسلہ قائم

کروایا گیا۔ دو سال بعد ایک نہایت درواغیز واقعہ پیش آیا۔ ولیم نے تمام کوہستانی سرداروں کو یکم جنوری ۱۸۰۰ء سے پہلے پہلے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ انھوں نے اس کے لیے طلب کیا تھا۔ ۱۳ دسمبر ۱۸۰۰ء تک تمام سردار با متثال امر شاہی حاضر ہو گئے۔ صرف گلیکو کے قبیلہ میکڈالڈ کا سردار این میکڈالڈ

نے حضوری کو آخری تاریخ پر اٹھارہ رکھا تھا اور اس تاریخ مقام مظفرہ کے بجائے ٹنٹلی سے دوسرے مقام کو چلا گیا۔ شیومی قسمت سے صاحب السلام جان ڈلریمل نے گلنگو کا تسلسل عام | جو وزیر اسکاٹ لینڈ تھا متروکین کے لیے ایک غربت ناک مثال قائم کرنے کے لیے آئن میکڈائڈ کی غلطی سے فائدہ اٹھا کر قبیلہ گلنگو کی پیش کشی کا فرمان دیم سے حاصل کر لیا اور اس طرح پر آرگل کے قبیلہ کیمبل کے ایک جیش کو مامور کیا جو قبیلہ میکڈائڈ کا پیشینی دشمن تھا اس جیش کے سپاہی گلنگو میں جا کر مقیم ہوئے اور چند دن تک وہاں امن و سکون کے ساتھ رہ کر ایک روز علی الصباح اٹھے اور بے جبری کے عالم میں قبیلہ میکڈائڈ کے قریب قریب تمام نفوس کو تہ تیغ کر دیا۔ ولیم پریر بہت بڑا الزام ہے کہ جو لوگ اس فاکانہ قتل عام کے بانی مہانی تھے انھیں اس نے اتنی سنگین سزا دی جس کے وہ مستوجب تھے۔

اسی اثنا میں آئر لینڈ میں بھی دو جماعتوں کے درمیان خانہ جنگی کا ہنگامہ گرم تھا۔ روکن ٹھیو لک اور آئر لینڈ کی مقامی آبادی کا متحدہ فریق ایک طرف تھا اور پرائسٹنٹ بسے دالے دوسری طرف تھے۔ جیمز انگلستان کو از سر نو مسخر کر دینی آئر لینڈ میں خانہ جنگی | قیمت سے آئر لینڈ آیا تھا لیکن اہل آئر لینڈ اس دھوکے میں تھے کہ وہ ان کے مذہب کی حمایت کرنے اور انھیں نئے سرے سے ان کی اراضیات کا قبضہ دلانے کے لیے آیا ہے۔

ٹرکائل نے پہلا ہی کام یہ کیا تھا کہ جنوبی اضلاع میں تمام پرائسٹنٹوں کے ہتھیار رکھوا لیے تھے اور وہ اس ڈر کے مارے کہ کہیں وہ سب کے سب بے دریغ و بیغ و تیغ نہ کر دیئے جائیں گھر بار چھوڑ کر بھاگ آئیں۔ انگلستان چلے گئے مگر یہاں سے جہاں سے بے دالوں کی کثرت تھی یہ لوگ الی سکلی لن میں جو دریائے ارن کے کنارے واقع ہے اور شہر لندنڈری میں جو دریائے فائل پر آباد ہے، ملحقہ مقابلے کے لیے جمع ہو گئے۔ جب جیمز ماہ اپریل ۱۷۹۹ء میں لندنڈری کے مقابل پہنچا تو شہر کے دکانداروں کے چھانک بند کر دیئے گئے اور تین ہزار پرائسٹنٹوں نے یہاں پناہ لے رکھی تھی۔

یہ سچ ہے کہ لنڈی نے جو حاکم شہر تھا شہر کو جیمز کے حواسے کر دینا چاہا لیکن اہل شہر اور فوج محافظ اس پر ایسی بکڑی کڑا سے فرار ہو کر جان سلامت لے جاتے ہی بنی ڈوڈل شہر واکر نامی ایک پادری اور سچسکیا ایک فوجی افسر کے ماتحت شہر پر چڑھ گئے۔ لیکن افسر نے فوج قبضہ کیے رہے۔ آرلینڈ کے مثال میں پیر الینڈ کا سرورندہ داری کو عام طور پر ابھی تک آرکبی کہا جاتا ہے سو اس افغانی ابتدا ۲۰ اپریل ۱۷۵۸ء

طول کھینچا اور محصورین پر کمال ایک سو پچیس دن کا زمانہ بڑی سختی کا گزرا۔ ۲۰ اپریل کو آرلینڈ کی فوج نے سمندر کی طرف سے ناکہ بندی کر دی اور دریائے فالٹ کے دہانے کے جھونپچہ میں سو فوجی کے ایک ہزار کی آڑ قائم کر دی جس سے آذوقے کا باہر سے آنارک کیا۔ ۵۰ ہر جون کو دہیم نے اہل شہر کو کمک پہنچانے کے لیے انگریزی بیڑا روانہ کیا لیکن بیڑے کے سردار کرنل کرک کو ناکہ بندی توڑ کر اندر گھسنے کی ہمت نہ ہوئی۔ بھوک بیماری اور موت سے بد نصیب محصورین صدمہ کی تعداد میں ضائع ہو رہے تھے لیکن اگرچہ کھانے کو گھوڑے کا بھی گوشت دستیاب نہ ہوتا تھا اور نقد رس و رقی جو آذوقہ بانٹا جاتا تھا وہ بھی قریب الاختتام تھا تاہم بہادر محصورین برابر ہی کھے جاتے تھے کہ ہم کبھی ہتھیار نہ ڈالیں گے۔

آخر انگلستان سے کرک کے نام اس مضمون کا ایک تنہید آمیز حکم پہنچا کہ جس طرح بھی بن پڑے اہل شہر کو مدد پہنچائے۔ اس پر متعدد رضا کاروں نے جان جو کھوں میں پڑنے کا تہیہ کر لیا۔ اور دو جانباز ہزارانوں نے کہا کہ ہم اپنے رسد سے لے ہوئے ہمارے محصورین تک یا تو پہنچا کر رہیں گے یا اسی گوشش میں اپنی جان دے دیں گے۔ ان میں سے ایک کا نام تھوڈنگ تھا جو ڈری کارہٹے والا تھا اور دو سڑاؤ گلس نامی اسکاٹ لینڈ کا منتوطن تھا۔ ۱۰ جولائی کی شام کو ان کے جہاز پہلو پہلو سے ملے بکڑیوں کی بانٹ کی طرف روانہ ہوئے ان کی ٹکر اس بلا کی تھی کہ یہ بانٹ دو ٹکڑے ہو گئی۔ اس وقت غنیمت کی ایک گولی فرشتہ اجل بیکر آئی اور برڈنگ کا کام تمام کر گئی لیکن اس کا مرنایا نہ کیا۔ پھر بعد

لندن کی عاصی کاغذ  
یکم اگست ۱۸۵۹ء

دونوں خوراک سے بھرے ہوئے جنازہ کی فادہ کشی بادی  
کے پاس پہنچ گئے۔ اور دونوں بعد یکم اگست کو آئرلینڈ کی فوج  
خیمہ دہانہ آگاہ کر واپس چلی گئی۔ اور لندن ٹری کا محاصرہ اٹھایا

آسی دن کرنیل ولزلی نے فوج آئرلینڈ کے ایک اور دستے کو نیوٹن ٹاؤن کے  
مقام رجوانی سکی لن کے متصل واقع ہے منتشر کر دیا اور آئرلینڈ کا شمالی علاقہ  
بیزرگتے لشکریوں سے پاک و صاف ہو گیا۔

لیکن ڈبلن میں حمیزا بھی تک شاہانہ حیثیت سے حکمراں تھا۔ اور  
چونکہ خزانے میں روپیہ موجود نہ تھا اس لیے وہ پتیل کے شکنگ اور باؤنڈ مسکوک  
کرا کے اس وعدے پر چلانا تھا کہ تخت انگلستان پر بیٹھے ہی ان کھوئے سکوں  
ڈبلن میں بھرنے کی بجائے لوگوں کو سونے چاندی کے ٹکڑے دے گا  
آئرلینڈ کی پارلیمنٹ نے اس کے نام سے آئرلینڈ کے  
ان باشندوں کے خلاف جو ولیم کے طرفدار تھے سخت

قوانین نافذ کیے اور قریب قریب تمام ان انگریزوں کی جائداد کی ضبطی کا  
اعلان کر دیا جو آئرلینڈ میں آکر آباد ہوئے تھے۔ لیکن یہ قوانین چنداں موثر  
نہ ثابت ہوئے اس لیے کہ ولیم کا برن سپہ سالار مارشل شامبرگ ایک فوج  
لیکچر آئرلینڈ پہنچ گیا تھا اور اگرچہ بارش کے موسم میں وہ کوئی کارروائی نہ کر سکا  
بھرتی پڑے۔ اس سے بہت بڑی نفوذ پہنچی۔

۱۸۵۹ء کے باقی ایام میں انگلستان پر ولیم کا تسلط پوری طرح  
بیٹھ گیا اور تمام امن سکون قائم ہوا۔ ولیم نے لائق و قابل اشخاص کو اپنی وزارت کے لیے منتخب کیا۔  
ان میں سے ایک تو اس کا پرانا رفیق لارڈ ڈیونین تھا جس نے شہزادی میری  
کے ساتھ اس کے عقد کی تجویز کی تھی (دیکھو صفحہ ۳۲۲)۔ دوسرا وزیر لارڈ اسٹیلنگس  
تھا جس کی ذات سے فریق و عداوت اور فریق ٹورنی کے درمیان توازن قوت  
برقرار رہا۔ پارلیمنٹ نے اس زمانے میں متعدد مفید قوانین جاری کیے۔

قانون رواداری  
قانون رواداری کی رو سے اہل خلاف کو خاص اسے  
کینسوں میں عبادت کرنے کی اجازت مل گئی لیکن وہ اکتیو  
۱۸۵۹ء

کے لوگ اس برتاؤ سے پھر بھی مستثنیٰ ہی رہے اس لیے کہ قوم ابھی تک اُن سے بہت خائف تھی۔ بادشاہ کے مصارف کے لیے بارہ لاکھ پاؤنڈ سالانہ کا جھل اک کروا گیا لیکن اراکین دارالعوام نے اب پہلی مرتبہ اس محصل کا ایک چٹے خود اپنی نگرانی میں لے لیا اور ولیم اور میری کو تین لاکھ پونڈ سالانہ کا وظیفہ عمر بھر کے لیے دے دیا۔ کروڑ گیری خاج کی سالانہ منظوری کے محصل کی رقم بھی جو بقدر چھ لاکھ پاؤنڈ کے تھی بادشاہ اور ملکہ کو دی تو کئی لیکن صرف چار سال کے لیے۔ اس وقت سے لیکر آج کے دن تک یہ دستور چلا آتا ہے کہ پارلیمنٹ ہر سال ملکی مصارف کے لیے رقم کی منظوری دیتی ہے اس کا یہ فائدہ ہے کہ سال میں کم از کم ایک مرتبہ پارلیمنٹ کے اجلاس کا اتفاق لازمی ہو جاتا ہے۔

ایک اور قانون کے اجراء سے فوج پر بھی پارلیمنٹ کا اختیار قائم ہو گیا۔ واقعہ پیش آیا کہ اسکاٹ لینڈ کے سپاہیوں کی ایک پٹن نے ایک مرتبہ بغاوت کر دی چونکہ کسی متقل فوج باقاعدہ کا قیام خلافت قانون تھا اور اس لحاظ سے اس پٹن پر فوج کی تعریف صادق نہ آتی تھی اس لیے سپاہیوں پر صرف عام باشندگان میں ہونے کی حیثیت سے مقدمہ قائم کیا جاسکتا تھا لوگوں کی آنکھیں اس واقعے نے کھول دیں اور انہوں نے محسوس کیا کہ ایسے شورش انگیز زمانے میں فوج کا اٹنا مسودہ قانون غدر قائم رکھنے کے لیے کسی سخت تر قانون کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ پارلیمنٹ نے "مسودہ قانون غدر" کے نام سے ایک قانون جاری کیا جس کی رو سے "مسودہ کو فوجی عدالت"

میں سپاہیوں پر مقدمہ چلانے کا اختیار چھ مہینے کی مدت کے لیے حاصل ہو گیا اس مدت کے موقوفی ہونے پر مسودہ مذکور بکر جاری کر دیا گیا اور قرار پایا کہ یہ تجدید ہر بار سال بسال عمل میں آئی رہے اور بادشاہ بارہ مہینے کی مدت کے لیے سپاہیوں کی ایک مقررہ جمعیت کو اپنے زیر حکم ملازم رکھنے کا مجاز ہو گا۔ اس میں یہ قانون منسوخ ہو گیا۔ اور اس کی بجائے "قانون ضابطہ نظم فوج" جاری ہوا لیکن اس کی تجدید بھی سال بسال ہونی لازمی ہے۔ غرض اجلاس پارلیمنٹ کے منعقد ہونے کی صورت میں بادشاہ کو قانوناً روپیہ اور فوج دونوں کی طرف سے

جواب تھا اور اس طور پر قوم کو اس قسم کی جاہلانہ و زائد از یوں کا کھڑکا نہیں رہا جن کا  
جیمز کو گر تھا۔

فوج کا رکھنا حقیقت میں بڑا ضروری تھا اس لیے کہ کوئی جیمز کا ہاتھ  
پوری سرگرمی سے تیار رہا تھا۔ فرسٹ ڈیویژن کے اوائل میں اس نے فرانسیسی فوج کی  
ایک لہر اور کثیر آئرن لینڈ بھی اور اب ولیم کے لیے ایجا اس کے کوئی چارہ نہ رہا  
کہ فرسٹ ڈیویژن نے کر خود موقع پر پہنچے اور آئرن لینڈ ہی کے میدان میں جیمز سے ٹپٹ لے  
چنانچہ ۳۱ جون کو بلفاسٹ میں داخل ہوا اور جولائی کی پہلی کو دونوں بادشاہوں  
کے درمیان دریا سے بائیں کی مشہور جنگ واقع ہوئی۔ انگریزی سپاہیوں نے  
برستی گولیوں میں دریا کے پار تڑکڑھٹن کی صفیں اٹھ دیں اگرچہ ان کا دروازہ  
دریا سے بائیں کی جنگ | شاہی جہازوں میں حملے میں کھیت رہا۔ ولیم بھی ابتداء جنگ  
کیمز جولائی ۱۶۹۰ء میں زخمی ہوا لیکن اسی حالت میں اپنی فوج کے میسرہ کو پیچھے  
ہوئے وہ برابر بڑھا چلا گیا اور میدان اس کے ہاتھ رہا۔ بخلاف

اس کے جیمز لڑائی کا تماشہ دیکھ کر ہی سے کھڑا دیکھتا رہا اور جب اسے اپنی فوج  
کے پاؤں اٹھڑتے نظر آئے تو اٹھے پاؤں زمین پہنچا اور کینسل سے جہاز پر سوار  
ہو کر فرانس چلا گیا۔ اہل آئر لینڈ کو اپنے پست حوصلہ بادشاہ کی بزدلی سے ایسی  
عار آئی کہ ایک دل جلے افسر نے انگریزوں سے صاف کہا کہ اپنا بادشاہ  
ہمیں دے دو اور ہمارا بادشاہ تم نے نو پھر تمہیں بتا دیں گے کہ لڑاکس طرح  
کرتے ہیں۔

یہ بڑی سختی نہ تھی بلکہ واقعی آئر لینڈ والے ایک سال سے بھی اوپر  
برابر رہتے رہے تا آنکہ آئر لینڈ کی فوج نے جس کی کمان فرانسیسی جرنیلوں کے  
ہاتھ میں تھی آہرم کے مقام پر دن۔ تیری سپہ سالار گنڈل کے ہاتھوں شکست کھائی  
۳۰ اکتوبر کو ملرک کا قلعہ جو آئر لینڈ کے ایک بڑے درباری سرکار سارنفلڈ کے  
ماتحت باغیوں کی آخری جانے پناہ تھا گنڈل کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد  
فریقین کے درمیان ملرک ہی میں ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے فریقیتھو وک  
کو اپنے طریق پر عبادت کرنے کی آزادی مل گئی۔ اس کے علاوہ ایک شرط

عہد نامہ لمرک ۱۶۶۹ء  
اس عہد نامے میں یہ بھی رکھی گئی کہ جو لوگ ساسفلڈ کے ساتھ فرانس جانا چاہیں بے روک ٹوک جا سکتے ہیں۔ کم و بیش چوبیس ہزار سپاہیوں نے اس شرط کے بموجب ساسفلڈ کا ساتھ دیا اور پھر ایک صدی تک آئر لینڈ میں کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ لیکن ٹیرلٹنٹوں نے جواب برسرِ اقدار تھے اپنی طاقت سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ عہد نامہ لمرک کے سربِ عدے بالائے طاقت رکھ دیے گئے۔ اور وہ ظالمانہ تعزیری قوانین جو ملکدارین کے عہد میں نافذ ہوئے تھے کچھ لوگ فرقے کی نفرت کی آگ کے لیے ایندھن کا کام دیتے رہے۔

لمرک کے سر ہونے سے سال سو سال پہلے ولیم انگلستان واپس چلا گیا تھا جہاں فرانس کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کے لیے اس کا موجود ہونا بڑا ضروری تھا ۱۶۶۹ء میں جرمنی ہسپانیہ ہالینڈ بریٹن برگ اور سیواسے سب نے یکجا کر کے لوئی کے خلاف ایک "اتحادِ عظیم" کی طرح ڈالی۔ لیکن دول متحدہ کی سستی اور طاقتور اتحادِ عظیم فرانسیسی فوج کی جیتی نے ایک عرصے تک جنگ میں لوئی کا پلہ جھکا کر رکھا۔ ۳ جون ۱۶۶۹ء کو اپنی جنگ بائن سے صرف ایک دن پہلے فرانسیسی تیرے نے آہستہ آہستہ انگلستان

سین جی ہیڈ کے ساحل کے قریب ولندیزی اور انگریزی بیروں پر حملہ کر دیا۔ امیر البحر ہربرٹ نے جو اس وقت لارڈ ناٹکس کے لقب سے ملقب تھا انہماں رقابت ولندیزیوں کی مدد نہ کی۔ اس جنگ نے حلیفوں کا بننا بیا کھیل بگاڑ دیا۔ فرانسیسی بیچی ہیڈ کی لڑائی کو کامل فتح حاصل ہوئی اور انھوں نے آہستہ آہستہ کی وجوہ ۳ جون ۱۶۶۹ء کو اپنے جہازوں کی جولا کھا بنا کر شین ماؤنٹ کے گاؤں کو بھی جو ساحل انگلستان پر واقع ہے جلا ڈالا فرانسیسی

امیر البحر ڈی ٹورول کا خیال تھا کہ طرفدارانِ جیمز موع کو غنیمت جان کر بغاوت کردیں گے لیکن فرانسیسیوں کا ساحل انگلستان پر نمودار ہونا تھا کہ تمام انگریز جھٹ ولیم کے طرفدار ہو گئے اور جب وہ آئر لینڈ سے پلاٹ تو قوم فوج اور روپے سے اس کا ساتھ دینے کے لیے بدل و جان آمادہ تھی کہ کسی طرح وہ

فلینڈرس میں پہنچ کر لوئی سے دو دو ہاتھ کرے۔ غرض ۱۶۹۲ء کے اوائل میں ملکہ میری کو عمان حکومت سونپ کر ولیم نے لشکر اٹھایا اور تاجدار فرانس کے مقابلے کے لیے ہالینڈ جا پہنچا۔

ولیم شخصت ہوا ہی تھا کہ جیمز یوں نے اس کے خلاف انگلستان میں سازشوں کا جال بچھنا شروع کر دیا۔ جیمز کے جبر و استبداد کا قلع و قمع کرنے کے لحاظ سے اگرچہ اس کی ذات انگریزوں کے لیے مفید ثابت ہوئی تھی لیکن وہ دل سے ولیم کی غیر ہر دلعزیزی اس کو اچھا نہ سمجھتے تھے اس لیے کہ وہ کم سخن سخت طبیعت اور ناتراش مزاج واقع ہوا تھا اس کے علاوہ اگرچہ اس کی ماں چارلس اول کی بیٹی تھی پھر بھی وہ نسباً و نسباً انگریز تھا۔ اس کے ہر دلعزیزانہ ہونے کی ایک وجہ اور بھی تھی۔ یہ سچ ہے کہ انگلستان میں اس کی حکومت کا انداز عادلانہ و دانشمندانہ تھا لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ اس کا خیال زیادہ تر برہمنی لڑائیوں میں بٹا رہتا تھا حالانکہ انگریزوں کو یہ بات کسی طرح پسند نہ تھی کہ ہالینڈ کی حفاظت کا بار ان کی جیبوں پر پڑے۔ خود ملکہ میری کو بھی اول اول لوگ اچھی نظروں سے نہ دیکھتے تھے۔ اور اسے اپنے باپ کے تخت کو غصب کر لینے کا الزام دیتے تھے لیکن وہ ایسی نیک مزاج اور بے نفس تھی کہ اسے چل کر خلعت اس کے گیت گانے لگی۔

لوئی کو ولیم بر فلینڈرس میں بمقام مانس ایک معرکہ میں فتح حاصل ہوئی تھی جیمز یوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر فریق ڈچی کو جیمز کے ساتھ سازد باز کرنے پر براہیجہ کیا۔ لارڈ جیمز چل جو اب امیر مالبرو کے لقب سے ملقب تھا اس جوڑ توڑ میں جیمز یوں کی سازشیں آشوب کی لارڈ ڈائیڈ ورسل جو لارڈ ڈائریکشن کی بجا سہ امارت بحری کی صدارت پر فائز ہوا تھا اس کے ساتھ ملجانا چاہتا تھا لیکن جب فرانسیسی بیڑ اس امید پر کہ رسل اس کا مقابلہ نہ کرے گا اپنا انگلستان میں آپہنچا تو انگریزی امیر البحر کی رگ حیمیت پھٹک اٹھی اور اس نے جوش میں آکر بے تابانہ کہا کہ یہ نہ سمجھو کہ میں خود اپنے ہی سمندر میں فرانسیسیوں کو اپنی قوم کے مقابلے میں بازی لے جانے دوں گا۔ چنانچہ اس لاپرواہی میں



جنگ لاپوگ  
سٹی ۱۶۹۲ء

سخت مقابلے کے بعد اس نے غنیمت پریشان وارتھ پالی اور  
پندرہ فرانسیسی جہازوں کو آگ لگا دی جب اس بحری معرکے  
کے بعد زخمی طراح اپنے وطن کو واپس آئے تو ملکہ میری نے  
قصر گرینچ میں ازکار رفتہ جہازوں کے لیے ہیئت المعذورین قائم کرنے کا  
ارادہ کر لیا۔ لیکن قضا نے اسے اتنی جہالت نہ دی کہ اس ارادے کو پورا کرے  
اس نیک مقصد کی تکمیل اس کی وفات کے بعد ولیم نے کی اور ہیئت المعذورین گرینچ  
میں ۱۷۵۷ء تک ملاحوں کی بود و باش رہی۔ مگر پھر یہ زیادہ بہتر معلوم ہوا کہ انھیں  
حسہ خانہ گرینچ وظائف دے دیئے جایا کریں۔ اب اس عمارت میں ایک  
شاہی بحری مدرسہ فوقانیہ قائم ہے۔

غرض فرانس کے حملوں نے انگلستان کو ولیم کا اور زیادہ گرویدہ کر دیا  
۱۷۹۲ء سے لیکر ۱۷۹۶ء تک حالت پیری کی دو ہر سال جنگ کرنے کے لیے  
ملک سے باہر جاتا تھا اور چونکہ پارلیمنٹ بائتی تھی کہ اس طور پر جمعہ کو از سر نو جنگ انگلستان  
پہنچانے کے بارے میں نوئی کی تمام کوششوں کو ولیم خاک میں ملا رہا ہے  
اس لیے وہ حتی الامکان روپے سے اس کی مدد کرتی تھی۔ لیکن رقم کا بہم پہنچانا کچھ  
آسان نہ تھا اس لیے کہ زمانہ سابق میں تو بادشاہ رعایا کو قرض دینے پر غور کر لیا  
کرتے تھے لیکن اب یہ مجبوریاں اٹھ گئی تھیں اور رعایا کو پارلیمنٹ میں اپنے سبوتوں  
کی وساطت سے اپنے ٹیکس خود تجویز کرنے کا حق حاصل ہو گیا تھا ۱۷۹۲ء میں خزانہ  
بالکل خالی ہو گیا۔ ادھر مصارف جنگ سر رہتے اور چارلس ثانی کے زمانے  
سے زر گردوں کا جو قرض حکومت کے فمے چلا آتا تھا ابھی تک ادا نہ ہوا تھا۔ اس  
قومی قرض  
۱۷۹۶ء

دس لاکھ پاؤنڈ کی رقم قرض مانگے جس کا سود  
نہایت حکومت انھیں سال بہ سال مل جایا کرے۔ یہ قرض جو پارلیمنٹ نے انٹیگ  
کی تجویز پر عمل پیرا ہو کر لیا تھا آج کے دن تک قائم ہے اور اس کی مقدار  
بڑھتے بڑھتے ساڑھے ساٹھ کروڑ پاؤنڈ تک پہنچ گئی ہے۔ قرضے کا زائل اس

وقت تک کسی بھی دانیوں کو واپس نہ ملے گا جب تک کہ قومی قرضے کا طریقہ بالکل ہی بیوقوف نہ ہو جائے لیکن حکومت کی طرف سے سود کی رقم لوگوں کو اس باقی عدگی کے ساتھ ملتی رہتی ہے کہ وہ اپنا سرمایہ خوشی قومی قرضے میں لگانے رکھتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص کل زر اصل کی واپسی ہی کا آرزو مند ہو تو اس کی شکل یہ ہے کہ وہ کسی دلال کی معرفت اپنے سود کا حق کسی دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے مثلاً اگر اس نے ایک سو پانچ سو پانچ ڈنڈ کے ٹکسٹات قومی قرضے کی بابت خریدے ہوں تو دلال یہ رقم نئے خریدار سے لے کر اس کے حوالے کر دیتا ہے اور نیا خریدار آئندہ اس رقم کا سود دوسرے کار سے وصول کرتا ہے پھر

دولیم کے عہد میں قومی قرضہ کچھ بہت زیادہ بڑھنے نہ پایا اس لیے کہ رعایا اس نئی نئی تجویز سے ابھی مانوس نہ ہوئی تھی۔ اسی کے علاوہ ۱۹۱۹ء میں ہائیڈریک ایک اور تجویز پر کاربند ہوا جو اسکا لینڈ کے ایک شخص سی بیٹرس کی ہتھیاری اس تجویز کا مفاد یہ تھا کہ حکومت اہل ملک سے اور پندرہ لاکھ پاؤنڈ قرض لے اور قرض دہندوں بینک انگلستان کو ایک قومی بینک کے قیام کی قانونی سند عطا کرے جس کا نام ”جماعت منتظمہ و شرکت بینک انگلستان“ ہو حکومت ۱۹۱۹ء کے تمام رقمی لین دین کا کام اس شرکت سے متعلق ہوا اور

اسے اپنا روپیہ سود پر چلانے کا مجاز کیا جائے۔ یہ بینک نہایت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ کل سرکاری رقوم کا جمع و خرچ اسی کی وساطت سے ہوتا ہے۔ سونے چاندی کے غیر مسکوک اہلکار ملک میں ڈھلنے سے پہلے اس کی تحویل میں رہتے ہیں۔ قومی قرضے کے سود کی ادائیگی کا کام بھی یہی بینک انجام دیتا ہے اور بوقت ضرورت پارلیمنٹ کو دس فیصد قرض دیتا ہے بینک انگلستان میں اس وقت گیارہ سو لاکھ ملازم ہیں اور اس کے ملازموں کی تنخواہوں اور وظیفوں کی سالانہ مقدار تین لاکھ پاؤنڈ ہے اس کے نوٹ دنیا بھر میں اشرفی کی طرح چلتے ہیں اور جب یہ خیال ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ فلاں امر میں نقصان و خسار ان کا ذرا بھی احتمال نہیں تو مثال کے طور پر اسے بینک انگلستان سے ہتھیار دی جاتی ہے پھر ان اہم قوانین سے جن کا اجرا روپیہ قرض لینے کی غرض سے عمل میں آیا

ظاہر ہوتا ہے کہ اراکین دارالعوام نے تاجداران سلسلہ اسٹوارٹ کو نکال کر اور پارلیمنٹ کے قانون کی رو سے ایک نئے بادشاہ کو تخت سلطنت پر بٹھا کر اپنے ان قدیم حقوق کی بحالی کا ڈول ڈال دیا تھا جو انھیں فرمانروایان سلسلہ ٹیوڈر کے زمانے سے پہلے حاصل تھے اور ولیم بھی اپنی عقلمندی سے اس میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالنا چاہتا۔ لیکن چونکہ وحک اور ٹوری جماعتوں کی رقابت اب بہت بڑھ چکی تھی اس لیے ان دونوں سیاسی گروہوں میں سے جو گروہ بھی غلبہ حاصل کر لیتا تھا وہی وزراء سلطنت کے طریق عمل سے اختلاف رکھنے کی حالت میں جماعتی طرز حکومت کا لٹا حکومت کے لیے بہت بڑی پریشانی کا باعث بن جاتا تھا اس مشکل کو پیش نظر رکھ کر امیر سنڈر لینڈ نے بادشاہ کو مشورہ ۱۷۹۳ء

دیا کہ اقتدار حکومت کے برفراز رکھنے کی عہد یہی ایک

سہل ہے کہ جس فریق کے اراکین کی تعداد پارلیمنٹ میں زیادہ ہو اسی میں سے وزیر کا انتخاب کیا جائے۔ ولیم نے اس مشورے پر حرف بھرنے سے انکار کیا اور آج بھی انگلستان کا نظام حکومت اسی اصول پر مبنی ہے۔ وزراء سلطنت اگرچہ جوئین کی اکثریت کو اپنا ہم ہنگ نہ بنا سکیں تو خود مستعفی ہو جاتے ہیں اور پھر بادشاہ دوسری جماعت کے چیدہ چیدہ افراد کو ان کی قائم مقامی کے لیے طلب کرتا ہے۔ لیکن اگر یہ بھی ضعیف ثابت ہوں تو پھر پارلیمنٹ توڑ دی جاتی ہے اور جدید پارلیمنٹ کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ اس طور پر وزراء کو پارلیمنٹ میں سرگرمی کا وجہ حاصل ہو جاتا ہے اور وہ رعایا کے ویل بھی ہوتے ہیں اور بادشاہ کے خادم بھی بن جاتے۔

ولیم کے تعلقات اگرچہ اپنے عہد کی پارلیمنٹوں کے ساتھ بہت کچھ کشیدہ رہے لیکن پھر بھی انھوں نے متعدد ایسے قوانین نافذ کیے جن کی سودمندگی میں کلام نہیں۔ ایک قانون قانون انتخاب سہ سالہ کے نام سے جاری ہوا قانون انتخاب سہ سالہ جس کی رو سے ہر تیسرے سال ایک نئی پارلیمنٹ کا انتخاب لازمی قرار پایا پہلے تمام مطبوعہ کتب و رسائل ایک شیائی محاسب کے استصواب کے بغیر شائع نہ ہو سکتے تھے۔ ۱۷۹۳ء

اب یہ ضابطہ منسوخ ہو گیا اور آئندہ کے لئے ہر شخص کو حق حاصل ہو گیا کہ بجز ایسے مضامین کے جو حکومت وقت یا دوسرے اشخاص کی حیثیت عرفی کے خلاف آزادی مطالع ہوں اور جو چاہے چھاپے اور شائع کرے۔ اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ کچھ ایک ہی اخبار لندن گزٹ کے جو کچھ عرصے سے جاری تھا متعدد اخبارات نکلنے شروع ہو گئے اور

۱۶۹۵ء

انگلستان کے ہر حصے کی آبادی کو گھیر بیٹھے معلوم ہونے لگا کہ بڑے بڑے شہروں میں کیا واقعات پیش آرہے ہیں اور کون کون سے مسائل پر بحث ہو رہی ہے۔ ایک اور بنیادیت ہی اہم قانون کے ذریعے سے اس نامستردی قانون کی تسخیر عمل میں آئی جو ہنری ہشتم کے عہد میں ٹامس کرامل کے ہاتھوں تصویب ہوا تھا (دیکھو صفحہ ۸۰۸)۔ اسے بجزم خلاف ورزی یا سرکار کے قانون بغاوت ملزمین کو بذریعہ وکیل شہادت صفائی پیش کرنے کی اجازت مل گئی اور یہ حق بھی حاصل ہو گیا کہ جو الزامات اُن پر قائم کیئے گئے ہوں اُن کی ایک نقل اُنھیں مل جایا کرے۔ اب

۱۶۹۶ء

کسی کو اس بات کا کھٹکا نہ رہا کہ وین اسٹریٹ ڈرسل اور سڈنی کی طرح اذخالی شہادت صفائی کا کوئی موقع پائے بغیر فیصلہ عدالت اُس کے خلاف صادر ہو جایا کرے گا۔ اسلئے اے میں ایک اور قانون حکام عدالت کے متعلق جاری کیا گیا جس کی رو سے اُن کے منتقل مشاہرے مقرر کیئے گئے اور بھرا جتا دیا گیا کہ کوئی رکن عدالت اپنی خدمت سے علیحدہ نہ کیا جاسکے گا الا اس آزادی حکام عدالت صورت میں کہ وہ کسی غلط کاری کا مرتکب ہوا ہو یا بالینیت کے دونوں اہوان اُس کی برطرفی پر متفق ہوں۔ جہیز صرف

اتنی سی بات پر حکام عدالت کو موقوف کر دیا کرتا تھا کہ وہ قانون کی تاویل اُس کے ذہب کی نہ کرتے تھے۔ اب کسی بادشاہ کو یہ اختیار باقی نہ رہا۔ ارکان عدالت اگر انصاف پر قائم رہیں اور فیصلہات کے صدور میں حق و عدل کو ہاتھ سے نہ جانے دیں تو اب اُنھیں نہ بادشاہ کے عتاب کا ڈر ہے نہ رعایا کی ناراضی کا

اندیشہ ہو

مانٹنگ اس وقت وزارت خزانہ کے منصب پر فائز تھا۔ چاندی کے  
 نئے سکے کا رواج اسی کے حسن اہتمام کا ثمرہ ہے۔ چارلس ثانی کے زمانے تک تقریباً  
 تیار کرنے کی یہ ترتیب تھی کہ چاندی قلعی سے کاٹ لی جاتی تھی اور ہتھوڑے  
 سے کوٹ کر سیکہ مضروب کر لیا جاتا تھا۔ بد معاشوں کے لیے  
 ایسے سکوں کا قلعی سے دوبارہ کٹر لینا اور ہتھوڑی سے کترن  
 رکھ کر چلا لینا کچھ مشکل نہ تھا اس طور پر سکے تبدیل چھوٹے  
 ہوتے جاتے تھے اور بارہا ایسا اتفاق پیش آتا تھا کہ ایک شخص کو پچاس شلنگ  
 ملے ہیں اور وہ جب انھیں بینک لے گیا ہے تو اسے معلوم ہوا ہے کہ ان میں ہی  
 شلنگ رہ گیا ہے۔ چارلس ثانی کے عہد میں سکوں کی تیاری ایک کسال میں  
 ہونے لگی جو گھوڑوں کی طاقت سے چلتی تھی ان سکوں کے کنارے پر یا تو لہریا  
 کھدائی گئی

ہوتا تھا یا کناروں کے گرد اگر دالفاظ مضروب ہوتے تھے  
 جس سے معلوم ہو جاتا تھا کہ کسی نے انھیں کاٹا ہے یا نہیں  
 یہ سکے کھداری، کھلاتے تھے۔ لیکن چونکہ برٹش سکے ابھی تک راج تھے اس لیے  
 بد معاشوں نے اب یہ حیل اختیار کیا کہ یا تو کھداری سکوں کو کھلا کر چاندی کے دام  
 کھڑے کر لیتے تھے یا انھیں فرانس بھیج دیتے تھے کہ کترنے ہوئے سکوں کی نسبت  
 ان کی قیمت زیادہ ملتی تھی۔ اور اس میں ان کا فائدہ ہو جاتا تھا۔ آخر حالت  
 ایسی محذو ش ہو گئی کہ مانٹنگ اور وزیر عدالت سامرس نے باہم مل کر  
 مشہور فلسفی لاک اور سیرازیک نیوٹن سے مشورہ کیا اور بالاقاف پیرا  
 نرائی کر کے کھداری سکے کی ایک مقدار کثیرہ سکوک کی جائے اور تمام برٹش  
 سکے خزانے میں داخل کرائے جائیں تاکہ ان کا چلن ہی موقوف ہو جائے۔ نیوٹن  
 نے جسے دارالطرب کی مہتممی کی خدمت سپرد کی گئی اس بات کا خاص اہتمام کیا  
 کر کے سکے خالص اور ٹھیک وزن کے ہوں اس تبدیلی پر ۱۶۹۶ء میں عمل ہوا  
 اول اول تو لوگوں کو بڑی تکلیف کا سامنا ہوا لیکن بالآخر وہ پیسے کے پورے  
 رسوم غرض  
 نقصان کی تلافی مکانوں کی کھڑکیوں کے آئینوں پر ایک نیا

محصول لگانے سے کی گئی۔ یہ محصول مختلف وجوہ سے سہ ماہی ایک قائم رہا اور اس کا ایک اشریہ ہوا کہ ڈیڑھ سو سال کی ورسیائی مدت میں جو مکانات تعمیر ہوئے ان میں محصول سے بچنے کے لیے رقم درجہ اور چھوٹے چھوٹے ایسے لگانے گئے۔ ولیم کے عہد عدل و دانش میں اگرچہ اہل ملک تو ان مفید اصلاحات سے فیضیاب ہو رہے تھے لیکن خود ولیم آفات و حوادث کا نشانہ ہونے سے بچ نہ سکا۔ ۱۶۹۷ء میں ملکہ میری نے چمپک کے عارضے سے وفات پائی۔ بی بی کے مرنے کا اُسے سخت صدمہ ہوا اور مارے غم کے کچھ عرصے تک اُس کی حالت ملکہ میری کی وفات ۱۶۹۷ء کو جسے وہ طنزاً ولندیزیادشاہ کے نام سے پکارا کرتے تھے تخت سلطنت سے علیحدہ کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

لوئی چار دہم پہلے ہی ملک میں لگا بیٹھا تھا۔ جیمز کے ہوا خواہوں کو اُس نے کھلا بیجا لڑائی انگریزی قوم اُنہ کھڑی ہو تو اُس کی کمک کے لئے ایک جرمن فرانسیسی لشکر بھیجا۔ ولیم کے قتل کی سازش ۱۶۹۷ء میں ایک سازش کی گئی کہ جب ولیم شکار سے واپس آئے اور ایک تنگ گلی میں سے چمپین گورٹ کی جالی تھی گزر رہا ہو تو چائیک اسکا کام تمام کر دیا جائے۔ بڑی خیرہ کڑی کہ فرقہ فیکوٹک کے ایک شریف شخص پر ہزار گاسٹ نامی نے جو کسی بے گناہ کے خون کا روادار نہ تھا بادشاہ کو اس مہیب منصوبے کی اطلاع کر دی۔ تمام شرکائے سازش گرفتار ہو کر اپنے کبوتر کردار کو پہنچے اور حسب معمول اس حقیقت کے انکشاف نے کہ فرانسیسی انگلستان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں لوگوں کے جذبہ وفاداری کو اور زیادہ گہرا کر دیا۔ ولیم کی ہر ولعزیزی اس وقت بہت ہی بڑھتی ہوئی تھی اس لیے کہ محاصرہ نامور میں اُسے ایک فتح عظیم حاصل ہوئی تھی (۱۶۹۵ء) اور انگریزی قوم کو یقین و اطمینان ہو چلا تھا کہ فرانس کو وہ اپنی قوت بازو سے بیجا دکھا کر چھوڑے گا۔ اُس کے قتل کی سازش نے رعایا کو اُس کا اور بھی زیادہ گرویدہ کر دیا۔ دارالامرا اور دارالعوام کے اراکین نے خاص اس غرض سے ایک مجلس قائم کی کہ اگر ولیم قتل ہو جائے تو قاتلوں سے اُس کی موت کا انتقام لیا جائے اور اُس کی جگہ اپنی

تحت پر بٹھائی جائے۔ اور او عوام نے اس مضمون کا ایک حلیفہ اقرار نامہ مرتب کیا اور طویل و معترض ملک میں ہزار ہا اشخاص نے اس اقرار نامے پر دستخط کیے۔ اگلے سال ۱۸۰۱ء کو جنگ فرانس ختم ہو گئی اور شاہ بولی چہار دہم نے بمقام رسوک واقع ہالینڈ ایک عہد نامے پر دستخط کر دیے جس کی رو سے بائیس سالہ قلعہ اسٹریسبرگ وہ تمام اُن علاقہ جات کے دست کش ہو گیا جو اس نے عہد نامہ نیگلون مرتبہ ۱۷۶۳ء کے قلمبند ہونے کے بعد فتح کیے تھے اور ویکیم کو اس وعدے عہد نامہ رسوک کے ساتھ شاہ انگلستان تسلیم کر لیا کہ آئندہ اس کی حکومت ۱۱ ستمبر ۱۷۹۶ء کے خلاف وہ کوئی ساز و باز نہ کرے گا اٹھ سال کی جنگ کے بعد آخر انگلستان کو امن و سلامتی کا یہ دن دیکھنا نصیب

ہوا۔ نوکوں کے جوش مسرت کی اس وقت کوئی انتہا نہ تھی۔ ۱۷ ستمبر کی دوسری تاریخ شکرانے کی بجا آوری کے لیے مقرر کی گئی سارے شہر میں چراغاں ہوا جلوس بھالے گئے بھندے اڑائے گئے الاؤ جلائے گئے اور کلیسیائے سینٹ پال کا چو آشنہ دگی لندن کے بعد سر کرسٹوفرن کے انتہام میں از سر نو تعمیر ہوا تھا اس دن افتتاح ہو گیا۔

لیکن بادشاہ کے لیے یہ صلح ناما کامیوں کا ایک جھوم اپنے ہمراہ لیتی آئی اس لیے کہ پارلیمنٹ نے بڑی فوج کی تعداد گھٹا کر دس ہزار کر دی اور بحری فوج کی جمعیت کو کم کر کے آٹھ ہزار کر دیا اس کے دوسرے سال سبوتین متعاقب ہوئے کہ ویم کی دیندیری جمعیت فوج کی تخفیف اپنے وطن ہالینڈ کھلی جانے اور جو زمینیں ویم نے آئر لینڈ میں دیندیزوں کو دی تھیں وہ اُن سے واپس لے لی جائیں پارلیمنٹ

کے اس طرز عمل کو اس کی حق ناشناسی اور احسان فراموشی پر محمول کر کے ویم نہایت رنجیدہ ہوا اور اُس کی آزدگی بیان تک بڑھی کہ اُس نے تاج و تخت سے دست بردار ہو کر ہالینڈ واپس چلے جانے کی دھمکی بھی سبوتین کو دے دی لیکن بالآخر اُس نے اُن کی رائے مان لی اور ساتھ ہی انھیں اتنا ضرور جتا دیا کہ فوج گھٹانے سے وہ انگلستان کی حفاظت کو محذور نہ رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی نگاہ سے نیکوۃً اوجھل تھا لیکن ویم

خوب جانتا تھا کہ لوئی نے اپنی دلی آرزو میں کسی دوسرے طریقے پر برلانی کی خاطر صلح کی ہے۔ چارلس ثانی فرما کر اسے ہسپانیہ کی عمر اگرچہ صرف پینتیس سال تھی لیکن ہسپانوی وراثت وہ ہمیشہ بیمار رہتا تھا اور سب جانتے تھے کہ اُس کا زیادہ دنوں زندہ رہنا محال ہے۔ اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔

مگر ورثہ عظیم الشان تھا۔ ہسپانیہ، نیپل، صقلیہ، میلان، ہسپانوی حصہ اندلینڈ اور ہسپانوی جزائر واقع افریقہ جنوبی۔ یہ تمام ممالک اُس کے جانشین کو میراث میں پہنچنے والے تھے۔ اُس کا اصلی حقیقی وارث تو کوئی نہ تھا لیکن اُس کے قربات داروں میں میں شہزادے ایسے تھے جنہیں اُس کے جانشین منتخب ہونے کے مساوی حقوق حاصل تھے ان میں سے ایک تو فرانس فرماے بویریا کا حلف اکبر جوزف قطار دوسرا شہنشاہ یوہانہ کا بیٹا امیر اعظم چارلس تھا اور تیسرا لوئی چہارم ہم کا پوتا فلپ امیر انجو تھا۔ لوئی چہارم وہم کو خوب معلوم تھا کہ یورپ کی دوسری سلطنتیں کبھی اس بات کو پسند نہ کریں گی کہ اس کا پوتا چارلس ثانی کی میراث حاصل کر کے اتنی ہی زبردست سلطنت کا مالک ہو جائے اسی لیے وہ ولیم کی امداد حاصل کرنے کی فکر میں تھا کہ اس واجب سے اُسے کچھ تول جائے۔ ولیم کو لوئی کا ساتھ دینے میں یہ فائدہ تھا کہ انڈیلوئی کی دستبرد کے خدشے سے محفوظ ہوا جاتا تھا اور اسی خیال سے وہ لوئی کی اعانت پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن اس اعانت کے معاوضے میں اپنے مفید مطلب شرائط طے کرانے کے لیے ضرور تھا کہ ایک زبردست لشکر اُس کی پشت پر ہو۔ پارلیمنٹ کو ان مصلحتوں کی کچھ خبر نہ تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ فوج کی تخفیف پر ولیم جزبہ ہوا۔ پھر بھی اس موقع کو اُس نے ہاتھ سے نہ جانے دیا اور جو کچھ بن پڑا کیا اب دو عہد نامے سپرد قلم کیے گئے۔ عہد نامہ اول کی رو سے چارلس ثانی نے اپنی تمام سلطنت کا وارث بویریا کے تقسیم سلطنت کے انوجہ ان تہہ اوسے کو قرار دیا کہ اس کو کوئی بھی شک و جھجکاہ نہ ہو۔ عہد نامے کی نگاہ سے نہ دیکھتا تھا لیکن اس نے قصداً کارروائی کی کہ وہ لوئی کو وفات پائی اور اس پر ایک نیا عہد نامہ ضبط تحریر ہو گیا۔ جس کی بموجب ہسپانیہ اور اندلینڈ تو امیر اعظم چارلس کے حصے میں آئے اور باقی



علاقہ میرانجو کو دیئے گئے۔ لوئی کو یہ تقسیم اگرچہ ناپسند تھی لیکن بادل ناخواستہ وہ اسی پر رضامند ہو گیا کہ سب نہیں تو کچھ تو بچا تھا آیا۔ یہ تمام کارروائیاں خفیہ عمل میں آئی تھیں اور وزیر اس ہسپانیہ کو اس عہد نامے کی کاغذوں کا خبر نہ ہونے پائی تھی۔ آخر جب یہ راز سربتہ کھلا اور انھیں معلوم ہوا کہ ان کی اجازت و رضامندی کے بغیر ان کے ملک کے یوں حصے بخرے کیے جا رہے ہیں تو وہ سخت برہم ہوئے خصوصاً ولیم برائٹس بے حد عیش آیا۔ چارلس ثانی نے دوسرے عہد نامے کی تحریر کے چھ مہینے بعد انتقال کیا لیکن انتقال سے پہلے وزیر کے سبھا نے بھانے امیرانجو کا جلوس | امیرانجو کے حق میں ایک وصیت نامہ قلمبند کر کے اُسے تخت ہسپانیہ پر۔ اپنی ساری سلطنت کا مالک بنانا گیا۔ لوئی کی نیت بدلتے گیا ویر لگتی تھی۔ ولیم کے پاس اگر ایک لشکر جرار موجود ہوتا تو شاید اُسے عہد نامے کا کچھ پاس بھی ہوتا لیکن وہ جانتا تھا کہ ولیم کی فوج منتشر ہو چکی ہے۔ غرض اُس نے تمام اُن معاہدات کو جو اُس نے سلطنت ہائے یورپ کے ساتھ کیے تھے طاق پر رکھ کر سلطنت ہسپانیہ کی وراثت کا حقدار اپنے پوتے کو تسلیم کر لیا جس نے فلپ پنجم کا لقب اختیار کر کے تخت ہسپانیہ پر جلوس کیا۔

بادی انظر میں ان واقعات کو انگلستان کے معاملات سے بہت کم لگاؤ معلوم ہوتا ہے۔ اور انگلستان کی پارلیمنٹ کا بھی یہی خیال تھا۔ اراکین پارلیمنٹ کو ولیم کا یہ طرازِ عمل بہت ناگوار گزرا کہ کیوں اُس نے غیر ممالک کے معاملات میں مداخلت کی اور ان کے ساتھ معاہدات کئے۔ وہ غیر ممالک کے لڑائی جھگڑوں میں لجنے کی بجائے اس مسئلے کے قصے کو زیادہ اہم سمجھتے تھے کہ شہزادی این کے بعد جس کے باقی ماندہ بیٹے امیر گلاسٹون نے حال ہی میں انتقال کیا تھا کون وارنٹ تاج و تخت ہو۔ چنانچہ قانون انتظام وراثت کے نفاذ سے اُنھوں نے قانون انتظام وراثت فیصلہ کر لیا کہ این کی وفات کے بعد تاج انگلستان صغیر شہزادی ہینری و اس کے اولاد و احفاد کا حصہ ہو کہ وہ چھراول کی پوتی ہوئیے ساتھ تخت پر بیٹھیں۔

کے شاہی خاندان کی طرف ایک ہی ایسی یادگار تھی جو پرستش و عقیدہ رکھتی تھی (نیکو نقشہ مذکور صفحہ ۳۶۵)

ملکہ وکٹوریہ اور اس کی اولاد کو اگر تاج انگلستان استحقاقاً درتے میں ملا ہے۔ تو اس استحقاق کی بنا ہی قانون ہے۔

لیکن اگر کین پارلیمنٹ کو جلد ہی یہ بات معلوم ہو گئی کہ ایک دوسرے خطرے کوٹانے کی دھن میں انھوں نے ایک نزدیک کی آفت کو بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔ گزشتہ جنگ کا اگر کوئی مقصد تھا تو یہ تھا کہ فرانسیسی اندلیش کے ہسپانوی علاقے میں قدم جمانے نہ پائیں۔ یہ مقصد فلپ خیم کے سرکار کے سلطنت ہالینڈ کے بعض ہوتے ہی فوت ہو گیا۔ لوی نے اپنے پوتے کے قلعوں پر لوی کا نام سے اندر لینڈ کے قلعوں میں فوجیں متبیں کر دیں اور ان قلعوں کی ولندیزی فوجوں کو یہ کہہ قید کر لیا کہ قبضہ۔

جب تک ولیم فلپ کو تاجدار ہسپانیہ تسلیم نہ کرے گا یہ فوجیں برابر زیر حراست رہیں گی۔ اس پر بھی پارلیمنٹ تلوار بنیام سے نکالنا چاہتی تھی اگرچہ ولیم کو اس نے اتنی اجازت ضرور دے دی تھی کہ لوی کو اندر لینڈ سے بحال دینے کی غرض سے انگلستان ہالینڈ اور شہنشاہ لیوپولڈ کے درمیان ایک اتحاد ٹلشہ قائم کر لے۔ آخر ماہ ستمبر ۱۸۱۵ء میں ایک دن خبر آئی کہ انگلستان کا غریب الوطن بادشاہ جیمز ثانی رخصت کر گیا ہے اور لوی چار دہم نے اس کے بیٹے کو

الجبر ثالث شاہ انگلستان کی حیثیت سے تسلیم کر لیا ہے اب یک بیک قوم کی دیکھیں کھلیں اور اس نے دیکھ لیا کہ لوی کا اس قدر طاقتور ہو جانا اس کے لیے کتنی بڑی خرابی کا موجب ہے۔ اہل انگلستان اس بات کی تاب نہ لا سکتے تھے کہ لوی چار دہم یہ فیصلہ کرے کہ انگلستان کا بادشاہ کون ہو اور کون نہ ہو۔ چاروں طرف ایک شور مچ گیا کہ فرانس کے خلاف اعلان جنگ ہونا چاہیے۔ ولیم نے اسی وقت ٹوری فریق کی پارلیمنٹ توڑ دی اور ایک نئی پارلیمنٹ کا انتخاب عمل میں آیا جس نے بلا درنگ فوج اور روپے کی منظوری دے دی تاکہ شاہ فرانس پر جو انگلستان کے معاملات میں دست اندازی کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے تھا فوج کشی کی جائے۔

لیکن دکن کی صحت ایک عرصے سے بگڑ رہی تھی۔ اور اس میں خود  
 اتنی سمکت دیتی کہ نئی قلعہ کی سپہ سالاری اپنے ہاتھ میں لے سکے۔ اس لیے اس نے  
 لارڈ چرچل کو جواب امارت مارلبورو کے منصب پر فائز اور اعلیٰ درجے کی جنگی  
 قابلیت رکھتا تھا، فوج کا سردار بنایا۔ لیکن ابھی اعلان جنگ ہونے بھی نہ پایا تھا  
 ولیم کی وفات | کہ اس کے عہد حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء کو  
 ۸ مارچ ۱۹۰۱ء | گھوڑے پر سے گر کر اسکی پیشانی ٹوٹ گئی اور ۸ مارچ کو میتین کم سن  
 تاجدار جس کی ذات سے انگلستان کو اتنے نہایت سے فیض  
 پہنچے تھے لیکن جس کے احسانات کا اعتراف اہل ملک نے بہت کم کیا تھا  
 رہ کر اُسے عالم بقا ہو گیا۔

## ایکلیساواں باب

آخری تاجدار سلسلہ اسٹوارٹ

ملکہ این

۱۷۰۲ء لغایت ۱۷۰۷ء

ولیم کی وفات کے بعد تاج شاہی اس کے سر پر رکھا گیا۔ ملکہ کا جواں سال ہوتا تھا بھائی جیمز اسٹوارٹ جو کیتھولک عقیدہ رکھتا تھا خوب جانتا تھا کہ اب سلطنت کیلئے ہاتھ پاؤں این کی تخت نشینی مارنے کی کوشش لافیل ہے۔ دربار فرانس میں جہاں وہ اپنی ناکام زندگی گزار رہا تھا اُسے شاہ جیمز ثالث کا لقب حاصل تھا لیکن انگلستان میں وہ مدعی، کہلاتا تھا۔ اسکا ٹیلنڈ میں البتہ اس کے بہت سے طرفدار تھے لیکن انھیں سرانگھٹانے کی مجال نہ تھی تو

”نیک سیرت ملکہ این“ کہ اہل انگلستان اسی طرح اُسکا نام لیتے تھے رعایا میں بڑی ہر دلعزیز تھی اور لوگ خوش تھے کہ تخت انگلستان پر پھر ایک ایسی تاجدار نے قدم رکھا ہے جو انگریزی نسل سے ہے۔ ملکہ این ایک کند ذہن اور فسد عورت تھی لیکن دل محبت بھرا رکھتی تھی اور طبیعت کی نیک واقع ہوئی تھی ملکہ الودیعہ کی طرح اُسے اپنی رعایا سے بڑی الفت تھی اور رعایا کی فلاح کا اسے ہر وقت خیال رہتا تھا۔ لوگ بھی اُس کا صبر دیکھ کر جو اُس نے اپنے بچوں کے یکے بعد دیگرے وفات پانے پر کیا تھا، اُسے ادب و احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ وہ زیادہ تر مارلبرو کے مشورے پر کاربند ہوتی تھی جس کا باعث یہ تھا کہ مارلبرو کی بی بی اُس کی بچپن کی سپیلی تھی۔ دونوں سپیلیاں روز ایک دوسرے کو خط لکھا کرتی تھیں۔ لیڈی مارلبرو کو این ازراہ بے تکلفی مدسٹرفری میں، کہہ کر بھاری تھی اور وہ مذاقیہ طور پر کہہ کر مدسٹرفری کے نام سے یاد کرتی تھی۔ این کا شوہر جارج شہزادہ ڈنمارک ایک سیدھا سادا سا نیک مزاج شخص تھا جو سیاسیات میں مطلق دخل نہ دیتا تھا۔ اس عہد میں اگر کوئی نزاع ہوئی تو نزاع و جنگ اور فریق ٹوری کے درمیان ہوتی۔ فراتر وائے وقت اور رعایا میں کوئی تصادم واقع

نہ ہونے پایا

دھنگ چاہتے تھے کہ فرانس کے ساتھ جنگ کی جائے بخلاف اس کے  
فریق پڑی کو اصرار تھا کہ مدافعت پہلو اختیار کر کے فقط سواحل انگلستان ہی کی حفاظت کی  
جائے اور براعظم میں جا کر جنگ نہ کی جائے۔ ماربرو اگرچہ ایک اعتدال پسند ٹوری تھا  
ماربرو اور گڈالفن کی لیکن فوج کے جریں ہونے کی حیثیت سے جنگ کا بدل خواہشمند  
تھا۔ یہی رائے وزارت خزانہ کے صدر لارڈ وگڈالفن کی تھی آئندہ  
آٹھ سال تک مجلس وزراء میں جن دو راکیں کا اقتدار غالب

رہا وہ یہی دونوں شخص تھے؛

تا جبوشی کے بعد ملکہ نے جلد ہی فرانس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور ماربرو  
نے ڈرلینڈ پستچیک لیج فتح کر لیا۔ لوئی کا حلیف صرف شاہ بوریسا تھا اور اس کے حریف  
ولندیز انگریز لیو پولڈ شہنشاہ جرمن شاہ پروٹیا شاہ پرتگال امیر سیوائے اور متحدہ  
اعضائے اتحاد کیر اور چھوٹے چھوٹے والیان ملک تھے۔ ان میں سے ولندیز تو اسے  
فرانس کی جنگ ڈرلینڈ کے ہسپانوی علاقے سے بے دخل کرنا چاہتے تھے۔ انگریزوں  
کی خواہش تھی کہ وہ مدعی کو اپنے ہاں پناہ نہ دے۔ اور شہنشاہ لیو پولڈ

ہسپانوی مقبوضات اپنے بیٹے امیر اعظم چارلس کو دلانا چاہتا تھا۔ جنگ ایک ہی  
وقت میں اکٹھا چار مورچوں پر جاری تھی اور متخاصمین ڈرلینڈ ہسپانیہ اطالیہ اور جرمنی  
میں دست و گریباں تھے۔ دول متحدہ کی جنگی حکمت عملی کی باتیں انھوں کی رائے پر  
تھی اور زیادہ تر انھیں کے صلاح و مشورے سے تمام امور طے ہوتے تھے ان میں سے  
ایک تو ہالینڈ کا سربراہ اور دوسرا ڈیپٹیشن تھا ایک سپہ سالار اعظم یوچین شہزادہ سیوائے  
تھا اور ایک ماربرو تھا جسے ان سب کا نفس ناطقہ سمجھنا چاہیے؛

ماربرو کی سرگرمیاں برتر از قیاس تھیں۔ اور حیرت ہوئی تھی کہ ایک ایسا  
شخص کس طرح اس قدر کام کر سکتا ہے۔ وہ فلیٹڈرس اور ہسپانیہ دونوں مورچوں کی  
جنگی نقل و حرکت کے بارے میں ضروری ہدایات جاری کرتا تھا۔ اسی کے ساتھ تمام  
دول متحدہ کے وزراء کے ساتھ برابر اس کی سیاسی گفت و شنید ہوتی رہتی تھی مزید برآں  
وہ وقتاً فوقتاً میدان جنگ کو چھوڑ کر انگلستان ہوا یا کرتا تھا کہ وہاں کے سیاسیات میں حصہ

اور جنگ کا جوش قائم رکھنے کے لیے قوم کو اکسا رہا ہے۔ اس کی سیرت بڑی بڑی  
 لاربرو کی سیرت | الفرشوں سے آلودہ تھی۔ ایک تو وہ حریص رہے درجہ کا تھا۔ دوسرے

اُسے اپنی بات کی آن نہ تھی کہ یہی مردوں کا زیور ہوتا ہے۔ پہلے تو  
 دور انقلاب کے آغاز پر اُس نے اپنے دوست جیمز ٹانی کا ساتھ چھوڑ دیا اور پھر جب  
 ولیم ثالث مالک تاج و تین ہو تو رنگ بدل کر از سر نو چیز کے ساتھ ساز باز کرنے لگا۔  
 لیکن ان تمام عیوب کے باوجود وہ ایک بیدار منصف و برحق اور ونگٹن سے پہلے ہی  
 انگلستان کا سب سے بڑا سپہ سالار سمجھا جاتا ہے سیاسی معاملات میں وہ بہت  
 ہوشیار اور سنجیدہ آدمی تھا۔ اور میدان جنگ میں خوف اُسکے پاس پھٹکتا بھی نہ تھا اور  
 اس سے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ اُس نے دشمن کے ساتھ بے رحمانہ سلوک روا رکھا ہو  
 جنگ کی بساط اگرچہ قریب قریب پورے یورپ میں بھیجی ہوئی تھی لیکن اس کے سارے  
 مہروں کی چالیں اُس کے پیش نظر تھیں اور وہ فوراً حکم لگا دیتا تھا کہ فلاں فوج کیلئے  
 فلاں نقل و حرکت ضروری ہے۔ پھر بھی جنگ شروع ہونے کے بعد دو سال تک وہ  
 اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکا کہ کوئی کو پیش قدمی کرنے سے روکے رکھے جس کی وجہ یہ تھی  
 کہ اتحادی دل کے پودے تھے اور ان کی رائے ایک نہ تھی؛

انگلستان میں اس دو سال کی مدت کے اندر بہت کم ایسے واقعات پیش آئے  
 جو قابل ذکر ہوں۔ خلیق ڈوری نے اہل خلافت پر جو سب کے سب وہمگ تھے مذہب  
 کی آڑ میں ایک زبردست سیاسی حملہ کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ پارلیمنٹ ہی  
 قانون "موافقت وقتی" میں ذلیل نہ ہو سکیں۔ اہل خلافت سرکاری عہدے حاصل کرنے کیلئے  
 از روئے قانون آزمائش کلیسا میں وقت کے وقت اصطلاح لے لیتے  
 ۱۷۹۰ء

تھے اور جب کام کھانا تو بدستور اپنے کنیسوں میں عبادت کے لیے  
 جانے لگتے تھے۔ اب وہ قانون موافقت و تقویٰ، جسے نام سے ایک مسودہ قانون مرتب کیا  
 گیا جس کا منشا یہ تھا کہ ان لوگوں کو اس دفعہ وقتی کے اصطلاح سے باز رکھا جائے۔ دارالعوام  
 میں یہ مسودہ منظور ہو گیا لیکن امرائے اس کی مخالفت کی اور اُسے تک یہ حالت رہی  
 کہ جب دارالامرا میں یہ مسودہ بغرض منظوری پیش ہوتا تھا تو امرائے اسے نامنظور کر دیتے  
 تھے آخر امر کو بھی منظوری دینی پڑی اور اس کے بعد سرکاری خدمتوں کا دروازہ اہل خلافت

کے لیے سو سال سے زیادہ عرصے تک قانوناً بند رہا۔ ہر سال پارلیمنٹ کو خاص اجازت دینی پڑتی تھی جب کہیں اس فرقے کا کوئی شخص کسی سرکاری عہدے پر مقرر ہو سکتا تھا یا یاد ہوگا کہ ہر پادری کی معاش کا تھرڈ اول اور تیسری محاصل کا عشرہ جو پہلے پاپائے روم کا حق سمجھا جاتا تھا اب بادشاہ کو ملنے لگا تھا۔ مارلبرو نے جسے فریق ٹوری کی دلجوئی مقصود تھی سن ۱۳۷۷ء میں این کو سمجھا بھجا کر راضی کر لیا کہ شاہی داخل کی یہ مکتبہ کے نام بحال کر دی جائے۔ چنانچہ یہ رقم جو دے عطیہ ملے گا، اس کے نام سے موسوم ہے ابھی تک کم استغانت پادریوں کی آمدنی بڑھانے میں لگائی جاتی ہے؛

لیکن اب ہم پھر واقعات جنگ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ مارلبرو کو متحدین کی بھی چال پسند نہ تھی اور ان کی سستی عمل سے تنگ آکر اس کے لیے بحر اس کے چارہ نہ رہا جنگ بنہیم ۱۳۷۷ء مارلبرو نے ایک بہت بڑی فوج جمع کر کے دریائے ڈینیوب کے کنارے شاہ بویریا کے لشکر سے جا ملنے کے لیے بھیج دی تھی

کہ دامن کے قریب اسٹروی فوج سے جو شہزادہ یوجین کے زیر کمان تھی لڑا کر دو ٹوک فیصلہ ہو جائے۔ مارلبرو کی فراست اس خطرے کو فوراً تازہ لگئی۔ بغیر اس کے کہ کسی کو اس کے عندیہ کی اطلاع ہو وہ لیغاں مارتا ہوا سیدھا ڈینیوب کی طرف بڑھا اور ایک چھوٹے سے گاؤں کے قریب جو بنہیم کے نام سے موسوم ہے شہزادہ یوجین کے ساتھ شامل ہو کر ۱۳۷۷ء اگست ۱۷ء کو غنیم سے جا بھاڑا۔ اس مشہور و معروف جنگ میں فرانسیسی فوج نے جس کی ایک عرصہ دراز سے دھاک بندھی ہوئی تھی اور جس کا زک اٹھانا ناممکن خیال کیا جاتا تھا شکست فاش کھائی اور اس کا پورا دو تہائی حصہ یا تو کھیت رہا یا رخصی ہوا یا گرفتار کر لیا گیا؛

ملکہ این قصر وندسریں کتب خانہ کے دریا رخ دریچے کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی کہ قاصد اس شاندار فتح کا فزودہ لایا۔ اس سے چند ہی دن پہلے اسے امیر المجر روک کے تسخیر قلغجبر الطر ہوا تھا جو جبل الطارق کے سنگین قلعہ کے سمندر ہونے کی خوش خبری مل چکی تھی یہی ہم بشارتیں اس بات کی تھیں دلیل تھیں کہ جنگ

میں فتح کا پتہ اب انگلستان کی طرف جھک چلا۔ مارلبرو امیر الامرائی کے خطاب سے سرفراز ہو کر انگریزی قوم کی آنکھوں کا تاراجن گیا اور اُس کے نام کی دہشت سے اہل فرانس پر لرزہ طمانی ہونے لگا۔ پارلیمنٹ نے وٹور شک کے قریب اُسے ایک بہت بڑی جاگیر عطا کی جہاں اُس نے دریوان ملہیم کے نام سے ایک عظیم نشان کو بھی تیار کرائی اور جب ۱۵۵۷ء میں پارلیمنٹ کے لیے نئے اراکین کا انتخاب عمل میں آیا تو دار الحکومت میں فریق ویتک کی ایک زبردست جماعت گڈالض اور مارلبرو کی طرف دار ہو گئی اس لیے کہ ساری قوم جنگ کی حمایت پر یکسر تھی۔

مارلبرو نے پھر فلینڈرس کا رخ کیا اور ماہ مئی ۱۵۵۷ء میں غنیم پر بمقام ریمیلین ایک اور بڑی فتح پائی۔ اس معرکہ میں فلینڈرس اور فرانس کے درمیانی علاقے کے توجہ زبردست قلعے اُس کے ہاتھ آئے۔ اپنول اور بیگانوں پر اس کے تہور و تدبر کا سکھ جنگ ریمیلین سے لڑا۔ ایسا جم گیا تھا کہ شہنشاہ آسٹریا نے فلینڈرس کے سپاہیوں کو علاقے کی گورنری پر اس کا تقرر کر دینا چاہا لیکن انگریز اور ولینڈز دونوں

اس تجویز کے خلاف تھے اس لیے مارلبرو نے اسے منظور نہ کیا۔ انھیں ایام میں امیر پیٹربرونے جو ہسپانیہ میں انگریزی فوج کا سردار تھا بارسلونا فتح کر لیا اور فلپ پنجم کو فرانس کی طرف بھگا کر میڈرڈ میں امیر اعظم چارلس کی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ چاروں طرف سے شکست کھا کر لوئی اب صلح کا خواستگار ہوا اور اس شرط پر کہ شیلز منسلب اور میلان فلپ کے قبضے میں رہنے دیئے جائیں ہسپانیہ اور ندرلینڈ سے بحق امیر اعظم چارلس لوئی کا مصالحانہ اقدام دوست کش ہو لے برآمدہ ہو گیا۔ صلح بیشک ہو جانی چاہیے تھی لیکن اہل انگلستان کے سربراہ اس وقت جنگ کا بھوت سوار تھے اور فریق ویتک کو جس کا اقتدار غالب تھا اس بات

کا اندیشہ تھا کہ اگر جنگ ختم ہو گئی تو ساتھ ہی اُس کے اقتدار کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ عرض انھوں نے صلح کی چلتی گاڑی میں روڑے ڈالنے شروع کیے اور محض اپنے ذاتی اغراض کی خاطر فرانس کو چاروناچار ایک ایسی بے سود جنگ کے جاری رکھنے پر مجبور کیا جس میں آئندہ سات سال تک انگریزی قوم کا روپیہ اور خون مسفت میں پانی کی طرح بہتا رہا۔



لیکن خوبی قسمت سے انگلستان کی مالی حالت اس وقت آسانی سے یہ بوجھ اٹھا سکتی تھی۔ باوجودیکہ جنگ سر پر تھی اور سمندر میں دشمن کے جنگی جہاز کا خطرہ ہر وقت سامنے تھا پھر بھی بازار تجارت ایسا گرم تھا کہ وزیر اعلیٰ سلطنت جس قدر روپیہ قرض لینا چاہتے تھے آسانی سے لیتے تھے۔ چنانچہ قومی قرضے کی تعداد بڑھتے چلتے پانچ کروڑ چالیس لاکھ پاؤنڈ تک پہنچ گئی۔ یہ قرضہ اب حکومت

قومی قرضہ کا فائدہ

کے لیے بہت مفید ثابت ہوا اس لیے کہ سود لینے والوں کی تعداد بہت بڑھی ہوئی تھی اور ان کا فائدہ اسی میں تھا کہ ملک میں خانہ جنگی کا طوفان سپاہوں نے نہ پائے۔ ورنہ ان کے روپے کے ڈوب جانے کا خطرہ تھا۔ مسئلہ میں جب مدعی نے

مدعی کا حلقہ مستثنیٰ

چار ہزار فرانسیسی سپاہیوں کے ساتھ اسکاٹ لینڈ میں نگر انداز ہونیکا تہیہ کیا تو یہ کیفیت پوری طرح واضح ہو گئی۔ نگر اٹھانے سے پہلے مدعی تو خسرو کے عارضے میں مبتلا ہونے کے باعث مہم کے ہمراہ نہ جاسکا اور فرانسیسی جہاز امیر البحر بنک کے ہاتھوں ترک اٹھا کر بے نیل مرام واپس ہوئے۔ لیکن اس فوج کشی کی خبر ہی کا یہ اثر ہوا کہ قومی قرضہ کا راس المال بقدر چودہ یا پندرہ فیصدی کے گر گیا۔ بالفاظ دیگر جس شخص نے حکومت کو ایک سو پاؤنڈ کی رقم قرض دے رکھی تھی وہ اب اپنا حق سود کسی دوسرے شخص کے ہاتھ صرف پچاسی پاؤنڈ لے کر فروخت کر سکتا تھا اس لیے کہ اگر خانہ جنگی سپاہ ہو گئی ہوتی تو یہ امر یقینی نہ تھا کہ سود کی رقم وصول ہوگی یا نہیں۔ آج کل بھی برطانیہ کو بلجیوں اور بغاوتوں سے بڑی حد تک اسی حکمت عملی نے بچا رکھا ہے۔ ایک ایسی پاندار حکومت کے قیام کے ساتھ جو قرض کا سود باقاعدہ طور پر ادا کرتی رہے اتنے بہت سے لوگوں کی اغراض وابستہ ہیں کہ رعایا سے انگلستان کا جزو غالب ہمیشہ قانون وائین اور امن و امان کے تحفظ کی تائید پر کمر بستہ رہتا ہے تو

بینک انگلستان بھی حکومت اور تجارت دونوں کے کیلئے ایک بہت بڑا زیور امداد ثابت ہوا۔ زر گروں کی مہاجنی کو کٹھیوں کے مقابلے میں اس بینک کے ساتھ لین دین رکھنا داد و ستد کا زیادہ محفوظ اور معتبر طریقہ تھا۔ جن سودا گروں کا کھاتہ اس بینک کے پاس تھا وہ اس کے ساتھ ہر آسانی روپیہ قرض لے سکتے تھے اور ہنڈیاں بھی چلا سکتے تھے یعنی نقد روپیہ ادا کرنے کے بجائے ادائیگی کا وعدہ

ساکھ کی استوری

کر لیتے تھے۔ غرض بینک کا تجارتی کاروبار بہت وسیع ہو گیا اور عداالت حکومت کی ضرورت میں اس کی اعانت سے پوری ہونے لگیں۔ نئے سکے کے چلنے سے بھی ملک کی خوش حالی میں اضافہ کر دیا اور شہروں کی آبادی اور رونق جلد جلد بڑھنے لگی۔ برشل جزائر غرب الہند کے ساتھ تجارت کرنے سے پھر ایک بڑا شہر ہو گیا۔ مانچسٹر نارچ لیڈس اور شفیلڈ کی تجارتی و اقتصادی اہمیت رو بہ ترقی ہو گئی اور یورپ کو جہاں شہروں اور قریوں کی لندن کی وبا اور آتش زدگی کے بعد بہت سے تاجر اٹھ آئے تھے بڑے بڑے شہروں کی برابری کا درجہ حاصل ہونے لگا۔ اس عام حالت

سفیڈ پوشوں کا انحصار سفید پوش کاشتکاروں کی وہ توانا جماعت جو اپنی آبائی زمینوں میں سکونت رکھتی اور اپنے موروثی کھیت بونی چلی آئی تھی رہتے تھے۔ ٹھٹھے لگی، افتادہ وغیرہ آباد زمینوں کے اتنے بڑے بڑے رقبے گھیر لیے گئے تھے کہ زمین کے لیے قلبہ رانی میں بہت کم نفع باقی رہ گیا۔ اور حکومت مند سودا گروں کو اپنی زمینہ اریاں خریدنے کا ایسا شوق پیدا ہوا کہ سفید پوشوں نے زیادہ نفع کمائے کے خیال سے اپنی آبائی میراث کو اپنے بچے دیا اور جو روپیہ اس طرح ہاتھ لگا بیو پار میں لگا دیا اس طور پر انگلستان اپنی آبادی کے اس سادہ مزاج قوم مند اور آئندہ رو طبقے سے محروم ہو گیا جس نے سیکسن قوم کے زمانے سے ملک کی مکر مضبوط کر رکھی تھی۔ البتہ اس نقصان کی تلافی اس طرح ہو گئی کہ شہر میں انگلستان اور اسکاٹینڈ

تعاون متحدہ اسکاٹینڈ میں آخر کار متحہ ہو کر ایک ہو گئے اس وقت تک تمام ماں تجارت پر جس کی آمدورفت ان دونوں ممالک کے درمیان ہوتی تھی بھاری بھاری محصول لگائے جاتے تھے اور اسکاٹینڈ ایک کم استطاعت ملک تھا اور ضروریات زندگی کا بیشتر حصہ اسے باہر سے لینا پڑتا تھا اس لیے یہ محصول اہل اسکاٹینڈ کو بہت گراں گزرتے تھے۔

اسی وجہ سے ان میں بے چینی کے آثار شروع ہو گئے۔ انگلستان کے تجارتی قوانین کی سختی نے فلیج ڈریمن کے ساحل پر اسکاٹینڈ والوں کی ایک نوآبادی کو بھی برباد کر دیا تھا۔ اس پر وہ اور بڑے اور اپنا عقد ۱۷۰۲ء میں یوں لگا لاکہ ایک قانون اپنی قومی پالیسی

میں یہ منظور کر لیا کہ ملکہ این کی وفات پر اسکا ٹینٹ کا بادشاہ کوئی پراسٹنٹ مذہب کا شہزادہ ہوگا لیکن یہ بادشاہ تاجدار انگلستان نہ ہوگا اگر اس قانون پر عمل در آمد ہوتا تو بڑی خرابی پیش آتی اس لیے کہ اقلیم برطانیہ میں پھر دو بادشاہوں کے موجود ہونے سے جنگ کا چھڑ جانا لازمی تھا۔ غرض انگریز محصلوں سے دست کش ہو گئے اور اس شرط پر جنگ و صلح کیے بغیر مال تجارت کے سہرہ پار گزر جانے پر رضامند ہو گئے کہ اسکا ٹینٹ والے اپنی جداگانہ پارلیمنٹ قائم نہ رکھیں بلکہ اپنے نائب انگریزی پارلیمنٹ میں اس طرح بھیجا کریں جس طرح کراہوں کے زمانے میں بھیجا کرتے تھے۔ پہلے تو اہل اسکا ٹینٹ کو اس تجویز کے منظور کر لے میں بہت کچھ پس و پیش ہوا لیکن شاہ میں دونوں ملکوں کے ایک نیا جی وفد نے اپنے اجلاس میں بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ اہل اسکا ٹینٹ اپنا طریقی عبادت اور اپنے قومی قوانین قائم رکھیں لیکن اپنی پارلیمنٹ سے دست بردار ہو جائیں اور اس کے بجائے پینتالیس نائب انگلستان کے دارالعوام اور سولہ امیر دارالامرا میں شریک ہونے کے لیے روانہ کر دیا کریں۔ یہ باہمی قرار داد دو قانون اتحاد کے نام سے موسوم ہوئی اور اس کے اجرا سے دونوں ملک دو برطانیہ عظمیٰ کا نام اختیار کر کے باہم متحد ہو گئے۔ اب ان سلطنت برطانیہ عظمیٰ قدیم ایام کی طرح جبکہ نارٹمبر لینڈ (علاقہ شمال ہمبر) خلیج فورس تھ تا کہ پھیلا ہوا آئس لینڈ زبان بولنے والی قومیں پھر ایک ہو گئیں

سنیٹ جارج اور سنیٹ اینڈریو کی صلیبیں جو انگلستان اور اسکا ٹینٹ کی قومیتوں کی علامت تھیں ملا کر برطانوی علم دیوین جیک بنایا گیا اور قومی اتحاد کے لحاظ سے اسکا ٹینٹ اور انگلستان والے آپس میں کھائی بھائی ہو گئے۔ اور اس دن سے آج کے دن تک دونوں ملکوں کے اتحاد کی شان چھوٹی بھڑکتی جلی آتی ہے تو

اس دل کش موقع کی سیر سے پلٹ کر جب ہم آئر لینڈ کی ہمایہ قلمرو کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ایک غم انگیز منظر آنکھوں میں پھرے لگتا ہے۔ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں (دیکھو صفحہ...) کہ عہد نامہ لمرک کی دفعات حرف غلط کی طرح میٹ دی گئیں اور آئینہ ہیچس آئر لینڈ میں تقریباً تین سو سال کا زمانہ فرقہ کیسٹولک نے جس کی ہمت شکست کھا کر ٹوٹ گئی تھی انواع و اقسام کی سختیوں اور عقوبتوں میں گزارا۔ ممالک غم کے کیسٹولک جو بیدار نہ سلوک فرانسیسی پراسٹنٹوں کے ساتھ ردار کھتے تھے

دی انگلستان اور آئرلینڈ کے پرائسٹوں نے ان کے ساتھ کرنا شروع کیا ان پچاروں کو تفریزی قوانین کا تختہ مشق بنایا گیا۔ ان کے پادریوں کو طرح طرح کی اینٹیاں دی جائے لگیں۔ ان کے لیے اراضی کی ملکیت ممنوع قرار دی گئی۔ ان کے بچوں کو پہکا پھسلا کر پرائسٹ بنایا جانا تھا یا ان کے ذرائع حصول تعلیم مسدود کر دیے جاتے تھے۔ ان تفریزی قوانین کے علاوہ کچھ قوانین ایسے بھی نافذ کئے گئے کہ آئرلینڈ والے نہ تجارت کر سکیں نہ صنعت و حرفت کے کارخانے قائم کر سکیں۔ نتیجہ ان تمام ظالمانہ کارروائیوں کا یہ ہوا کہ لوگ جان سے تنگ آ گئے اور ان میں مکاری اور رشورہ پستی کی وہ عادات پیدا ہو گئیں جس کا خزاں انگلستان آج کھینچ رہا ہے۔

جنگ کا سلسلہ بھی اس مدت میں برابر جاری رہا۔ مارلبرگ کو اوڈینار ڈولس اور میلپلیکوئے کے معرکوں میں تین اور نمایاں فتوحات حاصل ہوئیں لیکن ہسپانیہ میں فرانسیسی پھر کامیاب رہے اور فلپ پنجم منظر و منور داخل میڈرڈ ہوا۔ پھر بھی فرانس کو جنگ نے ایسا خستہ و ماندہ کر دیا تھا کہ شش ماہ میں لوئی نے دوبارہ صلح کی درخواست کی لیکن غنیمت شاہ آسٹریا اور برطانوی وزیر نے پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی اپنے حریف کی درخواست رد کر دی۔ برطانوی وزیر کی ایک بہت بڑی سیاسی غلطی تھی اور

اس سے بھی بڑی غلطی ماربرو نے یہ درخواست پیش کرنے سے کی کہ فوج کی سپہ سالاری کے عہدہ پر اس کا تقرر عمر بھر کے لئے کروایا جائے۔ کرامول کے زمانے سے انگریزی قوم کو کسی بات کا اس قدر خوف نہ تھا جتنا اس بات کا کہ ایک صاحب اختیار شخص فوج کو اپنے ہاتھ میں لے کر ملک کے سیاہ و سپید کا مالک ہو جائے۔ اس کے علاوہ ساری قوم جنگ سے اور جماعت وھلک کی حکومت سے تنگ آچلی تھی تو

انہیں ایام میں ایک جوشیلے ٹوری پادری ڈاکٹر سیشول نے اس مضمون کا رد کیا کہ بادشاہوں کے اختیارات راجائی ہوتے ہیں اور جو شخص بادشاہ کے خلاف سر اٹھائے وہ شربردہ بنیٹ ہے۔ جماعت دھمک سجھی کہ یہ دیوتا کا اور ملکہ امین ڈاکٹر سیشول کا چالان کے حقوق پر حملہ ہے اور ورنے ڈاکٹر سیشول پر دایہ لامر میں

مشہدہ انگریزی کا الزام قائم کیا۔ لازم چہ ثابت ہوا لیکن قوم اس جنگ تک  
اُس کی طرف فدا ر پائی گئی کہ امرائے اسس جس سے شدید مواخذہ کرنا تو غیر منصحت  
نہ سمجھا اور صرف اسی قدر سزا پر اکتفا کیا کہ پادری سیشورل تین سال تک سنا دی  
نہ کرنے پائے اور اس کی چھپی ہوئی تقریر جلادی جائے۔ یہ احمقانہ نزاع کچھ ایسی اہم تونہ  
تھی لیکن وہنگ جماعت کے وزرا کو زک وینے پر قوم ملی بیٹھی تھی۔ چنانچہ جب پادری  
سیشورل رہا ہوا تو عوام اناس کا ایک جم غفیر ”زندہ باد کلیسا پائندہ باد سیشورل“ کے  
نعرے مارتا ہوا اُس کے ہمراہ ہویا اور لوگوں کے جوش و خروش کی کوئی انتہا نہ رہی جا بجا  
الادو جلائے گئے گر جاؤں کی گھنٹیاں بجائی گئیں اور شہر میں چراغال کیا گیا تو  
مگر ایں جس کا دلی میلان ہمیشہ سے ٹوری اصول کی طرف تھا رعایا کے ان  
جذبات کو ہمدردانہ لگا ہوں سے دیکھتی تھی اور حال ہی میں مارلبرو کی بیگم سے کشیدہ ہو کر  
ایک بہت بڑے بیدار مغز مدبر برابرٹ ہارلی کی بہن مسٹر شمش کو اس نے اپنا جلسہ بنایا  
مارلبرو اور عزیز وہنگ پر کھتا۔ ہارلی نے جس کی وزرا سے ان بن اور مارلبرو سے لاک ڈوائٹ  
جل آئی تھی اب ایک فصیح و بلیغ مقرر سینٹ جان کے ساتھ مل کر  
پارلیمنٹ میں مارلبرو پر چوٹیں کرتی اور اس بات پر زور دینا شروع کیا  
کہ جنگ ختم ہو جانی چاہیے۔ اس زمانہ کا زبردست انشا پر وائرٹین سوگفت بھی جس نے  
سیاسیات کے موضوع پر اپنا نور قلم صرف کیا ہے اُن کا مدد و معاون بن گیا اور اخبارات  
میں مضامین لکھ لکھ کر اُن کا ہاتھ بٹانے لگا۔ اُس کی تحریک کی جوش انگریزی کا اندازہ اس  
ایک فقرہ سے ہو سکتا ہے کہ در اس جنگ نے ہمارا تو پلٹھن نکال دیا۔ غضب خدا کا سا  
لاکھ پاؤڈ کی نقد منظوری اور کم و بیش پانچ کروڑ پاؤڈ کا قوی قرضہ! ہمارے حلیف کیا ہیں۔ اچھے  
خاصے حریف ہیں جو ہماری لٹیا ڈوبے چلے جا رہے ہیں اور تو عوام اناس بھی اپنے  
آسفر ڈور بالنگبورک منظور نظر مارلبرو کے مخالف ہو گئے اور اُسے یہ الزام دینے لگے  
کہ وہ اپنے ذاتی فائدہ کی خاطر جنگ کو طول دے رہا ہے آخر  
۱۷۹۱-۱۷۹۲ء میں این نے وزرا کو موقوف کر دیا اور ہارلی کو امیر آسفر ڈور  
اور سینٹ جان کو امیر بالنگبورک کے خطابات دیکر اپنا مشیہ خاص  
مقرر کیا پارلیمنٹ بھی توڑ دی گئی اور جدید انتخابات کے بعد دارالعوام میں ٹوری ہی ٹوری

نظر آئے لگے۔ اس کے چند مہینے بعد ماربرو اپنے عہدے سے برطرف کر دیا گیا اور اس کی جگہ  
امیر کبیر آرمٹھجو ایک کٹر ٹوری تھا مقرر کیا گیا۔ ماربرو کا ستارہ کچھ ایسا گروش میں آیا ہوا  
تھا کہ اُس پر سرکاری رقوم میں نقشب کرنے تک کا الزام لگا دیا گیا۔ اُس کی بی بی کو بھی  
دربار شاہی میں نیکی ممانت ہو گئی اور وہ خود بھی اس بات کی عبرتناک مثال قائم  
کر کے انگلستان سے رحلت ہو گیا کہ جس شخص کو اپنی کامیابیوں اور کامیابیوں پر غرور ہوتا  
ہے اُس کے پچھلے احسان بھی لوگ بھول جاتے ہیں؛

اب ٹوری جماعت نے شرائط صلح کے بارہ میں فرانس کے ساتھ نامہ و پیام  
شروع کر دیا۔ ۱۸۱۷ء میں عہد نامہ لیوٹرکیٹ پر فریقین کے دستخط ہو گئے۔ عہد نامہ  
کی شرائط برطانیہ کے حق میں کچھ بہت زیادہ مفید نہ تھیں سات سال پہلے اگر صلح  
ہو گئی ہوتی تو وہ زیادہ فائدہ میں رہتا۔ اس میں شک نہیں کہ فرانسیسی مڈر لینڈ اور جرمنی  
سے نکال دیئے گئے لیکن ہسپانیہ اور امریکہ کے ہسپانوی مقبوضات اس قرار واد کے ساتھ  
عہد نامہ اڑچٹ ۱۸۱۷ء کہ فرانس اور ہسپانیہ کی سلطنتیں کبھی متحد ہو کر ایک تاجدار کے تحت  
نہ ہوں گی بدستور فلپ کے قبضے میں رہے۔ میلان، نیپلز اور

مڈر لینڈ کا ہسپانوی علاقہ آسٹریا کو ملا۔ ولندیزیوں کو اپنے ملک کی حفاظت کے لیے قلعوں  
کا ایک زبردست سلسلہ ہاتھ لگا۔ اور برطانیہ کے حصہ میں جبل الطارق اور منار کا آئے۔  
اس کے علاوہ علاقہ طلیج و انپائے ڈسن اور نیو فونڈ لینڈ اور نو اسکوشیا بھی جس کے  
بارہ میں برطانوی اور فرانسیسی ماہی گیروں کے درمیان سو سال سے نزاع چلی آتی تھی  
انگریزوں کو دیا گیا لوئی نے بد اقرار صلح عہد کیا کہ این اور اس کے جانشینوں کو جو فائدہ  
ہندو سے تھے برطانیہ کا جائز حکم اس تسلیم کرے گا اور مدعی کو جس نے لویرن میں سبوت  
اختیار کی تھی ہرگز ادا نہ دینگا۔ اسی کے ساتھ برطانیہ کو تیس سال کیلئے ہسپانوی و تاباویوں میں حشی غلاموں کی  
خرید و فروخت کا حق بلا شرکت غیر سے منسلک ہوا اور یہ حق بھی طاگر ہر سال بل تجارت سے لدا ہوا ایک  
جہاز جنوبی سمندروں میں بھیجا کرے۔ لیکن برطانوی وزیران اعلیٰ مسائل کی انجمنوں سے  
یہاں تک پنا چاہتے تھے کہ انھوں نے اُن کا بھی ساتھ چھوڑ دیا جو اڑے وقت  
میں اُن کے کام آئے تھے اور برطانیہ کے دامن آرد پر یہ ایک ایسا داغ ہے جو  
آج تک نہیں مٹا۔ قوم نکلمان نے جو ہسپانیہ کے شمال و مغرب میں بستی تھی جنگ

میں برابر استعین کا ساتھ دیا تھا اور ان کو یقین دلایا گیا تھا کہ ان کی آزادی برقرار رکھی جائیگی لیکن جب ایف اے عہد کا وقت آیا تو شہنشاہ آسٹریا نے تو ان کی حمایت سے صاف انکار کر دیا اور برطانیہ نے بھی گوباول ناخواستہ ہی رہی انھیں اپنے حال پر چھوڑ دیا کہ جس طرح چاہیں ہسپانیہ سے بیٹ لیں چنانچہ ان پجاریوں کو ایک طویل جدوجہد کے بعد آخر ماہ جولائی ۱۷۱۶ء میں ہسپانیہ کی حلقہ گبوشی اختیار کرنی پڑی۔

ملکہ این کا عہد حکومت اب ختم ہونے کے قریب تھا کہ وہ ایک عرصے سے بیمار چلی آتی تھی اور ہر شخص اسی سوچ میں پڑا ہوا تھا کہ دیکھئے اُس کا جانشین کون ہوتا ہے مینور کی ویرینہ سال بلکہ سو فیہا کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا بیٹا جارج فرماں روا ہے مینور وہ پرائیمنٹ شہزادہ تھا جسے پارلیمنٹ نے قانون جانشینی میں وارث تسلیم کر دیا تھا۔ جارج چونکہ جرمن تھا اور انگریزی کا ایک حرف بھی نہ بول سکتا تھا اس لیے جیمز یوں کو امید بندھ چلی تھی کہ شاید انھیں مدعی کو تخت پر بٹھانے میں کامیابی ہو جائے۔ اور تو اور ٹوری فریق کے وزیر بالنگبروک اور آکسفورڈ بھی دہر دہر مدعی کے ساتھ ساز و باز کرنے لگے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ خوب جانتے سمجھتے تھے کہ جارج دھماکے

ملکہ این کی وفات ۱۷۱۴ء جماعت کا طرفدار ہو گا لیکن کارکنان قضا و قدر کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ایک دن ایوان کونسل میں بالنگبروک اور آکسفورڈ کا شدید تنازع ہو گیا۔ ملکہ کو ان دونوں کی یہ تو تومیں ہیں بہت ناگوار

گزری اور امیر آکسفورڈ اپنی خدمت سے ہلکدوش کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد ہی ملکہ پرستہ طاری ہوا اور دو دن بعد یکم اگست ۱۷۱۴ء کو اس نے وفات پائی۔ دھماکے اور آکسفورڈ اور سارنٹ نے فوراً امیر بیرنبروک سے جو کونسل کا صدر نشین اور ٹوری ہونے کے جارج اول کی بادشاہی باوجود مدعی کا مخالف تھا مشورہ کیا اور بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ پارلیمنٹ کے ویرینہ فیصلہ کے لحاظ سے جارج ہی کو وارث تسلیم

ہونا چاہیئے۔ چنانچہ لندن اور پورے مملکت دونوں مقامات میں فوجی دستے مسلح کر دیئے گئے اور جیمز کے ہوا خواہ سر بھی نہ اٹھانے پائے تھے کہ جیمز اول کے پر وے جارج لیونس فرماں فرمائے مینور کی بادشاہی کا اعلان ہو گیا تو

اب ہم اُس پر آشوب زمانے کو پہنچے چھوڑ آئے ہیں جس کے دوران میں اسٹوارٹ خاندان کے بادشاہوں نے مطلق العنان ہو کر خود مختارانہ طریق پر حکومت کرنی چاہی اور پارلیمنٹ اور ساری قوم کی طرف سے انکا مقابلہ ہوا۔ یہ کشمکش ۱۶۸۳ء سے شروع ہو کر ولیم و میری کے عہد تک تقریباً سو سال جاری رہی اور آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ پہلے سے زیادہ طاقتور ہو گئی اور جیسا کہ ہمیں آگے چل کر معلوم ہوگا دستوری حکومت کا آغاز اجاراج اول کے زمانہ حکومت میں اُس کی طاقت اور زیادہ بڑھ گئی۔ چونکہ نیا بادشاہ زبان انگریزی سے نااہل ہونے کے باعث مجلس کا بیٹھنے کے مباحث سمجھنے سے عاری تھا اس لیے وہ دستور کے خلاف اجلاس کا بیٹھنا نہیں شریک نہ ہوتا تھا۔ بلکہ سب سے بڑا وزیر و صدر اعظم کے خطاب سے مخاطب ہو کر ان اجلاسوں میں اُس کی قائم مقامی کرتا تھا۔ اسی زمانے سے انگلستان کے صدر اعظم تاجدار وقت کی ماتحتی میں ملک کے حقیقی فرمانروا چلے آتے ہیں۔ لیکن قوم کو ابھی تک ایک ایسے بادشاہ کے ساتھ جس کا سلسلہ فرمانروائی مستقل اور موروثی ہو ویسی ہی عقیدت تھی جیسی قدیم الایام سے تھی۔ لوگ نہ چاہتے تھے کہ تخت بادشاہی پھر کبھی بھی خالی نظر آئے۔ تجربے نے انھیں سکھا دیا تھا کہ بہترین حکومت دو دستوری حکومت ہے جس میں بادشاہ اپنے ذرا کا انتخاب خود کرتا ہے اور اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ کل اختیارات ایک ہی شخص کی ذات میں نہ جمع ہو جائیں یا

اس سو سال کے زمانے میں قوم برابر دولت و ثروت اور علم و حکمت کے دو گونہ مراحل خاموشی کے ساتھ طے کر رہی تھی۔ تھول میں جس قدر ترقی ہوتی گئی اس قدر لوگوں میں سرکاری خدمتوں پر مقرر کیا جاتا تھا۔ چنانچہ ملٹن نیوٹن لاک ایڈیسن سوئفٹ اسٹیل اور بہت سے دوسرے ارباب فضل و کمال کو ہم سرکاری عہدوں پر مامور پاتے ہیں۔ ادبیات کی ترقی کے لحاظ سے یہ دور خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ خبروں کے پرحے جو ترقی کرتے کرتے اخبارات کے درجے تک پہنچ گئے اسی زمانے میں جاری ہوئے تھے



جب ہنگامستان میں خانہ جنگی چھڑی ہوئی تھی اور جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ۱۶۹۵ء کے بعد سرکاری نگرانی کی قید سے آزاد ہوتے ہی ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تھا۔ ڈین سوٹفٹ کے قلم سے اخبار ”آگزامر“ (ممتحن) میں سیاسی مضامین نکلا کرتے تھے اور ۱۸۴۰ء میں ”ویٹیل آف اے ٹب“ (بالٹی کی کہانی) کے نام سے اُس نے ایک طعن آمیز امانہ شائع کیا۔ اسٹیل نے ایک ایک پنس کی قیمت کے دو اخبار ”ویٹیل“ (۱۸۴۰ء) اور ”اسپیڈر“ (ناظر) (۱۸۴۱ء) جاری کیے جن میں ایڈیٹین اور دوسرے مضمون نگار معاشرت کے موضوع پر دو کھپ مضامین لکھا کرتے تھے اور اس زمانے کی معاشرت اور روزمرہ کے معاملات پر نہایت وکھپ مضامین لکھتے تھے۔ چنانچہ سربراہ جڑی کادری کی سیرت اس قسم کے مضامین کی نہایت دلکش مثال پر ادبیات کے سنجیدہ تر شعبہ میں لاک کے دو مشہور مقالے پیش کیے جاسکتے ہیں جن میں سے ایک کا موضوع ”اوراک انسانی“ اور دوسرے کا ”انسانیت“ ہے۔ فن تاریخ میں پادری برنٹ کی کتاب ”و اپنے زمانے کی تاریخ“ (۱۸۱۵ء) اور بیس کی پر لطف تصنیف ”روزنامہ“ قابل تذکرہ ہیں۔ اسی زمانے میں داستانوں اور افسانوں کے لکھے جانے سے لوگوں میں قصہ خوانی کا چرچا ہوا۔ اس شوق میں بینین کی حکایت ”ویٹیلز“ (۱۸۴۰ء) اور ”ویٹیلز“ (۱۸۴۰ء) اور ”ویٹیلز“ (۱۸۴۰ء) کروسو (۱۸۴۰ء) سوٹفٹ کی داستان ”سفر نامہ گلیور“ (۱۸۴۰ء) اور ”ویٹیلز“ (۱۸۴۰ء) کا قصہ ”ویناچ جان بٹ“ مشہور ہے۔ انگریزوں کا قومی نام جان بٹ اول اول اسی قصہ میں لیا گیا ہے۔ شعرا میں کاوی، ملٹن ڈرائیڈن اور ”ہیڈو ڈی براس“ کے ہجو نگار مصنف سیمویل بٹلر کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ ایک خصوصیت ۱۸۳۱ء میں اور اس کے بعد کی صدی کی یہ ہے کہ طرز انشا پر داری رفتہ رفتہ بہت بدل گیا۔ قلم پہلے دقیق یا رنگین طرز تحریر کے دلدادہ تھے۔ اب ان کی عبارت سادہ اور پُر معنی ہونے لگی۔ انشا پر داری کا مقصد شوکت لفظی نہ رہا بلکہ ادیب اپنا کمال اسی میں سمجھنے لگے کہ مطلب اچھی طرح سے پڑھنے والے کے ذہن نشین ہو جائے۔ اس تیز کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں میں تعلیم زیادہ پھیل گئی تھی اور مصنفین کا روئے سخن زمانہ سابق کی طرح صرف علما و فضلا ہی کی جانب نہ تھا بلکہ ان کی تصنیفات عام

کے افادے کے لیے شائع ہونے لگی تھیں۔ ایک بہت بڑا مفید نتیجہ کتابوں اور اخباروں اور علوم و فنون کی ہر صنف کی اشاعت سے یہ ہوا کہ تعلیم یافتہ لوگوں میں رواداری کا احساس پیدا ہونے لگا یہ حقیقت عوام کے ذہن نشین ہو گئی کہ باہمی اختلافات اور کوئی ایسا امر نہیں جو آپس کی نزاع کا موجب ہو اور اسی کے ساتھ اہل برطانیہ کے لیے یہ بات ناممکن ہو گئی کہ جبر و استبداد اور جور و جفا کے قدیم عہد کو دوبارہ تازہ کر سکیں اور

---

## بائسواں باب

اندرونی اس اور بیرونی فتوحات سے برطانیہ کی عظمت کی کاتوی ہونا

جارج اول ۱۷۱۴ء لغایت ۱۷۲۷ء

جارج ثانی ۱۷۲۷ء لغایت ۱۷۶۰ء

ملکہ این کی وفات کے سات ہفتہ بعد جارج اول اپنے اکلوتے بیٹے کو ساتھ لئے ہوئے گریونچ میں سنگر انداز ہوا۔ وہ اگرچہ پر دیسی تھا لیکن اس کا استقبال یوری گرجوشی سے کیا گیا اس لئے کہ قوم امن و سکون کی خواہاں تھی اور نہ چاہتی تھی خاندان مینودور۔ کہ نظم حکومت میں کسی قسم کا خلل واقع ہو کر ششہ زمانہ کے واقعات پر نظر ڈالنے سے ابھیں معلوم ہو گا کہ اس بیچیس سال

کی مدت کے اندر جو چیز غائی کے فساد ہو کر فرانس چلے جانے کے بعد گزری دو سخت لڑائیاں پیش آئیں۔ ان میں سے ایک جنگ تو ۱۶۹۸ء میں شروع ہو کر ۱۷۰۱ء تک رہی جس نے ولیم ثالث کو ہمیشہ ملک سے باہر تین بجھ کر رکھا اور اس کا خاتمہ عہد نامہ ریسوک پر ہوا (دیکھو صفحہ ۳۶۷)

دوسری لڑائی جس کا سلسلہ ۱۷۰۲ء و ۱۷۱۳ء تک برابر قائم رہا اور جس میں مارلبروک و فتوحات حاصل ہوئیں ملکہ این کے انتقال سے صرف ایک سال پہلے عہد نامہ یوٹریکٹ سے ختم ہوئی۔ ان معرکوں میں برطانیہ کے شریک ہونے کی غرض کچھ تو یہ تھی کہ ہالینڈ کی حفاظت کی جائے لیکن اصل مقصد یہ تھا کہ فرانس سطح جیمز اور اس کے بیٹے کو از سر نو تخت انگلستان کا قبضہ نہ دلانے پائے نقصان جان سے قطع نظر کر کے نقصان مال ان لڑائیوں کی وجہ سے ملک کو اس قدر اٹھا پاڑا تھا کہ قومی قرضہ جس کی ابتدا ۱۶۹۲ء میں ہوئی تھی بائیس سال کے عرصے میں بڑھتے بڑھتے تین کروڑ اسی لاکھ پاؤنڈ تک پہنچ گیا تھا۔ اب اہل انگلستان کو ایک ایسے بادشاہ کی ضرورت تھی جو ملک کی عنان اختیار پارلیمنٹ اور وزیرائے سلطنت کے

ہاتھ میں دے دے اور فتنہ و فساد برپا نہ کرے جس سے مدعی کو مہجرت کا موقع مل جائے  
 جابج اول اسی وضع کا بادشاہ تھا جس کی انھیں ضرورت تھی۔ اس وقت  
 اس کی عمر چھون سال کی تھی عادات و اطوار نا تراشیدہ تھے مزاج ست و کاہل واقع  
 جابج اول کی سیرت۔ ہوا تھا اور برطانیہ عظمیٰ کی فرمانروائی سے وہ ہینور کی ریاست کو  
 کہیں بہتر سمجھتا تھا۔ لیکن اُس کی نیت ابھی تھی اسی لئے حق افسوس  
 اُس نے اپنے عہد حکومت میں ضابطہ و آئین کا ساتھ نہ چھوڑا اور سلطنت کے بڑے بڑے  
 معاملات میں اپنی رائے کو تا امکان بہت کم دخل دیا۔ فریق و عصب کی جانب  
 جس نے اُسے تخت سلطنت دلایا تھا اُس کا رجحان طبیعت ہونا ایک لازمی  
 بات تھی اور انگلستان پہنچنے سے پہلے ہی اُس نے ٹوری و زرا کو برطرف کر دیا تھا۔  
 آکسفورڈ بالنگبروک اور نیو پارلیمنٹ کے مبعوث قریب قریب سب کے سب و عصب تھے  
 ارمنڈ پر مقدمات چنانچہ آکسفورڈ بالنگبروک اور ارمنڈ پر جیمز یوں کے ساتھ ساز و باز  
 کرنے کی علت میں مقدمہ قائم کیا گیا۔ ارمنڈ اور بالنگبروک  
 تو بھاگ کر فرانس چلے گئے مگر آکسفورڈ بدستور ملک ہی میں مقیم رہا۔ اور دو سال کے لئے  
 قلعہ لندن میں قید کر دیا گیا۔

ایک عرصہ دراز تک لوگوں میں بغاوت پھیلی رہی اس لئے کہ اہل انگلستان کا  
 ایک بڑا گروہ ابھی تک خاندان اسٹوارٹ کا طرفدار تھا۔ اضلاع متوسط میں  
 رہ رہ کر ایسے خطرناک فساد برپا ہوئے کہ شاہی محل میں بلوے کے اندر دیکھنے  
 قانون ہنگامہ ایک قانون جاری کیا گیا جس کی رو سے یہ امر جائز قرار دیا گیا  
 کہ اگر قانون کے خلاف اعلان سنا دئے جانے کے بعد بھی کوئی جماعت  
 جو آئندہ فساد ہو خاموشی سے منتشر نہ ہو جائے تو حکام کو اختیار  
 ہو گا کہ اسے جبراً منتشر کر دیں اور اگر اس ہنگامے میں کسی بلوائی کو گزند پہنچ جائے  
 تو حکام بری الذمہ ہونگے۔

اسکاٹ لینڈ اور شمالی انگلستان میں مفدے کی نوعیت زیادہ سنگین تھی۔  
 کوسٹانیوں نے امیر مار اور انگریزی جیمز یوں نے لارڈ ڈروونٹ و ارڈونا و قمبر لینڈ  
 کے مبعوث مسٹر فارسٹر کی سرکردگی میں علم بغاوت بلند کیا۔ لیکن امیر کیرنگھام

جیمز یوں کی بناوت ۱۷۱۵ء  
 نے جوان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا گیا تھا کہ ہستانی مفسدہ پر واپس  
 کو بتایا ۱۳ نومبر اسٹرلنگ کے قریب شیرف میور کے

سیدان میں شکست دی اور اسی دن انگریزی جیمز یوں نے

لشکاراثر میں بمقام پریسٹن ہتھیار ڈال دئے۔ اس طور پر دو مہینے کے اندر اندر

بناوت فرو ہو گئی۔ مدعی نے بھی جوان واقعات کے ایک مہینے بعد اسکاٹ لینڈ میں

لنگر انداز ہوا تک اٹھائی اور امیہ مار کو ساتھ لیکر فرانس پلٹ جانے پر مجبور ہوا

فارٹر فرار ہو گیا اور نوجوان لارڈ ڈورونٹ وائرٹنٹل کر دیا گیا ان جنگاموں اور

بغاوتوں کی وجہ سے قوم کو ایک زبردست حکومت کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی۔

ہفت سال پارلیمنٹ ۱۷۱۶ء میں ایک قانون نافذ کیا گیا جس کی رو سے بادشاہ

کو سات سال تک ایک ہی پارلیمنٹ کے برقرار رکھنے کا

اختیار حاصل ہو گیا۔ اس قانون پر آج تک عمل ہوتا چلا آتا ہے۔

انگلستان کے جانی دشمن لوی چہار دہم تاجدار فرانس نے اکثر سال کی طویل

فرمانروائی کے بعد ۱۷۱۵ء میں انتقال کیا او اس کے پروتے نے جو دس برس کا

لڑکا تھا لوی پانزدہم کا لقب اختیار کر کے تخت فرانس پر جلوس کیا۔ اس طرح انگلستان نے

استحصال شدہ ۱۷۱۵ء  
 فرانس کی واندازلیوں سے نجات پائی اور آئندہ بیس سال تک

فرانسیسیوں نے انگلستان کے خلاف کوئی ریشہ دوانی نہ کی۔

اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوئی کہ امیر کیر آرلینس نے جو

فرانس کا نائب السلطنت تھا برطانیہ اور ہالینڈ کے ساتھ اتحاد قائم کر کے اس شرط پر

خاندان ہینوور کی تائید و حمایت کی نامی بھری کہ اگر لوی پانزدہم کے انتقال کر جا چکی

حالت میں فلپ پنجم فرمانروائے ہسپانیہ نقض عہد کر کے ہسپانیہ و فرانس دونوں سلطنتوں

کا دعویدار بن بیٹھے تو برطانیہ اور ہالینڈ آرلینس کے خاندان کو تاج فرانس

دلوانے میں اس کی ادا و کریں۔ انگریزاں شرائط پر رضا مند ہو گئے اور جب ۱۷۱۸ء

جنگ راس ہارو ۱۷۱۸ء  
 میں فلپ نے صقلیہ پر چڑھائی کرنے کی دھمکی دی تو برطانیہ

اور فرانس نے متفقہ طور پر ہسپانیہ کے خلاف اعلان جنگ

کر دیا۔ انگریزی امیر البحر سر جارج بنک نے راس ہارو میں

ہسپانوی بیڑے کو شکست دی اور ہسپانیوں نے ۱۷۱۹ء میں اسکاٹ لینڈ پر فوج کشی کرنے کا قصد کیا لیکن اس کشمکش کا جلد ہی خاتمہ ہو گیا اور فلپ نے ہار مان لی۔

اب چونکہ اندرونی اور بیرونی خرچے مٹ چکے تھے اور ہر طرف امن و امان قائم ہو گیا تھا اس لئے برطانوی قوم کو تجارت کی طرف توجہ کرنے کا خاطر خواہ موقع ملتا آیا تجارت کی توسیع کا سلسلہ دوران جنگ میں بھی برابر قائم تھا اور برطانوی برطانوی تجارت کی توسیع سودا گروں کا کاروبار ترک کی اطالیہ ہسپانیہ پر ہنگال ہالینڈ جرمنی روس ناروے سوئڈن امریکہ

افریقہ اور ہندوستان میں پھیلا ہوا تھا۔ عہد نامہ یوٹریکٹ کے ہونے پر بحری جنگ کے ختم ہو جانے سے خطرات کم ہو گئے اور جن لوگوں نے پُر آشوب ایام میں اپنا روپیہ و بار کھا تھا اب اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح یہ سرمایہ تجارت میں لگا دیا جائے۔ چنانچہ بہت سی کمپنیاں کھولی گئیں جنہوں نے مصنوعات شرکت بحیرہ جنوبی

۱۷۲۱-۱۷۲۰ء

ان میں سب سے زیادہ مقبول عام کمپنی شرکت بحیرہ جنوبی تھی جو ۱۷۰۱ء میں بنی امریکہ تک تجارت کرنے کی غرض سے قائم کی گئی تھی اور جسے اپنے مجوزہ کاروبار کے سود مند اور با منفعت ہونے پر یہاں تک بھروسہ تھا کہ نظائے شرکت نے اُن لوگوں کو جن کی رقوم حکومت کے ذمے تھیں اپنا حصہ وار بنالیا اور اس شرط پر قومی قرضہ کے بے باق کر دینے کا ذمہ اٹھایا کہ اس کے معاوضے میں حکومت اُن کے ساتھ خاص رعایتیں کرے اور انھیں ایسے حقوق دے جائیں جن میں کوئی دوسرا اُن کا شریک نہ ہو۔ لیکن بڑی خرابی یہ ہوئی کہ بینک انگلستان بھی قومی قرضہ ادا کر دینے پر آمادہ ہو گیا اور دونوں کمپنیوں کی مسابقت سے بولی بڑھتی گئی تا آنکہ ماہ اپریل ۱۷۰۹ء میں ایک سو دو قانون نافذ کیا گیا جس کی رو سے پچھتر لاکھ پاؤنڈ کی رسم شرکت بحیرہ جنوبی سے لی جانی منظور کر لی گئی۔

کارواں اور معاملہ فہم اشخاص خوب جانتے تھے کہ اس کام میں ہرگز اتنا نفع نہیں ہو سکتا جس سے کہ پون کروڑ پاؤنڈ کی بچت نکلنے کی کوئی صورت

ہو سکے۔ اسی خیال سے نارفاک کے ایک پختہ مغز رئیس رابرٹ واپول نے رابرٹ واپول کی پارلیمنٹ میں مسودہ مذکور کی بہت کچھ مخالفت بھی کی۔ لیکن یہی مخالفت مسئلہ ۱۷۷۲ء مخالفت پر کسی نے کان نہ دھرا۔ سارا انگلستان شرکت بحر جنوبی کے حصے خریدنے کے لئے دیوانہ ہو رہا تھا۔ دیہات کے

روسانے اپنی زمینداریاں بیچ بیچ کر ساری جمع جتنا اس نے بیوپار کے جوے میں لگا دی۔ پادری، بیوہ عورتیں، مہاجن، ڈاکٹر، وکیل ادنیٰ و اعلیٰ سب کے سب حصے خریدنے کے لئے پل پڑے یہاں تک کہ سوپاؤنڈ کا حصہ ہزار پائونڈ کو فروخت ہوا۔ لوگوں کا بیچارہ جوش فروش دیکھ کر دوسرے منصوبہ بازوں کو بھی اپنے جوئے گرم کرنے کا خیال آیا اور دیکھتے دیکھتے بہت سی کمپنیاں قائم ہو گئیں۔ صرفہ میں ولایتی کا بازار ایسا گرم تھا کہ اس پر کسی بہت بڑے قمارخانے کا کمان ہوتا تھا آخر نظام سے شرکت بحر جنوبی نے یہ دیکھ کر کہ یہ چھوٹی چھوٹی نوخاستہ شرکتیں ان کا بنانا یا لکھیں لگاڑ رہی ہیں لوگوں کو متنبہ کر دیا کہ ان میں سے اکثر کمپنیاں شرکت بحر جنوبی کے ڈھولے بھونکنے کی ٹڈیاں ہیں۔ اس طور پر انھوں نے اگرچہ اپنے حریفوں پر حملہ کر دیا۔ اس لئے کہ لوگوں کا اعتبار جب ایک دفعہ اٹھ گیا تو

انھوں نے معاملہ کے تمام پہلوؤں پر نظر غائر ڈالنے شروع کی اور انھیں صاف نظر آنے لگا کہ جس بے حساب منافع کی امید دلائی گئی تھی وہ محض فہمی و خیالی تھا۔ غرض انھوں کی قیمت جلد جلد گھٹنے لگی۔ سوپاؤنڈ کا حصہ جو ہزار پائونڈ کو بکا تھا ایک سو پچیس ہی کارہ گیا اور اس کے بعد جو اس کا بیج کم ہونا شروع ہوا تو یہ حالت ہو گئی کہ کوئی اسے ایک پانی کو بھی نہ پوچھتا تھا۔ آخر شرکت بحر جنوبی کا بلبلا پھٹ کر ہوا ہو گیا کمپنی نے دیوالہ کھال دیا اور صد ہا لوگ تباہ و برباد ہو گئے۔ مجلس وزراء کے ایک رکن لارڈ اسٹینہوپ کی اس صدمے سے جان نکل گئی۔ ایک اور وزیر لارڈ سنڈرسینڈ نے استعفا داخل کر دیا اور قوم باوازلہ مند متقاضی ہوئی کہ قلمدان وزارت واپول کے تعین میں کیا جائے کہ ایک اسی مسودے کی مخالفت کی تھی اور اب اسی سے بھڑائی کے بنائی جی توقع ہو سکتی تھی۔

بادشاہ نے ارادہ اٹھندی قوم کی خواہش پر عمل کیا ماہ مئی ۱۷۰۱ء میں  
 کبھی وزارت اعلیٰ وزارت واپس لے گئی جس نے ملک انگلستان کی مدد سے  
 اس سرانجام کو جو ملک بھر میں پہلی ہوئی تھی فرو کیا بلکہ کچھ رستم بھی ادا کروائی ۔  
 والہانہ کی وزارت اٹھندہ بیس سال تک واپس لو کو خوب عروج رہا اور انگلستان میں  
 ۱۷۰۱ء تا ۱۷۰۲ء اس دوسرے شخص کو اس کے برابر اقتدار حاصل نہ ہوا ۔ وہ پہلا  
 ارکن پارلیمنٹ جو وزیر اعظم کے لقب سے منتخب ہو کر مجلس کا مینبر  
 میں اس منصب پر فائز ہوا جو پہلے بادشاہ کے لئے مخصوص تھا ۔ واپس لو نے دیہات میں  
 پرورش پائی تھی ۔ وہ اکتھ آدھی تھا بہت کم تعلیم پائی تھی طبیعت میں بھی جدت نہ تھی ۔  
 اصلاحات بھی اس نے کچھ ایسی نہیں کیں جو قابل ذکر ہوں بلکہ ورائٹ یہ الزام اس پر  
 لگایا ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ کے ارکین کی مٹھی گرم کر کے ان سے اپنی ہاں میں ہاں  
 ملوایا کرتا تھا ۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ اس نے دماغ صحیح پایا تھا انتظام کی قوت  
 بہت اچھی تھی اور بات کی تہ کو جلد پہنچ جاتا تھا وہ خوب جانتا تھا کہ ملک میں جو نارا  
 پھیلی ہوئی ہے اس کا باعث یہ ہے کہ ایک تو کیتھولک اور اہل خلاف ان قوانین پر  
 ناراض ہیں جن کا نفاذ ان کے خلاف ہوا ہے اور دوسرے ملک کے بہت سے  
 نواری شرفا چاہتے ہیں کہ خاندان اسٹوارٹ پھر صاحب تاج و تکیں ہو جائے ۔  
 چونکہ واپس لو خود شرفائے دیہات سے تھا اس لئے رسل کیونڈش اور  
 اسی طرح کے دوسرے بڑے بڑے وٹھک خاندانوں کو جو سلسلہ مینوور کے  
 طرفدار تھے اپنے ساتھ ملا لینا اس کے لئے آسان تھا ۔ پارلیمنٹ کے مبعوثین کی  
 نامزدگی میں ان خاندانوں کے رسوخ کو بہت کچھ دخل تھا ۔ اسکے علاوہ بہت سے  
 شہر (مثلاً اولڈ سیرم متھل سالبری) جن میں اب انحطاط پیدا ہو گیا تھا برابر  
 اپنے مبعوثین پارلیمنٹ میں بھیجتے چلے جاتے تھے حالانکہ رائے دینے کے قابل  
 آبادی ان میں موجود نہ تھی اور جو اہل رائے تھے بھی وہ اپنا حق انتخاب اس شخص  
 کے ہاتھ بیچ ڈالتے تھے جو زیادہ سے زیادہ دام دے کر خرید سکے ۔ اس طور پر  
 پارلیمنٹ کے نصف سے زیادہ رکن حقیقی معنوں میں قوم کے منتخب شدہ مبعوثین  
 نہیں بلکہ حکومت کے نامزد شدہ تاج ہوتے تھے اور ایسے دارالعوام سے واپس لو



جوابات چاہتا تھا منوالیتا تھا۔

پہلا کام دارالعوام کی اس فرمانبرداری سے واپول نے یہ لیا کہ ملک میں امن و سکون قائم کر دیا۔ یعنی فرانسیسیوں کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم رکھ کر اُس نے مدعی کا فتنہ دبائے رکھا اور ان قوانین کو جو اہل خلاف اور فرقہ کچھو ملک کے خلاف دور امن و سکون نافذ کئے گئے تھے نسخہ کئی بغیر یہ انتظام کر دیا کہ ان قوانین پر عمل نہ ہونے پائے۔ البتہ ۱۷۹۲ء میں جیمز بون نے ایک

چھوٹی سی سازش ضرور کی چنانچہ ایڈمرل اسٹیفٹ راجسٹر شریک سازش ہوئے کی علت میں جلا وطن کیا گیا۔ آئر لینڈ میں بھی شورش برپا ہوئی جس کی وجہ یہ تھی کہ واپول نے ڈونامی ایک انگریز کو جو آہنگری کے کارخانے کا مالک تھا ایک لاکھ لاکھ ہزار پاؤنڈ کی مالیت کے فارونگ اور نصف پنس مسکوک کرنے کی اجازت اس غرض سے دی تھی کہ یہ سکے آئر لینڈ میں چلائے جائیں۔ آئر لینڈ کی پارلیمنٹ نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ ان سکوں کے رواج سے اہل آئر لینڈ کو نقصان ہوگا سو ٹھنڈ کی واپول سے ان بن تھی۔ اُس نے معتز ضمین کی حمایت میں سات مکتوب جو مکتوبات ٹویپر کے نام سے موسوم ہیں شائع کر کے ملک بھر میں ایک ایک سی لگا دی واپول نے اب مصلحت اسی میں دیکھی کہ نیم پنس سکوں کا چلن موقوف کر دیا جس سے کوئی برا نتیجہ نہ پیدا ہونے پایا۔ اس طور پر اُس نے ملک میں امن و امان قائم رکھا اور لوگوں کو یہ نکتہ شجھا دیا کہ ایک ایسی مستقل حکومت جس کے سائے میں نمایا سکوں و خاموشی کے ساتھ ترقی کر سکے بہت قابل قدر نعمت ہے۔

جارج اول گاڑی پر سوار آٹنابرک کو جو ہینو وریں واقع ہے جا رہا تھا کہ اسے مرگی کا دورہ اٹھا اور اسی حالت میں اُس نے ۱۰ جون ۱۷۶۰ء کو وفات پائی۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا کسی قسم کا فساد برپا ہوئے بغیر تخت نشین ہوا اور اگرچہ جارج اول کی وفات انیا باؤشاہ واپول کو اچھی نظر سے نہ دیکھتا تھا پھر بھی اس خیال سے کہ وہ جون ۱۷۶۰ء کو واپول کی ذات حکومت کے لئے مفید ہے اس نے اسے بدستور وزیر اعظم رہنے دیا اور فرمانرواؤں کے بغیر سے برطانیہ کے نظام حکومت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔

## جارج ثانی

۱۷۲۷ء لغایت ۱۷۶۰ء

اپنے باپ کی طرح جارج ثانی سر اپا جرمن تھا۔ دونوں میں اگر کچھ فرق تھا تو صرف اتنا تھا کہ باپ کو انگریزی نہ آتی تھی اور بیٹا یہ زبان بول لیتا تھا۔ اسکی جارج ثانی کی سیرت طبعیت ضدی اور جوشیلی واقع ہوئی تھی اور اگر کوئی روکنے والا نہ ہوتا تو برطانیہ کو اس نے ہینو در پر ایک چھوڑ گئی باقریان کروایا ہوتا۔ لیکن خوبی تقدیر سے اس کی ملکہ کیرولین رئیسہ اسپانیا کے خزانہ میں بہت بڑا درخور رکھتی تھی۔ اس ہوشمند اور زمانہ شناس ملکہ کو واپول کی تربیت کا پورا پورا اندازہ تھا اور اسی لئے وہ ۱۷۲۷ء تک جو اس کا سال وفات ہے ابراہم واپول کی حمایت کرتی رہی۔ اس کے بعد جارج کے اواخر عہد میں حکومت کی عنان اقتدار مشہور و معروف مدیر پیٹ کے ہاتھوں میں آئی جو آگے چل کر لارڈ چیتھم کے لقب سے مشہور ہوا۔ واپول اور پیٹ دونوں سے جارج ثانی کی نہ جتنی تھی مگر پھر بھی واقعات کے ہاتھوں مجبور ہو کر اُسے یکے بعد دیگرے ان دونوں کی وزارت کا دست نگر ہونا پڑا اور اس لحاظ سے اُس کا زمانہ فرمانروائی تاریخی میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔

جارج ثانی کی تخت نشینی کے بعد دس سال تک بہت کم ایسے واقعات پیش آئے جو خصوصیت سے قابل ذکر ہوں۔ واپول زیادہ تر خرچ کم کرنے اور قومی قرضے کا ایک حصہ ادا کرنے میں مشغول رہا اسی کے ساتھ اُس نے بہت سی اشیائے درآمد برآمد کا محصول معاف کر دیا سب سے اول اسی کو واپول کا مالی انتظام اس اقتصادی اصول کا خیال ہوا کہ نوآبادیوں کو دوسرے ممالک کے ساتھ تجارت کرنے سے روکنا بہت بڑی نادانی ہے۔ چنانچہ اس نے جارجیا اور کیرولائنا کو یورپ کے مختلف حصوں میں چانول بھیجنے کی عام اجازت دے دی۔ اس ترکیب سے یورپ کی مشینوں میں

اطالیہ اور مصر کے گھٹیا چانوں کی جگہ کیرولائٹا کے بڑھیا مال نے لے لی اور تمام ملکوں کا فائدہ ہو گیا۔ والپول نے اس بات کی بھی کوشش کی تھی کہ انگریزی ہندوستان میں سودہ قانون جنگی کا استعمال میں مال تجارت پر جو بحری محصول لیا جاتا تھا وہ تو ہٹا کر دیا جائے اور اندرون ملک میں بعض اشیاء پر محصول جنگی لگا دیا جائے۔

اگر یہ تجویز چل جاتی تو گھاٹ والوں کی جو مندر کے رستے چھپے چوری مال لاتے تھے اور سرکاری محصول مار لیتے تھے بہت کچھ روک بھام ہو جاتی۔ لندن ایک آزاد بندرگاہ بن جاتا اور برطانوی تجارت بھی وگنی ہو گئی۔ لیکن یہ باتیں لوگوں کی سمجھ سے باہر تھیں۔ وہ یہی خیال کرتے تھے کہ اگر جنگی کا قانون رائج ہو گیا تو جنگی کے عہدہ داروں کی دکانوں پر دھڑا دے کر ان کی مافیست تنگ کیا کریں گے۔ غرض مجوزہ قانون کی مخالفت ایسی عام اور اس قدر سخت ہوئی کہ والپول نے اسے مسترد کر دیا۔ ابھی تک اس کے یگانوں کی بیگانگی۔

اس سے ایک اسی غلطی سرزد ہوئی جو بسا اوقات ہر دلفریز وزیر اعلیٰ سلطنت کے زوال کا پیش خیمہ بن جایا کرتی ہے۔ والپول چاہتا تھا کہ کوئی شخص اس کے اقتدار میں دخل نہ ہو سب اس کا لوہا مائیں۔ اور چونکہ اپنے ہم چشموں کو وہ رشک کی نظروں سے دیکھتا تھا اس لئے کابینہ کے قابل ترین ارکان بتدریج اس سے الگ ہوتے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو یگانے تھے وہ بگائے بن گئے اور اس کے خلاف طاقتور حریفوں کا ایک جتنا قائم ہو گیا جس نے ملٹی ہو آگے چل کر امیر باغ کے لقب سے سرفراز ہوا اور کاریٹھ اور چیٹر فیلسڈ جیسے لوگ پیش پیش تھے۔ نوجوانوں میں مدراس کے ایک سابق گورنر کاپٹن ولیم پٹ جس کی بے ریش فضاحت مزب مثل تھی۔ والپول کا بہت بڑا مخالف تھا۔ جماعت مہمان وطن اس جماعت نے ”مہمان وطن“ کا نام اختیار کر کے والپول کی مصالحت نہ روش کی خبریاں کثافتی شروع کیں اور اس بات پر بڑا ہنگامہ کیا کہ والپول رشوت دیکر پارلیمنٹ کے اراکین کی رائے اپنے مفید مطلب حاصل کر لیتا ہے۔ والپول اس جماعت کی مخالفت کو

بچوں کا کھیل بھگدڑ اور راہ حقارت نظر انداز کرتا رہا اور اس بات کو بھی مطلقاً غلط سمجھا کہ لایا کہ فریڈرک شہزادہ ویز جس کا اپنے والدین سے جھگڑا ہو گیا تھا ان لوگوں کا طرفدار ہے۔ جب یہ لوگ جذبہ حب وطن اور صداقت کی بحث بیچ میں لاتے تو وہ یہ کہہ کر ان کی ہنسی اڑاتا تھا کہ ”آپ لوگوں کا دماغ جب رفتہ رفتہ صحیح ہو جائیگا تو یہ سارے خیال دور ہو جائیں گے یا غرض والپول کا اقتدار بدستور برقرار رہا۔“ تاہم ۱۷۹۹ء میں ہسپانیہ کے ساتھ انگلستان کے تعلقات کشیدہ ہو گئے اور اس وقت سے والپول کا بھی زوال شروع ہو گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ برطانیہ اس وقت ایک پوشیدہ خطرہ کی زو میں آیا ہوا تھا۔ فرانس کی آنکھوں میں انگریزوں کی تجارتی ترقی اور برطانوی نوآبادیوں کی رونق کا نشان کرکٹنگ رہی تھی۔ چنانچہ ۱۷۹۳ء میں لوی پانزدہم نے جواب خود صاحبزادہ خاندانی متہار واد ہونے کے باعث اپنے چچا نپلیم کی طرف سے کوئی اندیشہ دل میں نہ رکھتا تھا اس کے ساتھ اس مطلب کا ایک خاندانی سمجھوتا کر لیا کہ جنوبی امریکہ کے ساتھ تجارت

کرنے کا جو حق انگریزوں کو حاصل تھا وہ رفتہ رفتہ ان سے لے کر فرانس کو دے دیا جائے اور اس کے معاوضے میں فرانس ہسپانیہ کو جبرالٹر پر قبضہ کر لینے میں مدد دے۔ اس خفیہ قرار واد کا اس وقت کسی کو علم نہ تھا لیکن دراصل یہی قرار واد اس طویل جدوجہد کی وجہ ہو گئی جو دنیا کی تجارت اور نوآبادیوں کے لئے برطانیہ عظمیٰ اور دولت فرانس کے درمیان چھڑی پڑی۔

ہسپانیہ کے لئے برطانیہ کے ساتھ دست و گریبان ہونے کا کوئی بہانہ تراش لینا کچھ مشکل نہ تھا۔ یاد ہو گا کہ عہد نامہ یوٹریکٹ (دیکھو صفحہ ۳۷۷) کی رو سے انگریز مجاز قرار دے گئے تھے کہ چھ سو ٹن وزن کا ایک تجارتی جہاز ہر سال بحر جنوبی میں بھیجا کریں۔ اس معاملے میں انگریزوں کی طرف سے عہد کی پوری پابندی نہ ہوئی تھی۔ مال تجارت سے لے ہوئے چھوٹے چھوٹے جہاز چھ سو ٹن والے جہاز کے گرد و پیش منڈلاتے رہتے تھے۔ اور رات کے وقت اپنا مال لاکر اس میں بار کر دیتے تھے۔ اس طور پر جو مال ساحل پر اتاراجا تا تھا وہ مقدار متبرہ رہتا۔

بہت زیادہ ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ امریکہ کے ہسپانوی بندرگاہوں میں انگریز اپنے ملک کا مال چھپے چوری بھی اتار دیتے تھے اس خلاف ورزی قانون کے روکنے کے لئے ہسپانوی کھلے سمندر میں جہازوں کی تلاشی لیتے تھے۔ اس تلاشی جنگ گوش بریگیٹکنس کی وجہ سے بسا اوقات جانیں میں جھڑپ بھی ہو جاتی تھی ہسپانیہ و فرانس کے باہمی قرار داد کے بعد یہ حقیقتیں آئے دن ہونے لگیں اور انگریزوں کو سخت ناگوار گزرنے لگیں۔ ۱۷۶۹ء۔

میں ایک انگریزی جہاز کے کپتان جنکنس نامی نے پارلیمنٹ کے اجلاس میں آکر فرمایا وہی کہ ہسپانویوں نے میرے کان کاٹ کر مجھے بوجھا کر دیا ہے اور نہ صرف برطانیہ کو برا بھلا کہا ہے بلکہ بادشاہ سلامت کو بھی گالیاں دی ہیں۔ اس بیان کی واقعیت بہت کچھ مشتبہ تھی اور والپول نے سبھی جتن کئے کہ کسی طرح اسن قائم رہے لیکن محبان وطن جنکنس کی داستان کو لے اڑے اور ملک بھر میں ہسپانیہ کے خلاف اشتعال پیدا کر کے والپول کو بادل ناخواستہ اعلان جنگ پر مجبور کر دیا۔ لوگ خوش تھے کہ آخر برطانوی تلوار میان سے نکلی لیکن والپول کو جنگ کے مہیب نتائج صاف نظر آرہے تھے۔ لوگوں کو شاداں و فرحان دیکھ کر اس سے نہ رہا گیا اور وہ بے اختیار کہہ اٹھا کہ اب تو یہ مارے خوشی کے گھنٹیاں بجا رہے ہیں لیکن وہ وقت دور نہیں جب یہی لوگ ہاتھ ملتے نظر آئیں گے؟

اُس کا خیال بالکل درست تھا لیکن کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ خود مستغنی ہو جاتا اور ان لوگوں کو جنگ کا بیڑا اٹھالینے دیتا جنہوں نے اس کی حمایت کی تھی۔ جنگ کا آغاز انگلستان کے لئے نامبارک ثابت ہوا اور لوگوں کو یہ کہنے کا موقع والپول کے اقتدار کا خاتمہ مل گیا کہ اس ناکامی کی تہ میں والپول کی مخالفت کام کر رہی ہے اس کے علاوہ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ یہ جنگ ایک ۱۷۶۳ء۔

اور بہت بڑی جنگ کا سبب ہو گئی جس نے سن ۱۷۶۳ء میں سارا یورپ کو اپنی پلیٹ میں لے لیا۔ ایک اور آسمانی بلا یہ نازل ہوئی کہ اسی سال موسم سرما میں غوثی برف کا ایک خوفناک طوفان آیا اور اس کے بعد ربیع کی فصل خراب ہوئی۔ ان دو گونہ حوادث سے انگلستان اور آئرلینڈ دونوں ملکوں کو سخت مصیبت کا

سامنا ہوا۔ اناج ایسا مہنگا ہو گیا کہ روٹی قحط کے دامنوں پہننے لگی اور رعایا نے جو ایسے موقع پر ہمیشہ حکومت کو الزام دینے پر آمادہ ہو جایا کرتی ہے وہ پول کو کوسنا شروع کیا۔ آخر ماہ جنوری ۱۷۹۵ء میں اُسے مجبوراً استعفا داخل کرنا پڑا۔ اُس کے دشمنوں نے حسب معمول اُس پر مقدمہ قائم کرنا چاہا لیکن ابھی تک اُس کا ساتھ دینے والے بہت تھے۔ بجائے اس کے کہ اُس پر مقدمہ چلایا جاتا اُسے امیر آفرڈ کے لقب سے سرفراز کر کے درجہ امارت عطا کیا گیا اور چار ہزار پاؤنڈ سالانہ کا وظیفہ حسن خدمت دیا گیا۔ وہ انگلستان کا پہلا وزیر اعظم ہے جس نے اپنے عہدے سے سبکدوش ہونے پر مصیبت میں پڑنے کے عوض خطاب پایا۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ حکومت کی باگ اب دارالعوام کے ہاتھ میں آگئی تھی۔ ایام سابق میں ایک غیر ہر دلعزیز وزیر پیچھا چھڑانے کا بجز اس کے اور کوئی طریقہ نہ تھا کہ اسپر پارلیمنٹ میں کوئی نگیں الزام قائم کیا جائے۔ لیکن اب چونکہ حقیقی قوت اراکین دارالعوام کے ہاتھ میں تھی اس لئے وہ جس وزیر کو چاہتے تھے الگ بھی کر سکتے تھے اور اسے دارالامراء کا رکن بنا کر اُس کی گزشتہ خدمات کے صلہ میں اُس کی عزت بھی بڑھا سکتے تھے۔

والپول کی وزارت کے خاتمہ کے ساتھ ہی فرانس کے ساتھ صلح کے تعلقات قائم رکھنے کی حکمت عملی کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ نئی وزارت جواب مرتب ہوئی جو ارجنٹائن کی اس ویرینہ خواہش کی تکمیل کے لئے بالکل آمادہ تھی کہ ہینوور کی حفاظت کے لئے یورپ کی جنگ میں شرکت کی جائے۔ اس جنگ کی تبدیلیوں ہوئی تھی کہ شہنشاہ چارلس ساؤس نے جس کے کوئی اولاد نہ رہا تھا وہ تھی دول عظمیٰ سے ایک معاہدہ پر جو اقرار نامہ مداخلت کے نام سے موسوم تھا یہ وعدہ لے کر دستخط کرائے تھے کہ جنگ جانشینی آسٹریا اُس کے تمام مقبوضات کی وارث اُس کی بیٹی میریا تھریزا اور ہنگری کا شہنشاہ ہوگا لیکن جب شہنشاہ موصوف کا شہنشاہ میں انتقال ہوا تو معاہدہ نگاروں میں سے بجز برطانیہ اور ہالینڈ کے اور کوئی اپنے عہد پر قائم رہتا نظر نہ آیا۔ فریڈرک ثانی شاہ پروس نے سلیسیا ہتھیالیا۔ فرماں فرمائے بویریا آسٹریا کا و عویدار ہوا اور فرانس وہسپانیہ اس دعوے کو حق بجانب قرار دے کر اس کے طرفدار ہو گئے میریا تھریزا آسٹریا کا و ہنگری

اپنے حقوق کے لئے تیغ بھگت ہو کر مردانہ وار لڑتی رہی اور جنگ کا یہ سلسلہ قریب قریب نو سال کے جاری رہا۔ اگرچہ باوئی النظر میں اس جنگ کا مقصد آسٹروی جانشینی کے مسئلے کا تصفیہ تھا لیکن اس کی حقیقی غایت یہ تھی کہ کسی طرح یورپ کی میزان طاقت کا اعتدال قائم رہے تاکہ کسی ایک سلطنت کی طرف اس میں زیادہ نہ جھکے پائے۔

برطانیہ کے پاس اس جنگ میں شریک ہونیکا یہ بہانہ موجود تھا کہ اُس نے اقرار نامہ مداخلت پر دستخط کئے تھے۔ چنانچہ جارج تانی نے اب خود میدان جنگ جنگ ڈوئین ۱۸۰۳ء کا عزم کیا اور ماہ جون ۱۸۰۳ء میں دریائے مین کے کنارے جنگ فائنٹینا ۱۸۰۵ء معرکہ ڈوئین میں فرانسیسیوں کو شکست دی۔ لیکن اس فتح کا خمیازہ برطانیہ کو اسی خرابی کی شکل میں کھینچنا پڑا جس سے بچنے کی دلیپول نے کوشش کی تھی۔ یعنی فرانس نے اگلے ہی سال مدعی کے بیٹے چارلس ایڈورڈ کی کمان میں پندرہ ہزار فوج ویکر انگلستان پر چڑھائی کر دی۔ یہ ہم تو کامیاب نہ ہو سکی اس لئے کفرنسیس ٹرانسزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے ہی ایک طوفان میں اگر منتشر ہو گیا لیکن اس سے اگلے سال جب فرانس کے مشہور سپہ سالار مارشل لیکن نے انگریزی فوج کو فائنٹینا کے میدان میں مغلوب کیا تو شہزادہ چارلس ایڈورڈ نے برطانیہ پر دوبارہ فوج کشی کی اور ماہ جولائی ۱۸۰۵ء میں کوہستان اسکالینڈ کے ساحل پر لنگر انداز ہوا۔

بظاہر اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دلیپول کی ساری محنت اکارت جائیگی۔ چارلس ایڈورڈ ایک خوبصورت اور ولادور نوجوان تھا جس نے آتے ہی اسکالینڈ والوں کے دل میں گھر کر لیا اور کوہستانی قبایل جوق جوق اس سے آٹے۔ ماہ اگست کی انتہویں تاریخ تک پندرہ سو جانباز اس کے لئے مارنے کو تیار ہو گئے۔ سبیل شہزادہ چارلی اور دو ہفتہ بعد شہزادہ ٹبرائن داخل ہو کر اس نے اپنے باپ کی بادشاہی کا اعلان کر دیا۔ فتح و نصرت اب قدم قدم پر اس کی رکاب کو بوسہ دینے لگی اور ۱۱ ستمبر کو اس کی خوشخوار کوہستانی فوج نے پریٹن ہنس کے میدان میں ایڈنبرا سے نومیل کے فاصلہ پر

انگریزی فوج کو جس کا سپہ سالار سر جان کوپ تھا مولی گاجر کی طرح کاٹ ڈالا۔  
تنبیلا شہزادہ چارلی، اسکاٹ لینڈ والے اسی پیار کے نام سے اُسے پکارتے تھے اب  
قریب قریب سارے اسکاٹ لینڈ کا مالک ہو گیا اور چھ ہفتے بعد چھ ہزار جنگ آزما  
جوانوں کو لئے ہوئے قیمت آزمائی کے لئے عازم انگلستان ہوا۔

لیکن یہاں پہنچتے ہی اُس کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا جابج اول اور  
جابج ثانی کے عہد حکومت میں انگریزوں کو امن و امان کی نعمت میسر ہوئی تھی اور  
وہ نہ چاہتے تھے کہ خانہ جنگی کی کشمکش میں دوبارہ مبتلا ہوں۔ شہزادہ چارلس اپنی  
کوہستانی فوج کے ساتھ جب حدود انگلستان میں داخل ہوا تو گروہ درگروہ انگریز  
اُسے دیکھنے کے لئے چاروں طرف سے آ جمع ہوئے لیکن کسی نے اسکا ساتھ  
نہ دیا اور ڈاربی تک پہنچتے پہنچتے صورت حالات ایسی یاس انگیز ہو گئی کہ مزید  
میش قدمی محذوش نظر آنے لگی اور اُس کے صلاح کاروں نے انگریزی افواج  
جنگ فالکرک اور جنگ کلونڈون کا پلہ بھاری دیکھ کر اُسے گلاسگو کی طرف پلٹ جانے پر مجبور کیا۔  
۱۷۴۶ء کرلیا جنوری ۱۷۴۶ء میں فالکرک کے مقام پر ایک فتح  
اُسے ضرور حاصل ہوئی لیکن آگے چلکر ایریل کے جینے میں

کلوڈن کے میدان پر جرنل فرانس کا سرحدی علاقہ ہے امیر کیر کیر لینڈ کے ماتحتوں  
اُس کے کوہستانیوں نے شکست کھائی اس کے بعد پانچ جینے تک شہزادہ چارلس  
کوہستان اسکاٹ لینڈ میں بھگتا پھرا۔ اور اُس کے ہاں نثار اُسے پناہ دیتے رہے  
اور خاندان اسٹوارٹ کے ان وفاداروں میں فلورامیڈا نڈ نامی ایک خاتون کا  
نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ آخر ماہ ستمبر میں شہزادہ موصوف فرانس چلا گیا۔  
جیمز یوں کی یہ آخری بناوت تھی اور اس کے بعد خاندان اسٹوارٹ نے  
اپنے کھوئے ہوئے تخت پر از سر نو قبضہ کرنے کے لئے پھر کبھی کوئی کوشش نہ کی۔

دیرینہ سال مدعی کا ۱۷۶۶ء میں انتقال ہو گیا اور ۱۷۸۸ء میں شہزادہ چارلس نے  
رومان جہاں ادس کا ایک ہی بھائی کارڈنیل (کلیسا سے رومن کیتھولک سما  
ایک رکن رگین) تھا وفات پائی۔ جنگ کلوڈن کے بعد امیر کیر لینڈ نے کوہستانیوں  
کے ساتھ نہایت بیدردانہ سلوک کیا اور اسکاٹ لینڈ کے تین امیروں کی گردن



ہاری گئی۔ اس کے علاوہ کچھ جدید قوانین نافذ کئے گئے جن کی رو سے تمام وہ اختیارات کوہستانیوں سے ہتھیاردن سلب کر لئے گئے جو سرداروں کو اپنے قبیلوں پر حاصل تھے اور اس طور پر جمہوریت کا قدیم طریقہ مٹا کے رعایا کیساتھ بادشاہ کا اتفاق براہ راست قائم کر دیا گیا۔ کوہستانیوں کو ہتھیار رکھنے یا اپنی خاص وضع کا لباس پہننے کی ممانعت کر دی گئی۔

۱۶۴۶ء

جس سے اُن میں بڑی بددلی اور ناراضی پھیلی رہی تا آنکہ بارہ سال بعد ہیٹلے اسکاتلینڈ کے ایک باشندے جان ڈکن کی ایک معقول تجویز پر عمل کر کے جسٹس خدیستہ انجام دینے کے لئے کوہستانیوں کی کئی فوجی پلیٹینیں قائم کیں۔ اسوقت سے لیکر آج کے دن تک اسکاتلینڈ کے کوہستانیوں سے زیادہ بہادر اور وفادار رعایا رکھتا اور کوئی طبقہ ثابت نہیں ہوا۔

ان تمام مہین کے دوران میں جبکہ ملک کو لڑائیوں اور بغاوتوں نے تہ و بالا کر رکھا تھا ہم کلیسا کی مستعدی یا پارلیوں کی سرگرمی کا نشان مفقود پاتے ہیں۔ واپیل کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ کسی طرح سوئے ہوئے فتنے جاگنے نہ پائیں اور ملک میں امن قائم رہے۔ قوم کی اعلیٰ جماعتوں کا مذہب یا اخلاق سے بہت کم تعلق رہ گیا تھا اور دیہات کے پادری جن میں سے اکثر جیگز کے ہوا خواہ تھے لوگوں کو بند و تلقین کرنے کے بجائے سیاسیات میں زیادہ حصہ لینے لگے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ دیہات کی آبادی روز افزوں ہوئی اور پہلی کی مٹاؤں خبث و شرارت اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گئی تھی۔ ملک کی اس افسوسناک اخلاقی حالت پر جارج و ہٹفیلڈ اور جان و سلی نامی دونیک پارلیوں کا دل بہت کڑھا اور انھوں نے نہ صرف گرجاؤں میں بلکہ عام مجمع میں وعظ و ہند کا سلسلہ جاری کر دیا کہ جس کا جی چاہے آئے اور اُن کی تقریروں سے فائدہ اٹھائے۔ یہ مخلصانہ کوشش رایگاں نہ گئی۔ برسل کے اکھڑ اور کوپلے والے، شہروں کے فلاکت زدہ غریب۔ دور دست دیہات کے گنوار سب جو جوق آئے لگے اور کھیتوں اور کھلے میدانوں میں جمع ہو ہو کر ان مخلص و بے ریا داعظوں کی باتیں کان دھر کر سننے لگے جن کا مقصد اگر کوئی تھا تو یہ تھا کہ سامعین کی زندگی

۱۶۴۹ء

بہتر اور پاکیزہ تر ہو جائے۔ ہنری ثالث کے عہد کے خانہ بدوش راہبوں اور  
 ہنری ثامن کے زمانہ کے مصلحوں کی طرح وھٹھیلڈ اور ویسلی نے وہ فرض انجام دیا  
 جسے کلیسا نے اپنی غفلت سے چھوڑ دیا تھا۔ انھیں دونوں منادی کرنیوالوں  
 کے وعظ و نصیحت نے ”میتھوڈسٹ“ اور ”وہسلیٹن“ نامی دو جماعتیں پیدا کر دیں  
 جس میں آج کے دن تک انگلستان اور نیز امریکہ کے بہت سے ”اہل خلافت“  
 فرقے کے پر جوش لوگ شامل ہیں۔ لیکن خود ان جماعتوں کے بانی کلیسائے انگلستان  
 کے پیرو تھے اور ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ کلیسائے انگلستان میں  
 انھوں نے بیداری کی روح پھونک دی اور اس کلیسا کے پادری نہ صرف  
 خاموش و در افتادہ زمینوں بلکہ آباد و پُر رونق شہروں میں لوگوں کو اخلاقِ حسنہ کا  
 سبق دینے لگے۔

آئندہ آٹھ سال تک سیاسیات کی ندی میں کوئی طغیانی نہ آئی اور یہ زمانہ  
 سکون و خاموشی سے گزر گیا۔ وزارتِ عظمیٰ کے منصب پر ایک لائق شخص ہنری پلیم  
 فائز تھا جس نے بڑے و بدبہ اور بڑی خوش اسلوبی سے سلطنت کا انتظام کیا۔  
 ۱۸۴۸ء میں جنگِ یورپ کا خاتمہ صلح نامہ ایکس لاشیل پر ہوا۔  
 ۱۸۴۸ء میں برطانیہ پر اس جنگ نے اخراجات کا ایک بہت بڑا بوجھ  
 ڈالا تھا اور معاوضہ میں بجز دس لاکھ ڈالر کے جو اسے بحرہجرت

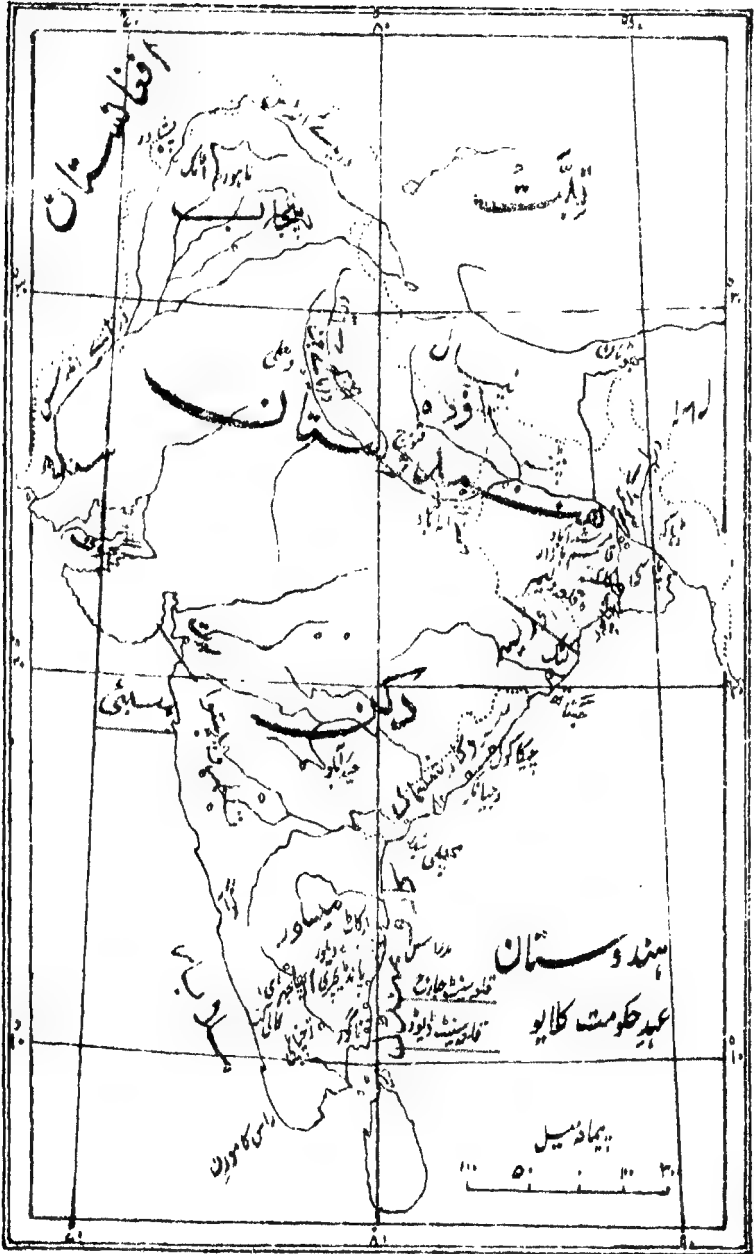
آئین ساری دنیا کا چکر لگانے کے بعد چسپانیوں پر چھاپہ مار کر لایا تھا اور کچھ وچل  
 نہ ہوا تھا۔ البتہ اتنا فائدہ اس جنگ سے ضرور ہوا کہ خاندانِ اسٹوارٹ کی ساتشوں  
 کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا اور سمندروں میں برطانیہ کی طاقت بڑھ گئی۔

۱۸۵۱ء میں فریڈرک شہزادہ ویز نے وفات پائی اور اسکا کم سن بیٹا جارج  
 وارث تخت و تاج ہوا۔ اسی سال قانونِ اصلاحِ تقویم جاری کیا گیا جسکی رو سے  
 جدید طریقہ کے مطابق سال کی ایام شماری ہونے لگی۔ پاپا سے گریگوری ہیز دہم نے  
 ۱۵۸۲ء میں اس طریقہ کو رومن کیتھولک مالک میرا پرانے  
 طریقہ کی اصلاح کے لئے رواج دیا تھا جس کی بموجب  
 ہر چار سو سال کے خاتمہ پر سال شمسی بقدر تین دن کے

بڑھ جایا کرتا تھا۔ جدید طریقہ یہ ہے کہ چوتھی صدی کو چھوڑ کر باقی تینوں صدیوں کے خاتمہ ہر ایک ایک دن گھنٹا دیا جاتا ہے۔ برطانیہ نے ۱۸۵۲ء میں یہ طریقہ اختیار نہ کیا تھا اور اسی لئے اب اُس کی تقویم فرانس اور جرمنی کی تقویم سے گیارہ دن پیچھے تھی یعنی فرانس و جرمنی میں ستمبر کی تاریخ اگر ۱۳ ادا تھی تو برطانیہ میں ۲۴ تھی۔ قانون اصلاح تقویم کی رو سے قرار پایا کہ ۱۸۵۲ء میں یہ گیارہ دن خارج کر دیجائیں اور طریقہ جدید اختیار کر لیا جائے۔ لوگوں کی سمجھ میں یہ حساب نہ آتا تھا اور جب انھیں فہمائش کی گئی کہ ماہ ستمبر ۱۸۵۲ء کی تیسری تاریخ آئندہ سے ستمبر کی چودھویں کہلا جائیگی تو بعض مقامات میں بلوے ہو گئے اس لئے کہ عوام اناس کو یہ خیال ہوا کہ اُن کے گیارہ دن حقیقت میں گھٹائے جا رہے ہیں۔ اسی ۱۸۵۲ء میں ۲۵ مارچ کی بجائے جواب تک یوم آغاز سال چلا آتا تھا جنوری کا پہلا دن سال کا روز اول مقرر ہوا۔ ۱۸۵۳ء اس لحاظ سے یاد رہنے کے قابل ہے کہ اسی سال لارڈ دارڈک کا مشہور قانون کلچ نافذ ہوا۔ ذلیل و فرومایہ پادریوں نے جو بعثت عدم اداس تھی فلیٹ کے محبس میں قید ہوتے تھے یہ مشندہ اختیار کر رکھا تھا کہ اگر کوئی عورت کسی مارڈک کا قانون کلچ عورت کو ساتھ لیکر اُن کے پاس آتا اور ان کی کٹھی گرم کر دیتا تو وہ پوچھ گچھ کے بغیر دونوں کا کلچ باندھ دیتے تھے۔ ۱۸۵۳ء۔

نئے قانون نے محبس کے نواح کی ان شرماک کلچ خواتین کا قطعی طور پر سد باب کر دیا۔

لیکن اگرچہ ۱۸۵۸ء سے لے کر ۱۸۵۹ء تک برطانیہ کو اندرونی خرخشوں سے نجات رہی پھر بھی دنیا کے دو مختلف حصوں میں فرانس کے ساتھ کشمکش کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ یا دہو گا کہ ملکہ الزبتھ نے ۱۸۵۹ء میں انگریزی سوداگروں کی انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی ایک جماعت کو مالک مشرقیہ ہندوستان کے ساتھ تجارت کرنے کے لئے ایک شاہی سند عطا کی تھی (دیکھو صفحہ ۲۴۵) اس جماعت کو جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے موسوم تھی ہندوستان کے ساتھ تجارت کرتے ہوئے اب ڈیڑھ سو سال ہو چکے تھے اور اس عرصہ میں اُس نے ہندوستان کے مختلف ساحلی مقامات پر کارخانے اور کوٹھیاں قائم کر لی تھیں۔





۱۶۱۳ء میں اس نے مغربی ساحل پر ایک کارخانہ بمقام سمورت تیار کیا اور ۱۶۱۵ء میں ایک اور کارخانہ کی بنیاد مشرقی ساحل پر قلعہ سینٹ جارج کے نام سے ڈالی جس کے نواح میں رفتہ رفتہ شہر مدراس آباد ہوتا گیا (دیکھو نقشہ نمبر ۷) ۱۶۱۷ء میں بمبئی جو سمورت کے قریب واقع ہے انگلستان کو چارلس ثانی کی ملکہ کے جہیز میں ملا اور ۱۶۹۸ء میں ایک اور انگریز کمپنی نے دریائے ہنگلی کے کنارہ فورٹ ولیم کی بنیادیں استوار کیں جس کے گرد شہر کلکتہ کی آبادی بھی۔ بالآخر ۱۷۵۷ء میں دونوں کمپنیاں مل کر ایک ہو گئیں۔ ان تینوں مرکزوں میں ایک ایک گورنر یعنی عامل مامور تھا اور کارخانوں کی حفاظت کے لئے ایک مختصر سی فوج ہوتی تھی جس میں بیشتر دیسی سپاہی ہوتے تھے۔ کمپنی اپنی اراضی کا سالانہ لگان اپنے علاقہ کے نواب یا مقامی فرمانروا کو ادا کرتی تھی۔ یہ نواب صوبہ داروں کے ماتحت ہوتے تھے اور ان سب کا سربراہ دولتِ مغلیہ ہندوستان کا شہنشاہ اعظم تھا۔

فرانسیسیوں کی بھی ایک ایسٹ انڈیا کمپنی تھی جس نے ہانڈی جیری میں ایک قلعہ بنا رکھا تھا۔ یہ مقام مدراس سے کوئی ایک سو میل جانب جنوب واقع تھا اور اس کے جنوب میں انگریزوں کا ایک اور مرکز قلعہ سینٹ ڈیوڈ کے نام سے موجود تھا۔ فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی انگریز اور فرانسیسی بستیوں والے ایک دوسرے کو سخت رشک و حسد کی نظروں سے دیکھتے تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ ۱۷۵۷ء

اور ۱۷۵۸ء کے درمیان جب دونوں قومیں یورپ میں دست و گریباں ہو رہی تھیں تو یہاں بھی ان میں جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ چنانچہ فرانسیسیوں نے انگریزوں کو شکست دے کر مدراس پر قبضہ بھی کر لیا۔ لیکن جب انیس لاشابل کا صلح نامہ مرتب ہوا تو مدراس انگریزوں کو واپس مل گیا۔

۱۷۵۸ء میں دولتِ مغلیہ ہندوستان کے تاجدار اور نواب نظام دکن دونوں نے وفات پائی۔ ان کی آنکھیں بند ہوتے ہی ملک میں اتاری ہوئی اور مختلف علاقوں کے نواب آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔ ہانڈی جیری کے گورنر ڈوہلے نے جنوبی ہندوستان میں ڈوہلے جو ایک بلند حوصلہ شخص تھا فتنہ و فساد کی آگ کو زیادہ کا اقدار ۱۷۵۹ء۔ بھڑکا کر جنوبی ہندوستان کو خود بادشاہ بننے کے منصوبے

گائے شروع کئے۔ چنانچہ نواب نظام دکن کا انتخاب اُسی کے جوڑ توڑ سے عمل میں آیا۔ علی ہذا القیاس مسند ارکاٹ بھی ایک ایسے نواب کے حصہ میں آئی جو اسی کا ساختہ پر داختہ تھا اور اس طور پر کچھ عرصہ کے لئے جنوبی ہندوستان حقیقت میں اسی کا ہو گیا۔ بظاہر اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ برطانوی تاجر مدراس سے نکال دئے جائیں گے۔ اس لئے کہ اُن کا حلیف نواب محمد علی ترچناپلی میں قلعہ بند تھا اور فرانسیسیوں نے چاروں طرف سے اُسے گھیر رکھا تھا۔ اس خطرہ سے کمپنی کے ایک نوجوان کارندہ رابرٹ کلائیو نے انہیں نجات دی اور ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی بنیادیں اسی کی ہمت اور کوشش سے قائم ہوئیں۔

کلائیو ایک جوشی مزاج نوجوان تھا جس کی سرکشی سے تنگ آکر اس کے ماں باپ نے ۱۷۷۴ء میں اُسے ہندوستان بھیج دیا تھا۔ ۱۷۷۶ء میں کلائیو کو پہلے بھی فرانسیسیوں کے ساتھ لڑائی کا اتفاق ہو چکا تھا۔ اب اُس نے محمد علی کو کمک پہنچانے کا ایک منصوبہ ذہن میں قائم کیا اور دو سو گوروں اور تین سو ویسی سپاہیوں کی ایک مختصر جمیعت کے ساتھ ماہ اگست ۱۷۷۷ء میں عازم ارکاٹ ہوا۔ قلعہ ارکاٹ کی فوج کو اُس کے آئے مکان دگمان بھی نہ تھا۔ کلائیو نے اچانک اُسے جا لیا اور شہر پر قبضہ کر کے کامل ایک مہینہ میں دن تک غنیمت کی مدافعت کرتا رہا تا آنکہ مرہٹے جو محمد علی کے حلیف تھے اپنے بچے اور انگریزوں کے ساتھ مل کر دشمن کو بھگا دیا۔ ترچناپلی کا محاصرہ اب اُٹھ گیا اور محمد علی نے فرانسیسی خطرے سے نجات پائی۔ اس کے کچھ ہی دن بعد کلائیو کا بالا دست افسر سیر لارنس انگلستان سے واپس آگیا اور انگریزی فوج کے پہلے درپہ فتوحات سے مجبور ہو کر فرانسیسیوں نے مرید جہد و جہد چھوڑ دی۔ دُوبلے نے سبھی جتن کئے کہ کسی طرح اُس کا ٹھویا ہوا اقتدار بحال ہو جائے لیکن اُس کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ حکومت فرانس نے اُسے ہندوستان سے واپس بلا کر ۱۷۷۸ء میں انگلستان کے ساتھ صلح کر لی اور کچھ عرصہ کے لئے امن و امان قائم ہو گیا۔

لیکن انگریزوں اور فرانسیسیوں کی عداوت کے حقیقی اسباب بدستور قائم تھے۔ اور یہ آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔ دونوں قوموں نے ہندوستان

میں تو صلح کر لی لیکن ابھی صلحنامہ کی سیاہی اچھی طرح خشک بھی نہ ہونے پائی تھی کہ امریکہ میں ان کی لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ انگریز اس وقت شمالی امریکہ میں تیرہ سرسبز و بارونق نوآبادیوں پر قابض تھے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے جداگانہ قوانین کی تابع اور اپنے جداگانہ صنعتی کارخانوں کی مالک تھی یہ تمام نوآبادیاں مشرقی ساحل پر واقع تھیں۔ ان کے شمال کی طرف فرانسیسیوں کا علاقہ پھیلا ہوا تھا جنہوں نے جنوبی کنیڈا آباد کیا تھا کہ اب اسے صوبہ کوئیک کہتے ہیں (دیکھو نقشہ نمبر ۲۵۸) شمال و مغرب کی طرف شمالی امریکہ کے قدیم سرخ رنگ باشندے آباد تھے اور جنوب فرانسیسی و انگریز اور امریکی و مغرب یو سی اے کی فرانسیسی نوآبادی واقع تھی۔ سرخ رنگ وحشیوں کا ملک انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان ایک مدت سے مابہ نزاع چلا آتا تھا۔ آخر نو بہت یہاں تک پہنچی

کہ فرانسیسی گورنروں نے دریا سے الیگینز کے مغرب کے سارے علاقہ پر فرائض کا حق ملکیت قائم کر کے تمام انگریز نوآبادیوں کو یہاں سے نکال دیا۔ اس کے جواب میں انگریزوں نے فرانسیسیوں کو نو اسکوشیا سے نکال باہر کیا اور قلعہ م میں ایک انگریزی نوآبادی کی بنا ڈالی جس کا نام لارڈ ہیل نیکیس کے نام پر رکھا گیا۔ اسی کے ساتھ انہوں نے دریا سے اوہیو کی وادی میں پیش قدمی کر کے ایک مقام پر جہاں دریا دو شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے ایک قلعہ بنا کر شروع کر دیا۔ اس قلعہ کی تعمیر ہو رہی تھی کہ کنیڈا کے گورنر ڈوکومین نے ۱۷۵۴ء میں ایک لشکر جسٹار قلعہ ڈوکومین روانہ کیا جس نے انگریزوں کو نکال کر وہاں خود ایک قلعہ بنالیا جو قلعہ ڈوکومین کے نام سے موسوم ہوا۔ جارج واشنگٹن ۱۷۵۴ء

جس کی عمر اس وقت بائیس سال تھی فرانسیسیوں سے یہ قلعہ چھین لینے کے لئے بھیجا گیا لیکن دشمن کے مقابلہ میں اس کی حیثیت استقر کم تھی کہ ایک ابتدائی سرکہ میں کامیاب ہونے کے بعد اسے مجبوراً پسپا ہونا پڑا۔ اب امیر ہائیکام نے جو ڈوکومین کے بعد کنیڈا کا گورنر مقرر ہوا تھا عزم باجزم کر لیا کہ قلعہ ڈوکومین قلعہ ٹانگرا اور قلعہ ککٹروگ کو چھوٹے چھوٹے قلعوں کے ایک سلسلہ سے ملا کر مغربی علاقہ کے ساتھ انگریزوں کا تعلق بالکل منقطع کر دے۔



گائے شروع کئے۔ چنانچہ نواب نظام دکن کا انتخاب اُسی کے جوڑ توڑ سے عمل میں آیا۔ علی ہذا القیاس سندھ ارکاٹ بھی ایک ایسے نواب کے حصہ میں آئی جو اُسی کا ساختہ پر واختہ تھا اور اس طور پر کچھ عرصہ کے لئے جنوبی ہندوستان حقیقت میں ایک ہی گڑ بظاہر اب ایسا معلوم ہوتا تھا کہ برطانوی تاجر مدراس سے نکال دئے جائینگے اس لئے کہ اُن کا حلیف نواب محمد علی ترچنپلی میں قلعہ بند تھا اور فرانسیزیوں نے چاروں طرف سے اُسے گھیر رکھا تھا۔ اس خطرہ سے کمپنی کے ایک نوجوان کارندہ رابرٹ کلایو نے انہیں نجات دی اور ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی بنیادیں اسی کی ہمت اور کوشش سے قائم ہوئیں۔

کلایو کی ہر دقت امداد

ساختہ۔

اگر اس کے ماں باپ نے سن ۱۶۸۷ء میں اُسے ہندوستان بھیج دیا تھا۔ سن ۱۶۹۶ء میں کلایو کو پہلے بھی فرانسیزیوں کے ساتھ لڑائی کا اتفاق ہو چکا تھا۔ اب اُس نے محمد علی کو کمک پہنچانے کا ایک منصوبہ ذہن میں قائم کیا اور دو سو گوروں اور تین سو دس سپاہیوں کی ایک مختصر سی جمیعت کے ساتھ ماہ اگست سن ۱۶۹۷ء میں عازم ارکاٹ ہوا قلعہ ارکاٹ کی فوج کو اُس کے آئے کا سان و گمان بھی نہ تھا۔ کلایو نے اچانک اُسے جا لیا اور شہر پر قبضہ کر کے کامل ایک مہینہ بیس دن تک غنیم کی مدافعت کرتا رہا تا آنکہ مرے ہو محمد علی کے حلیف تھے آپہنچے اور انگریزوں کے ساتھ مل کر دشمن کو بھگا دیا۔ ترچنپلی کا محاصرہ اب اٹھ گیا اور محمد علی نے فرانسیزی خطرے سے نجات پائی۔ اس کے کچھ ہی دن بعد کلایو کا بالا دست افسر میجر لارنس انگلستان سے واپس آگیا اور انگریزی فوج کے پے درپے فتوحات سے مجبور ہو کر فرانسیزیوں نے مرید جہد و جہد چھوڑ دی۔ ڈوپیلے نے سبھی جتن کئے کہ کسی طرح اُس کا ٹھکانہ ہوا اقتدار بحال ہو جائے لیکن اس کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ حکومت فرانس نے اُسے ہندوستان سے واپس بلا کر سن ۱۶۹۸ء میں انگلستان کے ساتھ صلح کر لی اور کچھ عرصہ کے لئے امن و امان قائم ہو گیا۔

لیکن انگریزوں اور فرانسیزیوں کی عداوت کے حقیقی اسباب بدستور قائم تھے۔ اور یہ آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔ دونوں قوموں نے ہندوستان

میں تو صلح کر لی لیکن ابھی صلحنامہ کی سیاہی اچھی طرح خشک بھی نہ ہونے پائی تھی کہ امریکہ میں ان کی لڑائی پھر شروع ہو گئی۔ انگریز اس وقت شمالی امریکہ میں تیرہ سرسبز و بارونق نوآبادیوں پر قابض تھے کہ ان میں سے ہر ایک اپنے جداگانہ قوانین کی تابع اور اپنے جداگانہ صنعتی کارخانوں کی مالک تھی یہ تمام نوآبادیاں مشرقی ساحل پر واقع تھیں۔ ان کے شمال کی طرف فرانسیسیوں کا علاقہ پھیلا ہوا تھا جنہوں نے جنوبی کنڈا آباد کیا تھا کہ اب اسے صوبہ کوئیک کہتے ہیں (دیکھو نقشہ نمبر صفحہ ۲۵۲) شمال و مغرب کی طرف شمالی امریکہ کے قدیم سرخ رنگ باشندے آباد تھے اور جنوب فرانسیسی اور انگریز اور امریکہ کے فرانسیسی نوآبادی واقع تھی۔ سرخ رنگ وحشیوں کا ملک انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان ایک مدت سے مابہ التّراعی چلا آتا تھا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی

کہ فرانسیسی گورنروں نے دریاے الیگینز کے مغرب کے سارے علاقہ پر فرانس کا حق ملکیت قائم کر کے تمام انگریز نوآبادیوں کو یہاں سے نکال دیا۔ اس کے جواب میں انگریزوں نے فرانسیسیوں کو نو اسکوشیا سے نکال باہر کیا اور ۱۷۶۳ء میں ایک انگریزی نوآبادی کی بنا ڈالی جس کا نام لارڈ ہیلی فیکس کے نام پر رکھا گیا۔ اسی کے ساتھ انہوں نے دریاے اوہیو کی وادی میں پیش قدمی کر کے ایک مقام پر جہاں دریا دو شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے ایک قلعہ بنا نا شروع کر دیا۔ اس قلعہ کی تعمیر چوہی رہی تھی کہ کنڈا کے گورنر ڈوکومین نے ۱۷۶۵ء میں ایک لشکر جسار قلعہ ڈوکومین روانہ کیا جس نے انگریزوں کو نکال کر وہاں خود ایک قلعہ بنا لیا جو قلعہ ڈوکومین کے نام سے موسوم ہوا۔ حاج وائنگٹن

جس کی عمر اس وقت بائیس سال تھی فرانسیسیوں سے یہ قلعہ چھین لینے کے لئے بھیجا گیا لیکن دشمن کے مقابلہ میں اس کی جیت اس قدر کم تھی کہ ایک ابتدائی معرکہ میں کامیاب ہونے کے بعد اسے جمہور آپسپا ہونا پڑا۔ اب امیر ہائیکام نے جو ڈوکومین کے بعد کنڈا کا گورنر مقرر ہوا تھا عزم بالجبرم کر لیا کہ قلعہ ڈوکومین قلعہ ٹانگری اور قلعہ کاکٹروگاکو چھوٹے چھوٹے قلعوں کے ایک سلسلہ سے ملا کر مغربی علاقہ کے ساتھ انگریزوں کا تعلق بالکل منقطع کر دے۔

فرانسیسیوں کا یہ منصوبہ حکومت انگلستان کی بے حد تشویش کا باعث ہوا اور اس کے انگریزوں کو شکست توڑ کے دئے میجر جنرل بریڈک دو ہزار سپاہیوں کیساتھ انگلستان سے روانہ کیا گیا۔ بریڈک کی قسمت اچھی نہ تھی۔ وہ اپنی فوج کے ساتھ کھنے جنگلوں میں سے گزر رہا تھا کہ فرانسیسیوں اور

سرخ رنگ دھبیوں نے کمین گاہ سے نکل کر اس کے سات سو سپاہیوں کو تین کر دیا اور وہ خود بھی مارا گیا۔ معاملہ اب بہت طول کھینچ گیا تھا اور برطانیہ و فرانس کے جھگڑے کا دو ٹوک فیصلہ تلوار ہی کر سکتی تھی۔ بجز اس کے اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا۔

اس کے علاوہ یورپ میں بھی ایک نئی جنگ کے سامان ہو رہے تھے۔ عہد نامہ ایکس لاشاپل کے سپرو قلم ہونے کے وقت سے ملکہ میربا تھریز کی برابر ہی آرزو تھی کہ کسی طرح سلیسیا کا علاقہ اُسے واپس مل جائے اور فریڈرک ثانی جنگ ہفت سالہ شاہ ہدوشیا کو حال ہی میں اس امر کا علم ہوا تھا کہ اُس کی روز افزون طاقت کے کچلنے کی غرض سے فرانس سویڈن سے

اور سینی ملکہ موصوفہ کی امداد پر آمادہ میں فریڈرک نے ازراہ دوراندیشی سیکسنی کے خلاف اعلان جنگ اور برطانیہ کے ساتھ اتحاد قائم کر کے حملے میں پیل خود کی۔ اب برطانیہ اور ہدوشیا نے ایک طرف اور فرانس روس آسٹریا اور سیکسنی نے دوسری طرف ہو کر وہ خوفناک لڑائی شروع کی جو "جنگ ہفت سالہ" کے نام سے مشہور ہے۔

انگلستان اس تصادم کیلئے بالکل تیار نہ تھا فوج کی حالت کی طرف حکومت نے ذرا توجہ انگلستان پر پڑنے لگی تھی اور تین ملین اس قابل تھیں کہ شریک جنگ ہو سکیں۔ قوم میں ایک تباہیاں ۱۷۵۷ء۔ اکلہلی ہی لڑی کہ مبادا فرانس یکایک انگلستان پر چڑھ دوڑے اور لینے کی دینے پڑ جائیں اس کیلئے نیوکاسل جو اپنے بھائی ہنری لیہم کی وفات پر وزیر اعظم مقرر ہوا تھا ایک ہودا اور چلبلا شخص تھا جس میں مطلق یہ قابلیت موجود نہ تھی کہ ایسے بڑے خطرے کا مقابلہ کر سکے۔ ایک بہت بڑی رنک ملک کو پہلے ہی لٹ چکی تھی جس کی کیفیت یہ ہے کہ فرانسیسیوں نے قبل از اعلان جنگ جزیرہ سنار کا پر قبضہ

کر لیا تھا اور امیر البحر بنگ جس کے ماتحت میں دس ناقص جنگی جہاز مقابلہ کیئے  
منار کا پرنسپل کا تہا بھیجے گئے تھے دشمن کو زیادہ طاقتور پا کر ایک چھوٹی سی جہاز  
کے بعد پسپا ہو گیا تھا۔ اس شکست کا حال سن کر لوگوں کی

۱۷۹۶ء

برجی کی کوئی انتہا نہ رہی اور نیو کیسل نے جو جمہور کے غصہ کی  
یہ حالت دیکھ کر سہم گیا تھا وعدہ کیا کہ جب بنگ انگلستان واپس آئے گا تو اس پر جنگی  
عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ دوسرے سال جب کہ نیو کیسل عہد وزیر ارٹھے  
امیر البحر بنگ کا قتل سبکدوش ہو چکا تھا بنگ پر حقیقت میں مقدمہ قائم کیا گیا اور  
اگرچہ جنگی عدالت نے اس کی جاں بخشی کی بہت کچھ سفارش کی

۱۷۹۷ء

اور اپنے فیصلہ میں یہ رائے ظاہر کی کہ گو قانوناً وہ مجرم ہو  
لیکن اخلاقاً بیگناہ ہے پھر بھی یہ بہادر امیر البحر ۱۷۹۷ء کو گولی کراڑا دیا گیا  
منار کا کے ہاتھ سے کھل جانے کا صدمہ ابھی قوم کے دل میں تازہ ہی تھا  
کہ ہندوستان سے ایک اور بھی زیادہ ہیبت واقعہ کی اطلاع موصول ہوئی۔ اس  
کال کوٹھڑی کا واقعہ کلکتہ میں واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ہندوستان کے ایک مقامی رئیس نواب  
جون ۱۷۹۷ء

اسراج الدولہ حاکم بنگالہ کی انگریزی سودا گریں کو تنگ کر رہی تھیں اسراج الدولہ نے  
اگر کلکتہ پر قبضہ کر لیا اور ایک سو چھیالیس برطانوی قیدیوں کو قلعہ کے ایک سنگین جہیز میں جو بلیک ہول  
(زندان سیاہ) کے نام سے موسوم تھا ماہ جون کی ایک گرم رات کے وقت بند کر دیا  
یہ حجرہ پورا بیس فٹ مربع بھی نہ تھا اور اس میں ہوا کی آمد و رفت کے لئے صرف  
دو چھوٹی چھوٹی سلاخ دار کھڑکیاں لگی تھیں۔ بد نصیب قیدیوں کا گرمی کی شدت سے  
دم گھٹا جاتا تھا۔ وہ ہتیرا چیتے چلاتے رہے کہ ہمیں چھوڑ دیا جائے لیکن ان کی  
مالہ و فریاد کسی نے کان نہ دھرا۔ صبح کو جب قید خانہ کا دروازہ کھولا گیا تو  
ایک سو چھیالیس میں سے صرف تیس زندہ بچے اس کے بعد اسراج الدولہ نے

۱۷۹۷ء زندان سیاہ کی داستان کا شمار ان روایات میں ہے جو ایک مورخ کے قلم کی بجائے ایک فرائیڈ  
کے قلم کو زیادہ زیب دیتی ہیں۔ اور مالول جو سائنس دان سیاہ کا صنف تھا بالکل ناقابل اعتناء معلوم کیا گیا  
کچھ عرصہ ہوا ایک انگریز نے اخبار "اسٹیشنر" کلکتہ میں ایک سلسلہ مضامین لکھ کر ثابت کیا تھا کہ  
"بلیک ہول" (کال کوٹھڑی) کا قصہ محض ایک مدوغ بے فروغ ہے۔ بقیہ مضمون صفحہ آئندہ۔

نورث ولیم میں ہندوستانی فوج قینیات کر کے انگریزوں کو کلکتہ میں بود و باش رکھنے کی ممانعت کر دی اور کلکتہ کا نام علی گھر رکھا جس کے معنی خدا کی ہند رکھاہ کے میں سے برطانیہ کی حالت کبھی ایسی پست نہ ہوئی تھی جیسی ۱۷۵۶ء اور ۱۷۵۷ء کے درمیان ہو گئی۔ براعظم یورپ میں فریڈرک ثانی کو اپنی ہی حالت سنبھالنی مشکل ہو گئی تھی امیر کبیر لند کو فرانسیسی فوج کے مقابلہ میں سپاہیوں کو گلا سٹریز میں اس شرط کو انگریزوں کو یورپین شکست ماننے پر مجبور ہونا پڑا تھا کہ فرانسیسی جینو وری پر قبضہ کر لیں۔ کنادا میں بھی ہر جگہ فرانسیسی ہی کا میاں ہو رہے تھے ہندوستان ۱۷۵۷ء۔

میں انگریزوں کی سیکسی کا یہ عالم تھا کہ ان کے بھائی بند قتل کر ڈالے گئے اور وہ قاتلوں کا کچھ بگاڑ نہ سکے۔ انہیں واقعات سے متاثر ہو کر مشہور انگریزی مدیر جیٹ فریلڈ کو بھسرت کہنا پڑا کہ اب ہمارا اشار دنیا کی قوموں میں نہیں رہا۔

لیکن گردش کے یہ دن جلد ختم ہو گئے۔ انگلستان کی خوبی تقدیر سے عنان اقتدار اس وقت ولیم پٹ کے ہاتھوں میں آئی جو ایک زمانہ میں جماعت ”محبان وطن“ کا پیشوا تھا اور آگے چل کر لارڈ جیٹیم کے لقب سے ملقب ہوا۔ پٹ کے دل میں اپنے وطن کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ وہ بڑا صاف گو اور مہن کا پکا تھا۔ انصاف کی حمایت اور جبر و استبداد کی مخالفت میں اس کو کبھی اغزش نہ ہوتی تھی چنانچہ بنگ کی جان بچانے کے لئے اس نے اپنی قوت بیانیہ کا پورا جوش و خروش صرف کر دیا۔ انہیں اوصاف کی بدولت اس نے سالہا سال سے اہل انگلستان کے دل میں گھر کر رکھا تھا۔ لیکن جارج ثانی اسے اچھا نہ سمجھتا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ہینو وری کے خلاف کئی تقریریں کی تھیں۔ ۱۷۵۶ء میں اس وقت کے وزیراعظم امیر کبیر ڈیون شاید نے

بقیہ مضمون صفحہ گزشتہ۔ اور دوسری ویلیوں کے علاوہ اگر اس روایت کو اوراق تاریخ میں جگہ دیتے وقت انگریزوں نے صرف اتنی ہی بات پر غور کر لیا ہوتا کہ آیا ایک ایسے جبر میں جس کا رقبہ میں فٹ مربع بتایا جاتا ہے ایک سو چھیالیس آدمی سا بھی سکتے ہیں انہیں تو بھی اس تھکے کا فرضی بڑا ثابت ہو جاتا ہے پھر ہم

۱۷۵۷ء معلوم نہیں علی گھر کے یہ معنی پہلے نے کس وقت سے لئے ہوئے مسترجم

پیشہ کو وزارت صیفہ خارجہ کے لئے منتخب کیا۔ لیکن بادشاہ نے چند مہینے بعد اُسے  
 برطرف کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ستیرازہ حکومت بھگیا اور امیر نیوکسیل نے جس کے سپرو  
 نٹے وزیروں کے انتخاب کی خدمت ہوئی تھی بادشاہ سے صاف کہہ دیا کہیں پٹ  
 کی مدد کے بغیر حکومت کی کل کسی طرح نہیں چلا سکتا۔ غرض جارج کو با دل ناخواستہ  
 پٹ کے تقرر پر رضامند ہونا پڑا اور رئیس عوام ہر لوگ پٹ کو اسی لقب سے  
 یاد کرتے تھے۔ آئندہ چار سال تک منصب وزارت خارجہ پر مامور رہا۔ اس اثنا میں  
 اگرچہ وزیر اعظم نیوکسیل ہی رہا اور اس عہد کے دستور کے مطابق راکین دارالعوام  
 کو رشوت دے دلا کر حکومت کے ہم آہنگ بنانے کی خدمت انجام دیتا رہا۔  
 پٹ کا انتظام حکومت لیکن حکومت کی ہاگ ور اصل پٹ کے ماتحتیں تھیں اور وہی  
 تمام سیاہ و سفید کا مالک تھا چنانچہ ایک مرتبہ اس نے خود  
 بڑے دعوے سے کہا کہ میں ہی انگلستان کو تباہی سے  
 بچا سکتا ہوں۔ یہ روگ بجز میرے اور کسی کے بس کا نہیں ہے یہی بھر و سنا تھا  
 جس کے بل پر اُس نے چار سال کے اندر اندر برطانیہ کو باس و ناامیدی سے  
 نکال کر قوت و اقبال کی بلندی تک پہنچایا۔ پٹ کی ذات میں بہت سے عیوب  
 تھے۔ وہ غصیلابھی تھا کینہ تو زبھی تھا اور احسان فراموشی بھی اس کی عادت  
 میں داخل تھی۔ لیکن اسی کے ساتھ بے غرضی حب وطن اور بہت وجہات کے  
 محاسن سے بھی اُس کی سیرت مزین تھی۔ دولت جمع کرنے کے مواقع اُسے  
 کثرت سے حاصل تھے لیکن ان موقعوں سے اُس نے کبھی فائدہ نہ اٹھایا اور اپنے  
 ملک کی خدمت کا حق باحق وجہ ادا کیا۔

✓ ماہ جون ۱۷۷۱ء میں حکومت کی عنان اقتدار پٹ کے ہاتھوں میں آئی  
 اور چند ہی دنوں میں اُس کی انتظامی قابلیت سے ملک کی حالت کچھ سے کچھ ہو گئی۔  
 انگلستان کے طول و عرض میں فوج روینف کی جمیتیں تیار کی گئیں۔ قوت بحری بڑھائی گئی  
 اور اسکاٹ لینڈ کے کوہستانوں کی بلندیوں میں پٹ نے کلاسٹرز یوں کے قابل عار  
 معاہدے کو تسلیم کرنے سے قطعاً انکار کر دیا اور امیر کیر لینڈ کو واپس طلب کر کے فریڈینڈ  
 امیر برنسوک کو جو ایک قابل اور آزمودہ کار افسر تھا برطانوی اور مینووری فوج کی

کمان پر مقرر کیا۔ شاہ فریڈرک کے لیے ساتھ لاکھ پاؤنڈ کے سالانہ وظیفے کی منظوری دی گئی اور اُس نے اب برطانیہ کی امداد کی طرف سے مطمئن ہو کر نئی ہمت اور نئی جرات کے ساتھ اپنے دشمنوں کا مقابلہ شروع کیا۔ چنانچہ ۱۸۰۵ء نومبر ۲۵ء کو اُس نے سیکسنی میں بمقام راساک فرانسیسیوں اور جبرمنوں کی متحدہ افواج پر فتح پائی اور راساک ولیمین کی لڑائیوں ایک مہینے بعد لیوٹھن کے میدان میں جو صوبہ سیلیٹیا میں واقع ہے ۱۸۰۵ء۔ ایک بہت بڑی آسٹرویائی فوج کو شکست دی۔ ان پے در پے

فتوحات نے شاہ پر دشتیا کا نام دنیا میں روشن کر دیا اور تاریخ میں اگر وہ فریڈرک اعظم کے لقب سے مشہور ہے تو اس کا باعث وہ شجاعت ہے جس کے بل پر اتنے دشمنوں سے اُس نے اپنے ملک کو اُن دنوں میں تباہ و برباد ہونے سے بچا لیا جبکہ یورپ کی طاقتوں میں پر دشتیا کی کوئی ہستی نہ تھی۔

پسٹ نے جنگ یورپ میں اگرچہ اپنی مساعی جمیلہ سے ایک نئی روح پھونک دی لیکن اُس کی توجہ کا برا حصہ امریکہ پر مبذول رہا کیونکہ برطانیہ کا نفع و نقصان زیادہ تر اسی سرزمین کے ساتھ وابستہ تھا۔ اُس نے برطانوی نوآبادیوں کے نام اس مضمون کا پیغام روانہ کیا کہ کوئٹہ اور مائٹریل پر حملہ آور ہونے کے لئے فوجیں نہ بھیجیں۔ کسٹ ڈاؤننگ اور تمام مغربی علاقے پر قابض ہو جائیں ان افواج کے مقامی افسروں کو دیی عہدے اور درجے دئے گئے جو شاہی فوج کے افسروں کو حاصل تھے اور اس ترکیب سے پتہ چلتا تھا کہ ان کا دل بھی میں لیا

برطانیہ سے وہ گولی بارود ہتھیار اور رسد کے ذخیرے برابر بھیجتا جاتا تھا اور ملک کے لئے نئی کوہستانی پلٹینیں بھی روانہ کرتا جاتا تھا سپہ سالاری کے منصب پر جرنیل ابر کرابی کا تقرر مل میں آیا اور ایمرسٹ ولف اور جیسے نوجوان اور اسی کے ساتھ لائٹ افسر اس کی ماتحتی میں دئے گئے۔ ادھر پیٹ نے امیر البحر بسکاول کو ایک جنگی بیڑا دے کر شمالی امریکہ کی طرف روانہ کیا کہ لوی برگ پر حملہ کر کے کنڈاولوں کو سمندر کی طرف سے کسی قسم کی مدد نہ پہنچے دے۔

اس کے بعد تین سال تک کنڈا میں بڑے بڑے اہم واقعات پیش آتے رہے۔ ۲۰ جولائی ۱۸۰۵ء کو لوی برگ اور راس برٹن کے سارے علاقے پر

انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ ۲۵ نومبر کو جرنیل فارس اور واشنگٹن کی سرکردگی میں قلعہ ڈوکون کی تسخیر اکوہستانیوں اور امریکنوں کی ایک متحدہ جمعیت نے قلعہ ڈوکون پر ۱۵۵۰ء کو از سر نو مسخر کر لیا اور انگلستان کے نامور وزیر کے نام پر اس کا نیا نام پمپسبرگ رکھا گیا (دیکھو نقشہ نمبر، صفحہ ۴۲۵)۔

انگریزوں کو ٹکانڈروگا کے میدان میں البتہ ہزیمت اٹھانی پڑی اور اس محرم میں لاڈھو تو کام آیا اور جرنیل ابرکراہی نے شکست کھائی لیکن دوسرے ہی سال یعنی ۱۵۵۱ء میں ٹکانڈروگا کو ادن پائنٹ اور ناگراسب انگریزوں کے ہاتھ آ گئے۔

اس اثنا میں بہادر فرانسیسی سپہ سالار مانٹ کام جسے فرانس سے بہت ہی کم کمک پہنچی تھی ولف کے مقابلہ میں کناڈا کے سب سے بڑے شہر کوئیک کی حفاظت مدام اور کر رہا تھا کوئیک کی دریا نے سینٹ لارنس کے بائیں کنارے سرسفلک جٹانوں پر واقع ہے اور اس کے عقب میں ایک اور دیاسینٹ چارلس بہتا ہے۔ یہاں کے شمال کی طرف ایک سنگلاخ سطح مرتفع جو وادی ابراہیم کے نام سے موسوم ہے پھیلتی ہوئی چلی گئی ہے۔ جنوبی حصہ نشیب میں واقع ہے اور مانٹ کام نے اپنی فوج کی صف بندی کے لئے یہی مقام تجویز کیا تھا۔ ماہ جون ۱۵۵۱ء میں جہازوں کا ایک زبردست بیڑا جرنیل ولف کی فوج کو لئے ہوئے دریا سے سینٹ لارنس کے دہانے میں داخل ہو کر آگے بڑھا لیکن اگرچہ اس بیڑے نے شہر پر گولہ باری بھی کی اور فوج نے جہازوں سے انحرار حملہ بھی کیا جس میں بہت سے سپاہی کھیت رہے پھر بھی ولف سے یہ مستحکم شہر سر نہ ہوسکا۔ اس ناکامی نے ولف کو دل شکستہ کر دیا۔ اس کے علاوہ فوج میں بخار پھیل گیا اور بکثرت سپاہی ضائع ہو گئے۔ وہ خود بھی بیمار ہو گیا اور اسی خیال ہی اس نے مناسب سمجھا کہ سروسٹ حملہ ملتوی کر دیا جائے اور موسوم سرما کے گزر چکے بعد کوئی نئی تدبیر کی جائے۔ لیکن ایک دن جب وہ کوئیک کی شمالی جانب ساحل کے کنارے کنارے دیکھ بھال کر رہا تھا اس کی نظر اتفاقاً ایک تنگ پکڑڈی پر پڑی جو ڈھلواں جٹان کے پہلو پر پیچھے کھاتی ہوئی وادی ابراہیم کی طرف جاتی تھی۔ یہ دیکھتے ہی اس نے قصد کر لیا کہ اس رستے سے شیخون مارے اور شہر پر اچانک جا پڑے۔

تسخیر کوئیک  
ماہ ستمبر ۱۵۵۱ء



ستمبر کی بارہویں تاریخ کو آدھی رات کے وقت کیل کانٹے سے لیس ہو کر اُس نے کوچ کیا اور گھنٹہ بھر بعد اُس کے سپاہی دو دو کی قطاریں شانہ بشانہ پہاڑی پر چڑھنے لگے۔ سپاہی تو بڑے چلے جاتے تھے اور ولف انگلستان کے مشہور شاعر گرے کا وہ پروردہ مرثیہ زیر لب لگاتا جاتا تھا جو چند ہی سال قبل سپر و قلم ہوا تھا۔ جب وہ اس مصرعہ پر پہنچا کہ ۔۔۔ رہبر و جاوہ عظمت کی لمحہ منزل ہے۔

تو بے اختیار ہکا راٹھا کہ ”اس نظم کا مصنف ہونا کوئیک کے فاتح ہونے سے برابر تب افضل ہے۔“ پوچھتے رہتے تھے کہ حملہ آوروں کی قلیل التعداد جمیعت واوی ابراہیم میں پہنچ گئی۔ مانٹ کام غنیم کی اس ناگہانی تاخت سے ہکا بکارہ گئی۔ لیکن پھر بھی اُسے اوسان خطا نہ ہونے اور وہ بسرعت تمام اپنی فوجیں لیے ہوئے مقابلے کو بڑھا۔

فرانسیسی سپاہی اپنے حریفوں پر بے تابا نہ جیسے لیکن برطانوی بند فوجیوں نے ایک ایسی بارہمادی کہ اُن کی صفیں چھلنی ہو کر رہ گئیں۔ مانٹ کام نے اپنی فوج کو بہتیار پڑھا دیا۔ اُس کے سپاہیوں کی بہادری میں بھی کلام نہ تھا لیکن وہ قواعد اور جنگ آزمودہ نہ تھے۔ گولیوں کا سینہ برسانے کے بعد انگریزوں نے انھیں سنگینوں

کی نوک کے آگے رکھ لیا جس سے اُن کے قدم اکھڑ گئے ولف ایک کاری زخم کھا کر اپنے ایک افسر کے آغوش میں دم توڑ رہا تھا۔ فرانسیسیوں کو میدان جنگ سے منہ موڑتے دیکھ کر یہ افسر چلایا کہ وہ بھاگے وہ بھاگے ”ولف نے جب پوچھا کہ ”کو کون بھاگے“ اور افسر نے حقیقت حال بیان کی تو ولف نے خدا کا شکر ادا کیا

اور کہا کہ ”اب میں نہایت خوشی سے جان دیتا ہوں“ بہادر مانٹ کام بھی زخمی ہو کر میدان جنگ میں کام آیا۔ عالم نزع میں جب اُسے اپنی ناکامی اور غنیم کی کامیابی کی

کیفیت معلوم ہوئی تو بحسرت کہنے لگا کہ ”جو کچھ ہوا اچھا ہوا شکر ہے کہ میں جیتے جی ولف اور مانٹ کام کی تو کوئیک کو غنیم کے حوالہ ہوتے نہ دیکھوں گا۔ یہ دونوں بہادر موت۔

سپسالار جو اپنے اپنے فرائض منصبی کے بجالانے میں کام آئے پہلو بہ پہلو دفن کئے گئے واوی ابراہیم میں ایک منارہ ان کی

یاوگاریں کھڑا ہے جس پر دونوں کے نام کندہ ہیں۔ اگرچہ جنگ اُس کے بعد بھی اور ایک سال جاری رہی تا آنکہ ۱۸ ستمبر ۱۸۰۱ء کو اسٹریل پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا

لیکن کناڈا کی پہلی فتح جس نے امریکہ میں فرانسیسیوں کی قوت کا خاتمہ کروا دیا  
انگریزوں کو کوئٹہ ہیک ہی کے منہ پر کرنے سے حاصل ہوئی۔

اس وقت پرتگیزی ذات پر جس قدر بھی فخر ہوتا تھا اس لئے کہ یہ ساری  
کامیابیاں اُس کی مدبرانہ سرگرمی اور انداز و اعانت کا ثمرہ تھیں۔ مثل مشہور ہے۔  
یورپ میں برطانوی فتوحات کو خدا جب دیتا ہے تو چھپ چھپا کر دیتا ہے۔ اسی سال یورپ  
میں بھی انگریزوں کو فتح پر فتح حاصل ہوئی۔ سن ۱۷۵۹ء واقعہ صوبہ

ولسٹ فیلڈ میں برطانویوں اور مینووریوں کی متحدہ افواج  
نے امیر کبیر فرڈیننڈ کے زیر کمان فرانسیسیوں کو ماہ اگست ۱۷۵۹ء میں شکست دی۔  
اور اسی مہینے امیر البحر بوسکاؤن نے بائیں فرانسیسی جہاز پر تنگال کے ساحل پر لڑائی  
کے قریب غرق کر دیئے۔ نومبر میں امیر البحر ہیک نے فرانسیسی بیڑے کے  
بچے کچھ جہازوں کو فرانسس کے مغربی ساحل پر علیج کو بھران میں چلتے جھکڑ کے اندر  
شکست دی۔ انگریزوں کے کان ان فتح و نصرت کی خبریں سننے کے ایسے عادی  
ہو گئے تھے کہ سابق وزیر اعظم کابینٹا راس والیول ایک جگہ تحریر کرتا ہے کہ  
"ہج کل تو چھو صبح اٹھ کر سب سے پہلے یہی سوال کرنا پڑتا ہے کہ آج کس فتح کی خبر آئی  
کیونکہ فکر رہتی ہے کہ کہیں کسی فتح سے ہم شبے خبر نہ رہ جائیں۔"

امریکہ و یورپ کی فتوحات کیساتھ ساتھ دنیا کے ایک دوسرے حصے سے خبر آتی کہ برطانیہ  
کا اقبال ایک اور اقلیم کو مستحضر کر رہا ہے۔ کلاویو ۱۷۵۹ء میں بیمار ہو کر گھر آیا تھا اور قلعہ سنیتھ  
کی گورنری پر مامور ہو کر مرنے لگا اور اس کا پس گیا ہی تھا کہ زندان سیاہ کے سانچوں میں  
کی خبر موصول ہوئی۔ یہ خبر سننے ہی حکومت انگلستان نے فیصلہ کر لیا کہ امیر البحر  
وائٹن اور کلاویو کو کلکتہ کے دوبارہ تشریف کرنے پر مامور کیا جائے چنانچہ چھ مہینے بھی نہ گزرنے پاسے  
تشریف کلکتہ  
کہ برطانوی جھنڈا پھر فورٹ ولیم پر لہرائے لگا اور راج الدولہ  
کو مجبوراً صلح کرنی پڑی لیکن راج الدولہ نے عہد کی پابندی نہ کی اور  
۱۷۵۹ء جب کلاویو کو معلوم ہوا کہ وہ فرانسیسیوں کیساتھ مل کر انگریزوں کو تنگال سے

کھانے کے منصوبے پر راج اور پلاسی میں ایک بہت بڑی فتح بھی جمع کر چکا ہے تو اس نے  
سہ یہ اور ہندوستان کے متعلق جو واقعات اس تاریخ میں آگے لکھے ہیں وہ بہت بقیہ ضرور ملاحظہ

مقصود ارادہ کر لیا کہ سراج الدولہ کو تخت سے اتار کر اس کے ایک افسر میر جعفر کو مسند پر بٹھائے۔ نواب سراج الدولہ کے ساتھ ہزار کے لشکر کے مقابلے میں اگرچہ کلاویو کی فوج صرف تین ہزار تھی پھر بھی اس نے تنہا ہتھیاروں کی طرح جنگ ڈال دی اور ۲۳ جون ۱۷۵۷ء کو پلاسی کے

میدان میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ یہ پہلا بڑا معرکہ تھا جو ہندوستان میں انگریزوں کو پیش آیا۔ ہندوستانی فوج برطانوی توپخانے کی تاب نہ لا کر بے ترتیبی کے ساتھ پسپا ہوئی۔ سراج الدولہ نے سر اسیمہ ہو کر راہ فرار اختیار کی اور میر جعفر انگریزوں کی حمایت میں مسند پر بٹھا گیا۔ اس جنگ نے ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کر دیا اور اس ملک میں انگریزی سلطنت کی بنیاد قائم ہو گئی۔ کلاویو تین سال تک بمبالی امن و امان و نظم و ترتیب کی غرض سے ہندوستان میں مقیم رہا۔ اس کے بعد اس نے انگلستان کو مراجعت کی اور لارڈ کلاویو کے لقب سے ملقب ہو کر طبقہ امراے آئر لینڈ میں داخل ہوا۔ لیکن مدراس میں جنگ کا سلسلہ ابھی تک

قائم تھا۔ کرنیل آرکوٹ نے فرانسیسیوں کو ۱۷۵۷ء میں بمقام وندواش شکست دی اور ۱۷۵۸ء میں انگریز پانڈی چیرہی پر قابض ہو گئے اگرچہ آگے چل کر ۱۷۶۳ء میں فیصل تڑوا کے یہ مقام فرانسیسیوں کو پھر دے دیا گیا لیکن مقامی امیروں اور فرماں رواؤں کی نظر میں اب انگریزوں ہی کی طرف اٹھنے لگیں اور انگریزوں ہی کے ظل حمایت میں آنا سلامتی کا سوجب سمجھا جانے لگا۔ جب لارڈ کلاویو ۱۷۵۵ء میں ہندوستان واپس آیا تو فرماں روا کے سلطنت مغلیہ نے ایسٹ انڈیا کمپنی کو ڈیڑھ لاکھ پاؤنڈ سالانہ خراج کے معاوضے میں بنگال بہار اور اتریشہ کی سند دیوانی عطا کی جس سے انگریزوں کا اقتدار بہت بڑھ گیا۔

ادھر یہ واقعات پیش آرہے تھے اُدھر برطانیہ میں صورت حالات بدل رہی تھی۔ جارج ثانی نے ۲۶ اکتوبر ۱۷۵۷ء کو وفات پائی اور اس کا پوتا

بقیہ مضمون صفحہ گزشتہ۔ بے سرو پا اوپر بعض اہل غلطی میں۔ تاریخ ہند کے طالب علم بخوبی واقف ہیں کہ سراج الدولہ کے خلاف خود کلاویو نے سازش کی تھی پڑ مترجم۔

جارج ثالث اُس کی جگہ تخت نشین ہوا۔ نیا بادشاہ صلح کا خواہشمند تھا بھلائی  
پٹ کے پٹ چاہتا تھا کہ جنگ جاری رہے بلکہ وہ ہسپانیہ  
کے خلاف بھی جس نے خفیہ طور پر فرانس کو مدد دینے کا  
وعدہ کیا تھا اعلان جنگ کرنا مناسب خیال کرتا تھا۔ لیکن

عہدگی۔ ۱۷۶۱ء

پارلیمنٹ جنگ کے مصارف سے تنگ آگئی تھی اور چاہتی تھی کہ کسی طرح لڑائی  
بند ہو جائے۔ والپول کی طرح پٹ کی گولیاں نہ کھیلا تھا۔ یہ دیکھ کر کہ اُس کی کوئی  
نہیں سنتا وہ وزارت ہی سے استعفی ہو گیا اور بادشاہ نے اُسے سجائے ۵۰ کھنڈے  
ہسپانیہ کے ساتھ جنگ کو امیر بیوٹ کا تقرر کیا۔ پٹ کی رائے صحیح ثابت ہوئی اسلئے  
۱۷۶۲ء۔ کہ تین ہی مہینے بعد جنوری ۱۷۶۲ء میں برطانیہ کو ہسپانیہ کے خلاف

اعلان جنگ کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ لڑائی اور ایک سال تک ہوتی رہی

اور انگریزی فوج اور بیڑے نے جس کی حالت پٹ کی انتظامی قابلیت نے بہت  
کچھ سہارا دی تھی فرانس اور ہسپانیہ کے مقابلے میں شاندار فتوحات حاصل کیں۔  
لیکن بیوٹ نے اُس وظیفے کے جاری رکھنے سے انکار کر دیا جو فریڈرک اعظم کو  
صلح نامہ ہیو برٹس برگ برطانیہ کی طرف سے ملا کرتا تھا اور چونکہ فریڈرک کو اب روس  
فروری ۱۷۶۲ء۔ کی تائید حاصل ہو گئی تھی اس لئے اُس نے میمبریا تھریز کے ساتھ

بمقام ہیو برٹس برگ جداگانہ صلح کر لی جس کی رو سے یلنڈشیا کا صوبہ

اُس کے ہاتھ آ گیا بالآخر ۱۷۶۳ء میں برطانیہ فرانس ہسپانیہ اور پرتگال کے مابین

بمقام پیرس ایک معاہدہ قلمبند ہوا جس کی رو سے ”جنگ ہفت سالہ“

موقوف ہو گئی۔ اس معاہدے کی بنا پر برطانیہ کو کنڈاؤا لاریڈا اور ریو

ہیو برٹس برگ کے مشرقی جانب نوآرلینس کو چھوڑ کر باقی تمام

فرانسیسی مقبوضات مل گئے اور ہندوستان میں

اب اُس کی حیثیت فرمانروا یا نہ ہو گئی۔ فرانسیسیوں نے

سنا رکھا بھی برطانیہ کے حوالہ کر دیا۔ لیکن چند ہی سال بعد یہ جزیرہ

اور نیز فلاریڈا ہسپانیہ کے قبضے میں آ گیا۔

+

## تیسواں باب نوآبادی ہائے امریکہ کی آزادی

جارج ثالث ۱۷۶۶ء لغایت ۱۸۲۰ء

دور اول ۱۷۶۶ء لغایت ۱۷۸۲ء

جب ۱۷۶۶ء میں عہد نامہ پیرس سیر و قلم ہوا تو جارج ثالث کو تخت انگلستان پر بیٹھے ہوئے تین سال گزر چکے تھے جس سلطنت میں اُس کے نام کا سکہ چلتا تھا وہ اب ایک بڑی طاقت کے درجے پر پہنچ گئی تھی۔ ہالینڈ و ایبول دولتِ برطانیہ کی عظمت نے ایک مرتبہ اپنے ایک دوست کو ایک چھٹی لکھی تھی جس کے ایک فقرے سے اس طاقت کی عظمت و وسعت کا انداز

ہو سکتا ہے۔ وہ فقرہ یہ ہے۔ ”آج تم اپنے وطن کو اگر واپس آؤ تو اسے پہچان بھی نہ سکو۔ جب تم گئے تھے تو یہ ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا جس کی گزران اپنی ہی پیداوار کے ذرائع پر ہوتی تھی۔ لیکن اس وقت یہی جزیرہ ہفت اقلیم کا دارالسلطنت بنا ہوا ہے۔“ اس زبردست اور عظیم الشان قلمرو کی حکومت جارج ثالث کے حصے میں ضرور آئی مگر اسی کے ساتھ وہ ایسے بادشاہوں کا جانشین ہوا جنہیں بہت کم اقتدار حاصل تھا۔ چنانچہ ایک موقع پر جارج ثانی کو کہنا پڑا کہ انگلستان کی بادشاہی تو اصل میں یہاں کے وزیر کرتے ہیں۔ ان دربار کا تعلق ملک کے اُن بڑے بڑے وھگ خاندانوں سے تھا جو پارلیمنٹ میں آدھے مبعوثین منتخب کر کے بھیجتے تھے اور جب کبھی انہیں کوئی قانون نافذ کرنا منظور ہوتا تھا تو باقی مبعوثین کی رائیں بھی روپیہ دے دلا کر خرید لیا کرتے تھے۔ اُن کے دربار شاہانہ کروڑوں کے ساتھ منعقد ہوتے تھے اور تمام وہ لوگ جنہیں کسی سرکاری عہدے کی تمنا یا حکومت کی کسی اور نوازش کی آرزو ہوتی تھی ان درباروں میں حاضر ہونا اپنا فرض سمجھتے تھے اس لئے کہ فرمانروایان وقت کو بدیسی ہونیکے باعث

زیادہ تر اپنے وزیر اہی کے صلاح و مشورہ پر کار بند ہونا پڑتا تھا۔ اس طور پر رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ قوم کی طرف سے پارلیمنٹ کے آزادانہ انتخاب کا دستور موقوف ہو گیا اور بادشاہ کو بھی پارلیمنٹ پر کچھ بہت زیادہ اختیار باقی نہ رہا۔ غرض برطانیہ کے نظام حکومت میں اب وہی پرانی شان نظر آنے لگی جو ”جنگ گلاب“ کے وقوع میں آنے سے پہلے تھی کہ حکومت کا کاروبار ملک کے بڑے بڑے امرا چلائے تھے۔ جارج ثالث کے عہد کے پہلے بیس سال کی سیاسی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دور دو بڑی کشمکشوں میں صرف ہوا۔ بادشاہ کی طرف سے تو یہ جدوجہد ہوتی رہی کہ کسی طرح وزراء کے مقابلے میں اپنے کھوئے ہوئے اقتدار کو از سر نو حاصل کرے اور قوم کی جانب سے نہ صرف برطانیہ بلکہ اس کے میں ان حملوں کی مزاحمت ہوتی رہی جن سے اس کی آزادی کے سلب ہو جانے کا اندیشہ تھا۔

اسی کے ساتھ خود قوم کی حالت میں ایک تیز غم پیدا ہو رہا تھا۔ ایجادات و اکتشافات کے دور کی ابتدا ہونے لگی تھی۔ ہاتھ کی محنت کی جگہ کلوں نے لے لی تھی۔ اور اسی کا نتیجہ تھا کہ صنعت و حرفت کے کارخانوں کی روز افزوں ترقی کی بدولت آئندہ پچاس سال کی مدت کے اندر اندر ان مقامات میں بڑے بڑے شہر آباد ہو گئے جہاں پہلے کوئی بستی موجود نہ تھی۔ بلکہ ان میں ایک نئے نال کی ایجاد کے باعث جلاہے معمول سے دو گنا کپڑا بننے کے قابل کلیں اور دفانی طاقت ہو گئے۔ ۱۷۶۷ء میں ہارگریوز نے ایک نئی وضع کا چرخہ اور آکرائٹ نے کاتنے کی ایک اور کل ایجاد کی۔ اس کے چند ہی سال بعد ڈاکٹر کارٹ رائٹ نے دفانی کارگاہ بنائی اور اب پارچہ بانی کا کام ہاتھ کی بجائے کل سے لیا جانے لگا۔ جہلانے اول اول ان ایجادات کی سخت مخالفت کی۔ کلوں کو توڑ پھوڑ والا۔ تپی گھروں کو آگ لگا دی اور نئے کارخانوں کی تباہی میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ لیکن رفتہ رفتہ یہ مخالفت کم ہوتی گئی اور چند ہی سال ہی سو ت کاتنے اور کپڑا بننے کی صنعتیں بہت کچھ رونق پکڑ گئیں۔ اس کے بعد یہ راز دریافت ہوا کہ معدنی کوئیلے سے کچے لوہے کو صاف کرنے کا کام لیا جاسکتا ہے

اور ۱۷۶۹ء میں وارٹ نے دخانی اجنہ ایجاد کیا۔ اس پر شمالی علاقے میں کوئلے کی کانوں کے قرب و جوار میں لوہے کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہو گئے۔ غرض انگلستان کے باشندے اب اپنی پوری توجہ کارخانوں کے قیام اور مصنوعات پر نہروں کا احداث صرف کرتے لگے تھے۔ صرف ایک مشکل باقی رہ گئی تھی کہ آل ایک مقام سے دوسرے مقام اور بندرگاہوں تک کے طرح پہنچایا جائے۔ لیکن اس مشکل کو ایک بڑی حد تک امیر کبیر

برج واٹر کی مستعدی نے رفع کر دیا۔ ۱۷۷۵ء میں امیر موصوف نے پارلیمنٹ سے منظور کی جاہل کی کہ واریلی سے جہاں اس کی کوئلے کی کانیں تھیں مانچسٹر تک ایک جھد میل لمبی نہر تیار کر لے۔ شروع شروع میں اس کی یہ تجویز شیخ جلی کا منصوبہ سمجھی گئی اس لیے کہ مجوزہ نہر ہر سی اور مارول کی گھاٹیوں کو صرف اسی صورت میں عبور کر سکتی تھی کہ دو سو گز لمبائی ناراج بہاں ان گھاٹیوں پر تعمیر کیا جائے لیکن جب مشہور و معروف انجینئر بنٹلے کی ہنرمندی اس مشکل پر غالب آگئی تو نہر مذکور ایسی کامیاب ثابت ہوئی کہ اس کی دیکھا دیکھی دوسری نہریں بھی بہت جلد بنائی گئیں اور طول و عرض انگلستان میں مال کا لانالے جانا فہروں کے راستے کشتیوں میں ہونے لگا۔

صنعت و حرفت کی اس ترقی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آبادی بہت جلد بڑھ گئی اور ایشیا، خور و دی کا بھاؤ بڑھ گیا۔ آج کل کی طرح اس زمانے میں اناج اور دوسرے سامان خور و نوش کے ذخیرے غیر ممالک سے نہیں آتے تھے اس لیے کہ ایسے مال درآمد پر حکومت بھاری محصول لگاتی تھی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ۱۷۶۹ء سے لے کر ۱۷۷۵ء تک جس اناج کی قیمت کا اوسط تیس شلنگ فی کوادر تھا آئندہ پانچ سال میں ڈیوڑھے دام پانچ سینتالیس شلنگ فی کوادر کے حساب سے فروخت ہوا اور اس نرخ میں بھی آئندہ پچاس سال تک برابر روز افزوں اضافہ ہوتا رہا۔ جن کسانوں کو کاشتکاری کے بہترین طریقے یاد تھے انھوں نے اس موقع سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا کر ہاتھ رنگ لیے۔ انلج۔ چارو۔ شلغم۔ اور دوسری جڑیلی ترکاریوں کے بونے کے لیے ہر سال پنج زمین کے بڑے بڑے

رقبہ آباد کیے جانے لگے۔ ۱۷۷۱ء سے لے کر ۱۷۸۰ء تک چودہ سال کے عرصے میں سات سو سے کم قوانین حد بندی ارضیہ جاری کیے گئے ہوں گے۔ ان قوانین حد بندی ارضیہ افتادہ کا اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ زمین کی کاشت بہتر طریقے پر ہونے لگی اور صاف ستھری رطوبتیں بھی بن گئیں جن کی وجہ سے ڈاکو اور لٹیروں کے نشین اجڑ گئے۔ لیکن اس نفع کے مقابلے میں

یہ ایک نقصان بھی ہوا کہ چراگاہوں کا رقبہ بہت گھٹ گیا۔ مزدوری پیشہ لوگ پہلے غیر آباد زمینوں میں اپنے گھوڑے اور گائیں چرنے کے لیے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اب یہ زمینیں زراعت کا شت آ گئیں۔ اور چونکہ خوراک اور لباس کی قیمت پہلے کی نسبت بہت بڑھ گئی تھی اس لیے اُن کی حالت ایسی اچھی نہ تھی جیسی سو سال پہلے تھی اب اس مشکل کا آغاز ہوا جس کی پیچیدگیاں آج کے دن تک بڑھتی رہی ہیں یعنی جو دولت مند تھے وہ زیادہ دولت مند ہوتے گئے اور جو مفلس تھے انہی قلاشی اور افلاس اور قلاشی افلاس بھی بڑھتی گئی۔ قانون مساکین جو الزام کے عہد میں مفید ثابت ہوا تھا (دیکھو صفحہ ۲۶۲) اب محنت کرنے والی آبادی کا

کے حق میں اجیرن ہو گیا کیونکہ خراب مساکین کی معاش کا بار انھیں پر ٹھہرنے لگا تھا اب وہ وقت آن پہنچا کہ اہل انگلستان کی معاش کا انحصار کھیتی پر نہ رہے۔ کارخانہ دارکان کن اور تجارت پیشہ جماعتیں بہت بڑھ گئیں۔ بحری جنگی غیر مالک کے ساتھ تجارتی معاہدات اور مقامی محصولات ایسے مسائل تھے جو زراعت اور اس کے متعلقات سے زیادہ اہم سمجھے جانے لگے اور ان مسائل میں نہ صرف معمول کارخانہ دار تا جو اوزر مند اور دلچسپی لینے لگے بلکہ اہل حرفہ اور کارخانوں کے دستکاروں کو بھی ان کے ساتھ شغف ہو گیا۔ ان تمام مسائل کا تصفیہ پارلیمنٹ طبقہ متوسط کی روز افزائی کرتی تھی اور پارلیمنٹ جیسا کہ ہم ادیر بیان کر چکے ہیں ان بڑے بڑے زمینداروں اور اُن کے طرفداروں سے مرکب

تھی جن کا انتخاب قوم کی طرف سے نہ ہوتا تھا حالانکہ وہ قوم ہی کے مہوٹ سمجھے جاتے تھے اور اسی حیثیت سے من مانے قوانین وضع کر لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عہد میں دارالعوام کی طرف سے جب کوئی قانون



نافذ ہوا تو جہر کی جانب سے سخت ہنگامہ بلند ہوا اور ملک بھر میں ہنگامے اور  
فسنے بپا ہوئے۔

لیکن اول اول سب سے بڑی کشمکش بادشاہ اور اُس کے وزرا کے  
درمیان ہوئی۔ جارج ثالث جی میں یہ ٹھان کر تخت پر بیٹھا تھا کہ اپنے آگے  
کسی کی چلنے نہ دے گا۔ اُس کے باپ فریڈرک شہزادہ وولیز کا سلسلہ میں  
جارج ثالث کی سیرت انتقال ہو چکا تھا اور تخت سلطنت اُسے براہ راست اپنے  
دادا جارج ثانی سے تھے کے میں پہنچا تھا۔ اُس کی مال یک

بلند حوصلہ جرمین شہزادی تھی جس کی سب سے بڑی تمنا یہ تھی کہ اُس کا بیٹا  
حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر رعایا کے ساتھ پیرانہ شفقت کا برتاؤ کرے  
چنانچہ وہ ہمیشہ بیٹے کو یہی نصیحت کیا کرتی تھی کہ جارج یا درکہ تو بادشاہ کا  
بیٹا ہے بادشاہ بن کر دکھا۔ اس نصیحت کا جارج کے دل پر خاص اثر ہوا اور  
اپنے طویل شہرت سالہ عہد حکومت میں وہ برابر اس پر عمل کرتا رہا۔ وہ ایک  
سیدھا سادا نیک دل اور پابند مذہب شخص تھا جسے لگی پٹی نہ آتی تھی۔ بی بی  
بچوں کے ساتھ وہ الفت اور شفقت سے پیش آتا تھا۔ لکھ شارلوٹ کے بطن  
سے خدانے اس کو پندرہ بچے دیئے تھے۔ اور اس کی خانگی زندگی ایسے امن  
وسکون کے ساتھ بسر ہوتی تھی کہ گھر میں کبھی کوئی فساد یا جھگڑا نہ ہونے پاتا تھا۔  
جنون کے دورے اُسے بھی کبھی کبھی اُٹھا کرتے تھے۔ مگر وہ زبان پر حرف شکایت  
لائے بغیر اس مصیبت کو صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرتا تھا۔ انھیں خصال  
کی بدولت رعایا اُسے عزیز جانتی اور اس کا ادب کرتی تھی اور جب اُس کا نام  
زبان پر آتا تھا تو لوگ بسا اوقات اُسے ”ہمارا پیرا بادشاہ جارج“ کہہ کر کہتے  
تھے لیکن ان خوبیوں کے ساتھ وہ تنگ نظر کم فہم سخن پرور اور خود رے بھی  
تھا۔ کبھی کسی کی رے نہ مانتا بلکہ اپنی ہی مرضی پر چلتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُس سے  
بڑی بڑی غلطیاں ہو جاتی تھیں۔ برطانیہ کو اس کی ذات سے یہ فائدہ ضرور پہنچا  
کہ اہل انگلستان کے اطوار بہتر ہو گئے مذہب کا پہلے کی بہ نسبت زیادہ ادب و احترام  
کیا جانے لگا اور رعایا مجموعی حیثیت سے زیادہ وفادار ہو گئی لیکن اس میں بھی

کلام نہیں کہ پارلیمنٹ پر غلبہ جہاں کرتے کے لیے اُس نے بازار رشوت گرم کر دیا۔ آئرلینڈ کے حق میں عدل و انصاف کو بلائے طاق کچھ دیا بردہ فرسٹی کی تائید کی اور امریکن نوآبادیاں اُس کے عہد حکومت میں انگلستان کے ہاتھ سے نکل گئیں۔

ہم دکھا چکے ہیں کہ تخت پر بیٹھتے ہی جارج ثالث نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ پٹ کو وزارت سے الگ کر کے خود اپنے تالیق لارڈ بیوٹ کو وزیر اعظم مقرر کیا تاکہ فرانس کے ساتھ صلح کی جا سکے یہ کارروائی اُس نے کچھ بیوٹ کے عہد وزارت اس وجہ سے نہ کی تھی کہ اُسے جنگ ناپسند تھی بلکہ وہ فریق جنگ میں فریق ٹوری کا احیا۔

اقتدار سلب کرنے کے لیے قوت پیدا کرنی چاہتا تھا۔ فریق ٹوری کو اب خاندان اسٹوارٹ کے برسر حکومت ہونے کی

طرف سے قطعاً ناامیدی ہو چکی تھی اور یہ جماعت ایک ایسے بادشاہ کا ساتھ دینے کے لیے آمادہ نظر آتی تھی جو خاک انگلستان سے پیدا ہوا تھا۔ غرض جارج ثالث نے شاہی اختیارات سے کام لے کر ایک جماعت ایسے اشخاص کی تیار کر لی جو بادشاہ کے ہوا خواہ کہلاتے تھے۔ ہنری فاکس جو ایک ریک و طباع لیکن بے اصول ترین تھا بیوٹ کے ساتھ مل گیا اور اس کی طرف سے وعدہ ہوا کہ صلح کی تائید میں دارالحکومت کے غلبہ آرا کا انتظام کسی نہ کسی طرح کر لیا جائے گا۔ فاکس کی تدبیر کارگر ہو گئی۔ پارلیمنٹ میں صیغہ اغراض خفیہ کے موازنہ میں سے پورے سیاسی ہزار پاؤنڈ کی رقم راکین دارالحکومت کی مٹھی گرم کرنے پر صرف کی گئی اور پٹ کی مخالفت کے باوجود پینسٹھ آرا کے مقابلہ میں تین سو انیس آرا کے غلبے سے فرانس کے ساتھ صلح کر لینے کا فیصلہ ہو گیا۔

لیکن لارڈ بیوٹ کی وزارت زیادہ دنوں قائم نہ رہے پالی۔ وہ اسکاٹ لینڈ کا متوطن تھا اور اسکاٹ لینڈ والوں کو انگریزاجی نظر سے نہ دیکھتے تھے اس لیے کہ ۱۷۰۷ء کی بنیاد کے وقت سے انگلستان میں اسکاٹ لینڈ کا ہر باشندہ جیمز

ارنشاہ بیوٹ کا استغفار کا طرفدار سمجھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ بیوٹ پر بادشاہ کی ماں کی خاص

نہایت تھی اور اس بات کو لوگ اچھا نہ سمجھتے تھے اس لیے غور کیا اس مدد کو۔

بڑھ گئی تھیں کہ اُس نے تمام سرکاری ملازموں کو جو فریق و صنف کے مقرر کئے ہوئے تھے ایک قلم بطرف کر دیا یہاں تک کہ دفاتر کے چھوٹے چھوٹے اہلکاروں اور سرشتہ آبکاری کے کارندوں کو بھی موقوف کر دیا اور سیب کی شراب پر ایک نیا محصول لگا دیا جس کی وجہ سے عوام میں بڑی ناراضی پھیل گئی۔ بیوٹ ایسا بدظن ہو گیا تھا کہ عرصہ دراز تک گلی کوچوں میں سے گزرتے وقت پہلو انوں کی ایک جمعیت کو وہ حفاظت کے لئے اپنے ساتھ ساتھ رکھتا تھا۔ آخر عوام میں اُس کی مخالفت یہاں تک بڑھ گئی کہ اُس نے گھبرا کر استعفا دیدیا۔

بیوٹ کے بعد جارج گرینول جو فریق و صنف سے تعلق رکھتا تھا وزیر اعظم مقرر ہوا لیکن اس کی وزارت بھی کچھ زیادہ کامیاب نہ ثابت ہوئی اور بادشاہ کو جلد معلوم ہو گیا کہ اس شخص پر قابو پانا آسان نہیں۔ گرینول کے بے لوث اور گریزوں کی وزارت

۱۷۶۳ء

اور امریکہ دونوں ملکوں میں خرابیاں پیدا کئے بغیر نہ رہا پہلی مشکل جو اُسے پیش آئی اس میں چنداں اس کا تصور نہ تھا۔ بات صرف یہ تھی کہ اجلاس پارلیمنٹ کے التوا کے موقع پر بادشاہ نے جو تقریر کی تھی اس پر اخبار "نارتھ برٹن" کے پینتالیسویں نمبر میں بڑی سخت لے دے ہوئی۔ اس اخبار کا مدیر ایک ناکارہ مگر ہر دلعزیز شخص ولکس نامی تھا جو پارلیمنٹ میں جلفی لیلی کی کا مبعوث تھا گرینول نے ایک عام حکمنامہ اس مضمون کا جاری کیا کہ اخبار مذکور کے مضمون نگاروں چھاپنے والوں اور اشاعت کرنے والوں کو گرفتار کر لیا جائے چنانچہ ولکس اور اثرائیس دوسرے اشخاص پکڑ کر حوالات میں بند کر دیئے گئے لیکن ولکس کی گرفتاری حکمنامہ قانون شہادت ذاتی کے تحت میں ولکس نے جلد ہی آزادی حاصل کر لی اور آزاد ہوتے ہی سرکار پر مقدمہ دائر کر دیا کہ کیوں اُس نے پارلیمنٹ کے ایک رکن کو گرفتار کیا اور ایک ایسا عام حکمنامہ جاری کر دیا جس میں گرفتار ہونے والے اشخاص کے نام بصراحت درج تھے یہ مقدمہ تو اس نے جیت لیا لیکن پارلیمنٹ نے ازالہ حیثیت عرقی کی علت میں نئے سرے سے اس کا چالان کیا۔ اُس پر ملک میں بڑی خطرناک

گرفتاری ہوئی

شورشیں برپا ہو گئیں۔ عوام الناس نے ”ولکس کی جے“ اور ”آزادی کی فتح“ کے نعروں بلند کر کے شروع کیے اور بادشاہ اور اس کی ماں کے خلاف اس کثرت سے تہنک آمیز مضامین شائع ہوئے کہ دو سو اہل مطابع سپرد فوجداری کیے گئے ولکس ایک دست بدست مقابلے میں زخمی ہوا اور چوکی پارلیمنٹ نے اسے دائرہ قانون سے خارج کر دیا تھا اس لیے وہ فرار ہو کر فرانس چلا گیا۔

یہ ہنگامہ فرہوا ہوا ہی تھا کہ گرینول سے ایک اور غلطی سرزد ہوئی جس نے امریکہ کی نوآبادیوں کے ساتھ جھگڑے کی بنیاد قائم کر دی۔ امریکہ میں بسنے والے برطانوی ایک مدت دراز سے اپنے ملک کا انتظام در اہل خود کرتے چلے آتے نوآبادیہ امریکہ کے دیتے تھے لیکن گرینول نے یہ روش بدل کر اپنا سک ان پر بٹھانا چاہا اور نتیجہ یہ ہوا کہ امریکہ ہی انگریزوں کے قبضے سے

نکل گیا۔ نوآبادیوں کے لیے انگلستان کی پارلیمنٹ نے یہ قانون وضع کر رکھا تھا کہ بجز برطانیہ کے وہ اور کسی ملک کے ساتھ تجارت نہ کہنے پائیں۔ اس احمقانہ قانون کی پابندی سے یہ لوگ ایک عرصے تک پہلو ہتی کرتے سپہ اسیانوی امریکہ کے ساتھ تجارت کو کے بہت منافع اٹھاتے رہے گرینول نے قانون کی اس خلاف ورزی کو روکنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور چونکہ گزشتہ جنگ امریکہ کے مصارف کی وجہ سے انگلستان بہت کچھ زیر بار ہو گیا تھا اس لیے ساتھ ہی ساتھ

قانون کا مذہبہور  
توفیر داخل شاہی کیلئے اس نئے قانون کا غمبہور کے نام سے ایک نیا قانون جاری کرنا چاہا جس کی رو سے یہ بات

لازمی قرار پائی کہ امریکہ میں تمام قانونی دستاویزات پر پہلوچ اسٹامپ چپان ہوا کرے جس طرح انگلستان میں عہد آمد تھا۔ اس پر یہ لوگ بہت بگڑے۔ یہ بات تو سراسر قرین انصاف تھی کہ اہل امریکہ ایک ایسے جھگڑے کے اخراجات میں انگلستان کے ساتھ اپنے حصے کے موافق شریک ہوں۔ جو انھیں کے فائدہ کے لیے مول لیا گیا تھا لیکن یہ امر بھی نظر انداز ہونے کے قابل نہیں کہ وہ اپنے محصول آپ ہی تجویز کرنے کے عادی تھے اور اگر یہ محصول

انہیں خود ہی وصول کر لینے دیئے جاتے تو وہ رقم مملو بہ بطیب خاطر انگلستان کو دیدیتے  
 غرض انہوں نے قانون مذکور کے نفاذ کے خلاف ایک تحفہ پیش کیا لیکن حکومت  
 برطانیہ نے اس پر مطلق توجہ نہ دی اور قانون کا غنڈ مہمور شدہ میں نافذ ہو گیا۔  
 نتیجہ یہ ہوا کہ ریاست ورجینیا کی دیکھا دیکھی امریکہ کے تمام باشندوں نے ہر قسم کے  
 برطانوی مال کی خریداری ترک کر کے کا آپس میں عہد کر لیا اور انگلستان کے بہت  
 سے کارخانے تباہ ہو گئے۔

انہیں آیام میں بادشاہ کو پہلی مرتبہ جنون کا دورہ اٹھا۔ جب چند دن  
 کے بعد اس کا مزاج درست ہوا تو اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ ایک قانون بنایا  
 نافذ کیا جائے تاکہ اگر اسے پھر مرض لاحق ہو تو نائب السلطنہ ہونے کی حیثیت  
 سے اس کی عالت کے دوران میں کوئی شخص حکمرانی کے  
 مسودہ قانون نیابت  
 ۱۷۶۵ء  
 فرائض انجام دے سکے۔ مسودہ قانون مجوز میں بادشاہ کی  
 ماں کا نام درج نہ ہونے پایا۔ اس پر بادشاہ اس قدر برہم  
 ہوا کہ گریٹول کو مجبوراً مستعفی ہونا پڑا۔

قلمدان وزارت اب لارڈ راننگھم کو ملا اور اس نے قانون کا غنڈ مہمور کو  
 جس نے نوآبادیوں میں ایسی سخت بددلی بھیاں رکھی تھیں نسوخت کرنے کا قصد کر لیا  
 پٹ ان دنوں بیمار تھا لیکن عالت کے باوجود اس نے پارلیمنٹ میں اگر ایک  
 تیس قانون کا غنڈ مہمور پر جوش تقریر کی اور کہا کہ نوآبادیہائے امریکہ کا کوئی نائب  
 پارلیمنٹ میں موجود نہیں جو اس بات کی نگرانی کر سکے کہ وہاں  
 جو محصول لگائے جاتے ہیں وہ واجبی ہیں یا غیر واجبی۔ ایسی

حالت میں برطانیہ کو امریکہ والوں پر محصول لگانے کا کوئی حق نہیں۔ پس قانون  
 کا غنڈ مہمور قطعاً اور فوراً نسوخت ہو جانا چاہیے۔ غرض قانون نسوخت ہو گیا۔  
 لارڈ کریشٹن وزیر اعظم مقرر ہوا اور بادشاہ کی استدعا پر پٹ مجلس وزراء میں شریک  
 ہو گیا۔

لیکن پٹ کا قدیم رسوخ اب باقی نہ رہا تھا۔ امارت کا درجہ قبول کرنے اور  
 دارالامرا میں امیر چیتیم کی حیثیت سے شریک ہونے کے باعث وہ اس پر اسے اثر کو

کھو بیٹھا تھا جو اُسے کبھی عوام کے ”کیل اعظم“ ہونے کی بدولت حاصل تھا اُس کے ٹوٹن شینڈ کا قانون گذری علاوہ اس کی صحت ایسی خراب تھی کہ اپنی خدمات کی انجام دہی اس کے لئے دو بھر تھی۔ اُس کی غیبت میں وزیر خزانہ ٹون شینڈ نے اس خیال سے کہ پارلیمنٹ نے قانون کا غدمہہ کرنا منسوخ

۱۷۶۷ء

کر کے اپنی کمزوری کا ثبوت دیا ہے ایک نیا قانون مالگاری جاری کر دیا جسکی رو سے چار شیشہ سرخ اور سفید سیسے نقاشی کے رنگ اور کاغذ چرس کی مد آمد امریکہ میں ہوتی تھی محصولات عائد کر دیئے گئے۔ اور اس طور پر وہاں کے لوگوں میں پھر ناراضی پیدا ہو گئی پھر بھی امریکہ میں بسنے والوں کے دل سے اپنے پرانے وطن کی یاد محو نہ ہوئی تھی اور یہی وجہ تھی کہ اس وقت تک وہاں کوئی ہنگامہ برپا نہ ہونے پایا نہ ساد اگر ہوا تو خود انگلستان میں ہوا جہاں پارلیمنٹ اور قوم کے باہمی تعلقات بہت ہی دلکس کا انتخاب مل سکے کشیدہ ہو گئے۔ ۱۷۶۹ء میں وکس انگلستان واپس آیا اور کی طرف سے ۱۷۶۹ء حلقہ مل سکس کی طرف سے جہاں کے انتخاب کنندہ نسبتاً زیادہ آزاد واقع ہوئے تھے منتخب ہوا۔ بادشاہ اس پر

ایسا برا فروختہ ہوا کہ حکومت نے اس کے اصرار سے مداخلت کی اور وکس از اوجیثیت عربی کی اُسی پرانی علت میں جس نے اُسے چند سال قبل فرانس میں پناہ لینے پر مجبور کیا تھا قید کر دیا گیا۔ لندن میں اب سخت بلوہ ہو گیا اور ایک بلوایوں کی دھکیوں سے مجبور ہو کر ہر شخص کو وکس کے انتخاب کی تقریب پر اپنے گھر میں چراغاں کرنا پڑا۔ سفیر آسٹریا گاڑی سے کھینچ کر نیچے اتار لیا گیا اور اس کے جوتے کے تلوں پر کھریا مٹی سے ”نمبر ۴“ کا نشان بنا دیا گیا۔ شاہی عدالت کی حوالات چرس میں وکس قید تھا عوام الناس کے هجوم نے اس تندہی سے حملہ کیا کہ سرکاری حکام کو باضابطہ طور پر قانون مفسدہ سنانا پڑا اور اس کے بعد متعدد اشخاص گولی کا نشانہ بنائے گئے۔ ان تمام واقعات کے پیش آنے پر بھی دارالعوام کو برابر اسی بات پر اصرار رہا کہ وکس اجلاس پارلیمنٹ میں شریک ہونے کا ہرگز اہل نہیں چنانچہ باقاعدہ طور پر اس فیصلہ کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ اور جب باوجود اس انتباہ کے وکس کا انتخاب ایک نہ دو بلکہ چار مرتبہ پے درپے

انتخاب کنندہ کے حقوق میں عمل میں آیا تو پارلیمنٹ نے ایک ایسا طرز عمل اختیار کیا جس کا پارلیمنٹ کی دست اندازی اسے کوئی حق نہ تھا یعنی وکس کے مقابل کرنل لٹرل کے باضابطہ طور پر منتخب ہو جانے کا اعلان کر دیا حالانکہ ۱۴۳۴ء آرا کے مقابلے میں اس نے صرف ۲۹۶ رائیں حاصل کی تھیں۔ انتخاب کنندہ کے حقوق میں اس سے بڑھ کر بداعت ہوئی ممکن نہ تھی۔ پارلیمنٹ اگر اپنے اراکین کو خود ہی نامزد کر لیا کرے تو قوم کو اپنے قوانین کے وضع کرنے میں کیا اختیار باقی رہ جاتا ہے۔ غرض ساری قوم کو اس واقعے پر ایسا اشتعال ہوا کہ جب بادشاہ پارلیمنٹ کا اجلاس برخاست کرنے کے لیے ایوان پارلیمنٹ میں داخل ہوا تو اس کی علامت توہین کی گئی اور اس پر سو قیاد آوازے کسے گئے۔ اور جب ماہ اپریل ۱۷۷۴ء میں وکس قید سے رہا ہوا تو "میشن ہاؤس" (بیت الجمہور) کے سامنے کی دیوار پر لفظ "آزادی تین فٹ روشن موٹے حروف میں جھلکتا ہوا نظر آیا اور وکس کو شہر لندن کا "پنج" (الٹرین) منتخب کر لیا گیا۔

دوسرے سال ماہ فروری ۱۷۷۴ء میں پارلیمنٹ کا قوم کے ساتھ ایک اور جھگڑا ہوا اور اس نزاع میں بھی پالا وکس اور عوام الناس ہی کے ہاتھ رہا۔ ۱۷۹۵ء سے جو اخبارات کی آزادی کا سال ہے آزاد اخبارات کی تعداد میں اب اضافہ ہوتا چلا آیا تھا۔ ایک فقط لندن ہی میں سترہ اخبار شائع ہوتے تھے۔ اور اگرچہ یہ بات وازالو ام کی ایک مستقل ہدایت کے خلاف تھی کہ اس کے کسی پارلیمنٹ کی رٹنڈا کی نشست اجلاس کی کارروائی کسی اخبار میں چھپے پھر بھی اراکین دارالعوام کی اکثر اہم تقریریں بہت سے اخبارات میں برابر شائع ہوتی رہتی تھیں۔ چونکہ کسی اخبار کے آدمی کو پارلیمنٹ میں آکر اس

کی روند اقلبند کرنے کی اجازت نہ تھی اس لیے اخباروں کے بیانات غلط اور ایک طرفہ ہونے کے علاوہ اراکین دارالعوام کی اہانت کا پہلو لیے ہوئے ہوتے تھے۔ غرض پارلیمنٹ نے اس خرابی کو دور کرنا چاہا اور "اسپیکر" (صاحب النطق) کے حکم سے آٹھ اخبار والے ایسے غلط بیان چھاپنے کے جرم میں گرفتار کر لیے گئے ان میں سے دو نے عدالت میں مداخلت کی اور وکس اور ایک اور ناظم عدالت

آلیور نے ان کے عذرات سن کر دونوں کو اس بنا پر بری کر دیا کہ قانوناً ان پر کوئی جرم ثابت نہ تھا۔ ایک اور ناظم عدالت مارٹن نے جسے شہر کی عصا برداری کا منصب حاصل تھا خود صدر بیت العوام کے اردلی ہی کو اس الزام میں حوالات میں بھیج دیا کہ اخبار نویس کی گرفتاری کے حکم نامہ پر شہر کے کسی ناظم فوجداری کے دستخط ثابت نہ تھے۔

اس پر اہل لندن اور پارلیمنٹ میں شدید نزاع پیدا ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رئیس بلدیہ اور آلیور قلعے میں قید کر دیئے گئے۔ ان کی گرفتاری سے شہر والوں میں بڑا جوش پھیل گیا۔ رستے میں دونوں طرف عوام الناس کا ایک جم غفیر سین آفرین اہل شہر اور پارلیمنٹ کے فوہوں سے ان کی مشابہت کے لئے موجود تھا اور جب میں جھڑپ

چھ مہینے کے بعد یہ قید سے چھوٹے تو سارے لندن میں اس تقریب پر چراغاں کیا گیا۔ اس آشنائیں اخبار والے برابر آزاد رہے اور اس جنگ میں میدان آخر انھیں کے ہاتھ رہا اس لئے کہ اس دن سے لے کر آج کے دن تک پارلیمنٹ کی کارروائی اخبارات میں برابر شائع ہو رہی ہے اور کسی کی طرف سے اس میں دست اندازی نہیں ہونے پائی۔ اس کشمکش کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں اچھے اچھے اخبار لکھنے شروع ہو گئے۔ اخبار "مارنگنگ" کے شکل صحافت دور جدید

اول اول سن ۱۷۸۵ء میں شائع ہوا "مارنگنگ" پوسٹ سن ۱۷۸۵ء میں نکلا۔ اور "ٹائمز" ابتداً ایک چھوٹی سی مریج تقطیع پر سن ۱۷۸۵ء میں جاری ہوا۔ سن ۱۷۸۵ء میں حلقہ ٹڈل سیکس کی طرف سے وکس کا انتخاب مکرر مل گیا اور اس مرتبہ اسے پارلیمنٹ میں آنے کی اجازت مل گئی سن ۱۷۸۵ء میں پارلیمنٹ نے علانیہ اعتراف کر لیا کہ کرنل لٹل کے انتخاب کے مسئلے میں مداخلت کا جو طریقہ اس نے اختیار کیا وہ غلط اور ناروا تھا اور اس غلطی کی تلافی اس طرح کی کہ اپنے روزنامے سے اس واقعے کی ساری روئادہ جارج کر دی پڑے

اس تمام اثناء میں اہل امریکہ کی بے چینی برابر بڑھ رہی تھی سن ۱۷۸۵ء میں لارڈ نارٹھ وزیر اعظم مقرر ہوا اور بادشاہ کے اشارے پر چلنے لگا امیہ داران نوآبادیہائے امریکہ میں لطف و کرم اب دیوان وزارت کے بجائے ایوان شاہی کا بے چینی۔ سن ۱۷۸۵ء طواف کرنے لگے اور جارج کو اتنی مدت کے بعد یہ اطمینان



نصیب ہوا کہ اب "میں جتنی منوں میں بادشاہ ہوں" غرض اس نے اپنے ہی میں ٹھکان لے کر جو ہوسو ہوا امریکہ کے بننے والوں پر اپنی بادشاہی کا حق منہ کر چھوڑے گا اس لئے میں پارلیمنٹ اور ساری قوم کو بھی اس سے اتفاق تھا۔ انگریزوں نے اصل میں نوآبادیوں کو اپنی ذاتی جائیداد سمجھ رکھا تھا اور اس بات کو بالکل بھلا دیا تھا کہ جن لوگوں نے کڑیاں پھیل کر اور مشقتیں اٹھا کر کالے کو سوں دور نئے گھر جا بساے ہیں انھیں اپنی محنت کا ثمرہ سب سے اول ملنا چاہیے۔ امریکہ کچھ بچہ نہ تھا کہ ماں باپ ذرا ذرا سی بات پر گھڑک دیں اور اُسے چون دیا کیئے بغیر ان کی ہر بات ماننی پڑے۔ وہ اب جوان ہو گیا تھا اور نظام ہرچہ کہ جو ان اولاد کو اپنے گھر کا انتظام خود کرنے کا پورا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس بچے کو کچھ لارڈ جیٹیم اور آئرلینڈ کا مشہور مقرر برک جیسے بڑے آدمی ہی سمجھ سکتے تھے۔ سطحی نظر رکھنے والے انگریزوں میں یہ دور اندیشی کہاں تھی۔ شائع میں لارڈ نارٹھ نے بحر اس محصول کے جو چار پر لیا جاتا تھا امریکہ والوں کے باقی تمام شاہی محصول معاف کر دیئے۔ چار کے محصول کو برقرار رکھنے کا بادشاہ نے قطعی فیصلہ کر لیا۔ حالانکہ ضرر انہ عامرہ میں اس محصول سے سال میں تین سو پانچ سو سے کچھ ہی اوپر رقم داخل ہوتی تھی۔ لندن میں جس دن یہ فیصلہ ہوا اسی دن بوشن میں اہل شہر اور فوج کے سپاہیوں کے درمیان فساد ہو گیا اور چند آدمی اس ہنگامے میں مارے گئے۔ بدترین انگلستان میں اگر عقل ہوتی تو اس واقعے کی اطلاع ہونے پر وہ سمجھ جاتے کہ امریکہ والوں کو بلا وجہ ق کرنے اور بیٹھے بٹھائے ایک مفت کا جھگڑا مول لینے کے لیے یہ وقت ہرگز موزوں نہ تھا۔

اس پر بھی تین سال کی مدت گزر گئی اور کوئی فساد نہ ہوا۔ اہل امریکہ چار کی خریداری سے قطعاً انکار کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو ذہان ہوا اس پر لارڈ نارٹھ نے امریکہ جانے والی چار کا وہ محصول تو معاف کر دیا جو انگریزوں کو دینا پڑتا تھا مگر امریکہ والوں کا محصول بدستور برقرار رکھا۔ اب ایسٹ انڈیا کمپنی نے امریکہ کی منڈیوں کو اپنی چار سے جبراً بھجنا چاہا اور ۱۶ دسمبر ۱۷۷۳ء کو چار سے لدے ہوئے کئی جہاز بندرگاہ بوشن میں داخل ہوئے۔ یہاں بھی





چاہا کہ بوشن کی بندگاہ میں بھینک دیا جائے۔ لوگ تلے بیٹھے تھے کہ ہرگز یہ مال اپنے ملک میں داخل نہ ہونے دیں گے۔ چہاں بندرگاہ میں آئے ہی تھے کہ کچھ آدمی جو

امریکہ کے قدیم وحشیوں کا بھیس بدلے ہوئے تھے بچالاکي تمام اُن پر چڑھ گئے اور چاہا کے صندوقوں کو اپنے کلھاڑوں سے کھول کر ساری چاہا سمندر میں بھینک دی۔ اس جرم کی پاداش میں لارڈ نارٹھ نے ۱۷۷۴ء میں ایک مسودہ قانون نافذ کیا جس کی رو سے قرار پایا کہ بندرگاہ بوشن بند کر دی جائے تاکہ اس شہر کے ساتھ بیرونی دنیا کی کسی قسم کی تجارت نہ ہونے پائے ایک اور قانون کے ذریعے ایک پوری ریاست میسچوسٹس کی سند آزادی بھینک لی گئی۔ اور اس علاقے کے انتظام کے لئے ایک مجلس مقرر کی گئی جس کے اراکین بادشاہ کی طرف سے نامزد کیے گئے پے

اگرچہ امریکہ اور انگلستان کے درمیان اور ایک سال کوئی ٹڈ بھبھڑ نہ ہوئی لیکن موجودہ واقعات نے اس بات کو یقین کے درجے تک پہنچا دیا تھا کہ جنگ چھڑے بغیر نہ رہے گی۔ امریکہ کا مشہور فلسفی اور اہل الرائے فرینکلن بھی امریکہ میں پہلا جمہوری جو اس غرض سے انگلستان آیا تھا کہ دونوں ملکوں کی کشیدگی جلسہ ۱۷۷۴ء کو کسی طرح رفع کر دے اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا اور دل شکستہ ہو کر واپس چلا گیا۔ ۱۷۷۴ء کے ماہ ستمبر میں

بچپن اشخاص کی ایک مجلس نے جس کا انتخاب جارجیا کو چھوڑ کر باقی تیرہ کی تیرہ نو آبادیوں کی طرف سے عمل میں آیا تھا فلاڈلفیا میں جلسہ کر کے بالاتفاق فیصلہ کیا کہ جب تک میسچوسٹس کے حقوق بحال نہ ہوں برطانیہ کے ساتھ تجارت نہ کی جائے اسی کے ساتھ اس مجلس نے ایک فوجی جمعیت بھی تیار کر لی کہ اگر جنگ کرنی پڑے تو یہ فوج کام آئے۔ لیکن بادشاہ نے اس پر بھی نہ مانا۔ ۱۷۷۵ء میں یلینٹ

نے میسچوسٹس والوں کے باغی ہونے کا اعلان کر دیا اور ۱۹ اپریل کو جب میسچوسٹس کے حاکم اعلیٰ جنرل کچ نے سپاہیوں کا ایک دستہ اس غرض سے روانہ کیا کہ بوشن کے قریب کنکارڈ کے مقام میں (دیکھو آغاز جنگ ۱۹ اپریل ۱۷۷۵ء نقشہ نمبر ۱) ایک ذخیرہ اسلحہ کو تلف کر دے تو وہیں پہلا امریکہ

ہوا۔ کسانوں اور دست کاروں کی ایک جماعت نے پہلے تو لیکسٹن میں اور  
اسی دن کچھ دیر بعد دریائے کنکارڈ کے کنارے سپاہیوں کا مقابلہ کیا اور سپاہیوں  
کو ذک اٹھائی پڑی۔ اس جگہ کے مقام وقوع پر ۱۷۹۳ء میں ایک مینار نصب  
کیا گیا جس پر ایمرسن کی یادگار نظم ”سرود و روڈ کنکارڈ“ کے حسب ذیل افتتاحی اشعار  
کنندہ ہیں :

چڑھی نیکی موجب سچ و خم کھاتی ہوئی نکلیں      اک ان گھڑیل کی محرابوں لہرائی ہوئی نکلیں  
اسی بل پر علم کچھ من چلے تیغ آزمائوں کا      کھلونا بن گیا اپریل کی سرکش ہواؤں کا  
یہ وہ تیغ آزمائیں شعل جن کا قلب رانی تھا      زمیں کو جو تاجن کا مدار زندگانی تھا  
ابائے ہاتھ میں بل کی جگہ بندوق آئی ہے      گرج جس کی ندائی بھر کے کانوین سمائی ہے  
آئینہ آٹھ سال تک امریکہ والوں سے انگریزی فوج کی برابر جنگ

ہوتی رہی۔ سرکار کنکارڈ کے مہینہ بھر بعد ”کانگرس“ (مجلس جمہوری) نے ورجینیا کے  
باشندے جارج واشنگٹن کو سپہ سالار مقرر کیا۔ یہ جارج واشنگٹن وہی جو انگریزوں  
جارج واشنگٹن جس نے ۱۷۵۷ء میں پٹسبرگ پر قبضہ کر لیا تھا (دیکھو صفحہ ۳۰۰)

اب اس نے اپنے آپ کو اپنی فوج اور اپنے ملک کے لئے  
وقف کر دیا۔ جو زبردست جدوجہد اسے درپیش تھی اُس میں طرح طرح کی مصیبتیں  
سہہ کر بھی اُس نے کبھی ہمت نہ ہاری اور شکست و فتح میں کبھی استقلال اور  
جمعیت خاطر کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ جنگ و صلح میں اُس کا قدم ہمیشہ سب  
سے آگے پڑتا تھا۔ اور اُس کے ہم وطن اُسے خاص قدر و منزلت کی نگاہ سے  
دیکھتے تھے۔ آخر وقت تک وہ اس خیال کا سنبھرا ہوا کہ امریکہ اور برطانیہ کا اتحاد  
برقرار رہنا چاہیے لیکن جب یہ امید کسی طرح پوری ہوئی نظر نہ آئی تو آخر ۱۷۸۹ء  
میں وہ آزاد و خود مختار ریاستہائے متحدہ کا پہلا صدر بن گئے (پریزیڈنٹ)  
مقرر ہوا۔

لیکن اگرچہ جنگ چھڑ چکی تھی پھر بھی امریکہ کی خود مختاری کا یہ زمانہ  
ابھی بہت دور تھا۔ واشنگٹن کے منصب سپہ سالاری پر مامور ہونے سے پہلے  
بوسٹن کے قریب جنگ بکنرل وقوع میں آئی تھی اور اگرچہ اس جنگ میں

جنگ بنگلہ  
مئی ۱۷۵۷ء

فتح انگریزوں کو حاصل ہوئی لیکن امریکہ والوں نے مقابلے میں دوشجاعت و مردانگی سے کرا میابی کے ساتھ اس بات کو ثابت کر دیا کہ وہ لڑنے میں بڑے نہیں ہیں۔ ۱۷۵۷ء

میں امریکہ والوں نے کناڈا پر فوج کشی کی اور انگریزوں نے انہیں شکست دی لیکن اس کے جواب میں اگلے سال واشنگٹن نے لارڈ ہو کو بوشن کی ناکہ بندی سے دست بردار ہونے پر مجبور کیا۔ اور دونوں حریف برابر ہو گئے رفتہ رفتہ امریکہ والوں نے مادر وطن (برطانیہ) سے قطع تعلق کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور جب انھیں معلوم ہوا کہ برطانیہ نے جنگ جاری رکھنے کے لیے جرمن افواج سے مدد لی ہے تو ان کا ارادہ اور بھی راسخ ہو گیا۔

۲ جولائی ۱۷۷۶ء کو امریکہ کی مجلس جمہوری نے جان آدس فرینکلن اور شرمین کے سے بات کے پورے اور دھن کے پچے رہ نمایاں قوم کے مشورے سے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ نوآبادی ہائے متحدہ آزاد و خود مختار ریاستیں قرار دی جائیں۔ چنانچہ ٹامس جفرسن ساکن ورجینیا نے اعلان آزادی کا ایک مسودہ مرتب کیا جس کا آخری فقرہ حسب ذیل پر شوکت الفاظ پر ختم ہوتا تھا: ہم نمایندگان ریاست ہائے متحدہ

اعلان آزادی  
۴ جولائی ۱۷۷۶ء

امریکہ جو اس مجلس عمومی میں جمع ہیں خداوند عالم کو اپنی نیتوں کے خلوص کا واسطہ دے کر صدق دل کے ساتھ علی رؤس الاشہاد اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ یہ نوآبادیہائے متحدہ عرفاً اور استحقاقاً ریاستہائے آزاد و خود مختار ہیں۔ اس اعلان کو ساری قوم نے منظور کر لیا اور بتاریخ ۴ جولائی باضابطہ طور پر اس پر عمل شروع ہو گیا سال آئندہ بتاریخ ۴ اکتوبر ۱۷۷۶ء انگریزی فوج جس کا قائد جنرل برگین تھا سارا ٹوگا میں گھیر لی گئی اور اسے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہونا پڑا۔ فرانس نے جو برگین کی فوج مار ٹوگا میں ہتھیار ڈال دیتی ہے

موقع کو غنیمت جانا اور اہل امریکہ کا حلیف بن گیا۔ یہ تمام واقعات ایک مدت سے لارڈ جیمز کی دور میں آنکھ کے سامنے تھے۔ بڑھاپے اور بیماری کی ناتوانی نے انگریز

۴ اکتوبر ۱۷۷۶ء

اُسے نکما کر رکھا تھا پھر بھی وہ جوں توں کر کے ۶ فروری ۱۷۹۷ء کو پارلیمنٹ میں آیا کہ اہل امریکہ کی کماحقہ دادرسی کیجائے۔ لیکن اس کی تقریر رائیگاں گئی اُس کے لیے جب تک وفات ۱۷۹۷ء اپریل کو وہ واقعہ پیش آیا جو پارلیمنٹ کے واقعے بھار کو کبھی نہ بھولے گا۔ یعنی اپنی ساری قوتیں سمیٹ کر یہ کہن سال بدتر آخری مرتبہ تقریر کرنے کے لیے اٹھا کہ امریکہ کے ساتھ مصالحت

کے برتاؤ کی سفارش کرے اور اپنے پرانے دشمن فرانس کو جنگ کے لیے لٹکارے امیر ریمینڈ نے اس کے جواب میں ایک کمزور سی تقریر کی جیتیم پھر کچھ بولنے کے لیے اٹھا لیکن قوت گویا بی جواب دے گئی اور وہ غش کھا کر گر پڑا۔ اس کے ایک مہینہ بعد ۱۱ مئی ۱۷۹۷ء کو اُس نے وفات پائی اور اس کی آنکھ بند ہوتے ہی صلیح کی تمام امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔

آئندہ چار سال کا زمانہ برطانیہ کے لیے بڑی مصیبت اور پریشانی کا ورثہ تھا۔ ۱۷۹۷ء میں ہسپانیہ نے فرانس کے ساتھ مل کر انگریزوں کے خلاف — اعلان جنگ کر دیا اور جبرالٹر کا محاصرہ کر لیا جبریل الٹھ نے تین سال تک اس قلعے کے قلعیم کے محاصرہ جبرالٹر مقابلے میں کامیابی کے ساتھ حفاظت کی یہاں تک کہ ۱۷۹۷ء ۲۴ ستمبر ۱۷۹۷ء کو سرخ دیکتے ہوئے گولوں سے اُس نے دشمن کے بیڑے کو تباہ کر دیا اور اس کے بعد اُسے لارڈ ہو کی ملک

پہنچ گئی۔ ۱۷۹۸ء میں روس سوئیڈن اور ڈنمارک نے ایک ایک کے برطانیہ کے مقابلے میں جابرانہ غیر جانبداری کی روش اختیار کی جس کا مقصد یہ تھا کہ ان میں سے کسی کے جہاز میں اگر کوئی ایسا مال بھرا ہوا ہو جس کا لانا لے جانا ممنوع ہو تو برطانیہ کو ایسے جہاز کی تلاشی لینے سے روکا جائے اس ایکے میں کچھ ہی دن بعد پروشیا اور ہالینڈ بھی شریک ہو گئے۔

اس خطرے کی زد میں برطانیہ ممالک غیر کی جانب ہی سے نہ تھا بلکہ اندرونی مشکلات بھی پیدا ہو گئی تھیں۔ آئرلینڈ کی فوجیں امریکہ بھیج دی گئی تھیں اور جوں کہ فرانس فوج کشی کی دھمکی دے رہا تھا اس لیے آئرلینڈ والوں کو اپنی حفاظت کیلئے رضا کاروں کی ایک فوجی جمعیت تیار کرنی پڑی۔ یہ جمعیت جس کا بیشتر حصہ پارلیمنٹ

سے مرکب تھا بہت جلد بڑھ کر ایک لاکھ کی تعداد تک پہنچ گئی اور ڈرہم کا مباد  
ایسی بڑی زبردست فوج کے بل پر اہل آئرلینڈ جو عرصہ دراز سے تجارتی قیود کی  
آئرلینڈ کو مال تجارت کی سختیاں بہت چلاتے تھے کہیں امریکہ کی پیروی نہ کر بیٹھیں  
آزادانہ برآمد کا حق۔  
۱۷۸۷ء

باشندگان آئرلینڈ کو اپنا مال تجارت غیر مالک میں بیچنے کا  
آزادانہ حق حاصل ہونا چاہیے۔ لارڈ نارٹھ کو جس کا قافیہ ہر طرف سے تنگ ہو رہا  
تھا آئرلینڈ والوں کا یہ مطالبہ تسلیم کرتے ہی بنی۔ چنانچہ ۱۷۸۷ء میں اُس نے ایک  
قانون منظور کر کے اُن اور شیشے کی برآمد کا حق اُنھیں دے دیا۔

انگلستان میں بھی بے جینی کے آئنا پیدا ہو رہے تھے جو ایک دور بیک  
میں نمودار ہوئے۔ کیتھولک جماعت کے خلاف جو قوانین ملک میں رائج تھے  
ان میں سے بعض سخت قوانین کو پارلیمنٹ نے ۱۷۸۷ء میں منسوخ کر دیا تھا اس  
پر پراسٹنٹوں کا انتہا پسند طبقہ بگڑ بیٹھا۔ اور لارڈ بارج کارڈن  
ایک احمق مذہبی دیوانہ سا ٹھہر کر آدمیوں کے جم غفیر کا ساتھ  
قانون زیر بحث کے خلاف محض پیش کرنے کے لیے پارلیمنٹ

کے دروازے پر آ پہنچا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ عامہ خلایق کی طرف سے اتنا بڑا محضر  
پارلیمنٹ کے اجلاس میں پیش کیا گیا۔ لیکن محض گزرا اپنے مقصد میں کامیاب نہ  
ہوئے۔ حامیوں کے اس انبوه نے قابو سے باہر ہو کر پہلے تو دارالامرا کے اراکین  
کی بے عزتی کی پھر دارالعوام کے پیش دالان میں گھس گئے جہاں سے انھیں  
دھکے دے کر باہر نکالا گیا۔ واپسی پر انھوں نے بلوہ کر دیا اور لندن میں چار دن  
تک بازیوں کی حکومت رہی۔ کیتھولک گرجاؤں میں آگ لگا دی گئی اور چورن  
میں سخت بدعنوانیاں ہوئیں جہاں شراب کی ایک بھٹی کو توڑ کر آگ لگا دی گئی۔  
اور بہت سے بلوائی شراب کے نشے میں بہست آگ میں جا گئے۔ آخر بڑی مشکوں  
میں دس ہزار سپاہیوں کی مدد سے امن و امان قائم ہوا۔

لارڈ نارٹھ کی ذرات بہت ہی ناپسندیدہ ہوتی جاتی تھی۔ اس لیے



کہ جنگ کے اختراجات بہت تھے اور ہرجا رت رک گئی تھی اور برگ پارلیمنٹ میں علانیہ اعتراض کر رہا تھا کہ حکومت ملک کا روپیہ وظیفوں اور رشوتوں میں ایک ٹاؤن میں بھجوی کر رہی ہے۔ اس کے بعد ۱۸۰۱ء میں برطانوی فوج پر امریکہ فوج کی سپراندازی میں ایک اور خوفناک بلا کے نازل ہونے کی خبر آئی ۱۸ اکتوبر ۱۸۰۱ء لارڈ کارنوالس چار ہزار فوج کی کمان کر رہا تھا کہ واشنگٹن نے اُس کا سلسلہ رسد رسائی ختم کی طرف سے منقطع کر دیا اور فرانسسی

بیسے نے سمندر کی طرف سے اُس کا محاصرہ کر لیا۔ اس پر فالتوں سے مجبور ہو کر اُس نے ۱۸ اکتوبر ۱۸۰۱ء کو بارک ٹاؤن میں ہتھیار ڈال دیئے ۶

بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دشمن اب اس کو نیست و نابود کر دیں گے لارڈ نارٹھ پران واقعات سے یاس کی حالت طاری ہو گئی اور وہ تخی کے لہجے میں قبیح قانون پاننگ پکارا تھا کہ "بس اب ہمارا خاتمہ ہے" چنانچہ ماہ مارچ ۱۸۰۲ء میں وہ وزارت سے مستعفی ہو گیا۔ نئے وزیرانے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ قانون پاننگ (دیکھو صفحہ ۴۳۲) کو جس کی رو سے

برطانوی پارلیمنٹ آر لینڈ کے منظور کیئے ہوئے تمام قوانین میں رد و بدل کرنے کی مجاز تھی منسوخ کر کے اہل آر لینڈ کی بے معینی رفع کی۔ اسی کے ساتھ تھوہوں نے فوراً امریکہ فرانس اور ہسپانیہ کے ساتھ صلح کی سلسلہ جنبا فی شروع کر دی لیکن صلح ہوئی کچھ آسان نہ تھی اس لئے کہ ہسپانیہ جبرالٹر مانگتا تھا اور فرانس بنگال طلب کرتا تھا اور یہ دونوں علاقے برطانیہ کے نزدیک بہت بڑی قدر و قیمت رکھتے تھے۔ ابھی صلح کی کوئی شرط طے ہونے نہ پائی تھی کہ قسمت نے یوری کی اور چشم زدن میں واقعات کا نقشہ بدل گیا کاؤنٹ لاگراس فرانسیسی بیڑے جیکہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے جا رہا تھا کہ رستے میں انگلستان کے ایک نامی ناخدا راڈنی کی بحری فوج۔ امیر البحر راڈنی سے اُس کی ٹیڈ بیسٹ ہو گئی۔ اور فرانسیسی نے شکست فاش کھائی۔ یہ واقعہ ۱۲ اپریل ۱۸۰۲ء کو پیش آیا ۱۸۰۲ء

اور اس کے چند ہی مہینے بعد جبرالٹر کا محاصرہ بھی اٹھ گیا۔ ان فتوحات کی بدولت برطانیہ کو عورت و آبرو کے ساتھ صلح لینے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ

عہد نامہ وارسیل کی رو سے جو ماہ جنوری ۱۷۶۳ء میں سپرد قلم ہوا فرانس کو تو کچھ بھی حاصل نہ ہوا اور ہسپانیہ کو صرف منار کا اور فلاریڈا ہاتھ آئے۔  
 جنوری ۱۷۶۳ء  
 بہتر اثر کا محکم قلعہ جو بحر روم کی بنی ہے بدستور انگریزوں کے قبضے میں رہا۔ برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان بھی ماہ نومبر ۱۷۶۲ء میں صلح کے شرائط طے ہو چکے تھے جن کی رو سے برطانیہ نے اپنے پاس صرف کناڈا نووا اسکوشیا اور نیو فاؤنڈ لینڈ کے علاقے رکھے اور ریاستہائے متحدہ کی آزادی و خود مختاری کو تسلیم کر لیا۔ اس معاہدے کی توثیق ۳ ستمبر ۱۷۶۳ء کو فرانس کے ساتھ صلح ہو جانے کے بعد عمل میں آئی۔

غرض جاریج ثالث اور اس کے وزیر کی یہ کوشش کہ ایک زبردست نو آبادی پر جبراً محصول لگایا جائے رائے نکال گئی اور اتنا بڑا ملک مفت میں ہاتھ سے نکل گیا۔ اگر بادشاہ و وزیر عقلمند ہوتے تو عجب نہ تھا کہ امریکہ ابھی تک سلطنت برطانیہ کا حقوق انھوں نے دیدینے ہوتے تو عجب نہ تھا کہ امریکہ ابھی تک سلطنت برطانیہ کا ایک حصہ ہوتا۔ اب دونوں ملکوں کا پیوند ایک دوسرے سے الگ ہو گیا۔ پھر بھی اپنے قدیم وطن کی محبت امریکہ والوں نے دلوں میں بدستور موجود ہے اور خود برطانیہ کو بھی اُس طاقتور قوم پر ناز ہے جو اسی کی خاک سے پیدا ہوئی تھی۔

انگلستان کی تاریخ کا یہ ایک عجیب واقعہ ہے کہ عین اسی زمانے میں جبکہ امریکہ کے تعلقات برطانیہ سے قطع ہو رہے تھے انگریز دنیا کے دوسرے کنارے جدید نوآبادیوں کا ڈھنگ ڈالنے میں مصروف تھے۔ ۱۷۶۵ء میں ٹون شینڈ کے لگ کے بحری سفر  
 ۱۷۶۵ء لغایت ۱۷۶۶ء  
 (شاہی مجلس علمی) نے یارک شائر کے ایک باشندے کپتان لگ کو آفتاب کے سامنے سے زہرہ کے گزرنے کا مشاہدہ

کرنے کے لئے بحر الکاہل کے ایک جزیرہ ٹاہیٹین بھیجا۔ اس علمی ہم سے واپس ہوتے ہوئے لگ نے نیوزیلینڈ میں نگر ڈالاب سے لہمان نے ٹیکٹیک میں دریافت کر کے اپنے نام سے موسوم کیا تھا۔ اس جویرے میں کچھ نیچ بوکرا اور کچھ سورا فریش

نسل کے لئے کھلے مچوڑ کر لگ آسٹریلیا گیا جو ان دنوں نیو ہالینڈ (ہالینڈ جدید) کہلاتا تھا اور اس کے جنوبی و مشرقی حصے کی دیکھ بھال کر کے یہاں برطانوی قبضہ نصب کر دیا اور اس ملک کا نام نیو ساؤتھ ویلز (نیا جنوبی ویلز) رکھا۔ ششہ میں آسٹریلیا میں کالا پانی جبکہ گلگ کو بمقام ہوائی قتل ہوئے آٹھ سال کا زائد گورنر چکا تھا حکومت انگریزی نے فیصلہ کیا کہ نیو ساؤتھ ویلز میں فیدی لیا کر بسائے جائیں۔ چنانچہ ششہ میں پٹ لے آٹھ سو کس

سز یافتہ مردوں اور عورتوں کو کپتان آر تھر فلپ کی نگرانی میں وہاں بھیج دیا۔ کپتان فلپ پہلے خلیج باغنی میں پہنچا اور وہاں سے روانہ ہو کر پورٹ جیکسن میں لنگر انداز ہوا جہاں اس نے قیدیوں کی بستی بسائی اور اس کا نام امیرسڈنی کے نام پر سڈنی رکھا۔ قیدیوں کو اول اول سخت مصیبتیں اٹھانی پڑیں۔ بسا اوقات انھیں خانے پر فائے گز جاتے تھے لیکن رفت رفتہ وہ نئے حالات کے خوگر ہوتے گئے اور اس نئی سرزمین میں امن و آسائش سے رہنے لگے۔ وہ مجرم ضرور تھے لیکن یہ بات نظر انداز نہیں کجا سکتی کہ یہ ملک جو اب برطانیہ کی ایک نہایت ہی سرسبز و ترقی یافتہ نوآبادی بن گیا ہے انھیں مجرموں کی محنت کا ثمرہ ہے۔

اس اثنا میں ہندوستان کے حالات جلد جلد بدل رہے تھے اور ان تغیرات کی بدولت وہ تمام تجارتی مرکز جو انگریزوں نے اس ملک میں قائم کر رکھے تھے انگریزی حکومت کی ماتحتی میں آگئے تھے۔ ۱۷۶۷ء میں لارڈ کلایو کے انگلستان چلے دارن ہینگو کا تقرر ہندوستان آنے کے بعد انگریزی سودا گروں نے باشندگان ہند پر ظلم کرنا کے گورنر جنرل کی حیثیت سے اور ان سے جبراً روپیہ وصول کرنا شروع کیا۔ ان کی سیدھا دھنا کی شکایتیں ایسی عام ہوئیں کہ ۱۷۷۳ء میں وزیرائے انگلستان کو معاملات ہند میں دست اندازی کی ضرورت محسوس ہوئی۔

چنانچہ انھوں نے دارن ہینگو کو جو بنگال کا گورنر تھا بنگال بھیجی اور مدراس کے تینوں احاطوں کا گورنر جنرل مقرر کیا۔ جو کام ہینگو کے سپرد کیا گیا وہ بڑا مشکل تھا۔ وزارت برطانیہ نے اس کے اختیارات صاف طور پر مقرر نہیں کیئے تھے اور یہی وجہ تھی کہ ہندوستان کی انگریزی کونسل کا ایک رکن سرفیلپ فرانسس جو

حکومت میں اس کا شریک بنا کر بھیجا گیا تھا بات بات پر اُسے ٹوکتا اور اس کے مرہٹوں کی پپی لڑائی طرز عمل پر نکتہ چینی کرتا رہتا تھا۔ لیکن مجموعی حیثیت سے اُس کی حکومت کی روش عمدہ اور منصفانہ تھی۔ اُس نے ہندوستانی زمینداروں کے بجائے جو مالگزاری کی تحصیل میں رعایا پر طرح طرح کی سختیاں کرتے تھے انگریزی کلکٹر مقرر کر کے ہندوستانی کاشتکاروں کو ظلم سے بچایا اور عدالتوں میں رشوت ستانی کی بہت کچھ روک تھام کی مرہٹوں کے مقابلے میں جو دکن کی زبردست ہندو سلطنت کے مالک تھے اُسے ایک کٹھن جنگ کا سلسلہ جاری رکھنا پڑا اور آخر ۱۸۱۷ء میں اُس نے اُن سے صلح کر لی۔ اسی سال اُس نے ہندوستانی سپاہ کے ایک دستے کو خشی کی راہ سے اور سر آیر کوٹ کو سمندر کی طرف سے مدد اس کی حفاظت کے لیے روانہ کیا جو ایک من چلے فوجی سردار حیدر علی اور اُس کے حلیف فرانسیسیوں کے نرغے میں آ گیا تھا۔ اگرچہ غنیمت کی قدر بہت زیادہ تھی پھر بھی کوٹ نے برابر مدراس کو بچائے رکھا تا ۱۸۱۷ء کے آخر میں حیدر علی کا انتقال ہو گیا اور ۱۸۱۷ء میں عہد نامہ واریل کے قلمبند ہونے پر فرانس اور برطانیہ میں صلح ہو گئی۔

تحفظ مدراس

۱۸۱۷ء

غرض ۱۸۱۷ء میں جب دارن ہسٹنگز نے انگلستان کو مراجعت کی تو ہندوستان کے برطانوی مقبوضات میں ہر طرف امن و امان قائم تھا اور انگریزی حکومت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر اچھی طرح بیٹھ چکا تھا۔ اہل ہنگال اُسے ادب و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے اس لیے کہ اپنے فاتحانہ کارناموں کے علاوہ وہ اُن کے حقوق کا محافظ اور کابھی خواہ ثابت ہوا تھا۔ لیکن اس میں بھی کلام نہیں کہ اپنی مطلب براری کے لیے وہ جو ذرائع اختیار کرتا تھا وہ انصاف و راستی پر مبنی نہ ہوتے تھے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی اُس سے ہر وقت روپیہ طلب کرتی رہتی تھی۔ ایک موقع پر اس مطالبے کو پورا کرنے کے لیے اُس نے وزیر آباد سے چار لاکھ پاؤنڈ کی رقم لے کر انگریزی فوج ریسلکینڈ کے آزا علاقے

لے یعنی والی اودھ۔ مترجم

کی تسخیر کے لیے دے دی۔ چنانچہ روہیلے پٹھانوں کا یہ ملک برباد کر دیا گیا اور وہ لوٹڈی غلام بنائے گئے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بڑی بڑی رقوموں کی خاطر دارن ہسٹنگز ہندوستان کے مقامی رئیسوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ روا رکھتا اور ان ہسٹنگز پر مقدمہ لکھا۔ ان بے عنوانیوں اور دوسری قابل گرفت کارروائیوں کے نتیجہً نفایت ۱۷۹۵ء لحاظ سے اُس پر مشتمل میں دارالامرا کی عدالت میں الزام قائم کیا گیا۔ الزام لگانے والوں میں برک بھی خصوصیت سے شامل تھا جسے اس بات کا بڑا خیال تھا کہ ہندوستان میں انگریزوں کو انفا اور رحم کے ساتھ حکومت کرنی چاہیے۔ مقدمہ کی سماعت ماہ فروری ۱۷۹۵ء میں شروع ہوئی اور سات سال سے بھی زیادہ عرصے تک جاری رہی۔ آخر ماہ اپریل ۱۷۹۵ء میں ہسٹنگز بری ہو گیا۔ جو لوگ اسے قابل الزام سمجھتے تھے انھیں خائبہ اُن مشکلات کا علم نہ تھا جو اُسے درپیش تھیں۔ سوبات کی ایک بات یہ ہے کہ کلایو کے بعد ہسٹنگز ہی وہ سب سے بڑا انگریز ہے جس نے ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بنیادیں مضبوط کیں۔

بہر حال اس تحقیقات سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بدعنوانیوں کا حال کھلنے کے بعد حکومت ہند کی اصلاح کے سامان پیدا ہو گئے۔ اس وقت دارالعوام کی جماعتوں میں دو بلند پایہ مذہب فریک تھے پٹ اور فاکس ایک امیر جتیم کا بیٹا جو ان پٹ تھا اور ۱۷۸۳ء میں وزیر اعظم مقرر ہوا۔ دوسرا چارلس جیمز فاکس تھا۔ یہ فاکس اُس ہنری فاکس کا بیٹا تھا جس نے بیوٹ کا ساتھ دیا تھا اور آگے چل کر لارڈ ہالینڈ کے لقب سے مقرب ہوا تھا فاکس کا چال وچل اگرچہ اچھا نہ تھا۔ جو اُکھلا کرتا تھا اور فسق و فجور میں مبتلا رہتا تھا۔ لیکن دماغ مبدایا ض سے اچھا لے کر آیا تھا۔ وہ ایک ذہین اور فصیح البیان اہل الرائے تھا جس کے دل میں اپنے ابنائے جس کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور ظالموں اور جفا کاروں سے اُسے قلبی نفرت تھی۔ ۱۷۹۳ء میں اُس نے ایک مسودہ قانون ہند مرتب کر کے پارلیمنٹ میں پیش کیا لیکن دارالامرا نے اُسے نامنظور کیا۔ پٹ نے اب ایک نیا

مسودہ قانون ہند کا  
نفاذ۔ ۱۸۵۴ء

مسودہ قانون ہند پیش کیا جس کا فتنا یہ تھا کہ وزراء نے سلطنت کی ایک مجلس مقرر کی جائے جو سیاسی امور میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے فیصلوں کو منسوخ اور باشندگان ہند کے حقوق کی نگہداشت کرنے کی مجاز ہو۔ یہ مسودہ قانون منظور ہو گیا اور اس کے نفاذ کے بعد سے ہندوستان پر زیادہ انصاف سے حکومت ہونے لگی اور یہ ملک حقیقی معنوں میں سلطنت برطانیہ کا ایک جزو بن گیا۔

## چوبیسواں باب

### انقلاب فرانس

#### نیپولین اور برطانیہ عظمیٰ

جارج ثالث۔ دورانی۔ ۱۸۰۱ء لغایت ۱۸۲۰ء

۱۸۰۱ء جس میں قانون ہند جاری ہوا برطانیہ کے لئے ایک نہایت اہم سال تھا اس لئے کہ اسی سال کے ماہ مارچ میں ایک زبردست وزارت قائم ہوئی اور اس وزارت کا قلمدان انگلستان کے ایک بہت ہی بڑے مدبر کو تفویض ہوا۔ جب جواں سال ولیم پٹ ماہ دسمبر ۱۸۰۱ء میں جبکہ اس کی عمر صرف چوبیس سال تھی وزیر ہوا تو فریق وھک جس کا پیشوا فاکس تھا اس کی ہنسی اڑنا تھا ۱۸۰۱ء لغایت ۱۸۱۰ء اور کہتا تھا کہ یہ کل کا چھوڑا کیا خاک وزارت کرے گا لیکن ان لوگوں

کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہی ”کل کا چھوڑا“ کمال سترہ سال تک انگلستان کا وزیر اعظم رہے گا پارلیمنٹ میں پٹ کے طرفداروں کی کثرت بھی نہ تھی چنانچہ پانچ مرتبہ علیٰ آراء اس کے خلاف رہا۔ پھر بھی اس نے اپنی جدوجہد برابر جاری رکھی کیونکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اہل ملک عام طور پر اس کے طرفدار ہیں اور اگر اس نے نہایت کردار کیا وہ مفاسد کی اصلاح اور حکومت کے گہرے ہوئے کی پیروں کی درستی کا اندازہ مند ہے تو بڑے بڑے وھک سرداروں کی رشوت شانی کا سد باب ہو جائیگا اور اسے کاسیابی حاصل ہو جائے گی۔ اس کا خیال صحیح نکلا اس لئے کہ جب ماہ مارچ ۱۸۰۱ء میں پارلیمنٹ اپنی مبادی مقرر پر موقوف ہوئی تو نئے انتخابات میں اکثریت کا پلہ اس کی طرف بہت جبک گیا اور آئندہ آٹھ سال کے اندر جبکہ برطانیہ کسی ملک سے برسرِ خنک نہ تھا اس نے فلاح قوم کے لئے بڑے بڑے کام کرائے نمایاں انجام دیئے۔

آدم اسمتھ نے ۱۸۰۱ء میں ”دولت اقوام“ کے نام سے ایک بہت کلام

کتاب شائع کی تھی جس میں سب سے پہلی مرتبہ یہ اصول سکھایا گیا تھا کہ ہر شخص کو بہتر حاصل ہونا چاہیے کہ اپنی محنت سے جس قدر دولت چاہے کمائے اور ایسے قوانین جو دو ملکوں کی باہمی تجارت میں رکاوٹ ڈالیں موجب نقصان ہیں۔ پٹ نے یہ کتاب پڑھی تھی اور اس کی تعلیم کا اس پر خاص اثر ہوا تھا۔ چنانچہ عمان اقتدار ہاتھ میں لیتے ہی اس نے سب سے پہلے ایک کام یہ کیا کہ تاج اور شراب کے محصول میں تخفیف کر دی اور تمام محصولات کی تحصیل

کا طریقہ واپول کی تجویز کے مطابق بہت سادا اور آسان کر دیا۔ اس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مال تجارت چھپے چوری لانے کی ترغیب کم ہو گئی۔ سوداگر اپنا مال کھلم کھلا چنگی خانہ میں لا کر مقررہ رسوم ادا کرنے لگے۔ اور مالک زاری اس طریقے سے اتنی بڑھ گئی کہ پٹ نے بہت سے محصولات جو رعایا کے حق میں سختی کا موجب تھے معاف کر دیے۔ وہ تو اس بات پر بھی آمادہ ہو گیا تھا کہ برطانیہ اور آئرلینڈ کی باہمی تجارت کو آزاد قرار دے کر محصول سے بالکل مستثنیٰ کر دے لیکن آئرلینڈ کی پارلیمنٹ اب اپنے قوانین خود جاری کرنے لگی تھی اور اس میں انگلستان کی مداخلت روانہ رکھتی تھی۔ اور برطانوی سوداگر آئرلینڈ والوں کو رشک و حسد کی نظر سے دیکھتے تھے اور ویرا ہل آئرلینڈ اپنی مرضی کے خلاف کوئی بات ماننے کے لئے آمادہ نہ تھے۔ غرض آئرلینڈ کے محبان وطن گرین فیلڈ اور کزن نے مسودہ قانون آزادی تجارت کو جو انگلستان میں منظور ہوا تھا تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ساری چھوڑا دھی سے بھی گئے۔ فرانس کے ساتھ جداگانہ تجارتی معاہدہ کرنے میں پٹ کو زیادہ کامیابی ہوئی۔ اس معاہدہ کی رو سے اُن اشیاء پر سے جن کی تجارت دونوں ممالک کے درمیان ہوتی تھی اکثر محصول اٹھ گئے۔

پٹ کی وزارت کے اس ابتدائی عہد میں برطانیہ کو جو ثروت اور خوش حالی نصیب ہوئی ایک عرصہ دہائے بیسزہ ہوئی تھی۔ جنگ امریکہ ختم ہو چکی تھی ماز تجارت گرم تھا۔ برطانوی مال کی کمیت کے لئے ہندوستان میں ایک نئی منڈی کھل گئی تھی۔ کلوں کے رواج کی بدولت کارخانہ دار مصنوعات کو زیادہ سرعت کے ساتھ تیار کر سکتے



قابی ہو گئے تھے اور کارخانوں میں کام کرنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ اس کے قومی قرضے کی تخفیف

علاوہ پٹ نے کفایت شعاری و دیانت داری سے کام لے کر قومی قرضے کو بھی کھانا شروع کر دیا۔ تمام رقوم جو خزانہ عامہ میں

داخل ہوتی تھیں یا منجانب سرکار ادا کی جاتی تھیں ان کا وہ باقاعدہ حساب شائع کر لیا تھا اور جب روپیہ قرض لیتا تھا تو عملی الا اعلان ائمہ کے طریقے پر لیتا تھا۔ اس طور پر

اُسے سب سے کم سود پر رقم مل جاتی تھی اور دلالی کا وہ روپیہ جو پہلے اس لین دین میں سرکاری حیدد دار لکھا جاتے تھے بچ رہتا تھا۔ پٹ نے دارالعوام تک کی اصلاح کی

کوشش کی تھی اور اس غرض سے ایک مسودہ قانون بدین مضمون پیش کیا تھا کہ جن حلقوں میں انتخاب کنندہوں کا عدم وجود برابر ہے ان سے یہ حق لے کر سب سے بڑے اصناف

اور لندن و ویسٹ منسٹر کے شہروں کو دے دیا جائے۔ لیکن یہ مسودہ منظور نہ ہونے پایا اس لئے کہ جن لوگوں کی مٹھی ان حلقوں کی بدولت گرم ہوتی تھی وہ پٹ کی تجویز کے

پٹ کی مسودہ قانون اصلاح سرسرخ مخالف تھے اور قوم نشہ تمول میں ایسی سرشار تھی کہ اُسے انتخاب کے سلسلے میں بہت کم دل چسپی باقی رہ گئی تھی۔ غرض نظام البریاء معلوم

ہوتا تھا کہ امن و سلامتی اور فراخی و فرخی کا جو دور شروع ہوا ہے وہ ایک مدت مدید تک قائم رہے گا۔ ۱۸۸۶ء کے آخر میں بادشاہ کو جنون کا دورہ

دوسری مرتبہ اٹھا اور یہ سوال درپیش ہوا کہ شہزادہ ولز کو بادشاہ کے دوران علالت میں نائب السلطنت مقرر کیا جائے۔ شہزادہ ولز

کا چالیس نہایت خراب تھا۔ پٹ اور فاکس میں بحث چھڑ گئی کہ نائب السلطنت ہونے کی حیثیت سے شہزادہ کو کس قدر اختیارات ملنے چاہئیں اور آیا پارلیمنٹ کو

اُس کی نگرانی کا حق بھی حاصل ہو گا یا نہیں یہ بحث ابھی بیجا ہی میں تھی کہ بادشاہ کو صحت ہو گئی۔ اس بحث کے دوران میں آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کا جدا گانہ وجود پھر چلتی گاڑی میں روڑا

اٹکانے والا ثابت ہوا۔ ادھر تو برطانوی پارلیمنٹ نائب السلطنت کے اختیارات کو محدود کرنے کی فکر میں تھی اور ادھر اہل آئرلینڈ نے اپنی پارلیمنٹ میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ

شہزادہ ولز کو پورے شاہی اختیارات حاصل ہونے چاہئیں۔ حسن اتفاق سے بادشاہ نے صحت پائی اور یہ گنتی آپ سے آپ سلجھ گئی۔ عامۃً خلافت کو اس واقعے سے جو خوشی ہوئی

اس کا اندازہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ جب بادشاہ شکرا نہ صحت ادا کرنے کیلئے سائنسٹوں میں گیا تو شہر میں گھر گھر خوشیاں منائی گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ پٹ کی وزارت کو لوگ اپنے لینے امن و سلامتی کا موجب جانتے تھے اور نہ جانتے تھے کہ نظام حکومت میں کوئی تبدیلی ہو۔ لیکن انھیں یہ معلوم نہ تھا کہ ایک بلائے حبیب ایک اور گوشے سے غریب بنگالہ والی ہے۔ یہ بلا بنگالہ انقلاب فرانس نمودار ہوئی۔ سارے یورپ کو اس نے تہہ بالا کر دیا اور آئندہ پچیس سال تک ہنگامہ جنگ و فساد گرم رہا۔

یورپ کی تمام قوموں میں مدت سے یہ خیال پھیلا ہوا تھا کہ حکومت بادشاہوں اور ایروں ہی کے فائدہ کے لئے نہیں ہونی چاہیئے بلکہ متوسط اور مزدوری پیشہ جماعتوں کا بھی اس میں برابر کا حق ہے۔ برطانیہ عظمیٰ میں تو وقتاً فوقتاً اس قسم کی اصلاحیں ہوتی ہیں کہ وہاں جمہوریت کا یہ جذبہ بھڑکنے نہ پایا لیکن فرانس میں گذشتہ ڈیڑھ سو سال کے اندر کسی قسم کی اصلاح نہ ہوئی تھی اور منظم و

متم رسید و عوام کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی تھی فرانسیسی تو ان ایسے ظالمانہ تھے کہ وہقان اور مزدور تو طرح طرح کے محصوروں کے بوجھ سے دبے جاتے تھے اور امار کو کسی قسم کا محصول ادا نہ کرنا پڑتا تھا بلکہ وہ شاہی دربار میں عیش و عشرت سے زندگی بسر فرانس میں دانی و اناجی ظلم کرتے تھے اور اپنی جاگیروں سے ان کا اگر کوئی تعلق تھا تو فقط اس قدر تھا کہ رعایا کی کھال کھینچیں اور جو کچھ بن پڑے ان سے ہتھیالیں۔ اسامیوں کو سال میں کسی دن مارکان اراضی کے کھیتوں اور سطروں کا کام کایوں کی طرح بلا معاوضہ انجام دینا پڑتا تھا۔ کسانوں کے جھوٹے اور کھیت اڑاتے جاتے تھے اور آئے دن کے قحط نے ان مصیبتوں کو اور بڑھا رکھا تھا۔ شہروں میں امرا کے فسق و فجور اور اسراف و تبذیر کے ساتھ ساتھ غربا کے نہایت ہی دردناک افلاس کا بھانپنا دکھائی دیتا تھا اور فرانس کی عشرت و نادراری روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔

آخر کوئی شانزدہم نے جو اپنے دو سابق پیشروں کی نسبت زیادہ نیک ضمیر واقع ہوا تھا فرانس کی مجلس عالیہ کو عمدہ قوانین بنانے کے واسطے جمع کیا لیکن اس جلسے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک کی بے چینی اور بڑھ گئی عوام کے نابینوں نے جو

انتخاب و مجلس عالیہ بریتانیہ حکومت سوئیس کے عرف سے مشہور تھے مباحثہ میں غالب اگر مجلس عالیہ کی نوعیت ہی بدل دی اور اسے ”مجلس قومی“ بنا دیا۔ اس مجلس

کی کارروائیوں نے ایک نئی شکل اختیار کی اور تمام قاعدہ اور قانون بالائے طاق رکھ دیا گیا۔ ۱۴ جولائی ۱۷۹۱ء کو پیرس میں بغاوت برپا ہو گئی۔ پائے تخت فرانس کے مشہور مہند جسٹس بریسمیل کو بلوائیوں نے ہلک کر کے سر کر لیا۔ اور ایک انقلابی جماعت پیرس پر حکومت کرنے کے لیے مقرر کی گئی۔ چند ماہ کے بعد عوام الناس نے شاہ لوئی کوئی شانزدہم کی اسیری اور موت کو واپس لیں گرفتار کر لیا اور وہ تین سال تک پیرس میں گویا قیدی کی مانند رہا۔ آخر ۱۷۹۲ء میں آسٹریا اور پروشیا نے مل کر اس غرض سے فرانس پر حملہ کر دیا کہ لوئی کو پھر تخت سلطنت پر بٹھا دیا جائے۔ لیکن

فرانسیسی فوج ان دونوں حریفوں سے زیادہ طاقتور ثابت ہوئی اور پیرس کی آبادی نے فیض و غضب میں اگر تباہی ۲۱ ستمبر ۱۷۹۲ء بادشاہ کے تمام طرفداروں کا قتل عام کر دیا اور ۲۱ جنوری ۱۷۹۳ء کو خود اپنے بادشاہ کی گردن جلاو کے حوالہ کر دی۔ لوئی شانزدہم کے اس عبرت انگیز انجام کے بعد وہ دور شروع ہوا جو ”جدہیث کہلاتا ہے۔ اس مہیب زمانہ میں یکے بعد دیگرے ایک ذریعہ اپنے ذریعہ مخالف کے تمام افراد کو تلوار کے گھاٹ اتار تا رہا اور پوری ملکہ میری اسٹائنٹ بھی اسی طرح کام آئی۔

برطانیہ سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن ماتمہ بد ماتمہ دھڑے بیٹھا تھا۔ بہت سے انگریز اول اول خوش تھے کہ اچھا ہوا جو فرانسیسیوں نے اپنے ملک کے خود غرض امیروں کے خلاف یوں سر اٹھایا۔ فاکس اس انقلاب کو انسانی آزادی کا ایک زبردست نشان سمجھ کر جلسے میں بچو لانہ سماتا تھا اور خود پٹ کو بھی ابتدا میں بلک کا اثر۔

خیال تھا کہ یہ طوفان خود بخود فرو ہو جائے گا انگلستان کی طرف سے فرانس کے معاملات میں مداخلت ہونی ٹھیک نہیں لیکن برک کی دقیقہ سنج نگاہ سے یہ حقیقت مخفی نہ تھی کہ لوگ اگر یوں بے سرے ہو گئے اور انھیں آئین کا ادب اور قانون کا پاس نہ رہا تو اس کے بڑے بڑے نتائج پیدا ہوں گے اور یہ اسی کی تحریروں اور تقریریں کا اثر تھا کہ آخر برطانیہ فرانسیسی خطرے کی نوعیت سے آگاہ ہو گیا۔ انقلاب پسندوں کے حوصلے روز بروز بڑھتے چلے۔ انھوں نے ندر لینڈ میں آسٹریوی فوج کو شکست دے کر

سیواسے اور ناموس پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد ہالینڈ پر جو برطانیہ کا حلیف تھا حملہ آور ہونے کی دھمکی دی۔ اب پرتگال کو مخالفت پر مجبور ہونا پڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی شانزدہم کی وفات کے ایک مہینے کے اندر اندر یکم فروری ۱۷۹۳ء کو فرانس نے برطانیہ ہالینڈ اور ہسپانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

آئندہ نو سال تک برطانیہ جمہوریہ فرانس سے برسرِ جنگ رہا۔ اور دوسری قومیں پہلے ایک فریق اور پھر دوسرے فریق کی طرف دار ہو کر ایک عجیب ناگوار تلون کا ثبوت فرمائی۔ پہلے کولارڈ ہو کر فرانسیسی بیٹے کے بعد پھر ایک اتحاد جنگ کا قائم ہوا اور برطانیہ کو اپنے حلیفوں کے لئے مصارفِ جنگ کا بڑا حصہ ادا کرنا پڑا مگر یہ ایسا نہایت ناکامی

تاسیت ہوا۔ لارڈ جو کو برلیسٹ کے نواح میں ستائیس یکم جون ۱۷۹۵ء کو فرانسیسی بیڑے کے مقابلے میں ایک فتح عظیم ضرور حاصل ہوئی۔ لیکن شکی پرفرانسیسی ہر جگہ غالب رہے۔ ۱۷۹۵ء میں انھوں نے ایسٹروم پر اپنا جھنڈا جاگاڑا اور ہالینڈ کے بیڑے کو گرفتار کر لیا۔ تاجدار ہالینڈ فرار ہو گیا اور ہالینڈ کے جمہوریت پسند طبقے نے فرانسیسیوں کے ساتھ شامل ہو کر اپنے ملک میں حکومت

جہودی کے قیام کا اعلان کر دیا۔ شاہ پروشیا بھی جو جنگ میں اس وجہ سے شامل رہ سکا تھا کہ برطانیہ نے اپنے خزانے کا منہ اس کے لیے کھول رکھا تھا اس کشمکش سے الگ ہو گیا۔ راس امید ملا اور سیلون پر  
اور ہسپانیہ جو انگریزوں کی بحری قوت کو حسد کی نگاہ سے دیکھتا تھا فرانسیمیوں سے جا ملا۔ انگریزوں نے انھیں ایام میں  
ہالینڈ کی نو آبادی واقع راس امید اور سیلون اور ملا کا پر قبضہ کر لیا۔  
ولندیزی استی وائوں نے انگریزی قبضہ کو غنیمت جانا کہ اس جیل سے فرانسیمیوں کی حکومتی سے  
توبہ کیے رہیں گے۔

برطانیہ کے حلیفوں میں اب صرف ایک آسٹریا ہی باقی رہ گیا جو مصارف جنگ کے لیے پینتالیس لاکھ پاؤنڈ کا متقاضی تھا۔ اگر سٹ کے امکان میں ہوتا تو وہ اس وقت جھٹ صلح کر لیتا اس لیے کہ جنگ کے اخراجات اور نقصانات کی وجہ سے بڑی مصیبت میں مبتلا ہو رہا تھا۔ تین سال سے بھی کم مدت میں ان گنا بار مصارف کے باعث

جو ملک کو برداشت کرنے پر تھے قومی دولت بہت ہی کھٹ گئی تھی اور اگر پٹ نے  
 اسلئے میں اس مضمون کا ایک قانون جاری نہ کر دیا ہوتا کہ پس شلنگ سے زائد ہر رقم  
 برطانیہ پر جگ کا اثر

انگلستان کے بہت سے بینک دیوالہ لگانے پر مجبور ہو گئے  
 ہونے یہ قانون بائیس سال تک رہا۔ رعایا بھاری بھاری محصولوں کے بوجھ میں بی جاتی  
 تھی تجارت کا کاروبار قریباً بند تھا۔ اور دو سال تک یہم فصل نہ ہونے سے سخت  
 قحط پڑ گیا تھا۔ لندن کے عوام الناس کا جوم بادشاہ کی سواری کے پیچھے پیچھے  
 رولی رولی کرتے ہوئے دوڑتا تھا۔ جا بجا فساد برپا ہوتے تھے۔ جلسوں میں طیش اود  
 تقریریں کی جاتی تھیں۔ اور بغاوت انگیز مضامین کی اشاعت روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔  
 برٹشکم میں ڈاکٹر پریشلی نے فرانسیسیوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا تھا۔ انبوه عوام نے  
 اس پر اس میں اس کے مکان کو آگ لگا کر رکھ کا ڈھیر کر دیا۔

لیکن فرانس کے جمہوریت پرستوں کے ساتھ بعض انجمنوں کی ہمدردی پٹ سے  
 نہ دیکھی گئی اور اس کا طرز حکومت جا بجا نہ ہو گیا۔ قانون شہادت ذاتی بالائے طاق  
 رکھ دیا گیا اور افراد رعایا عدالت میں پیش ہونے بغیر قید ہونے لگے۔ ٹام پین نے  
 پٹ کی مطلق العنانی۔ اور حقوق انسان کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی تھی  
 جس میں بادشاہ کی ذات پر حملہ تھا۔ اس کتاب کی اشاعت

کی پاداش میں ایک کتب فروش سزا یاب ہوا۔ ایک اور تاجر کتب سیاسی اصلاح کے  
 موضوع پر ایک رسالہ فروخت کرنے کی علت میں قید کر دیا گیا۔ اور تین سہرے اور وہ انگریز  
 ہارنٹلک ہاروی اور تھوٹل نامی چند دیگر اشخاص کے ساتھ پارلیمنٹ کے خلاف عوام الناس  
 کے جذبات کو بھڑکانے کے الزام میں ماخوذ ہوئے۔ ان پر بغاوت کا مقدمہ قائم  
 کیا گیا لیکن عدالت نے انھیں بری کر دیا۔

لن ناگوار واقعات کے سلسلے کو فرانسیسیوں کے حملہ آفرینڈ نے اور زیادہ بڑھا دیا  
 ۱۷۹۲ء میں گرٹن نے وزارت انگلستان کو ان قوانین کی تسیخ پر مجبور کر دیا تھا جن کی رو سے  
 برطانوی پارلیمنٹ کو آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کے فیصلوں میں مداخلت کرنے کا اختیار حاصل تھا  
 (وینچ صفحہ ۳۴۴) اور اب اہل آئرلینڈ کو حکومت خود اختیاری ماحصل تھی کہ اپنے ملک کے لیے

جس قسم کے تو ان میں چاہیں جاری کریں۔ آئرلینڈ کی اس پارلیمنٹ کا دروازہ کیتھولک لوگوں  
 آئرلینڈ میں فساد کے لیے بند تھا اور قریب قریب تمام اراکین پارلیمنٹ امریکی جماعت  
 سے تعلق رکھتے تھے۔ گرٹن کی طرح بہت کم مخیان وطن ایسے تھے  
 جو کیتھولک جماعت یا آئرلینڈ کی زراعت پیشہ آبادی کے ساتھ مساوات اور انصاف  
 کا سلوک روا رکھتے ہوں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کیتھولک مذہب کے شرعاً اور ان کسانوں نے  
 جن پر مالکان اراضی کے گماشتے انواع واقسام کی سختیاں کرتے تھے ایک کر کے  
 آتش خیز فساد شعل کردی اور ملک میں ایک طرح کی خانہ جنگی سبھا ہو گئی۔ اس کشمکش میں ایک  
 فریق تو ان وفاداران حکومت پر اسٹنٹوں یا آئرلینڈ کے کیتھولک جماعتوں نے مشاعرے میں شمالی  
 آئرلینڈ میں اپنی بستیاں الگ جا بسائیں۔ دوسرے فریق میں آئرلینڈ کی متحدہ آبادی  
 شریک تھی یعنی وہ کیتھولک اور جمہوریت پسند پارلیمنٹ جنہوں نے ۱۷۹۰ء میں بطلان  
 کے تسلط کا جواب دینے لگے تھے۔ اتنا پھیلنے کے لیے ایک کیا تھا۔ متحدہ آئرلینڈ  
 کے سربراہ درجہ اکا بریٹش رومن ولف ٹون اور لارڈ ولف ٹون جیرلڈ نے فرانسیسیوں  
 سے امداد مانگی جو اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ جرنیل ہوش کی سرداری میں ایک  
 فرانسیسی لشکر آئرلینڈ پر حملہ آور ہو۔ ۱۶ دسمبر ۱۷۹۲ء کو رات کے وقت ۸۰ جہازوں کا  
 ایک بیڑا جس میں پندرہ ہزار فوج سوار تھے اس قصد سے روانہ ہوا کہ آئرلینڈ میں دیکھتے  
 آئرلینڈ پر فرانس کی فوج کشی کے دبا نے اور انگلستان میں بندرگاہ برشل کے اندر داخل ہو جائے  
 ۱۷۹۲ء۔ اگر فرانسیسی سپاہ سالار منزل مقصود پر پہنچ جاتا تو صورت حالات  
 نہایت اندیشہ ناک ہو جاتی لیکن رات اندھیری تھی اور سمندریں  
 طوفان چل رہا تھا۔ ایک بڑا جہاز تو اس طوفان میں غرق ہو گیا اور باقی جہازوں کے  
 ایک حصے کو جھکڑ کے تہ جھوٹے دھکیل کر طلیح بنری کی طرف لے گئے جہاں  
 کھربے نے مطلع کو چاروں نگاہیں لگا کر رکھا کہ جرنیل ہوش کے انتظار میں وہ نقل و حرکت  
 کے قابل ہی نہ رہے۔ لیکن جرنیل ہوش کو طوفان کے تھپیڑوں نے لاروشل کی بندرگاہ میں  
 پہنچا دیا تھا۔ اس نے اس کے منتشر شدہ ساتھیوں کا انتظار رکھا گیا اور فرانسیسی بیڑا آئرلینڈ  
 پر حملہ کیے بغیر بحریہ میں مرام واپس چلا گیا۔  
 ان تمام مشکلات کی وجہ سے پٹ چاہتا تھا کہ کیس طرح جلد صلح ہو جائے چنانچہ

حکومت فرانس کے ساتھ جواب "ڈاکٹر کٹری" (نظامت) کہلاتی تھی شرائط صلح کے بارہ میں اس کا نامہ و پیام بھی ہوا۔ لیکن پیرس میں تازہ تر سیاسی انقلاب رونما ہو رہے تھے صلح کے لینے پٹ کی بے سود اور پہلے درپے فتوحات سے فرانسیسیوں کے کوششیں بے فائدہ۔

اُن کے چار سال کا ریڈ کائی سپہ سالار نیپولین بونا پارٹ نے اٹلی کا کچھ علاقہ آسٹریا سے چھین لیا تھا۔ پٹ نے جب صلح کی تحریک کی تو انھوں نے ان ممالک کی واپسی سے صاف انکار کر دیا۔ اسی کے ساتھ وہ ہالینڈ فرانس اور ہسپانیہ کے متفقہ بیڑوں سے آئسلے انگلستان میں انگریزی بیڑے پر حملہ کر کے اسے نیست و نابود کر دینے کی تیاریوں میں مصروف تھے تاکہ انگلستان کے پاس حفاظت کے لیے کوئی حربہ باقی نہ رہے۔ ایسی حالت میں برطانیہ کے لیے بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ یا تو جنگ کا سلسلہ برابر جاری رکھے یا اپنی تجارت اور طاقت کو بالکل ہی ٹھوکتے۔ غرض پٹ نے دشمن کو شکست دینے کا تہیہ کر لیا اور مصارف جنگ کے لیے مدد مانگی جو تاجروں اور سرمایہ داروں نے بڑی خوشی سے دی۔

اب وہ وقت آگیا کہ برطانیہ کا جنگی بیڑا جس کی عظمت و شوکت الزبتھ کے عہد سے قائم پہلی آتی تھی برطانیہ کو خطرے سے بچالے اور ثابت کر دے کہ انگریزی جہاز رانوں میں اب بھی جنگ سینٹ وینٹ و ہبی و لیری موجود ہے جو ان کے آبا و اجداد یعنی اینگلیا کے بحری قزاقوں اور ناروے اور ڈنمارک کے علاقوں کا خاصہ تھی ولندیزی بیڑا

ابھی لنگر اٹھانے بھی نہ پایا تھا کہ امیر لیمو سربان جروس نے جن کا مددگار ملین تھا ہسپانوی بیڑے کو اس سینٹ وینٹ کے قریب ہالیا اور شکست دے کر کیڈز کی جانب ہسپانوی بیڑے پر مجبور کیا۔ پھر بھی فرانسیسی اور ولندیزی بیڑوں کی طاقت بدستور قائم تھی اور انھیں کسی قسم کا ضعف نہ پہنچا تھا اگر ان دونوں کا میل ہو جاتا تو انگریزی بیڑے کو بڑی مشکل کا سامنا ہوتا اس لیے کہ میں اس وقت اسپینک ہیڈ اور تونہ میں برطانوی علاقوں نے مضبوطی پائی تھی۔

معدر کر دیا لیکن خوبی تقدیر سے موسم کی غلابی نے ولندیزیوں کو فرانسیسیوں سے ملنے نہ دیا۔ مضبوطی کے اسباب یہ تھے کہ علاقوں کو خود ایک بڑی دی جاتی تھی معاوضہ بہت کم ملتا تھا اور اُن کے ساتھ سخت برکت

ایک جاتا تھا۔ ایسی حالت میں ان کی شکایات واجبی تھیں۔ امارت بحری نے بڑی عقل مندی کی کہ مفسدہ کے استیصال میں توسعت کیے بغیر سے کام لیا لیکن ساتھ ہی ان شکایتوں کو بھی رفع کر دیا مفسدے کے سب سے زیادہ سرکش سرغوں کو جب سزا مل چکی تو وہ اپنی خدمت پر حاضر ہو گئے اور چند ماہ بعد امیر البحر دکن کی سرداری میں ایک خونریز بحری جنگ جنگ کیمپ ڈون الائنڈ میں لڑی۔

ان بحری فتوحات نے برطانوی بیڑے کی تباہی کے منعموہوں کا خاتمہ کر دیا لیکن فرانسیسی جہنموں نے حال ہی میں آسٹریا کے ساتھ ہتھیاروں کی بیعت کر لی تھی ابھی تک اس بات پر سکتے ہوئے تھے کہ جس طرح بن پڑے اپنے رہے ہے رقیب انگلستان کو کچل کر رکھ دیں۔ نیپولین بونا پارٹ جو اس وقت فرانسیسی فوج کے بہت بڑے حصے کا سپہ سالار تھا اگرچہ بظاہر تو یہی کہتا تھا کہ میں ساحل انگلستان پر حملہ آور ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہوں لیکن درپردہ نظامت فرانس کو یہ ترفیب دے رہا تھا کہ اسے فوج دیکر مصر بھیجا جائے تاکہ وہاں سے وہ ہندوستان پہنچ کر انگریزوں کی خبر لے۔ دراصل نیپولین نے فرانس میں بادشاہ بن جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن چونکہ اس منصب کو فوراً حاصل کر لینا ناممکن تھا اس لیے وہ چاہتا تھا کہ ملک غیر میں نمایاں فتوحات حاصل کرے اور ایک عظیم الشان فاتح بن کر اپنے وطن میں واپس آئے۔

جس شخص نے نیپولین کی اس آرزو کا خون کر دیا وہ انگلستان کا سب سے بڑا امیر البحر ہو ریشیو لنس تھا۔ لڑائیں ہی سے لنس کو جہاز رانی کے ساتھ ایک خاص لگاؤ تھا۔ اور جب تیس سال کی عمر میں وہ اپنے باپ سے جو مارفاک کا پادری تھا رخصت ہو کر صیفہ بحری میں ملازم ہوا تو سب کچھ چھوڑ کر اسی کا ہو رہا۔ اس وقت جب وہ برطانیہ کے سب سے زیادہ جنگ نیک کیمپ ڈون الائنڈ میں لڑ رہا تھا اور خطرناک دشمن کے تعاقب و سرکونی کی خدمت پر مامور کیا گیا تو اس کی عمر چالیس سال تھی۔ اور تجربہ بھی اسی نسبت سے تھا۔ وہ پہلے سے زیادہ عرصے تک وہ اس بیڑے کو ڈھونڈتا رہا جس میں نیپولین کا دنگر سوار ہو کر گیا تھا۔ لیکن کچھ پتہ نہ چلا۔ آخر کیمپ ڈون الائنڈ کو اس کی اپنے حریف سے



دریائے نیل کے دہانے کے اندر خلیج ابو کر میں مٹ بجھ رہی تھی۔ فرانسیسی بڑا لنگڑا اُسے پڑا تھا۔ اور اپنے موقع کو محفوظ سمجھ رہا تھا۔ لیکن نلسن نے اپنے کچھ جہاز فرانسیسی بڑے اور ساحل کے بیچوں بیچ کمر و خیم کو دونوں طرف سے توپوں کی بارش کے آگے رکھ لیا اور اس ترکیب سے اُس مشہور و معروف بحری معرکہ میں فتحیاب ہو گیا جو ”جنگ نیل“ کہلاتا ہے۔ بیڑے کی تباہی کے بعد فرانسیسی فوج کو براہ تری مصر سے نکلنے کی کوئی سبیل باقی نہ رہی اور نیپولین نے شام کو فرار کرنے کا قصد کر لیا۔ ریگستان سے گزر کر اُس نے پہلے تو یاخوہ کو سر کیا۔ پھر آگے بڑھ کر عکہ کا جامہ صحرہ کیا لیکن یہاں ترکوں نے بڑے سخت مقابلے کے بعد سرسڈنی اسمتھ کی مدد سے اُسے شکست دی۔ اور اُسے مصر کی طرف پسپا ہونا پڑا۔ اسکندریہ کے قریب ابو کر کے میدان میں ترکوں کی اُس سے پھر جنگ ہوئی جس میں نیپولین کا مساب رہا۔ اب یہ خبر آئی کہ یورپ میں فرانسیسیوں کو شکست مل چکی ہے یہ اطلاع آتے ہی فوج کی کمان اپنے جرنیلوں کے سپرد کر کے نیپولین فرانس چلا گیا جہاں ۱۱ نومبر ۱۷۹۹ء کو وہ صدر قافلہ مقرر کیا گیا۔ چند مہینے بعد اُس نے اٹلی میں آٹھویں کا مقابلہ کرنے کے لیے پھر میدان جنگ کی راہ لی اور ماہ جون ۱۸۰۰ء میں انھیں مارنگو کے مقام پر شکست دے کر تبارخ یکم فروری ۱۸۰۱ء کو نے فل میں صلح پر مجبور کر دیا۔

برطانیہ اب بے یار و مددگار پھر یکہ و تنہا رہ گیا۔ روس جس نے کچھ مدت تک اس کا ساتھ دیا تھا جہازوں کی تلاشی لیے جانے کے معاملے میں بگڑ بیٹھا اور پچھہ ہانک میں جنگ شروع ہو گئی۔ پٹ بھی وزارت سے الگ ہو چکا تھا اور اس کی علیحدگی کی وجہ ہم اب بیان کرتے ہیں۔

۱۸۰۰ء سے جب کہ فرانسیسیوں کی فوجی جہم آئرلینڈ سے ناکام بلٹی وہاں کے لوگوں میں بے چینی پھیلی ہوئی تھی برطانیہ کے ساتھ ان کی یہ مخالفت برابر بڑھتی گئی یہاں تک کہ ۱۷۹۵ء میں ایک بغاوت پھوٹ پڑی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ باغیوں نے شکستِ بغاوت آئرلینڈ سے کھائی اور ان کی چھاؤنی پر جو ضلع وکسفرڈ میں وینگرل پر تھی انگریزوں نے قبضہ کر لیا باوجودیکہ یہ واقعہ پیش آچکا تھا پھر بھی فرانسیسیوں نے کچھ فوج سیوک بندرگاہ میں لا تار ہی جسے آئرلینڈ کے حاکم لارڈ کارنوالس کے مقابلے میں شکست ہوئی فوجیر لڈنوا لگایا اور ویلف ٹون پھانسی پر لٹکا دیا گیا لیکن یہ بات

ظاہر ہو گئی کہ جب تک آئرلینڈ کی خود اپنی پارلیمنٹ موجود رہے گی آئرلینڈ والے کبھی عین سے نہ بیٹھیں گے۔ غرض پٹ نے معصم ارادہ کر لیا کہ آئرلینڈ کی پارلیمنٹ بالکل ہی توڑ دی جائے اور قانون اتحاد انگلستان و آئرلینڈ کے نام سے ایک قانون نافذ کیا جائے جس کی رو سے اتحاد آئرلینڈ و انگلستان آئرلینڈ والوں کو انگریزی پارلیمنٹ میں شریک ہونے کا حق پہنچا۔ حاصل ہوا تھا کہ آئرلینڈ کے لوگوں کو ملک لین کے عہد میں حاصل ہوا تھا وہ کچھ صفحہ ۳۰ آئرلینڈ کے مبغوثین کو رشوتیں دے کر ادو خطا مات داعزازات سے پر جا کر پٹ نے یہ تجویز آئرلینڈ کی پارلیمنٹ سے منظور کرالی اور رومن کیتھولک فریق کو اس وعدے سے راضی کر لیا کہ تمہیں بھی برائٹنٹ جماعت کے ساتھ مساوی حقوق ملیں گے۔ ۲۔ اگر تین سالہ کو قانون اتحاد نے شاہی منظوری حاصل کر لی اور اٹھارویں صدی کے آخری دن یعنی ۱۸۰۱ء میں بادشاہ نے برطانوی پارلیمنٹ بند کر دی اور ماہ جنوری ۱۸۰۱ء میں شاہی پارلیمنٹ کی حیثیت یونین جیک - سے اس کا افتتاح کیا۔ اس حیثیت سے آئرلینڈ کے ایک سو مبغوث دارالعوام میں شریک ہونے اور چار اسقف اور چوبیس راہ کو دارالامرا میں جیکبلی یونین جیک (علم اتحاد) پریسینٹ جارج اور سینٹ اینڈرو کی صلیبوں کے علاوہ سینٹ پیٹرک کی صلیب کا نشان بھی بنا دیا گیا۔ اور اس وقت سے لے کر آج کے دن تک انگلستان اسکاٹلینڈ اور آئرلینڈ کے قوانین شہنشاہی پارلیمنٹ ہی میں وضع ہوتے ہیں۔ گرافسوس ہے کہ جارج سوم نے پٹ کو اس بات کی اجازت نہ دی کہ رومن کیتھولک لوگوں کو برائٹنٹوں کے برابر حق دینے کی تجویز پیش کرے جس کا اس نے عہد کیا تھا اور بادشاہ کے ایسا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے اسے یہ سمجھا دیا کہ کیتھولک غرتے کو برابری کا حق دلوانا اس حلف کے خلاف ہو گا جو آپ نے یعنی بادشاہ نے اپنی تاج پوشی کے وقت اٹھا یا تھا۔ ادھر پٹ کی آبرو پر اس عہد کے پورا نہ کرنے سے جو اس نے رومن کیتھولک فریق سے کیا تھا حرف آتا تھا۔ ایسی حالت میں اس کے لیے بجز اسکے چارہ نہ رہا کہ وزارت سے مستعفی ہو جائے۔

بادشاہ کو پٹ کے مستعفی ہونے کا ایسا سخت صدمہ ہوا کہ نفل دماغ کا عارضہ پھر کچھ عرصے کے لیے اسے لاحق ہو گیا۔ پٹ اس حالت سے سید منوم ہوا اور فوراً نئے

وزیر اعظم سٹراٹھم کو کام میں مدد دینے پر آمادہ ہو گیا۔ یہ وزیر جو آگے چل کر لارڈ سٹرمیتھ کے لقب سے ملقب ہوا دارالعوام کا رئیس النطق رہ چکا تھا۔

برطانیہ کا ابھی تک دشمنوں کے ایک ہجوم سے مقابلہ تھا لیکن بلکہ ہی تھوڑے دن کے واسطے صلح ہو گئی۔ یعنی جب سر رالف ایمر کو امی نے فرانسیسیوں کو اسکندریہ کی جنگ میں بتایا۔ ۳۱۔ مایچ ۱۸۰۱ء شکست دی اور انگریزوں کی ملک کے لیے

ہندوستان سے تازہ فوج آگئی اس لیے ۲۴۔ اگست کو تمام فرانسیسی فوج متعینا ڈال دیں جنگ اسکندریہ و جنگ بریمپور ہو گئی۔ ۱۷۔ ستمبر ۱۸۰۱ء نے ۲۴۔ اپریل کو ڈنمارک کے بیڑے کو بہر مقام کو بہرین ہیکین غلبہ حاصل کیا یہ جنگ ایسی سخت تھی کہ لڑائی کا نقشہ بڑا ہوا دیکھ کر انگریزی سردار سہاؤد پار کرنے اپنے جہاز پر سے

پاپائی کے ملک کی جھنڈی دکھا دی۔ نلسن اس اشارے سے خوب واقف تھا۔ لیکن دور بہرین اٹھا کر اور اپنی بے نور آنکھ میں لگا کر اس نے اپنے جہاز والوں سے کہہ دیا کہ مجھے تو کوئی علامت نظر نہیں آئی۔ یہ کہہ کر وہ دشمن پر ٹوٹ پڑا اور بالآخر فتیاب ہوا اس وقت نیپولین انگلستان پر چڑھائی کی تیاریوں میں مصروف تھا اور اس مقصد کے لیے بوون میں جہاز فراہم کر رہا تھا لیکن مصر میں جو شکستیں فرانسیسیوں کو ملی تھیں انہوں نے اسے ایک عارضی صلح پر آمادہ کر دیا۔ غرض ماہ مارچ ۱۸۰۲ء میں انگلستان اور فرانس کے درمیان بمقام امیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے فرانس کو اطالیہ کا جنوبی علاقہ خالی کرنا پڑا اور برطانیہ سیلون اور ٹرینیڈاڈ کے علاوہ اپنی تمام فتوحات سے دست بردار ہو گیا۔ اسی کے ساتھ شاہان انگلستان نے شاہ فرانس کا لقب جو انہوں نے اٹھو ورڈ سوم کے وقت سے اختیار کر رکھا تھا ترک کر دیا۔

لیکن کوئی عہد نامہ نیپولین کی آنگ کے کو نہ روک سکتا تھا۔ امیان کے معاہدہ کو بہر قلم ہوئے چند مہینے بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ اس نے پنڈ مانٹ اور پارما کا فرانس کے ساتھ الحاق کر لیا اور ایک لشکر جزائر سے سوئٹزرلینڈ پر دھاوا کر دیا۔ دولت برطانیہ کی طرف سے جب اعتراض ہوا تو اس نے اور اٹلیا یہ مطالبہ کیا کہ تمام وہ فرانسیسی غزمین

جوانگلستان میں جا بیسے میں ملک بد کر دیے جائیں اور مائٹ فرانس کو دے دیا جائے ان باتوں سے  
برطانیہ کے ساتھ شہنشاہ صاف ظاہر تھا کہ نیولین آگاہ و فساد ہے۔ وزارت انگلستان کو  
حقیقت سے نیولین کی جنگ اب ناجار اعلان جنگ کرنا پڑا اور اس وقت سے لیکر ۱۸۱۵ء تک  
۱۸۱۵ء لغایت ۱۸۱۵ء۔ نیولین کے ساتھ برطانیہ کی جدوجہد کا سلسلہ برابر قائم ہوا۔ فیصل  
بغنے کے وقت سے نیولین نے فرانس میں عہدہ اور مفید قوانین

جاری کیتے تھے اور بے انتظامی اور فساد کو دور کرنے سے فرانس کو پھر ایک بڑی سلطنت  
کے درجے پر پہنچا دیا تھا۔ ۱۸۱۵ء میں وہ فرانس کا شہنشاہ ہو گیا۔ لیکن اس کی اولوالعزمی  
کسی اس سے بھی اونچے مرتبہ کی خواہشمند تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ تمام یورپ کو اپنا مطیع بنائے  
اور چونکہ برطانیہ ہی ایک ایسا آزاد ملک باقی رہ گیا تھا جو اس کی تمناؤں کا سنگ راہ تھا اس لیے  
اُس کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ جس طرح بن پڑے اس ملک کو خاک میں ملا دے  
چنانچہ ایک مرتبہ اُس نے علاقہ یہ خیال غماز بھی کر دیا کہ اگر کم چھ گھنٹے کے لیے آئینے انگلستان  
پر مسلط ہو جائیں تو ساری دنیا ہمارے قبضے میں آجائے۔

برطانیہ کی مشکلات جیسی جیسی بڑھتی گئیں اس کی بہادری اور شجاعت کے جوہر  
کھلتے گئے۔ ۱۸۱۵ء میں پیٹ دوبارہ وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ تین لاکھ سے بھی اوپر رضا کاروں  
کی جماعت اپنے ملک کی حفاظت کے لیے کمر بستہ ہو گئی اور نلسن فرانسس اور ہسپانوی ٹیریر  
انگلستان پر نیولین کے حملے اور  
ہونے کی تیاریاں ۱۸۱۵ء۔ یہ بڑے انگلستان پر حملہ آور ہونے اور ان چوڑے سینے والی شہنشاہ  
کی مخالفت کرنے کے لیے پلٹ آئے تھے جن میں وہ ایک لاکھ فوج

سوار کر کے ساحل انگلستان پر تارانا چاہتا تھا۔ لیکن ریت میں اس فوج کے نزدیک ہسپانوی  
یہ بڑے کا مقابلہ سر رابرٹ کالڈر سے ہو گیا جس نے غنیمت کو کیڑے کے مارنے جگا دیا۔ اور نلسن  
نے جو حریف کی خبر پا کر اٹلے پاؤں ہوا سے باتیں کرتا ہوا پلٹا تھا فرانسس بیلے ستاریج  
جنگ ٹریفالڈر ۱۸۰۵ء۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۰۵ء راس ٹریفالڈر کے نواح میں جالیا۔ اب وہ  
ایک روز مارچ کے وقوع میں آیا جس میں اس نامور راہیہ البحر نے اپنی جان اپنے

ملک پر نشانہ کر دی۔ جنگ کے ختم ہونے سے پہلے نلسن نے اپنی بحری جمیعت کو  
اس شہرہ آفاق پیغام سے مخاطب کیا کہ آج کے دن انگلستان اپنے ہر ایک فرزند

افرض کی بجائے اور کی امید رکھتا ہے۔ یہ دلوں انگلیز لفظ رہتی دنیا تک انگلیزوں کے کان میں گونجا کریں گے۔ بہادر امیر البحر اپنے جہاز سے وکٹری (فتح) کے عرشہ پر کھڑا ہوا کان کر رہا تھا کہ اُسے ایک بندوق کی گولی آگئی۔ زخم کاری تھا اور جان لبوں پر اچھکی تھی۔ لیکن دم ٹوٹتے ٹوٹتے اس نے فرانسیسیوں کی شکست کا شہدہ اپنے کانوں سن لیا۔ جو کام اس کے سپرد کیا گیا تھا۔ اُس سے عہدہ برآمد ہونے میں بہت مردانہ کا کوئی دقیقہ نہ تھا جو اس جوان مرد نے اٹھا رکھا ہو۔ اُس کی ساری عمر خود احکام کی اطاعت میں نہ ہوئی تھی اور وہ سادہ الفاظ جو اس کی زبان سے آخری وقت میں نکلے بہترین ترکہ ستے جو وہ اپنے ملک کے لیے چھوڑ سکتا تھا۔

برطانیہ کا سب سے بڑا امیر البحر کام اچکا تھا اور وقت قریب تھا کہ اُس کے سب سے بڑے مدبر کی حیات مستعار بھی پوری ہو جائے پٹ کی عمر نے اتنی وفات کی کہ اُس نے فتح پٹا لگ کر کی خوش خبری سن لی لیکن نیا وہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ نیپولین کے مظفر و منصور ہونے کی جنگ اسٹریٹز اور پٹ کی وفات و ششماک خبر پچی بن کر اُس پر آگئی۔ اسٹریٹز کے میدان میں جو اُسنا کے قریب واقع ہے نیپولین نے اسٹریٹز اور روس دونوں کی فوجوں کو بتا دیا۔ ۲ دسمبر ۱۸۰۵ء شکست فاش دیکر ان دونوں طاقتوں کا خاتمہ کر دیا اور فرانس لکھتا ہے کہ واقعہ اسٹریٹز پٹ کی جان بیکر ہا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اس حادثے کے بعد اُس نے سر نہ اٹھا یا ۲۳ جنوری ۱۸۰۶ء کو جب ملک کے اس جاں نثار خادم نے وفات پائی تو اس کی صرف ستائیس سال کی تھی۔

پٹ کی وفات پر فاکس نے لارڈ گرینول کے ساتھ مل کر ایک نئی وزارت بنائی جو ”وزارت جامع کمالات“ کے نام سے مشہور ہے۔ اس وزارت کا یہ احسان تاریخ کو کبھی فراموش نہ ہو گا کہ رسم بڑھ فروشی کی موتی جس کے لیے پٹ اور اُس کے احباب مدت سے وزارت جامع کمالات جدوجہد کر رہے تھے اس کی کوششوں سے عمل میں آئی۔ یہ تاریخ نگار ۱۸۰۶ء اور ویسلی کی پسند و تلقین نے جب سے ایک جماعت کشی میں مذہبی بیداری کی روح پھونکی تھی بعد دی مذہبی نوع کے جذبات میں ایک

عام میدان پیدا ہو گیا تھا اور لوگ اپنے اپنے اجنبی جنس کی مصیبتوں اور تکلیفوں سے متاثر ہونے لگے تھے۔ ۱۸۰۳ء میں خلق اللہ کے ایک خیر خواہ جان ہارڈن نے جو اصلاح حمایتیں - پہلو میں درد مند دل رکھتا تھا اپنی زندگی انگلستان کے تکلیف وہ

اور عفونت انگیز قید خانوں کی حالت کی اصلاح کے لیے وقف کر دی۔ وہ ان ناپاک زندانوں میں خود پیادہ پا جاتا تھا اور ہر وقت اس کو شش میں لگا رہتا تھا کسی دفعہ تین ہفتہ قیدوں کی محبت رفع ہو جائے۔ چالیس سال بعد ایک نیک نہاد بی بی منہ فرانی نے بھی اسی نیک کام کا بیڑا اٹھایا اور جان ہارڈ کی طرح اپنی زندگی محالیں انگلستان کی اصلاح کی کوششوں میں گزار دی۔ ۱۸۷۳ء میں دلبر نورس ٹامس کلاکسن اور زکارس میکلے نامی تین شخصوں نے

برودہ فروشی کی سونوی

۱۸۷۳ء - ۱۸۷۴ء

اس تجارت کا بڑا حصہ انگریزوں کے ہاتھ لیا تھا اور لوٹنڈی غلاموں کی خرید و فروخت سے زیادہ تر انگلستان ہی کے برودہ فروش ہاتھ رہ گئے تھے۔ غلاموں کو جو خوفناک ظلم ہوتے تھے ان کی تفصیل سے قلم اڑتا ہے۔ غریب جھینوں کو برودہ فروش ان کے جھوٹوں سے جبراً پکڑ لاتے تھے اور جہاں کی تختہ بند منروں کے درمیان تنگ چوبی خانوں میں پھیر بکری کی طرح بند کر دیتے تھے جہاں بھوک پیاس کی آئے دن کی مصیبت اور دم گھٹنے کے عذاب کے علاوہ ان بدبختوں کو اور بھی انواع و اقسام کی عقوبتیں پہنچی پڑتی تھیں۔ عرصہ پر انھیں کبھی کبھی لاکر تازہ ہوا ضرور کھلائی جاتی تھی اور چابک ماراں اگر انھیں اچھلنے کو دے کر بھی مجبور کیا جاتا تھا تاکہ ان کے ہاتھ پاؤں کھل جائیں۔ لیکن یہ صرف انھیں زندہ رکھنے کی ترکیبیں تھیں تاکہ وہ کسی طرح نحاس تک پہنچ کر ٹھکانے لگ جائیں۔ جو غلام بیمار پڑتے تھے انھیں ان کے بیدار و سوداگر یا قاتل کر ڈالنے تھے یا انھیں کمر بند میں پھینک دیتے تھے۔ ان ہیبت ناک مظالم کا اکابر انگلستان کو بھی اچھی طرح علم تھا۔ لیکن غلاموں کی خرید و فروخت یا منفعت اس درجہ تھی کہ ان لوگوں نے جو اس تجارت سے مالا مال ہو گئے تھے ایک مدت تک برودہ فروشی کے مخالفوں کی ایک پیش نہ جانے دی اور کہیں بیس سال کی لگاتار کوشش کے بعد آخر ۱۸۰۷ء میں پارلیمنٹ اس مضمون کا قانون نافذ کر لی کہ ہر شخص کسی برطانوی جہاز میں غلاموں کو فاکس کا انتقال نہ کرے۔ تبض فروخت لیمبا سے لگاؤ مجرم قرار پائے گا۔ فاکس جس نے اپنی ساری عمر اس کوشش میں گزار دی تھی کہ برودہ فروشی موقوف ہو جائے اس قانون کا نفاذ دیکھتے ہی نہ دیکھنے پایا اور ۱۸۰۷ء میں برسرِ کار کیا۔ اگرچہ اس قانون سے

برصغیر فریضی ٹک گئی لیکن برطانوی نوآبادیوں میں اس کی وجہ سے غلامی موقوف نہ ہوئی بلکہ اور  
اتھارٹیس سال یعنی ۱۸۳۳ء تک بدعتہ قائم رہی۔

ادھر تو برطانیہ اپنے نظام حکومت کی اصلاح میں مصروف تھا اور ہنولین اس کی تجارت  
کی بریادی کے منصوبے باندھ رہا تھا۔ ۱۸۳۱ء میں روس اور پروشیا پر ایک اور فتح پا کر  
اور جیٹا کی مشہور جنگ جیت کر وہ قریب قریب سارے یورپ کا مالک ہو گیا اب  
اس نے ۱۸۳۲ء کو برلین سے ایک فرمان جاری کر کے تمام برطانوی بند گاہوں  
کی ناکہ بندی کا اعلان کر دیا اور براعظم یورپ کی اقوام کو ہمالیش کر دی کہ برطانیہ کے  
فرمان برلین ۲۱ نومبر ۱۸۳۲ء

ساتھ تجارت نہ کریں۔ انگلستان کے سوداگروں کو اس سے  
سخت نقصان پہنچا اور وزیر کے سلطنت نے ہنولین کے  
فیصلے کے جواب میں فرانس اور اس کے حلیفوں کی تمام بند گاہوں کی ناکہ بندی کا اعلان  
کر دیا۔ اسی کے ساتھ انھوں نے ماہ ستمبر ۱۸۳۲ء میں بخارک کے جنگی بیڑے کو بھی  
گرفتار کر لیا اس لیے کہ یہ جب گرم تھی کہ وہاں بیڑا۔ اگر انگلستان پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔  
یورپ کے بند گاہوں کی اس ناکہ بندی نے انگلستان اور امریکہ کے تعلقات میں  
کشیدگی پیدا کر دی جس کی وجہ یہ تھی کہ امریکہ کے جوہانہ فرانس کے ساتھ تجارت کرتے تھے  
اب انگریزوں کی گرفتاری کی زد میں آ گئے۔ کچھ تو اس مزاحمت سے اور کچھ اس واقعہ سے  
برہم ہو کر کہ امریکہ کے جہازوں کی تلاشی برطانیہ کے بھاگے ہوؤں کو پناہ دینے کے شبہ میں  
کی گئی تھی امریکہ کی کانگریس نے ۱۸۴۲ء میں برطانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اس جنگ کا  
سلسلہ ۱۸۱۵ء تک قائم رہا۔

جنگی ہنولین کی فوجیں ہر جگہ کامیاب ہو رہی تھیں اور وہ یورپ کے ملک اپنے  
بائی بندوں میں باطل رہا تھا۔ لیکن اس ملک گیر ہی کے رکھنے کا زمانہ قریب آچلا تھا۔ ماہ مئی ۱۸۴۰ء  
میں ہسپانیہ کے شاہی خاندان کا آپس میں تنازع ہو گیا جس سے ہنولین کو یہ موقع مل گیا کہ تاج ہسپانیہ  
ہسپانیہ کے تاج تخت اپنے ہسپانیہ جوڑنا بوا پار شاہ کے سر پر رکھ دے۔ ساتھ ہی اس  
برنیولین کا قبضہ اور پرگال نے پرگال پر حملہ کر دیا اور اس ملک کے نائب لڑاٹے نے بھاگ کر  
برازیل میں پناہ لی۔ ہنولین نے ہسپانیہ کے تخت پر اپنے بھائی کو  
بیٹھا تو دیا لیکن ساری عمر میں اس نے ایک ہی غلطی ایسی کی جس کی

تلافی اس کے ارکان سے خارج تھی۔ ہسپانیہ کے خوددار باشندوں نے جب دیکھا کہ ایک ایسا شخص اُن کی مرضی کے خلاف اُن کا بادشاہ بنا دیا گیا ہے جسے کل تک کوئی پوچھتا بھی نہ تھا تو اُن کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی ہر جگہ بغاوتیں برپا ہو گئیں اور ہسپانیوں نے برطانیہ سے مدد مانگ کر بھیجی۔

اس واقعے کے ظہور سے کچھ ہی دن پہلے سر آرتمر ولزلی (جو بعد میں امیر ونگٹن کے لقب سے ملقب ہوا) ہندوستان میں ۱۸۰۵ء سے لیکر ۱۸۰۶ء تک مرہٹوں کا کاسیانی کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد انگلستان واپس آیا تھا اور وزیر آئر لینڈ مقرر ہوا تھا۔ باج کیننگن نے فرما دیا کہ جو ایک فوجیہ اور ہونہار تدبیر تھا، ہسپانیہ کی فریاد پر کان نہ دے کر اور جزیرہ نمائے ہسپانیہ میں نیپولین سے لڑنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ چنانچہ دو مختلف سی فوجیں ولزلی اور جرنیل سرجان مور کے آئندہ جنگ جزیرہ نما ۱۸۰۵ء ماتحت فوراً برٹش رائل روانہ کر دی گئیں اور وہ لڑائی جو "جزیرہ نما کی جنگ" کے نام سے مشہور ہے شروع ہو گئی۔ بڑی خرابی یہ ہوئی کہ اس جہم پر جو

فوجیں بھیجی گئیں اُن کی تعداد بہت ہی قلیل تھی اور ولزلی اور مور جبر لڑنے کے گورنار اور ایک وافر فوج کے ماتحت کر دئے گئے۔ پس اگرچہ ولزلی نے فرانسیسی جرنیل جو نویر میرد کے میدان میں ۱۱ گھنٹے ۱۸۰۵ء کو فتح تو پا لیکن وہ اس فتح سے بڑا فائدہ نہ اٹھا سکا بلکہ اس کے افسر نے سترار کے مقام پر فرانسیسیوں کے ساتھ ۱۰ اگست کو صلح کر لی اور ولزلی انگلستان واپس بلا لیا گیا۔

اب سرجان مور کو حکم ملا کہ ہسپانیہ کی طرف پیش قدمی کر کے ہسپانوی فوج کے ساتھ جا لے۔ لیکن رستے میں اسے معلوم ہوا کہ نیپولین میدان جنگ میں خود آ پہنچا ہے اور ہسپانوی لشکر کا کام تمام کر کے میڈرڈ کی جانب بڑھ رہا ہے۔ نیپولین کے پاس ستر ہزار فوج تھی۔ اس کے انگریزی فوج کی ہسپانی اور جنگ ۱۸۰۵ء۔ مقابلے میں انگریز نہت پچیس ہزار تھے۔ یہ دیکھ کر مور نے جو ایک بہادر اور آزمودہ کار افسر تھا ساحل کی طرف پلٹ جانے اور اپنی فوج کو جہازوں پر سوار کر کے رخصت ہو جانے کا فیصلہ کر لیا۔ جس

صفائی سے وہ پسپا ہوا اور اپنے لشکر کو خطرے سے نکال لے گیا وہ اس کی سپہ سالاری کا کمال ظاہر کرتا ہے پہلے اُس نے سیدھا دیگو کا رخ کیا۔ اور نیپولین کو جو تعاقب میں تھا اپنی گزرتی نہ پہنچنے دیا۔ مگر رستے میں خبر ملی کہ اس بندرگاہ سے فوجیں جہاز پر سوار نہ ہو سکیں گی۔ پس اُس نے کارنا کی راہ لی جو علاقہ کلیشیا کی ایک بندرگاہ ہے۔ ۱۰۔ جنوری کو جب وہ یہاں پہنچا



تو معلوم ہوا کہ انگریزی بیڑے کو مخالف ہواؤں نے سمند میں بہک رکھا ہے۔ بیڑے کو آتے آتے چار دن لگ گئے۔ اتنے میں فرانسیسی فوج بھی مارشل سولٹ کی قیادت میں اپنی اور حملہ کے لئے صف بستہ ہو گئی۔ ۱۶۔ جنوری کو دوپہر ڈھلے فرانسیسیوں نے ملہ شریعہ کر دیا۔ انگریزوں نے برابر کا جواب دیا اور مقابلہ میں یامردی اور ثابت قدمی دکھائی۔ فرانسیسیوں نے بہتوں تک اٹھائی اور انگریزی فوج تین ہزار فرانسیسی لاشیں میدان میں چھوڑ کر اسی رات ہوتے ہوتے جہازوں پر سوار ہو گئی۔ لیکن اسکاٹلینڈ کا وہ بہادر فرزند جس نے اپنی فوج کو پالیا تھا خود مارا گیا اور اس کے رفیق اسے میدان جنگ ہی میں دفن کر کے چپ چاپ غم کی تصویر بنے ہوئے رخصت ہو گئے۔ انگلستان کے شاعر ولف نے دو جنازہ سر جان مور کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے جس میں اس واقعے کی تصویر اس طرح کھینچی ہے۔

کہیں بلند کوئی ماتمی نوا نہ ہوئی۔ جب اسکی لاش کو لشکر چلا اٹھائے ہوئے کوئی گنگ سلامی کے واسطے نہ چلی۔

بنے ہوئے تھے سپاہی غم والہ کی شبیہ تمام فوج کے افسر تھے سر جھکائے ہوئے جب اسکو خاک کے اندر لٹا دیا ہم نے نہ کوئی مرثیہ ہے نقش سنگ تربت پر وہاں وہ آپ ہے یا اسکی شان عظمت ہے

جہاں زمانہ ہوا لگم اسے بنا کے ہوئے جہاں زمانہ ہوا لگم اسے بنا کے ہوئے

سپاہی فوج کی تباہی اور مور کی سپاہی کی خبر جب انگلستان پہنچی تو انگریزوں کے حوصلے پست ہو گئے لیکن کیفنگ نے ایک بہت بڑی فوج فراہم کر کے ولزلی کو اس کی سرداری دی اور اسے فوراً برنگال بھیج دیا۔ ولزلی برابر چار سال تک فرانسیسیوں سے لڑا اور اس عرصے میں نیپولین کے قابل ترین جرنیلوں کو شکستیں دے دے کر اس نے سرزمین سپانیہ سے باہر نکال دیا۔ ابھی تک اسے وہ شہرت حاصل نہ تھی جو نیپولین کے حصے میں مل چکی تھی۔ دوران جنگ میں فوجی کمک اور رسد اسے کبھی کافی مقدار میں دستیاب نہ ہوئی۔ اس کا دلکش اور نیپولین مقصد بھی بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ اپنا فرض منصبی بجالاتا رہے اور اپنے کام سے کام رکھے۔ لیکن اس بات کا اسے پختہ یقین تھا کہ حتیٰ و راستی کا یہ اسی کے طرف جھکا ہوا ہے اور انجام کار وہ اس ظالم پر ضرور غالب آئے گا جو تمام یورپ کو پا مال کر رہا ہے۔ وہ اپنے سپاہیوں کی جان کو بہت قیمتی

سمجھتا تھا اور انھیں کبھی غیر تنہا دیکھ کر خطرے میں نہ ڈالتا تھا بخلات اس کے نبولین اپنی فوج کے بے دریغ کٹا دیتا تھا۔ وزلی کو اس بات کا بھی بڑا خیال رہتا تھا کہ اس کے لشکر کا عیا کو نوٹنے نہ پائیں۔ وہ جو چیز لیتا تھا اس کے دام اسی وقت چکا دیتا تھا۔ غرض پورے استقلال اور ثابت قدمی سے کام لیکر اس نے جدیدیج ثابت کر دیا کہ فرانسیسی افواج پر فتح حاصل کی جا سکتی ہے اور اس طور پر اس نے وہ ظلم توڑ دیا جس کے زور سے نبولین نے تمام یورپ پر اپنی سطوت کا سکہ جا رکھا تھا۔

وزلی نے مارشل سواٹ کو بتایا کہ ۱۲۔ مئی اور ٹو کے میدان میں شکست اسی اور ۲۔ جولائی ۱۸۱۵ کو مارشل وکر ڈیپ بمقام تلاویرافتح پائی۔ اس فتحیابی کے صلہ میں حکومت انگلستان نے اسے امیر ونگلٹن کے لقب سے سرفراز کیا۔ جنگ تلاویرا کے بعد وہ پیچھے ہٹتا ہوا پرتگال چلا آیا جہاں موسم سرما میں اس نے قلعوں کے تین سیمک سلسلے تعمیر کیے جو تارس و ڈراس کے مورچوں کے نام سے مشہور ہیں۔ چنانچہ جب ۱۸۱۵ء میں مارشل میدان ہسپانیہ میں ونگلٹن کی فتوحات خدمت پر مامور ہوا کہ انگریزی فوج کو جاکر سمندر میں دھکیل دے تو پہلے تو اسے بتایا کہ ۲۹۔ ستمبر ۱۸۱۵ء بوساکو کے معرکے میں شکست ہوئی اور

اس کے بعد اسے پہلے خطا و فاع پر پہنچ کر رکنا پڑا۔ سرچرند انگریزی فوج پر حملہ کرنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ خطہ آوروں کے پاس رسد بھی نہ تھی۔ اس لیے کہ ونگلٹن نے تمام فضلیں تباہ کر دی تھیں اور اس پاس کے علاقے میں کوئی موافق نہ رہنے دیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مینا کی پینتالیس ہزار فوج کچھ تو چھوٹی چھوٹی مسط بھڑوں میں کچھ بیاری سے اور کچھ بھوک کے عذاب سے تباہ ہو گئی اور اسے مجبوراً ہسپانیہ کی طرف پسپا ہونا پڑا۔ یہاں ہسپانیوں نے سلمہ دستے کو وہ دشت میں پھیلارکھے تھے جو اپنی کیڑیوں سے شکل نکل کر فرانسیسی فوج کا قافیہ تنگ کرنے لگے۔ پیچھے پیچھے ونگلٹن کی فوج بھی جس نے آگے بڑھ کر فرانسیسیوں پر پہلے در پہلے حملہ کیے اور متعدد معرکوں میں فتوحات حاصل کیں۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور پانچ معرکے ہیں۔ سیوڈاڈ ڈاڈریگو اور باوجوز کے قلعے ۱۸۱۲ء کی دولاہیوں میں مسخر ہوئے۔ جنگ سلامتکا ۱۸۱۲ء اور جنگ دٹوریا ۱۸۱۳ء میں واقع ہوئی اور سینٹ سباٹین کا طویل محاصرہ ۱۸۱۳ء کے موسم سرما میں ہوا جس کے ساتھ ہی ہسپانیہ میں فرانسیسی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔

ولنگٹن کی فتوحات نے ہسپانیہ کو آزاد کرنے کے ساتھ اقوام یورپ کے بھی حوصلے بڑھا دیے اور ان کو اس قابل کر دیا کہ اپنے مشترک دشمن کے خلاف مردانہ وار اٹھیں۔ اسکو کی آتشزدگی اور فیصلہ ہوا۔ نپولین نے جس کے سر میں ابھی تک ملک گیر کاسو داسیا ہوا کی سیاسی رائے تھی۔

لیکن مزید بڑھنے والے جنگی اور سیاسی اثرات کے ساتھ ساتھ فرانسیسی اب نہ کھانے کو رہتی رہی نہ سر چھپانے کو تھیں کوئی مکان رہا۔ اور نپولین کے سیاسی و اقتصادی پروردہ ہو گئے۔ بائرن کا وہم تھا۔ جو ابرن میں ڈوبی ہوئی تھی مرد میدانوں کی منزلیں سامنے تھیں۔ ہزاروں سپاہیوں کا کام آئے دن رستہ ہی میں تمام ہونے لگا۔ چار لاکھ بائنازوں میں سے صرف میں ہزار جان سلامت لیکر واپس آئے۔ اور تو فرامیسی فوج یوں تباہ ہو رہی تھی۔ اور روس تعاقب کرتا چلا آتا تھا۔ اور آسٹریا اور پروشیا پہلو پر حملہ کر رہے تھے۔ فرانس پہنچ کر نپولین نے ایک نئی فوج آراستہ کی اور دشمنوں کے مقابلے کے لیے پھر ملٹا۔

نپولین کا تخت سے علیحدگی یہ یورش اس ہلاکی تھی کہ لٹرن بائرن اور ڈر سڈن کے تین ملکوں میں اسے فتح پر فتح حاصل ہوتی گئی۔ لیکن اب وہ چاروں طرف سے دشمنوں کے هجوم میں گھر چلا تھا۔ چنانچہ لاپنرگ کے میدان میں ۱۹ اکتوبر ۱۸۱۳ء کو تین دن کی مسلسل جنگ کے بعد اس نے شکست فاش کھائی اب وہ دریائے رین کے کنارے کی جانب ہٹ آنے پر مجبور ہو گیا اور ۱۸۱۳ء کے اوائل میں اپنے دشمنوں کے ہڈیوں کا مقابلہ جبری پامردی سے کرتا رہا۔ لیکن بالآخر ۲۱ مارچ کو اس کے حریف فائنماہ حیثیت سے پیرس میں داخل ہوئے تو وہ سخت سے دوست برقرار ہو گیا۔ اور بتاریخ ۲۸ اپریل ۱۸۱۴ء جزیرہ البانی بھیج دیا گیا۔

نوجوان دیہد فرانس جس کا انقلاب فرانس کے دوران میں انتقال ہو چکا تھا کوئی مفہم نہ کہلاتا تھا اس لیے اب کوئی یازدہم کا سجائی تخت پر بٹھایا گیا اور کوئی ہندویم کے لقب سے لقب ہوا۔ لیکن ابھی تک کچھ چنگاریاں بڑی ہوئی تھیں جو بفرگ کر لپکتے شعلے کی صورت اختیار کرنے والی تھیں۔ صلح کو پورے کیا رہا۔ چہنہ بھی نہ ہوئے تھے کہ یورپ بھر میں اس خبر نے تھلک ڈال دیا کہ نپولین

نیپولین کی دلیلیں۔ پانچ ۱۸۱۵ء جزیرہ آلبا سے فرار ہو گیا ہے اور کیے کی بندرگاہ میں لنگر انداز ہو کر اپنے دیرینہ رفیقوں اور ہوانو اہوں کے ایک بہت بڑے جہتھے کے ساتھ پیرس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ نیپولین کی اس پیش قدمی کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ اس کی سرعت کا یہ عالم تھا کہ تین ہفتے کے اندر تخت شہنشاہی نے پیرس کے قدم پھوم لیے اور شاہ فرانس کو راگروا گرفتار کرنی پڑی۔ اور اتحادی ریاستیں بھی مقابلے کے لیے بے درنگ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ولنگٹن جو وٹینا گیا ہوا تھا ماہ اپریل ہی میں برسلز پہنچ گیا اور برطانوی پرویشیا آسٹری اور روسی فوجیں حملہ آوری کے لیے جمع ہونے لگیں۔ اس وقت صرف برطانیہ اور پرویشیا کی فوجیں کیل کا سنٹے سے لیس تھیں۔ نیپولین اس فکر میں تھا کہ انھیں آئیس میں ملنے نہ دے اور پہلے ہی الگ الگ دونوں سے سمجھ لے۔ چنانچہ بتایا ۱۶۔ جون آئیس پرویشیا کیوں کو لگنی کے میدان میں شکست بھی دی لیکن ولنگٹن نے اسی دن کو اٹریج کے مقام پر فریسیس جینل مارشل نے کوڑک دے کر واٹرلو کے گاؤں کے قریب جو برسلز سے نو میل کے فاصلے پر واقع ہے سینٹ جین کی پہاڑیوں پر مضبوطی سے اپنے مورچے جمائے۔

۱۸۔ جون کو نیپولین اور ولنگٹن کا پہلی مرتبہ دو بدو مقابلہ ہوا۔ جو فوج ولنگٹن کی ماتحتی میں دی گئی تھی اس کو لڑانا بڑا ہی دقت طلب کام تھا اس کے قریب قریب تمام کارامور سپاہی امریکہ کے میدان جنگ میں بھیج دیے گئے تھے۔ اس کی انگریزی فوج کے سپاہی نو عمر اور نا تجربہ کار تھے۔ اور اس کی آدھی سے زیادہ جمعیت ندرلینڈ ہینڈورنساڈ اور برنزوک والوں کی تھی۔ پرویشیا والے جو اس کے حلیف تھے ابھی تک اس سے بہت دور تھے۔ البتہ پرویشیا کی سپہ سالار بوشنر کا قاصد بریوین تاج کو یہ پیغام لایا تھا کہ اس کی فوج کل تک سہ پہر سے پہلے ہی یغار کرتی ہوئی ولنگٹن کی فوج کے جنگ واٹرلو ۱۸۔ جون ۱۸۱۵ء کے ساتھ آئے گی۔ اٹھا ہوں جون والے دن دوپہر کے وقت نیپولین نے آگے بڑھ کر حملہ کر دیا۔ اس وقت ولنگٹن زیادہ سے زیادہ صرف اتنا کر سکتا تھا کہ لگ بھگ اپنے جگہ پر جا رہے فرانسیسی رسالے برطانوی پہلی فوج کی صفوں پر جو شکل مریج پرا جائے آہنی دیواروں کی طرح اپنی جگہ قائم تھیں۔ کبھی ایک سمت سے کبھی دوسری سمت سے رہ رہ کر حملے کرتا تھا اور ہر دفعہ ان کی

توپ و تفنگ کی برستی آگ سے جسم ہو کر رہ جاتا تھا۔ اسی حالت میں دوپہر وصل گئی اور چار بجے تک۔ دن بھر کی تھکی ماندی انگریزی فوج اپنے طیفوں کے انتظار میں چشم براہ تھی۔ لیکن ان کا کہیں پتہ نہ تھا۔ آخر پانچ بجے کے قریب معلوم ہوا کہ فرانسیسی فوج کا پریشانی فوج کے ساتھ نظروں سے اوچھل کسی مقام پر مقابلہ ہو رہا ہے۔ پریشانی فوج غلیمہ کی صفوں کو چیرتی ہوئی برابر بڑھتی چلی آئی۔ سات بجے تھے کہ فرانسیسیوں نے جان ڈھونڈ کر برطانوی جب بت پر ایک آخری حملہ کیا اور اس میں بھی منہ کی کھائی اور میدان سے فرار ہو گئے۔ حتیٰ کہ اگر پریشانی فوج عین وقت پر نہ پہنچ جاتی تو عظیم الشان فتح جو حاصل نہ ہوتی ہوئی پچھلے دنوں سے اوپر فرانسیسی کھیت رستے اور برطانوی فوج کے بھی تیرہ ہزار سپاہی کام آئے۔ اتنا بڑا نقصان بان تو ہوا لیکن آئینہ جنگ ختم ہو گئی۔ نیولین جنگ کو پیرس چلا گیا۔ اور اپنے بیٹے کو تخت سے کر خود دست بردار ہو گیا۔ نیولین کی وفات ۱۸۲۱ء

لیکن یہ دیکھ کر کہ تمام بندرگاہوں پر پہرے بیٹھے ہوئے ہیں اور بیچ بچے کے تمام راستے بند ہیں اس لئے اپنے آپ کو برطانوی جہاز بلرٹان کے ناخدا کپتان بسٹ لینڈ کے حوالے کر دیا۔ انگریز اسے جزیرہ سینٹ ہلینا میں لے گئے جہاں اس کی نظر بندی احتیاط کے ساتھ ہوئی اور وہیں ۵ مئی ۱۸۲۱ء کو اس نے انتقال کیا۔ کوئی ہندوہم اب پیرس واپس آگیا اور تین سال تک اتحادی فرانس پر قابض رہا تا آنکہ انقلاب حکومت کے تمام خدشے مٹ گئے۔ اس دن سے لیکر آج کے دن تک اگرچہ فرانسیسی اور انگریز شہر و شکر تو نہیں ہوئے لیکن اس کوشش میں لگے رہے ہیں کہ دونوں قوموں کے درمیان مصالحت کی راہ نکل آئے اور جب کبھی میدان میں آئے ہیں تو ہمیں حلیف بن کر اس میں حریف ہو کر مقابلہ پر نہیں آئے۔

جب صلح کا اعلان ہوا تو انگریزوں کی حالت مارے خوشی کے دیوانوں کی سی ہو گئی۔ حصول آزادی کی خاطر اٹری سے چوٹی تک کا زور لگاتے لگاتے انھیں یورپ ملنا میر پر ۱۸۱۵ء۔ بارہ سال ہو گئے تھے اور گزشتہ تین سال کا زمانہ رپا ستمائے

متحدہ امریکہ کے ساتھ جنگ کرنے میں بسر ہوا تھا جس میں کٹاوا کے ہاتھ سے نکل جانے کا گھٹکا لگا ہوا تھا اور ابھی پچھلے ہی دنوں ۱۸۱۵ء

کے اہل میں امریکہ کے ساتھ سیاح ہوئی تھی اگرچاس عرصہ میں تجارت کو ایک حد تک فروغ ضرور ہوا اس لئے کہ صرف برطانیہ ہی ایک ایسا ملک تھا جہاں جنگ کے شرابے اڑ کر نہ پہنچنے پائے تھے اور اس کے علاوہ مل تجارت کا جہازوں میں لازماً زیادہ تر انگریزوں ہی کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن پھر بھی محصولات کی بڑھی ہوئی شرح اناج کے چڑھے ہوئے بھاؤ اور جنگ نے ہر شخص کے چھلکے چھڑا رکھے تھے۔ شاہی عرصہ میں بادشاہ جو ایک عرصہ دراز سے مارضہ بخل دماغ میں مبتلا تھا۔ بالکل ہی مصلوب الحواس اور فائر العقل ہو گیا۔ اور شاہزادہ ویلز نائب السلطنت قرار پایا۔ پارلیمنٹ جنگ کے معاملات شاہزادہ ویلز بحیثیت نائب السلطنت میں اتنی مصروف تھی کہ وزراء اعظم امریکہ پر مقرر ٹینڈنٹ ۱۸۰۳ء تا ۱۸۰۴ء تا ۱۸۰۵ء تا ۱۸۰۶ء مرلیبہر پیول ۱۸۰۷ء تا ۱۸۰۸ء تا ۱۸۰۹ء اور لارڈ لیبرل ۱۸۱۰ء تا ۱۸۱۱ء تا ۱۸۱۲ء کوئی اصلاحات کر سکا

کوئی موقع ہی نہ ملا۔ اسی کے ساتھ اس بے چینی اور انتشار نے جو واقعہ انقلاب فرانس کا پیدا کیا ہوا تھا قوم کی تمام جماعتوں کو ایک دوسری کی طرف سے بظن کر رکھا تھا صلح کے بعد جب پہلا جوش فرو ہوا تو قوم کو اس طویل و مدید جنگ کے گونا گوں اثرات محسوس ہونا شروع ہوئے۔

قومی قرضے کی مقدار بڑھ کر چوراسی کروڑ پاؤنڈ ہو گئی تھی اور سارا ملک اس قرضے کے بوجھ تلے دب چلا تھا۔ اگرچہ ۱۸۱۹ء میں ایک قانون عمل میں آچکا تھا جس کی رو سے جنگ انگلستان طلبائی سکے میں رقوم ادا کرنے لگا تھا لیکن پھر بھی کاغذ زر کی ایک مقدار کثیر ملک میں موجود تھی۔ فوج اور بیڑے کے برطرف شدہ سپاہیوں اور ملاحوں نے میدان جنگ سے واپس آکر بے کاروں کی تعداد اور بڑھادی کا رخا۔ نے داروں کے پاس جنھوں نے دوران جنگ میں سامان حرب بہم پہنچایا تھا مزدوروں کے لیے کوئی کام نہ رہا۔ اور اہل حرفہ کی حالت بھی تیلی ہو گئی غیر ممالک سے اجناس کے بکثرت قانون غلہ کی سختیاں ۱۸۱۱ء درآمد ہونیکے باعث تلے کا بھاؤ گر گیا کاشتکاروں اور زمینداروں نے جنکے لیے یہ ارزانی موجب نقصان تھی پارلیمنٹ نے

کہہ سن کر تلے کا ایک قانون ۱۸۱۵ء نافذ کرالیا جس کے بموجب ۱۰ شلنگ فی کوٹر (دو کوٹر ۳ سن) سے کم نرخ پر اناج کی درآمد ممنوع قرار پائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب ۱۸۱۶ء میں

نصل اچھی نہ ہوئی تو تمام ملک میں قحط پڑ گیا۔ اب ہر طرف بلوے ہوئے گئے۔ ضلع کینٹ کی زراعت ہمیشہ آبادی میں الگ شورش یا ہو گئی۔ انگلستان کے اضلاع متوسط و مغربہ کے کان کن اور زغال بردار الگ فسادیں برپا کیں۔ ادھر ناننگھم میں ایک جماعت جو کپڑوں کی مخالفت کے باعث ”آئرشکن“ کے نام سے موسوم تھی پہلے اسے بھی زیادہ خوش و خرمی کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی اور کارخانوں میں جا جا کر کلوں کو توڑنے پھوڑنے لگ گئی چار سال تک حکومت کو طح طح کی اندرونی مشکلات کا سامنا رہا۔ ویکلی پولیٹیکل رجسٹر (مہفتہ نامہ سیاست) کے نام سے ولیم کاسٹ نے ایک اخبار نکالا جس میں فردوسی پستہ جماعت کو یہ تعلیم دی جاتی تھی کہ پارلیمنٹ کی اصلاح سے ان کی تمام مشکلات و مصائب مایوس ہو کر قتل عام آگے لائے گا خاتمہ ہو جائے گا سیاسی جلسے اس کثرت سے منعقد ہونے لگے اور ان جلسوں کا رویہ ایسا اندیشہ ناک ہو گیا کہ حکومت کو قانون شہادت ذاتی پھر معطل کرنا پڑا۔ اور چونکہ مایوس ہو گیا تھا جس میں فوجی سواروں کے ہاتھوں پچاس سے اوپر آدمی سخت مجروح ہوئے تھے اس لیے پارلیمنٹ نے رعایا کی آزادی کم کرنے کے لیے چھ تعزیری قوانین جاری کیے جو ”قوانین تشنگانہ“ کے نام سے موسوم ہوئے۔

نائب السلطنت سے کبھی نہایت ہی لوگ بیزار تھے ۱۸۵۷ء میں اس نے ایک حسین و جمیل بیوہ مسٹر فز ہربرٹ سے عقد کیا تھا لیکن چونکہ وہ مذہباً رومن کیتھولک تھی اور اس کے علاوہ ”قانون مناکحت خاندان شاہی“ مصدرہ ۱۷۷۱ء کی رو سے شاہی خاندان کے کسی رکن کو بادشاہ کی اجازت کے بغیر ۲۵ سال سے کم عمر میں عقد کرنے کا اختیار نہ تھا اس لیے یہ شادی قانوناً ناجائز تھی۔ غرض ۱۷۹۵ء میں ولیعہد نے مسٹر فز ہربرٹ سے کنارہ کش ہو کر ایک پھوپھو اور بد سلیقہ عورت شہزادی کیرولائن رئیسہ برنزوک سے نکاح شہزادی شاروٹ کی وفات کر لیا۔ مگر میاں بی بی میں بہت جلد ان بن ہو گئی۔ اس شہزادی کے بطن سے ایک ہی لڑکی شہزادی شاروٹ جسے رعایا دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھی پیدا ہوئی۔ اس کا عقد سیکسن کو برگ کے

امیر شہزادہ لیو پولڈ سے ہوا۔ لیکن عمر نے وفات نہ کی۔ ۶۔ نومبر ۱۸۱۷ء کو عین عالم شباب میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کا اکلوتا بچہ بھی اسی کے ساتھ چل بسا۔ اب ولیعہد کا

کوئی اصل ہی وارث باقی نہ رہا۔ بادشاہ کے تین بیٹوں میں سے جن کی شادیاں ۱۸۱۸ء میں ہوئیں صرف امیر کیرنٹسٹری مقبول خاص و عام تھا۔ اس نے شہزادہ لیوپولڈ کی شاہی خاندان کی عروسیاں بہن سے عقد کیا۔ اور جاری ملکہ الگرڈرینا وکٹوریہ آجہائی جو ۱۸۱۹ء میں پیدا ہوئی اسی کی بیٹی تھی۔ مگر اس کا سن ابھی آٹھ ہی عرصے کا تھا کہ باپ کا سایہ ہمیشہ کے لیے اس کے سر سے اٹھ گیا۔

جارج ثالث کی عمر کا رشتہ وراثت قطع ہونے کے قریب تھا۔ اگرچہ بیٹا کی جلتی ہی تھی جو اس مختل ہو چکے تھے اور غلطیاں بھی اُس سے رہ رہ کر بہت سی سرزد ہوتی تھیں لیکن پھر بھی اس ویرینہ سلل بادشاہ کے ساتھ رعایا کو بڑی محبت تھی چنانچہ جب بیانیسی سال کی عمر یا کفرانروائی کے ساتھ

سال میں ۲۹ جنوری ۱۸۲۰ء کو اس کی آنکھ بند ہو گئی تو ماری قوم بچ و غم میں ڈوبی ہوئی تھی تحت نشی کی وقت سے جبکہ وہ جوانی کے روشن اُس اُس کیساتھ تخت پر بیٹھا تھا۔ کہ میں رعایا

کو دکھا دوں گا کہ بادشاہوں کی شان کیسی ہوا کرتی ہے، اس وقت تک بڑے بڑے عظیم الشان واقعات ظہور میں آچکے تھے۔ امریکہ ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ ہندوستان پر انگریزی حکومت تسلط طعنا چکی تھی۔ پٹ خرابیوں کی اصلاح کر کے ملک کو عروج پر لا چکا تھا۔ انگلستان کی تباہی میں نیپولین ایٹری سے چوٹی تک کا زور لگا چکا تھا۔ اور ملین

اور لینکلن اُس کی ڈوبتی ناؤ کو بھنور سے نکال کر ساحل نجات پر لا چکے تھے۔ آئرلینڈ اپنا نام برطانیہ کو دے چکا تھا۔ اور میں امید رکھتی تھی کہ اس ظاہری یکجہتی کے ساتھ یہ دونوں ملک ایک دن دل سے بھی ایک ہو جائیں گے۔ برطانیہ اُس ناپاک دہے

کو جو جیشی غلاموں کی خرید و فروخت نے اس کے دامن پر لگا رکھا تھا دھو چکا تھا اور ۱۸۱۸ء میں برطانوی اور ولندیزی بڑے البحر یا پر گولہ باری کر کے وہاں کے مقامی فرمانروا کو اُن تمام مسیحیوں کی رہائی پر مجبور کر چکے تھے جنہیں فرمانروائے مذکور نے

بدامنی کے پر آشوب ایام میں گرفتار کر کے لوندی غلام بنالیا تھا۔ ان سیاسی واقعات کے پہلو بہ پہلو علمی ایجادات و اکتشافات کی ترقی بھی جاری تھی۔ ۱۸۰۶ء میں امریکہ کے دو موجد فلٹن اور لوگسٹن نامی ایک دفائی انجن کی مدد سے

اکتشافات و ایجادات ایک جہاز کو دریا ئے ہڈسن کے دھارے دھارے



نیویارک سے البنی تک لے گئے۔ اور سال ۱۸۶۵ء میں ایک دغانی جہاز دو کشتیاں نہ کلاؤڈ کے اندر کھینچ کر لے گئی۔ دغانی گاڑیوں کی ایجاد کا بھی کسی صناعتوں کو خیال آیا، لیکن ان کی کوشش کامیاب نہ ہو سکی۔ نئی نئی کلوں کی ایجاد اور برطانیہ کی بحری قوت کی بدولت تجارت و صنعت و حرفت میں بہت بڑی ترقی ہو گئی اور ہر اچھے لڑائیوں کے دوران میں فرانس میں لیمارک کیودیر اور لیواڈیر اور انگلستان میں اہل دیوٹی اور پریسٹیج جیسے مشاہیر اپنے شاندار گفتگوات سے معلومات انسانی میں اضافہ کرتے چلے جاتے تھے۔

ادبیات میں الزبتھ کے عہد کے بعد یہ سب سے زیادہ قابل ذکر دور تھا۔ آدم اسمتھ کی کتاب ”ویلتھ آف نیشنس“ دولت اقوام کے بارے میں شائع ہوئی رابرٹسن کی تصانیف دو تاریخ اسکاتلینڈ، دو تاریخ شہنشاہ چارلس پنجم اور تاریخ امریکہ ۱۷۵۹ء اور ۱۷۷۵ء کے ”یاد دہانی“ زمانے میں سر و قلم ہوئیں۔ ہوگبن کی مشہور تصنیف ”ڈیکلن اینڈ نال ان وی رومن ایمپائر“ ۱۷۷۶ء اور ۱۷۸۸ء کے درمیان لکھی گئی۔ انگلستان کا مشہور ادیب سیویل جانسن ۱۷۷۱ء تا ۱۷۹۱ء جو درشت کلامی کے باوجود نیکلی کے جوہر سے آراستہ تھا اپنی یادگار زمانہ ”ڈکشنری“ (فرہنگ) جارج ثانی کے عہد میں شائع کر چکا تھا لیکن وہ بھی گولڈ اسمتھ کے فوٹو خواں معاصرین میں سے ہے جس نے ۱۷۷۱ء سے لیکر ۱۸۰۹ء کا زمانہ پایا ہے اور جس کی کتاب ”وکارٹ و کیفیلڈ“ (کیفیلڈ کا پادری) اور ”ڈوڈلڈ و لیج“ (داجری بستی) اور نیز دوسری تصانیف سب کی سب جارج ثالث ہی کے زمانے میں شائع ہوئیں۔ ٹالک کے فن میں گولڈ اسمتھ کی کتاب ”ریشی اسٹوپس ٹو کانکر“ یاخیر یڈن کی تصانیف ”رالیوس“ اور ”اسکول فار اسکینڈلس“ سے زیادہ دلچسپ کتابیں جاری نظر سے کم گزریں گی۔ ان ناٹکوں کے تماشے کے لیے ایکڑوں کی بھی کمی نہ تھی اس لیے کہ گریک فوٹ کبل اور مسٹر سنڈس کا تعلق اسی زمانے سے ہے۔ دور شعر الی کثرت کے لحاظ سے بھی ایک خاص اعتبار رکھتا ہے۔ کوپر برٹش میٹل کیسٹس اور برٹن اسی عہد کی یادگار ہیں۔ اور جارج ثالث کی وفات سے مدتوں پہلے کیمبل کا مارج ورتوں ورتھ سووی والا اسکات اور ٹام مر کی شاعری کا سکھ دلوں پر بیٹھ چکا تھا۔ ۱۷۵۹ء میں سر جیمز اسٹون کچھ بیش قیمت کتابیں جمع کر چکا تھا۔ اور اس نادر علمی مجموعے سے عجائب خانہ برطانیہ کی بنیاد پڑی اسکے چل کر جارج ثانی

اور جارج ثالث کے شاہی کتب خانوں کا ذخیرہ اس میں شامل ہو گیا اور اب اس عجائب خانے نے ایک بہت بڑے قومی کتب خانے کی صورت اختیار کر لی تھی۔ ۱۸۱۷ء میں وہ مشہور و معروف سنگ مرمر کی سلیس جوائیلری کے آثار قدیمہ سے تعلق رکھتی ہیں قومی سرمائے سے خریدی اور عجائب خانے میں لاکر رکھی گئیں۔ اس طور پر عہد قدیم کی صنعت کے نمونے منظرِ عین سے پہلی مرتبہ انگریزوں کے دیکھنے میں آئے۔ نقاشی کے

فن میں جارج ثالث کا عہد سرچشما نیا لٹریچر اور گینس ہر جیسے بلند پایہ استادوں کے نام پیش کر سکتا ہے۔ سنگ تراشی میں چٹری اور فلیکس مین کو درجہ امتیاز حاصل ہے اور کوئزہ گری میں جو سایا ویجوڈ کا نام مشہور ہے اس کے بنائے ہوئے برتن اس کے نام کی مناسبت سے ظروف و بھٹو کہلاتے ہیں۔ ان ظروف کا نقش فلیکس مین تیار کر دیا کرتا تھا غرض جارج ثالث کا انتقال ہوا تو برطانیہ کے تمدنی اور دماغی ارتقا کا مستقبل ہر اعتبار سے حوصلہ افزا تھا۔ کمی اگر تھی تو صرف دو باتوں کی ایک یہ کہ پارلیمنٹ کی اندرونی حالت درستہ کی جائے وہ بہت سے پیرکھوانین تجارت کی اصلاح ہو جائے۔

## پچیسواں باب زمانہ حال کی تاریخ

جارج رابع ۱۸۲۰ء لغایت ۱۸۳۰ء

ولیم رابع ۱۸۳۰ء لغایت ۱۸۳۷ء

جارج رابع جواب مسند حکومت پر بیٹھا اتنی مدت تک نائب سلطنت رو چکا تھا کہ اُس کی تحت نشینی نظام حکومت میں کسی خاص تغیر کا باعث نہ ہونے پائی۔ جب پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوا تو سب سے پہلے اُس کی ملکہ کیرولائن کی طلاق کے مسئلے پر بحث ہوئی۔ بد نصیب کیرولائن جس کے تعلقات خاوند سے بگڑے ہوئے تھے گزشتہ چھ سال سے پرویس میں زندگی کے دن کاٹ رہی تھی اُس کے ہوا خواہوں نے اُسے بہتیر سمجھا یا لیکن اُس نے ایک نہ مانی اور بادشاہ یکم ہونے کی حیثیت سے اپنے حقوق تسلیم کرانے کے لئے انگلستان چلی آئی۔ ملکہ کیرولائن کا مقدمہ درج ذیل حکمت کا بادشاہ سے وعدہ تھا کہ کیرولائن اگر اُسے کی مسند پر تو پارلیمنٹ میں طلاق کا مسودہ قانون پیش کر دیا جائے گا۔

اس وعدے کا ایفا اب عمل میں آیا اور ملکہ پر مقدمہ قائم کیا گیا۔ ملکہ کی طرف سے مشہور و معروف مقنن بروہم پیر دکار تھا۔ مقدمہ عرصے تک چلتا رہا اور بالآخر مسودہ قانون مسترد ہو گیا۔ لیکن بادشاہ برابر اپنی ضد پر اڑا رہا۔ اول تو اس نے ممانعت کر دی کہ کلیسا کے خطبے میں ملکہ کیرولائن کا نام شامل نہ کیا جائے۔ اور جب رسم تاج پوشی کے موقع پر وہ خانقاہ ویسٹ منسٹر میں داخل ہونے لگی تو کھڑے کھڑے نکلوا دی گئی۔ اس واقعہ کے چند دن بعد اس ہجاری کا انتقال ہو گیا اور اہل انگلستان جو اس کے ساتھ ہمدردی رکھتے تھے۔ شاہ جارج رابع کو پہلے سے بھی زیادہ برا سمجھنے لگے۔ لیکن جارج رابع اور اُس کے بھائی ولیم رابع کو جو اُس کے بعد تخت پر بیٹھا رعایا کی بددلی

کی مطلق برداشت تھی اس لئے کہ دونوں بھائی سلطنت کے نظم و نسق میں کچھ زیادہ دخل نہ دیتے تھے۔ جنگ وائرلو کے بعد کبج ایک بحری لڑائی کے جو اس وسکون کا زمانہ ۱۸۲۶ء میں بمقام نیویرنیو یونانیوں کی حمایت میں لڑی اور مصر کے خلاف ہوئی یا چند مقامی جہات کے جو ہندوستان اور اسی علاقہ میں پیش آئیں برطانیہ کو تقریباً چالیس سال تک امن و امان کا زمانہ نصیب ہوا۔ اس دور کی ابتدائی سات منزلوں میں بہت سی پریشانیاں اور پرکشانیاں راعی اور رعایا کے لئے قدم قدم پر سنگ راہ بنتی رہیں۔ واقعہ انقلاب فرانس نے تاجداران یورپ کو اپنی اپنی رعایا کی طرف سے بہت کچھ خائف و ہراساں کر دیا تھا۔ اور انھیں ہر وقت یہی کھٹکا لگا رہتا تھا کہ مبادا ان کی رعایا آزادانہ طرز حکومت کے قیام پر انھیں مجبور کر دے اور ان کی خود مختاری کا خاتمہ ہو جائے۔

اتحاد مقدس ۱۸۱۵ء  
 انھیں خطرات کو پیش نظر رکھ کر شہنشاہان روس، آسٹریا اور شاہان پرورشیا فرانس ہسپانیہ نے ۱۸۱۵ء میں باہمی طور پر ایک معاہدہ کیا جو "اتحاد مقدس" کے نام سے موسوم ہے۔ اس عہد نامہ کا مقصد یہ تھا کہ اگر کسی فرمانروا کی ملکیت میں رعایا علم بغاوت بلند کرے تو اس کے دوسرے حلیف باغیوں کی سرکوبی میں اس کے مدد و معاون ہوں۔ چنانچہ جب اہل ہسپانیہ نے حکومت سے سرتابی کی تو ایک فرانسیسی فوج نے اگر اس ہندے کو فرو کیا۔ علیٰ ہذا القیاس اطالویوں کی ایک جمہوری شورش کو آسٹریا کی فوجی قوت نے باہر سے اگر دبا یا۔ برطانیہ اگرچہ اس اتحاد مقدس میں شریک نہ تھا لیکن سب جانتے تھے کہ وزیر خارجہ لارڈ کیسلری اس "مقدس" معاہدے میں شریک ہونے کا دل سے آرزو مند ہے۔ اس کے علاوہ "قوانین سازش کوچہ کیٹو" نے جو ۱۸۱۹ء میں جاری کیے گئے لوگوں کے دلوں میں یہ خدشہ پیدا کر دیا کہ انگریزی حکومت بھی جبر و استبداد کا شیوہ اختیار کرے گی۔ جابج راج کو تخت پر بیٹھے ایک مہینہ گزرا تھا کہ ایک شخص تھسلوڈ نامی کی سرکردگی میں بیس آدمیوں نے مل کر ایک ضیافت کے جلسے کی تقریب پر جو لارڈ پیروبلی کے مکان میں ہونیوالا تھا۔

تمام وزراء نے سلطنت کو قتل کر ڈالنے کا منصوبہ باندھا۔ مگر کسی نہ کسی طرح اس سازش کا بھانڈا پھوٹ گیا اور سازشی ایک اصطل میں گرفتار کر لئے گئے۔ ان میں سے چار کو سزائے موت دی گئی۔ پانچ عمر بھر کے بے جلاوطن کئے گئے اور اس طور پر یہ معاملہ دب و با گیا۔ لیکن اس سے اتنا ضرر معلوم ہو گیا کہ قوم میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور اس ہمہ گیر خلفشار کا اندازہ اس واقعے سے ہو سکتا ہے کہ جب ۱۸۲۲ء میں لارڈ کیسل ری کو عارضہ جنون لاحق ہو گیا اور وائٹا کی ایک بین الاقوامی مجلس میں شرکت کی غرض سے گھر سے قیدم باہر کیسل ری کی خودکشی رکھتے ہی اس نے خودکشی کر لی تو عوام الناس اس کی نگاہانی موت پر خوش ہوئے لوگوں کی رائے اس بارے میں کچھ بہت زیادہ غلط نہ تھی۔ کیسل ری کی راست بازی اور نیک نیتی

میں کلام نہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ جوارکان سلطنت رعایا کو دبائے رکھنا چاہتے تھے وہ ان سب میں پیش تھا۔ اور لوگوں کی بدولی کے اسباب دریافت کرنے کی تکلیف گوارا نہ کرتا تھا۔ اس کے انتقال کے ساتھ ہی ایک جدید حکمت عملی کا دور شروع ہوا جو برطانیہ کے لئے خوش حالی کا باعث ہوئی۔ لارڈ لورپول ۱۸۱۲ء سے وزارت عظمیٰ کے منصب پر مامور تھا۔

لیکن مجلس وزارت میں متعدد تبدیلیاں ہو چکی تھیں۔ اب ۱۸۲۲ء میں کیننگ پیل اور کیننگ پیل جو ایک پنبہ بان کا بیٹا تھا ناظر داخلہ مقرر ہوا۔ کیننگ نے جسکی حکمت عملی ہسپانیہ میں نیپولین کی ہزیمت کا باعث ہوئی تھی نظارت خارجہ کا جائزہ لیا اور اگلے برس ولیم ہسکن جسے پہلے بھی سلطنت کی چھوٹی چھوٹی خدمتیں تفویض ہو چکی تھیں مجلس تجارت کا صدر نشین مقرر کیا گیا۔ یہ تینوں شخص جاگیردار نہ تھے بلکہ انگلستان کے زبردست طبقہ متوسط سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اسی لئے ان کو اچھی طرح کیننگ کی خارجہ حکمت عملی معلوم تھا کہ ملک کو کن کن اصلاحات کی ضرورت ہے۔ کیننگ پیل کاٹا گرو تھا۔ اس کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ برطانیہ کے تعلقات دوسرے ممالک کے ساتھ ضلع و اشتی پر مبنی ہوں اور

ہر قوم آزاد ہو کہ اپنے ملک کے لئے جو طریق حکومت چاہے مقرر کرے۔ چنانچہ اتحاد مقدس میں حصہ لینے سے اُس نے صاف انکار کر دیا۔ اور اگرچہ اُسے یونانیوں کے ساتھ جو ترکی سیادت کا جواب اپنے کندھے سے اتار پھینکنے کے لئے ہاتھ پیر مار رہے تھے دلی ہمدردی تھی۔ اور جنوبی امریکہ کی نوآبادیہائے میکسیکو۔ پیرو۔ وچلی کی اُس جدوجہد کو بھی جو یہ ملک ہسپانیہ کے مقابلے میں حصول آزادی کے لئے غل میں لا رہے تھے وہ ہمدردانہ نظروں سے دیکھتا تھا تاہم کسی ملک کی حکومت اور اُس کی رعایا کے باہمی جھگڑوں میں پڑنا اُس کے اصول کے خلاف تھا۔ البتہ جب جنوبی امریکہ والے اپنی کوششوں سے آزاد ہو گئے تو اُس نے اُن کی آزادی تسلیم کر لی۔ اور ان ملکوں میں برطانیوی مصلحتیں جھگڑا اس بات کا اعلان کر دیا کہ انگلستان اس بات کا روادار نہ ہوگا کہ کوئی غیر قوم ہسپانیہ کو ان ملکوں کے دوبارہ فتح کر لینے میں مدد دے۔ چند سال بعد ۱۸۲۶ء میں جب ایک فرانسیسی فوج نے ہسپانیہ کے ساتھ مل کر پرتگال پر چڑھ دوڑنے کی دھمکی دی اور پرتگیزیوں نے کیننگ سے مدد کی التجا کی تو اس نے فوراً انگریزی فوجیں روانہ کر دیں جسکا اثر یہ ہوا کہ جنگ ہوتے ہوتے رک گئی۔ عدلی و انصاف کے اسی جذبے نے جو اُسے مالک غیر میں کمزور قوموں کی حمایت پر برا بھلا کہتا تھا اس کوشش پر بھی اُسے آمادہ کیا کہ انگلستان کی رو میں کتھولک آبادی کو اُس کے حقوق عطا کئے جائیں اور امریکہ میں غلاموں کی مصیبت پر توجہ کی جائے۔ یہ کوشش اگرچہ ناکام ثابت ہوئی لیکن کیننگ کی نیک نیتی میں کلام نہیں۔

ادھر ہیل نے ناظر داخلہ ہونے کی حیثیت سے برطانیہ کے قانون فوجداری منابطہ فوجداری کی اصلاح کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ یہ قانون نہایت ہی سخت تھا۔ ۱۸۳۳ء نہایت نہایت اس کی سختی کا اندازہ اس واقعے سے کیا جاسکتا ہے کہ دو سو مختلف جرائم کے لئے جن میں سے اکثر بہت ہی خفیف تھے سزائے موت مقرر تھی جیل یا قتل عمد کا مجرم تو خیر قابل وار تھا ہی لیکن کسی بزاز کی دوکان سے کپڑے کا ایک ٹکڑا چرانے یا کسی کے تالاب سے ایک آدھ مچھلی

پکڑ لینے کی علت میں بھی ہر عورت یا مرد سولی پر لٹکایا جاسکتا تھا۔ غرض موت کا بازار ہر وقت گرم رہتا تھا۔ جلاؤ کو دم لینے کی فرصت نہ تھی۔ مین میں پیمبریں بھی آئی ایک ساتھ ایک قطار میں پھانسی پر چڑھے ہوئے نظر آتے تھے۔ اسی کے ساتھ اکثر ملزم سزا پائے بغیر ہی چھوٹ جاتے تھے۔ اس لئے کہ اہل جوری لینے عدالتی چچائیوں کے ارکان اس خیال سے کہ ایک خفیف سے جرم کی بادشاہ میں ملزم کو سزائے موت بھگتنی پڑے گی اکثر صورتوں میں اسے مجرم ہی نہ تسلیم کر دیتے تھے۔ اول اول سیمپل رالی کو سزا میں ان ظالمانہ قوانین کی ترمیم کا خیال پیدا ہوا چنانچہ جیب کٹرے کی علت میں سزائے موت کا دیا جانا اس کی توجہ سے موقوف ہو گیا۔ اس کے انتقال کے بعد یہ کام سر جیمس میکناٹش نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ آخر ۱۸۳۳ء میں بیل نے ایک سو سے زائد خفیف جرائم کو ان جرائم کی فہرست سے خارج کر دیا جن کے لئے موت کی انتہائی سزا مقرر تھی اور رفتہ رفتہ قانون زیادہ نرم ہوتا گیا۔

لیکن اہل انگلستان کے حق میں شاید سب سے زیادہ مفید اصلاح جو ہسکس کی کوششوں سے عمل میں آئی ان قوانین کی ترمیم تھی جن کی وجہ سے ملکی تجارت کو بہت کچھ نقصان پہنچ رہا تھا۔ کراسول کے قانون ہما ز رانی دو چھو صفحہ ۲۹۶) کی رو سے جو ابھی تک جاری تھا مال تجارت کو لانے لے جانے کے جملہ حقوق انگریزی جہازوں کو حاصل تھے اور جو مال ممالک غیر کے جہازوں میں لے کر آتا تھا اس پر بڑا بھاری محصول وصول کیا جاتا تھا یہ ترکیب کچھ دن تو خوب چلی لیکن آخر دوسرے ملکوں نے بھی بدلہ لیا یعنی تمام اُس مال تجارت پر جو انگریزی جہازوں میں بار ہو کر وہاں پہنچا، بھاری محصول لگا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگلستان کی تجارتی ترقی ایک بڑی حد تک رک گئی ۱۸۳۳ء میں ہسکس قانون محصول بحری سے ایک نیا قانون جاری کیا جس کی رو سے قرار پایا کہ علی سبیل معاوضہ غیر قوموں کے جو جہاز انگریزی بندر گاہوں میں داخل ہوں ان کو وہی حقوق دئے جائیں جو انگریزی جہازوں کو حاصل ہیں بشرطیکہ غیر ممالک کی بندر گاہوں میں انگریزی جہازوں

کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک ہو۔ ریشم اور لون کے محصول میں بھی اُس نے تخفیف کر دی تاکہ اس سپدا دار کے فراہم کر غوالوں اور کارخانہ داروں کو یکساں آسان حاصل ہوں۔ اس کے علاوہ اُس نے وہ قوانین بھی منسوخ کر دیئے جنکی رو سے میجرٹریوں کو مزدوروں کی شرح اجرت کے مقرر کرنے کا اختیار حاصل تھا اور مزدوروں کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ محنت مزدوری کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں سفر کر سکیں۔ ہسکن کو ان تدابیر کے اختیار کرنے میں بڑی بڑی فستیں پیش آئیں اس لئے کہ تاجر کارخانہ دار اور پچنے والے اور مزدور سب کے سب اس بات کے شاک کی تھے کہ فائدہ دوسروں کو ہوا اور گھائے میں ہم رہے۔

اصلی قوانین تجارت لیکن بالآخر یہ شکایتیں خود بخود جاتی رہیں۔ تاجروں کو پہلے کی بہ نسبت دوگنا فائدہ ہونے لگا۔ مزدوروں کی شرح اجرت بمقابلہ سابق بڑھ گئی اور عوام کو مال واجبی قیمت پر ملے لگا۔

جنگ کے بعد جب دنیا میں امن قائم ہوا تو انگلستان کی تجارت تمام ممالک خصوصاً جنوبی امریکہ کی نوآباد شدہ آبادی مانے برازیل و میکسیکو کے ساتھ دفعتاً رو بہ ترقی ہو گئی اور جو مفید نتائج ہسکن کی اصلاحات سے مترتب ہوئے تھے اس فوری بیشی سے نقصان اٹھائے بغیر نہ رہے۔ سب معمول ہر شخص اس زریں موقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ بیشتر کمرائے کی تجارتی منصوبہ بازیاں کپنیاں جا بجا قائم ہو گئیں اور طرح طرح کی سادہ لوحانہ تجارتیں پیرروپیہ پانی کی طرح بہا دیا گیا۔ مثلاً ایک کمپنی گوالنوں کی اس غرض سے بنائی گئی کہ بیوناس ایس کے جتنی ڈھوروں کا

دودھ دہ کرکھن بنایا جائے۔ لیکن جب تیار ہو کر بازار میں آیا تو کسی نے بھی نہ خریدا۔ قصہ مختصر یہ کہ جو جنون ہجر جنوبی والی کمپنی کے قیام کے وقت لوگوں کے سر پر سوار تھا اسی کا پھر دورہ پڑا ایک سال تک اس کا عمل رہا۔ پھر رد عمل شروع ہوا۔ ساٹھ ستر ہینک چھ ہتے کے اندر اندر دیوالہ نکال گئے۔ لوگوں نے ایک کھلبلی سی پڑ گئی۔ اور یہ طوفان کہیں اس وقت جا کر فرو ہوا۔ جب حکومت نے وارالضرب میں نئے طلا کی سادرن ڈیڑھ لاکھ یومیہ کے حساب سے مسکو



اگر اگر بینک انگلستان کو اس بات پر آمادہ کیا کہ تاجروں کو اُن کے مال کی کفالت پر روپیہ قرض دے دیا جائے۔ انگلستان کے متوسطین اور ادنیٰ درجے والے اس گروپ سے بہت پریشاں حال ہوئے۔ غربا کی نوبت پھر فائدہ کشی تک خوراک کی قلت | پہنچ گئی۔ جا بجا بلوے ہوئے لگے۔ بلوائیوں نے کارخانوں کی کھلیں توڑ پھوڑ ڈالیں اور روٹی کا مطالبہ اس بلند آہنگی سے کیا کہ آخر حکومت کو بدرجہ مجبوری قانون کی مقررہ شرح

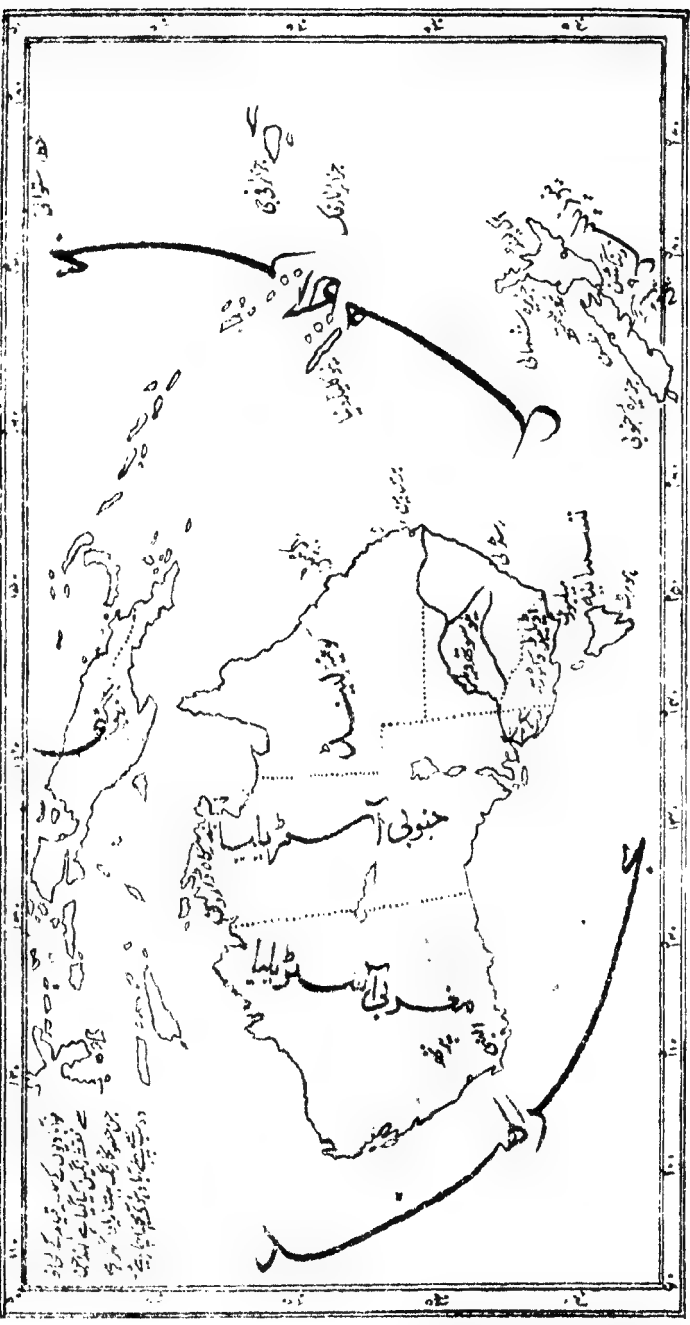
سے کم نرخ پر غیر ملکی اناج منگانا پڑا۔ اناج کے جو ذخیرے گودیوں میں اس طور پر آکر جمع ہوئے ان کی مقدار اگرچہ کافی نہ تھی پھر بھی اس کی وجہ سے جو تھوڑا بہت افادہ ہوا اس نے لوگوں کو بتا دیا کہ غیر ملکی اناج کی بندش محض اس غرض سے حاصل نہ کی گئی کہ آٹا چڑھاؤ کہ کاشتکاروں اور زمینداروں کو فائدہ ہو عام لوگوں کے حق میں بڑے ظلم کی بات ہے۔ غرض سنہ ۱۸۲۸ء میں جب سیکسن نوآبادیوں کا

وزیر تھا ایک نیا قانون جاری کیا گیا۔ جس کی رو سے قرار پایا کہ جب غلے کا بھاؤ چڑھ جائے تو محصول گھٹ جائے اور جب بھاؤ اتر جائے تو محصول بڑھ جائے۔ تاکہ خریداروں کو تکلیف نہ ہو۔ محصول کی یہ گنتی بڑھتی شرح "آٹا چڑھاؤ" کے اصطلاحی نام سے موسوم ہوئی جس نے آزادی تجارت غلہ کی بنا ڈالی جو کہیں اسی سال کے بعد انگلستان کو پوری طرح سے حاصل ہونے لگی تھی

جو سختیاں اہل انگلستان کو اس زمانے میں برداشت کرنی پڑیں اُن سے ایک اور نہایت اہم نتیجہ نکلا۔ یعنی مزدوری کی کمیابی اور خوراک کی قلت نے حکومت کو خیال دلایا کہ لوگ نوآبادیوں میں بسائے جائیں۔ ایسویں صدی کے شروع ہی سے مفلس و نادار لوگوں کو وقتاً فوقتاً روپیہ دیا جاتا رہا تھا کہ نقل وطن کر کے کناڈا میں جا آباد ہوں اور سنہ ۱۸۱۱ء میں پانچ ہزار زن و مرد نقل وطن کی حالت یہ تھی کہ مزدوری پیشہ لوگ چاہتے تھے کہ انہیں کام ملے مگر نہ ملتا تھا اس لیے نوآبادیوں کی وزارت نے مسئلہ نقل وطن پر توجہ صرف کرتی شروع کی اور ایک خاص سررشتہ

# آسٹریلیا

آسٹریلیا



یہ نقشہ ۱۸۵۰ء میں تیار کیا گیا تھا۔  
اس میں آسٹریلیا کے مختلف حصوں کے نام  
دیکھ کر آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔



اسی غرض سے قائم کیا گیا۔ اول اول اس صیفے میں بہت کم کام ہوا۔ مگر جب ایک مجلس تحقیقات کے لیے مقرر ہوئی اور اس نے پارلیمنٹ میں اپنی رپورٹ پیش کی تو بہت سے لوگ اپنے خراج پر نوآبادیوں میں جاسنے کے لیے آمادہ ہو گئے۔ ۱۸۲۶ء میں تیرہ ہزار اشخاص گھربار چھوڑ کر کناڈا کیپ کالونی اور آسٹریلیا میں آباد ہو گئے۔ اور اس کے بعد حالت یہ ہوئی کہ جس سال وطن میں بگمیش کے آثار ظاہر ہوئے اسی سال نقل وطن کرنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اس طور پر سمندر پار ایک ایسا برطانیہ آباد ہونے لگا جس کی عظمت برطانیہ عظمیٰ پر بھی فوق نہ گئی۔

آسٹریلیا میں نیو ساؤتھ ویلز کی نوآبادی ابھی سے بڑی بارونق ہو چکی تھی۔ اس نوآبادی کے قیام کے واقعات یہ ہیں کہ ۱۸۲۵ء میں لفٹنٹ مکارٹھر نے مرینوئل کی کچھ بھیر میں کیپ کالونی میں خرید کر نیو ساؤتھ ویلز کے وسیع و کثادہ قطععات میں جا ڈیرا جایا ۱۸۲۵ء میں کرنیل کمویری قیدیوں کی بستی کا گورنر نوآبادیہ آسٹریلیا کا قیام بنا کر بھیجا گیا۔ اُس نے سوچا کہ اس علاقے میں حکومت کرنیکا ۱۸۲۵ء لغایت ۱۸۲۶ء اس سے بہتر طریقہ اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ جن قیدیوں کا چال چلن اچھا ثابت ہو انہیں آزاد کر دیا جائے۔ چنانچہ

ایسے قیدیوں کو اُس نے مصنفات شہر سڈنی میں سڑکیں بنانے اور قریب ہوارٹھ علاقے کی آبادی کے کام پر لگا دیا۔ ۱۸۲۶ء میں جب وہ انگلستان واپس گیا اور اُس کی جگہ سٹامس برسین مقرر ہوا تو بہت سے آزاد تارکان وطن اُس نوآبادی کو اپنا گھر بنا چکے تھے اس کے بعد ۱۸۲۶ء کا بڑا وقت آیا اور ہزار ہا اشخاص وطن چھوڑ کر یہاں چلے آئے۔ نیو ساؤتھ ویلز کے شمال کی جانب جو شاداب مرغزار پھیلے ہوئے ہیں ان میں برسین کے قیدیوں کی بستی کے گرد اگر دو اول اول اسی سال نئی آبادیاں قائم کی گئیں اور اس طور پر وہ نوآبادی وجود میں آئی جو ۱۸۵۹ء میں نیو ساؤتھ ویلز سے جدا ہو کر کوئین لینڈ کہلائی۔ کچھ مدت کے بعد مشرقی آسٹریلیا ایسا غوش حال ہو گیا کہ لوگوں نے صاف کہہ دیا کہ آئندہ یہاں قیدی نہ لائے جائیں چنانچہ اب وہ مشرقی آسٹریلیا کے بجائے مغربی آسٹریلیا

میں بھیجے جانے لگے جو ۱۸۲۹ء میں آباد کیا گیا تھا۔ مگر بد انتظامی کی وجہ سے رونق پذیر نہ ہوا تھا۔ راج راج کے عہد میں ہی آسٹریلیائی نوآبادیاں قائم ہوئیں۔ البتہ آزاد آباد کار جزیرہ وان ڈینس لینڈ میں جہاں قسیدی لاکر رکھے جاتے تھے آکر آباد ہونے لگے۔ یہ جزیرہ اب شامانیا کہلاتا ہے۔ آگے چلکر ولیم راج کے عہد کے خاتمہ کے قریب ایک نئی آبادی جنوبی آسٹریلیا کے نام سے قائم ہوئی شروع ہوئی اور اس کا پائے تخت ولیم راج کی ملکہ کے نام پر ایڈیلیڈ رکھا گیا۔ اس کے بعد ۱۸۳۵ء میں کچھ لوگ پورٹ فلپ کے ساحل پر آباد ہو گئے اور انھوں نے اپنے پہلے شہر کا نام اس زمانے کے وزیر اعظم کے نام کی مناسبت سے ملبورن تجویز کیا ۱۸۳۵ء میں یہ نوآبادی نیو ساؤتھ ویلز سے جدا ہو کر ملکہ عظمہ کے نام پر وکٹوریا کہلائی۔ ۱۸۳۵ء کے پر آشوب سال میں آسٹریلیا کی ان نوآبادیوں کا جو ب سے اول قائم ہوئیں ابھی ابتدائی دور تھا لیکن اس سال کی اقتصاد کی سختیوں نے بہت سے لوگوں کو قسمت آزمائے کے لیے نئی سرزمینوں میں بھیج دیا جہاں سخت کام بہتر معاوضہ ملتا تھا۔

۱۸۳۷ء میں لارڈ بوربول جو پندرہ سال سے وزارت عظمیٰ کے منصب پر مامور چلا آتا تھا عرصے میں مبتلا ہو کر مستعفی ہو گیا وہ کوئی غیر معمولی دل و دماغ کینگ کی وفات رکھنے والا مدبر نہ تھا لیکن قابل اور دور اندیش ضرور تھا۔ اس کے جانشین کینگ کی ذات سے لوگوں کو بڑی بڑی امیدیں تھیں لیکن وہ بھی بیمار ہو کر ۸ اگست ۱۸۳۷ء کو

انتقال کر گیا۔ اور لارڈ کاڈیج کی وزارت کے بعد جو بیچ میں تھوڑے دن رہی، قلند ان وزارت امیر کبیر ونگٹن کے قبضے میں آیا۔ اگر یہ انتظام چند سال قبل ہوا ہوتا تو ملک کے لیے بہت بڑی خرابی کا باعث تھا اس لیے کہ ونگٹن سپاہیانہ ونگٹن کی وزارت قابلیت رکھتا تھا مگر مدبر نہ تھا۔ اس کے بس کی بات ہوتی تو ۱۸۳۷ء نہایت ۱۸۳۷ء وہ پارلیمنٹ پر بھی فوج کی طرح حکومت کرتا لیکن کینگ اگرچہ اگرچہ چکا تھا پھر بھی آزادی اور انصاف کی وہ روح جو کسی کے دباؤں و دبی تھی اس کی یاد دہا رہا قی تھی۔ چنانچہ ونگٹن کے عہد وزارت

میں دو اہم تھا و نیز خود ونگٹن کی مرضی کے خلاف منظور ہو گئیں۔ اول تو سن ۱۸۲۱ء میں سر جان رسل کی تحریک پر سن ۱۸۲۱ء اور سن ۱۸۲۱ء کے وہ سخت قوانین منسوخ کر دیے گئے جن کے بموجب کلیڈا نے انگلستان کے عقائد سے اختلاف رکھنے والوں کو ہرسال خاص قانونی منظوری حاصل کیے بغیر کسی سرکاری خدمت پر مامور ہونے کا حق حاصل نہ تھا۔ دوسرا بڑا مرحلہ "قانون آزادی جماعت کیتھولک" کا نفاذ تھا۔ سن ۱۸۱۷ء سے فریق کیتھولک کے پیروؤں کو فوجی اور بحری سببوں میں داخل ہو چکی اجازت ملنے لگی تھی۔ بر شخص اچھی طرح جانتا تھا کہ اس جماعت کو پارلیمنٹ میں داخل ہونے سے زیادہ دونوں روکنا خارج از امکان ہے۔ دارالعوام میں دو قانون منظور ہو چکے۔ کہ کیتھولکوں کو پارلیمنٹ کی رکنیت کا حق حاصل ہو گا۔ لیکن جب یہ مسودے دارالامرا میں پیش ہوئے تو مسترد کر دیے گئے کیتھولک فرقہ انجمن فریق کیتھولک کی ایک تعداد کثیر آئرش نسل سے تھی۔ اور ان لوگوں نے اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے سن ۱۸۲۳ء میں انجمن فریق کیتھولک کے نام سے ایک انجمن بھی آئرلینڈ میں قائم کر لی تھی۔ ہنریٹل اوکائل جو ایک زمین اور فصیح و بلیغ بیرسٹر تھا اس انجمن کا صدر تھا۔ لیکن انجمن اور آئرش فرقے کے درمیان ایسا سخت جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ کہ سن ۱۸۲۵ء میں انجمن تین سال کے لئے حکماً بند کر دی گئی اور اگرچہ سر فرانسس برڈٹ نے ایک اور مسودہ قانون کیتھولک فرقے کی مکالیف کے دور کرنے کی غرض سے دارالعوام میں پیش کر کے منظور کر لیا لیکن دارالامرا نے حسب معمول اسے پھر خارج کر دیا اور کوئی بات بننے نہ پائی۔ آخر جب سن ۱۸۲۷ء میں کینگ کا انتقال ہوا تو اہل آئرلینڈ انجمنیں معلوم تھا اوکائل کا انتخاب کہ ونگٹن اور پیل دونوں کے دونوں کیتھولک فرقے کی آزادی کے مخالف ہیں، بہت کھراٹے مارے جو سن ۱۸۲۸ء میں بہت سے لوگوں کی کثرت رائے سے اوکائل حلقہ کے کامیاب انتخاب ہو گیا۔ اگرچہ ہوا کیتھولک ہونے کی وجہ سے پارلیمنٹ کے اجلاس میں اس کی شرکت اگرچہ ممنوع تھی لیکن حکومت انگلستان اس بات کو بخوبی جانتی تھی کہ اوکائل اس طرح بار بار منتخب ہو سیکے گا اور اس کے علاوہ اپنے پیروؤں کو آمادہ کر دیا کہ آئرلینڈ

کے دوسرے حصوں میں بھی اسی کا انتخاب کریں جو مذہباً کیتھولک ہوں۔

اب اس سلسلہ کا زیادہ دنوں گفتگو میں پڑا رہنا مشکل تھا۔ پارلیمنٹ میں کئی مہینے اُس پر بحث ہوتی رہی۔ اور آخر جب ۵ مارچ ۱۸۳۹ء کو دارالعوام قانون آزادی فرقہ کیتھولک میں مسودہ قانون آزادی فرقہ کیتھولک پھر منظور ہوا تو دارالامرا نے بھی مخالفت چھوڑ دی۔ اس قانون کے اجراء سے وہ سختیاں اٹھ گئیں جو فرقہ کیتھولک مدت دراز سے سہتا چلا آتا تھا۔ اور اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان سختیوں کی بڑی وجہ جینزانی کی یہ کوشش تھی کہ انگلستان کو جبراً رومن کیتھولک بنا دیا جائے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومن کیتھولک عقیدہ کے لوگوں کو انگریزوں کی قوم عداوت کی نظر سے دیکھنے لگی۔

چند سال بعد ۱۸۳۲ء میں ایک اور قانون کا نفاذ عمل میں آیا جس کی رو سے فرقہ کیلک اور دوسری جماعتیں جن کے نزدیک حلف اٹھانا معیوب تھا اس قابل نہیں کہ صرف اقرار پر اکتفا کریں لیکن پوری اصلاح کہیں ۱۸۵۸ء میں جا کر ہوئی یعنی حلف میں اس حد تک ترمیم کر دی گئی کہ یہودی بھی پارلیمنٹ کی رکنیت کے قابل ہو گئے۔

قانون آزادی فرقہ کیتھولک کے نافذ ہوتے ہی ادکال حلقہ کلیئر کی طرف سے بہ منتخب ہو کر پارلیمنٹ کے اجلاس میں شریک ہوا۔ لیکن اپنی قوم کی آزادی کے بارے میں اُس کا متہائے نظر زیادہ وسیع تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ برطانیہ اور آئرلینڈ کا سیاسی اتحاد بھی قانوناً منسوخ کرایا جاسکتا ہے چنانچہ اسی غرض سے اُس نے ایک بے سود و جدوجہد شروع کی جس نے اُس کی زندگی کے آخری دن تلخ کر دیئے۔

۱۸۴۱ء کو اُس نے وفات پائی۔ مگر اس کی شہرت باقی ہے وہ اپنے تبعین کو ہمیشہ اسی اصول کی تلقین کرتا رہا کہ قانون کی ترمیم کی کوشش کرنے میں ہر انسان پر لازم ہے کہ قانون کی پابندی کرتا رہے۔

## ولیم چارم

۱۸۳۰ء سے ۱۸۳۷ء تک

اگرچہ جارج چارم کی موت ۱۸۳۰ء کے جون میں واقع ہوئی لیکن اُسکے سبب سے امور سلطنت میں زیادہ تغیر نہیں ہوا بجز اس کے کہ اُس کا بھائی ولیم چارم اُس کی جگہ نظر آنے لگا جس کے مزاج میں سادگی اور ظرافت تھی اور فنِ طاسی کا دلدادہ تھا، لندن کے گلی کوچوں میں نفل میں چھتری دبائے پھرا کرتا اور جب تدریم ولیم چارم کے خصائل آشناؤں سے آنکھیں چار ہوتیں تو نہایت تپاک سے مصافحہ کرتا تھا۔ انہی اوصاف کے سبب سے اُس نے قوم کے دل میں جگہ پیدا کر لی تھی۔ ملک کی خوش قسمتی تھی کہ ایسے نازک وقت میں ایسا سرد و عزیز بادشاہ ہوا کیونکہ اُن دنوں فرانس میں وہاں کے بادشاہ چارلس دہم کے خلاف ایک جدید انقلاب شروع ہو گیا تھا۔ اور فرانسیسی اس بادشاہ کی خود مختاری مٹانی چاہتے تھے بالآخر چارلس سلطنت سے دست بردار ہو کر انگلستان میں پناہ گزین ہوا۔ اور ولیم نے فرانس کا دوسرا انقلاب اُس کو قصر مولیٰ روڈ میں پھیل کر اپنی ہمدردی وہاں نوازی کا ثبوت دیا۔ اہل فرانس نے چارلس کے بعد اُس کے چچا کے فرزند

۱۸۳۷ء -

لوئی فیلپ کو جو ادرلٹس کا ولیوک تھا اپنا سپہ سالار مقرر کیا پھر شاہی بھی اُسی کو دی۔ اسی اثنا میں ولیم اور ہالینڈ میں لڑائی چھڑ گئی جسکی وجہ سے اس واقعہ کے دو سال منہجیم والوں نے میکس کو برگ کے شہزادہ کیولڈ کو جو ہمدردی شاید کلشٹر تھا بادشاہ کی تعزیریں دوسری قوموں کی بل چل کا آخر کار برطانیہ پر اثر پڑا یہاں پارلیمنٹ کی اصلاح کے متعلق پھر سوچ پکار شروع ہو گئی۔ اس میں شک نہیں کہ اہل برطانیہ کی توجہ اس وقت پر مرکوز تھی کہ وہاں کی حالتیں بہتر نہ ہوں اور لیڈر جیت جیسے شہزادہ کی بی بیسٹیں مطلقاً تیار نہ ہوں تھی اگرچہ ان شہزادہ کی آبادی میں فدا فزوں ترقی ہو رہی تھی لیکن پارلیمنٹ نے اس کے خلاف یہ نوکری گفتگو کو نہ والا تھا اور ایسا شخص جس کو توجہ دلا تاکہ وہاں کے باشندوں کو کرن تو این



کی ضرورت ہے۔ اس کے برعکس سبزہ زاروں اور جنگلوں کے مالکوں کو جن کے علاقوں میں  
 مسودے چند گاؤں کہیں کہیں واقع ہوئے تھے نو دس چھوٹے چھوٹے شہروں پر  
 اختیار حاصل ہو گیا تھا۔ یہ لوگ ان دیہات کی طرف سے جس شخص کو چاہتے تھے نائب  
 مقرر کر کے پارلیمنٹ میں روانہ کر سکتے تھے ان خرابیوں کے باوجود ویلینگٹن اپنے  
 ویلنگٹن کھٹھی ہوئے۔ خیال پراڑا ہوا تھا۔ اصلاح کی ضرورت پر اسے کوئی قائل  
 نہیں کر سکتا تھا۔ اب بھی وہ مسودہ اصلاح کے خلاف ہی میں  
 ۱۶۔ نومبر ۱۸۳۲ء۔ تقریر کرتا تھا اس لئے قوم اس سے بے انتہا بدظن ہو گئی اور تنقیر  
 کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک مرتبہ بادشاہ لندن آئے اور ویلینگٹن کو ساتھ رکھنا  
 چاہتا تھا لیکن راستے میں کسی زبردست بدرقہ کے بغیر ڈیوک کی حفاظت جان  
 نہیں ہو سکتی تھی اس لئے بادشاہ کو اپنا سفر ملتوی کرنا پڑا۔ لیکن جب بادشاہوں کے  
 بدلے پر انتخاب عمل میں اگر جدید پارلیمنٹ کا انعقاد ہوا تو ملک نے کثرت سے  
 اس میں حامیان اصلاح کو روانہ کیا اور چونکہ خود ولیم چارم ان مصلحین کا علانیہ قدار  
 ہو گیا تھا اس لئے ویلینگٹن کو مستعفی ہونا پڑا۔ اس کا حکومت سے دست بردار ہونا تھا  
 کہ قوم پھر اس کی قدردان بن گئی وہ اپنے ”اولو العزم ڈیوک“ کی یادگار زمانہ فتوحات کو  
 کبھی بھلا نہیں سکتی تھی اور اگرچہ انگریزوں کے ولیم ویلینگٹن کی جرات و پامردی کا سکھ  
 بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے اصول سیاست سے انھیں اختلاف تھا۔ اس کے بعد بھی وہ  
 اور بائیس سال یعنی ستر سال تک زندہ رہا اور اس کی ہر لغزیزی کی یہ کیفیت تھی کہ  
 اکثر لوگ جنھوں نے اسے وائر لو کی ہم سہارے ہوئے نہیں دیکھا تھا اب اس کے  
 خمیدہ ڈھانچے کو جب وہ باغ (ایڈ پارک) میں گھوڑے پر ہو اخوری کی غرض سے  
 کھلتا کھٹکی باندھ کر دیکھتے تھے اور بہت سے اسکو اسی ہیئت سے پہچانتے تھے اسکی  
 وفات بدکل قوم نے اس کا ماتم کیا اور جو اعزاز و احترام اس کے جنازے کا کیا گیا  
 اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مادر برطانیہ اپنے سپوت کچھوں کی سقد قدردان ہے۔  
 ۱۸۳۳ء میں جدید حکومت قائم کرنے کی نسبت بادشاہ کا فرمان  
 لارڈز کے کی وزارت لارڈز کے کوہنما یہ وہی شخص ہے جو گذشتہ چالیس سال سے  
 ۱۸۳۲ء سے ۱۸۳۳ء تک پارلیمنٹ کی اصلاح کی ضرورت قوم کے ذہن نشین کر رہا تھا۔

موقع پاتے ہی اُس نے اپنے ہم خیال شرکار انتخاب کیے چونکہ یہ لوگ اصلاح کے سچے حامی تھے اور اس کے لیے انھوں نے سجد جاں فشائیاں کی ہیں اس لیے بھی تاک ہمارے کان ان ہی خواہان قوم کے ناموں سے آشنا ہیں۔ کون ہے جو لارڈ بروٹام، لارڈ میل ٹورن، لارڈ ہالمرسٹن، لارڈ جان رسل، آئریل مسٹر اسٹینی جو من بعد لارڈ ڈاربی ہوا اور لارڈ ٹینسڈون کے اسمائے گرامی سے واقف نہیں۔ ان قومی ہندوؤں کو گڈرے ہوئے زیادہ زمانہ نہیں گزرا۔ اس طرح کی وزارت مرتب ہونے پر بھی حکومت مذکور کو کامل ایک سال تک مخالفین اصلاح کا سخت مقابلہ کرنا پڑا چنانچہ لارڈ جان رسل نے پہلا مسودہ اصلاح یکم مارچ ۱۸۳۱ء کو پیش کیا تھا لیکن اُس کی مخالفت پراسقذر زور دیا گیا کہ مسودہ مذکور صرف ایک رائے کی کثرت (یعنی ۲۰۲ بمقابلہ ۳۰۱) سے منظور ہوا۔ اور جب وہی مسودہ بعد ازیں کمیٹی (جہاں مسودے کے ہر جزو اور فقرہ اور لفظ لفظ پر بحث ہوتی ہے) کے سپرد کیا گیا تو شکست نصیب ہوئی۔ اس لیے وزارت مذکور نے پادشاہ کو پارلیمنٹ کے برخاست کر دینے کا مشورہ دیا تاکہ انتخاب جدید کے ذریعے سے ملک کو اپنی خواہش ظاہر کرنے کا موقع مل سکے۔

قوم کا مقصود تو آشکارا ہی تھا یعنی پارلیمنٹ کی اصلاح امر، پادری اور افواج بڑی و بھری اُس کی مخالفت پر تلے ہوئے تھے لیکن کاریگر، مزدور و پیشہ لوگ اہل صنعت و حرفت، مسوےطین کا تعلیم یافتہ طبقہ اور اُن شہروں کے باشندے جنکو اپنے نائب پارلیمنٹ میں روانہ کرنے کی شدید ضرورت تھی اصلاح کے موید تھے اُن کے اضطراب و جوش کی حد نہ تھی، انتخاب کے زمانے میں ہر ایک سمت سے یہی آوازیں سنائی دیتی تھیں ”مسودہ پورا منظور ہو۔ بجز اُس کے ہم مانیں گے نہیں“ اس انتخاب میں اس کثرت سے مصلحین منتخب کیے گئے کہ جب ۲۰ ستمبر ۱۸۳۱ء کو بیت العموم میں دوسرا مسودہ اصلاح پیش ہوا ہے تو ۱۰۹ (۲۰۵ بمقابلہ ۲۳۶) آراء کے غلبے سے منظور ہو گیا۔ لیکن جب لارڈ کرے نے اُسی مسودہ کو دارالامرا میں پیش کیا تو وہ نام منظور ہوا۔

دارالامرا کی اس حرکت سے تمام قوم برہم ہو گئی، ملک کے ہر حصے میں

حکومت کی تائید میں جلسے منعقد ہونے لگے اور لوگوں نے ناراضی و نفرت کا اظہار شروع کر دیا چنانچہ برمنگھم کے ایک بہت بڑے جلسے میں مقررین نے علی الاعلان کہہ دیا کہ جب تکسیر ائیر اپنی مخالفت سے باز نہ آئیں ہم محصول نہیں ادا کریں گے یہی نہیں بلکہ ڈاربی، ٹاٹنگھم اور برسٹل میں سخت شورش و فساد برپا ہوا۔ لوگ خائف تھے کہ کہیں کوئی خوفناک انقلاب نہ ہو جائے۔ جب دسمبر میں پارلیمنٹ کا اجلاس ہوا تو اُس کے ارکان کے چہرے اُاس نظر آ رہے تھے اور تقویٰ سی ترمیس کے بعد جب ۱۸۔ دسمبر کو تیسرے مسودے کے پیش ہونے کی نوبت آئی تو وہ ۱۶۲ آراء کے غلبے سے منظور ہو گیا لیکن اسپر ہی جیب وارا لامرا میں مسودہ مذکور کو کمیٹی میں ۳۳۵ آراء کی مخالفت سے شکست ہوئی تو لارڈ گری نے بادشاہ سے درخواست کی کہ وہ امراء کو دھکی دے کہ اگر مسودہ اصلاح منظور نہ ہو گا تو میں جیل میں رہنا کر مجلس مذکور میں داخل کرونگا جس کے سبب سے تمہاری مخالفت کچھ زیادہ ہو جائے گی۔ اگرچہ بادشاہ نے یہ مشورہ قبول کرنے سے شروع میں انکار کر دیا تھا لیکن چونکہ ولنگٹن سے وزارت کی ترتیب نہ ہوئی اسلئے لارڈ گری کے ہی ہاتھ میدان رہا۔ جب امراء کو معلوم ہو گیا کہ بادشاہ لارڈ گری کے مشورے پر عمل کریگا تو ان کے ایسے چند ارکان جو اصلاح کی حمایت کو جرم خیال کرتے تھے مسودے کے دوبارہ پیش ہونے کے موقع پر وارا لامرا سے غائب ہو گئے اس طرح وارا لامرا میں بھی بالآخر مسودہ مذکور ۸ آراء (۱۰۶ کے مقابلے میں ۲۲) کے غلبے سے منظور ہو گیا۔

اس مسودے کی رو سے اٹھاون چھوٹے شہروں کا حق نیابت جہاں سے مشرکاً ۱۱۲ مبعوث روانہ ہوتے تھے یک بخت سلب ہو گیا اور اس قسم کے دوسرے تین شہروں کے لیے بجائے ۲ کے فی شہر ایک مبعوث مختار رہا۔

اثرات مسودہ اصلاح - اس طرح جو ۴۳ اجاڑا دیں خالی ہوئیں ان میں سے اکثر انگلستان کے اضلاع اور بڑے شہروں کو مل گئیں اور باقی جاڑا دوں کے ملک اسکاٹ لینڈ اور آئر لینڈ بن گئے۔ چونکہ

قانون مذکور کی بدولت قوم کا کثیر حصہ جو سابق میں محروم تھا اب رائے زنی کے حق سے مستفید ہوا اس لیے طبقہ متوسطین کو وضع قوانین پر پہلے سے زیادہ اختیار حاصل ہوا۔

۱۸۳۳ء کی جدید پارلیمنٹ میں سابقہ سے زیادہ انصاف کے ساتھ قوم کی نیابت ہوئی لیکن انوس سے کہ اصلاح کی ضرورت کو تسلیم کرنے کے بعد بھی مدتوں اس کی منظور رہی دسپنے میں حکومت تساہل کرتی رہی اور بے ضرورت اس معاملے کو طول دیا گیا اس طرح لیست و عمل کرنا نتیجہ یہ ہوا کہ قوم نے اپنی خواہشوں کے متوائے کے لیے غوغا اور شورش سے کام لیا اور اس وقت کے دیگر فساد کے برے اثرات ابھی تک باقی ہیں۔ اسی اصلاح کی شکست کے زمانہ میں کن زرو ویٹو (قدامت پسند) اور لبرل (حریت پسند) ناموں کا وجود ہوا۔ جو لوگ قدیم روایات و خیالات کی کن زرو ویٹو لبرل اور پاسندی کرنا چاہتے تھے وہ پہلے نام سے ملقب اور جن لوگوں کی قوم کی خواہشوں کی تکمیل منظور تھی وہ دوسرے نام سے مخاطب ہوئے۔ بہر حال قدیم ٹوری اور وحک نام بدل کر سیاسی دو بڑے فرقوں کے اس جنگ کے زمانے میں کن زرو ویٹو اور

لبرل نام قرار پائے لیکن نظر ریڈیکل (Radical) (دینے انتہائی) کا اطلاق اس کے بہت پہلے ۱۸۱۹ء سے جبکہ ملک میں جنگ نیپولین کے بعد گرائی وغیرہ کے سبب سے ہلکا مے ہو رہے تھے اور آنت بریاتی اُن ارکان پارلیمنٹ پر ہوا تھا جو ہر ایک بات کی تہ کو پہنچ کر اس میں کمال یعنی انتہا درجہ کی اصلاح کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد پانچ سال تک باستان پانچ مہینوں کے از نومبر ۱۸۳۲ء تا اپریل ۱۸۳۳ء جبکہ سربراہ برٹ پیل کی ماتحتی میں کن زرو ویٹو حکومت کا دور رہا پارلیمنٹ میں لبرل فریق کو کمال اقتدار حاصل رہا اس مدت پچاس سالیں اکثر مفید اصلاحات کی جو اس کے قبل پارلیمنٹ میں پیش ہو چکے تھے تکمیل ہوئی جس جہم کے سر کرنے میں ولبر فورس (Wilberforce) ایک مدت سے مصروف تھا وہ بالآخر ۲۰۔ اگست ۱۸۳۳ء کو انجام کو پہنچی اس دن ایسا قانون منظور ہوا جس کے سبب سے کل برطانوی ممالک سے غلامی منسوخ ہوئی اور اس کے ایک سال بعد یعنی ۳۱۔ اگست ۱۸۳۳ء کو دنیا کے جس جس حصے میں برطانوی رعایا مقیم تھی وہاں وہاں اس کے کنیز و غلام آزاد ہو گئے اس پر بھی بعض غلاموں کا اُن کے مالکوں کے ساتھ ۱۸۳۳ء تک استاد و شاگرد کا تعلق رہا ہے۔ اگرچہ ولبر فورس چوبتر سال کا ہو چکا تھا لیکن قسمت نے یادری کی

کہ قانون مسیح غلامی کی دوسری پیشی کی غلوری کی خبر وہ سن سکا اور اپنی کوشش کے بار آور ہونے کے سبب سے وہ شکر گزار دنیا سے اٹھا۔ اس قانون کے سبب سے غلاموں کے جن مالکوں کو نقصان پہنچا تھا برطانوی قوم نے ان کو اس کام میں پونڈ سا وضعہ ادا کیا۔ اگرچہ قوم کو خسارہ اٹھانا پڑا لیکن یہ رقم کار خیر میں صرف ہوئی۔

اسی سال ۱۸۳۳ء میں لارڈ ایشلے جس کو بعد ازاں لارڈ شیافنس بری کا خطاب ملا بعض قوانین کے منظور کرائے میں کامیاب ہوا۔ ان قوانین کی رو سے ان بچوں کی حفاظت ہوئی جو کارخانوں میں تمام تمام دن مزدوری پر کام کرتے تھے اور محنت شاقہ اور مالکوں کی بدسلوکی کے سبب سے جن کی صحت اور نشوونما میں قوانین کارخانجات خرابی ہوئی تھی اسی سال سب سے پہلے سرکار سے ان مددوں و تسلیم۔

تھے۔ اسی طرح آئرلینڈ کے تعلیمی کاموں کے لیے ۱۸۳۳ء میں تیس ہزار پونڈ کی منظوری دی گئی۔ اسی سال شرقی ہند سے تجارت کرنے کی دنیا کے کل تجارت کو اجازت ہوئی۔ ۱۸۳۳ء میں سابق کے قانون مفلسین میں تبدیل کی گئی لیکن یہ ترمیم بھی ضرورت سے پہلے عمل میں نہیں آئی۔ قدیم قانون مفلسین، قوم کی زیر باری کا سبب بن چکا تھا جو لوگ عداً کام کرنا نہیں چاہتے تھے وہ اس قانون سے فائدہ اٹھاتے تھے اور قانون ان کی مدد کرتا تھا۔ جو مزدور اور کاریگر وغیرہ کفایت شعار اور محنتی تھے اور اپنے زور بازو سے اپنا پیٹ پاتے تھے ان کی جدید قانون مفلسین آمدنی سے دوسرے کا بل ست اور بے حمیت لوگ پرورش ۱۸۳۳ء۔

پاتے تھے جدید قانون مفلسین کی رو سے انگلستان کے ہر حصے میں محتاج خانوں کا قیام کرنا قرار پایا اور جو لوگ کہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی پرورش نہیں کر سکتے تھے ان کو ان محتاج خانوں میں رہنا لازم ہوا۔ سچر کسی خاص معقول وجہ کے جس صورت میں ایسے مفلس آدمیوں کو اپنے گھروں میں رکھ کر امداد پانے کی اجازت ملی تھی۔ اس تبدیل کی بدولت محصول مفلسین کی شرح بھی کم ہوئی شرح اجرت میں اضافہ ہوا اور مزدور پیشہ لوگوں کی حالت درست ہو گئی اس زمانے سے محتاجوں کی تعداد میں بتدریج کمی واقع ہو رہی ہے جس کا نتیجہ

یہ ہے کہ پچاس برس قبل جو نسبت محتاجوں کی آبادی ملک سے تھی اب اس کی نصف بھی نہیں رہی۔ لارڈ میل بورن کے عہد وزارت ۱۸۳۵ء میں حکومت ہلاک کی اصلاح ہوئی جس کے سبب سے محصول ادا کرنے والوں کو اختیار ملا کہ آئندہ سے پیر (میر بلڈ) اور آلڈ رین (شرکار میر بلڈ) کو وہ انتخاب کریں اور قومی روپے کے مصارف کے حسابات کی اشاعت مجالس بلدی پر لازم قرار دی گئی۔ ۱۸۳۶ء میں اس امر کی نسبت قانون بنا کہ ملک میں جو دلاؤتیں، اموات اور شادیاں واقع ہوں ان کا اندراج

اصلاح بلدی  
۱۸۳۵ء -

ناظم اندراجات کے دفتر میں ہونا چاہیے اس کے ساتھ ہی ڈسٹرکٹوں کو ایسے جن کو مذہب پروٹسٹنٹ سے انحراف ہوا اپنے گرجاؤں میں یا اپنے ضلع کے ناظم اندراجات کے روبرو رسم کلیح ادا کرنے کی اجازت مل گئی۔ جبکہ پارلیمنٹ میں ان کل اصلاحات کی تقدیم اور تکمیل ہو رہی تھی وضع قوانین کے دائرہ کے باہر بھی دوسرے امور و ادارات میں قوم کی ترقی جاری رہی۔ ۱۸۱۶ء میں یعنی جنگ وائٹ لوک کے ایک ہی سال کے بعد لندن میں پہلی مرتبہ گیس کی روشنی ہوئی۔ اس کے سبب سے وہاں کے راستوں میں جو لوٹ مار ہوتی تھی وہ موقوف ہوئی۔ سوچی پر چڑھانے کی سخت سزا سے ان جرائم کا اس قدر انداد

گیس کی روشنی  
اور کوتوالی

نہیں ہوا تھا جس قدر اس روشنی کے طریقے نے ان کا سدباب کر دیا اور جب سر رابرٹ پیل نے ۱۸۲۹ء میں قدیم نگہبانوں کو برطرف کر کے جوانان کو کوتوالی کو مقرر کیا (جو اس کے نام کی مناسبت سے پیملرز اور باسیلز Peolers and Bobies) کہلاتے ہیں شہروں کی سڑکیں خواہ روزہو کہ شب پہلے ہیں زیادہ مامون و محفوظ ہو گئیں۔ اس طرح اسکاٹ لینڈ کے ایک اندھے آدمی کے مشورے کی بدولت جس کا نام میک ایڈم (Mac Adam) تھا مالک انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کی کل شاہ راہوں اور بڑی سڑکوں کو بتدریج ترقی دی گئی۔ اس جدید طریقے کی سڑکوں پر زمین کھود کر پتھر کے ٹکڑے بچھائے جاتے ہیں جسکے میکاڈامائزڈ (Macadamized) سبب سے ایسے میکاڈامائزڈ (Macadamized) سڑکیں راستوں پر ڈاک اور مسافر گاڑیاں (Coaches)

جو اس کے قبل مثل چمکڑوں کے لڑکھڑاتی ہوئی نہایت سُست چلتی تھیں گھٹے میں  
 دس بارہ میل کی مسافت طے کرنے لگیں علاوہ بریں مال بھاریوں کے پائے بھی  
 کیونچہ اور دلدل میں اُترنے اور بچھنس جانے سے محفوظ ہو گئے۔ انگلستان کی  
 بڑی ریلوں میں سب سے پہلے لیورپول اور منچسٹر کے درمیان ریل بنائی گئی۔  
 لیورپول اور منچسٹر اس کی کامیابی کا سہرا جانے اسٹیفن سن کے سر ہے جو ایک  
 ریلوے کا اقتراح مفلس کان کھودنیوالے کا فرزند تھا۔ کمال نے اس کو ایک  
 نامی انجینئر بنا دیا اور اس میدان میں یہی سب پر بازی لیکسیا  
 اس نے ایک چلنے والا انجن بنایا جو ریل گاڑی کو ۲ میل فی ساعت کے حساب سے  
 کھینچ لیجاتا تھا یہی نہیں بلکہ وہ ایک مشہور دلدل چیٹ ماس پر ریل کی پٹریاں  
 بچھانے اور عبور کرنے میں کامیاب ہوا لیکن جس روز کہ اس ریل کا افتتاح ہوا  
 اتنی خوشی و عظمت ایک اندوہ ناک حادثے کے سبب سے مبدل ہو گئی  
 ہسکی سن جسکی کوشش سے انگریزی تجارت کو فروغ حاصل ہوا ڈیوک آف ولنگٹن  
 سے ایک مدت بعد ملنے کے لیے اپنے سیلون سے اُترا اور جب وہ ڈیوک  
 کی گاڑی کے دروازے کے پاس کھڑا ہوا اُس سے باتیں کر رہا تھا، ایک دوسری  
 ریل گاڑی دفعۃً چلی آئی اور یہ اس میں کھل گیا اور بھینٹ چڑھ گیا۔ اگرچہ اس  
 ناگہانی موت نے قوم کی خوشی کو کم کر دیا لیکن جو فائدہ عظیم اس ریل کی بدولت  
 اُس روز ملک کو پہنچا اُس کے مقابلے میں اگر وہ ہسکی سن سے دریافت کیا جاتا تو اپنی  
 جان عزیز نہ کرتا۔ ریل کے انجن کی ایجاد کے پہلے سے انسان کلوں اور بھاپے  
 اپنے ملازموں کے مانند لوہا رخانوں معدنوں اور کارخانوں میں کام لے رہا تھا  
 لیکن ریل کا سلسلہ پڑنا تھا کہ ان دو خادموں کے ذریعے سے اُس نے اپنا مال  
 و اسباب ازراہ تری و خشکی نہایت دور دراز مقامات کو بھیجا شروع کر دیا۔  
 ان ترقیوں کے سبب سے قوم کے اعلیٰ و متوسط طبقوں کے متوّل  
 میں بھی اضافہ شروع ہو گیا اور جیسا جیسا ان لوگوں کے متوّل میں اضافہ ہوتا گیا  
 ویسی ویسی بڑے شہروں کی عمارتوں، سڑکوں اور دوسرے انتظامات میں بھی  
 ترقی ہوتی گئی۔ لندن کے بازار دوبارہ بنے۔ وہاں کے راستوں اور سڑکوں

کی فرش بندی اور صفائی بہتر ہو گئی۔ ریجنٹ پارک تیار ہو گیا۔ ہائیڈ پارک اور سین جیمیس پارک میں جدید طریقے پر درخت نصب کیے گئے اور نئی گکاری ہوئی اور یہ دونوں مقام گجنان مکانوں میں رہنے والوں اور ان شاہ راہوں سے گذر نیوالوں کے لیے جہاں انسانوں اور کڑیوں وغیرہ کے ٹھٹ کے ٹھٹ نظر آتے ہوں تفریح کے لیے نعمت غیر مترقبہ خیال کیے جاتے ہیں۔ باغ حیوانات کا افتتاح ۱۸۲۸ء میں ہوا۔ یونیورسٹی کالج اور کنگس کالج کی بنائری۔ اگرچہ بے نقد اور بے وسیلہ لوگوں کی دستگیری کی جانب قوم کو ان سب امور کے بعد توجہ ہوتی لیکن یہ کام اس قدر محسن و مفید تھا کہ اس کو دوسری اصلاحات سے افضل و انسب سمجھنا چاہیے۔

دارالمجائین

اس بنا پر لندن کے مصنفات میں بمقام ہینرل ایک دارالمجائین کا قیام ہوا جہاں بچارے دیوانے لوگ رکھے جاتے

ہیں ان کے آرام و آسائش کا بخوبی انتظام ہے اور ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک ہوتا ہے۔ اس کے پہلے دیوانے زنجیروں میں رکھے جاتے تھے اور ان کی راحت و آسودگی کا کسی کو خیال نہ تھا۔

اسی زمانے میں اہل ثروت کو بھی خیال پیدا ہوا کہ ہم خود تعلیم پائیں اور دوسروں کو تعلیم دلوائیں چنانچہ اس شوق کا ثبوت اس طرح دیا گیا کہ ۱۸۲۳ء میں دولت مندوں کی ایک جماعت نے جس کا صدر ڈاکٹر برک بیک تھا "انجمن تعلیم کاریگروں" پہلی انجمن تعلیم کاریگروں - دوسرے شہروں نے بھی اس معاملے میں لندن کی تقلید کی۔ چونکہ حکومت کی جانب سے کاریگروں اور مزدوروں کا ریکڑاں -

کے بچوں کی تعلیم کے لیے امداد ملتی تھی اس لیے ان انجمنوں نے مزدور لوگوں کو شام کے وقت تعلیم دینی شروع کی۔ تعلیم کی اشاعت ہوتی تھی کہ پڑھنے کے لیے کتابوں کی ضرورت محسوس ہوتے لگی اس بنا پر ۱۸۲۵ء میں لارڈ بروکام اور دوسروں نے ملکر "انجمن اشاعت علوم و فنون مفیدہ" قائم کی ادب مفیدہ جس نے تاریخ، سائنس اور دوسرے مضامین پر سلیس فارزاں کتابیں شائع کرنی شروع کر دیں۔ ۱۸۳۶ء میں اخبارات کے ٹکٹ کی شرح میں کمی ہو کر ایک پنی کا ٹکٹ قائم ہوا جس کی وجہ سے لوگوں میں



اخباری کا مذاق بڑھ گیا۔

اگرچہ کاریگروں اور مزدوروں کے بعد اعلیٰ کو یہ سب فوائد نصیب تھے لیکن ادنیٰ اور مفلس لوگوں کی خواہش پوری ہوں یا دینا قی بیماری و فتنہ، جہالت و مصیبت میں بسر ہوتی تھی اور ۱۸۳۷ء میں جبکہ ولیم چارم کی وفات ہوئی تو اہل برطانیہ نہایت پریشان حال و دراندہ تھے۔ سچ بات یہ ہے کہ جب بڑے تغیرات کسی ملک میں ہوتے ہیں تو کچھ عرصے کے لیے وہاں پریشانی اور مصیبت بڑھ جاتی ہے اور اس کا خسارہ سب سے زیادہ مفلسوں پر پڑتا ہے کیونکہ ایسے لوگوں میں نئے حالات کا مقابلہ کرنے کی بہت ہی کم قابلیت ہوتی ہے۔ جنگ کے بعد جو سیرال اسن و عافیت میں بسر ہوئے تو ہر ایک شے نے نہایت سرعت سے ترقی کی۔ قوم کو دفعۃً تجارت کا ہوکا ہو گیا۔ کلوں کی ایجاد اور ان کا کثرت سے استعمال ہونا، ریلوں کی ایجاد و کثرت وغیرہ نے دفعۃً حالات کو بدل دیا۔ بالآخر یہی چیزیں استفادہ مفید ثابت ہوئیں اور مخلوق کے روزگار کا ذریعہ بن گئیں کہ اب مفلس سے مفلس آدمی بھی ان کو خدا کی نعمتیں خیال کرتا ہے۔ لیکن ان دنوں کچھ مدت کے واسطے بہت سے لوگ بیکار ہو گئے تھے اس کا سبب یہ تھا کہ نئی ایجادوں نے ان مقامات کو جہاں محنت (مزدوروں) کی مانگ تھی اسی کے ساتھ محنت کی صورت کو بدل دیا تھا جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ اجرت کی شرح بالکل گھٹ گئی اور بہ نسبت پہلے کے مزدوری مشکل سے ملنے لگی۔ غذا (اشیا خورد و نوش) اسی طرح اب بھی بہت گراں تھیں اور مختلف محصولات کی شرح بہت بڑھی ہوئی تھی، اگرچہ قانون مفلسین بدل گیا تھا لیکن اسکے سبب سے ہنرمند اور متعدد کاریگروں کی محصول کی زیر باری میں کمی نہیں ہوئی تھی ان کے علاوہ ان غریب آدمیوں کی جو محتاج خانوں میں نہیں رہتے بلکہ قدیم قانون مفلسین کی رو سے اپنے گھروں پر آباد و پاتے تھے ان فلاں سے ناگفتہ بہ حالت تھی جن مزدوروں کی کھیتی باڑی میں بسر ہوتی تھی ان کی حالت استفادہ تقسیم قسٹ کے مشکل سے اُنہیں جو یا نہایت ادنیٰ قسم کے گھروں کی روٹی میسر آتی تھی، بکری کا گوشت تو ان لوگوں کے لیے غنقا تھا شاید ہی کوئی خوش قسمت ایسا ہو گا جسے خنزیر کا ٹکین گوشت ملتا ہو۔ اکثر اضلاع میں عوام اور ان کے اہل و عیال بھوکوں مر رہے تھے۔

## چھبیسواں باب

(۱۰۰)

برطانیہ عظمیٰ اور برطانوی نوآبادیاں

(۱۰۱)

وکتوریہ از ۱۸۳۷ء تا ۱۹۰۱ء

۲۰۔ ہرجون شکستہء کی صبح کے ساڑھے پانچ بجے ہی تھے کہ لارڈ چمبرلین اور کنٹربری کے صدر استقف نے آگرشیرزادی وکٹوریہ کو خواب شیریں سے بیدار کیا اور ملکہ انگلستان بننے کا قرعہ سُٹنایا اگرچہ ملکہ کو اپنی عمر کے انیسویں زینے پر قوم کے رکن ہوئے صرف ایک ہی عہدہ گزرا تھا لیکن اُس کی تربیت اعلیٰ درجے کی ہوئی تھی اس لئے اُس کے مزاج میں سن رسیدہ لوگوں کی سی خود داری اور شعور تھا اور وہ دوسروں کی تکلیف اور ضرورتوں کا لحاظ کرتی تھی اور فرائض کی ادائیگی میں نہایت مستعد و جفاکش تھی چونکہ ڈیوک آف کینٹ کی اولاد میں جو جارج سوم کا چچا تھا غریب تھا لیکن ایک باقی رہ گئی تھی اور ملکہ کے دوسرے بڑے بھائیوں نے کوئی وارث چھوڑے بغیر وفات پائی تھی اس لئے ولیم چارم کی وفات سے پہلے ہی وہ لوگوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ آئندہ ہی حکومت کسی وارث قرار پائے گی یہاں برطانیہ پر ڈیوک مذکور کی بیوہ ڈیچیز آف کینٹ کا بے انتہا احسان ہے کہ وہ اپنے شوہر کی ابدی مفارقت اور تنہائی کے زمانے میں اپنا دل اپنی اس سب سے چھوٹی لڑکی کی تربیت میں بہلایا اور یہ اس کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ نیک اخلاقہ اور سلفاؤ بنی نوع انسان کی ہمدردی ملکہ اور شوہر سے الفت رکھنے والی رہ جو عورت کے لیے ایک نہایت عمدہ مثال ہو سکتی ہے اور کیلسی فرماں روا اور نایاب کو فیہ سب ہوئی

جس کا تعلق مملکت چوتھ سال انگریزی مملکت پر ہوا اور رعایا اس کو اس قدر عزیز رکھتی تھی کہ اس دور میں وہ کبھی اپنی ملک سے بدظن نہیں ہوتی تھی۔

چوتھ ملک ہاندر کے قانون کے لحاظ سے ذکر کردہ رات تخت و تاج

برطانیہ سے ملک اس نے دیم چہارم کی وفات کے بعد ملک مذکور کا تعلق

ہاندر کے تعلقات کا تعلق برطانیہ سے قطع ہو گیا اور ڈیو کسٹ آف نمبر لیسٹ جو

ملک کا پچا ہوتا تھا وہاں کا بادشاہ بنا۔ برطانیہ کی خوش قسمتی

تھی کہ یورپ میں اس کے مقبوضات میں سے کوئی حصہ باقی نہیں

رہا اور نہ یورپی مقبوضات کے سبب سے انگلستان بیرونی جھگڑوں میں الجھ جاتا۔

اس پر بھی آئندہ پچاس سال تک انگریزوں کو باہر کی لڑائیوں میں شریک ہونا پڑا

لیکن ان کا سبب خواہ وہ بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ انگریزی مقبوضات ہندو افریقہ

میں۔ اس لئے ان پچاس سال انگریزی تاج کا تعلق ان قوانین کے بنانے سے

ہے جن کے ذریعہ سے قوم چاہتی تھی کہ ملک میں انصاف و صلہ کی روح بھونکی جا

اور نوآبادیوں میں اچھی حکومت ہو۔

سب سے پہلے کنیڈا کے پہلے پرغور کیا گیا بیٹ نے ۱۷۹۱ء میں اس ملک

کی شمالی اور جنوبی دو حصوں میں تقسیم کی تھی۔ ہر ایک حصہ ملک کے انتظام کے لئے

ایک گورنر اور اس کی کونسل مقرر تھی۔ گورنر کا انتخاب شاہ برطانیہ کی جانب سے

ہوتا تھا۔ اور مجلس کو وہاں کی رعایا منتخب کرتی تھی۔ کنیڈا اے شمالی میں یہ تو یہ انتظام

ہنایت کا سیاب ثابت ہوا لیکن جنوبی کنیڈا میں جہاں کی رعایا کا زیادہ تر حصہ

ابھی تک فرانسیسیوں پر مشتمل تھا اس انتظام کے سبب سے سخت دشواریاں پیدا

ہو گئیں اور ان کا نتیجہ فساد و شورش اور یہ پھیلتے پھیلتے ۱۸۳۷ء میں شمالی کنیڈا میں

کنیڈا میں فسادات بھی بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی یہ دہی زمانہ تھا کہ ملک کی تخت نشینی

ہوئی تھی۔ تینے کے فرد کرنے کی غرض سے کنیڈا میں جنگی قانون

نافذ کیا گیا اور ارل آف ڈرہم جو ہنایت قابل اور دیانت دار

آدمی تھا وہاں کا گورنر جنرل مقرر کر کے روانہ کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ وہ ایک

جدید حکومت وہاں قائم کرنے کے متعلق سب سے اچھا طریقہ بتلائے۔ لیکن بد قسمتی

اس نے رپورٹ کے ذریعے سے مشورہ دینے کے علاوہ ان نوآبادیوں کے باشندوں کو قوانین وضع کرنے میں اپنی امداد کے لئے خود ہی طلب کیا۔ اگر اس معاملے کو یوں ہی اچھوڑ دیا جاتا تو لارڈ ڈرہم کی خود مختاری کے سبب سے کل کینڈا خود مختار ہو جاتا۔ لارڈ ڈرہم گورنر جنرل اس پر حکومت مرکزی نے شدید اعتراض کیا اور جب یہ اعتراض مقرر ہوا۔ ۱۸۴۳ء ڈرہم تک پہنچا تو اسے اس قدر رنج ہوا کہ فوراً مستقل ہو کر انگلستان واپس چلا آیا، مغربی تک کما انظار نہیں کیا۔ ۱۸۴۳ء میں اس کی وفات ہوئی اور وہ دنیا سے ناکام و دل شکستہ ہی گیا۔

اس پر بھی ڈرہم کی اسکیم اختیار کی گئی اور اس تجویز کے سبب سے ان سب آزاد اور خود مختار دستوری حکومتوں کی بنیاد پڑی جو برطانیہ نے اپنی نوآبادیوں کو دستور کینڈا۔ عطا کی ہیں۔ ۱۸۴۳ء میں کینڈا کے دونوں حصوں کو ملا کر ایک ملک کینڈا قرار دیا گیا اور ان کو اپنے پر آپ حکومت کرنے کی اجازت مل گئی لیکن ان ملکوں کے سب عہدہ دار اپنے فرائض کی انجام دہی کے تعلق ہیں

کی مجلس اعلیٰ و ادنیٰ کے سامنے ذرہ دار ہیں اور یہ دونوں مجلسیں انگلستان کے دارالامرا اور دارالعوام کی تعلیم میں قائم ہوئی ہیں مگر صرف ایک شکل سے برطانیہ کی صدارت قائم رکھی گئی تھی اور وہ یہ کہ گورنر جنرل کا تقریر بحیثیت نائب ملکہ حکومت برطانیہ کی جانب سے ہوتا تھا۔ اس کے سائنٹس برس کے بعد ۱۸۶۱ء میں لارڈ ڈرہم کے سب سے آخری مشورے پر عمل ہوا اور شمالی امریکہ کے کل برطانوی مقبوضات کو کینڈا میں شامل ہونے کی اجازت مل گئی۔ اس بنا پر نو اسکوشیا۔ نیو برنڈک۔ اور نلیج ہڈن کے ممالک قلمروے کینڈا قلمروے کینڈا ۱۸۶۱ء میں شریک ہوئے مینی ٹوبا کی ریاست ۱۸۶۱ء میں قائم ہوئی ویکواری اور ڈورڈ آئیلز نے ۱۸۶۳ء میں شرکت کی جس کے سبب سے اس ایک وسیع قلمرو کا قیام ہوا۔ ۳۵۰۰۰ مربع میل ہو گیا ہے جو تاج برطانیہ کے زیر نگین ہے۔ اسی وسیع مملکت میں ایک بہت بڑی ریل بنائی گئی ہے جس کا نام کینڈین پیسیفک ریلوے ہے اور جب کا افتتاح ۱۸۸۶ء میں ہوا اگر کوئی شخص اس ریلوے سفر کرے تو اس کو ریل کے ایک سرے پر ساحل اوٹیناؤس سے دوسرے سرے نو اسکوشیا تک مسلسل سفر کرنے کا موقع ملتا ہے اور لطف یہ کہ اس قدر طولانی

مسافت طے کرنے کے بعد بھی وہ برطانوی علاقے سے باہر نہیں نکل سکتا۔ شمالی امریکہ میں صرف  
 نیو فاؤنڈ لینڈ ایک ایسی برطانوی نوآبادی ہے جو قلم و نوک میں ابھی تک شریک نہیں ہوئی  
 ہے۔ اس کی تعلیم میں وکٹوریہ کے عہد حکومت کا بہت سا زمانہ گزر رہا ہے۔ اس لیے کہ یہ کام  
 سڑکوں اور سہولتوں میں خرابیوں کی حالت کو اس مقام پر چھوڑ کر ملک کے عہد کی ابتدائی  
 ریلوے اور جو تک قدیم میں نمودار ہو رہی ہیں۔ سرعت سے ایک موزانہ نظر ڈالنے پر اس کی  
 میں بہت پیش رفت درگاہوں سے پہلے تار برقی کی نسبت حتیٰ ایجاد حال کیا اور سب  
 تار برقی کی ایجاد پہلے اس کا استعمال بلک وال کی ریل پر ہوا۔ اس کے بعد اس کی جہازیں  
 سسٹم کے تحت

تھا انگلستان سے نیو مارک تک سمندر کو عبور کیا اور وہ اس قابل  
 بنائے گئے تھے کہ اس طولانی دریائی سفر کے لیے کافی مقدار میں معدنی کوئلہ ان میں کھلجائے  
 اور کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد میں سر ولینڈیل کے خطاب سے ممتاز ہوا مشورہ دیا کہ  
 مال کے متعلقہ میں خط کا حصول ایک نئی قرار دیا جائے جو منظور ہو گیا۔ یہ کوئی معمولی کام  
 حصول کا ایک نہ تھا بلکہ ترقیات کے سلسلے میں اس امر کی سب سے زیادہ قدر  
 ہوئی چاہیے اس لیے کہ برطانیہ میں حصول خط کے بارے میں صرف  
 دو متمدد لوگ معاف تھے یعنی ارکان پارلیمنٹ۔ یہ لوگ اپنے

رہائے و بستوں کے خطوط کو حصول ڈاک سے مستثنیٰ کر سکتے تھے اور ان کا یہ اختیار  
 فرانک (حق آزاد کردن) (Franking) کہلاتا تھا۔ مگر کوئی رکن پارلیمنٹ اسنا  
 نام اپنے با اپنے دوست کے خط پر لکھ دیتا تو وہ حصول سے معاف سمجھا جاتا تھا۔  
 اس کے برعکس غریب رعایا کو ڈاک سے خط بھیجنے کے لیے الجھا تا مسافت چھ پنس  
 سے ایک شلنگ چار پنس تک حصول ڈاک ادا کرنا پڑتا تھا۔ ۱۸۳۹ء میں ہر ہفتہ  
 کے لیے اجس کا وزن نصف اونس سے زیادہ نہ ہو چار پنس حصول قرار پایا لیکن اس کے بعد  
 وہ جنوری ۱۸۴۰ء سے انگلستان، اسکاٹ لینڈ اور آئر لینڈ میں خط کا حصول ایک  
 پنس قدر کو کیا گیا۔

ان خوبیوں کے باوجود ملکہ کی سلطنت کا ابتدائی زمانہ لام و مصائب  
 سے خالی نہ رہ سکا۔ مفلسوں کی بڑے حالوں بسر ہوئی تھی اسی سبب سے اصلاحات

کی شدید ضرورت تھی۔ لیکن اس جدید پارلیمنٹ میں جس کا انتخاب ملکہ کے جلوس کے وقت ہوا تھا وزیر کی حمایت کرنے والے بہت ہی قلیل تھے اس لیے وہ لوگ جدید اور مفید قوانین وضع نہ کر سکتے تھے اور چونکہ لارڈ میل بورن قدیم پسند آدمی تھا اور اس کی ہمیشہ خواہش رہی کہ زمانے کو اپنی رفتار پر چلنے دو اس لیے رعایا کو ملکہ کا وہ نوجوان ملکہ کو ان کی پریشان حالی اور تکلیف سے بے پروا بنارہا ہے۔ اس کے سوا مزدور پریشہ لوگ بھی حکومت وقت سے سخت ناراض تھے اس لیے کہ وہ کانداریوں کو تو ان کا پارلیمنٹ کے انتخاب کرنے کا حق عطا کیا گیا تھا لیکن وہ اس حق سے محروم رکھے گئے تھے۔ اسی بنا پر ملکہ کی رسم تاج پوشی کے چند ہی ہفتوں کے بعد جو ۸۸ ہجری میں شروع ہوا وہاں کی محلی عوام کے ایک مجمع کثیر نے ایک عظیم الشان جلسہ چارٹسٹ لوگوں کی بمقام برٹشکم منعقد کیا جس میں ایک اعلان مرتب ہوا جس کا نام اوکائل نے جو اس گروہ کا سرغنہ تھا سلیس پارٹر نے رد رعایا شورش ۱۸۳۲ء (People's charter) رکھا تھا۔ اس میں چھ اہم اصول

- ۱) برطانیہ کی کل عورتوں کو حق رائے کا دیا جائے
  - ۲) ہر سال جدید پارلیمنٹ کا انتخاب کیا جائے
  - ۳) بیٹ (قرعہ اندازی) کے ذریعے سے رائے کا دینا
  - ۴) جائداد غیر منقولہ زر گھنے والے اشخاص کا رکنیت پارلیمنٹ کے لیے اہل سمجھا جائے
  - ۵) ارکان پارلیمنٹ کے لیے تنخواہ کا مقرر ہونا
  - ۶) ملک کے رقبے اور آبادی کے لحاظ سے انتخاب کے مساوی طبقے بنائے جائیں
- ان میں سے پہلا تیسرا اور چوتھا مطالبہ اب قانون بن گئے ہیں لیکن اس زمانے میں مصلحت وقت اس کے خلاف تھی اس لیے مطالبات مذکورہ کی منظوری سے انکار کیا گیا اور اگر حکومت ان کو غلطی سے مان لیتی تو اس کی کمزوری بھی جاتی جن لوگوں نے سپرد تنخواہ کے تھے وہ چارٹسٹ (طالبان مند) کہلاتے تھے۔ بہر حال یہ چارٹسٹ نہایت مضبوط و شیریں تھے برٹشکم شفیڈ نیو پورٹ اور اکثر مقامات پر

ان کی وجہ سے فتنہ و فساد برپا ہوا۔ مگر اسی اثنا میں چند باخبر اور خیر اندیش ان خرابیوں کو دفع کرنے کی تدبیر پر جن کے سبب سے ملک ظلم و سختی ہو رہی تھی غور کر رہے تھے اسی سلسلے میں ۱۸ ستمبر ۱۸۳۲ء بمقام مینیسٹر ایک اجلاس منعقد کر کے ایک انجن اس غرض سے قائم کی گئی کہ حکومت کو در آمد ملے کہ محصول اٹھا دینے کے لیے مجبور کرے۔ اس طرح انجن انیٹف قانون غلہ کی ابتدا ہوئی جس کے مشہور سرگروہ رچرڈ کاڈن اور جان برائیٹ تھے پہلا شخص صلاحیت پسند اور راست باز تھا اور مینیسٹر میں چھاپے کے سوتی پارچے کا کام کرتا تھا اور دو ستر ایش ٹیل میں قائلین بناتا تھا۔ قوانین غلہ کے سبب سے جو اضافی غائب کاری میں ہو رہی تھی اس سے یہ دونوں آدمی اور ان کے شرکا عوام کو رسالوں، لکچروں اور تقرروں کے ذریعے سے برابر پانچ سال تک آگاہ کرتے رہے۔ ان کی انجن اس امر کو قوم کے ذہن میں کرنا چاہتی تھی کہ اگر محاکمہ غیر کے لیے برطانوی بندرگاہیں مسدود نہ ہوں تو غریب آدمی کو روٹی نہ ہو جو نہ صرف غلہ پر مہیا کی جاسکتی ہے چونکہ باہر کا اناج روک دیا گیا ہے اس لیے اسی روٹی کی دہری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اور جو نصف قیمت کہ زیادہ عجمانی ہے وہ حقیقت غریب آدمی سے محصول لیا جاتا ہے جس سے برطانوی کسانوں کو نفع پہنچتا ہے لہذا جو لوگ فائدہ کشی کے سبب سے ادھ موٹے ہو رہے ہیں ان سے اثا محصول لیکر ملک کے خوش حال لوگوں کو پہنچایا جاتا ہے۔ مگر ان قوی دلائل کے باوجود مخالفین قانون غلہ کو قوم کے قائل کرنے میں ابتدا بہت دقتیں اٹھانی پڑیں مثلاً اور کسانوں کا خیال تھا کہ اگر مخالفین قانون غلہ کی نیات منظور ہو جائے تو زراعت پیشہ لوگ اعلیٰ کی زراعت ترک کر دیں گے اور اراضی کی قدر نہ رہے گی جس سے ملک تباہ ہو جائے گا مزدور ہمیشہ لوگوں کو بھی متینج قانون غلہ سے چند اہل اتفاق نہ تھا وہ صرف اپنی شرح اجرت بڑھانا چاہتے تھے اس لئے انھیں سند (چارٹر) کی منظوری کی پڑی تھی لیکن انجن مخالفین کی جانب سے اصل واقعات اس صفائی اور صراحت سے پیش کئے جاتے تھے اور متینج قانون غلہ کے منتقل ان کی دلائل اس قدر صحیح اور معقول تھیں کہ بالآخر قوم کے دلوں پر انکا اثر ہو گیا اور ملک نے قانون مذکور کو قابل متینج مان لیا۔ اس نوبت کو پہنچنے کے بعد ہی لارڈ میل بورن نے محصول غلہ کی شرح میں تخفیف کرنے کے متعلق تحریک کی تھی

لیکن جب دارالعوام میں اسکو اس طرح ایک نسبت کثرت آرا حاصل ہوئی تو وہ انگلستان میں مستعفی ہو گیا۔ جب سر رابرٹ پیل قدامت پسند وزارت کے صدر کی حیثیت سے اس کا جانشین بنا تو اس کو خیال ہوا کہ اس معاملے میں کچھ کرنا چاہیے۔ لارڈ میل بورن کی مفارقت کا نوجوان ملکہ کو بھی صدمہ ہوا اس لیے کہ وہ نہایت با وفا اور سچا مشیر تھا لیکن ملکہ کو خوش قسمتی سے لارڈ میل بورن کا بہت جلد غم الیدل گیا۔ البرٹ سے جو سیکس کو برگ کا شہزادہ اور ملکہ کا ابن تم تھا ملکہ کی شادی ۱۸۴۰ء کے ماہ فروری میں ملکہ کی شادی ہوئی۔ شاہزادہ البرٹ ۱۰ فروری ۱۸۴۰ء ملکہ کے لیے نہ صرف نیک شوہر ثابت ہوا بلکہ اس کا سب سے

بہتر رفیق و مشیر بھی۔ یہ شادی برطانیہ کے لیے نہایت مسرت خیز ثابت ہوئی شہزادے کو بھی ملکہ کے مثل راست گفتاری و راست بازی کی تعلیم دی گئی تھی۔ وہ اپنی زوجہ اور زوجہ کی رعایا کا دل سے پی خواہ تھا اسکی محبت اور امداد سے ملکہ کی زندگی پر لطف ہو گئی یہی نہیں بلکہ علم و ہنر کی سرپرستی اور صاحبان کمال کی قدر افزائی سے اس نے برطانیہ کی خوش حالی میں اضافہ کیا اس کے سوائے وہ بہت محتاط تھا۔ اس نے ملکہ اور اس کی رعایا کے معاملات میں کبھی دست اندازی نہیں کی اور اپنی نیک کرداری کے لیے لوگوں سے نہ تعریف چاہی اور نہ صلہ کا خواہاں رہا۔

ان دونوں وزارت جدید کو سخت دشواریوں کا سامنا تھا۔ اد کانل ڈبلین کا لارڈ میئر ہو گیا تھا اس خدمت پر پہنچتے ہی اس نے اتحاد انگلستان یا آئر لینڈ کو منسوخ کرانے کے لیے لوگوں کو آمادہ کرنا شروع کر دیا لیکن اس چینی اور جبر کا خاتمہ اس وقت ہوا جبکہ اس کی گرفتاری عمل میں آئی اور ۱۸۴۳ء اور ۱۸۴۴ء کے درمیان اس پر مقدمہ قائم ہوا۔ اسکاٹ لینڈ بھی ان اثرات سے محفوظ نہ رہا۔ پریسبیٹین مذہب کے لوگوں میں سخت نزاع برپا ہوئی اور ۱۸۴۳ء میں وہاں فری کرک (Freakirk) مقرر ہو گیا یعنی اسکاٹ لینڈ کے مذہب سے علیحدہ ہو کر بعض لوگوں نے ایک ایسا کلیسا (مذہب) قائم کیا جس کے امور پر حکومت ملک کی نگرانی نہ ہوتی ہو۔ ملک کے ہر مقام میں چارٹڈ لوگ جلسے کر رہے



اور ۱۸۴۱ء سے انگریزوں اور چینیوں میں افیون کی بابت جنگ ہو رہی تھی حکومت چین  
 ایفون کے متعلق کے خلاف مرضی برطانوی سوداگر اہل چین کے ہاتھوں افیون بیچتے  
 چین سے جنگ تھے یہی سبب اس لڑائی کا تھا جو بالآخر ۱۸۴۲ء میں ختم ہوئی لیکن  
 یہ لڑائی ختم بھی نہ ہوئی تھی کہ ہندوستان سے خبر آئی کہ انگریزوں  
 کی ایک فوج کا جو افغانستان کی مہم پر روانہ کی گئی تھی قتل عام  
 کر دیا گیا ہے

اس واقعے کے بہت برسوں پہلے سے ہندوستان کے مختلف حصوں کے بادشاہوں  
 کی انگریزی حکومت بتدریج الحاق کر رہی تھی اور نوبت یہاں تک پہنچی تھی کہ انگریزوں کی  
 سرحد اور ایسا کے اُن حصوں کے درمیان جہاں روسیوں کا بہت اثر تھا صرف  
 پنجاب اور افغانستان (دیکھو نقشہ نمبر ۴۸) اہل رہ گئے تھے۔ چونکہ حکومت برطانیہ  
 کو اس امر کا ہمیشہ خوف لگا رہتا تھا کہ روسی لوگ افغانستان سے اتحاد پیدا کر کے  
 ہندوستان پر حملہ کر دیں۔ لہذا اُس کو روس کے غرض سے سرالکر انڈر افغانیوں  
 سے ایک قبائلی صلہ کرنے کے لیے ۱۸۴۵ء میں کابل روانہ کیا گیا تھا جس دامنے  
 افغانستان میں انگریزی میں کر یہ افغانستان میں تھا انگریزی حکومت ہند کو افغانوں  
 فوج کی تباہی ۱۸۴۵ء کے سردار دوست محمد خاں کی نسبت روسیوں سے  
 سازش کرنے کا شبہ ہوا اس بنا پر ہند کے گورنر جنرل لارڈ کلبینڈ

نے نہایت نادانی سے دوست محمد خاں کو معزول کر کے اُس کی جگہ کسی دوسرے  
 سردار کو مقرر کرنے کے لیے ایک لشکر روانہ کر دیا۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوا کہ افغانیوں نے  
 جو غریبی جنگ جوئی اور بے وفائی میں اپنی فطرتیں رکھتے سرالکر انڈر  
 برٹش کو تباہی پہرہ نو مہر ۱۸۴۵ء قتل کیا اور اُس کے چھ جیسے بعد اُنھوں نے  
 سر ڈیوڈ میکنائٹن کا بھی جو اُن سے شرائط صلح طے کر رہا تھا یہی حال کیا اسکے بعد  
 گورنر انڈین کو کابل میں قدم جمانا مشکل ہو گیا لہذا اُس نے واپسی کا ارادہ  
 کیسے افغانیوں کے سردار اکبر خاں سے وعدہ کیا کہ وہ انگریزی فوج کو صحیح سالم  
 مراجعت کرنے دے گا۔ اس اقرار کے باوجود افغانی درہ خرد کابل کے دونوں جانب  
 پہاڑیوں میں چھپ رہے اور جو انگریزی سپاہ دوسے میں سے گر رہی تھی وہیں سے اُسکو

اپنی گولیوں کا نشانہ بنایا بہر حال یہ ایک اند و ہنگامہ ہے۔ سارا لشکر اس طرح ہلاک ہوا اور پھر ڈاکٹر برائیڈن کے جو اس حادثے کے بیان کرنے کے لیے بچ گیا تھا درے کے اس طرف اُس فوج کا ایک آدمی بھی زندہ نہ آسکا۔ ڈاکٹر مذکور جب قلعہ جلال آباد پہنچا ہے تو اودھ موٹھا۔ اس قلعے کو سربراہ ریل نے افغانیوں کی دست بردوے بجا رکھا تھا اور یہ درہ خیر و کابل اور درہ خیبر کے درمیان واقع ہے برطانیہ نے بھی اس ہنگامہ کا جواب دیباہ آریل اور جنرل پانگک کی سرکردگی میں ایک دوسری فوج بغرض انتقام روانہ کی تھی جس نے ان غورتوں اور بچوں کو جو سابق کے لشکر کے بچ کر افغانستان میں مقید ہو گئے تھے رہا کیا لیکن باقیانہ فوج کے ۴۵ سپاہی اور فوجی کمپ میں کام کرنے والے ۲۰۰۰ انوار خانیہ فاک درہ میں مقتول پڑے رہے اور مشرق میں برطانوی اقتدار کو سخت صدمہ پہنچا۔

بیرون ملک تو برطانیہ کو یہ نقصانات پہنچ رہے تھے لیکن اندرون ملک حکومت کو مالی مشکلات کا مقابلہ تھا۔ لارڈ میل بورن کی وزارت کے اخیرہ یہ اجراءے محصول آمدنی خزانہ ڈھالی لاکھ پونڈ کا مقروض تھا جسکی ادائی ضروری تھی

۱۸۸۴ء اس نیا پمپل نے ایک محصول آمد کے اجراء کی ٹھان لی تھی۔ اس محصول کے بموجب جس شخص کی سالانہ آمدنی ۵۰ پونڈ سے زیادہ ہو اُس کو فی پونڈ ایک مقررہ محصول ادا کرنا ہوتا تھا۔ اگرچہ ابتداً محصول کی مدت صرف تین سال درآمدنی کے ہر ایک پونڈ پر ۲ پینس وصول کیا جانا طے پایا تھا لیکن ۱۸۸۵ء میں مزید تین سال کے لیے یہ محصول دوبارہ جاری ہوا اور اس کے بعد پھر بھی منسوخ نہیں ہوا۔ اس کی سب سے زیادہ شرح ایک شلنگ بہ پینس ۶ دھڑ اور ۶ دھڑ کے درمیان وصول کی گئی اور سب سے کم نرخ ۲ پینس فی پونڈ ۱۸۸۵ء اور ۱۸۸۶ء کے درمیان لیا گیا۔

اگرچہ پمپل نے مصالحت وقت کے لحاظ سے محصول آمدنی نو مقرر کر دیا لیکن رعایا کی زیر باری کی کم کرنے کی غرض سے اس نے ممالک غیر کے دیکھ مال کے محصول غلہ اور لوکی فصل کا کسی شرح گھٹا دی خصوصاً پر دیسی غتے کا محصول تو برائے نام رہ گیا تلف ہونا ۱۸۸۵ء اس پر بھی اغلاس میں کمی نہ ہوئی بلکہ اُس کے بعد تو واقعی بدتر زمانہ

آیا چنانچہ ۱۸۴۷ء میں انگریزی غلے کی فصل تلف ہو گئی اور لینڈ میں جہاں کے باشندوں کی بڑی غذا اُلو ہے ایک مرض پھیل جانے سے آلو کی فصل بگڑ گئی۔ بلائے قحط کے نازل ہونے میں اس کا بانی رہا تھا۔ قوم نے بندرگاہوں کے کموں دینے جلنے اور غیر ملکوں کے راج کے آنے کے متعلق بل حل مجادی چونکہ ٹیل کے دل پر کا بڈن کے دلائل کا بند بچ اثر ہو رہا تھا اس لیے اب اُس کو کا بڈن کے بچے ہونے کا یقین کیا اور اُس نے ٹیل کا آزادی تجارت محصول غلہ کی منسج کی نسبت ایک مسودہ قانون پیش کر دیا لیکن کی حمایت کرنا ۱۸۴۷ء جب وہ دوسرے وزیر کو اپنا بخیال نہ بنا سکا تو وزارت سے استعفی ہو گیا اور ملکہ کو مشورہ دیا کہ لارڈ جان رسل اس

خدمت پر مقرر کیا جائے اس لیے کہ اُس نے قوانین غلہ کے خلاف نہایت شد و مد سے ایک مضمون شائع کیا تھا اس کے بعد جو واقعات پیش آئے اُن سے اس امر کا پتا چلتا ہے کہ وزیر اعظم کو کن کن دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے لارڈ جان رسل اس خدمت سے مستاز تو ہوا لیکن اس کے ساتھی لارڈ گرے اور لارڈ پالمسٹن جو دل سے آزادی تجارت کے حامی تھے انورجہ میں اُس سے متفق نہ ہو سکے اس لیے وہ وزارت قائم نہ رکھ سکا۔ اس بناء پر ملکہ نے دوبارہ مجبوری ٹیل کو ہی وزیر اعظم بنایا اور یہی سبب ہے کہ ایک کٹرز جو قدامت پسند وزارت ہی کے عہد حکومت میں قوانین غلہ کی منسوخی ہوئی۔

ٹیل کا وزارت پر واپس ہونا تھا کہ ملک میں خبر مشہور ہو گئی کہ وہ اپنے مسودے کو بھرپور پیش کرے گا جس کے سبب سے کل قوم میں جوش و خروش پیدا ہو گیا بالآخر کا بڈن کو اپنی محنت کو بار آور ہوتے ہوئے دیکھنے کا موقع ملا لوگوں نے ایک جلسہ مینسٹر میں منعقد کر کے اس میں ساٹھ لاکھ پونڈ سے زیادہ منسج قوانین غلہ۔ اس تحریک کی تائید میں جمع کیا ٹیل نے تاریخ ۲۲ جنوری ۱۸۴۸ء ایک فصیح و بلیغ تقریر کے ذریعے سے "اپنی حمایت" ترک کرنے کے اسباب و علل پارلیمنٹ میں بیان کر کے آزادی تجارت کی تحریک پیش کر دی جس کا مسودہ (قانون) ۲۵ جون کو

دارالامرا میں بھی منظور ہو کر قوانین غلہ منسوخ ہو گئے۔ ۱۸۶۹ء کے فردری کے پہلے تک تاج کے محصول میں تبدیلی کمی ہوتی گئی یہاں تک کہ ایک کوارٹر (۱۷۰۰ ازار) (تاج پر ایک شلنگ محصول باقی رہا اور یہ آخری شلنگ والا محصول بھی ۱۸۶۹ء میں اٹھا دیا گیا جن اصلاحات کو میٹل نے انجام دیا ہے ان میں سب سے آخری اور عظیم الشان یہی اصلاح تھی جو تکڑے سب سے اس کے قدیم ساتھی بھی اس سے برہم ہو گئے تھے اور خصوصاً ڈریلی جس کو بعد میں لارڈ بیکنزفیلڈ خطاب ملا اس پر سخت لٹن طعن کرنے لگا اس لیے اس کو مزید اصلاحات کا موقع نہیں ملا۔ اس کے علاوہ خود پارلیمنٹ میں ایک فرقہ "حمایت" بن گیا اور آئرلینڈ کے جرائم کے اشد ادکی عرض سے جب میٹل نے "مسودہ قانون جبریہ" کی تحریک کرنا چاہی تو لبرل فرقہ اس کا ساتھ چھوڑ کر اس نئے فرقہ سے جا ملا جس روز امرائے تیشخ قوانین غلہ کی منظوری دی ہے اسی شب میٹل کو مجبوری مستعفی ہونا پڑا اور اس کی جگہ لارڈ جان رسل وزیر عظیم بنا۔ اس کے بعد ۱۸۶۷ء سے ۱۸۷۴ء تک جو آٹھ سال کی مدت گزری ہے وہ چار باتوں کیلئے مشہور ہے۔ چارٹسٹ لوگوں کا زوال، الحاق پنجاب، برطانوی نوآبادیوں میں سونے کی کانوں کا دریافت ہونا اور ۱۸۷۵ء کی عظیم الشان بین الاقوامی نمائش۔ ۱۸۷۸ء میں ایک دوسرا انقلاب طغنت میں شروع ہونے سے بادشاہ لوئی نفلپ نے انگلستان کی طرف متزلزل فرانس میں جمہوری حکومت قائم ہو گئی اس کے سبب سے کل یورپ متزلزل ہو گیا۔ یورپ کا متزلزل ہونا ہوا۔ چنانچہ اٹلی، آسٹریا اور پریشیا میں ہنگامے برپا ہوئے اور وہاں کے سلاطین کو مجبور کر کے ان ملکوں کی رعایا نے پارلیمنٹیں حاصل کیں۔ ۱۸۷۵ء کے قحط کے زمانے میں ایک انتہا پسند فرقہ آئرلینڈ میں بن گیا تھا اور اپنا نام "نوجوانان آئرستان" رکھا تھا اس ٹیپل سے اس فرقے نے بھی فائدہ اٹھانا چاہا اور فوراً آئرستان کی سرکردگی میں علم بغاوت بلند کر دیا لیکن حکومت کی جانب سے یہ شورش بہت جلد فرو کر دی گئی۔ انگلستان میں بھی چارٹسٹ لوگوں کو امید بندھی کہ وہ اپنے چارٹ کی نسبت بے چینی پیدا کرنے میں کامیاب ہوں گے اس بنا پر فرقہ مذکور نے

عرفی تیار کی اور شہر کیا کہ اس پر یکایک لاکھ سے زیادہ آدمیوں نے دستخط کیے  
 میں اور برطانوی پارلیمنٹ کے ممبران میں فیرکس اور کانر نے جو  
 پارلیمنٹ کا رکن تھا ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا اور  
 تحریک کی کہ کل حاضرین کا انہوہ اکثر چل کر خود اس عرضی کو دارالعوام میں پیش  
 کیے اس سے تمام لندن والوں پر خوف طاری ہوا اور حکومت نے  
 چارٹڈ لوگوں کے جلسوں منعقد کرنے کی ممانعت کر دی۔ ڈیوک آف ولنگٹن نے  
 لندن کے چھپے چھپے سپاہیوں کو چھپا رکھا تھا اور مختلف دیسٹری ہالوں میں  
 دو لاکھ شریف آدمیوں سے حلف لیا گیا تھا کہ شورش کے فرد کرنے میں  
 فرقہ چارٹڈ کا زوال  
 ہنگامے کا جو اس قدر جوش سے شروع ہوا تھا کچھ بھی  
 نتیجہ نہ نکلا۔ عرضی پیش کرنے کے لئے صرف پچیس ہزار آدمی

جمع ہوئے اور جلوس تک نہ نکال سکے۔ آخر کار یہ عرضی ایک کیمپ (ایک  
 گھوڑے کی گاڑی) میں ویسٹ منسٹر (مکان پارلیمنٹ کو) پہنچائی گئی  
 اور جب دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ اس پر بیس لاکھ سے بھی کم اشخاص نے دستخط  
 کیے ہیں اور ان میں سے اکثر دستخط فرضی ہیں حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۴۲ء  
 سے ملک کی خوشحالی بتدریج بڑھ رہی تھی چونکہ اس زمانے سے لاشائے خورد و نوش  
 کی گرانی رخ ہو گئی تھی اس لئے عوام کو چارٹر کی پروا نہیں رہی تھی اسکے بعد  
 چارٹڈ فرقے کے متعلق پھر کچھ سننے میں نہیں آیا۔

اس کے دو سو سال ۱۸۴۹ء میں قوانین ملاحی کی تفسیح ہوئی اور  
 ۱۸۵۰ء میں برطانوی مدبرین میں سب سے بہتر اور عقلمند شخص کے لئے جانے سے  
 سر رابرٹ پیل کی ملک کا سخت نقصان ہوا یعنی گھوڑے پر سے گر کر  
 وفات پائی وفات ۱۸۵۰ء  
 سر رابرٹ پیل نے وفات پائی جس کے سبب سے  
 قیوم خیریت رنج والہ میں مبتلا ہوئی۔

اسی اثناء میں دنیا کے دوسری جانب برطانوی علاقوں میں اضافہ ہوا  
 تھا۔ ۱۸۴۳ء میں سر چارلس نیپئر نے سندھ کے دیسی رڈسا پر فتح پاکر یہ صوبہ

انگریزی ملازمین ملحق کر لیا۔ ۱۸۴۵ء اور ۱۸۴۹ء کے درمیان قوم سکھ آپس میں جنگ کرتی رہی یہ ایک جنگجو قوم ہے جس کا وطن پنجاب ہے۔ یہ کوئی چھوٹا ملک نہیں ہے بلکہ رقبے میں انگلستان کے برابر ہے اور ہندوستان کے شمال و مغرب میں واقع ہے۔ سکھوں نے آپس میں لڑتے لڑتے برطانوی سرحد پر بھی جنگ شروع کر دی اس سبب سے انگریزی حکومت کو سخت دشواریوں کا سامنا ہوا۔ آخر کار گجرات کی لڑائی میں جب لارڈ کلاک ۲۱ فروری ۱۸۴۹ء کو خلیاب ہوا تو لارڈ کلہوزی نے جو مہند کا گورنر جنرل تھا کل صوبہ پنجاب کا الحاق کر کے اس کی حکومت ایک بورڈ الحاق پنجاب ۱۸۴۹ء (مجلس) کے تفویض کی جس کے ارکان کرنل ہنری لارمیں، اسکا بھائی جان لارمیں اور چارلس گرین ول میںل تھے۔ ان دونوں بھائیوں نے خوب عزم و استقلال اور انصاف سے حکومت کی جس کے سبب سے بہادر سکھوں کے دلوں پر ان کی عزت و حرمت کا سنگہ ٹھیک گیا۔ اس کے آٹھ سال بعد جب ہندوستان کے دہشتناک غدر کے سبب سے برطانیوں پر پورا وقت پڑا تو سکھوں کی قوم نے حق رفاقت ادا کیا۔ کیلیفورنیا پر ریاستہائے متحدہ امریکہ کا قبضہ ہو کر زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ۱۸۴۹ء میں دہاں سونے کی کان برآمد ہوئی اور ۱۸۵۰ء میں وکٹوریہ اور آسٹریلیا میں بھی طلا کا موجود ہونا ثابت ہوا۔ ان مقامات میں سونے کے برآمد ہونے کو ایک دوسری قسم مبادلہ طلا کا دریا کی ترقی سمجھنی چاہیے۔ سونے کی قیمت کے اتار چڑھاؤ کا مسئلہ نہایت دشوار اور حل طلب ہے جو لوگ اس کے امر ہیں ان کی آرا اور قیاسات میں بھی اتفاق نہیں ہوتا لیکن ان مبادلہ طلا نے دو حقیقی نتیجے پیدا کیے۔ برطانوی نوآبادیوں میں ۱۸۵۰ء میں سونے کی کان دریافت ہونے سے برطانیہ میں اجناس کی قیمت ارزاں ہو گئی اور اپنا نئے وطن میں حصول معاش کا ذوق و جوش بڑھ گیا جس کے سبب اکثر اہل برطانیہ نے ہجرت کر کے نہ صرف مبادلہ طلا کے مقامات بلکہ دوسری نوآبادیوں کو جا بسایا۔ اسی زمانے سے نوآبادیوں کی تاریخ کی بھی اہمیت شروع ہوتی ہے۔ اگرچہ اس امید کی نوآبادی ہند کی راہ میں واقع ہوئی تھی

ایک ایس میں ٹیج بوٹ لوگوں کی کثرت ہونے سے حوصلے برطانیوں سے پہلے آباد ہونے لگے تھے۔  
 جہت ہی کم ترقی ہوئی تھی بوٹ لوگ ہمیشہ اس ملک کے یسوں سے لڑتے رہتے اور برطانوی حکومت  
 کو بھی ان چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں بے سبب الجھا دیتے تھے۔ اور کافر اور زولو قوموں کے ساتھ  
 کیپ آبادی کا دستور معمولی لڑائی ہوتے رہنے کے باوجود اس ملک میں انگریزی علاقے  
 کی ترقی دہری تھی ۱۸۴۲ء میں نیٹال برطانوی نوآبادی قرار

پا گیا اور اگرچہ ۱۸۵۷ء میں اس کی نوآبادی کو دستوری حکومت عطا ہوئی  
 لیکن ۱۸۷۷ء سے پہلے ملک اپنی حکومت آپ چلانے کے قابل نہیں ہوا۔  
 لیکن آسٹریلیا میں سرعت سے ترقی ہوئی۔ آسٹریلیا کے ڈیوی

باشندے اس قدر بہت ہمت، عاجز اور حقیر تھے کہ چاند ہی روز میں  
 گورے رنگ والوں کی تاب مقاومت نہ لاسکے نیوزی لینڈ کے قدیم  
 باشندے میوری جو صاحب فہم و فراست تھے انگریزی حکومت کے اثر سے  
 بہت جلد نیک اندیش اور امن پسند رعیت بن گئے۔ ۱۸۴۰ء میں نیوزی لینڈ  
 کو آباد کرنے کے لیے ایڈورڈ گبن و کیفیلڈ نے جو بعد ازاں کیپٹنڈا میں  
 لارڈ ڈرسم کا معتمد بنایا گیا تھا لندن میں ایک کمپنی قائم کی  
 اور اس کے بھائی کرنل و کیفیلڈ نے نیوزی لینڈ کے  
 شمالی جزیرہ میں بندرگاہ نکل سن کے قریب جوگک کے

آبنائے برداق ہے انگریزوں کو آباد کیا اور ان مقامات کے اطراف میں  
 متدیرج صوبہ ونگٹن آباد ہوا۔ ۱۸۴۹ء میں برطانوی حکومت نے نیوز لینڈ  
 کو بذریعہ اعلان شہنشاہی نوآبادی قرار دیا۔ اور ۱۸۴۰ء میں میوری قوم  
 کے سرداروں نے بقیہ وینگی انگریزوں سے صلح کر کے ان جزائر کی  
 فرماں رواں برطانیہ عظمیٰ کے حوالے کی لیکن جہاں جہاں ان کی اراضی  
 اور جنگلات واقع تھے ان پر اپنا قبضہ رکھا اور جن زمینوں اور صحراؤں کی  
 صلح وینگی ۱۸۴۰ء قیامت انگریزی حکومت نے دی ان سے بھی دو دستہ دار  
 ہو گئے۔ اس کے بعد یورپوں کے ملک سے متصل  
 جزیرہ کے شمال میں آکلینڈ کی نوآبادی قائم کی گئی پھر تو جزیرہ کے

جنوبی حصوں کی آبادی کا سلسلہ بڑھ گیا چنانچہ ۱۸۴۱ء میں بل میں ۱۸۳۸ء میں ۱۸۴۰ء میں ۱۸۵۰ء میں کٹر بری مع اس کے پائے تخت کرائسٹ چرچ کے آباد ہوئے۔ چونکہ وکیفیلڈ کے طریقے کے بموجب مہاجرین کو زمین دی نہیں جاتی بلکہ ان کے ماتہ فروخت ہوتی تھی اور بیع اراضی سے جو روپیہ ملتا وہ ٹرکوں اور بیلوں کی تعمیر میں صرف ہوتا تھا اس لئے جو لوگ نیوزیلینڈ میں ابتداء آباد ہوئے وہ ایسے انفرادی جسم خفوں نے اپنی آمدنی سے تھوڑا سا روپیہ بچا کر حصول معاش کی فکر کی تھی۔ لہٰذا دریں سے جنگ۔ جبکہ ان کے لوگوں میں جنگ ہوتی رہی یعنی ۱۸۶۱ء سے ۱۸۶۷ء تک ملک کی طرفہ الحمائی رکھی رہی اس کے بعد سے وہاں کے دیسی باشندوں اور برطانوی نوآبادوں میں گہرے دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے چنانچہ نیوزیلینڈ کی پارلیمنٹ میں قوم میوری کے نائب چنے گئے ہیں۔

اس طرح اب آسٹریلیا میں سات برطانوی نوآبادیاں بن گئی تھیں۔ آسٹریلیا کی نوآبادیوں نیوزیلینڈ، تسمانیا اور پانچ آسٹریلیا کی نوآبادیاں ۱۸۵۰ء میں لارڈ جان رسل نے ایک مسودہ قانون منظور کر کے اجازت دی کہ نیو سوٹھ ویلز (دو جزیر جنوبی جدید)، وکٹوریہ جنوبی آسٹریلیا اور تسمانیا اپنے لئے ایک برطانوی گورنر

کے ماتحت دستوری حکومت قائم کریں۔ ان کو دستور ملنا ہی تھا کہ دوسری نوآبادیوں نے بھی ان کی تقلید میں دستور طلب کرنا شروع کر دیا چنانچہ نیوزی لینڈ نے ۱۸۵۰ء میں دستور حاصل کیا۔ اس اثنائے ۱۸۵۰ء میں سونا حاصل کرنے کا جو مرض اہل برطانیہ میں پیدا ہوا تو ان انگریزی مہاجرین کا ان نوآبادیوں میں ملنا بندھ گیا اور پھر تو وطن قیام اور ان ممالک میں ان نوآبادیوں کی آمد رفت شروع ہو گئی اور چونکہ ان کو آزاد حکومت ملی ہے تو وہ دل سے برطانیہ عظمیٰ کے خیر طلب اور ہی خواہ ہو گئے ہیں۔

اسی سال یعنی ۱۸۵۰ء میں صنائع بین الاقوامی کی غلیم نشان غلیم نشان نمائش لندن میں ہوئی۔ اس کا اصل بانی شہزادہ البرٹ ۱۸۵۰ء ہے جو اس زمانے میں پرنس کاسٹرٹ کے خطاب سے



ملقب ہو گیا تھا۔ اُس کو خیال ہوا کہ مختلف ممالک کے صنائع اور ایجادوں کی ترقی کا اندازہ کرنا چاہیے کیونکہ اُن کے اصلی نمونے برطانوی کاریگروں اور صنعتوں کے سامنے پیش کرنے سے برطانوی صنعتوں کو تقویت ہوگی اور بنائے ملک کو صنعت و حرفت کا پہلے سے زیادہ شوق ہوگا اور برطانوی دیگر اور مزدور اس امر سے واقف ہوں گے کہ دنیا کے دوسرے حصوں میں کیا کیا چیزیں کس کس طرح بنتی ہیں اس بنا پر شہزادہ مذکور نے اس نمائش کی نسبت غور و فکر کر کے اس کو عملی جامہ پہنایا۔ قصر بلور جو سنہ ۱۸۵۱ء کے مضامین میں واقع ہے سر جو زف ہیکسٹن کی نگرانی میں مصنوعات کے رکھنے کیلئے تعمیر ہوا جس کی ہمک دمک دیکھنے کے لائق تھی۔ بہر حال یہ نمائش نہایت کامیاب رہی اور چونکہ یہ دوسری نمائشوں کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اسلئے یہ اس وقت اور اُس کے بعد قوم کے حق میں بہت مفید پائی گئی۔ اس کے سبب سے اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ ایک دور جدید شروع ہوگا جس میں نیا کی قومیں اصلی جنگ و جدل ترک کر کے امن پسند ہو جائیں گی اور جو کچھ نزاعات ہوں گے وہ تجارت، صنعت و حرفت کی سہولت کے لیے ہوں گے۔ لیکن انوس ہے کہ اُن توقعات کی سراب سے زیادہ ہستی نہ تھی اور پینتیس برس کا دور امن اُس کے ساتھ ختم ہو کر دنیا میں پھر مصائب و آلام کا سلسلہ قائم ہو گیا۔

نمائش مذکور کو ختم ہوئے مشکل سے کچھ دن گزرے ہوں گے کہ ایک بحین کرنے والی خبر سے سارا انگلستان چونک پڑا۔ شہزادہ لوئی ناپولین نے جو اُس کے تین سال پہلے سے فرانس میں حکومت جمہوری کا میر مجلس رہ چکا تھا پیرس کی سڑکوں کو فوج سے بھر دیا اور جن لوگوں نے اُس کا پیرس کا ہنگامہ مقابلہ کیا ان پر بندہ وقوں سے آگ برساتی گئی اور جو شہزادے کے سیاسی دشمن تھے وہ تھک کر لیٹ گئے۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۷۰ء

اُس کے بعد اُس نے رعایا کو ترغیب دی کہ اس کو بطور شہزادہ دس سال کے واسطے میر مجلس بنایا جائے اور اُس کے ایک سال بعد وہ

شہنشاہ نیپولین موسوم ہو گیا۔ جن لوگوں کو نیپولین اول کے زمانے کی  
آفات و تکالیف یاد تھیں وہ ہر سال ہوسے کہ ان ہی مصائب کا پھر سامنا  
ہوگا اور نوجوان انگریزوں نے اپنے ملک کو فرانسیسی حملوں سے بچانے  
کے لیے رخصت کاروں کی فوجیں بنانا شروع کر دیں لیکن لارڈ پائرسٹن  
جو انگلستان کا وزیر خارجہ اور لوئی نیپولین سے بخوبی واقف تھا بالکل  
مطمئن تھا اور وہ جانتا تھا کہ لوئی مدتوں انگلستان میں رہا سہا اور انگریزوں  
پر پہل انگریزوں سے اس کو الفت ہے وہ کبھی برطانیہ پر حملہ نہیں کریگا۔  
کار خفا کار بننا۔ بہر حال پائرسٹن کا خیال صحیح نکلا نیپولین سوم نے  
زندگی بھر برطانیہ کے ساتھ دوستی بنا دی لیکن پائرسٹن  
نے ہنگامہ پیرس کی حمایت کرنے میں غلطی کی جس کے  
سبب سے ملکہ بھی اس سے محنت ناراض ہو گئی۔

اگرچہ برطانیہ کو فرانس سے جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہوئی لیکن  
فرانس اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں لڑائی چھڑ جانے کے آثار  
پائے جاتے تھے دریا ئے ڈینیوب کے بعض علاقے ترکی حکومت میں  
شامل تھے ان علاقوں کے عیسائی باشندوں کی حفاظت  
اور یوراشلم کے قبر تک مقامات کی بابت ۱۸۵۲ء  
میں روس اور ترکی کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔ نیکولس شہنشاہ روس کا  
خیال تھا کہ اگر برطانیہ ترکی کے ان علاقوں پر روس کے قابض ہونے  
میں ساتھ دے تو روس اس کے بدلے میں مصر اور کنیڈا کے انتظام  
میں برطانیہ کی مدد کرے گا۔ بہر حال برطانیہ نے اپنے ہمسایہ ملک کے  
حصینے سے انکار کر دیا اور دول یورپ نے شہنشاہ روس کو بہت کچھ سمجھایا  
کہ امن قائم رہے لیکن نیکولس ایک ہی تند مزاج اور خود سر تھا اس نے  
کسی کی نہ سنی بلکہ سمجھا کہ انگلستان لڑائی سے جی چراتا ہے۔ اس لیے  
جب ترکوں نے اپنے علاقے کی عیسائی رعایا کو روس کی حمایت میں  
دینے سے انکار کیا تو اس نے ڈینیوب ندی کے علاقوں میں روسی فوج

روانہ گئیں۔ اس بنا پر ترکوں نے دریائے ڈینیوب کو عبور کر کے روسیوں کو خشکی پر شکست دی اور روسیوں نے بھی ترکی جہازوں کے بیڑے کو تباہ کر دیا۔ ۳۰ نومبر ۱۸۵۳ء بمقام اسٹوف جلا کر انتقام لیا۔ اگرچہ اس زمانے میں اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ اگر برطانیہ اس جنگ میں شریک نہ ہوتا تو مناسب تھا لیکن ان دنوں بعض وجوہ کی بنا پر اس کو روسیوں کے خلاف لڑنا ہی پڑا۔ لارڈ ابراہم ڈین نے جو وزیر اعظم تھا اس وقت صلیح کے برقرار رکھنے کی بے انتہا کوشش کی لیکن وہ دوسرے وزیر اعلیٰ آراسے مغلوب ہو گیا اگرچہ لارڈ ڈیلماسٹن اس جنگ کے زمانے میں وزیر خارجہ نہیں بلکہ وزیر داخلہ تھا لیکن اس کے افریقہ دوسرے وزیر اعلیٰ اور وہ دل سے چاہتا تھا کہ روسی قوت بحرا سود پر نہ رہے پائے اسکے سوائے افغانستان میں روسی مارش کے سبب سے جو تباہی انگریزی فوج پر پڑی تھی اس سے خود انگریزوں کی قوم روسیوں سے ناراض تھی اس بنا پر برطانیہ بھی ترکی کی امداد پر آمادہ ہو گیا۔ برطانوی اور فرانسیسی جہازوں کے بیڑے جو ۱۴ اکتوبر ۱۸۵۳ء کو دروڈہ انیال سے گزرے تھے اب بحرا سود میں داخل ہو گئے اور ۲ مارچ ۱۸۵۴ء کو برطانیہ اور فرانس نے روس کے خلاف جنگ کا اعلان دے دیا۔

اگرچہ یہ جنگ خطا پر مبنی نہ تھی پھر بھی جس طریقے سے اس کی تکمیل ہوئی وہ ضرور غلط تھا۔ پہلی غلطی یہ ہوئی کہ اصل میدان کارزار کریمیا قرار دیا گیا جو روس کے جنوب میں ایک چھوٹا سا جزیرہ نما ہے یعنی ملک کا کچھ حصہ بڑھ کر بحرا سود میں آگے نکل آیا ہے اور چونکہ اکثر لڑائیاں جنگ کریمیا ۱۸۵۴ء میں واقع ہوئیں اس لیے دوسرے مقامات پر جو محاربات ہوئے ان سے حسب درخواست نتیجہ برآمد نہ ہو سکا۔ بحرا بیض میں بھی خفیف معرکے ہوئے اور

یہاں آرچیٹیکل کا محاصرہ کیا گیا بحرا بالٹک میں بھی نوک جھوک ہی روسی آرمینیا میں بھی جہاں ترکوں نے قارص کو جنرل ولیمز کی ماتحتی میں نہایت پارسی سے روسی حملے پا کر کے بچا یا اور جنگ کے ختم ہونے کے چند ہی روز پہلے

مجبوری اُس کو ردیوں کے حوالہ کیا۔ ۱۲ ستمبر ۱۸۵۷ء کو اتحادی کریمیا پہنچے اور ۲۰ ستمبر کو دریائے الدار انھیں پہلی فتح نصیب ہوئی اگرچہ لوگ اسی روز اور آگے بڑھتے تو سیبا سٹول میں جو کریمیا کا بڑا اور مضبوط قلعہ تھا داخل ہو جاتے لیکن فرانسیسیوں کے جنرل سین آرنڈ نے فتح کے سلسلے میں آگے یورش کرنے سے انکار کر دیا اور اُس کو برطانوی جنرل لارڈ رگلیں نے بھی مان لیا۔ اسی طرح موقع ملتے ہی روسی انجنیر ٹاڈل بین نے قلعہ کو روکو اور بھی مستحکم کر دیا جس کے سبب سے جنگ نے اور ایک سال طول کھینچا۔ اس جنگ میں برطانوی اور فرانسیسی سپاہیوں کا رویہ قابلِ تعریف لائٹ بریگیڈ کا علم رہا اسی مقام پر بلیک لاد کی جنگ میں ۲۵ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو لائٹ بریگیڈ نے حملہ کیا تھا۔ یہ چھ سو انگریزی سپاہیوں کا ایک دستہ تھا جس کے افسر نے اشارے کے سچھے

میں غلطی کی اور سمجھا کہ جرنیل نے حملے کا حکم دیا ہے اس کے غلط حکم کی بنا پر اس مختصر دستے نے پورے روسی لشکر پر اومارو کر دیا اگرچہ سپاہی بخوبی جانتے تھے کہ اُن میں سے ایک بھی نہیں بچے گا لیکن جرات کے جوش اور تعمیل حکم کے خیال نے اُن کے بڑھے ہوئے قدم کو رکنے نہیں دیا۔ اس کے سوائے انکراں کی لڑائی میں بھی جو ۲۰ نومبر کو واقع ہوئی برطانیوں نے بہت دھوم دھماکا سے کام لیا، گارڈ یعنی نگہبان سپاہیوں کا ایک دستہ اور چند برطانوی جہنٹوں نے مل کر ردیوں کے پورے لشکر کا جب تک کہ فرانسیسی فوج اُن کی امداد کے لیے پہنچے اور دشمن کو ہزیمت ہو مقابلہ کر کے اُس کو روک رکھا۔ لیکن اُن کی سرکردگی صحیح اصول پر نہ ہونے سے کثرت سے جانوں کا نقصان ہوا۔ اس کے بعد سیبا سٹول کا وہ طول و طویل محاصرہ شروع ہوا جس سے محاصرین اور محصورین دونوں اکتا گئے، مبارزین کو نہایت شدید موسم سرما میدان میں بسر کرنا پڑا۔ انگریزی سپاہ کا لباس بھی درست اور موسم گرما اور سردی کا انتظام اس کے موزوں نہ تھا اور اُن کی دوسری ضروریات کی فراہمی کی بھی نہایت بُری حالت تھی یہ سب خرابیاں انگریزی مرکزی حکومت کے

سوء انتظام کے سبب سے پیدا ہوئی تھیں غذا کے ذخائر سے مقامات کو روانہ کیے جاتے تھے جہاں ان کا اتارنا ممکن نہ تھا ایک سامان کا جہاز صرف جوتوں سے لدا ہوا ہینچا اور لطف یہ کہ اس میں صرف بائیں پاؤں کے جوتے تھے۔ سپاہی بیمار ہو گئے اور سردی سے محفوظ رہنے کے لیے ان کے پاس لحاف تک نہ تھے، جن ٹینک داروں کے ذمہ گھوڑوں کا چارہ تھا وہ گھانس کے پولوں میں متال اور لید بھر کر روانہ کرتے تھے لیکن ان سب خرابیوں اور بد نظمی کے باوجود اس جنگ میں ایک ایسا نیک کام ہوا ہے کہ اس کے محرک و مجوز کا نام کبھی انگریز نائٹ اینگل صاحبہ لوگوں کے دماغوں سے محو نہ ہو گا۔ سڈنی ہربرٹ وزیر جنگ کی خواہش پر فلازنس نائٹ اینگل جن نے دایہ گری کی تعلیم پائی تھی سرطانی کی شریف عورتوں کی ایک جماعت کو اپنے ہمراہ لے کر میدان جنگ کے زخمی اور بیمار سپاہیوں کی تیار داری کے لیے روانہ ہوئی۔ ان کا بیماروں کے ہسپتال (ہستہ خانہ) واقع اسکوٹاری میں ہینچا تھا کہ سب امور درست ہو گئے۔ زخموں کی مرہم پی اصول سے ہونے لگی، مرنیوں کی تیار داری اور مرنے والوں کے آرام و تسلی کا انتظام ہو گیا۔ زخم دل اور شایستہ شریف مستورات نے نائٹ اینگل کو اپنے لیے نمونہ قرار دے کر اس زمانے سے یورپ کی کل رزمگاہوں میں اپنی ذات سے زخمی اور علیل سپاہیوں کی امداد کی ہے۔

بیرون ملک انگریزی سپاہ پر جو آفتیں ٹوٹ پڑی تھیں اور مرکزی حکومت کی بے اعتنائی کے حالات سن سن کر آخر کار قوم میں صبر کا یار نہ رہا اور اس نے چیخ و پکار شروع کر دی کہ لارڈ ہامسٹن کو حکومت کا سرگروہ بنایا جا پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہوتے ہی لارڈ ہامسٹن نے استعفا پیش کیا اور لارڈ ہامسٹن اس کے بجائے جنوری ۱۹۱۵ء میں وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اس کے پہلے ہی سے افشار فوج اور حکام متعلقہ جنگ کے تجربے میں اضافہ ہونے سے حالات جنگ میں بھی بہتری شروع ہو گئی تھی۔ جاڑوں کے بعد جب گرمی کا موسم آیا تو اتحادی فوجوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ

محاصرے کو قائم رکھا یہاں تک کہ ۸ ستمبر ۱۸۵۵ء کو روسیوں نے قلعوں کو توڑ کر شہر خالی کر دیا اور سیبا سٹول متحدین کو مل گیا اس کے بعد کے موسم بہا صلح پیرس ۳۰ مارچ ۱۸۵۶ء میں امن قائم ہو کر ایک عہد نامہ صلح بمقام پیرس مرتب ہوا۔ ۳۰ مارچ ۱۸۵۶ء کو اس پر فریقین کے دستخط ہوئے اور اس کی رو سے روس کو اقرار کرنا پڑا کہ بحیرہ اسود میں اس کے جنگی جہازوں کا بیڑا نہیں رہے گا۔

اس کے بعد سوائے ایک چھوٹی سی جنگ کے جو چین سے کرنی پڑی برطانیہ کی چند مہینوں کے لئے امن و عافیت میں بسر ہوئی مگر اسکے اختتام پر ایک خوفناک صدمے نے ملک کو ہلا دیا۔ ایک عرصے سے ہندی دانیسی باشندوں کے قلب و جگر میں انگریزوں کی جانب سے آگ لگی ہوئی تھی لیکن وہ اندر ہی اندر اپنا کام کر رہی تھی اس کے چند وجوہ تھے انگریزوں نے ہند کی اکثر ریاستوں کا اپنی حکومت میں الحاق کر لیا تھا خصوصاً ۱۸۵۷ء میں ملک اودھ کے الحاق نے تو تقریباً کل ہند کو ان سے برا لگینے کر دیا۔

اس کے علاوہ ایک عجیب و غریب سانحے کے پیش آنے سے دسیوں کی نفرت کی آگ ۱۸۵۷ء میں مشتعل ہو گئی وہ یہ کہ کچھ دنوں پہلے ایک جدید ہندو ایجاد ہوئی تھی جس میں چربی لگے ہوئے کارتوس استعمال ہوتے تھے۔ ہندی سپاہیوں کو خیال ہوا کہ گائے یا سور کی چربی کارتوسوں کو لگائی جاتی ہے۔ ہندوؤں کے عقیدے میں گائے کی چربی کے استعمال سے آنکھ مذہب کی بے حرمتی تھی اور اہل اسلام کے ٹاس سور کی چربی نجس ہے جب انگریزی حکومت ہند کو ان اعتراضات کا علم ہوا تو چربی کے عوض نرم کاغذ کا کارتوسوں میں لگایا گیا اور فوجی افسروں نے اپنے اپنے علاقے کے دسی سپاہیوں سے اس کی بخوبی صراحت کر دی لیکن حکومت اور عہدہ داران فوج کے سمجھانے کا کچھ اثر نہ ہوا۔ سپاہی اپنے خیال پر اڑے رہے کہ انگریز ان کو لاندھب کرنا چاہتے ہیں غرضی واقعہ ۱۸۵۷ء میں

دو ہفتہ شوریں بارک پور میں ہوئیں۔ اس کے بعد چند روز بظاہر کل ملک میں سکون رہا لیکن مقامی حکام کو علم ہو گیا تھا کہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو چپا تیاں مخفی بھیجی جاتی تھیں۔ آخر کاریہ راز ۳۲ مئی ۱۷۵۷ء کو فاش ہوا جبکہ چند سپاہیوں نے غدر کیا اور جس کی سربراہی لارینس نے انھیں قید کیا۔ ۱۲ مئی کو میرٹھ میں جو دہلی سے قریب ہے تین رجمنٹوں نے بغاوت کر کے اپنے افسروں پر گولیاں چلائیں اور اس کے بعد رپ رپ کرتے ہوئے دہلی روانہ ہو گئے اور وہاں پہنچ کر ملک کے بوڑھے بادشاہ کو جو قدیم سلاطین مغلیہ کی یادگار تھا اور جسے انگریزی حکومت سے وظیفہ ملتا تھا) اُس کے محل سے باہر لائے اور اُس کی شہنشاہی کا اعلان کر دیا۔ اُس کے بعد ان سپاہیوں نے دوسری دیسی ریجنٹوں کو ترغیب دی کہ وہ بھی اپنے افسروں کو قتل کر کے بغاوت میں اُن کا ساتھ دیں۔ اس واقعے کو زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ تمام شمالی ہند میں فساد کے شعلے بھڑک اُٹھے اور چند ہزار گوروں کو لاکھوں آتشہ سزندہوں سے مقابلہ کرنا پڑا انگریزوں کی خوش قسمتی تھی کہ اُس زمانے میں ہند کا گورنر جنرل لارڈ کیننگ تھا جو مثل اپنے باپ کے نہ صرف اعلیٰ درجے کا مدبر سلطنت تھا بلکہ اُس کی جرأت، سمیت، استقلال اور قابلیت بھی ہندوستان کا غرور تھا۔ کمال درجے کی تھی جن لوگوں کو ابھی تک وہ مہیب نامہ یاد ہو گا اُن کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت دو تصویریں بھرتی ہوں گی ایک تو برطانوی رعایا کا جسہیں تریں اور بچے شریک تھے ظلم و جور سے قتل ہونا اور دوسرے انگریزی اعلیٰ و ادنیٰ حکام کا شریفانہ اور حوصلہ افزا سلوک جن کو اس شورش کے فرو کرنے سے تعلق تھا۔ اس خبر کے پاتے ہی سر جان لارینس نے جو پنجاب کا گورنر تھا فوراً اپنے سپاہیوں سے اُن کے ہتھیار رکھوا لئے اور اپنی جان کی پروا نہ کر کے اپنے علاقے کے انگریزی سپاہیوں کو دہلی کے محاصرے کے واسطے روانہ کر دیا اور اُن کی مدد کو اُن کے ساتھ

۱۷۵۷ء

یاد فاسکھوں کی ملیں بھی۔ لیکن اودھ میں جہاں گاورنر سر مہری لارنس تھے یہ دریافت کر کے کہ باغیوں کی تعداد کثیر ہے لکھنؤ میں گورنر کی کوٹھی کو اُس نے زیادہ مستحکم و محفوظ کر دیا اور اس علاقے میں جہاں جہاں انگریز تھے اُن سب کو اُس میں لے آیا تاکہ بصورت محاصرہ اچھی طرح سے مقابلہ ہو سکے۔ محاصرہ کے ایک مہینے کے بعد ایک توپ کے گولے سے وہ ہلاک ہوا اور مرتے وقت اپنے ساتھیوں کو نصیحت کی کہ ہرگز خود کو حوالے نہ کرنا۔

کانپور میں فوج کا افسر اعلیٰ جبری اور بوڑھا سر ہیو دلیر تھا اُس کو ایک ایسی شہزادہ نانا صاحب نے سخت فریب دیا۔ جب فوج کانپور کا قتل عام ۵ جولائی ۱۸۵۷ء کرنے کے بجائے باغیوں کا سردار بن کر اٹھا دلیر پر حملہ کر دیا جو ۵۰۰ انگریز ماور ۵۰۰ انگریزوں اور بچوں کو لے کر چند ایرانی بارکوں میں جا چھپا۔ سپاہیوں نے ان بارکوں کو محصور کر کے ان لوگوں پر آب و دانہ بند کر دیا تھے کہ کنویں سے پانی لانے کے لئے اُن میں سے کوئی باہر نکلتا تو محاصرہ کی بند و قوت کا نشانہ بنتا تھا۔ نانا صاحب کے اصرار اور وعدے پر کہ اگر دلیر اور اُس کے ساتھی کشتیوں میں سوار ہو کر گنگانہ کی رستے سے نکل جائیں تو انھیں امان ملے گی۔ آخر کار دلیر نے مجبوری اس بات کو قبول کیا اور یہ لوگ کشتیوں میں سوار ہو کر نڈیا پر چھپ آگے بڑھے تھے کہ سپاہیوں نے اُن پر بندہ قوت کی اعتباری شروع کر دی۔ مشکل سے ۲۵ عورتیں اور بچے جاں بچ ہوئے اور انھیں پھر کانپور میں پکڑ لائے جہاں یہ لوگ مرض اور خوف کی حالت میں اٹھارہ روز زندہ رہے اور ۵ جولائی کو جب اُن کی رملی کے لئے جرنیل بیولاک کانپور کے قریب پہنچا تو نانا صاحب نے اس اندیشہ سے کہ سب داہیہ چھڑا لئے جائیں آدمیوں کو بھیجا کہ ان سب کے ٹکڑے کر دئیے اور



لاشوں کو کانپور کے مشہور کنویں میں پھنکوا دیا۔ جب یہ خبر انگریزوں کو پہنچی تو وہ غم و غصہ کے مارے قریب تھا کہ دلو انے ہو جاتے انگریز بھی اس حرکت ناگہانیہ کا اسی طرح جاہلانہ انتقام لینے کا انصاف سے پیش آنا

سے مشکل سے انھیں سمجھا کر اس سے باز رکھا۔ مگر وہ اپنے ارادے کا پکا تھا اس لئے جو لوگ مجرم ثابت ہوئے صرف اُن ہی کو سخت سزائیں دلوائیں اور انگریزوں کی آبرورہنگیوں کے خون کا دھبہ نہ آنے دیا۔ علاوہ بریں اس امر کا بھی نہیں اعتراف کرنا چاہئے کہ غدر کے زمانے میں اکثر ہندیوں نے انگریزی حکومت سے وفا کی اپنے وعدوں میں سچے ثابت ہوئے اور اپنی جان پر کھیل کر انگریزی عورتوں اور بچوں کی جانیں بچائیں۔ کانپور کے واقعے کے بعد ہی جنگ کا مدوجز بدل گیا۔ ولایت سے ابھی تازہ فوجیں بھی نہ آئی تھیں کہ ستمبر میں دہلی فتح کر لی گئی اور لڑائی کا رخ بدل جانے سے جنگ کا مرکز لکھنؤ بن گیا۔ جس کا محاصرہ چار مہینے تک نہایت زور سے کیا گیا۔ جو لوگ محصور تھے وہ فاقوں میں رہے تھے اور انھیں ہر وقت قتل و غارت خانہ کا خوف لگا ہوا تھا اور جو فوجی امداد اُن کی رہائی کے لئے روانہ کی گئی تھی وہ ابھی راستے میں تھی۔ بہر حال سر جیمز روم نے جس کے ہمراہ ہولاک مصوریں لکھنؤ کی بھی تھا اور جس کو فتح پر فتح نصیب ہو رہی تھی اپنی بائبل کی پلٹوں کی مدد سے ۲۳ ستمبر ۱۸۵۷ء کی تاریخ لکھنؤ کی رزڈنسی سے دشمنوں کا محاصرہ اٹھایا اور بڑے انگریزی سپاہیوں نے جان بچنے کے بعد چپ اپنے بچوں کو چھاتی سے لگایا ہے تو خوشی کے مارے بچوں کی طرح رو دیئے اور خدا کا شکر کیا کہ کانپور کی سہی بلا ان پر نازل نہیں ہوئی۔ اس کے چند روز بعد سر ہنری ہولاک کا انتقال ہو گیا اور اوٹ روم رزڈنسی کو دشمنوں سے بچا تا رہا یہاں تک کہ نومبر میں سر کالین کیسبل ایک بڑے لشکر کے ساتھ پہنچا وہ قلعے کی

انگریزی فوج کو رڑیسی سے نکال کر ایک دوسرے بہتر اور محفوظ مقام پر لے گیا  
بالآخر لکھنؤ ماہ اپریل ۱۸۵۸ء میں فتح کر لیا گیا۔

۱۸۵۸ء کے موسم گرما میں سرسبز روز کا وسطی ہند کی لڑائیوں میں  
کامیاب ہونا تھا کہ تدریجاً حکومت نے دوسرے مقامات میں بھی  
باغیوں کو کھیل ڈالا اور اس طرح بہت جلد شورش فرو کردی گئی لیکن اس  
ایسٹ انڈیا کمپنی کا خاتمہ ۱۸۵۸ء  
غدر سے ایک فائدہ ہوا ایک عرصے سے انگریز  
طرز حکومت ہند کو بدلنا چاہتے تھے لیکن غدر کے سبب  
سے جلد اس ارادے کو غلطی جامہ پہنایا گیا یاہ جون ۱۸۵۸ء

میں ایسٹ انڈیا کمپنی (جماعت تجارت ہند مشرقی) کی مقوقہ فی ہندوستان  
کے کل انگریزی علاقے تاج برطانیہ کے تحت میں منتقل ہوئے اور  
پہلی نومبر ۱۸۵۸ء کو ملکہ مغظمہ کے فرماں روا نے ہند ہونے کا اعلان  
کیا گیا۔ کمپنی کی جس قدر فوج تھی وہ ملکہ کی افواج میں شامل کر لی گئی  
اور لارڈ کیننگ جو گورنر جنرل تھا پہلا ڈائسر اے "یعنی ملکہ کا قائم مقام  
قرار پایا۔ اس کے بعد کیننگ کے عہد حکومت میں ملک نے خوب  
ترقی کی۔ ایک دوسرے ڈائسر اے سر جان کی عملداری میں بھی جس کو  
بعد میں لارڈ لارینس کا خطاب ملا ہند کی خوش حالی وغیرہ میں اضافہ  
ہوا۔ نئی نئی نہروں کے سلسلے قائم کیے گئے اور ہند کی چپہ چپہ زمین  
ہندوستانی تاج برطانیہ پر تار برقی نظر آنے لگی۔ ۱۸۶۲ء میں تقریباً ۱۳۶۰ میل  
تک ریل کی سڑک پڑ گئی تھی۔ حکومت نے روٹی کی

کاشت کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی اور جب اس کی سرپرستی ہوئی تو بڑی بڑی  
مقدار میں روٹی میچسٹر کے کارخانوں کے لیے ہند سے برآمد ہونے  
لگی۔ ۱۸۶۶ء و ۱۸۶۳ء اور ۱۸۶۷ء میں نہایت شدید قحط سانی ہونے  
کے باوجود حکومت کی جانب سے مفلس دیسیوں کی پریشانی و تباہی رفع  
کرنے کے لیے بہت کچھ امداد دی گئی۔ اس کے علاوہ ہر ایک صوبے  
میں مدرسے اور دارالعلوم رعایا کی تعلیم کے لیے قائم کیے گئے۔ رختہ رختہ

سرکاری ملازمتیں بھی دیسی لئے جانے لگے اور لارڈ نارٹھ بروک اور لارڈ مے یو کے عہد میں زیادہ منصفانہ قوانین وضع ہوئے اور سنگین محصولوں میں تخفیف دیکھو یہ قیصر ہند ۱۸۵۷ء میں دلی عہد برطانیہ (پرنس آف ویلز) نے کل ملک میں شاہانہ جلوس کے ساتھ دورہ کیا اور

۱۸۵۷ء میں ملکہ معظمہ نے "قیصر ہند" کا خطاب اختیار فرمایا۔ ۱۸۵۷ء میں جبکہ روس سے یورپ میں لڑائی ہونے کا اندیشہ کیا جارہا تھا انگریزی عہد میں پہلے پہل ہندی فوجوں کو سمندر پار ماثار روانہ کیا گیا اور ۱۸۵۷ء میں تو فی الواقع ان کو برطانوی سپاہ کے پہلو بہ پہلو مصر میں لڑنا پڑا اور اس کے بعد جب لندن میں فتح کا جلوس نکالا گیا تو ان کو بھی شریک کیا گیا اس طرح مشرق کے ایک بڑے ملک اور مغرب کے ایک چھوٹے جنیرے میں جو سلطنتِ طاہرہ کا مرکز ہے تدریج اتحاد پیدا ہو رہا ہے۔ ہند وہی ملک ہے جس میں قدیم علم و ہنر کے چشمے اُس وقت جاری تھے جبکہ برطانیہ وحشی قوموں سے بھرا پڑا تھا اور اس پر جہالت و افلاس کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اس وقت اس بات کی پیشین گوئی کرنا دشوار ہے کہ آگے چل کر ہند میں انگریزی حکومت قائم رہ سکے گی کہ نہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ برطانوی مدبران سلطنت اور برطانوی سلاطین نے ہند کی حکومت کو پر امن اور رعایا کو خوشحال بنانے کے لئے ہر ممکن تدبیر سے کام لیا ہے۔

افغانستان اور افریقہ ہندوستان کے اندر کے بعد جن مہاراجاستوں میں برطانیہ نے قبضہ کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۸۶۷ء - ۱۸۶۸ء اول تو حین سے ۱۸۵۵ء میں لڑنا پڑا پھر اسی ملک سے

۱۸۶۰ء میں جبکہ برطانوی اور فرانسیسی افواج سیکین میں داخل ہوئی ہیں لڑائی ہوئی۔ دوسرے ۱۸۶۷ء میں چند انگریزوں کی رہائی کے لئے جن کو قیدیوں کا بادشاہ نے قید کر لیا تھا سربراہ برٹنیر کی سرکردگی میں کچھ سپاہ حش کوروانہ کی گئی اور شاہ مذکور لڑتا ہوا اپنے قلعے میں مارا گیا۔ تیسرے ۱۸۶۳ء میں سرکارینٹ و لزی کے ماتحت اشانٹی قبائل کی

سرکوبی کے لئے جو انگریزوں کے زیر حمایت قبیلوں سے اڑ رہے تھے ایک دستہ فوج گولڈ کوسٹ (ساحل طلا) پر بھیجا گیا۔ چوتھے افغانستان میں برطانوی سفیر سر لوی کیویگ مری کے قتل سے پھر انگریزوں کے خلاف فساد برپا ہونے پر سر فریڈرک رابرٹس کے ماتحت فوج روانہ کی گئی جو نہایت کامیابی اور شان سے ملک میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ۱۸۹۹ء سے ۱۸۸۸ء تک کشت و خون کرتی ہوئی گزر گئی اور اس طرح سفیر کے خون کا انتقام لیا گیا۔ اس دوسرے سفیر کا قتل بھی اسی طرح واقع ہوا جس طرح سینتیس سال پیشتر سر الکزانڈر برنس ہلاک کیا گیا تھا۔ پانچویں دن کام لڑائیاں زولو اور بوئر قوموں سے ۱۸۹۹ء اور ۱۸۸۱ء میں ہوئیں۔ چھٹے خدیو مصر کی مدد کے لئے برطانیہ کو سودانی عربوں سے ۱۸۸۵ء سے ۱۸۸۵ء تک جنگ کرنی پڑی۔ تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ یورپ کی فوجوں نے کشتیوں کے ذریعے سے روڈیل پر اس کے دبانے کی طرف چڑھائی کی۔ اسی جنگ میں اس کا سورمانچارس جارج کارٹون خرطوم میں کام آیا۔ بہر حال اس باغی خلیفہ کا سودان پر ۱۸۹۸ء تک قبضہ رہا۔ جبکہ سر ہربرٹ کچر نے اس کو شکست فاحش دی اور ام درمان اور خرطوم پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۹۸ء میں خلیفہ کو کرنل سر ایف وینگلیٹ کے مقابلے میں بمقام ام ڈیسری گھٹ بارستانی ہزیمت اٹھانی پڑی اور وہ اپنے سرداران و فادار کے ساتھ ڈنلو سے لڑتا ہوا مارا گیا۔

لارڈ پامرسٹن کے انتقال کے بعد سے جو ۱۸۹۶ء میں واقع ہوا برطانوی کے دو مشہور سیاسی فرقوں کنزرویٹو (قدامت پسند) اور لیبرل (حریت و جدت پسند) کے مابین باری باری سے زمام حکومت آئی ہے مختلف لوگ اپنے اپنے وقت میں ان فرقوں کے سرگروہ بنے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلا لارڈ جان رسل ہوا ہے۔ اس کے بعد ڈزریلی جو ۱۸۸۵ء میں لارڈ ریکیس (لیبرل) بعد ازاں گلڈ اسٹن لارڈ وزیر بری اور لارڈ سلسبری نے اس فرقے کی سرداری کی ہے۔ اگرچہ ان دونوں فرقوں کے اصول میں بہت کچھ اختلاف

رہا ہے لیکن دونوں نے کاریگر اور مزدور پیشہ لوگوں کی حالت درست کرنے میں اور کل برطانوی قوم کو حکومت میں شریک کرنے کے لیے سعی بلوغ اور قوانین اصلاح اور <sup>۱۸۵۵ء</sup> ایثار کیا ہے۔ ۱۸۵۵ء میں قدامت پسندوں نے لارڈ ڈبلیو کی ماتحتی میں یہودیوں کو پارلیمنٹ کے ارکان بنانے کی نسبت ایک مسودہ قانون منظور کرایا پھر ۱۸۶۷ء

میں ایک مسودہ اصلاح کے منظور ہو جانے سے ہر ایک شہر میں ہر ایک مکان کو جو اپنے مکان کا ۴ پونڈ سالانہ کرایہ ادا کرتا ہو اور ہر کرایہ دار کو جو اس کا ۱۰ پونڈ سالانہ کرایہ دیتا فحاشی رائے لگ گیا۔ لیکن انصارع و دیہات میں رہنے والوں کے ساتھ کچھ رعایت نہیں کی گئی صرف اسی شخص کو حق رائے حاصل رہا جو ۱۲ پونڈ سالانہ کرایہ مکان دیتا تھا۔ ۱۸۷۲ء میں گلڈ اسٹن کی حکومت میں فرقہ و جدت پسند نے قانون بیلٹ (قرعہ اندازی) جاری کیا تاکہ ایک شخص کے ارادے سے کہ وہ کس کے واسطے رائے دینا چاہتا ہے دوسرا واقف نہ ہو سکے۔ ۱۸۷۵ء میں گلڈ اسٹن نے ”نیابت قوم“ کے مسودہ قانون کو منظور کیا جس کے سبب سے اب سکونت شہر اور دیہات کا امتیاز باقی نہیں رہا۔ ہر مالک مکان یا کرایہ دار کو خواہ وہ شہر میں رہتا ہو کہ گاؤں میں اس کو رائے دینے کا حق حاصل ہے۔ اس طرح ملک کے کل مزدوروں اور کاریگروں کو حکومت میں دخل دینے کا اختیار ہے اور اس قانون کے اجرا سے رجسٹر انتخاب کنندگان میں چھپیس لاکھ رائے دینے والوں کا اضافہ ہوا ہے۔

اس اثنا میں ممالک غیر کے جھگڑوں کا اثر برطانیہ <sup>۱۸۵۸ء</sup> علی پر پڑا۔ ۱۸۵۸ء میں آئرلینڈ کے ایک ایٹالوی نے فرانسیسی شہنشاہ کی گاڑی پر بمب کے گولے پھینک کر اس کو قتل کرنے کا اقدام کیا۔ چونکہ اس سازش آئرلینڈ کا بمب کے کے چند شرکانے انگلستان میں پناہ لی تھی اسلئے فرانسیسی گولے پھینکانے والے اس قدر انگریزوں سے برہم ہو گئے کہ لوگوں کو فرانس اور انگلستان کے آپس میں لڑ مرنے کا اندیشہ ہو رہا تھا۔ اس بنا پر لارڈ پارمرسٹن نے

رضا کاران رفل کی سرپرستی کر کے ان کے شوق کو بڑھایا اور جب لوگ اس جماعت میں شرکت سے شریک ہونے لگے تو اس کی صدارت و نگرانی پر جب تک تنظیم رضا کاروں کے تفویض کی گئی جس کے سبب سے رضا کار بھی ہر خانہ فوج کا ایک حصہ سمجھے جانے لگے۔ اگرچہ یہ سب اتہام ہو لیکن لڑائی کی نوبت نہیں آئی بلکہ

میں کامیاب بننے پر طانیہ اور فرانس کے درمیان ایک مفید تجارتی صلح کرادی جس کے سبب سے دونوں ملکوں میں ایسا قوی اتحاد پیدا ہو گیا کہ فرانس اور پوشاک ۱۸۰۳ء میں کسی قسم کا تنازعہ نہ آسکا اور اس کے عکس محاصرے اور شورش کیوں (فرانسیسی دیہات) کے زمانہ میں مولین سوم نے

انگلستان میں پناہ لی جہاں ماہ جنوری ۱۸۰۳ء میں اس کا انتقال ہوا۔ ۱۸۰۱ء میں ایک دوسرا جھگڑا پیش آیا۔ بحرا و تیانوس میں تارتی کے قائم ہونے اور ۱۸۰۱ء میں ملکہ مغظمہ کاریاست ہائے متحدہ کے میر مجلس کو ایک بھرتی تارتی کا پیام ارسال کرنے کے سبب سے لوگوں کو امید بندھی کہ ان دونوں ملکوں میں اتحاد کی بنیاد زیادہ مستحکم ہوگئی لیکن افسوس ہے کہ اس توقع کے ساتھ ہی ۱۸۰۱ء کی جنگ۔ از ۱۸۰۱ء ان ریاستوں میں خانہ جنگی کے آثار پیدا ہو گئے۔ ریاست ہائے متحدہ کی جنگ۔ از ۱۸۰۱ء ریاست ہائے شمالی میں انسان کا غلام بنانا جائز قرار دیا گیا تھا اور غلاموں کی خرید و فروخت ممنوع کر دی گئی تھی۔ لیکن امریکہ کی جنوبی ریاستوں میں ابھی تک کینز غلام باقی

تھے اور جب ۱۸۰۵ء میں کے لیفینیا کی جدید ریاست نے قانون بنا کر غلامی کو ناجائز قرار دیا تو ان دوسری ریاستوں کی آتش غضب مشتعل ہوگئی۔ ۱۸۰۵ء تک ریاست ہائے متحدہ کے جس قدر مجلس گورنر ہیں وہ سب جنوبی ریاستوں کے ہم خیال رہے لیکن اسی سال غلامی کے منسوخ کرنے والوں کو ابراہم لنکن کے انتخاب کرنے میں کامیابی ہوئی۔ لیکن منصف مزاج اور اعتدال پسند تھا اگرچہ غلاموں کے مالکوں سے اسے ہمدردی تھی لیکن اس کو ان کے قوانین کا

پاس تھا۔ اس بنا پر جنوبی ریاستوں نے شمالی ریاستوں سے قطع تعلق کر کے اپنے لیے ایک دوسری اجتماعی حکومت بنانی چاہی جس کی وجہ سے ریاستوں کے ان دونوں مجموعوں میں جنگ شروع ہو کر چار سال تک جاری رہی۔ چونکہ جنوبی ریاستوں سے کپڑا بننے کے لیے روئی انگلستان روانہ ہوتی تھی اور خلاصت کی وجہ سے شمالی ریاستوں نے جنوبی ریاستوں کو لٹکا سائیں روئی کا کی بندرگاہوں کا محاصرہ کر لیا تھا اس لیے ہزار ہا کا ریگر قوط ۱۸۶۱ء اور مزدور پیشہ عورتوں اور بچوں کا جو لٹکا سائے کے کپڑے کے کارخانوں میں کام کرتے تھے کپاس کی درآمد موقوف ہونے سے روزگار بند ہو گیا اور قبل اس کے کہ محاصرہ اور ہند سے خام روئی

بہم پہنچائی جائے ان غریبوں کی فاقے میں بسر ہونے لگی۔ اگرچہ ان کی امداد پر کثیر رقمیں جمع اور صرف کی گئیں تاہم ان کی تکلیف و عسرت ناقابل برداشت تھی۔ اس پر بھی ان لوگوں نے صبر و تحمل سے کام لیا اور چونکہ خود ان کے عقیدے میں کسی انسان کا لوٹدی غلام بنایا جانا جائز تھا اس لیے ان لوگوں نے جنگ کی طرف ذاری کی مگر انگلستان کے متمول باشندے اس قدر باشعور نہ تھے جس کے سبب سے وہ لوگ جنوبی ریاستوں کے طرفدار بن گئے اور بہت سے جنگی جہاز برطانوی گودیوں میں ان کے لیے تیار کر کے ان کے ہاں پہنچائے چنانچہ ان میں کا ایک مشہور جہاز الاباما تھا۔ بالآخر ۱۸۶۲ء میں شمال نے فتح پائی اور غلامی منسوخ ہوئی لیکن ابراہم لنکن الاباما کے مقابلہ پر نہ بچ سکا کسی نے دعا سے اس کو ہلاک کر دیا۔ فرصت پاتے ہی اہل امریکہ نے برطانوی حکومت سے شکایت

کی کہ اس نے باغیوں کے جنگی جہازوں کو اپنے علاقوں میں کیوں لینے دیا۔ الاباما کے سبب سے جو نقصان شمالی حکومتوں کو پہنچا تھا اس کے متعلق برطانیہ اور امریکہ میں گفت و شنید ہوئی اور برطانیہ نے امریکہ کو تین ملین پونڈ تادمین میں ادا کیے۔

جبکہ مندرجہ صدر واقعات ممالک غیر میں پیش آرہے تھے انگلستان میں

دو ٹبرے واقعوں کا ظہور ہوا۔ تاریخ ۱۳ ستمبر ۱۸۶۶ء میں متحدہ سے ملکہ کے شوہر البرٹ وفات عقد الناح | نیک دل نے رحلت کی سچ ہے کہ نیک آدمی کی قدر اُس کے جانے کے بعد ہوتی ہے۔ جو محبت والہیت اُس کو انگریزوں سے تھی اور جو محنت و جاں فشانی اُس نے

اُن کی ترقی اور خوشحالی کے متعلق کی جو نیک و مفید مشورے اُس نے ملکہ کو دیئے اور جو تقویت کہ اُس کی ذات سے علم و ہنر کو پہنچی اور زندگی کے اعلیٰ فرائض کی بجا آوری کے قابل بنانے کے لیے جس طرح اُس نے اپنی اولاد کو تعلیم دی اُن سب اوصاف حمیدہ اور کارگراریوں کی قدر انگریزوں کو اُس وقت ہوئی جب وہ اُن میں سے اٹھ گیا۔ دوسرا واقعہ پرنس آف ولز ولی عہد کی شادی اور کی شادی تھی جو ۱۰ مارچ ۱۸۶۳ء کو لارڈز اور خزانہ دار کے ساتھ ہوئی قوم کے دل میں ولی عہد اور ولی عہد بیگم کی جانب سے بھی بے انتہا محبت تھی اور اُس کا ثبوت

اس واقعے کے آٹھ سال بعد ملا جبکہ ۱۸۷۱ء میں ولی عہد بھی اسی مرض میں مبتلا ہو کر جس سے اُس کے باب کی وفات ہوئی تھی لب گور پہنچ گیا۔ جب شہزادے کی حالت اس قدر خطرناک ہوئی تو شہزادی بجاالت اضطراب شوہر کے پہلو سے اٹھی اور قریہ سینڈ ریگم کے گرجا میں جا کر اُس کی صحت کے لیے دعا مانگنے لگی۔ بظاہر شہزادی گرجا کو تنہا روانہ ہوئی تھی لیکن انگلستان کے مردوزوں کے قلوب اس کے ہمراہ تھے اور اجابت دعا کے لیے آمین کہہ رہے تھے جس کسی نے شہزادی کی مضطربانہ حالت دیکھی وہ افسردہ خاطر ہوا اور شہزادے کے دفع مرض کے لیے اُس کے دل سے دعا نکلی صحت یابی کے بعد جب ملکہ مظہر مع ولی عہد اور ولی عہد بیگم جلوس شاہی کے ساتھ شکر الہی بجالانے کے لیے سینٹ پال کے گرجا کو تشریف لے گئیں تو متاثرانیوں میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے غرہ مسرت نہ بلند کیا ہو۔

اسی عرصے میں جلد جلد ایک کے بعد دوسرا واقعہ پیش آتا گیا عوام نے ۱۸۶۶ء میں اصلاح حکومت کے متعلق غوغا مچا کر رائیڈ پارک میں بلوہ شروع



کر دیا جس کے سبب سے لارڈ ڈربی نے ۱۸۶۷ء میں اصلاح مذکور منظور  
انگلستان اور آئرلینڈ کی دو کمیونٹیاں ۱۸۶۲ء آئرلینڈ میں بھی جمیل مچ گئی فنی بن  
میں فتنہ فساد لوگوں نے شورش کی اور انگلستان میں قلعہ چیسٹر سر قلعہ  
کرنا چاہا لیکن جب حکومت سے مقابلہ ہونے کے بعد

اکثر باغی گرفتار ہوئے اور کلرکینڈل کے محبس میں ان کو قید کیا گیا تو قید خانے  
کو اڑا دینے کے لئے باقی باغیوں نے سانش کی اور اگرچہ شہر کے اس حصہ  
میں جہاں مفلس آدمیوں کی گنجائش آبادی تھی دھماکہ ہو کر غریبوں کے مکان  
سہندم ہو گئے لیکن قیدی اپنے گورمانہ کرا کے شفیلتھ میں بھی اسی طرح کے  
بڑے ہنگامے ہوئے لیکن ان کے بانی انگریزی مزدور اور کارخانوں میں کام  
کرنے والے لوگ تھے۔ ان لوگوں نے آپس میں اتفاق کیا تھا کہ کارخانوں  
کے مالکوں کو مجبور کر کے شرح اجرت کے اضافے کے متعلق شرطیں کریں گے۔  
جس کی تکمیل کے لئے تجارتی اتحادات قائم کیے گئے تھے جن مزدوروں  
اور کاریگروں نے تجارتی انجمنوں کی ہدایت و مشورہ کو نہ مانا ان کی تحریک  
نے بڑی گت بنائی اور زد و کوب کے سبب سے اکثر ہلاک بھی ہوئے یا آخر  
حکومت نے ان فسادات کو فرو کر کے دانشمندانہ قوانین بنائے کہ بہتر سے بہتر  
اور قوی سے قوی تجارتی اتحاد کے قائم کرنے کی قانوناً اجازت مل گئی اور مخفی  
سازشوں کا سد باب ہوا۔

اس کے بعد چند سال میں پارلیمنٹ نے قوم کے فائدے کے لئے  
اکثر قوانین جاری کیے ہیں جب سے کہ ۱۸۳۲ء ۱۸۳۸ء اور ۱۸۴۵ء میں  
انگلستان میں ایشیائی پیسے کی کثرت سے وارداتیں ہوئی تھیں مفلس لوگوں کے  
مکانوں اور ان کے محلوں کی سڑکوں اور راستوں کی صفائی کے متعلق سخت  
قانون ممت عامہ کو شیش ہو رہی تھیں۔ اور ملک کے مختلف طبقات آبادی  
کو قوانین صحت کا لحاظ ہو گیا تھا۔ ۱۸۶۶ء میں قانون حفظ صحت

یا صحت عامہ کے اجراء سے ہمہ داران صفائی ہر ایک  
مالک مکان کو اس کے مکان کی صفائی اور سوریوں کے انتظام کے متعلق

مجبور کرنے کے مجاز ہوئے ہیں۔ ان حکام کو اختیار ہے کہ مکانات میں کوڑا کراندہ اور غلات نہ جمع رہنے کے لئے ان کے مالکوں اور کراہہ داروں کو توہہ دلائیں اور ہر ایک مکان اور حجرے میں ایک خاص تعداد سے زیادہ آدمیوں کو نہ رہنے دیں۔ غالباً ان اصلاحات کی وجہ سے تین سال ہوئے کہ انگلستان ہیفیضہ ایشیائی کی دبانے بالکل محفوظ ہے۔ لیکن اس کے برعکس یورپ کے دوسرے ملکوں میں ۱۸۶۷ء، ۱۸۶۸ء اور ۱۸۶۹ء میں لکھو آدھی دبانے کا شکار بنے۔ قانون صحت عامہ کا اجرا انگلستان کے حوزہ میں بہت مفید ثابت ہوا چنانچہ ۱۸۶۸ء سے اموات کی تعداد میں ساٹھ ... ام کی کمی ہو رہی ہے۔

۱۸۶۹ء اور ۱۸۷۰ء کے درمیان آئرلینڈ کے نمائندے کی بہت سی باتیں عمل میں آئیں۔ حکومت کے معین کردہ مذہب اور اس کے اخراجات آئرلینڈ کے سرکاری کی موقوفی ہوئی لیتھولک کوپرسٹنٹ کے ساتھ مساوات مذہب اور اس کے دی گئی ۱۸۷۰ء میں گلیڈ اسٹن نے آئرلینڈ کے لئے اخراجات کی موقوفی ایک قانون اراضی جاری کر کے وہاں کے مزارعین کو ۱۸۶۹ء قانون اراضی فائدہ پہنچایا۔ اراضی کے قبضہ و اقتدار کے متعلق ان کی حالت پہلے سے بہت بہتر ہو گئی ۱۸۷۰ء میں انگلستان کے متعلق فورسٹر نے ایک قانون تعلیم جاری کرایا جس کے ذریعے سے طے پایا ہے کہ اگر ملک کے کسی حصے میں تعلیم اطفال کے لئے سرکاری مدرسہ موجود نہ ہو تو وہاں کے باشندے قیام مدرسہ کے لئے اپنی ایک قانون تعلیم ۱۸۷۰ء کمیٹی قائم کر کے آبادی کے کل اطفال کی تعلیم کے لئے مدرسہ جاری کریں۔ مدرسے کی تعمیر اور اس کے اخراجات کیلئے

آبادی متعلقہ سے معمول لیا جائے اور مدرسے کی نگرانی اور انتظام وغیرہ کمیٹی کے تفویض رہے۔ اس کے چند سال بعد ایک اور قانون کے انفاذ سے تعلیم جبری کر دی گئی، ماں باپ پر لازم ہے کہ اپنے بچوں کو تعلیم دلائیں ایسا قانون جبری کے سبب سے انگلستان، اسکاٹ لینڈ اور آئر لینڈ کے

ابتدائی مدارس میں طلبہ کی تعداد نسبت ۱۸۵۷ء کے اب دو چند ہو گئی ہے۔ اس سے قوم کی جمالت اور بیکاری میں کمی ہو رہی ہے اور کسی لڑکے کے لیے صحیح و توانا ہو سکے پڑھنے اور فراہم بردار بننے کے بغیر شباب کو پہنچنا ممکن نہیں۔ اس کے سوا اسے حکومت نے ملک کے ہر ہر گوشے میں علوم و فنون کے مدارس قائم کیے ہیں جہاں کم عرصہ میں اعلیٰ درجے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ قوم کے معمول و عادتوں میں فرقہ انبات کو تعلیم کی طرف خاص توجہ ہوئی ہے۔ آج کل کے مدارس میں لڑکیوں کو امور خانہ داری (سینے اور کپڑوں) کی بنسبت زیادہ تربیت علم و ہنر اور دوسرے مضامین پڑھائے جاتے ہیں تاکہ اس قسم کی تعلیم سے ان کے خیالات کی اصلاح ہو اور وہ زندگی کے نشیب و فراز سے واقف ہو کر اپنے فرائض کی انجام دہی کے قابل ہو سکیں اس سفر اور کیمبرج میں مسکورات کے لئے مخصوص دارالعلوم جاری ہوئے ہیں اب کتھزاعورتیں اور مائیں ان مضامین سے جنگی تحصیل ان کے شوہر اور فرزند کریں نا واقف رہنا پسند نہیں کرتی ہیں۔ ۱۸۵۷ء میں اس سفر اور کیمبرج اور ڈبلین کی یونیورسٹیوں نے مذہبی سوالات کرنے کا طریقہ چھوڑ دیا جس کی وجہ سے ان یونیورسٹیوں میں دو سکھ مذہب والوں کے لئے اب کوئی قید نہیں رہی اور حرج میں "دندھب انگلستان کا پیر" و مسٹر "مل خلاف" گتھیو کاک ہند و آفر مسلمان جس کا جی چاہے ان میں شریک ہو کر تعلیم پاسکتا ہے۔ اس سال ملکہ معظمہ نے فوج میں طریق خریداری کو موقوف کر دیا جس کے سبب سے کوئی فوجی ملازم اپنی ترقی کو اب خرید نہیں سکتا بلکہ اس کے لئے حسن خدمت اور مدت ملازمت معیار قرار پائے ہیں۔ ۱۸۵۷ء میں ڈزریلی جو ۱۸۵۶ء میں لارڈ میکنز فیڈل کے خطاب سے سفر ازمواء دوبارہ وزیر اعظم بنا اور اس کے عہد حکومت میں ایک قانون مجبوریہ ۱۸۵۷ء کے ذریعے سے نیٹال، اس امیر، خود مختار جمہوریت ایرنج اور ٹرانسوال کی نوآبادیوں کو حکومت متفقہ قائم کرنے کی اجازت عطا ہوئی۔ اگرچہ اس قانون کے اجرا سے زیادہ اسم نتائج برآمد نہیں ہوئے لیکن اسکی یاد واقعہ ذیل کے سبب سے لوگوں کے دل پر ڈاکٹوں نقش رہے گی جس نے اس میں کہ

قانون مذکور کی بابتہ دیارلینٹ میں بحث ہو رہی تھی آرستانی ارکان - نے  
 ”رکاڈ“ کے ذریعے سے وضع قوانین میں رکاوٹ پیدا کر دی جس کے  
 آرستانی رکاوٹ سبب سے اکثر مفید حکام آمد قوانین کا مفناد و نوں آرستانی  
 آرستانی اس وقت اپنی وجہت پسند کے زمانے میں موقوف رکھا  
 آرلینڈ کے مبعوثوں نے حکومت کو دق کرنے کی ایک

چال اختیار کی تھی - جو سوڈہ قانون یارلینٹ میں پیش ہوتا تھا خواہ اس  
 انھیں تعلق ہو کہ نہ ہو وہ غیر متعلق اور لایعنی بحث اس پر شروع کر دیتے تھے  
 جس کے سبب سے معمولی معمولی مدارج طے کرنے میں یارلینٹ کا سارا  
 وقت صرف ہوجاتا تھا - ان لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح دق کرنے سے  
 انگریز انھیں آرلینڈ کی حکومت واپس دے دیں گے اور ہم پھر برطانیہ کو  
 مجبور کر کے اپنی یارلینٹ دوبارہ حاصل کر لیں گے لیکن انگریزی حکومت نے  
 ایک تدبیر سے ان ارکان کو ہموار کر لیا - یعنی آرلینڈ کے ان سب نقصانات  
 کی جو اس کو اس کی یارلینٹ کے لیے جانے سے پہنچے تھے تلافی کر دی -

سنہ ۱۸۷۱ء میں سٹر گلڈ اسٹن نے دوبارہ وزارت پر آتے ہی ایک  
 دوسرا قانون اراضی برائے آرستان سنہ ۱۸۷۱ء میں جاری کیا لیکن پارلنٹ نے  
 جیسا کہ اس کے پہلے اوکال کرتا تھا مخالفت کو جاری رکھا - آرلینڈ میں  
 عدم حکومت کی سی حالت ہو گئی تھی - قتل اور فتنہ و فساد کا بازار گرم تھا - سنہ ۱۸۷۱ء  
 کیونڈش اور برک کا ڈبلن کے فی نکس پارک میں لارڈ فریڈرک کیونڈش جو دل  
 سے آرستانیوں کا خیر خواہ اور جھگڑے کو مٹانے کی غرض سے  
 قتل - سنہ ۱۸۷۱ء

آرستان گیا ہوا تھا - سٹر برک کے ساتھ قتل کر دیا گیا آخر کار  
 سنہ ۱۸۷۱ء میں سٹر گلڈ اسٹن نے ہوم رول (Home Rule)

یعنی ”حکومت خود اختیاری“ کی ایک تجویز مرتب کی کہ آرلینڈ والوں کا مطالبہ  
 پورا کیا جاسکے - مگر اس کے سبب سے فرقہ برل میں بھوٹ پڑ گئی - گوشین ،  
 چیمبر لین ، براٹ اور اکشر دوسرے برادر وہ ارکان نے گلڈ اسٹن کا ساتھ  
 چھوڑ کر ایک علیحدہ گروہ بنایا جسے ”یونینٹ“ (یعنی جمعیت پسند) کہتے ہیں کیونکہ

وہ آئرلینڈ کی علیحدگی کے مخالف تھے انھوں نے آپس میں عہد کیا کہ سلطنت کی موم رول کی نامنظوری جمیعت برقرار رکھیں گے۔ اس بنا پر ہوم رول کا مسودہ نامنظور اور پارلیمنٹ برخاست ہوئی۔ انتخاب جہد کے سلسلے میں قدامت پسندوں کے ہاتھ زمام حکومت آئی

لارڈ سائسبری وزیر اعظم بنا اور اس کا بھتیجا مسٹر آرتھر بلیف آئرلینڈ کا سکرٹری مقرر ہوا۔ عرصہ ۴۷ میں سنگین سزاؤں کا ایک مجموعہ تغیرات جاری اور مزاعین کے نفع کے لئے ایک دوسرا قانون اراضی نافذ ہوا۔ آئرلینڈ پر کچھ عرصے تک سختی سے حکومت کی گئی جس کے سبب سے وہاں امن قائم رہا۔

ملکہ وکٹوریہ کو تخت حکومت پر آئے ہوئے پچاس سال گزر گئے اور اس عرصہ دراز میں نہایت اہم تغیرات ظہور پذیر ہوئے ہیں لیکن جب تک ان پر گہری تاریخی نظر نہ ڈالی جائے صحیح حالات کا اندازہ کرنا دشوار ہے عہد مذکور کا ابتدائی حصہ ملک کے لئے اوبارہ و افلاس کا زمانہ تھا مزدوری کی شرح کم اور اشیائے خورد و نوش میں گرانی تھی۔ عام لوگ جاہل اور پریشاں حال تھے۔ انبائے ملک کی ثروت اور قوت کا دار مدار زراعت پر تھا۔ تنولیں سے آستی آدمی اراضی سے پیٹ پالتے تھے۔ اکثر شہروں کی جواب بہت بڑے معلوم ہوتے ہیں اس زمانے میں کچھ بھی وقعت نہ تھی۔ ملک کی معدنی دولت کا بہت بڑا حصہ زمین میں مخفی تھا اور بار برداری کے مصارف زیادہ ہونے سے کان کنی کی طرف کم توجہ تھی۔ اگرچہ کلوں کے نکل آنے سے برطانوی مصنوعات میں ان کا استعمال شروع ہو گیا تھا لیکن ترقی کی ابتدائی حالت تھی اس لئے کلوں سے جس قدر فائدہ چاہیے نہیں ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ گومالک غیر میں برطانوی تجارت کی تدریج ترقی ہو رہی تھی لیکن چونکہ بادبانی جہازوں سے مال تجارت کے پہنچانے میں تاخیر ہوتی تھی اس لئے دور کے ملکوں کو سامان روانہ کرنا دشوار تھا اور تجارت کا دائرہ محدود ہو گیا تھا۔

لیکن اس پچاس سال کی مدت میں علم و حکمت کو ترقی ہوئی نئی

گزشتہ پچاس سال کی باتیں معلوم ہوئیں اور اہل علم نے مفید اور ضروری چیزیں اختراع کیں۔ ان میں ملک کو سب سے زیادہ کلوں، ریلوں، ڈھانی ترقیاں۔

ہزاروں اور تار برقی سے فائدہ پہنچا۔ چونکہ بھاپ کی قوت سے یہ سب چیزیں چلتی ہیں اس لئے بھاپ کے ذریعہ سے مال و انسان کے کل و نقل میں آسانی ہوئی۔ پہلی قسم کی ایجاد کے سبب سے مصنوعات پہلے کی نسبت سو حصے زیادہ اور آٹا فائنا میں تہی میں اور جہاں پہلے ایک مزدور رکھا جاتا تھا اب وہاں پچاس مزدور مقرر ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کے رسل و رسائل کے جلد اختراعات نے برطانیہ کو دور دور کے ملکوں سے قریب کر دیا۔ ملک مذکور اور امریکہ کے درمیان بحیرہ اقیانوس کے

عبور کرنے میں مال اور مسافروں کے لئے پہلے چھ ہفتے دیکھ تھے اب آٹھ روز میں ہی فاصلہ طے ہوتا ہے ایسا ہی برطانوی ساحل سے روانہ ہونے کے بعد مہند اور آسٹریلیا پہنچنے پہنچنے میں گزر جاتے تھے لیکن اب اس سفر بحری کے لئے تین ہفتے اور کچھ دنوں کی مدت کافی ہے۔ ان میں کئی تیسری اور آخری ایجاد تار برقی تمام اختراعات سے زیادہ حیرت انگیز ہے۔ اگلے زمانے میں ہند یا آسٹریلیا کو مال روانہ کرنے کے بعد نو فہرینے انگلستان میں اس کے مالک تاجر کو مال کے بکنے اور قیمت وغیرہ کے متعلق اطلاع کے لئے انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اسی طرح برطانوی وزیر بھی جس کے ذمے ممالک بعیدہ کی حکومت ہوتی تھی ان کے حالات سے ناواقف رہتا تھا لیکن اب

بہت جلد ملک گھنٹوں میں نیویارک، سیلمورن اور کلکتہ کے حالات کی اطلاع انگلستان پہنچتی ہے اور تاجر و مدبر سلطنت کو امور متعلقہ کی روزانہ خبریں وصول ہوتی رہتی ہیں۔ ان اطلاعوں کے وصول ہونے میں اتنی بھی دیر نہیں ہوتی جتنی کہ تاخیر ملکہ الزبتھ کے زمانے میں ڈبلین اور آئین برگ سے خبر کے آنے میں ہوتی تھی اگرچہ ان مجبوریوں سے کسی زمانے میں برطانیہ کی حکومت ایک چھوٹے جزیرے میں محدود سمجھی جاتی تھی لیکن اب ان تیز رفتار وسائل آمد و رفت اور ذرائع خبر رسانی کی وجہ سے وہ تقریباً کل دنیا چھا گئی ہے

جس طرح زندگی کی معمولی باتوں میں انگریزوں نے ان پچاس برس میں ترقی کی اس طرح اس عرصے میں ان لوگوں نے علم اور خیالات کی دنیا میں بھی قدم اٹگے بڑھایا عکس ایسا دیکھنا کہ برقی روشنی، رصد گاہیں، آفتاب اور دیگر ستاروں اور مختلف قسم کی روشنی دیکھنے کے آلات جن کے ذریعے ہماری نیاسیں بننے والیوں کو گورنر میل کے درکے کر کے جلائے۔ ماسیت انوم ہوتی ہے ٹیلیفون جس سے سب سے ایک شخص دوسرے سے پتہ چلے کے ذریعے پر بات کر سکتا ہے اور ان دنوں کو باوجود بعد کے ایک دوسرے کا لب و لہجہ تک بخوبی سنائی دیتا ہے اور سی قسم کی بیسیوں دوسری چیزیں حال ہی میں ایجاد ہوئی ہیں۔ قدیم تاریخی قوموں کے حالات کی تحقیق کر کے ان کے متعلق معلومات کا ذخیرہ ہم پہنچا ہے اور مصری اور سریانی کتبوں کے پڑھنے اور حل کرنے کا طریقہ کل آنے سے امور ماضیہ کا انکشاف ہوا۔ اس کے ساتھ ہی علم الارض اور علم الحیات میں بہت سی نئی نئی باتیں دریافت ہوئیں۔ اس تحقیق میں لیاں ڈارون اور ہربٹ اسپنسر نے دنیا کے دوسرے محققوں پر سبقت کی اور آنے والی نسلوں پر نئی معلومات کا راستہ کھول دیا۔ کتابوں کی کثرت اور ارزانی ہوئی پہلے پہل شہرہ میں ایسے کتب خانوں کی بنیاد پڑی جن میں شہر کے جو باشندے چاہیں روپیہ صرف کرنے کے بغیر لکھنا پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اپنی معلومات وسیع کرنا چاہیں اور جن کو علم کے ذریعے سے حصول مسائل منظور ہو وہ اس ذریعے سے اپنے کو بخوبی لائق و فاضل بنا سکتے ہیں اور کثرت سے مفید اور ضروری علوم کا ذخیرہ بغیر کسی صرف کے دستیاب ہو سکتا ہے۔ اگر آسمان تاریخ کے گرد اور لارڈ میٹلے آفتاب میں تو گرین فزین گارڈنر اور لے کی کو ماہتاب سمجھنا چاہیے۔ اقتصادیات میں جان اسٹورٹ مل اور فاسیٹ نے صحیح اصول قائم کر کے لوگوں کو اس مضمون پر غور کرنے اور نتائج اخذ کرنے کا طریقہ بتلایا۔ عالم فلسفہ میں کارل آسٹل کی یقین ہے کہ جھوٹ سے نفرت کرو اور رسلین فنون لطیفہ کے حسن و خوبی کی قدر کرنی سکھاتا ہے تھیکرے، ڈکسنر، شارلٹ برائٹ اور جارج الیٹ نے افسانہ گوئی میں

کمال کر دکھایا وہ جب چاہیں ہم کو ہنسائیں اور جس وقت چاہیں رلا سکتے ہیں۔  
 نینسی سن اور برونگ نے شاعرانہ جذبات و تخیلات کی اصلی تصویریں کھینچ کر  
 انگریزی زبان کو مالامال کر دیا۔ سپر و سیاحت کی کتابیں بلکہ روزانہ اخبار تک  
 اس طرز سے لکھے جاتے ہیں کہ ان کے مطالعے سے موجودہ نسلوں میں جرأت  
 شوق سیاحت اور اثیار کا مادہ پیدا ہوا اور ان اوصاف میں ان کے بزرگوں  
 نے جو کارنامے چھوڑے ہیں ان کی یاد اُن کے دلوں میں تازہ رہے خوشی کا  
 مقام ہے کہ حقیقت میں ہمارے زمانے کے انگریزوں میں ایسے بزرگوں کی خوبیاں  
 موجود ہیں۔ ٹیوٹانی قوم کا شوق سیاحت ابھی تک برطانوی محققین اور سیاحین  
 کو قطب شمالی اور افریقہ کے ملک متوسط کی سیاحت و دریافت پر آمادہ کرتا  
 رہتا ہے اور جو تکالیف و خطرات پیش آتے ہیں جان پر کھیل کر یہ ان کا  
 مقابلہ کرتے ہیں۔ سر جان فرانک لون اور یوٹنگ اسٹن نے ان ہی کوششوں  
 میں جان گنوائی اور چارلس جارج گارڈن اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ان لوگوں  
 کو ہلاکت سے بچانے کے لیے جن کے ساتھ اس کہ محبت نہیں بلکہ عشق تھا  
 خرطوم کی مہم پر روانہ ہوا لیکن افسوس ہے کہ نہ محصورین کی جان بچا سکا اور  
 نہ خود جان برہوا۔

۱۸۸۷ء میں ملکہ وکٹوریہ کی تخت نشینی کی پچاسویں سالگرہ ہوئی۔ اس واقعے  
 جشنِ جولائی ۱۸۸۷ء کی بڑی خوشیاں منائی گئیں یورپ اور ایشیا کے اکثر  
 سلاطین، شہزادے اور مشاہیر اس خوشی میں ملکہ کے  
 شریک اور لندن میں مہمان آئے تھے ان شاہی مہمانوں کی ہمراہی میں ملکہ معظمہ  
 کا جلوس خانقاہ ویسٹ منسٹر کو روانہ ہوا اور بری وکھری افواج کے نہایت  
 شاندار و پر لطف قواہد کے تماشے دکھلائے گئے۔ مگر اسی سال آئر لینڈ  
 کے ایک شہر مائیکل اسٹن میں مضموں نے بلوا کیا اور ٹرافل گرا اسکوائر ڈرافل گر  
 کی فتح کی یادگار میں لندن کا ایک چوک اس نام سے منسوب کیا گیا ہے، میں  
 سیاسی شورش کرنے والوں نے جلے گئے۔

۱۸۸۸ء میں ایک قانون کے ذریعے سے انگلستان اور ولز میں مجالس اضلاع



جیالہ اضلاع

(کوئٹی کونسلوں) کا طریقہ رائج ہوا اور اُس کے بعد کچھ مدت میں حلقہ اور پیرش کی مجلسوں کا اجرا ہوا جس کے سبب سے اب ملک کا ہر ایک حصہ اپنا انتظام آپ کرتا ہے اور اس طرح ملک کے ذیلی اور تغذیہ ایلی انظامات پارلیمنٹ سے لے کر اُس کا ہاتھ بٹاتا ہے۔

۱۸۷۱ء میں پارلیمنٹ کے آئرشانی فریقے میں سخت پھوٹ واقع ہوئی مسٹر پارنل اور اُس کے ساتھیوں پر اخبار رٹائمر نے سخت الزامات لگائے تھے اس کی تحقیقات کے لیے ۱۸۷۱ء میں ایک کمیشن جاری ہوا اور اُس کا ایک رپورٹ کی ۱۰۰ کا ممبری سال تک اجلاس ہوتا رہا بعض الزامات صحیح اور بعض غلط ثابت ہوئے۔ لیکن ۱۸۷۹ء کے اختتام پر مسٹر پارنل طلاق کے

ایک مقدمے میں پھنس گئے جس کے سبب سے مسٹر گلیڈ اسٹن اور نان کن فرسٹ فریقے نے جو اُن کے حامی تھے ساتھ چھوڑ دیا بلکہ خود اُس کے پیروؤں میں اختلاف ہو جانے سے دو جدا گانہ فریقے بن گئے ایک معتقدین پارنل اور دوسرا معتقدین پارنل کے لقب سے موسوم ہوا اور اُس کے چند روز بعد دارالعوام کی گھنٹی کے گمرہ نشان (۱۵) میں اس دوسرے فریقے کے ارکان نے سخت بحث و مباحثہ کر کے اپنی صدارت کے لیے مسٹر جین میک کارتھی کا انتخاب کیا۔ مسٹر پارنل کا انتقال ۱۸۹۱ء میں ہوا اُس کا زمانہ تھا کہ آئرستانی فریقے کا زور ٹوٹ گیا۔

مسٹر گلیڈ اسٹن کا ماہ اگست ۱۸۹۲ء میں حکومت پر آنا تھا کہ مسئلہ ہوم رول چھڑ گیا اور اس مرتبہ گلیڈ اسٹن نے چالاک کی یہ کہ مسودہ ہوم رول کو چند اجزا میں پیش کیا اور ان پر جلد بحث کو منقطع کرنے والے قاعدے کے ذریعے گلیڈ اسٹن کی آخری دارالعوام سے بھرپور مسودہ منظور کرایا۔ لیکن جب یہ دارالعوام وزارت از ۱۸۹۳ء کے سامنے آیا تو اُس کو ایک رائے کے مقابلے میں دس رایوں سے شکست ہوئی۔ اس بنا پر پارلیمنٹ برخواست

۱۸۹۳ء

ہوئی اور فرقہ جدت پسند نے ملک کو بہت کچھ دارالامرا کے خلاف اکسایا اور سیاسی بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کی لیکن نتیجہ اس کے برعکس نکلا

اور قوم کا بڑا حصہ اسی بات سے خوش ہوا کہ ہوم رول کی نسبت ملک میں کسی قسم کی سرگرمی اور جوش نہ پیدا ہو سکا۔ بہر حال مسٹر گائیڈ اسٹن نے اس ضمن میں پر سب سے آخری دفعہ یکم مارچ ۱۸۹۲ء کو تقریر کی اور ۱۹ مئی ۱۸۹۲ء کو سقر اثر اختیار کیا۔

اس کے بعد کچھ اور ایک سال لارڈ روزبری کے ہاتھ میں زمام حکومت رہی اور سر ولیم ہارکورت نے زیادہ سنگین رسوم خونی کے قانون کو ۱۸۹۲ء میں جاری کرایا۔

۱۸۹۵ء میں پارلیمنٹ کا عام انتخاب ہونے سے لارڈ سلسبری حکومت پر واپس ہوا اور مسٹر آرتھر بلیفر دارالعوام کا صدر بنیا۔ یہ وزارت ملک کی بادشاہی لارڈ سلسبری ۱۸۹۵ء کے اختتام تک باقی رہی کیونکہ ۱۸۹۵ء کے انتخاب میں بھی فرقہ قدامت پسند کو غلبہ رہا۔ اسی حکومت کے عہد میں ۱۸۹۵ء میں آئرلینڈ کے لیے قانون حکومت مقامی نافذ ہوا۔

اس اثنا میں انگلستان میں معدنی کوئلہ، گیس اور انجینئرنگ کی تجارتوں میں کئی بار بڑی ہڑتال ہوئی اور وراثت تحت و تلج میں کچھ ترمیمات ۱۸۹۶ء میں انفلوینزا کی وبا انگلستان میں پھیلی ہوئی تھی اسی سال دلی عہد کے بڑے بیٹے ڈیوک آف کلیرنس کا اسی مرض سے انتقال ہوا۔ چونکہ ڈیوک موصوف ناکھدا اولاد دنیا سے گیا اس لیے اس کا بھائی ڈیوک آف یارک جو دلی عہد کا دوسرا فرزند تھا باپ کے بعد وراثت حکومت قرار پایا اور اُسکی ڈیوک آف یارک کی ماہ جولائی ۱۸۹۳ء میں شہزادی ہیری سے جو ڈیویژ آف میک شادی ۱۸۹۳ء کی دختر تھی شادی ہوئی۔ ان شاہی دولہا و دولہن کے مشکوئے معلیٰ میں تباریخ ۲۳ جون ۱۸۹۳ء شہزادہ ایدورڈ تولد ہوا۔

متوسط طبقے کے اکثر لوگوں نے بامید نفع و داپسی رقم اپنا اند وختہ روپیہ لیبر ٹیمپنی میں لگایا تھا اور جب ۱۸۹۲ء میں اس راز کا انکشاف ہوا کہ کمپنی مذکر کی ہستی سراب سے زیادہ نہیں اور اس کے کاروبار پر وال گیلیہ تو انگلستان میں

لیبرٹ کمپنی کی غازی اس خبر کو سن کر خاندان کے خاندان تباہ ہو گئے۔ کمپنی کا ڈائرکٹر و صدر منظم (مشرع) بلیفر جنوبی امریکہ فرار ہو گیا اور بالآخر اس کو گرفتار کر کے لائے اور قید بامشقت کی سزا دی۔

انیسویں صدی کے آخری دور میں جو مفید قوانین بنے ہیں ان میں سب سے زیادہ فائدہ رساں قانون وہ ہے جس کے نفاذ نے تمام سلطنت میں خط کا محصول ایک مینی قرار پایا۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سر ولیم ڈیل نے اس مبارک کام کی ابتدا کی اور صرف ریاستہائے متحدہ میں خط کا محصول برطانوی سلطنت میں ایک مینی مقرر ہوا تھا لیکن مٹربینی کریمین کی ان تھاک خط کا محصول ایک کوششوں نے اس نعمت سے دوسرے برطانوی مقبوضات اور مملکت ہند کو بھی تباریخ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۰ء ایک قانون مینی مقرر ہونا نافذ کر کے مستفید کیا۔

بحال انیسویں صدی کی تقدیر میں تملع و امن کے ساتھ ختم ہونا نہیں لکھا تھا۔ ملکہ کی بادشاہی کے ساٹھ سال گزرنے پر ۲۲ جولائی ۱۸۹۷ء کو دوسرا جشن جولائی ۱۸۹۷ء دو سرا جشن جولائی منایا گیا اس مرتبہ بھی ملکہ کی سواری کا لندن میں شانانہ جلوس نکلا اور قبل اس کے کہ قصر بنگلہم سے جلوس روانہ ہو

ملکہ و محدودہ نے اپنی وسیع سلطنت کے ہر حصے کو جہاں جہاں سے مبارکباد کے تار آئے تھے اپنا تشکر و امتنان ذیل کے الفاظ میں روانہ فرمایا میں اپنی کل رعایا کا دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں، ان سب پر خدا اپنی خیر و برکت نازل فرمائے۔“

چونکہ اس مرتبہ سلاطین و رؤسا نہیں مدعو کئے گئے تھے بلکہ برطانوی سلطنت کے مختلف حصوں سے دہاں کے قائم مقام طلب ہوئے تھے نوآبادیوں کے وزرا کینڈا، آسٹریلیا، نیوزیلینڈ، تسمانیا اور علاقہ راس امید کے فوجی رضا کار ہند و افریقہ کی دیسی پلیٹیں اور نیوزی لینڈ کے میوری لوگ ملکہ موصوفہ کی رکاب میں بوقت جلوس موجود تھے اور جب جلوس سینٹ پال کے گرجا کو پہنچا تو کیرالین ملکہ نے توقف کیا اور گر جا کے زینوں پر بیٹھی ام بی بی رائے صاحبہ کی

نفسہ سرائی ہوئی بعد ازاں قومی راگ گایا گیا اور پھر مجمع منتشر ہو گیا۔ اس جشن کے چند سال بعد جب برطانیہ عظمیٰ اور اس کی ملکہ کی ایک دفعہ کے سبب سے ہتک حرمت ہوئی تو لوگوں کو جشن جوہلی پر غور کرنے کا موقع ملا اور وہ فطرۃً اس نتیجے پر پہنچے کہ جوہلی کے موقع پر سلطنت کے مختلف حصص کے قائم مقاموں کا ایک جگہ جمع ہونا گویا اس اتحاد و رفاقت کا پیش خیمہ تھا جس کی ضرورت پیش آنے والی تھی۔ ۱۷۹۶ء میں مسٹر آرتھر بلیفر نے بمقام مجلس کو تقریر کرتے ہوئے ان الفاظ میں پیشین گوئی کی تھی۔ ”جب کبھی انگلستان کی جان کے لالے بڑ جائیں اور وہ دشمنوں کے مقابلے کے لئے تلوار اٹھائے تو میں اس امر کی پیشین گوئی کرنے پر آمادہ ہوں کہ اہل اسکاٹ لینڈ، انگلستان اور آئر لینڈ اپنی علیحدہ قومیت کو بھول جائیں گے اور خواہ وہ اُس جزیرے میں رہتے ہوں یا برطانوی نوآبادیوں میں جو ہمارا مائے ناز و افتخار ہیں بغیر کسی فرق و امتیاز کے آپس میں شہر و شکوہوں گے اور سلطنت کے ہر ایک حصے سے خطے کا سبب کرکریں گے۔ ان تینوں قوموں کا ایک متنفذ بھی ایسا نہ ہوگا جس کو اس اتحاد و یکجہتی سے الفت نہ ہو اور جب وقت پڑے تو ہم سب ایک ہو کر دشمن کو دفع کریں گے۔“

یہ تقریر اُس موقع پر کی گئی تھی جب اہل برطانیہ پر جنوبی افریقہ میں مصائب کا آسمان ٹوٹ پڑا تھا۔ اس جھگڑے کے سمجھانے کے لئے ہم کو ۱۸۰۵ء اور اُس کے بعد کے چند واقعات بیان کرنے ہوں گے۔ اُس سال ڈچ لوٹروں نے جو دریائے وال کے شمالی ملک میں آباد تھے اور جس کے ملک ٹرانسوال

سبب سے خطہ مذکور ٹرانسوال کہلاتا ہے زولو قوم کی یونٹوں سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے کو برطانیہ کی حمایت میں دے دیا۔ اسیلئے ٹرانسوال بھی سلطنت برطانیہ کا ایک جزو بن گیا۔ لیکن ۱۸۷۸ء میں جب انگریزوں نے زولو قوم پر فتح پائی اور بوٹروں کو اُن کا خوف جاتا رہا تو اُن لوگوں نے پھر اپنے کو خود مختار بنانا چاہا اور اس نیت سے انگریزوں کی جو قلیل فوجیں قلعوں میں تھیں اُن کو محصور کر لیا۔ اس خبر کے پاتے ہی سر پورم رائے کالی اپنے

لشکر کے ساتھ نیٹال سے محسوریں کو رہا کرنے کے واسطے ٹرانسوال پہنچا لیکن اُسکے پاس اس قدر فوج نہیں تھی کہ وہ بوٹروں کا قلع قمع کر سکتا بلکہ اسے ۲۷ فروری ۱۸۹۷ء کو بمقام کوہ منیجو بازمیت اٹھانی پڑی۔

مسٹر کلید اسٹن کو حکومت پر واپس ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ یہ واقعہ پیش آیا اور اس شکست کے چند ہفتوں کے بعد یعنی مارچ کے مہینے میں انھوں نے ٹرانسوال بوٹروں کو واپس توڑے دیا لیکن ملک کی صدارت کو ملک کے ہاتھ میں رکھا اور شرط کی کہ کل گورے باشندوں کے مساوی حقوق ہوں گے ایک گوری قوم کو دوسری گوری قوم پر لمبا ظ حقوق فضیلت نہ ہوگی۔ وزیر اعظم کی اس نرم پالیسی کو تند خوا اور مکار بوٹروں نے انگریزوں کی کمزوری پر محمول کیا اور اس وقت سے انگریزوں کو بوٹروں کی نظر سے دیکھنے لگے۔

اس کے بعد جو چند سال گزرے ان میں دو بڑی کمپنیوں نے افریقہ افریقہ کی سند یافتہ میں تجارت کرنے کے لئے سند حاصل کی سیسل روڈز کی کمپنیاں صدارت میں دی برٹش سوتھ افریکن کمپنی جماعت تجارت افریقہ جنوبی) نے ۱۸۹۷ء میں دو مقام بیٹاہلے (Matabele) اور شونالینڈ

(Mashonaland) فتح کیے۔ دی سنٹرل سوتھ افریکن کمپنی جماعت تجارت افریقہ جنوبی نے ۱۸۹۷ء میں زیمبیزی کے پار اور جمبیل نیا سا کے مغرب میں جو زمین ہے اُس پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۹۷ء میں حکومت برطانیہ نے ان نو آبادیوں کو اپنی حمایت و حفاظت میں لیا۔ اس کے بعد کچھ مدت امن و چین میں بسر ہوئی لیکن سونے کی کانیں جو ۱۸۹۷ء میں برٹویہ یا شے قریب برآمد ہوئی تھیں اُن کے سبب سے جو انبرگ کے نام سے اُس مقام پر ایک بڑا شہر آباد ہو گیا اور یہ برطانوی اور دوسری قوموں کی معدنی کمپنیوں کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ یورپ خصوصاً برطانیہ سے جو لوگ آکر یہاں آباد ہوئے تھے اُن کو بوٹروں کی نظر سے دیکھتے تھے اور اُن کا نام اوٹ لینڈرز یا آئیٹ لینڈرز (Outlanders or uitlanders) بیرونجات کے رہنے والے) یعنی پردیسی رکھا تھا۔ بوٹروں کی حکومت نے اُن بوٹروں کو اپنے اُن کے شہریوں کے مساوی حقوق دینے سے انکار کیا اور اُن پر

بہت سنگین محصول لگادیئے

اس بنا پر ۱۸۹۵ء میں ”پریسیوں“ نے ایک جماعت اصلاح قائم کی اور جیمس کی چڑھائی ڈاکٹر جیمس سے جو برٹش سوسائٹی آفریکن کمپنی کا ایک معزز افسر تھا امداد طلب کی۔ جیمس اپنے ہمراہ ۵۰۰ سواران کو وائی ۱۸۹۵ء کی جمعیت نے کرطالبان امداد کے حقوق کی حفاظت کرنے

کے لیے ٹرانسوال میں داخل ہوا جیمس کو بمقام کروگرز ڈراپ شکست کھانی پڑی اور مشرکروگر نے جو ٹرانسوال کا میر مجلس تھا جماعت اصلاح کے سربراہ اور وہ لوگوں کی باضابطہ تحقیقات کر کے ان کے لیے سزائے موت تجویز کی اور بعد ازاں بعض تحقیقات و سزا دہی برطانوی حکومت کے حوالہ کر دیا۔

پریسیوں کی اس سخت نادانی و لغزش کے سبب سے وزیر نوآبادیات مسٹر جمبر لین کو سخت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اور فرقہ انتہا پسند کے عناد سے وزیر موصوف کی مشکلیں اور بھی بڑھ گئیں اس تلخ کانی کا سبب یہ تھا کہ ۱۸۹۶ء میں جمبر لین نے فرقہ مذکور سے اپنے کو علیحدہ کر لیا تھا۔ بہر حال جیمس اور اس کے ساتھیوں کو تحقیقات ہونے کے بعد سزائے قید تکبنتی پڑی اور اس کے بعد کروگر پریسیوں پر چار سال تک سنگین محصول عائد کرتا اور منہ الم ڈماتار لہ۔ ان لوگوں نے دق ہو کر مارچ ۱۸۹۹ء میں ملکہ کی حضور میں عرضی دی کہ لکھ موصوف ٹرانسوال کی صدر ہونے کی حیثیت سے اپنے اختیارات پر عمل کر کے ان کی مدد فرمائیں۔

سر الفریڈ ملز کی جانب سے جو اس امید کے علاقے کا الٹی کشنر (صوبہ دار) تھا اس پر قرار رکھنے کے لیے ہر ایک قسم کی کوشش عمل میں لائی گئی لیکن کروگراد خود مختار ریاست آرنج کے میر مجلس اسٹن نے جو چند سال پہلے سے جنگ کی تیاریاں کر رہے تھے اور جن کو امید تھی کہ برطانیوں کو جنوبی افریقہ سے نکالنے میں کامیابی ہوگی سرگز نہ مانا۔ اس پر بھی تباہ کنچہ جون ۱۸۹۹ء معاملات کو سلجھانے کے لیے فریقین کے درمیان بمقام فورم ناٹین ایک کانفرنس ہوئی جس کا نتیجہ نکلا۔ حکومت برطانیہ اور ٹرانسوال کے درمیان ابھی مراسلت جاری تھی اور

ہندوستان سے فوجیں نیٹال کی حفاظت کے لئے روانہ ہو رہی تھیں کہ ۹ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو دونوں میر مجلسوں نے ملکہ کے نام ایک تہنک آمیز بوٹیوں کا الٹی ٹیم | آخری پیام (الٹی ٹیم) روانہ کیا کہ انگریزی فوجیں نیٹال میں بھیجنا اور اُس کے ساتھ ہی نیٹال پر حملہ کر دیا۔ سب سے پہلی لڑائی بمقام کلینکو ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو ہوئی بعد ازاں

ایلیٹڈز لاسٹے اور نکل سن تک ۲۰۔ اور ۳۰ اکتوبر کو معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ سر جارج وائٹ تو اپنی فوج کے ساتھ سپاہیوں کو کرلیڈی اسمتھ میں محصور ہوا مگر کرنل بیڈن پاول کو میفلنگ میں اور کرنل ٹیک وچ کو مع سٹرسیل روڈز کمبری میں بوٹیوں نے بند کر دیا۔

اگرچہ لارڈ میتھیون نے ان آخری دو مقاموں تک اپنے کو پہنچانے کی بہت کوشش کی اور حصول مدد کے لئے ۲۳ نومبر کو بل منٹ ۲۴ کو گراسین اور ۲۸۔ کو دریائے ماڈیر لڑائی لڑے لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ جنرل گیائے کر نے ۲۹۔ دسمبر کو بمقام اسٹارم برگ اور ۱۱۔ دسمبر کو میتھیون نے بمقام میگز فائین ہز میت اٹھائی۔ نیٹال کے علاقے میں انگریزوں کی کثیر تعداد فوج تھی اور اس کا سپہ سالار اعظم جنرل ریڈورس بلر تھا جس کو تباریخ ۱۵۔ دسمبر بمقام کلینکو اپنے مرکز سے ہٹنا پڑا اور اس معرکہ میں لارڈ ربرٹس کا اکلوتا فرزند کام آیا۔ بہر حال ایسے وقت میں جبکہ اہل برطانیہ تباہ جنگ سے مایوس ہو گئے تھے اور عنان استعمال ابھی ان کے ہاتھ سے نکلی نہ تھی کہ ستمبر ۱۸۹۶ء کی شبیہ گوئی بالآخر ظاہر ہو گئی۔ نہ صرف ایسے انگریز، اہل اسکاٹ لینڈ اور وہ آئرلینڈ کے لوگ جو ریاست ہائے متحدہ میں رہتے تھے خط کار زار پرہینچے اور برطانیہ کی شان قائم رکھنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے بلکہ کینڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، متانیا اور ہند میں جس قدر گورے لوگ آباد تھے ان میں نے برطانیہ کی مدد کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ انگریزی جھنڈے کے نیچے جمع ہوئے اور جنوبی افریقہ کی مہم میں شریک ہونے کے لئے کہرام مچا دیا۔ برطانوی رعایا کی کیدی اور وفاداری کے متلاطم سمندر نے ہند کے ایسی باشندوں میں بھی جوش پیدا کر دیا

روانگی افریقہ اور شرکت جنگ کی ان لوگوں نے بھی درخواست کرنی شروع کر دی لیکن انگریزی حکومت نے ہندیوں کو اس لیے لڑائی پر روانہ کرنا مناسب نہ جانا کہ مبادا یورپ کی جانب سے افریقہ کے دیسی باشندے انگریزوں کے مقابلے پر ہتھیار اٹھائیں۔ اس بنا پر ہندوستانی روڈ سا کو صرف گھوڑوں اور ذخائر جیٹ سے مدد کرنے کی اجازت دی گئی اور اس طرح ہندیوں کو اپنے جوش عقیدت و وفاداری کے اظہار کا موقع ملا۔

اس میں شک نہیں کہ جب ضعیف ملکہ کو اپنی رعایا کی وفاداری اور حُب وطن کے جوش کی اطلاع ملی ہوگی تو وہ وقت اُس کے واسطے نہایت فخر و مباہات کا ہوگا لیکن وہ اپنی سپاہ کی ہلاکت پر خون کے آنسو بہاتی تھی بہر حال ملکہ مدد دہنے لارڈ رابرٹس کو طلب فرمایا اور بحیثیت سردار اسٹاف لارڈ کچنر کو اُن کے ہمراہ کیا۔ ان میں سے پہلا تو انگلستان سے اور دوسرا سوڈان سے جہاں اُس کو فتح پر فتح حاصل ہو رہی تھی فوراً جنوبی افریقہ روانہ ہوا اور لارڈ رابرٹس نے اس امید کی سرزمین پر پہنچتے ہی ۱۰ جنوری سن ۱۸۹۹ء کو فوج کی کان ملی۔

اگرچہ بوئر لوگ ملک کی حالت سے بخوبی واقف اور انگریز نادان واقف تھے پھر انگریزوں کو رسد کے پہنچانے اور آلات حرب و ذخائر سامان کے حمل و نقل میں سہ اور ٹیلیوں کے سبب سے بہت دشواری تھی لیکن لارڈ رابرٹس کو میدان کا بڑا پتہ چھ مہینے بھی نہیں ہوئے تھے کہ لڑائی کا رخ بدل گیا۔ اُس کے ساتھ ہی ہکو اس امر کا بھی اعتراف کرنا چاہیے کہ ۲۳ جنوری سن ۱۸۹۹ء کو بمقام اسپین کا پ انگریزوں کا ایک بہت بڑا لشکر ضائع ہوا مگر اس نقصان سے بعد میں بہت فائدہ ہوا چنانچہ ۵ فروری کو کمبری کا محاصرہ اٹھ گیا اور ۲۷ فروری کو بوئروں کے جرنل کراچی نے اپنے کو مح فوج بمقام یارڈی برگ لارڈ رابرٹس کے حوالے کر دیا ۲۸ فروری کو انگریزی فوج نے لیڈنہی اسمتھ کے محاصرے کو اٹھایا بلوم فیلڈ پر ۱۳ مارچ کو قبضہ ہوا اور میفلنگ سے ۱۷ مارچ کو محاصرہ اٹھا جب برطانوی لوگوں کو جواز نہ محاصرہ کے آلام و مصائب میں صبر و تحمل سے کام لے رہے تھے دشمنوں کے ہاتھ سے رہائی پانے کی اطلاع ملی تو مار کے خوشی کے دیوانے ہو گئے



۱۸۳۱ء کی کوخود مختار ریاست آئرلینڈ کا سلطنت برطانیہ میں الحاق ہوا اور اس کا نام نوآبادی دریائے آئرلینڈ قرار پایا۔ اس کے بعد انگریزی فوج اندرون ملک بڑھی اور ۳۰ مئی کو اس نے جوائنس برگ اور ۵ جون کو پریٹوریہ پر قبضہ کیا مجلس کروگر پائی تخت سے فرار ہو کر کومالی پورٹ کی ایک ریل گاڑی میں کچھ دنوں چھپا رہا اور وہاں سے علی ڈیلا گواروانہ ہو کر اکتوبر کے مہینے میں یورپ جانے کے لیے جہاز پر سوار ہو گیا پہلی ستمبر ۱۸۳۹ء کو ٹرانسوال کا الحاق ہوا اور ڈرہارٹس جنوبی افریقہ میں لارڈ دلزلی کی حکم سپہ سالار اعظم بننے کے لیے انگلستان روانہ ہوا اور لارڈ کینز کو بوٹروں کے ساتھ تکلیف دہ خفیف لڑائیاں سر کرنے کے لیے ٹرانسوال میں چھوڑا اور ان حیران کرنے والی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کا سلسلہ دوسرے سال کے موسم بہار تک جاری رہا، آخر کار جب بوٹروں کو معلوم ہو گیا کہ مزاحمت اور مقابلہ بے سود ہے تو ان لوگوں نے اطاعت قبول کر لی اور تاریخ ۳۱ مئی ۱۸۳۹ء بمقام پریٹوریہ صلح نامے پر دستخط کر دیئے۔

ابھی افریقہ میں حالات کی پوری طرح اصلاح نہیں ہوئی تھی کہ چین میں جھگڑا شروع ہو گیا ایک عرصے سے اس ملک کی حالت ناقابل الطمیان تھی چونکہ یورپ کے دل عظمیٰ کو چین میں اپنے سیاسی اثرات اور تجارت کے زائل ہو جانے کا اندیشہ تھا اس لیے روس، جرمنی، فرانس، برطانیہ اور اٹلی نے چین کی چین میں خوں ریزیاں | قیصرہ پر جو اپنے صغیر فرزند کے نائب کی حیثیت سے حکمراں تھے اپنے دعووں کا دباؤ ڈالا۔ ملکہ عیار اور بہن عورت تھی اور یورپین لوگوں کو ملک سے خارج کرنا چاہتی تھی۔ اس نے باغیوں کی ایک بڑی جماعت تیار کی جو بالکسر کہلاتے تھے درپردہ مدوکری شروع کر دی اور یہ بالکسر اس قدر جی و فدا رہ گئے کہ یورپین خصوصاً مشن کے پادریوں کا خون ۱۸۹۰ء میں قتل عام کر دیا۔

امیر البحر سمور نے آپسکین پہنچنے کی کوشش کی لیکن بالکسروں کے زبردست انہوہ کے سامنے اس کے لشکر کے قدم اٹھ گئے اور وہ چھوٹا چھپے ہوئے آباجرمن سمیر یامن سے واپس ہوا تھا کہ راستے میں قتل کر دیا گیا اور خبر شہر ہوئی کہ کل یورپین

سفارت خانے بر باد کر دیئے گئے۔ یورپ کی ان پانچوں سلطنتوں نے اپنی اپنی فوجیں سفارت خانوں کی حفاظت کے لئے روانہ کیں اور اُس تلے میں ۱۵۔ اگست ۱۹۱۴ء کو افواج متحدہ نے سپکین کو فتح کر لیا اور معلوم ہوا کہ سفارت خانے صحیح و سالم ہیں اور وہ اپنے آپ کو بچا سکتے تھے۔ اگرچہ سپین حکومت نے باغیوں کے سرغنوں کی سزا دی اور نقصانات کی تلافی کے بہت کچھ وعدے کیے لیکن ان کا ایسا نہایت بے دلی اور تساہل سے کیا گیا اور والد رسی کے کاؤنٹ کو جو تمام افواج کا سپہ سالار تھا شرائط کی تعمیل کرانے میں بڑی بڑی جتیں اٹھانی پڑیں۔

اسی سال اٹانٹی میں ایک دوسری جنگ چار مہینے تک ہوتی رہی اس لڑائی کا سبب یہ ہوا کہ انگریزی حکومت نے ”زرتیں چوکی“ کا جو وہاں کی دیسی حکومت کی علامت تھی سراغ لگانا چاہا جس کے سبب سے دیسی نایا جنگ اٹانٹی ۱۹۱۴ء نے برہم ہو کر حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ باغیوں نے سر فریڈرک اور لیڈی ارج سن کو بمقام گناسی محصور کیا اور ان کے ساتھ جو ۶۰۰ دیسی سپاہ کا دستہ تھا ان میں سے اکثر کو درغلان کراہی طرف کر لیا جس کے سبب سے صرف ۱۰۰ دیسی سپاہی اور کپتان بشپ ان کے مقابلے کے لئے باقی رہ گئے غرض اس جنگ کو کامیابی سے ختم کرنے میں چار مہینے صرف ہوئے اب ہم رزم سے رزم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور چند ایسی باتیں سنائیں گے آسٹریا کی جمہوری حکومت جس سے طبعیت شگفتہ ہو۔ سب سے پہلے آسٹریا کی حکومت جمہوری (کامن ویلتھ) کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ملکہ کا

اعلان اس کے متعلق ۱۸۔ ستمبر ۱۹۱۴ء کو شائع ہوا لیکن اُس پر عمل حکم جمہوری ۱۹۱۴ء سے شروع ہوا تھا یعنی یہ کہ آسٹریا میں سات نوآبادیاں تھیں دیکھو (صفحہ ۲۶۹) آسٹریا، یوگوسلاویہ اور آسٹریا کی پانچ ریاستیں۔ لیکن جب دوسری قوموں کا بحران کابل میں تہہ تیغ تسلط ہوتا گیا تو آسٹریا کی پانچوں ریاستوں کو بھی آپس میں اتفاق بڑھانے اور سیاسی معاملات کو مکمل انجام دینے کی رفتہ رفتہ ضرورت پیدا ہوتی گئی۔ اس بنا پر ۱۹۱۴ء میں ایک مجلس متفقہ کا

وجود ہوا لیکن اختیارات نہ ہونے کے سبب سے اُسے اُن ریاستوں کو مستحق کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ بعد ازاں ۱۸۹۱ء میں اس بات کی تحریک ہوئی کہ ایک مرکزی پارلیمنٹ کے قیام کے متعلق ایک مسودہ قانون مرتب ہونا چاہیے اور آسٹریلیا کی کل ریاستوں نے رفتہ رفتہ اس ضرورت کو تسلیم کر کے مسودہ مذکور پر رائے دینی کی جس کی تائید میں اسی ہزار آرکا غلبہ رہا۔ آسٹریلیا کی کل ریاستوں کے معاملات ڈاک، تار برقی، ریلوے اور سیرونی حلوں سے تحفظ ملک کا انتظام اس پارلیمنٹ کے سپرد ہے۔ ابتدا میں طے پایا تھا کہ تمام امور قانونی کا آخری تصفیہ جن کو قانون بن الاقوامی سے تعلق نہ ہو آسٹریلیا میں ہی ہونا چاہیے لیکن اس میں خرابی یہ بھی کہ انگلستان کی عدالت عالیہ اور اُس کے بادشاہ کے حضور میں آسٹریلیا کے قانونی معاملات کا مراجعہ نہیں ہو سکتا تھا اس لیے موسم میں ترمیم ہو کر قرار پایا کہ آسٹریلیا کے جس کسی باشندے کو دہاں کی آخری عدالت کے فیصلے سے ناراضی ہو وہ شہنشاہی عدالت میں مراجعہ کر سکتا ہے لیکن اغراض مملکت کے لیے آسٹریلیا کی پارلیمنٹ آخری عدالت مراجعہ متصور ہوگی۔ پارلیمنٹ مذکور دو حصوں میں مشتمل ہے، مجلس ادنیٰ (لوڈز ہوس) اور مجلس علیا (سینٹ) پہلی مجلس کے ارکان کا مختلف حلقوں کے رائے دینے والے انتخاب کرتے ہیں اور اُس کے اجلاس کی مدت تین سال ہے۔ دوسری مجلس ہر ایک ریاست کے چھ نمائندوں پر مشتمل ہوتی اور چھ سال اجلاس کرتی ہے۔ ایک گورنر کے ذریعے سے تاج برطانیہ کی نیابت ہوتی ہے لارڈ ہوپ ٹن پہلا شخص تھا جو آسٹریلیا کا گورنر مقرر ہوا۔ یکم جنوری ۱۹۰۱ء سے کامن ویلتھ کا نفاذ ہوا۔ یہ اپنی طرز کی پہلی حکومت ہے جو ایک پوری تعلیم کے لیے قائم ہوئی ہے۔ اب وقت آگیا تھا کہ انگریزوں کی ہر دل عزیز ملک ہمیشہ کے واسطے ان سے مفارقت کر جائے یا وصف کبریاں اور ضعف کے جنگ کے زمانے میں ملک اپنے فرائض منصبی کو نہایت حرات و ہمت سے انجام دیتی رہی اور اپریل سن ۱۹۱۷ء میں آسٹریلیا بھی ہو آئی جہاں لوگوں نے نہایت سرگرمی اور اشتیاق سے اُس کا استقبال کیا لیکن سال نو کے آغاز کے ساتھ ملک کی ثقافت بڑھنے لگی چنانچہ

ملکہ وکٹوریہ کی وفات  
۲۱ جنوری ۱۹۰۱ء

۱۸۔ جنوری کو ملکہ کے فریش مرنے کی سرکاری اطلاع شائع ہوئی اس خبر کا سننا تھا کہ جرمنی کا شہنشاہ اپنی تاج پوشی کے جلسوں اور شہنوں کو موقوف کر کے سرایمہ لندن میں اپنی نانی کے بستر بیماری کے سر جانے جا پہنچا۔ ۲۱۔ جنوری کی شام میں برطانیہ کی ملکہ عظمیٰ نے جسکا بستر مرگ اولاد اور اولاد کی اولاد سے گھرا ہوا تھا اقلیم آخرت کی طرف کوچ کیا، ولی عہد کا لقب ایڈرڈ ہفتم قرار پایا اور ۲۴۔ جنوری ۱۹۰۱ء کو اس کی شاہی کالندن میں جلوس بکھلا گیا۔ غریب سے غریب آدمی نے بھی ملکہ کے سوگ میں ماتمی لباس پہنا اور لوگ سو گھمبیں سے لندن تک راستے کے دور وید جنازے کی ریل گاڑی کے دیکھنے کے لیے کھڑے ہوئے تھے۔ ڈبلن کی گلیوں میں ایک دل پرائز کرنے والا واقعہ پیش آیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملکہ سے اسکی رعایا کو کس قدر محبت تھی سڑک کے پیدل چلنے والوں کے راستے پر ایک بڑا شہتار پڑ ہوا تھا جس پر بچہ علی "وفات ملکہ وکٹوریہ" لکھا تھا۔ ایک کمن بازاری اور چیتھڑے لگائے ہوئے لڑکے کی نظر کا ایک اس اشتہار پر جا پڑی وہ فوراً ٹھہر گیا اور اشتہار کو بنوڑ دیا اسکے بوچھل چاپ ایک کلفروش لڑکی تک پہنچا سے ایک بی بی دی اور بنفشہ کا ایک چھوٹا گلہ سہ خریدا اور اُس کو آہستہ سے لا کر اور راہ رووں کی نظر بچا کر اشتہار کے لفظ وکٹوریہ پر رکھ دیا اور خود سرگ گیا گویا کہ اُس نے اپنے ذہن میں ملکہ کی قبر پر پھول چڑھائے۔ ایک نا سمجھ اور کمن لڑکے کے جوش عقیدت سے اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ کل تو ملکہ آجہالی سے کس قدر عقیدت رکھتی تھی۔

# باب بست و ہفتم

جمہوریت کی ترقی

ایڈورڈ ہفتم از ۱۹۰۱ء تا ۱۹۱۰ء

جارج پنجم از ۱۹۰۱ء

تاریخ نم۔ ۱۔ فروری ۱۹۰۱ء شاہ ایڈورڈ ہفتم نے معیت ملکہ الکزانڈرا اپنی سب سے پہلی پارلیمنٹ کا افتتاح کیا اس وقت بھی لارڈ سالسبری وزیر اعظم تھا اور دارا احوام تحت لٹینی کا خطاب ایک صدارت مشیپلر کے ہاتھ میں تھی۔ اسی سال مارچ میں ڈیوک اور ڈچیز آف یارک نے اپنا شہر اور طویل بحری سفر برطانوی مقبوضات ماوراء البحر میں شروع کیا، اور جولائی میں اس لقب کا بادشاہ کے خطابات میں اضافہ کیا جس کے بعد ذیل کے الفاظ میں بادشاہ کے خطابات لکھے جانے لگے۔ وہ ایڈورڈ ہفتم بادشاہ حکومت خدا داد مملکت متحدہ برطانیہ عظمیٰ و آئرستان و برطانوی مقبوضات ماوراء البحر، محافظہ دین (پروٹیسٹنٹ) قیصر ہند ۱۹۰۱ء۔ نومبر ۱۹۰۱ء کو بادشاہ نے ڈیوک آف یارک کو خطاب ولی عہد برطانیہ سے سرفراز کیا۔

۲۴۔ جون ۱۹۰۱ء تاج پوشی کے لیے مقرر ہوئی تھی اور اس کی رسم اور

جشن کے متعلقہ بڑے ترک و انتظام سے ادا ہونے والے تھے

تاج پوشی

۹۔ اگست ۱۹۰۲ء کہ بادشاہ دفعۃً بیمار ہوا اور اس پر ایک خطرناک آپریشن

عمل پایا، مگر نا پڑا جس کے سبب سے تاج پوشی اتنی گرہ لگی

بہر حال بادشاہ کو جلد صحت ہوئی اور تاج پوشی کی رسم مکمل طور پر ۹۔ اگست کو عمل میں آئی

اس موقع پر دو مزید خطابوں کا اضافہ ہوا آرڈر آف میرٹ (انتخاب قابلیت کا خطاب)

اور امپیریل سروس آرڈر (شہنشاہ کی خدمت کے بحالانے کا خطاب) پہلے خطاب

سے اب تک متحدہ انگریز جن سے کارہائے نمایاں سرزد ہوئے سرفراز ہوئے ہیں اور دوسرے

خطاب کی بھی قوم کے دل میں بڑی قدر ہے تو خوشی کا مقام ہے کہ سلسلہ کو شروع ہو کر زیادہ عرصہ نہیں ہوا کہ جنگ بورگا خاتمہ ہو گیا اور ۳۱۔ مئی ۱۹۰۲ء کو پوروں کے کنگس سربراہ اور شاہنشاہ اور لارڈز اور لارڈز کو پورے بمقام پر پیور یا جہد نامہ صلح دی رہنمائی پر دستخط کر دیئے گئے ایک دوسرا اہم معاہدہ برطانیہ عظمیٰ اور جاپان کے درمیان ۲۲ جون ۱۹۰۲ء کو طے پایا اور اس کے بعد معاہدہ جاپان اس کی تجدید بھی ہوئی ہے معاہدہ مذکور کے حسب ذیل شرائط ہیں ۳۱۔ جون ۱۹۰۲ء اگر معاہدہ کے ایک فریق کی کسی دوسری قوم سے لڑائی ہو تو دوسرے فریق کو غیر جانب دار رہنا ہو گا لیکن اگر ایک فریق پر دوسری دو قومیں مشترک حملہ کریں تو فریق ثانی کا فرض ہو گا کہ اپنے دوست کی زبانی نہیں بلکہ عملی اور موثر امداد کرے گا

تاج پوشی کے دوسرے سال سے شاہ ایڈورڈ نے ممالک غیر میں سیر و سیاحت کرنے اور اجانب سے ربط بڑھانے اور دوسرے سلاطین و اہل حکومت ایڈورڈ صلح جو کو اپنے ہاں مدعو کرنے کا خوشگوار سلسلہ قائم کر دیا جس کے باعث اُس کی یاد برسوں لوگوں کے قلوب میں باقی رہے گی جب شاہ مذکور نے اورنگ حکومت پر قدم رکھا تو یورپ کی اکثر سربراہان و اقوام کی آپس میں رقابت تھی برطانیہ کی بھی کسی سے موافقت نہ تھی جنگ کریمیا سے برطانیہ اور روس میں کشیدگی ہو گئی تھی جس کے چند وجوہ تھے روس کی ترکی سے بنتی نہ تھی اور وہ اپنا اثر افغانستان اور ایران پر ڈالنا چاہتا تھا اس کے سوا اس نے اپنے کو ہند کے قریب پہنچانے کی دھن میں لگا رکھا چونکہ مصر پر برطانیہ نے ایک عرصے سے قبضہ کر لیا تھا اور اُس کے اٹھنے کے کچھ آثار نہیں پائے جاتے تھے اس لئے فرانس کے تعلقات بھی برطانیہ سے ٹکرائے تھے چنانچہ ۱۸۹۸ء میں پاکستان مارتھان نے نیل شمالی کی جانب فوج کشی کی لیکن جرمن کچن کی مزاحمت سے اُس کو بمقام فشتو ارگن ٹرا اور دونوں ملکوں کے تعلقات اس قدر کشیدہ ہو گئے کہ جنگ کے چھڑنے میں کچھ باقی نہ تھا اسی طرح پوروں معاہدہ فشتو ارگن ۱۸۹۸ء کی جنگ میں جرمنی کی روش برطانیہ کے ساتھ منافقانہ رہی

اور اس وجہ سے اہل برطانیہ جرمنوں سے کبیدہ خاطر ہو گئے تھے۔ شاہ ایڈورڈ پر دستور کی پابندی لازم تھی اور اسی لئے گو اس نے برطانیہ اور دونوں غیر کے تعلقات میں دست اندازی کی مگر اس کو ظاہر نہیں ہونے دیا، اس طرح شاہ موصوف نے بہت جلد دوسرے ممالک اور اپنے ملک کے درمیان دوستانہ تعلقات پیدا کر دیئے۔ اپنے مختصر زمانہ حکومت میں اس نے تقریباً یورپ کے ہر ایک ملک کا سفر کیا اور وائین ممالک سے ملاقات کی۔ اکثر سلاطین اور مہمجلسوں کو اپنے یہاں لندن اور وینز میں مدعو کیا۔

سن ۱۹۰۱ء میں بادشاہ سلامت ایتالیہ سے واپس ہوتے ہوئے پیرس پہنچے جہاں کے لوگوں سے انھیں پہلے ہی روابط تھے اس موقع پر فرانسیسیوں اور ان کے میر مجلس ایم۔ لونس نے نہایت خلوص و محبت سے بادشاہ کے استقبال اور مہمانی کا حق ادا کیا۔ خود میر مجلس بازوید کی غرض سے جولائی میں انگلستان آیا اس کے چند مفتوں کے بعد فرانسیسی پارلیمنٹ کے ارکان اعیان و عوام دستباز اور ڈیپوٹیز لندن وارد ہوئے اور سٹریٹسفرے دارالعوام کے صدر کی حیثیت سے اپنی تقریر میں ظاہر کیا کہ برطانیہ عظمیٰ اور فرانس کے نہایت مخلصانہ و محبانہ تعلقات ہیں۔ بہر حال برطانیہ اور فرانس کے درمیان سن ۱۹۰۳ء اور ۱۹۰۴ء میں دو علیحدہ علیحدہ معاہدات صلح ہوئے ہیں اور یہ اتحاد قلبی (انتانت کارویال) و دونوں ملکوں کے حق میں بہت مفید و

مؤثر ثابت ہوا ہے۔

زار روس سے بھی بادشاہ کو خاص محبت تھی اور سال بسال زار سے ملاقات کرتا تھا جب روس، فرانس اور برطانیہ نے آپس میں اتحاد و ملازمت کی بنیاد کوئی توجہ نہی کو رشک ہوا لیکن اس موقع پہلی شاہ ایڈورڈ کی صلح جو طبیعت اور اعلیٰ تدبیر نے جرمنی کے عناد کو بڑھنے نہیں دیا۔ اس کے سوائے شاہ موصوف نے قیصر کو کئی مرتبہ انگلستان مدعو کیا اور خود لیے اس سے مختلف مقامات پر ملتارہا چنانچہ سن ۱۹۰۱ء میں بمقام کیل، سن ۱۹۰۲ء میں بمقام کریں برگ ملاقات کی اور پھر سن ۱۹۰۳ء میں ویمز (Wilhelm shobe) میں

کے مقام پر اس سے ۱۷ اور جب جرمن قوم کے دلوں پر ان دونوں بادشاہوں کی دوستی کا سکہ چھایا تو اس وقت شاہ ایڈورڈ ملکہ الگنڈر کے ہمراہ ۱۹۱۹ء میں برلن میں تیسرے کابھان ہوا جرمن لوگوں نے شاہی ہانوں کا بڑی سرگرمی سے استقبال کیا اور نہ صرف دربار کی جانب سے اُن کی ضیافت ہوئی بلکہ شہروں کی مقامی حکومتوں نے بھی باری باری سے انہیں دعوت دی۔ بادشاہ کی اس

سفر پر

۱۹۱۹ء

طاقت نے دونوں قوموں کے خیالات فاسدہ کے جوش کو کم کیا اور جانبین کی بھائی بہت کچھ رفع ہوئی اور تمام یورپ میں بادشاہ کا لقب ایڈورڈ ورڈ صلیح جو ہو گیا اور ۱۹۰۲ء برطانیہ اور نوآبادیوں کے لیے بہت مفید و فوٹیت کا سال بن گیا اور اُس میں اکثر مفید و ضروری امور طے پائے۔ اُن سال سٹرجسبر لینن نے شہریت نوآبادیوں کا اتفاق وزیر نوآبادیہانڈن میں ایک کانفرنس منعقد کر کے نوآبادیوں کے ۱۹۰۲ء تا ۱۹۱۹ء وزراء کو طلب کیا اور اُن سے امور سلطنت کے متعلق مشورہ کیا۔ اس زمانے سے قاعدہ ہو گیا ہے کہ ہر چوتھے سال وزراء

مذکور کی کانفرنس لندن میں ہوتی ہے اور اس ذریعے سے ملک آبائی اور نوآبادیوں کے درمیان اتحاد قائم رہتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ اہم ذیل کے دو واقعات ہیں۔ ۱۹۰۳ء میں نوآبادیوں کے وضع قوانین کے متعلق ایک بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد ہوا اور ایک دوسری شہنشاہی کانفرنس نے قابل ترجیح معمول مال (Preferential Tariffs) کے مسئلے پر غور کیا جس کی کارروائی یکم ستمبر ۱۹۰۳ء

سے شروع ہوئی۔ اس کے پہلے نوآبادیوں کی ناز پروردہ اطفال کی طرح برطانیہ کے زیر عاطفت بسر ہوتی تھی لیکن اس زمانے سے وہ خود مختار ریاستیں اور حکومت برطانیہ کی یاران و فادار ہو گئی ہیں۔ آسٹریلیا کی جمہوری حکومت (کامن ویلتھ) پانچ اندر وئی اور ایک بیرونی ریاستوں سے ملکہنی ہے کوئینزلینڈ، دکٹوریا، نیو سوٹھ ویسٹرن آسٹریلیا اور سوٹھ آسٹریلیا میں نو پہلے سے اتحاد تھا لیکن ہر مقام سٹی ۱۹۰۱ء میں تسمانیہ کی ریاست بھی شامل ہو گئی دیکھو صفحہ ۵۳۱ لیکن نیوزیلینڈ اس اقلوے نیوزیلینڈ کا قیام اتحاد میں شریک نہیں تھا، حکومت برطانیہ نے مناسب غرض ۱۹۰۲ء سمجھا کہ ملک مذکور کو ایک جداگانہ مملکت قرار دیکر کیئید اسے



نامہ اس کی شان و عظمت بڑھائی جائے اس بنا پر یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو قلمرو نیوز پیپر کا  
تیسرا نمبر ۱۱- جولائی ۱۹۰۲ء کو لاڈلو سائبرس نے حفظ صحت کے خیال سے استعفا  
دیجئے گا وزیر اعظم تقریر فرماتا ہے  
میں نے ۲۲ اگست ۱۹۰۳ء کو وفات پائی جو کہ لاڈلو صحت  
کے بچانے میں مسٹر پیلفر کا صدر روار الوہام کی حیثیت سے ایک عرصے سے  
قوم پر اثر تھا، ایسے اپنے ماموں کے مستحق ہونے پر دوسری وزیر اعظم

منتظر ہوا۔ اسی سال نومبر میں وزیر نوآبادی چیمبر لین نے جنوبی افریقہ کا دورہ  
کیا اور وہاں کے حالات دریافت ہونے سے انھیں اس امر کا یقین ہو گیا کہ  
نوآبادیوں کی تجارت کو ترجیح دینا ملک آبائی کا فرض ہے اور جس مال کی ممالک غیر  
سے برطانیہ میں درآمد ہوتی ہے اس پر نوآبادیوں کے مال کی حمایت کے لئے محصول  
کا عائد ہونا لازم ہے۔

جب کا پڈن اور برائٹ کی کوششوں نے ۱۹۰۶ء میں قوانین غلہ کو  
منسوخ کر دیا تو انگریزوں کو امید تھی کہ برطانیہ کی تقبیل میں دوسرے ممالک اپنے  
یہاں بھی آزاد تجارت، قائم کریں گے اور مال تجارت سے جو کچھ محصول لیا جائیگا  
مسئلہ اصلاح محصولات اس کی غرض صرف مالیہ ملک ہوگی۔ لیکن توقع مذکور کے برعکس  
دول غیر نے در طریقہ حمایت، کو اختیار کیا حتیٰ کہ برطانوی

نوآبادیوں نے بھی اپنے یہاں "حمایت" پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ دنیا کے اکثر ملکوں  
میں صرف برطانیہ ایسا ملک ہے جہاں مال غیر کی درآمد پر محصول نہیں لگایا جاتا اور  
ممالک غیر برطانوی اشیائے تجارت پر جو ان ملکوں کو روانہ ہوتی ہیں محصول عائد  
کرتے ہیں۔ چیمبر لین نے ۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو بمقام برٹش کمون اپنی تقریر میں بیان کیا  
کہ اگر برطانیہ اپنی نوآبادیوں کے مال درآمد پر بہ نسبت مال غیر کی درآمد کے کم محصول  
لگائے تو ریاست ہائے متحدہ میں نوآبادیوں کی تجارت کو ترجیح ہوگی نیز اس دینے  
سے سلطنت برطانیہ کا شیرازہ زیادہ مستحکم رہیگا اور جو محصول کہ غیر ملکوں میں برطانوی  
مال پر عائد ہوتا ہے اس کی تلافی ہو جائیگی اس اصلاح کی خوبیاں لوگوں کو سمجھانے  
اور ملک میں دورہ کرنے کی غرض سے اس نے ۱۰ ستمبر ۱۹۰۳ء کو وزارت کی  
خدمت سے استعفا دے دیا کیونکہ وزیر رہ کر راج الوت قوانین کے خلاف ایسی

کوشش کرنا حکومت کی پریشانی کا باعث ہوتا تو  
 سیلف کو خیال ہو کہ چونکہ ملک ایک اچانک تغیر کی تائید کرنے پر آمادہ نہیں  
 ہے اس لئے زیادہ آزادی و تفصیل سے بحث کر کے آزاد تجارت کی موقوفی پر  
 اس کو آمادہ کرنا چاہیے۔ اس بنا پر انھوں نے ۱۰ ستمبر کو ”جزیرہ کی آزاد تجارت“  
 ”جزیرہ کی آزاد تجارت“ کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا اور اس میں دلائل و  
 براہین سے اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ  
 ۳۳ فروری

جن ممالک غیر نے برطانوی مال پر محصول لگا کر برطانوی تجارت  
 کو اپنے یہاں آنے سے روکا ہے اس کا استیصال ضروری ہے۔ نیز اس امر پر بھی  
 زور دیا کہ جن ملکوں میں مصنوعات کی حمایت و سرپرستی ہوتی ہے اگر خود وہاں کی  
 سودا بازی ہو تو وہاں کے آجرواچیر و مزدور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں  
 رہتے اور نہ ان کا مالی نقصان ہوتا ہے اس لئے کہ ان کے مال یا مصنوعات  
 میں جو زیادتی ہوتی ہے اس کو وہ نہایت آسانی سے آزاد تجارت والے ملک میں ہر  
 وقت فروخت کر سکتے ہیں لیکن موخرانہ کہ ملک کے حصاعوں اور کاریگروں کو  
 اپنی مصنوعات دوسرے ملکوں میں نہ لے کر لے گا اس طرح موقع نہیں ملتا کیونکہ  
 وہاں تجارت کی آزادی نہیں ہے صاحب موصوف کی تیسری بحث یہ تھی کہ ایک ملک  
 جو مال درآمد پر محصول نہیں لگاتا وہ دوسرے ملک سے جس کے پاس مال مذکور پر  
 محصول عائد ہوتا ہو آزادانہ تجارت نہیں کر سکتا۔ صرف ایک شکل سے تجارت  
 آزاد رہ سکتی ہے وہ یہ کہ جس طرح دوسری قومیں انگریزی مال پر محصول لگاتی ہیں  
 اسی طرح انگریز بھی پر دیسی مال پر محصول لگا کے اسے تجارت اور صنعت گروں  
 کا بدلہ لیں۔ جب تک اہل برطانیہ اس مشورے پر عمل نہیں کریں گے ممالک غیر میں  
 برطانوی مال پر محصول لگانے میں کمی نہ ہوگی تو

یہ مسئلہ نہایت پیچیدہ ہے۔ اکثر سربراہان مہران مالیات نے  
 اتحاد پسند فرقہ میں  
 پھوٹ پست لکھ  
 ہوا کہ جمیٹ پسندوں کے لشکر میں پھوٹ پگئی اوکینٹ  
 ٹوٹ گئی مجلس مذکور کا میر مجلس ڈوچر آف ڈیون شاہ

لارڈ جارج ہیملٹن وزیر ہند، مسٹر ریشی وزیر مالیات اور اکثر نے استعفا دیا اور بعضوں نے جن میں مسٹر ولسٹن چرچل بھی شریک تھے فریق مقابل کا ساتھ دیا۔ ۱۹۰۳ء کے اختتام پر لارڈ کرزن نے جو ان دنوں ہند کا وائسرائے تھا

ایک بہت ہی فزوری سیاسی وفد ملک بہت کوروانہ کیا وجہ یہ تھی کہ اُس وقت  
تبت کی ہم  
۱۹۰۳-۱۹۰۴ء  
کی مدد و حمایت سے زائل کرنا چاہتا تھا اور جو کچھ حمایت کر اسکو  
روس کی حکومت سے ملی تھی اُس کے زعم میں اُس نے

ایک تجارتی معاہدے کی تعمیل کرنے سے جو ۱۸۹۱ء میں ہند اور تبت کے درمیان  
قرار پایا تھا انکار کر دیا۔ اور جب اُس کے متعلق وائسرائے کے مراسلات اُس کو  
پہنچے تو اُس نے ان کے پڑھنے تک کی تکلیف گوارا نہیں کی بلکہ چاک کر نیکے بغیر  
انکو واپس کر دیا۔ برطانیہ کی سلطوت و شان کی بقا کی غرض سے لارڈ کرزن نے  
حکومت مرکزی سے اجازت لیکر کرنل یینگ ہسبنڈ کی سرکردگی میں ایک فوجی ہم  
تبت کوروانہ کی کہ وہ حکومت مذکور کو عذر خواہی پر مجبور کر سکے۔ دس مہینے تک  
اس طرح لشکر کشی ہوتی رہی اور انگریزی فوجوں کا لاماکے لوگوں نے خوب مقابلہ کیا  
لیکن جب تدبیر سے حملہ کیا گیا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی تو ایک انگریزی لشکر کو پائنت  
لاساکے اندر داخل ہونے میں کامیابی ہوئی تاریخ میں یہ پہلی مثال ہے کہ کوئی  
غیر قوم اور غیر مذہب والے لوگ شہر مذکور میں داخل ہوئے ہوں۔ دلائی لاما تو مشکوٹ  
کی طرف فرار ہو گیا لیکن حکومت ہند کے ساتھ ٹیشو لاما سون گور نے جس کو  
فوجی عہدے سے کچھ تعلق نہ تھا۔ ۱۹۰۶ء کو صلح کی اور پھر چین کی صدارت  
تبت میں قائم ہو گئی۔

۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۳ء میں دو قابل قدر مسودات قانون کی منظوری صادر  
ہوئی۔ ان میں سے پہلے مسودے کے بانی بیلفر صاحب ہیں دوسرے نیپس فزول  
قانون تعلیم  
۱۹۰۴ء  
تھے ابتدائی مدارس میں جو اس قسم کی اچھی اور بکار آمد تعلیم  
جیسی کہ مجلس مدارس کے ماتحت مدرسوں میں ہوتی تھی  
نہیں دی جاتی تھی اور ان کو ان کے حصے کے موافق سرکاری

امداد بھی نہیں پہنچی تھی اس لیے ان مدرسوں کو امداد پہنچانے کی غرض سے صاحب موصوف نے سودہ مذکور کو پیش کیا اور بعد منظورۃ قانون تعلیم بابت ۱۹۰۲ء کے لقب سے مشہور ہوا۔ اس قانون کے زیر اثر مدارس متذکرہ سرکاری امداد پانے کے مجاز ہوئے اور ابتدائی تعلیم کا انتظام مجلس مدارس سے منتقل ہو کر مجلس تعلیمات کے سپرد ہوا اور اُس کی مجلس پر ایک وزیر کا تقرر ہوتا ہے تو

اس قانون سے بھی زیادہ اہم ایک دوسرا سودہ جس کو وڈھم صاحب نے پیش کیا تھا آئر لینڈ کے کسانوں کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے ۱۹۰۲ء میں منظور ہوا قانون اراضی آئرستان اور اس کا دو قانون اراضی آئرستان بابت ۱۹۰۲ء کے نام سے اجرا ہوا۔ اُس کی رو سے اگر کسان کو اپنی مقبوضہ زمین خریدنی منظور ہو تو اُسے سرکار سے امداد لیکر مالک اراضی کو سالانہ کچھ

رقم ادا کرنی پڑتی ہے اور یہ روپیہ اُس زمیندار کی کے برابر ہوتا ہے جس کو وہ سابق میں سال بسال ادا کرتا تھا اس طرح ۷۸ سال میں زمین کسان کی ملک ہو جاتی ہے کسانوں کے حق میں قانون مذکور سے بہت مفید نتائج برآمد ہوئے اور اب آئر لینڈ کے چھوٹے چھوٹے زمینداروں (فری ہولڈرز) کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس قانون کے اجرا کے ایک سال پہلے اور اس کے لفاٹھ کے ایک سال بعد بادشاہ اور ملکہ نے آئر لینڈ کا سفر کیا تو

جولائی ۱۹۰۲ء میں آئرلینڈ فارسٹر صاحب نے اصلاح فوج کی تحریک پیش اصلاحات افواج کی بوروں کی جنگ نے قوم کی آنکھوں پر سے جو غفلت بڑی و بھری ۱۹۰۲ء کا پروہ اٹھا دیا تھا اس لیے فوج میں تنظیم جدید کی سخت ضرورت تھی۔ اس نئی تجویز کی رو سے عارضی و غیر سرکاری

سپاہی کی تنخواہ میں اضافہ ہوا سپہ سالار اعظم کا عہدہ منسوخ ہو کر اس کی جگہ ایک مجلس فوجی کا قیام ہوا جس کا ممبر مجلس وزیر جنگ ہوتا ہے۔ فوجی رضا کاروں کے بجائے مقامی مستقل سپاہ رکھنے کا مشورہ دیا گیا تھا لیکن منظور نہیں ہوا۔ بحریہ میں بھی سر جان فشر کے قریب سے بہت بڑی تبدیلیاں عمل میں آئیں۔ اکثر کہنے جہاز تلف کر دیئے گئے اور ہر سال چار جدید موڈرن ڈیٹاٹ، کی طرز کے جنگی جہاز تعمیر

کرنے کی منظوری دی گئی۔ اور امن کے متعلق نقشہ و موازنہ پیش کرنے کا حکم صادر ہوا۔  
صلح نامہ انگلستان و جاپان کو ملے پا کر دو سال گزرے تھے کہ ۱۹۰۳ء فروری ۱۹۰۳ء  
جنگ روس و جاپان کو یورپ کے امن میں روس و جاپان کی لڑائی کے سبب سے  
بھرپور واقع ہوا۔ اس جنگ نے ڈھائی سال طول کھینچا اور  
لاکھوں جانوں کا اتلاف ہوا۔ خیر گزری کہ جنگ مذکور کے پہلے

ہی جاپان اور برطانیہ میں عہد نامہ صلح ملے پا چکا تھا۔ (دیکھو صفحہ ۵۳۷) اور صلیح  
کا دوسرا عہد نامہ روس و فرانس نے آپس میں کیا تھا ورنہ ان دونوں حکومتوں  
کو بھی لڑائی میں شریک ہونا پڑتا۔ یورپ کی لڑائیوں میں یہ پہلا موقع تھا کہ جنگ  
انہی دو طاقتوں میں محدود رہی کسی تیسری قوم کے شریک ہونے کی نوبت نہیں آئی۔  
اور ان جنگ میں بعض ایسے اسباب بھی ہوئے جس کے سبب سے یورپ کی کوئی  
دوسری قوم جبراً کسی ایک فریق کا ساتھ دیتی؟ اس پر بھی اس جنگ میں اقوام یورپ  
نے غیر جانبداری کی خوب پابندی کی چنانچہ بحر شمالی کے روسی جہازوں کے بیڑے نے  
انگریز اہی گیروں کی کشتیوں پر جاپان کی مار پیٹ دیکشیاں خیال کر کے گولے چلائے  
اور غرق کر دیا۔ اگرچہ ابتدا میں روسیوں کی اس حرکت سے انگریز سخت برہم ہوئے  
لیکن چند روز میں طال رفع ہو گیا اور حادثہ مذکور کا کوئی بڑا نتیجہ نہیں ہونے پایا۔  
جنگ کی مجلس نمائندگی میں معاملہ رجوع کیا گیا اور مجلس مذکور کے تصفیہ کے مطابق  
روس نے برطانیہ کو ۶۵۰۰۰ پونڈ تاوان ادا کیا۔ روس کے حق میں اس جنگ

کا نتیجہ نہایت برائے نام بت ہوا اور جاپان کی فتح عظیم نے کل دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔  
۱۹۰۶ء میں جبکہ امیر البحر روڈ وینس کی کانفرنس میں روسی جنگی جہازوں کے بیڑے کو  
جاپانی بیڑے نے جس کا امیر البحر کوگو تھا جاہ و غارت کر دیا تو جنگ کا خاتمہ ہوا۔  
۱۸ ستمبر میں بمقام امریکہ فریقین میں عہد نامہ صلح مرتب ہوا کہ

لاہور کوہرن نے جو نہایت مسعدی اور اعلیٰ درجے کی مذہبی سے ۱۸۹۹ء  
سے ہند کی گورنر جنرل انجام دے رہا تھا ۱۹۰۳ء میں انتظام ملک میں ایک اہم تعمیر  
تعمیم بنگالہ جس کے سبب سے ہند میں سخت پچھینی پھیل گئی۔ اس میں  
شک نہیں کہ صوبہ بنگالہ کو کثرت آبادی اور وسعت رقبہ

کے باعث و دھصوں میں تقسیم کرنے کی سخت ضرورت تھی اور جب تک ایسا نہ کیا جاتا انتظام میں سہولت پیدا نہ ہوتی، اس بنا پر لارڈ کرزن نے مشرقی بنگالہ کو صوبہ آسام میں شامل کر دیا۔ مگر اس تجویز سے ہندوؤں کے دل کو سخت صدمہ پہنچا۔ لارڈ کرزن کے بعد جب لارڈ ٹنٹو کے ہاتھ میں تمام حکومت آئی تو اس کو اپنے عہد کے پانچ سال میں بڑی بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اُس زمانے میں ہندوستان میں باغی نہ جیسوں کی کثرت تھی، اکثر پورپین لوگوں کا خون بہایا گیا لیکن ۱۹۰۷ء میں جب لارڈ مارلے وزارت ہند سے سرفراز ہوا تو اُس نے وزیر ہند کی کونسل میں دو ہندی ویسی رکن اور وائسرائے کی کونسل میں ایک ہندی ممبر کے شریک ہونے کو لازم کر دیا اس عمل سے ہندیوں کی آتش متافرت بہت کچھ دھیمی پر لگئی۔

چونکہ ۱۹۰۵ء کے موسم خزاں میں سلسلہ محمولات پر فرقہ جمعیت ہند کے دو حصے ہو جانے سے وہ کمزور ہو گیا تھا اس لیے بیلوفر صاحب نومبر ۱۹۰۵ء میں کیمبل ہیرین صاحب اور پیراعظم کی خدمت سے مستعفی ہو گئے، اُنکی جگہ سرنہری کیمبل ہیرین ۱۹۰۵ء کے وزیراعظم ہو جانے پر ایک جدید کیبنٹ ترتیب دی گئی اور سٹر ایسکویتھ وزیر مال کی حیثیت سے اُس کے رکن مقرر ہوئے۔

۸۔ جنوری کو بادشاہ کے یہاں سے پارلیمنٹ ہرمناسٹ کیلے جانے کا حکم پہنچا اور ۱۱ جنوری ۱۹۰۶ء کو نئے انتخابات شروع ہوئے۔

اس انتخاب عام کے پہلے، ملک کا خیال تھا کہ اگرچہ جدت پسندوں کی کثرت ہوگی لیکن جمعیت ہندوں کو نہ کامل شکست ہوگی اور نہ اُن کا فرقہ بالکل ٹوٹ جائیگا۔ مگر انتخاب مذکور کے خلاف توقع نتائج نے لوگوں کو سراسیمہ کر دیا۔ گوچر ہیرین صاحب کی نیابت پر سنگھم باقی رہی لیکن بیلوفر صاحب نے اپنی پچھسٹر کی نیابت کھودی صرف ۱۵۸ جمعیت پسند نااہلین کا بہ مقابلہ ۳۸۷ جدت پسند، ۸۴ قوم پرست اور ۱۱ مزدوروں کے نااہلین کا انتخاب ہوا اس طرح ان تین فرقوں کے نااہلین کو مل کر دارالعوام میں ان فرقوں کے ارکان کی جمعیت پسندوں کے ارکان پر ۳۵۴ اشخاص

کی پیشی ہوئی۔ انتخاب مذکور میں ایک نئی بات یہ بھی پیدا ہوئی کہ پہلے پہل ایک اچھی تعداد میں مزدوروں کے نائب مجلس مذکور میں داخل ہوئے۔ اس کے بعد سے جب نیا انتخاب ہوتا ہے اُس میں مزدوروں کے نائبوں کی تعداد تدریجاً بڑھتی جاتی ہے۔ اُن لوگوں نے اپنے کو پارلیمنٹ میں نہایت مفید اور پابند قانون ثابت کیا ہے۔ اُن کے سوائے دارالعوام میں ایک دوسری قسم کے مزدوران کے نائب بھی داخل ہوتے ہیں جو اشتراکی ہیں اور اپنا لقب دو فرقہ مزدوروں آزاد کا رکھا ہے اس میں کلام نہیں کہ اس دوسرے فرقے نے بعض بعض وقت مجلس مذکور کو بہت تنگ کیا اور تکلیف پہنچائی ہے و

مختلف اسباب کی بنا پر سابقہ حکومت یک محنت بدل دی گئی۔ مثالی انگلستان کے رائے دیئے والوں کو حمایت تجارت کی تدبیروں کے خلاف خوف دلایا گیا اتحاد پسندوں کی شکست اٹھنا اور ان لوگوں کا مخالف ہونا بجا نہ تھا۔ مزدور پیشہ لوگوں کے اسباب۔ ۱۹۰۶ء کو شرح اجرت بڑھانے اور اپنی حالت کے درست کرنے کی دھن بھنی اس کے سوائے ان لوگوں نے دیکھ دیا تھا کہ

بے روزگار مزدوروں اور کاریگروں کے جلسوں کا پہلی حکومت میں کوئی مفید مطلب نتیجہ نہ نکلا۔ بورروں کی جنگ کے سبب سے بھی لوگ حکومت سابقہ سے بدظن ہو گئے تھے۔ افریقہ کی کانوں میں چینی مزدوروں سے کام لیا جاتا تھا اور اُن سے کم اجرت دینے کا معاہدہ کر کے کام لینے والے انگوشت معینہ کے لئے افریقہ لیجاتے تھے۔ انگریزی اور دوسرے یورپین مزدوروں کو جو زیادہ اجرت مانگتے تھے افریقہ میں کام نہیں ملتا تھا۔ غرض ان چینی مزدوروں کی وجہ سے بھی برطانیہ کے لوگ جمعیت پسندوں کی حکومت سے ناراض تھے۔ جدت پسند اور مزدوروں کے فرقے کے ارکان ساہا سال سے کوشش کر رہے تھے کہ پارلیمنٹ میں اُن کے فرقوں کے ارکان کی کثرت ہو اس لئے ان لوگوں نے دو چینی غلاموں کے مسئلے کو خوب رنگ دیکر مختلف حلقہ جات انتخاب میں بیان اور رائے دینے والوں کو اپنا ہمدرد بنایا۔ اُن کے سوائے خود قوم پرستوں کا فرقہ اس امید سے کہ اگر جدت پسند ارکان برسر حکومت ہوں تو آئرلینڈ کو ہوم رول مل جائیگا جدت پسندوں کی کثرت کے لئے انگلستان اور آئرلینڈ کے حلقوں

میں اپنا پورا زور لگا رہا تھا کہ

جب بادشاہ نے ۱۹ فروری کو جدید پارلیمنٹ کا افتتاح کیا تو لوگوں نے ستمبر میں  
 سیمبل مینبرین اور ایسکویتھ صاحب کو بدستور وزیر اعظم اور وزیر مال کے عہدوں پر پلایا  
 افتخار پارلیمنٹ لیکن بیلوفر صاحب کی جگہ خالی نظر آئی۔ اس وقت ایک شخص سٹر  
 آبن گیزر صاحب موصوف کو پارلیمنٹ میں جگہ دینے کے لئے خود  
 ۱۹ فروری ۱۹۰۶ء مستغنی ہوا یہ لندن کے رائے دینے والوں نے کثرت آرا کے

ساتھ صاحب موصوف کا لندن کی نیابت کے لئے ۱۴ فروری کو انتخاب کیا اور ۱۴ مارچ  
 کو سٹر بیلوفر نے فرقہ مقابل کے صدر کی حیثیت سے دارالعوام میں اپنی نشست پر  
 اجلاس کیا کہ

۱۹۰۶ء کا زیادہ تر زمانہ وطن اور افریقہ کے امور کی اصلاح کرنے میں بسر ہوا۔  
 سب سے پہلا کام حکومت جدید کا جنوبی افریقہ کے باقی کشتہ لارڈ میل بورن کے نام  
 جنوبی افریقہ کا اتحاد ۱۹۰۶ء اس مسئلہ جاری کرنا تھا کہ ٹرانسوال میں چینی مزدوروں کی آمد کو  
 جائے، اس مسئلے کی تعمیل میں تو تاخیر نہیں ہوئی لیکن جو چینی لوگ  
 وہاں پہلے سے موجود تھے ان کو بند تاج واپس کیا گیا۔ اس کے

بعد حکومت نے ایک اور جرات کا کام کیا، ماہ نومبر میں ٹرانسوال اور ٹوآبادی صوبے  
 آئرلینڈ کو خود اختیاری حکومت دے دی اور اس کا نتیجہ بہت ہی اچھا ثابت ہوا۔ جرنیل بوٹھا  
 نے افریقہ کے انتظام میں اعلیٰ درجہ کی کامیابی حاصل کی اور اپنے گورنر طانیہ کا حقیقی خواہ  
 و دوست با وفا ثابت کر دکھایا۔ اس کے بعد تین سال تک اس امید اور نیاں کی  
 نوآبادیوں کو بند تاج خود اختیاری حکومت کی جانب توجہ دلائی اور آماوہ کرناٹھا بالآخر  
 یہ دونوں ملک بھی پہلے دو ملکوں کے اتحاد میں شریک ہونے پر راضی ہو گئے اور  
 ۳۱ مئی ۱۹۰۶ء کو حکومت متحدہ افریقہ جنوبی کا مرکزی حکومت کی جانب سے اعلان ہوا  
 اور بوٹھا وہاں کا پہلا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اسی سال ۱۱ اکتوبر کو افریقہ کے سفر کے لئے  
 ڈیوک اور ڈچر آف کنٹ روانہ ہوئے اور ڈیوک نے اتحاد مذکور کی پہلی پارلیمنٹ  
 کی رسم افتتاح ۳ نومبر ۱۹۰۶ء کو ادا کی کہ

جدید شہنشاہی پارلیمنٹ سے متحد و مفید قوانین کا تھوڑی مدت میں یکے بعد دیگرے



اجرائی قوانین

۱۹۰۶ء

اجرا ہوا۔ منجملہ ان کے قوانین ذیل سے واقف ہونا ضرور ہے:-

دو قانون اجاب "اُس کے ذریعے سے ایسے غیر ملکیوں کا آنا جن کا

ملک میں رہنا نامناسب معلوم ہو روک دیا جاسکتا ہے۔" قانون

مرافعہ مقدمات فوجداری، اگر کسی ملزم کو عدالت ماتحت کے فیصلے سے ناراضی ہو تو وہ اس

قانون کی رو سے عدالت بالا میں مرافعہ کر سکتا ہے۔ "قانون امین سرکاری، اس کے

ذیر اثر ہر ایک شخص بذریعہ وصیت مد سرکاری امین کو اپنے مرنے کے بعد اپنی جائداد

کا تہتم بنا سکتا ہے۔ دو قانون اراضی و قطعات برائے انگلستان، اس قانون نے

گسٹوں کے لئے اپنی اپنی مقبوضہ اراضی کے مالک ہو جانے میں بہت آسانیاں پیدا

کر دیں۔ دو توسیع قانون مزدور اں بابت ۱۹۰۶ء نے پہلی مرتبہ خانگی ملازم کو حاد ثلثی کی

بنیاد پر اپنے آقا سے تاوان پانے کا مجاز کیا ہے۔ ان کل قوانین کا اجرا ایک ہی سال

یعنی ۱۹۰۶ء میں ہوا لیکن افسوس ہے کہ اسکی کے سبب سے آخری قانون کا

خلاف واقعہ برقیہ ٹکڑا کر ملازمین کی بے ایمانی کے سبب سے غلطہ دعوے پیش ہوتے ہیں

جس کی وجہ سے عدالتوں کا کام بڑھ گیا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ دو قانون نزاعات کاریگراں کے وضع کرنے میں جس کا

اجرا دسمبر ۱۹۰۶ء میں ہوا انصاف سے کام نہیں لیگیا اس لئے کہ اس قانون

نے انجمنہائے کاریگراں کو ملک کے عام قانون کے توڑنے کی اجازت دی ہے۔

اور اس طرح ایک طبقہ آبادی کو موافقہ قانونی سے بری کیا ہے، سب سے زیادہ

حیرت اس بات سے ہوتی ہے کہ جن افعال کو عدالتوں نے ٹیف ویل (Taff vale)

کے مقدمے میں خلاف قانون قرار دیا تھا ان کو اس قانون نے جائز ٹھہرایا ہے اس

قانون کا ثبوت یہ ہے کہ عام باشندوں کے جو افعال و حرکات عدالتوں کے

نزدیک ناجائز ثابت ہوں اگر کوئی انجمن کاریگراں انکار تکاب کرے تو اس کے

خلاف کسی قسم کی باز پرس نہیں ہو سکتی ہو

لیکن ایک دوسرا مسودہ جس کی مخالفت پر تمام ملک اٹھ کھڑا ہوا وہ نیا

مسودہ قانون تعلیم مسودہ قانون تعلیم تھا، اس کا مقصد دوسرے طبقوں کے

مدرسوں کیلئے سرکاری امداد کا بند کرنا تھا۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ

کالتوی ہونا۔ ۱۹۰۶ء

اگر یہ مسودہ قانون بنجا تا تو نہ صرف روس کیتھولک بلکہ مذہب معینہ کے مدرسوں کے حق میں بھی نا انصافی ہوتی۔ تمام ملک میں اس مسودہ کی تائید اور نیز مخالفت میں بڑے بڑے جلسے ہوئے۔ روس کیتھولک اور چرچ والوں کے سرگرمیوں نے اپنے اپنے جگہ کے کونسلین کی کہ تعلیم دین کے معاملے میں آزادی حاصل کرنی چاہئے اور مہرنگا شاز کے مزدوروں کا ایک جم غیر انگلستان کے شمال سے البرٹ ہاں میں آزادی تعلیم مذہبی کے متعلق ملبہ منعقد کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ اس پر بھی مسودہ مذکور دارالعوام میں منظور ہو گیا لیکن جب دارالامرا کی منظوری کے لئے بھیجا گیا تو اس مجلس کے ارکان نے اس کثرت سے اُس میں ترمیمات کی ضرورت بتائی کہ دارالعوام کے حریت پسند ممبروں نے جو اس کے بانی تھے امرا کے اس مشورے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اس وجہ سے یہ مسودہ ہی ملتوی ہو گیا۔

لندن کونٹری کونسل رضلع لندن کی مجلس انظامی کے انتخابات میں ۱۹۰۶ء مصلحین بلدیہ کا عروج فرقہ ترقی پسند کو جس کے اکثر ارکان اشتراکیوں کے سے طوالات رکھتے تھے بمقابلہ فرقہ اعتدال پسند شکست ہوئی۔ فرقہ ثانی کا دوسرا نام مصلحین بلدیہ بھی تھا۔ ان لوگوں نے آپس میں وعدہ دیا تھا کہ بلدیہ کی حکومت ملنے کے بعد انتظام شہر پر نہایت کفایت شعاری سے روپیہ صرف کریں گے بہر حال فرقہ مذکور کو غلبہ حاصل رہا اور اس وقت سے اسی فرقہ کے ہاتھ میں بلدیہ کی حکومت ہے۔

۱۹۰۶ء میں برطانیہ کی افواج بری میں نئی نئی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ اکثر باقاعدہ فوجیں تخفیف کر دی گئیں اور سٹر بالڈین نے جواب لارڈ ہالڈین ہو گیا ہے فوج کے متعلق ایک مقامی فوجیں مسودہ قانون پیش کیا جو بعد منظوری قانون فوج کے نام سے جاری ہوا یہ کوئی نیا مسودہ نہیں تھا بلکہ سٹر بالڈین نے ۱۹۰۴ء میں مسودہ قانون کم و بیشی کے ساتھ دوبارہ پیش ہوا اس کے

وزیر سے افواج رولیف و زمانہ کاراں کی موقوفی ہو کر مقامی فوجیں (Territorial Forces) کا قیام ہوا، ایک مستحفظ فوج بنائی گئی اور افسروں کی تعلیم کے لئے ایک رسالہ قائم کیا اس جدید انتظام کی کامیابی و ناکامی کے متعلق ابھی اسے قائم کرنا ممکن نہیں لیکن

لارڈ برٹس کی رائے ہے کہ برطانیہ کی باقاعدہ اور مستحفظ فوجیں نہایت کمزور و بیکار ہیں اس بنا پر قوم کے سربراہ و وہ لوگ حکومت کو اس کی غلطی سے آگاہ کر رہے ہیں۔  
دست ۱۹۱۳ء اور افواج مذکورہ کو مستند و بکار آمد بنانے کی فکر میں ہیں۔ چونکہ اس زمانے کی لڑائیوں میں ایروپلین اور ہوائی جہاز کام میں لائے جا رہے ہیں اور ان کا استعمال فوجی ہوائی جہازات، اسرعت سے بڑھ رہا ہے اس لئے ایک حکم کے زیر اثر ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء کو ایک ہوائی پٹن کا تقرر ہو کر مقام فارن بروکار خانہ و دیگر ٹیپ رہ

کی رسم افتتاح عمل میں آئی۔ ہوائی پٹن کے افسروں نے فضا میں ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اور ہر ایک سمت ہوائی جہازوں اور ایروپلینوں کے ذریعے سے نہایت قابل ستائش پرواز کی۔

خوشی کا مقام ہے کہ برطانوی نوآبادیوں کو بھی تحفظ سلطنت کی فکر ہے نوآبادیوں کی افواج اور آلات حفاظت کے مہیا کرنے میں وہ نہایت فراخ دل ہے۔  
دست ۱۹۰۹ء

روپیہ صرف کرنا چاہتی ہیں اس کے متعلق جولائی ۱۹۰۹ء میں لندن میں ایک کانفرنس منعقد ہو کر امرٹے پایاکہ سلطنت برطانیہ کے کل ملکوں کی افواج بری کی مستعدی و قوت ایک ہی معیار کی ہونی چاہئے تاکہ بوقت ضرورت مختلف مقامات کی بری فوجوں کے ملانے سے فوراً ایک شہنشاہی فوج بن سکے دشمنوں کے بحری حملوں سے اپنے کو محفوظ رکھنے کے لیے اسٹریٹجیا نے اپنے لیے ایک خاص جنگی جہازوں کا پرہ بنانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ نیوزیلینڈ کا انتشار ہے کہ جب ضرورت ہو اس وقت جنگی جہازوں کی ساخت کے لیے رقم علیحدہ کرنی اور صرف کرنی چاہئے۔ کینیڈا نے اس کے متعلق ابھی کچھ طے نہیں کیا، معلوم نہیں کہ کیا تہذیب اختیار کی جائیگی؟

۵۔ اپریل ۱۹۰۸ء کو سر مہرزی کمبل نے برٹن وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ ہوا اور ۲۲۔ اپریل کو اس کا انتقال ہو گیا اور جیکینٹ کہ اس کے بعد مرتب ہوئی اسمیں مسٹر اسکوٹیجہ ایکوٹیجہ کا وزیر اعظم قرار دیا اور مسٹر لائیڈ ہالچ وزیر مال کی حیثیت سے شریک ہوئے ہونا۔ ۱۹۰۸ء  
مسٹر اسکوٹیجہ نے پہلے ہی سے مصارف مملکت کا سالانہ موازنہ تیار کر لیا تھا جس میں انھوں نے وظائف ہیرا سال کی اسکیم بھی

شامل کر دی۔ اگرچہ اس نئی تجویز کے متعلق بحثیں ہوئیں لیکن عوام اور اُمرا کی دونوں مجلسوں نے بہت جلد اس کو منظور کر لیا۔ اس قانون کے زیر اثر برطانیہ میں ہر ایک شخص مرد و عورت پرانہ سالانہ وظیفہ ہفتہ وار کی کم و بیشی کے لحاظ سے، ایک سے پانچ شلنگ تک ہفتہ وار کی کم و بیشی کے لحاظ سے، ایک سے پانچ شلنگ تک

وظیفہ پانے کا مستحق قرار پایا ہے۔

۱۹۰۸ء کے خاتمے پر قانون دو حمایت اطفال اور کان کنی کے لئے آٹھ کان کنی کے لئے آٹھ گھنٹے گھنٹے والے قانون کا اجرا ہوا لیکن اس دوسرے قانون سے کان کنوں کو ۱۹۰۹ء کی بی بیوں کیلئے تکلیف خانہ داری کی قدر بڑھ گئی ہے۔ کان کنی تو چوبیس گھنٹے ہوتی رہتی ہے، قانون بننے کے پہلے دن کے دو حصوں میں تقسیم ہو کر مزدوروں کو بارہ بارہ گھنٹے کام کرنا پڑتا تھا لیکن قانون متذکرہ کے بعد سے رات دن کے پچیس گھنٹوں کی تین حصوں میں تقسیم ہوئی ہے اور ہر ایک مزدور کو آٹھ ساعت کام کرنا پڑتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی باپ اور اس کے چند لڑکے ایک ہی کان میں مزدوری کر لیں تو ان کو کھانے کے لئے اپنے گھر باوقات مختلف جانا ہوتا ہے جس کے سبب سے اس مزدور کی زوجہ کو کھانے پکانے میں محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے۔

اسی سال ایک جدید قسم کے رضا کاروں کے متعلق تحریک ہوئی جو قوم کے بچوں اور نوجوانوں کی فوجی تربیت میں نہایت مفید و قابل قدر ثابت ہو رہی ہے۔ میفلنگ کے محاصرے کے زمانے میں جرنیل ہڈن پاؤل نے بائے اسکوشن اطفال بائے اسکوشن رضا کار جو، کوفنون جنگ کی سرسری مشق کرائی جاتی ہے، کی ایک فوج تیار کی تھی زمانہ جنگ میں ان لڑکوں سے محصورین کو بہت مدد ملی اور یہ طریقہ نہایت کارآمد ثابت ہوا۔ جب جرنیل مذکور

۱۹۰۸ء میں جنگستان واپس ہوا تو اس نے برطانوی لڑکوں کو بھی بائے اسکوشن بچوں کی تربیت دی تاکہ انگریزوں کے لڑکے اپنے ملک کے حق میں مفید ثابت ہوں اور وقت ضرورت کام آئیں۔ اگرچہ برطانیہ میں ۱۸۸۳ء سے مختلف مذہبی فرقوں کے پاس لڑکوں کی فوجیں (Lads' Brigade) جو دتھیں اور ان کا کام بھی اچھا تھا لیکن ان کی جملہ

کارگزاری مذہب کی حد تک بھی اس لئے اس دوسری تجویز کی ضرورت پیدا ہوئی اور اس کا نفع و فہمی امور سے ہے۔ جرنل بیڈن پاول نے نوجوان افسروں کو سمجھایا کہ ہر ایک نوجوان چند لڑکوں کو جمع کر کے ان کا ایک حلقہ ڈیم بنائے اس حلقے کے فرائض کے وقتاً فوقتاً کیس کے طور پر فوجی قواعد اور ورزش کی مشق اس طرح کرتے رہیں کہ اس ذریعے سے انھیں فوجی تربیت مل جائے اور وہ فرمانبرداری کرنا اور واقعات کا صحیح مشاہدہ کرنا سیکھ جائیں۔ حادثے کے موقع پر یہ اپنی اور غیروں کی سب سے پہلے آپ مدد کریں اور اس طرح قوم کی بھلائی کے لئے اس کے سے میسوں کام مفت کرنے کے عادی ہوں۔ جرنل موصوف نے ان لڑکوں کی تعلیم کے لئے چند مفید قواعد بنائے ہیں۔ بائیس اسکوٹ کا بدن صاف و ستھرا اور صحت اچھی رہنی چاہئے احکام کی بجا آوری راست گوئی اور اخلاقی حسنہ کا انھیں خوگر ہونا لازم ہے۔ اپنے کوچی اور مستحق مزاج بنانا چاہئے۔ تنہا کوکشی اور میخوری سے بچنا ان کا فرض ہے صبح سویرے اٹھنا اور تھک سے گریز کرنا چاہئے۔ غذا پر توکل اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی عادت کرنا اور کم سے کم دن میں ایک بار کسی کے ساتھ نیکی سے پیش آنا لازم ہے۔ ہر ایک ضلع میں ایک صدر معلم (اسکوٹ ماسٹر) اور اس کے ماتحت چند اساتذہ ہوتے ہیں اور ہر استاد کے حوالے رضا کار لڑکوں کی ایک جماعت کی جاتی ہے جو ان کے حرکات و سکنات پر نگرانی رکھتا اور صدر معلم ضلع لڑکوں کے چال و چلن کا ذمہ دار ہے اس طرح ایک پورے ضلع کے رضا کار لڑکوں کی فوجی تربیت اور نیک کرداری کا صدر معلم نگران ہوتا ہے۔ بائیس اسکوٹ کا طریقہ اس قدر مفید و مقبول ثابت ہوا کہ پانچ سال کی قیصل مدت میں (۱۹۱۳ء تک) ریاست ہائے متحدہ کے بائیس اسکوٹوں کی تعداد ایک لاکھ پانچ ہزار تک پہنچ گئی ہے اور سلطنت کے دوسرے حصوں میں ایک لاکھ پچاس ہزار سے کم بائیس اسکوٹ نہوں گے۔ برطانیہ کی تقلید میں اکثر غیر ملکوں نے بھی اپنے ہاں بائیس اسکوٹ کے طریقے کو جاری کیا ہے۔

جن اہل برطانیہ کی معاش کا ذریعہ تجارت ہے ان کے لڑکوں کی تعلیم و تربیت مزدوروں کی بے مینی کا مسئلہ نہایت اہم ہو گیا ہے اس لئے کہ انہی نو نیاہوں پر انگریزی قوم کے مستقبل کا مدار کار ہے۔ جمہوریت کی ترقی، مزدوروں اور

ادنی درجے کے لوگوں کو رائے کا حق ملنا، انجمنہائے وفاق کارنگروں کے ذریعے سے ان لوگوں کا آپس میں متفق ہونا اور ہڑتالوں کی کثرت سے مزدور پیشہ لوگوں کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار پیدا ہے۔ ہم نے صفحہ (۵۴۵) پر بیان کیا ہے کہ ۱۸۹۲ء سے ۱۸۹۵ء تک برطانیہ کے معدنی کوئلہ، گیس اور انجینئرنگ کی تجارتوں میں مزدوروں نے نہایت اندیشہ بظاہر تائیں کی ہیں۔ ان ہڑتالوں کی صورت و معرفت کی اس جنگ کا آغاز سمجھنا چاہئے جو ابھی تک جاری ہے۔ ۱۹۰۲ء میں سب سے پہلے فرانس کے مزدور پیشہ لوگوں نے اپنے ہاں سنڈی کیلزم (Syndicalism) یعنی ہمدردانہ ہڑتالوں کی پاڈالی جو بیسج انگریزوں کے ملک میں بھی رائج ہو گئی۔ اس کے زیر اثر مزدوروں اور کاریگروں کی کل انجمنیں آپس میں متفق ہو گئی ہیں اور ایک انجمن دوسرے کی مدد کرتی ہے۔ جب کسی ایک انجمن کے مزدور کسی مخصوص تجارت میں ہڑتال کرتے ہیں تو ان کی ہمدردی میں دوسری انجمنیں بھی یکے بعد دیگرے ہڑتال کر دیتی ہیں۔ اور اس طرح سارے ملک میں ہڑتال ہو جاتی ہے۔ مزدوروں کے طبقے میں نوجوان اور کم عمر لوگ جو قدرۃً عمر آدمیوں سے تعداد میں زیادہ ہوا کرتے ہیں مزدوروں کے تصفیۂ نزاعات کے واسطے اسی طریقے کو زیادہ پسند کرتے ہیں تو

مزدور پیشوں کے تین خاص مطالبے ہیں تو

مطالبات مزدوران (۱) شرح اجرت میں اضافہ۔

(۲) کام کے گھنٹوں میں کمی۔

(۳) اپنی اتحادی انجمنوں کی ہستی کو حکومت وقت سے تسلیم کرانا۔ اگرچہ ابتدا میں ان تین خواہشوں میں سے ایک کے بھی منظور نہ ہونے پر ہڑتال ہو جاتی تھی لیکن جب سے برطانیہ میں ہڑتال کی ہاپ پھیلی ہے اس زمانے سے کسی نہ کسی سبب سے مزدور کام بند کر دیتے ہیں۔ ۱۹۰۲ء اور ۱۹۰۳ء میں تجارت کی حالت جو خراب تھی اس لیے بہ نسبت پچھلے سالوں کے ہڑتالیں کم ہوئیں لیکن ۱۹۰۳ء سے موجودہ زمانہ ۱۹۰۳ء تک جبکہ ملک کی تجارت بہت اچھی حالت میں تھی شکل سے کوئی ایسی تجارت ہوگی جس میں مزدوروں نے ہڑتال نہ کی ہو۔ اگر ہم صرف ۱۹۰۳ء کا حساب لگائے تو معلوم ہوگا کہ اسی ایک سال میں بڑے اور چھوٹے ملّاکر مزدوروں کے چار سو چھترے پیش آئے اور گزشتہ چار سال

سے برابر دیکھا جا رہا ہے کہ ایک نہ ایک پیشے والے دریا کا سا تالیم پیدا کر دیتے ہیں۔  
 روٹی کی کھان کو چلانے والوں کی ہڑتالوں میں سب سے زیادہ سنگین ہڑتال روٹی کی  
 کھان کی ہڑتال اس کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفے سے کتنی ہی ہڑتالیں اور  
 ۱۹۱۷ء

ہلاک آؤٹ (Lock out) یعنی کارخانے کے مالک کا مزدوروں  
 کو کام نہ دینے کی نوبت آئی اور سرکاری مجلس تجارت کے بیچ بچاؤ کرنے پر ۱۰ اکتوبر ۱۹۱۷ء  
 کا سب سے آخری ہلاک آؤٹ ختم ہوا۔ اُس کے بعد بھی مزدوروں کی بے چینی رفع نہیں  
 ہوئی اور اُن لوگوں نے ایک عام ہڑتال کرنے کی دھمکی دی۔ ۱۹۱۷ء میں جہاز کے  
 جہاز کے حوالوں کی کارخانوں میں کام کرنے والوں اور سامان و مال جہاز کے  
 حوالوں نے لندن منچسٹر ہسپانیا فریڈ اور لورپول میں ہڑتالیں  
 ۱۹۱۷ء

کر دیں جس کے سبب سے سب سے آخری مقام میں شہر کے  
 بدعاشوں نے فساد کئے اور دوسروں پر مصیبت و تباہی لانے۔ مفسدوں نے ریل  
 کے ڈبے جس میں دودھ آتا تھا توڑ ڈالے جس کی وجہ سے دودھ کا آنا شہر میں  
 موقوف ہو گیا اور شیر خوار بچوں کی دودھ میسر نہ آنے سے جان پر بن گئی۔ اسی طرح  
 اشیاء خورد و نوش کا آنا بھی رک رہا اور جو ناج و غیرہ کہ شہر میں تھا وہ بہت  
 ہی کم رہ گیا۔ اس کے بعد اگست کے مہینے میں انگلستان کی کل ریلوے کے  
 ملازمین ریل کی ہڑتال مزدوروں نے بجز لندن کی مقامی ریلوں اور سوخت و لیٹرین  
 ریلوے پر کام کرنے والوں کے ہڑتال کر دی۔ مزدوروں کی  
 ۱۹۱۷ء

انجمنوں سے ان آخری ریلوں کے اہلکار تعلق نہ رکھتے تھے  
 اس لیے اُن کے اثر میں نہ آ سکے جب ہڑتال کی اس قدر شدت ہوئی ہو تو حکومت  
 نے بھی متاثرہ رقبوں میں فوجیں بھیلا دیں اور بعض مقامات پر فوج نے مثلاً  
 لین لی میں جو ملک ویز میں واقع ہے چند ہڑتالیوں کو ہلاک کیا۔ اگرچہ حقیقی ہڑتال  
 تو ایک ہفتے سے زیادہ نہیں رہی لیکن اتنی ہی مدت میں مخلوق کا عام کاروبار بند  
 ہونے اور ضروریات زندگی کے میسر نہ آنے سے حکومت اور قوم عام ہڑتال کے  
 اثرات و نقصانات سے بچنے والی ہو گئی ہے۔

۱۹۱۲ء میں تقریباً ہر ایک قسم کی تجارت سے تعلق رکھنے والے مزدوروں نے اپنے مالکوں و اجرت دینے والوں سے نزاع کی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آجرواجیر کے تعلقات میں اصلاح کی ضرورت ہے چنانچہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۱ء کو مزدوران معاون نے معاون زغال کے ایک عام ہڑتال کرنے کے متعلق قرعے کے ذریعے سے رائے دی اور ۱۸ جنوری ۱۹۱۲ء کو کام بند کرنے کی تحریک کو ان میں سے تین چوتھائی نے منظور کر لیا۔ یہ ہڑتال تین مہینے جاری رہی اور کثرت سے مزدور صیبت میں مبتلا ہوئے مختلف مصنوعات

کے کارخانے کو بسے کا ذخیرہ ختم ہوتے ہی بند ہو گئے اس سے اکثر ان مزدوروں کے روزگار پر بھی جن کو ہڑتال سے کچھ تعلق نہ تھا آفت آئی۔ یہ پہلا وقت تھا کہ رائے عامہ کے امرا پر حکومت نے تعین اجرت کی نسبت دست اندازی کی اور اس کے متعلق فوراً ایک مسودہ قانون پیش ہوا اور وارالعوام نے تین سال کے واسطے اس کو منظور کر لیا۔ اس قانون کی رو سے ایک اقل قلیل اجرت قرار پائی ہے جس کو ایک غیر جانب دار میر مجلس کی ماتحتی میں حلقوں کی مجالس مشترکہ معین کرتی ہیں۔ انجمن وفاء مزدوران معدن نے مرو کے لیے پانچ شلنگ اور بچے کے واسطے دو شلنگ فی یوم اقل قلیل اجرت قرار دینا چاہا تھا لیکن اسکو تھ صاحب نے اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا اور انھوں نے ہر ایک حلقے کو اپنی صواب دید پر اجرت اقل قلیل کے تعین کا مجاز کیا ہے۔ جب مسودہ مذکور دارالامرا سے بھی منظور ہوا تو قانون معاون زغال "تو قانون اجرت اقل قلیل معاون زغال" کے نام سے جاری ہوا اور مزدور ۶ اپریل ۱۹۱۲ء کو کام پر واپس آ گئے مزدوروں کی نزاعات کو رفع کرنے کے لیے ۱۹۱۱ء میں سر جارج اسکوتھ

کا صدر ناظم صنعت و حرفت کی خدمت پر تقرر ہوا اور صاحب موصوف نے بڑی کوشش سے اجیر و آجر کے تعلقات کو ایک حد تک خوشگوار بنا دیا ہے۔ اس پر بھی مزدوروں کی لیے چینی روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور خرابی یہ ہے کہ مزدوروں نے اپنے رہنماؤں کے فیصلوں اور مشوروں کی خلاف ورزی شروع کر دی ہے لیکن ہکوامید ہے کہ جب آجرواجیر ان قوانین کے فوائد سے واقف ہونگے جو ملک کی



صنعت و حرفت کی ترقی کے واسطے وضع ہوئے ہیں اور جب انھیں ان امور میں تجربہ ہوگا تو وہ اپنی لائیں دشواریوں کو باحس وجوہ آپ سلجھا لینگے گا

اب تک تو ہم مردوں کی بے چینی کو بیان کرتے رہے لیکن اب ہم انات انگلستان کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں۔ گزشتہ پچاس سال سے برطانیہ میں عورتیں کوشش کر رہی ہیں کہ انھیں بھی مردوں کے مثل ارکان پارلیمنٹ کو انتخاب کرنے کا حق رائے دیا جائے اور اُس کے متعلق ایک عرصے سے وہ ملک میں بے چینی پھیلا رہی ہیں۔ ابتدا میں اعلیٰ طبقے کی عورتوں کو یہ بات سوچتی تھی لیکن اس تحریک میں اب کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والی اور مزدوروں کی عورتیں تک شریک ہو گئی ہیں۔ عورتوں کا غدر ہے کہ مردوں کو اپنی شکایات و تکالیف بیان کرنے اور اُن کے رفع کرانے کا موقع دیا گیا ہے لیکن عورتیں اس نعمت سے محروم کی گئی ہیں۔ حریت پسند حکومت کے زمانے میں تحریک مذکور نے عملی جامہ پہنا اور ۲۵ اپریل ۱۹۰۶ء کو کیر پارٹی صاحب نے رورحق رائے انات کی نسبت دارالعوام میں ایک تحریک پیش کی اور جب مجلس مذکور میں اُس پر بحث ہونے لگی تو نشست گاہ انات میں عورتوں نے جو بحث سننے کے لیے جمع ہوئی تھیں عجیب ہل چل مچادی۔ اس سودے کے بعد مستند و سودا پیش ہوئے ہیں لیکن اُن کی دودھ سے زیادہ پڑھنے کی نوبت نہیں آتی کہ دارالعوام ہی میں نامنظور ہو جاتے ہیں۔ ہر چند اس تحریک میں کامیاب ہونے کی غرض سے عورتوں نے طرح طرح کے جلوس لندن اور دوسرے شہروں میں نکالے اور کثرت سے جلسے منعقد کئے اور اگرچہ بعض مغزو و محترم خواتین اور اکثر تعلیم یافتہ و عہدہ دار مستورات نے بھی جلوس نکالے اور بڑے چلتے پر جلسے منعقد کئے لیکن تحریک مذکور آج تک

یعنی ۱۹۰۳ء تک نامکام ہی رہی اس ناکامی کا زیادہ تر باعث یہ بھی ہوا کہ بعض نا عاقبت اندیش اور کم فہم عورتوں نے اپنے کو پابندی دستور نسواں سے علیحدہ کر کے اپنا ایک جداگانہ فرقہ بنایا اور ملک میں فساد کرنا شروع کر دیا۔ اُن کا خیال تھا کہ لوٹ مار جگہ جگہ ان حق رائے سے اس تحریک کو کامیابی ہوگی۔ مال کے نقصان کی یہاں تک حالت پہنچی تھی کہ نہ صرف وزیر اعظم کے مکان کی کھڑکیوں کے

پر کالے توڑے گئے بلکہ اس پسند دوکانداروں کی دوکانوں کے بتوری دروازے اور  
کھڑکیاں زیادہ سرگرم و شوریدہ عورتوں کے ہاتھوں سے چکن چور ہوئیں جس کا نتیجہ  
یہ ہوا کہ مفسدہ پرواز عورتوں کو قید بھگتنی پڑی اور قیدیوں نے آپ کو بھوک سے  
ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ ان سرکش عورتوں نے اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ انھوں  
نے خوشحال لوگوں کے مکانات جو شہروں کے مصافحات میں واقع ہوتے ہیں جلاؤ گے  
تار برقی کاٹ ڈالے اکثر بقیہ صورتوں کے مال و جائیداد کو نقصان پہنچایا۔ عورتوں کے  
ان ناشائستہ اور ظالمانہ حرکات کے سبب انگلستان کے مرد جو عموماً منصف مزاج  
ہوتے ہیں ان سے منحرف ہو گئے اور جس طرح اکثر اچھے کام فتنہ و فساد اور ناجائز  
افعال کی وجہ سے سرسبز نہیں ہوتے اسی طرح یہ مفید و نیک تحریک بھی ناکام رہی اور  
ان عورتوں کی جو دستوری طریقے سے حصول مدعا چاہتی تھیں حق تلفی ہو گئی۔

لیکن ایک دوسری قسم کے بڑے بڑے جلسوں کے انعقاد سے اس جنگ  
کا کامیابی کے ساتھ خاتمہ ہوا۔ انیسویں صدی کے آخری اور بیسویں صدی کے ابتدائی  
حصے میں ایچہ پیشہ والوں کو جو بڑے شہروں میں رہتے تھے کام کرنے کی شدید ضرورت  
صرافہ جات محنت

۱۹۰۹ء

پڑی اس وجہ سے ان بے روزگاروں نے سرش کوں پر جلوس نکالا  
شہروں میں گشت کرنا شروع کر دیا اور ان کے ایک جم غفیر نے  
دارالعوام میں بحیر گیسے کی کوشش کی۔ مئی ۱۹۰۹ء میں ونسٹن چرچل صاحب  
کو پارلیمنٹ سے ایک مسودہ قانون کو منظور کرانے میں کامیابی ہوئی۔ قانون کو  
کے زیر اثر کام چاہنے والوں کی آسانی کی غرض سے ملک کے مختلف حصوں میں  
”صرافہ جائے محنت“ کا قیام ہوا، جن کا انتظام مقامی کمیٹیاں کرتی ہیں اور ہر ایک  
کمیٹی آجروا جیر کی مساوی تعداد سے بنتی ہے اور ایک غیر جانب دار شخص اس کا سربراہ  
بنایا جاتا ہے۔ ان صرافہ جات کا یکم فروری ۱۹۱۰ء سے نفاذ ہو رہا ہے جس کو  
اُجرت پر کام پانے کی ضرورت ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے قریب کے صرافہ محنت  
سے دریافت کرے کہ اس کے ہنر کی ملک کے کس حصے میں مانگ ہے اور کہاں  
اس کو سب سے زیادہ اُجرت مل سکتی ہے۔ ان ادارات کے وجود سے ایک  
اور فائدہ ہے کہ خود اُجرت دینے والوں کو طرح طرح کے ہنر مند ضروروں کی اطلاع ہو

ہستی ہے۔ اگر عسرت کے سبب سے مزدور اور کاریگر مقام روزگار تک نہ پہنچ سکتے ہوں تو ان کو اور ان کے اہل و عیال کو صرافہ سے زاد راہ ملتا ہے پُر  
اب ہم تقویری دیر کے لئے زمانہ زیر تیر کے پچھلے چند مہینوں پر نظر ڈالتے ہیں  
امرا اور عوام کے درمیان اور ایک اہم دستوری جنگ کا جو دار الامر اور دار العوام کے  
مابین واقع ہوئی تھی حال بیان کرتے ہیں۔ دار العوام کے  
فرقہ خویشیت پسند کو ایک عرصے سے اس امر کی شکایت تھی کہ حکومت پسند  
حکومت کے زمانے میں جو مسودات قانونی حکومت کی جانب سے پیش ہوئے دار الامر  
نے بحال رغبت و خوشی ان کو منظور کیا لیکن حکومت خویشیت پسند کے مسودات قانون  
کی منظوری دینے میں اُسے اکثر اوقات انکار رہا ہے سرسری کمیل بنزمین نے اپنے  
عہد وزارت عظمیٰ میں دار الامر کے اقتدار کو محدود کرنے کے ارادہ کا علی الاعلان اظہار  
کر دیا تھا اور جب ان کی جگہ پر الیکویتیہ صاحب آئے تو انھوں نے اپنے پیش رو  
کے عزم کو عملی جامہ پہنایا پُر

فوری سنہ ۱۹ء میں وزارت نے ایک سخت قانون پر اجازت نامہ کو  
نامتظوری مسودہ  
اجازت نامہ ۱۹ء  
منظور کیا تھا لیکن دار الامر نے اس کو نامنظور کر دیا لیکن  
مسٹر لائیڈ جارج نے موازنہ ملک کے مسودہ میں اس قانون کے  
کل مطالب و مواد کو داخل کر دیا اور ماہ اپریل ۱۹ء میں اپنا  
مترتبہ موازنہ پیش کیا جو دار العوام میں منظور ہو گیا اگرچہ صاحب موصوف نے اس میں  
بڑی آمدنیوں پر محصول بالائی لگائے جانے اور وظائف پیرانہ سال کی ادائیگیئے رسوم فوجی اور  
رسوم اشامپ کی شرح میں اضافہ کرنے کی رائے دی تھی لیکن اُس کے ساتھ ہی  
(خجارتی) اجازت ناموں اور روح شراب پر بھی محصول لگا کر ثابت کیا تھا کہ اُس  
وزیع سے ۴۰۰۰۰۰ پونڈ اور مٹیا کو کے محصول سے ۱۵۰۰۰۰ پونڈ سالانہ کا محاصل  
ملک میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے ایک جدید محصول اراضی پر  
عاید کیا تھا جس کی وجہ سے باشندگان ملک کی غیر منقولہ جائیدادوں کا از سر نو اندازہ  
کر کے نئی قیمتیں لگانی پڑتیں پُر

جب منظوری کی غرض سے موازنہ مجلس اعلیٰ میں آیا تو لارڈ لینسٹون نے

امرا اور موازنہ ملک  
نمبر ۱۹۰  
تحریر کی کہ انہائے ملک کی مرقی دریافت کرنے کے نبیہ  
دارالعوام کو مسودہ موازنہ منظور نہ کرنا چاہئے تھا۔ ایسکو تھ صاحب  
نے کہا کہ دارالامرا کی اس حرکت سے قانون دستور کی خلاف ورزی  
ہوتی ہے اور اس لئے انھوں نے تاج برطانیہ کو پارلیمنٹ کے برخاست کر دینے کا  
مشورہ دیا

پارلیمنٹ کے برخاست ہونے سے جدید انتخابات جب عمل میں آئے تو  
انکا نتیجہ یہ ہوا کہ حریت پسندوں کے صرف ۲۵،۵ ووٹ کا بلا شمول ارکان آئر لینڈ و  
انتخاب عام  
مبوری ۱۹۰۱  
مزدور پیشہ اور جمعیت پسندوں کے ۱۲،۳۳۱ اشخاص غلبہ ہوئے  
اس لئے حکومت نے اپنی کثرت کے واسطے مزدوروں کے  
نمائندوں کی پولیس آرا اور آئر لینڈ کے قوم پسند ناہوں کی بیاسی آرا

پر اسخفا رکھا۔ اور اس میں خرابی یہ تھی کہ مزدوروں کے ارکان جو ابن الوقت ہیں جس  
سیاسی فرقے سے انھیں کام لینا منظور ہو اُس کے طرفدار ہو جاتے ہیں اور قوم پسند  
جس سیاسی فرقہ کو اپنے مطلب کا سمجھتے ہیں اُس کے ساتھ ہو کر اُس کا پلہ بھاری  
کرویتے ہیں۔ جس بات کا گلیڈ اسٹن کو خوف تھا آخر اس کا ظہور ہوا، ان کو منظور  
نہ تھا کہ انگلستان کے کسی سیاسی فرقے کو آئر لینڈ کے سوشلین کی تائید کی احتیاج ہو اس لئے کہ  
فرقہ محتاج پھر آزادی سے حکومت نہیں کر سکتا۔ ان اندیشوں کے باوجود فرقہ حریت پسند  
کو دونوں مسئلہ فرقیوں کے اشخاص کو اپنے میں شامل کرنا پڑا اور اس طرح  
جدید انتخاب میں کثرت مشترکہ پیدا کر کے ایسکو تھ صاحب نے ملک سے جس حکم  
کے لینے کی ضرورت تھی اُس کو حاصل کیا اور جب پارلیمنٹ کا دوبارہ اجلاس ہوا اور  
سابق کے برسر حکومت فرقے کی اب بھی دارالعوام میں کثرت ہوئی تو دارالامرا نے  
موازنہ مذکور کی منظوری دیدی

اُس کے بعد ایسکو تھ صاحب نے دارالامرا کی قوت محدود کرنے کی غرض  
تخریجات اختیار نامنظوری سے اُس کے اختیار نامنظوری و دیگر کے خلاف تین تحریکیں پیش  
کیں۔ ان میں سے پہلی تحریک کا مقصد یہ تھا کہ مجلس امرا کا  
مالی مسودات کو نامنظور کر دینے کا اختیار منسوخ کر دیا جائے اور

دوسری تحریک کے ذریعے سے مجلس مذکور کا دوسری قسم کے مسودات قانونی کو نامنظور کرنے کا اختیار بھی محدود کیا جائے جس کا مطلب یہ تھا کہ سوائے مالی مسودوں کے اگر کوئی دوسرا مسودہ قانون دارالعوام کے عین متواتر اجلاسوں میں کسی ترمیم کے بغیر تین مرتبہ درپے پیش ہو کر منظور ہو جائے لیکن دارالامرا اُس کے منظور کرنے میں انکار کرے تو مجلس امر کی نامنظوری پر بھی وہ قانون متصور ہو کر نافذ ہو جائے گا۔ تیسری تحریک کا منشا پارلیمنٹ کی سابقہ ہفت سالہ مدت کو گھٹا کر پچاس سالہ کرنا مقصود تھا چنانچہ فروری ۱۸۳۲ء کے لوگ مخالفت کرتے رہے لیکن یہ تینوں تحریکیں فوراً مجلس عوام میں منظور ہو گئیں اب الیکوٹیج صاحب نے اپنا مشہور مسودہ پارلیمنٹ کے یہ کہہ کر پیش کیا کہ اگر دارالامرا اس کو نامنظور کرے تو وزارت وقت تلخ کو ایسی تدابیر اختیار کرنے کا مشورہ دے گی جن سے یہ قانون نافذ ہو سکے گا۔

جب لڑائی اس نوبت کو پہنچی تو امرا کو عوام کی ضرورتوں اور خواہشوں کے مطابق اپنی مجلس کو دوبارہ تنظیم کرنے کی فکر ہوئی۔ مجلس مذکور کے بعض ارکان نے کوشش اُٹھائی کہ تنظیم ثانی کے متعلق مختلف مشورے دیے اور ان پر چند ہینوں تک اُس مجلس نے غور کیا لیکن کوئی مشورہ پسند نہیں آیا۔ اگرچہ اصلاح

الیکوٹیج صاحب نے اپنے مسودے کے ابتدائی حصے میں اس امر کا وعدہ کیا تھا کہ عنقریب ایک اصلاح شدہ مجلس ثانیہ کی ترکیب عمل میں آئے گی لیکن سر دست اُن کا منشا دارالامرا کی اصلاح نہیں بلکہ اُس کے اختیارات کو محدود کرنا تھا تاکہ حریت پسند حکومت کے مجوزہ مسودات قانونی باسانی منظور ہو جائیں۔

جبکہ اصلاح دارالامرا کی نسبت پارلیمنٹ کی دونوں مجلسوں میں نہایت جوش اُٹھ رہا تھا تو ۱۸۳۲ء کے وفات اولوے سے محض ہو رہی تھیں بادشاہ ایڈورڈ ہفتم جو یارٹمز کے سفر سے واپس ہوا تھا دفعۃً سخت علیل ہو گیا ایک عرصے سے اُس کی صحت خراب تھی اور موجودہ نزاع پارلیمنٹ کا بھی اُس کے قلب پر صدمہ تھا۔ تاہم کا مقام تو یہ ہے کہ ایڈورڈ صبح جو کبھی جس نے اپنے ملک اور دنیا کی تقریباً کل قوموں میں ارتباط پیدا کر دیا اپنی قوم کے دو مخالف فرقوں میں مصالحت کرائے سے عاجز رہا۔ شاہ موصوف کا ۱۸۹۱ء کو قعر بنگلہ میں

انتہال ہوا اور ولی عہد جارج پنجم کے لقب سے تخت کا وارث قرار پایا  
بادشاہ نو کے جلوس سلطنت کے سبب سے جنگ دستوری میں وقف ہوا  
وونڈل فرقوں کے سربراہ اور وہ اشخاص نے تجویز کی کہ ایک کانفرنس کے ذریعے سے  
کانفرنس  
تزامات باہمی کا تصفیہ ہونا چاہئے۔ فریقین نے اس رائے  
جون ۱۹۱۸ء کو منظور کیا اور ۱۷- جون ۱۹۱۸ء سے کانفرنس کا آغاز ہوا۔ تھوٹ  
تھوٹے وقفے سے کئی مہینوں تک اس کے جلسے ہوتے رہے

یہاں تک کہ اجلاس کا پورا زمانہ زیادہ تر اسی ایک کام میں صرف ہو گیا اس پر بھی اس  
مدت میں ایک اہم و مفید قانونی ترمیم ہوئی ہے یعنی حلف تخت نشینی کے قانون سے  
وہ جڑ جو روٹن کیٹھنک کی دل شکنی کا باعث تھا حذف کر دیا گیا

اگرچہ ۱۵- نومبر ۱۹۱۸ء کو پارلیمنٹ کا دوسرا اجلاس شروع ہوا لیکن اسکے  
انتخاب عام  
پہلے سے لوگ کانفرنس صلح کی ناکامی سے واقف ہو گئے تھے  
اس لیے مسودہ قانون پارلیمنٹ کو پیش کرنے کے بجائے  
دسمبر ۱۹۱۸ء  
ایسکوٹیہ صاحب نے اپنے ارادے کا اظہار کر دیا کہ قوم کی

رضامندی دریافت کرنے کی غرض سے میں بادشاہ کو پارلیمنٹ کے برخاست کر دینا  
مشورہ دونگا۔ بہر حال اس تجویز کے مطابق پارلیمنٹ کی موقوفی ہو کر ۱۹۱۸ء کے دسمبر  
کی انتہا میں انتخابات شروع ہوئے جن کا نتیجہ فرقہ حریت پسند کے حق میں مفید ثابت  
ہوا اور اس مرتبہ بھی فرقہ مذکور کے ارکان کی پارلیمنٹ میں کثرت رہی۔ ۹- فروری ۱۹۱۹ء

کو ایسکوٹیہ صاحب نے دوبارہ اپنے مسودہ قانون کو جس میں دارالامرا کے اختیارات  
نا منظور کی سبب تین تحریکات بھی شامل تھیں پیش کیا۔ اس کے تین مہینے کے بعد  
مسودہ مذکور کی تیسری قرات ۱۱- مئی ۱۹۱۹ء کو ختم ہو کر دارالعوام میں پڑ مسودہ منظور  
ہوا اور بعد میں دارالامرا کو روانہ کیا گیا لیکن جارج پنجم اور ملکہ میری کی تاج پوشی کی وجہ سے  
جس کی رسم ۲۲- جون ۱۹۱۹ء کو منائی گئی چند مہینے فریقین میں سکوت رہا

لیکن جب مسودہ مذکور ۲۰- جولائی کو دارالامرا سے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ اس  
کی اکثر اہم باتوں میں مجلس مذکور نے ترمیم کی ہے اس پر فرقہ برسر حکومت سے نہایت  
شور مچا کر اسکے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور وہی مسودہ مجلس اعلیٰ کو واپس کیا دوسری

مرتبہ بھی یہ مجلس مسودے میں ترمیم کے بغیر منظوری دینا نہیں چاہتی تھی لیکن لارڈ رابن نے اس بات کا اظہار کر دیا کہ اگر مسودہ منظور نہ ہوگا تو میں بادشاہ کو زیادہ امر ابلانے کا مشورہ دوں گا جس سے نئی لغین مسودہ کو ناکامی ہوگی۔ لارڈ ہیلز بری اور بہت سے دوسرے ائمہ اپنی بات پر اڑے رہے اور اپنی مجلس کو سمجھایا کہ اگر اس دفعہ دپ گئے ائمہ کا قانون پارلیمنٹ تو تم سیاسی خودکشی کے مرتکب ہو گے لیکن لارڈ لینسڈون اور کونٹورک رنار اگست اس بنا پر مسودہ منظور ہو گیا اور اس پر بادشاہ کی منظوری ۱۸ اگست ۱۹۱۱ء

۱۹۱۱ء کو صادر ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ الیکوٹیج صاحب نے اس قانون پارلیمنٹ کو جاری کرا کے اگلے ذریعے سے اپنے پیش کردہ مسودات قانونی کو منظور کرائے کی آزادی حاصل کی لیکن وہ اس طرح صرف ایک پارلیمنٹ کے دوران میں بشرطیکہ آیر لینڈ کے قوم پرست ارکان پر ان کا اعتماد ہو آزاد رہے ہیں اسی زمانے میں ارکان پارلیمنٹ کے لیے پہلے پہل فی کس ۵۰ پونڈ مشاہرہ مشاہرہ ارکان پارلیمنٹ مقرر ہوا لایڈ جارج صاحب نے اپنے موازنے میں مشاہرہ کی تحریک کی تھی جس کو حریت پسند ارکان نے غلبہ آرا سے منظور کیا۔ یکم ستمبر ۱۹۱۱ء سے تنخواہ کا اجرا ہوا

اس کے چند شے بعد بیلوفر صاحب نے فرق اتحاد پسند کی سرداری سے استعفا پیش کر دیا لیکن ان کی جگہ پروالٹر لانگ صاحب یا اسٹن چیمپرلین صاحب کے عوض جو اس جگہ کے زیادہ مستحق تھے ایک تیسرا شخص مسٹر بوزلانتوب ہوا اس کے بعد رت بوزلانتوبر مقابلے میں ان دونوں دعویداروں نے سکوت اختیار کیا اس لیے کہ ان کی پارٹی کے ہر ایک ذیل فرقے میں بھی وہ ہر وزیر تھا۔ اس کامول کنیڈا ہے اور سابق میں وہ گلاسکو میں رہے

کی تجارت کرتا تھا

جس قومی بیجے کے مسودہ قانون کی لایڈ جارج صاحب نے ایک سال قبل تخریک کی تھی وہ اب منظور ہوا۔ شروع میں تو مسودہ بہت مقبول ہوا۔ اس کے پیش ہونے پر کل دارالعوام میں خوشی کے

قومی بیجے کا قانون

۲۴ دسمبر ۱۹۱۱ء

نعرے بلند ہوئے تھے کرکیٹی کے زمانے میں فرقہ مقابل نے اس میں بہت کچھ  
ترسیم کرنی چاہی لیکن اہل کیٹی نے اُس کا کم لیا کیا اور جب بلا ترسیم مسودہ کی تیسری  
قرأت ختم ہوئی تو فرقہ مقابل کے ارکان اٹھکر دارالعوام سے چلے گئے اور مسودہ مذکور  
کے متعلق کسی قسم کی رائے نہیں دی۔ اس کے بعد جب مسودہ بغرض منظور مجلس اعلیٰ  
کو بھیجا گیا تو لارڈ لینسٹون نے نقائص کے باوجود اُس کو منظور کرنا ہی مناسب سمجھا  
ورنہ دوسری صورت میں دونوں مجلسوں کے درمیان ایک بیکار و عجب بحث بحث  
چھڑ جاتی۔ اُس مسودے پر ۱۶ دسمبر ۱۹۱۱ء کو شاہی منظوری صادر ہوئی تو

اس قانون کے پہلے نصف حصے کا تعلق صحت کے بیمہ سے ہے۔ ہر ایک  
مزدور پر صحت کا بیمہ کرنا لازم ہے بشرطیکہ اُس کو مستقل اجرت ملتی ہو اور اُس کی سالانہ  
صحت کا بیمہ آمدنی ۱۶۰ پونڈ سے زیادہ نہ ہو۔ بیمہ کے واسطے فی مرد ۳ پنس  
اور فی عورت ۳ پنس ہر ہفتہ خود مزدور کو ادا کرنے پڑتے ہیں اور

آقا (آجر) اپنے ہر ایک اجیر کے واسطے ۳ پنس اور حکومت ہر ایک مزدور کیلئے ۲ پنس  
فی ہفتہ بیمہ فٹ میں ملحدہ جمع کرتی ہے اس رقم کے معاوضے میں مزدوروں کا علاج  
مفت ہوتا ہے اور حالت مرض میں مزدور کو اگر مرد ہو تو ۱۰ شلنگ اور عورت ہو تو  
۷ شلنگ ۶ پنس فی ہفتہ امداد ملتی ہے۔ اس اسکیم کو امدادی انجمنیں چلاتی ہیں اور  
اُس کا عمل ۱۵ جولائی ۱۹۱۳ء سے شروع ہوا ہے۔ اس قانون کے زیر اثر کام کرنے  
کے متعلق اکثر لوگوں کے رخصانہ کرنے میں حکومت کو بڑی بڑی دشواریاں اٹھانی  
پڑیں۔ اس قانون میں غالباً مزید تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ عجب نہیں کہ عنقریب  
اس میں کچھ ترمیم کرنی پڑیگی۔ حال میں اس کے متعلق ایک مسودہ قانون جو چند ترمیمات  
پر مشتمل ہے منظور ہو چکا ہے تو

قانون کا دوسرا نصف حصہ ان بے روزگار مزدوروں کے متعلق ہے جو  
کام کرنا چاہتے ہیں لیکن کام نہیں ملتا۔ سر دست بعض ایسی صنعتوں میں جن کا تعلق  
سماری، جہاز سازی اور کپے کوپے کو خالص بنانے سے ہے اس قانون پر عمل ہو رہا  
ہے اس لیے کہ ان حرفتوں میں مسلسل کام نہیں ہوتا کبھی کبھی  
مزدوروں کی دوسری انجمنوں کو بھی جن کو اس قسم کی صنعتوں



سے تعلق نہ ہو اس قانون کے زیر اثر آمد و بجاتی ہے۔ بے روزگاری کے نیکے میں مزدور اور اُس کا آقا (اجیر) ڈھائی ڈھائی پنس اور حکومت پونے دو پنس فی ہفتہ ادا کرتی ہے۔ بے کاری کے زمانے میں ہر ایک مزدور کا فرض ہے کہ وہ اپنے سب سے قریب کے دفتر سرہانے بے روزگاری پر پنچیک اپنی کتاب بے روزگاری دکھلائے اور کسی موزوں کام کے پانے کی اسناد عاکرے۔ اگر معائنہ کتاب کے بعد دفتر مذکور مزدور کیلئے کام نہ مل سکے تو وہاں سے اُس کو ہفتہ کی ہفتہ ملتے ہیں لیکن مزدور کو چاہئے کہ روزانہ وہ دفتر سرہانے روزگاری پر جایا کرے اور اگر فاصلہ زیادہ ہو تو اُس کو ہفتے میں دو تین روز دفتر کو جا کر کام کے متعلق دریافت کرنا لازم ہے۔

دربار تاجپوشی ہند میں شریک ہونے کی غرض سے جارج پنجم اور ملکہ میری لوبر ہن کا پایہ تخت ہندو قرار ۱۹۱۱ء میں انگلستان سے روانہ ہوئے۔ اسی دربار کے موقع پر بادشاہ نے بحیثیت قیصر ہند کلکتہ سے دہلی کو جوہنہ کا قدیم پائے تخت ہے والا حکومت کی منتقلی اور بنگالہ کی پریزیڈنسی پر ایک

پانا۔ ۱۹۱۱ء

علمیہ گورنر کے تقرر کی نسبت اعلان کیا۔

دربار ہند کے بعد انگلستان کی تاریخ میں ان پریشانیوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جن کے متعلق ہم اپنے خیالات کا اظہار کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ ۱۹۱۲ء میں میک کنلین نے مسودہ قانون موثوقی مذہب معینہ ویلز اور ایسکوتھ صاحب نے مسودہ قانون حکومت خود اختیاری برائے آئرستان جس کا ایک عرصے سے انتظار تھا پیش کیا۔ ان میں سے دوسرے

قانون ہوم رول  
۱۹۱۲ء

مسودہ کو دارالعوام نے پہلی دفعہ ۱۹۱۲ء کے موسم خزاں کے اجلاس میں اور دوسری دفعہ ۱۹۱۳ء کے اجلاس میں منظور کیا اور دونوں مرتبہ بعد منظوری وہ دارالامرا کو روانہ کیا گیا لیکن اُمرا نے ہر مرتبہ اس جواب کے ساتھ کہ جب تک مسودے کے متعلق ملک کی مرضی نہ دریافت کی جائے ہم کچھ رائے نہیں دے سکتے ہر اُس کو واپس کر دیا۔ اس کے بعد بھی دارالعوام نے بلا ترمیم تیسری دفعہ اُس کو منظور کر لیا اور اس طرح قانون پارلیمنٹ کی تکمیل کر دی۔ پھر دیکھا کہ ۱۸ ستمبر ۱۹۱۳ء کو دارالامرا کی نام منظوری و مخالفت کے باوجود مسودے کی نسبت شاہی منظوری صادر ہو گئی۔

اسی اثنا میں صوبہ آسٹریا کے باشندوں نے جو ڈولین کی پارلیمنٹ کے زیرِ حکومت نہیں رہنا چاہتے تھے ۷۸۔ جنوری ۱۹۱۲ء کو بمقام بیلفاست آپس میں ایک حلفیہ عہد نامہ جہندہ اسٹریٹزبر ۱۹۱۲ء مرتب کر کے اپنے غم و باخیزم کا اظہار کر دیا کہ ہم جو ہم رول کو الی پارٹ کو کبھی تسلیم نہیں کریں گے۔

قانونِ ہوم رول بننے کے چند ہی روز بعد اُس سے ایک بہت زیادہ اہم معاملہ ۱۹۱۳ء کی جنگِ عظیم کی جانب قوم کی قوم منہمک ہو گئی و فتنہ جنگ کے بادلوں نے یورپ کے مطلع کو دھندلا دیا جس کا سبب ظاہری شہرِ سرا جو واقع

باسینا میں آسٹریا کے ولی عہد (آرچ ڈوک) اور اُس کی زوجہ کا قتل ہے۔ لیکن اُس کی علتِ ظالی جرمنوں کی ہوسِ ملک گیری کو سمجھنا چاہیے۔ گذشتہ چالیس سال سے پروشیا کا فوجی فرقہ جنگ کی تیاری میں مصروف تھا موقع ملے ہی اہلِ جرمنی آسٹریا کے ساتھ ہو گئے اور نزاعات کا سلسلہ قائم کر دیا جس کے سبب سے کل یورپ لٹائی پر لوٹ پڑا ایک طرف آسٹریا اور جرمنی اور دوسری طرف روس و فرانس میں سپاہ کی فراہمی شروع ہوئی اور جب جرمنی نے بلیجیم کی غیر جانب داری توڑ دی جس کے بچانے کے لیے وہ اور برطانیہ ازر وئے معاہدہ پابند تھے تو برطانیہ نے بھی جرمنی کے خلاف

اعلانِ جنگ کر دیا۔ برطانیہ کی جانب سے فوجی امداد پہنچنے کے پہلے ہی جرمن فوجیں بلیجیم میں در آئیں ملک کو نہایت بُری طرح غارت کر کے اور اہل ملک پر مظالم ڈھائے ہوئے فرانس کا رخ کیا اور اگرچہ برطانوی لشکرِ ہر ایک کو فرانس کے ساحل پر تار پکا تھا لیکن فرانس اور برطانیہ جنگ کیلئے کافی طور پر تیار نہ تھے اس سبب سے جرمن فوجوں کو بلیجیم سے ہوتے ہوئے آگے بڑھ آنے سے نہ روک سکے لیکن اُسکے بعد ہی جاپان نے منچین سے شرکت کر کے جرمنی سے جنگ شروع کر دی اور سنگ ٹاؤ (Teing Tau) کی بندرگاہ چین کی

اس کے علاوہ جرمنوں کے ہاتھ سے افریقہ میں اُن کے اکثر علاقے نکل گئے ہیں جو اٹلی کے شروع میں برطانیہ کو بہت ہی قلیل فوج مل سکی تھی چنانچہ فرانس کی اہم پر صرف ۱۶۰۰۰ سپاہیوں کا لشکر روانہ کیا گیا اس پر لارڈ کچرن نے قوم سے درخواست کی اور دو دن میں ۶۰۰۰۰ الوائز سپاہی جمع ہو گئے سمیر تو اس تعداد میں اضافہ ہونے لگا اس کے ساتھ ہی خُب وطن کا طوفان اٹھا اور سلطنت کے ہر گوشے سے صدائے جہاد

بند ہوئی، کنیڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ہند اور افریقہ سے فوج پر فوج آنے لگی اور  
برطانوی افواج کی تعداد چار ملین ہو گئی تھی

مگر جب لڑائی کا دائرہ وسیع ہوا اور جنگ مشرقی یورپ سے پھیلی ہوئی ایشیا  
فوجی ملازمت میں لگ چکی اور مختلف برطانوی لشکر فرانس، بیلجیئم، پولینڈ، مصر، شام

عراق، عرب، بلغاریہ اور سریلیا میں مصروف کارزار تھے تو ان

اہلئے ملک کی نسبت جو کابل و آرام طلب تھے جبر سے کام لینے کی ضرورت پیدا

ہوئی۔ اس طرح پر ان لوگوں کو جو لڑائی کے قابل ہیں اور جو ملک کی مختلف خدمات

مثلاً گولی باروت، جنگی جہازوں، ایردیلیوں کے کارخانوں میں کام اور رسائل کی

حفاظت کر سکتے ہیں جمع کیا ہے عورتوں نے بھی جرأت دکھلائی اور ملک کی مدد پر

آمادہ ہوئی ہیں چنانچہ مردوں کے لڑائی پر جانے سے جو عہدے اور خدمتیں خالی

ہوئی ہیں ان پر بعض عورتیں مامور ہو کر محروموں، ریلوے کے ملازموں، آسمی بس کے

چلانے والوں، گولے باروت کا کام کرنے والوں اور کسانوں کا کام انجام دینے

پس اور بعض عورتیں اپنے ملک اور مقامات کا رونا ہنس بھانپنا اور ضرورتیں کی تیاری کر رہی ہیں اور

بہت سی برطانوی عورتیں فرانس میں چاروں اور نیویوں کی گاڑی ہانکتی ہیں۔ اس طرح رفاہ عام کی غرض سے

کل برطانوی قوم ایک ہو گئی اس پر بھی قوم کے بعض افراد ایسے ہیں جو ذاتی عیش و

آرام کو حب وطن پر ترجیح دیتے ہیں لیکن الحمد للہ ایسے نفوس معدودے چند ہیں۔

مادر برطانیہ کو اپنے سپوت بچوں پر ناز کرنا چاہیئے اور وہ جس قدر فخر کرے بجا ہے

اُس کی اولاد نے اُس دستِ ستم کو قطع کرنے کے لئے اپنی جان و مال سے ایثار کیا

ہے جو روئے زمین پر چھا جانے والا تھا۔ سب کے آخر میں اپریل ۱۹۱۸ء میں ریاست ہائے

متحدہ امریکہ بھی لڑائی میں شریک ہوئیں اور اب وہ ہزاروں امریکیوں کی فوجیں

متحدین افواج کے پہلو پہ پہلو دشمن سے لڑنے کے واسطے فرانس میں اتار دی ہیں

اس جنگ میں تقریباً ہر ایک ملک شریک ہو گیا ہے اور لڑائیوں کی کثرت

اس قدر ہوئی ہے کہ ضروری اور اہم واقعات کو بھی عرض تحریر میں لانا دشوار ہے۔

ناروے، سویڈن، ڈنمارک اور ہالینڈ صرف ایسے ملک ہیں جو ابھی تک غیر جانبدار

ہیں بلجیم، روس، فرانس، برطانیہ اور اُس کی نوآبادیاں۔ جنوبی افریقہ، جاپان، سریلیا

ایطالیہ، یونان، رومانیہ، پرتغال ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور جنوبی امریکہ کی مخصوص قومیں  
حتیٰ کہ ملک چین آپس میں متحد ہو کر جرمنی، آسٹریا، ترکی اور بلغاریہ کی شقاوت و قساوت  
اور ظلم و جور کا مقابلہ کر رہی ہیں۔

ابتداء میں چند اہم لڑائیاں مغربی خطہ کارزار پر واقع ہوئیں بلجیم کے شہروں اور  
شکست مانس آبادی کا قلع و قمع کر کے جرمنی نے اس ملک میں سے فرانس پہنچنے  
کے لئے اپنا راستہ نکال لیا اور حصول مقصد کے واسطے جرمنوں

۱۹۱۴ء

نے لودیان کی یونیورسٹی جلاوی اور دردناک مظالم ڈھاتے ہوئے  
فرانس کی طرف بڑھ رہے تھے بقام مانس انھیں برطانیوں سے اور شارلی دوپرائیڈ  
سے مقابلہ کرنا پڑا۔ ۲۳ اگست ۱۹۱۴ء۔ چونکہ جرمنوں کا لشکر تھکا ہوا اور قوت میں برطانویوں  
اور فرانسیسی افواج سے بہت زیادہ مختا اس لئے پہلے لشکر نے دوسرے دو لشکروں  
کو پیچھے ہٹا کر فرانس کی طرف بڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ ۵ ستمبر کو اس کے  
اور پیرس کے درمیان چند میل کا فاصلہ باقی رہ گیا۔

اس کے بعد ہی لڑائی نے پٹا لکھا یا اور متحدین نے جارحانہ کارروائی شروع  
کر دی۔ مارن اور این کی لڑائیوں میں جرمن سپاہ کو کرائی غنڈوں  
میں مارجت کر گئے جس کے سبب سے تین سال تک مسلسل

مارن اور ایمٹ کی

لڑائیاں ۱۹۱۴ء

خندقوں کی جنگ جاری رہی ای پری (Ypres) کی پہلی اور  
دوسری لڑائیوں (۱۹۱۶ء) میں یہ قدیم و خوبصورت شہر ٹٹی کا تو وہ بن گیا۔ اس کی  
دوسری لڑائی میں جرمنوں نے پہلے پہل کثرت سے دم گھوٹنے والے گیس کے گولے  
متحدین کی سپاہ پر پھینک کر خصوصاً کینڈا کی فوج کو شدید نقصان پہنچایا۔

جنگ سوم میں جو جولائی سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۱۶ء میں ختم ہوئی برطانیوں  
نے پہلی دفعہ اپنے مشہور ٹینکس (Tanks) کا استعمال کر کے جرمنوں کے تارکے  
درائے سوم پرنکس کا نام اس تحکات اور بھاری بجاری توپوں کو چڑھانے کے زیر دستہ  
کیا جانا۔ ۱۹۱۶ء

لڑائی میں متحدین کی کامل قوت اور جنگ کو فتح کرنے کی قدرت کا  
پہلی مرتبہ انکار ہوا۔ اسی اثنا میں فرانسیسیوں نے کمال شجاعت و دانائی سے وردن کو

۱۹۱۴ء میں دشمنوں سے اس طرح بچا یا کہ وہ اُسی مقام پر پھنسے رہے اور پیرس کیلئے راستہ نہ نکال سکے۔

ان لڑائیوں کا دائرہ صرف زمین اور سمندر کی سطح تک محدود نہیں رہا بلکہ ہوا میں اور سطح آب کے نیچے بھی گھمسان کی لڑائیاں ہوئی ہیں۔ جب جرمن بحریہ کو سمندر بری اور ہوائی لڑائیاں میں چند مقامات پر خصوصاً جزائر فانگ لینڈ کے قریب ۱۹۱۳ء میں اور بمقام جٹ لینڈ ۱۹۱۶ء میں برطانیوں کے ہاتھ سے شکست فاش ہوئی اور برطانیہ کے جنگی جہازوں کا کھلی لڑائی میں خاتمہ کرنا دشوار ہوا تو اُس نے سخت البحر کشتیوں کا ایک کثیر بیڑا تیار کیا۔ فروری ۱۹۱۵ء میں جرمنوں نے جزائر برطانیہ کے اطراف ایک دو حلقہ خطرہ قرار دیدیا اور اس کے جواب میں ۱۵- مارچ ۱۹۱۵ء کو راکو کو حکومت برطانیہ نے کل جرمن بحری تجارت کے محاصرہ کا اعلان کر دیا۔ لیکن جرمنوں نے غرب و مغرب کے حدود سے نکل کر جہالت اختیار کی اور غیر جانب دار قوموں کے مال تجارت اور مسافروں کے جہازوں کو تارپیڈو سے اڑانا شروع کر دیا حتیٰ کہ بحر و صین کے جہازوں تک کو وہ غرق آب کر رہے ہیں خصوصاً

لوسیٹانیا کے۔ مئی ۱۹۱۵ء کے غرق آب ہونے سے تو دنیا کی قوموں میں سنسنی پیدا ہو گئی اور جرمنوں کی وحشیانہ حرکات نے اُن کی رگوں میں انسانی ہمدردی کے خون کو دوڑا دیا۔ اس پر بھی اُس نائنسٹم سے اب تک غیر مبارز اقوام کے جہازوں کو بھی جرمن برابر غرق کر رہے ہیں۔

ہوا میں تو اس جنگ نے اور بھی جھلک صورت اختیار کی ہے اور ہوائی میدان کارزار کے آلات حرب میں سب سے زیادہ کامیابی ایرو پلین نے حاصل کی ہے ہوائی کرہ میں بھی جرمنوں نے غیر مبارز لوگوں پر حملے کیے ہیں اور وہ انگریز جو اپنے وطن میں رہے اور جرمنوں کے مقابلے کو ملک کے باہر نہیں گئے پلینوں اور ایرو پلینوں کی گولہ باری سے جان و مال کا سخت نقصان اٹھتا رہے ہیں خصوصاً لندن پر ان آلات حرب نے سخت آفت برپا کر دی تھی جس کی وجہ سے برطانوی حکومت کو بمقتضائے فنون جنگ جہاں جہاں ضرورت ہوئی جرمن شہروں پر بمب کے گولے برساکر انتقام لینا پڑا۔

یورپ کے سوائے دوسرے ملکوں میں انگریزوں کو سخت معرکے کرنے پڑے اس جنگ سے جرمنی کا اصلی مقصد مشرق اور ہند کی تجارت پر اثر ڈالنا تھا اس بنا پر اس نے محاربات مشرقی ترکوں کو (۱۹۱۴ء میں) اور بلغاریوں کو (۱۹۱۵ء میں) برطانیہ کے خلاف شتمل کر کے اپنی طرفداری میں جنگ پر آمادہ کر لیا اس زمانے

سے مصر، صحرائے عرب، شام، جس کا ایک بہت بڑا حصہ فتح ہو گیا ہے) اور عراق عرب میں برطانوی فوجیں ترکوں سے آمادہ جنگ ہیں اور سب سے آخری صوبہ میں بغداد کے فتح ہونے سے جرمنوں کا شہر بغداد وریلوے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا رک گیا ہے۔ ۱۹۱۵ء میں برطانیہ نے ایک کثیر لشکر اور جنگی جہازات ترکوں سے لڑ کر روڈ وانیال میں بجز داخل ہونے اور قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کیے لیکن اس شہم کو ناکامی ہوئی اور برطانوی فوجیں (ستمبر ۱۹۱۵ء میں) سالیونیکا پلٹ آئیں اور یہاں فرانسیسیوں کے ساتھ آگے بڑھنے سے بلغاریوں کو روکتی رہیں اور بدقسمت اہل سرویا کی مدد کرنے میں جن کو ترک مستاصل کر رہے ہیں کوشش کی جونا کام رہی ہو

ایک دوسری اور بالکل جدا گانہ جنگ جنوبی افریقہ میں ہو رہی ہے انگریز اور بوئروں نے ملکر جرمنوں کو ان کے کل مقبوضات سے خارج کیا اور ان کی ایسی گت بنائی ہے کہ ان مقامات کو جرمنوں کا دوبارہ فتح کرنا ممکن نہیں ہو

ہرچند انگریزوں کو روس کی امداد و شرکت سے بڑی بڑی امیدیں تھیں اور اگرچہ روس اور اطالیہ روسی افواج کو ابتداً بڑی بڑی فتوحات نصیب ہوئیں لیکن ۱۹۱۶ء میں انھیں جرمن سپاہ نے بری طرح پسا کیا اور اس کے ساتھ ہی

پٹر و غراد میں انقلاب حکومت شروع ہو گیا، زار نے سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کی اور حکومت انتہا ورجہ کے اشتراکیوں کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ حکومت کا بدلنا تھا کہ اشتراکیوں نے جرمنی سے صلح کر لی اور اب وہ بالکل اس کے اختیار میں آگئے ہیں لیکن اس پر بھی پہلے کی سی حکومت قائم ہونے کے آثار پائے جاتے ہیں اطالیہ نے ۱۹۱۵ء میں ترکی سے شرکت کی اور اب تک لڑائی میں کامیاب رہا ہے لیکن جرمن فوجیں جو روسی انقلاب کے سبب سے روسی خطہ کارزار سے فارغ ہوئیں اب آسٹریا والوں کی مدد کر رہی ہیں جس کی بدولت آسٹریوی سپاہ اطالوی خطہ مدافعت کو توڑ کر وے نس

سے چند میل کے فاصلے پہنچ گئی ہے اور جرمنوں کے سیلاب فوج کو روکنے کے لیے توجہ  
اپنے لشکروں کو ایلطالیہ روانہ کر رہے ہیں جن کی امداد سے اُسے ۱۹۱۸ء میں آسٹریا پر  
ایک شاندار فتح حاصل ہوئی ہے اور امید قوی ہے کہ ایلطالیہ آسٹریوی حملہ کو ضرور پسپا  
کرے گا۔

جنگ شروع ہو کر یہ چوتھا سال ہے مگر خوشی کا مقام ہے کہ برطانوی سپاہ بہت  
نہیں ہے وہی پہلی امنگ ہے اور اُس کے قلوب فتح کی امید سے بریز رہے ہیں۔ انہوں  
جیکہ ہم اس جنگ عظیم کے مختصر واقعات کو القلم کر رہے ہیں جرمن فوجیں برطانوی اور  
فرانسیسی لشکروں کی سد کو توڑ کر پیرس پر دھاوا کر کے کی کوشش کر رہی ہیں اور چاہتی  
سفر میں جرمنوں کی ہیں کہ برطانوی سپاہ اور فرانسیسیوں کے درمیان خود حال ہو جائے  
جہاز کا کارروائی (۱۹۱۸ء میں) فرانسیسی اور امریکن اناج  
لے سو رسن کے جنوب میں انھیں شکست دیکر بھگا دیا اور شمالی  
خطہ کارزار پر برطانیہ اور بلجیئم کی فوجیں نہایت جرأت و ہمت اور

۱۹۱۸ء

استقلال و جوش سے قدم چائے ہوئے ہیں۔  
کی ان انگریزوں سے جو میدان جنگ میں نہیں بلکہ اپنے وطن میں ہیں حکومت  
کی مدد نہیں ہو سکتی؟ ہمارا جواب ہے کہ بے شک وہ گھر بیٹھے قوم کی ایسے نازک وقت  
میں امداد کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اپنی خوشی سے کسی قدر اٹھارے سے کام لیں۔ اگر وہ جان  
و مال سے اس جہانگ جنگ میں حکومت کی کمک نہیں کر سکتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ  
کم سے کم ضروریات زندگی میں وہ کفایت شعار بن جائیں، غذا اور تاپنے کی آگ کا  
بے موقع صرف نہ ہونے دیں اور بہت احتیاط سے ان چیزوں کا استعمال کریں۔ اسلئے  
کہ ان چیزوں کی برطانوی سپاہیوں اور طاہوں کو مقامات حرب میں بڑی ضرورت  
ہے اگر برطانیہ میں ضروریات زندگی کا صرف زیادہ ہوا تو حکومت میدان کارزار کے خلیان قوم  
کو یہ اشیا کس طرح پہنچا سکتی ہے خصوصاً ایسے نازک وقت میں جبکہ مال تجارت  
کے جہاز اگرچہ وہ غیر مبارز اقوام کے ہی کیوں ہوں شدت سے سخت البحر کشتیوں کے  
طفیل سمندر کی نذر ہو رہے ہیں۔ یہ چار ہی استدعا قوم کے خوشحال افراد سے مخفی لیکن  
ہم اب برطانیہ کے مزدور پیشہ لوگوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کے دلوں میں

حُب وطن کا دریا کیوں موج زن نہیں ہوتا۔ افسوس ہے کہ وہ ایسے ہیج ورجا کے زمانے میں اپنی اُجرت کے بڑھانے کی دھن میں لگے ہیں انکی ہر ایک ہر تال سے جنگ کو طول اور برطانوی۔ سپاہی و ملاحوں کے ہیج جان میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اس پر بھی ہم اس امر کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اہل برطانیہ دوسروں سے اشیاء کا سبق لے رہے ہیں روزانہ بیسیوں ثبوت اس بات کے مل رہے ہیں کہ برطانوی قوم کو جنگ کے فتح کرنے کی سچہ فکر ہے اور وہ اسطرح حرب کرنا چاہتی ہے کہ صفحہ ہستی پر اُس کا نام رہ جائے اور قوم کے بچے اور اُن کی آئندہ نسلیں موجودہ اہل برطانیہ سے بہتر حالت میں اور زیادہ امن کے ساتھ زندگی بسر کریں گے

تہت





# فہرست

## اسماءِ اشخاص و مقامات وغیرہ

متذکرہ تاریخ انگلستان مولفہ بجلے جبکا تلفظ اردو میں دکھلانا

مناسب معلوم ہوا

بہماظ حروف تہجی انگریزی

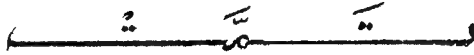
رسم الخط انگریزی	تلفظ بخط اردو	رسم الخط انگریزی	تلفظ بخط اردو
Bastwick	بیٹ وک -	Agincourt	{ (انگریزی) ہاجن کورٹ (فرانسیسی) آژن کور -
Bayeux	بایو -	Alphege	{ آلفیج - (انگریزی) الپی آئز (فرانسیسی) آمیان -
Bedford	بیڈ فرڈ -	Amiens	{ این شہزادی کلیئرڈ - ایک وی ٹین -
Belsome	بیل سَم -	Anne of Cleves	{ اسکویتھ - ایسٹ -
Berkshire	برک شِر -	Aquitaine	{ اسٹامبلن - بادا ہو تھہ -
Blois	بلوا -	Asquith	{ بیلپور (بالفور) - بارا ویز -
Borodino	بارا ویز -	Asser (R)	{
Borough	برو -	Augustine	{
Boulogne	بلوئن -	Badaios	{
Brétwalda	بریٹ والڈا -	Balpour	{
Bridgewater	بریج واٹر -		{
Bristol	برسٹل -		{

Constance	کانسٹنس -	Brithnoth	بریتھ ناتھ (نوتھ) -
Corunna	کارونا -	Brittany	برےٹانی -
Cowton Moor	کاؤٹن مور -	Brunswick	برنزویک -
Cromlech	کروملیک -	Brussels	برسلیز -
Danegold	ڈین گیلڈ -	Buchan	بچوکن -
Darnley	ڈارنلی -	Buenos Aires	برے نوں آئی ریس -
David Leslie	ڈے وڈلیزلی -	Burke	بروک -
Deira	ڈیرا -	Burton	برٹن -
Devon	ڈے وڈن -	Byng	بنگ -
Digges	ڈیگز -	Caedmon	کیڈمن -
Dublin	ڈبلن -	Cant-wara-byrig or	کینٹ واریگ -
Earl Thurkill	اےرل تھرکیل -	Kentmensborough	کینٹ مین بورو -
Edgehill	ایج ہل -	Caractacus	کیرک ایکس -
Edwin	ایڈورن -	Cardigon	کارڈیگن -
Egbert	اگ برٹ -	Carriek	کیرک -
Elbo (R.)	ایلب -	Celt	سیلت -
Eleanor	ایلی نار -	Chantory	چنٹری -
Elfrith	ایلفریٹھ -	Chepstow	چپسٹو -
Elgin	ایل گن -	Chichester	چیچسٹر -
Ely	ایلی -	Churchill	چرچل -
Ethelfled	ایٹھلفلڈ -	Cissancester	سیسن سیٹسٹر -
Ethelwulf	ایٹھلف -	Cnut	کنٹ -
Exeter	اک سے ٹرو -	Cadwallen	کیڈوالن -
Flanders	فلینڈرز -	Connaught	کان آٹ -
Friar Tuok	فریئر ٹوک -	Conrad	کان روڈ -

John Felton	جان فیلٹن -	Gaseony	گیسن کئی
John Pym	جان پیم -	Geoffrey	جیفری -
Josiah wedge wood	جوسیا ویدج ووڈ -	Ghent	گینٹ (درالسی) گان -
Jutes	جوٹ (نوم جوٹ) -	Gloucester	گلوسٹر -
Kenneth	کنے نچہ -	Godolphin	گادولفن -
La Rochelle	لاراشل -	Godwin	گادون -
Lanfranc	لین فرانک -	Guiana	گی آنا -
Leinster	لین اسٹر -	Gunhild	گرن ہیلڈ -
Leof	لی آف -	Harfleur	آرفلوئر -
Leslie, Alice	لینلی ایلیس -	Harold	ہیرلڈ -
Limerick	لیمیرک -	Hartha Canut	ہارٹا کانٹ -
Limoges	لی موژ -	Haselrig	ہیسل رگ -
Lincoln	لن کین -	Hastings	ہیسٹنگز -
Liverpool	لیورپول -	Henry Fitz Alwyn	ہنری فٹس آل ون -
Longchamp	لانگ شپ (درازا) -	Holles	ہولز -
Lothian	لوٹھی آن -	Hugh Maokay	ہیو میکے -
Madrid	میدرڈ -	Ida	آئی ڈا -
Maldon	مال ڈن -	Idwal	اڈوال -
Manchester	مینچسٹر -	Inverness	ان ورنیس -
Matilda	میٹلڈا -	James Van	جیمز فان -
Moulton	میولٹن -	Artevelde	آرٹے ویلڈ -
Milton	میلٹن -	Jarrow	جیرو -
Montague	مان ٹیکو -	Jeanne Dare	جان ڈی اگ -
Neville Cross	نیوویل کراس -	Jesuit	جے زڈیٹ -
Newark	نیوآرک -		

Ridolfi	ریڈالفی -	Norfolk	نارکٹ -
Robin Hood	رابن ہڈ -	Norwich	ناریچ -
Rolf	رالف -	Odo	اڈو -
Roven	روون -	Orinoco	آرینی نوکو -
Salamanjea	سلمانجکا -	Orleans	آورلی اینز -
Salisbury	سالسبری -	Osnabruck	آسنابریک -
Sandwich	سینڈویچ -	Ouse (R.)	اؤزہ -
Seine (R.)	سین -	Palatine	پالائین -
Shrewsbury	شروزبری -	Paulinus	پالینس -
Sir Christopher Wren	سر کرسٹوفرین -	Pembroke	پیمبروک -
Sir Henry Vane	سر ہنری وین -	Penda	پندا -
Somerset	سومرسیٹ -	Pennsylvania	پینسلوےیا -
Southey	سٹوڈی دسری، -	Pepys	پپسٹ اس پیپس -
Swegen	سویجین -	Perkin Warbeck	پیرکین واربیک -
Sweyn	سویون -	Piers Gaveston	پی آرس گاوےسٹن -
Swineshead Abbey	خاقاہ سوینسہڈ -	Pitt	پیٹ -
Teignmouth	ٹین مٹھ -	Poitow	پوٹو -
Thetford	تھٹفٹ -	Powick Bridge	پاوک بریج -
Tostig	ٹاسٹگٹ -	Priestly	پریسٹ لی -
Tower Hill	ٹاؤر ہل -	Prynne	پرن -
Tyreconnel	ٹیرکانل -	Quaker	کوے کڑ -
Utrecht	یوٹریکٹ -	Raleigh (Ralegh)	رالی (رالی) -
Verulum, Lord	لارڈ ویرولم -	Ralph Flambard	ریلف فلیمبارڈ -
Waltheof	وال تھیف -	Reynolds	رین الز (رین الڈز) -
Warwick	واروک -	Rhine (R.)	رھائن -

Wiltshire	ویلٹ شائر۔	Wat Tyler	واٹ ٹائی ٹلر۔
Winchester	وین چیسٹر۔	Wedmore	ویڈ مور۔
Wolfe	ولف۔	Wellesly	ویلسلی۔
Wolsey	ولزی۔	Wells	ویلز۔
Worcestershire	وروسٹر شائر۔	Wentworth	وینٹ ورث۔
Woodstock	وڈ اسٹاک۔	Weser (R.)	وسے رز۔
Wordsworth	ورڈز ورث۔	Wigmore	ویگ مور۔





# فہرست اصطلاحات

## تاریخ انگلستان برائے میٹریشن

Arbitration	تناقض	Abbot	نیس ہبان
Anarchy	عدم حکومت (مزاج)	Absolute	مطلق العنان
Archbishop	صدر اسقف	Act of Security	قانون طمانیت
Archdeacon	صدر شماس	Active conformity	مطابقت علی
Army air ships	فوجی ہوائی جہاز	Administrative County	حکومتی ضلع
Army and discipline Act	قانون تربیت و ضابطہ فوج	Administration	نظم و نسق
Assault and battery	حملہ اور زد و کوب	Administration of Justice	داد و رسی عدالتی
Assize	قوان قانون نامہ تحقیقات جوری	Affirmation	اقرار (صلح)
Assize of Arms	قانون اسلحہ	Alderman	شریک میرلید
Act (or Bill) of attainder	مخصوص قانون تفسیری	Aldermen	شرکاء میرلید
Attorney General.	صدر وکیل سرکار	Aliens Act	قانون اجانب
Ballot	قرع اندازی مخفی طریقہ کا وٹ	Allegiance	وفا شناری
Ballot Act	قانون قرعہ اندازی	Altar	قربان گاہ
Bankrupt	دیوالیہ	Anglican Church	مقررہ ہنگامہ انگلستان
Law of Bankruptcy	قانون دیوالیہ	Anglo-Saxon	سیکسن انگریز
Barony by tenure	برنی از روئے عطیہ	Appropriation of supplies	تخصیص رقوم



Calibacy	تجروہ	Barony by writ	برینی از روئے
Censorship of the press	نظارت مطابع	Benefit societies	شعۃ طلبہ نامہ
Central Government	{ حکومت مرکزی مد حکومت	Benefit of Clergy	انجمنائے امداد
Chamberlain	تشریفاتی بار سالار علم ہاکام	Benevolence	قرضہ خیرہ نذر
Character	عادات و اطوار	Bill	مسودہ قانون
Charter	سند شاہی	Bishop	اسقف
Chartered town	شہر شدیات	Board	مجلس محکمہ
Civil Officers	افسران قانونی	Board of Exchequer	مجلس مالیہ
Civil registration	اندراج قانونی	Board of Works	محکمہ تعمیرات
Coal Mines Act	قانون مادن خال	Book land	ارضی شخصی زمین ہندی
Confederacy	حکومت اجتماعی	Borough	شہر
Conservative	تدانت پسند	Bye-laws.	قانون مقامی (موضع)
Conservator of peace	ممانظراسن	Bretwalda	حاکم برطانیہ
Constable	شریف قصر شاہی قلعہ دار	Burial	تدفین
Constituency	حلقہ انتخاب	Cabal	جماعت سازشی
Constitution	دستور	Cabinet-closet	خلوت چھوٹا کمرہ
Constitutional	دستوری	Cabinet System	نظام کابینہ یا کابینہ
Conventicle	مجمع مصلیان	Cablegram	بحری تار برقی
Convocation	مجمع انتظامی اہل کنیسہ	Cannons	علمہ اسقف
Copy hold	نقل داری	Cannon law	قانون کلیسائی قانون بھی
Copyholder	نقل دار	Cauvassing	جستجوئے راستہ استعداد
Coroner	منقش اسباب ہلاکت	Cause of action	بنائے دعوی
Corporate body	{ جماعت سند یافتہ شخصیہ دایہ جماعت	Carrier of goods	برندہ مال
		Cathedral	کنیسہ اسقف

Customary law	قانون رسمی	Corporation	شخصیہ
Code of laws.	مجموعہ قوانین مضبوطہ	Corporate town	شخصیہ والا شہر
Colonial office	محکمہ نوآبادیات	Council of state	مجلس حل و عقد مجلس نظریہ
Commendation	رسم حوالہ	County	ضلع
Commission	اختیار حکم۔ پردادہ تقریر۔ نیابت مجلس	County Palatine	ضلع خود مختار
Commissioner	نائب قائم مقام	Court of Assize	عدالت اسایز
Composite	دو تہ مرکب	Criminal Appeal Act	قانون مراخصہ مقدمات فی جہاری
constitution		Cross Classification	تقسیم متبادل
Common land	اراضی شامانی	Court of Exchequer	عدالت مال
Common Law	قانون غیر مضموعہ	Court of the Common Pleas	عدالت دیوانی
Common Pleas	مقدمات یا ناٹا دیوانی	Curia Regis	عدالت شاہی
Common prayer book	عام کتاب صلوٰۃ	Chartism	خیالات فرقہ چارٹسٹ
Commons.	چراگاہ عام چراگاہ شامانی	Chartists	فرقہ چارٹسٹ طالبان (سند شہر)
Commons (The)	اراکین عوام دیار بریت انگلستان	Chivalry	فہرت و مردت (فہرست)
Common Wealth	درخاہ عام	Church	کلیسا۔ مذہب
Common Wealth	حکومت جمہوری	Church service	صلوٰۃ نصاریٰ
Communion	عشاء ربانی	Churchrate	معمول کلیسائی
Compurgation	تثبیت حلف	Church Wardens	ناظران کلیسا
Compurgators	مؤیدین حلف	Civil Government	حکومت نظم
Complex	مخلوط	Civil List	جیب خرچ شاہی۔ فہرت عہدہ داران علاقہ دیوانی
Confederation	اتحاد	Clergyman	پادری
Congregation	کلیسا مجمع مصلیا فرقہ مذہبی	Coalition Ministry	وزارت متفقہ

Disestablishment	موقوفی	Consecration	تقدیس یا بکریس
Dispensing Power	اقتدار استثناء	County	ضلع
Dissolution	برخاست (پارلیمنٹ)	County Council	مجلس ضلع
Distrain of	فوجی زمینداری	Coup'd e tat	واحدہ ناجبہ
Knighthood	کی قرتی	Death Duties	رسوم فوتی
Distribution of seats	تقسیم نشستیں	Deacon	شماس
Districts	اضلاع	Dead letter	قانون منسوخ لعل
Divine Right	نیابت الہی	Declaration of	استقرار مرادات
Division List	فہرست موافقین و مخالفین تحریک	Indulgence	استغفار حقوق
Doctrine of tenure	مسئلہ دھنیت و عطاء اراضی	Declaration of	سباحت و مشاورات
Doctrine of	مسئلہ استوار	Rights	زمین سیر
Transubstantiation		Deliberations	علاقہ مصرفاص
Domesday Book.	کتاب بدوایت	Demesne Land	شاہی سیر
Ecclesiastical order	آئین مذہبی	Demesne Lands	حکومت جمہوری
Ealdorman	نائب شاہ صوبہ دار گورنر	of the Crown	حاجی حکومت جمہوری
Elastic	مکمل التناوب	Democracy	جمہوری
Elective right or title	حق انتخاب	Democrat	سند دبا مصداق
Elective Franchise.	حق رائے	Democratic	مراسلہ سرکاری یا مہ سپا
Franchise	نسبت انتخاب	Degree (of a	ضلع اسقف یا صدر اسقف
Elector	انتخاب کنندہ منتخب	University)	آئین
Electorate	حلقہ انتخاب کنندگان	Despatch	محمول بلا واسطہ
Elementary education	تعلیم ابتدائی	Diocesc	انزالہ وقف
Entail	عظمت مشروط عطیہ منقطع	Dictum	
		Direct taxation	
		Disendowment	

Fee tail	ملک یا عرصہ مشروط و منقطع	Entente Cordiale	اتحاد قلبی
Fellow of a college	{ طالب علم و طلبہ یا ب امتیازی	Episcopal Government	{ حکومت استقنی
Federation	اتفاق و تنفیذ	Escheat	{ استرداد بازگشت حق بازگشت
Federal State	دولت متفقہ	Estate for life	حق یا جائداد و میراث
Fellowship	طلبہ امتیازی	Exclusive laws	{ قوانین محرومیت قوانین اخراج و حریان
Feudal dependant	جاگیردار	Excommunication	{ اخراج مذہبی
Feudal incidents	رسوم جاگیری	Executive Government	{ حکومت عاملانہ
Feudalism	خیالات نظام جاگیری	Ex-officio Oath	حلف منصب
Feudal lord	رئیس جاگیردار	Extreme republican	{ انتہائی جمہوریت پسند
Feudal Revenue	محل جاگیری	Extortion.	حصول باجبر
Feudal System	نظام جاگیری	Fee = Court fee	رسوم عدالت
Fine	جرمانہ	Fair criticism	احقر اض جائز
First Lord of the Admiralty	{ وزیر بحریہ	Fanaticism	تعصب شدید
First Lord of the Treasury	{ وزیر خزانہ	Fanaticism (religious)	{ جنون مذہبی
Flexible	ترمیم پذیر	Father-land	وطن آبائی
Folkland	زمین جمہوری	Faalty	اطاعت
Foreign Despatches	مراسلات خارجہ	Fee	جاگیر زمینداری زمین معانی
Finance	مالیہ	Fee Simple	ملک یا عطاء مطلق
Foreign office	محکمہ خارجہ		
Forfeiture	ضبطی		
Franchise	{ حق رائے دہی - رائے (ووٹ) دہی کا حق		

Round Heads	سر تراشیدہ - سر مثله طرفداران کرامویل د	Registrar-General of Birth Marriages and deaths	صدر نظام محکمہ ولادت وازدواج و مات
Rump (The)	تیمچٹ - فضلہ نام اراکین بقیہ شارٹ پارلیمنٹ	Relief	پیشکش نذرانہ
Sacramental Test	ازمایش عشاءے ربانی	Rental of the land	آمدنی الگروائی
Sanitary authorities	حکام صفائی یا حفظان صحت	Reporter	خبر نویس
Sanitation	حفظان صحت	Representation	نیابت نمایندگی
Schism Act (The)	قانون افتراق (مذہبی)	Representative	نائب نمایندہ
Secondary Education	تعلیم ثانوی	Representative Government	حکومت نیابیم
See	علاقہ یا تحت استغف یا صدر استغف	Republican	جمہوریت پسند
Secretary of State	وزیر سلطنت	Restoration (The)	عود شاہی
Secretary of State for Colonies	وزیر آبادیات	Revenue	محاصل
Secretary of State for India	وزیر ہند	Ratiner	دالہ دولت
Secretary of State for War.	وزیر جنگ	Revenue Stamp	گٹھت محلی
Self Government	حکومت خود اختیاری	Rigid	غیر نرم پذیر
Septinial Act (The)	قانون ہینٹ سالہ	Right to reputation	حق نیکنامی
		Royal	نظم و نسق دیا
		administration	انتظام شاہی
		Royal closet	خلوت شاہی
		Royalist	طرفدار شاہی
		Rotten borough	شہر ویران و خراب - شہر عمر آباد

King in Council	بادشاہ باجلاس کونسل	Indirect taxation	محصول با واسطہ
King in Parliament	بادشاہ باجلاس پارلیمنٹ	Informal	بیضابطہ غیر رسمی یا دہ
Knight	سوار	Innate rights	حقوق فطری
Knight-errant	مبارز دوآر	Inquest	تفتیش
Knighthood	طبقہ سوارز فوجی زمینداری	International	نمائش
Knight's fee	جاگیر سوارز	Exhibition	بین الاقوامی
Knight Service = Tenure	فوجی	Ireland	آئرستان
by Knight Service =	عطیہ	Irish	آئرستانی
Military tenure.	ارضی	Institutions	ادارہ قوانین - آئین
Knight tenure	فوجی زمینداری	Instrument of Government	دستاویر حکومت - آد حکمرانی
Labour Exchanges	صلوہ جات محنت	Interdict	حکم امتناعی پوپ
Land Lord	زمیندار - مالک زمین	Interest	حق نسبت یا منافع غیر منقولہ
	مالک خانہ - مستکر	Investiture	رسم تشریف یقراستفت
Land tax	محصول زمینی		منجانب پوپ
Land System	نظام زمینداری	Jacobites (L. Jacobus and Fr. James)	طرفداران - جمیٹوم
Land tenure	عطایا ارضی	Jesuits	فرقہ یعقوبی
Law of patent	قانون اشتراعات و منافع	Judge	قاضی
Law of Bankruptcy	قانون بطلان	Jurisdiction	اختیارات عدالت - استا
Lay man	دنیوی آدمی		مقامات - حدود ارضی
Lease	پٹہ		عدالت
Leasehold	پٹہ - پٹہ داری	Justice of the Peace	اعزازی ناظم فوجداری
Lease holder.	پٹہ دار		
Legal Provisions.	شرائط قانونی	Justiciar	صدر اعظم

Lords ordainers	امراء مقنن	Legate	سفیر پوپ
Lodger's franchise	{ حق رائے منزل گزین	Legislative innovations	{ تغییرات قانونی
Lord Chamberlain	تشریفاتی	Libel	ازالہ حیثیت عرفی - توہین تحریری
Lord Chancellor	{ ناظم عدالت کیوٹی (ونصفت)	Liberal Education	{ تعلیم درسی و اخلاقی
Lord High Admiral	صدر البحر	Liberal party	{ فرقہ حامی آزادی
Lord High Chancellor	{ میجر مجلس عدالت عالیہ قاضی القضاة	Liberty of the Press	{ فرقہ جدت پسند آزادی مطابع
Lord Lieutenant	نائب السلطنت	Liege lord	رئیس نامرد و اجیلا طاعت
Lord President of the Privy Council	{ میشرشار	Licensing Act (The)	{ قانون اجازت نامہ
Lord Protector	حامی سلطنت	Life interest	حق یا جائیداد میں حیات
Lord's anointed	برگزیدہ الہ	Light house	منارہ بھریہ
Lords Spiritual	امراء دینی	Liturgy	{ طریقہ عبادت قومی اداکر رسم عشائے ربانی
Lords Temporal	امراء دنیوی	Local administration	{ حکومت مقامی
Lunatic Asylum	دارالجانین	Local authority	حاکم مقامی
Magna Charta	سند اعظم	Local Community	جماہ مقامی
Manor	پرگنہ - جاگیر	Local Government	{ حکومت مقامی
Maritime adventures	{ وقائع سیاحت بحری	Local institutions	{ ادارات مقامی
Marriage	رسم تزویج عقد نکاح		
Marriage Act	قانون ازدواج		
Marriage by civil registration	{ تزویج بدربار اندراج قانونی		

Municipal reform	اصلاح بلدیہ	Marshall	سپہ سالار
Mutiny Act	قانون غدر	Martial law	قانون حربی
National assembly	{ مجلس قومی مجلس ملتہ	Matriculation	شرکت جامہ
National	{ حکومت قومی	Mayor	میر بلد
administration		Mechanics Institute	{ انجمن تعلیم کارگیران
National Covenant	{ عہد نامہ قومی	Merchant	{ جہازات تجارت تجارتی جہاز
(The)	{ داخل ملکی جماعت قومی	shippings	قرون وسطیٰ از منہ وسطیٰ
National purse		Middle Ages.	
Natural rights	حقوق فطرتی	Military tenure	علمی خدمت فوجی
Navigations laws	قانون ملاچی	Militia =	فوج ردیف
Navy	بحریہ بحریہ بحری	National Army.	{ فوج قومی انجمن وفا حق
Neolithic age	زمانہ بحریہ جدید	Miner's	{ مزدوران معدن انگلستان حالیہ
Nuisances	امور باعث تکلیف	Federation	
Occasional	{ مطابقت اتفاقیہ	Modern England	حکومت شخصی
confirmity		Monarchy	
Occupier	قابض	Money bill	مسودہ قانون مالیہ (مسودہ مالیات)
Officers of the	{ افسران میوات شاہی	Money market	صرافہ بازار زر
Royal household		Mortmain	بدست مردہ
Opening of	{ افتتاح پارلیمنٹ	Mote	مجلس
Parliament		Mouthpiece =	وکیل
Opposition	ارکان مقابلہ فریق مقابل	spokesman	{ نمائندہ بلدیہ والا شہر
Ordeal	آزمائش غیبی	Municipal borough	{ شخصیات بلدیہ بلدیات سند یافتہ
Ordinance	فرمان	Municipal	
Overrule	بطلان یا رد فیصلہ	Corporations	



Petition of Rights	قانون حقوق	Overseers of the Poor	ناظران مفلسین
Palace men	ملازمان شاهی	Palæolithic age	زمانه حجر قدیم
Pleas of the Crown	مقدمات فوجداری	Parish Council	مجلس پیرش
Pocket borough	جیب پیکر شهر	Parish rural	دیواری پیرش
Political institutions	ادارات سیاسی	Parish Urban	شهری پیرش
Poor Law	قانون مفلسین	Parson	پادری متولی
Poor Relief	امداد مفلسین	Party Chief	سردار فرقه
Popular assembly	مجلس ملی	Party in a Minority	فرقه قلیل
Popular Court	مجلس قومی	Party System	نظام فرقه بندی
Preferment	مناش مذہبی منصب	Party in a Majority	فرقه اکثر
Prelate	رئیس کشیس	Party Government	فرقه بندی
Preliminaries	مقدمات صلح	Party having Majority in the House of Commons	بیت الدوام کا برسر حکومت فرقه
Prerogative of Mercy of Pardon	شاهی امتیاز معافی و رحم	Passive obedience.	یا فرقه اکثر اطاعت غیر مخالفانه
President	میزر	Patent	اطاعت تامه
President of the Board of Trade	میزر تجارت	Law of Patents	سند ایجاد سند حق اختراع
President of the Board of Education	میزر تعلیمات	Peerage Bill	قانون اختراعات و صنائع
		Penal Statute	مسوده قانون امارت
		Pensioner	قانون تعزیری
		Peter's Pence	وظیفہ یاب
			خراج پطرس

Public credit	اعتبار قومی - سرکاری	President of the Local Government	میر مجلس حکومت
Public Expenditure	اعتبار مصارف ملکی	Board	مقامی
Public Health Act	قانون صحت عامہ	Prince Consort	عقہ التاج
Public Interest	رفاہ عام	Prince of Wales	ولیم ہد برطانیہ
Public officers	عہدہ داران سرکاری	Private business	کار شخصی - نج
Public opinion	رائے عام	Privileged	کے کام
Public Purse	جھیل ملکی	Communications	بیانات انتخابی
Public Spirit	رفاہ قومی	Privy Council	مستشار شاہی
Public Trustee	امین سرکاری	Privy Councillor	رکن مستشار شاہی
Qualifications for the franchise	شرائط اہلیت رائے زنی	Progressive party	فرد ترقی پسند
Question of fact	امروا حقیقی	Presentment	چالان
Question of Law	امروا قانونی	Property qualifications	شرائط ملکی
Quinquennial Act (The)	قانون پنج سالہ	Prorogation	التوا بکثر شاہی
Ratification.	توثیق منظوری	Protection of Children Act	قانون حمایت اطفال
Rector	معاون کلیسا	Protector (Lord)	نائب السلطنت حامی سلطنت
Redistribution of Seats Act	قانون تقسیم کرسی ناائین	Protectorate	حکومت زیر حمایت
Reform Act (The)	قانون اصلاح	Provisions of Oxford	دستور (معاہدہ) جینا
Reformation (The)	اصلاح (مذہب)	Proxy	اکسفرڈ مرتب ہوا
		Public affairs	نائب نظام متنا
			امور ملکی پیام سلطنت

Round Heads	سر تراشیدہ - سر مشہد طرفداران کرامویل و جمہوریت	Registrar-General of Birth Marriages and deaths	صدر نظم محکمہ ولادت وازدواج و مات
Rump (The)	تلمچٹ - فضلہ نام اراکین بقیہ شارٹ پارلیمنٹ	Relief	پیشکش نذرانہ
Sacramental Test	آزمائش عشاءے ربانی	Rental of the land	آمدنی مالگروای
Sanitary authorities	حکام صفائی یا حفظان صحت	Reporter	خبر نویس
Sanitation	حفظان صحت	Representation	نیابت نمایندگی
Schism Act (The)	قانون افتراق (دینی)	Representative	نائب نمایندہ
Secondary Education	تعلیم ثانوی	Representative Government	حکومت نیابیم
See	علاقہ یا تحت استغف یا صدر استغف	Republican	جمہوریت پسند
Secretary of State	وزیر سلطنت	Restoration (The)	عود شاہی
Secretary of State for Colonies	وزیر آبادیات	Revenue	محاصل
Secretary of State for India	وزیر ہند	Ratiner	دالیشہ دولت
Secretary of State for War.	وزیر جنگ	Revenue Stamp	کلمت محلی
Self Government	حکومت خود اختیاری	Rigid	غیر نرم پذیر
Septinial Act (The)	قانون نہ سالہ	Right to reputation	حق نیکنامی
		Royal administration	نظم و نسق دریا (انتظام شاہی)
		Royal closet	خلوت شاہی
		Royalist	طرفدار شاہی
		Rotten borough	شہر ویران و خراب - شہر غیر آباد

Subsidy	مخصوص اشیائے تجارتی کا محصول کر دہ گیری	Serf	غلام زرعی یا غیر آزاد انسان
Super tax	محصول بالائی	Set Speeches	پر یکمل اور مصنوعی تقریریں
Supreme Court	عدالت العالیہ	Settlement Act	قانونِ تخت
of Justice		(The)	قاج
Supreme	صدر حکومت	Shire	ضلع
Government		Shipmoney	محصول بحریہ - نہرہا
Supreme Power	حکومت اعلیٰ	Shorthand	اختصار نویسی
Suspending	قانون کو معطل کرنے	Shorthand writer	اختصار نویس
power	کا اختیار - التا	Sicily	سقلیہ
Taxation	اجرائے محصولات	Simple esquires	ادنیٰ درجے کے خزان
Technical	تقدیم منست	Sinecurist	مفت باش
Education	و حرقت	Simple	بسط
Tenant-	کاشتکار یا اسامی قابض -	Small Holdings	قانون
Farmer	رعیت	& allotments Act	اراضی
Tenant-framing	رعیت داری		و قطع
Tenant-in-Chief.	اعلیٰ اسطی	Socialist	اشتراکی
	جاگیر دار	Speakers	مقرین
Tenure	عطیہ ارضی	Socage tenure	عطیہ زرعی
Test Act (The)	قانون آزمائش	Solemn affirmation	اقوار صاع
Thanes =	دندیان ہندو آزما	Statistical Survey	مندوبست
Thegns	مصاحبان جنگی		پہاوش عددی
Territorial Forces	افواج مقامی	Statistics	اعداد
Title-deed	دستاویز حقیت	Statute Book	کتابق اینج موضع
Toleration	قانون رواداری	Statute of	قانون انتباہ
Act (The)	مذاہب	Premunire	
Tory	فرقہ قدامت پسند	Subscription	دستخط - دستخطی خرید

Vassal	وابستہ	Tory	حکومت فرقہ قدامت پسند
Venue	مقام داردات	Government	{
Vestry	مجلس انتظامی کلیسا	Township	موضع قصبہ
Voto	اختیار نامنظوری	Trades disputes	{ قانون نزاعات
Vicar	ناظر بگھبان کلیسا	Act	{ کاریگران
Vice-President	نائب رئیس مجلس	Trades Unions	{ اتحادات تجارتی
Villain	غلام زرعی غلام زراعتی کیساں پر آزاد	Traffic	مال تجارت حمل و نقل انسان مال
Volunteer	رضاکار		{ تحقیقات بذریعہ
Vote	رائے رائے زنی	Trial by battle	{ جنگ و جدل
Vote Supply (to)	مصارف ملی کو منظور کرنا	Trial by	{ تحقیقات بذریعہ امتحان
War Office	محکمہ جنگ	Ordeal	{ (آب آتش)
Westminster	{ خانقاہ ویسٹ منسٹر	Trinnial Act (The)	قانون رسالہ
Abbey		Triple Entente	اتحاد ثلاثہ
Witana	ارکان مجلس عظمیٰ	Turning point	نقطہ انقلابی
Witenagemot	مجلس عظمیٰ	Under-Kings	سلطانین کم مرتبہ
Woman's	{ مسودہ قانون اے ڈی	Unemployment	{ بیمہ بیروزگاری
Enfranchise Bill	{ انات	Insurance	{
Working	{ کثرت موثرہ کثرت عاملہ	Uniformity (Act of)	قانون یک رنگی
Majority	{ فرقہ کثیر	Unionist party	فرقہ اتفاق پسند
Workmen's	{ قانون تاوان	Unit of	{ حکومت کا پلانزیمہ
Compensation Act	{ ملازم و مزدور	Administration	{ سب سے چھوٹا
Yeoman	زمیندار کیساں سپاہی تحفظ		{ رقبہ حکومت
Yeomanry	فرقہ زمینداران اسوار پنج تحفظ	Unitary	{ دستور انفرادی
Zoological	{ برکتہ الحیوانات	Constitution	{
garden		Upstart	نود دولت

# صحت نامہ تاریخ انگلستان

نمبر	اسم	نظم	نمبر	اسم	نظم	نمبر	اسم
۱	۲	۳	۱	۲	۳	۱	۲
۳	۲۰	ب"سک"	۳۰	۲۵	از سرے نو	از سرے نو	۴
۱۳	۲	آباد و اجداد	۳۵	۱۵	ولیکس	ولیکس	۳
۱۵	۱۲	سلیوگ	۵۳	۸	ولیم ثانی	ولیم ثانی	۳
۱۶	۴	ایکس	۵۳	۸	ولادت ۱۹۶۰ء	ولادت ۱۹۶۰ء	۳
۲۰	۱۳	مسچی	۶۲	۴	اسقف راجہ	اسقف راجہ	۳
۲۱	۴	تجمل	۶۲	۶	راجہ	راجہ	۳
۲۳	۹	ایکس	۶۲	۲۱	شہر دویہ	شہر دویہ	۳
۲۵	۴	ولیکس ایکس	۶۲	۴	راجہ	راجہ	۳
۲۶	۱۳	ولیکس	۶۲	۲۱	شہر دویہ	شہر دویہ	۳
۲۶	۲۱	ایچلرڈ	۸۲	۱۲	سکاگنی	سکاگنی	۳
۲۶	۲۲	ولیکس	۸۸	۲	۱۱۱۱ء	۱۱۱۱ء	۳
۲۶	۲۵	ایچلرڈ	۸۸	۱۲	فرانس ہنری	فرانس ہنری	۳
۲۸	۴	~	۸۸	۲۳	ہنسلڈن	ہنسلڈن	۳

نمبر	سطر	خط	مجموعہ	نمبر	سطر	خط	مجموعہ
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۲۳	۱۲	ڈپٹا تا	۲۳۱	۱۱	فمیس	فمیس	۲
۱۲۶	۱۳	تینیس	۲۵۴	۶	۱۱۱۱۱۱	۱۱۱۱۱۱	۳
۱۲۸	۶	ہوے	۲۵۵	۲	ہمپین	ہمپین	۲
۱۳۰	۱۳	مربع	۲۴۲	۲۳	لاڈ	لاڈ	۲۴
۱۳۰	۸	اگر	۲۴۳	۲۵	لاڈ	لاڈ	۲۵
۱۳۶	۴	تنگ سے	۲۴۴	۵	لاڈ	لاڈ	۲۴
۱۵۲	۱۳	شاہ جان کی	۲۴۵	۲۵	لاڈ	لاڈ	۲۵
۱۵۳	۱	کرنے کی	۲۴۶	۱۲	لاڈ	لاڈ	۱۲
۱۶۱	۱۵	ششم اور شاہ	۲۴۶	۱۵	لاڈ	لاڈ	۱۵
۱۶۳	۲۰	مہام سلطنت	۲۴۶	۶	لاڈ	لاڈ	۶
۱۶۴	۱۱	دودہ	۲۴۶	۱۲	لاڈ	لاڈ	۱۲
۱۸۵	۱۶	امیری	۲۴۸	۱۰	لاڈ	لاڈ	۱۰
۱۹۲	۱۳	بوڈٹ	۲۸۰	۲۵	ہوا ابوہ	ہوا ابوہ	۲۵
۲۰۱	۱	شمر	۲۸۱	۹	لاڈ	لاڈ	۹
۲۰۲	۶	۱۹۲۹ء	۲۸۱	۱۳	دیوانی	دیوانی	۱۳
۲۰۳	۶	امیر اگان	۲۸۲	۱۳	قائم لی	قائم لی	۱۳
۲۰۳	۹	کتیران	۲۹۶	۱۰	ٹراپ	ٹراپ	۱۰
۲۰۴	۲۰	اونگھنے	۲۹۶	۲۴	مقاصد	مقاصد	۲۴
۲۱۶	۱۳	شناسی	۳۰۱	۱	انگلستان	انگلستان	۱
۲۲۹	۲۵	سرشتہ	۳۰۴	۲۳	خانقاہ	خانقاہ	۲۳
۲۳۵	۲	قبیس حلقہ	۳۱۲	۱۹	ہزار	ہزار	۱۹

صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۲۳۷	۲۳۷	۱۷	۲۵۶	کی تھی	کی نہ تھی	۲۳۷	۲۳۷
۲۳۹	۲۳۹	۲۳	۲۸۷	نے	کے	۲۳۹	۲۳۹
۳۵۵	۳۵۵	۴	۲۹۸	ہر دفعہ	ہر دفعہ	۹	۳۵۵
۳۶۰	۳۶۰	۳	۵۰۳	ترکیب	ترتیب	۳	۳۶۰
۳۶۳	۳۶۳	۸	۵۰۷	میں ہیں	میں ہیں	۸	۳۶۳
۳۸۰	۳۸۰	۱۰	۵۱۶	شال ہے	شال پر	۱۰	۳۸۰
۳۸۵	۳۸۵	۱۲	۵۱۸	الکھ	الکھ	۱۲	۳۸۵
۳۹۰	۳۹۰	۱۳	۵۲۶	ایسی	ایسی	۱۳	۳۹۰
۴۰۶	۴۰۶	۱	۵۳۶	سات	ساتھ	۱	۴۰۶
۴۴۷	۴۴۷	۱۰	۵۵۰	۸۰۰	۸۰۰	۱۰	۴۴۷
۴۴۹	۴۴۹	۲۱	۵۵۱	بیڑے کو	بیڑے	۲۱	۴۴۹
۴۵۰	۴۵۰	۵	۵۵۱	برآ	برآمد	۵	۴۵۰
۴۵۱	۴۵۱	۳	۵۵۲	فرائی	فرائی	۳	۴۵۱

دیکھو



